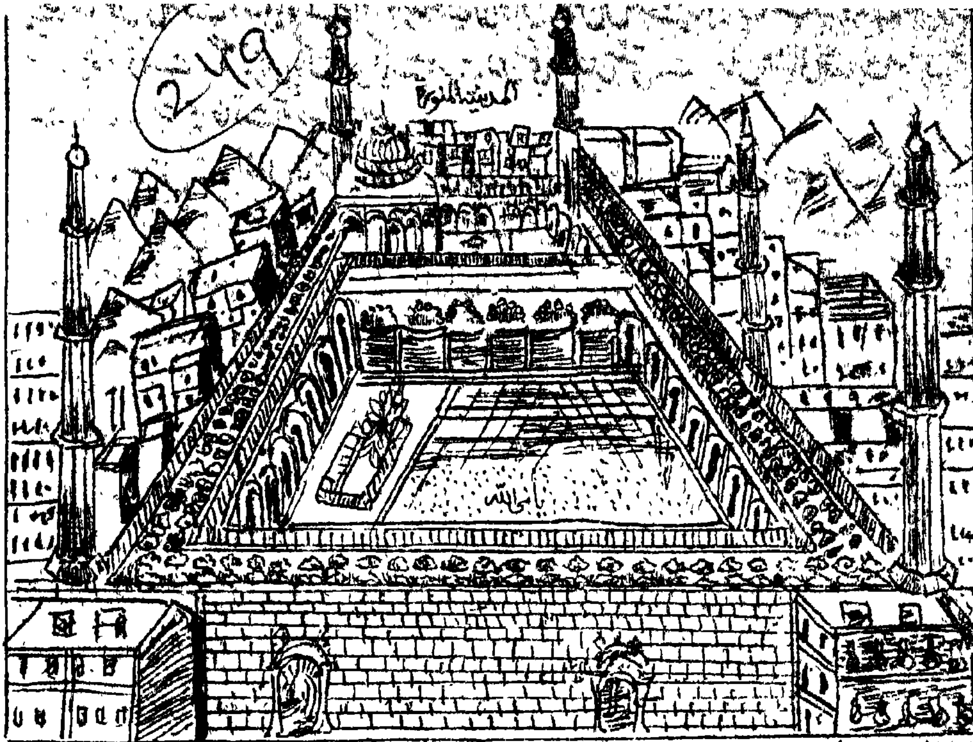


ز خاک اے لالۂ سیراب برخیز
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
بروں آور سر از برد یمانی
کہ روئے نشت صبح زندگانی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ

اہلسنت کا مذہبی اخلاقی ماہوار رسالہ

السواد الاعظم

جلد ۳ نمبر ۱

1345-46

قیمت سالانہ ایک روپیہ

مدیر مولانا عمر نعیمی

المطبع النعیمی الواقع فی بلدۃ مراد آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

السواد الاعظم

عہد سابق

"السواد الاعظم" نے اپنے عہد سابق میں باوجود مخالفتوں کی تند و تیز ہواؤں کے جس ثابت قدمی اور استقلال سے ملک و ملت کی شایان خدمتیں انجام دی ہیں اور جیسا نادر علمی۔ ادبی۔ معاشرتی۔ ذخیرہ بہم پہونچایا ہے۔ اس کا ذوق ناظرین کو آجتک محظوظ کر رہا ہے۔ اور برابر السواد الاعظم کے دوبارہ جاری کرنیکی درخواستیں اطراف ملک سے آ رہی ہیں:۔

سابق میں جو السواد الاعظم کیوجہ سے مالی نقصان برداشت کرنا پڑا وہ اوسکے دوبارہ اجراء سے مانع تھا لیکن شائقین کی تمناؤں کا ہجوم غالب ہوا اور عہد حاضر کے حوادث اور طرح طرح کے فتن اور مسلمانوں کی گوناگوں پریشانیاں باعث ہوئیں کہ اونکی اصلاح اور رہنمائی کے لئے پھر ایسے مفید اور کارآمد پرچہ کو جاری کر دیا جائے جو اپنی خصوصیتوں میں یگانہ اور فرد ہے اور جسکے ذریعہ سے مسلمان ضروری معلومات حاصل کر کے صحیح راہ عمل اختیار کر سکتے ہیں۔ اقوام کی ترقی کا مدار صحیح معلومات پر ہے۔ ہر قوم کے پاس متعدد پرچے ہیں۔ مسلمان صرف مسلمان اور خالص اہل سنت غفلت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اور اونھیں دنیا اور مافیہا کے حوادث اور اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے آگاہی نہیں ہے ان ضرورت کا احساس اور احباب کی فرمائشوں کا لحاظ کر کے پھر دوبارہ السواد الاعظم جاری کیا جاتا ہے۔ اور اس مرتبہ اشاعت عام کرنیکی غرض سے قیمت صرف عہ۔ ایک روپیہ سالانہ مقرر کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ اس مبارک رسالہ کا یہ عہد بہر حیثیت سابق سے فائق ہوگا ہمدردان اسلام جہانتک اسکی توسیع اشاعت میں سعی فرمائیں گے اونکی اپنی زندگی اور ملی احساس کا ثبوت ہوگا۔ مذکورہ بالا قیمت مصارف کی کفالت کے لئے ناکافی ہے۔ تاہم فائدہ عام کو ہم دوام پر ترجیح دیتے ہیں۔ ہم اتنا ہی کر سکتے تھے۔ اب آیندہ اس کا زندہ اور باقی رکھنا عالم اسباب میں مسلمانوں کی ہمت و حوصلہ اور فرض شناسی پر موقوف ہے۔

(مدیر)

فہرست مضامین

کتاب مجید کی تفسیر

عربی فارسی میں قرآن پاک کی اسقدر تفسیریں ہیں کہ اگر وہ سب ایک جگہ جمع کیجائیں تو ایک عظیم الشان عمارت ان ہی سے لبریز ہو جائے اردو میں بھی بہت تفاسیر ہیں گو علوم قرآنی کی نہایت نہیں۔ ہر صاحب فضل اپنی رسائی تک اوس سے کسب علوم کرتا ہے اور ہر فن کا ماہر اپنی فن کو قرآن پاک سے ثابت کرنے میں انتہائی جد و جہد صرف کرتا ہے پھر بھی اپنے آپ کو اس بحر ذخار کے ساحل ہی پر دیکھتا ہے۔ کتاب الہی کی [illegible] زمانہ گذرتا ہے اور وقت نئے نئے رنگ بدلتا رہتا ہے۔ ایک دور کے بعد دوسرا دور آتا ہے تو دنیا کی زندگی دوسرا [illegible] ہو جاتی ہے۔ ایک زمانہ میں ہاتھ کا [illegible] کرتے تھے [illegible] ستاروں کے لئے [illegible] استطاعت [illegible] کی دن میں [illegible] سامان سفر میسر تھے [illegible] کے حال سے [illegible] رہتا تھا [illegible] آج [illegible] سے ہر قدم [illegible] ہر قسم کی صنعت [illegible] نئی [illegible] جاتی ہیں۔ ہزاروں عجیب و غریب [illegible] ترقی میں سائنس کا عروج ہے۔ نئی خیالات دماغوں میں جگہ کرتے جاتے ہیں۔ یورپ کی معاشرت دنیا اختیار کر رہی ہے۔ پرانی قومیں اپنے فرسودہ مذاہب کو [illegible] آب و رنگ سے ملمع کر کے [illegible] کے سامنے پیش کر رہی ہیں۔ زمانہ جتنا بدلتا رہتا ہے اور جتنا دنیا نئے سر و سامان کے ساتھ اسلام سے مقابل ہوتی ہے۔ کبھی یونانی فلسفہ کا زور تھا۔ [illegible] بنا کر اسلام کے مقابل آرہے تھے کبھی مغربی اور ہندوستانی دین حق کے مقابلہ کے لئے [illegible] نعرہ لگا رہے تھے۔ غرض مختلف زمانوں میں مختلف قسم کے دشمن رہے۔ اسلام کو دوچار ہونا پڑا جن میں سے ایک [illegible] اپنی طاقت سے اسلام کی روحانیت کو شکست دے سکا [illegible] مسلمانوں کو ایک [illegible] ضرورت [illegible] نصیحت میں [illegible] کتاب [illegible] طاقت ہے [illegible] اسکا علاج اس قدر جامع ہے [illegible] جب کوئی [illegible] قرآن [illegible] آج بھی جتنی مشکلات کا سامنا ہے اونکی مدافعت کے لئے ہمیں [illegible] ممالک میں [illegible] قرآن پاک [illegible] روحانیت سے دنیا کو [illegible] موجودہ زمانہ کی نمائشی چمک دمک نے ملمع کرنیوالے حقانیت کی ایک نمائش ہو رہی ہے۔ [illegible] مگر اس [illegible] کرنے اور اس میدان کو جیتنے کے لئے ضرورت ہے کہ زمانہ موجودہ کے تجربات [illegible] سے باخبر دین کا متبحر عالم قرآن پاک کی طرف دست طلب دراز کرے۔ اور وہ اس زمانہ کی ضرورت کو ملحوظ رکھکر قرآن پاک کے وہ علوم پیش کرے جو آج دنیا کو [illegible] میں مسلمانوں کی رہبری کریں اور مخالفین اسلام کو اگر وہ چشم بینا رکھتے ہوں تو اس سے خوب سے فیضیاب کریں ورنہ حیران و ششدر بنا دیں۔ ہر باطل کا پردہ فاش ہو جائے۔ اور صراط مستقیم واضح ہو۔ اس وقت جہاں تک میری نظر کام کرتی ہے ایسی کوئی تفسیر نہیں ہے۔ اسلئے صدر الافاضل حامی اسلام حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دامت برکاتہم سے استدعا کی ہے اور وہ خود بھی اس ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ لیکن وقت کی قلت مشاغل کی کثرت ان دونوں کے علاوہ اور بہت سے امور ایسے مانع اور حائل ہیں کہ باوجود اس مشکل تر کام کا انجام دینا دشوار معلوم ہوتا ہے مگر اللہ تعالی کے فضل کے بھروسہ پر شروع کر دیا۔ اور سورہ فاتحہ کی تفسیر پہلی مرتبہ میں [illegible] میں پیش کرتا ہوں۔ اسکے لطف بیان و [illegible] حقائق [illegible] محققانہ انداز اور دیگر خصوصیات جو میری ثنا و صفت سے بہت زیادہ ہیں کچھ خود مطالعہ سے معلوم ہونگی۔ میں بہترین نعمت سمجھکر آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں

تفسیر سورہ فاتحہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

سورہ فاتحہ کے اسماء اس سورہ مبارکہ کے متعدد نام ہیں (۱) فاتحہ (۲) فاتحۃ الکتاب (۳) ام القرآن۔ (۴) سورۃ الکنز (۵) کافیہ (۶) وافیہ (۷) شافیہ (۸) شفاء (۹) سبع مثانی (۱۰) نور (۱۱) رقیہ (۱۲) سورۃ الحمد (۱۳) سورۃ الدعا (۱۴) تعلیم المسالہ (۱۵) سورۃ المناجاۃ (۱۶) سورۃ التفویض (۱۷) سورۃ السوال (۱۸) ام الکتاب (۱۹) فاتحۃ القرآن (۲۰) سورۃ الصلوٰۃ۔ (صادی حاشیہ جلالین)

نزول

یہ سورہ مبارکہ مکہ مکرمہ اور بعض کے نزدیک مدینہ طیبہ اور بعض کے نزدیک دونوں میں نازل ہوئی مکہ مکرمہ میں نماز کی فرضیت کے وقت اور مدینہ طیبہ میں تحویل قبلہ کے وقت۔

عمرو بن شرجیل سے منقول ہے کہ حضور انور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔ میں ایک ندا سنا کرتا ہوں جس میں اقرأ کہا جاتا ہے۔ ورقہ ابن نوفل کو اس کی خبر دی گئی۔ انہوں نے عرض کیا کہ جب یہ ندا آئے آپ باطمینان سنیں۔ اس کے بعد حضرت جبریل نے حضور علیہ الصلوٰۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا فرمائیے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورۃ نزول میں بھی پہلی سورت ہے۔

مگر دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سورۃ اقرأ نازل ہوئی بہر تقدیر وحی کی ابتدا اور تنزیل جلیل کا آغاز کلمہ اقرأ سے ہے جس کے معنی ہیں پڑھئے تو اب جو کلام اس کے بعد ہے وہ بندے کی زبان سے تعلیماً ہے جیسا سعادتمند طالبعلم کو مربی استاد تلقین کرتا ہے۔ اسی لئے مفسرین اس کے اول کلمہ قولوا مقدر مانتے ہیں اور اگر یہ تقدیر وبیان نہ بھی ہوتا تو مقام تعلیم اسی کا مقتضی تھا کہ بندے کو اوسکی زبان میں حمد وثنا کرنا سکھایا جائے۔

سورہ فاتحہ کے احکام

اس سورۃ کا نماز میں پڑھنا واجب ہے۔ لیکن امام ومنفرد کے لئے تو حقیقۃً یعنی اپنی زبان سے اور مقتدی کے لئے بقرات حکمیہ یعنی امام کی زبان سے صحیح حدیث شریف میں وارد ہوا قراءۃ الامام لہ قراءۃ امام کا پڑھنا ہی مقتدی کا پڑھنا ہے اور مقتدی پر خاموش رہنا اور امام کی قرات کا سننا واجب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا جب قرآن پاک پڑھا جائے اوسکو سنو اور خاموش رہو۔ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ یہ آیت نماز کے حق میں نازل ہوئی مسلم شریف کی حدیث ہے اذا قرأ فانصتوا جب امام قرات کرے تم خاموش رہو۔ امام جعفر طحاوی نے شرح معانی الآثار میں حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من صلی رکعۃ لم یقرأ فیھا

ابن سعود نجدی کو مناظرہ کا اعلان

نجدی اور اوسکی ذریت کے وحشیانہ افعال مسجدوں مقبروں کا انہدام شعائر و آثار کی بے حرمتی و توہین۔ بے گناہ مسلمانوں کا قتل و غارت ارض حجاز پر ظالمانہ قبضہ و تسلط ان خونخوار ظالموں کے وہ ستمگارانہ افعال ہیں جنہوں نے عالم اسلام میں تلاطم پیدا کر دیا ہے۔ ہر دل تھرا اٹھا اور ہر آنکھ خونچکاں بنا دی ہے۔ اسپر بھی آجتک ابن سعود اور اوسکے حامیوں کو ان فتنہ انگیزیوں پر ندامت و شرمندگی نہیں ہے۔ بلکہ وہ ان وحشیانہ و ظالمانہ افعال کو **شریعت کا اتباع** اور اپنے **علما** کے حکم کی تعمیل بتاتے ہیں ان کے اس دعوے کا اظہار بطلان ضروری تھا۔ اس لئے حضرت صدر الافاضل استاذ العلما مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم نے ماہ گذشتہ میں ابن سعود کو **مناظرہ کا اعلان** دیا جو ہمدم سیاست وغیرہ کثیر الاشاعت اخباروں میں چھپ چکا ہے۔ اوسمیں نجدیوں کو بتایا ہے کہ اونکے یہ افعال شرعاً باطل ہیں۔ اگر ابن سعود کو خیال ہو کہ اونکے علما ان امور کو حق ثابت کر سکینگے تو وہ اونکو مناظرہ کے لئے سامنے لائیں اور جب تک ایسا فیصلہ کن مناظرہ ہو ابن سعود اس قسم کے افعال سے باز رہے یہ اعلان اخباروں میں چھپا تھا کہ غیر مقلد گروہ کے مشہور رکن مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر نے جو اہلحدیث کانفرنس کے ناظم بھی ہیں۔ اور امسال ایام حج میں ابن سعود کی تر دعوتوں سے فیضیاب بھی ہو چکے ہیں۔ اوس کا حق نمک ادا فرمانے کے لئے حضرت صدر الافاضل مدظلہ العالی کی خدمت میں ایک رجسٹری بھیجی جس میں نجدیوں کی طرف سے تحریری مناظرہ کی درخواست کی ہے۔ آپکے نزدیک ابھی تک بحث بھی متعین نہیں بلکہ مسائل بحث کی فہرست تیار کئے جانے کا خیال ظاہر کیا ہے۔ کس قدر ہمت کی بات ہے وہ ابن سعود کی طرف سے مناظرہ کے لئے تیار ہوں۔ مگر اوسکے جن افعال نے عالم میں ہلچل ڈالدی ہے اونہیں فراموش کر کے کچھ اور مسائل بحث کے لئے ڈھونڈیں۔ دنیا اس سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتی ہے کہ نجدیوں کے افعال کو حق ثابت کرنا مولوی ابوالوفا صاحب کے نزدیک بھی اونکے قبضہ کا کام نہیں۔ مولوی ابوالوفا صاحب کا نجدیوں کی طرف سے پیش ہونا بھی نہایت عجیب و ساختہ وکالت ہے۔ حضرت استاذ العلما مدظلہ العالی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو جواب دیدیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے "اگر آپ نجدیوں کے افعال کو حق ثابت نہ کر سکنے کی شکل میں اونکی ممکن تلافی کا اطمینان دلاسکیں تو آپ سے بھی مناظرہ کے لئے طیار ہوں۔ نیز یہ کہ نجدیوں کی طرف سے آپکی کیا حیثیت ہوگی"، اسکے بعد مکرمی جناب مولانا مولوی حافظ قاری ابوالفتح محمد حشمت علیخاں صاحب لکھنوی نے ثناء اللہ صاحب کو اس مضمون کا ایک اعلان دیا کہ تم میرے مقابلہ میں بمقام پانڈہ شرمناک شکست کھا چکے ہو۔ اور اپنا اسلام نہ ثابت کر سکے۔ تمہاری کیا حیثیت کہ تم حضرت استاذ العلما مدظلہ الاقدس کے مقابل آسکو۔ اگر پھر شوق مناظرہ ہوا ہے تو میں حاضر ہوں۔ لیکن تم ہار چکے ہو اس لئے اپنے سے کسی زیادہ لیاقت والے کو ساتھ لو۔ مولوی ثناء اللہ کی طرف سے اب کسی تحریر کا کوئی جواب نہیں اونکے منہ کو مہر سکوت لگ گئی۔ شاید اونہوں نے سمجھ لیا کہ نجدی کے نمک کا اتنا ہی حق تھا۔ یہاں حضرت صدر الافاضل دامت برکاتہم کے ڈیڑھ سو سے زیادہ تلامذہ عالم فاضل سرگرم عمل وافتا و بحث و مناظرہ ہیں ان میں سے اکثر طیار ہیں۔ ذرا ثناء اللہ صاحب میں جنبش پیدا ہو تو صفیں کی صفیں مناظروں کی انکے لئے موجود ہیں۔ ایسی قدر بھی اونکی کبھی نہوئی ہوگی۔ وہ کیوں جان بچا رہے ہیں۔ مناظرہ کا نام لیا تھا تو مستعدی سے وہ ہو جانا چاہئے تھا یہ سکوت و اغماض اونہیں کہاں تک بچائے گا۔ میں بجائے اسکے کہ اپنی طرف سے ایک اور **مناظرہ کا**

اعلان [illegible] مولوی ثناء اللہ صاحب اوسکو بھی اپنے سکوت سے ٹال جائیں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ بحث کا آغاز کردوں۔ [illegible] مد ظلہ کا اعلان مناظرہ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریر اور اوسکے جواب [illegible] مولوی ثناء اللہ صاحب باطمینان تمام ہندوستان بھر کے غیر مقلدین کے [illegible] اگر وہ اس بحث کو طے کر سکے تو پھر دوسری [illegible] تو آپ کو پہلے ہی سے خاموش [illegible]

[illegible]

منجانب حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی سید محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم

بنام ابن سعود والی نجد

الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد والی نجد کو معلوم ہو کہ مقابر و مساجد کا ڈھانا شاہد کی اہانت [illegible] کا قتل اور ان [illegible] تکفیر اور [illegible] وغیرہ تمہارے افعال جنسے تمام عالم اسلامی [illegible] شرعاً بالکل ناروا اور ناجائز ہیں۔ اخباروں سے معلوم ہوا کہ تم نے یہ افعال اپنے علما کے [illegible] تمہیں مطلع کرتے ہیں کہ وہ علما باطل پر ہیں اور ہم ان سے مناظرہ کے لئے آمادہ ہیں۔ اگر دلمیں ہمت ہو اور وہ اپنے آپکو حق پر گمان کرتے ہوں تو ہم سے مناظرہ کرلیں اور جبتک فیصلہ کن مناظرہ نہ ہولے تم اس قسم کے افعال سے باز رہو۔

محمد نعیم الدین ناظم جماعت [illegible] مرکزیہ مرادآباد

نقل رجسٹری مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث

بخدمت حضرت استاذ العلما صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مد ظلہ العالی

[illegible] اہلحدیث کانفرنس امرتسر ۲۳ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ

بخدمت مولوی نعیم الدین صاحب زاد عنایتہ۔ سلام علیکم۔ آپکا تار بنام جلالۃ الملک ابن سعود اخبار سیاست مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۶ء میں تھا جس میں آپنے مسائل اختلافیہ میں علمائے نجد کے ساتھ مباحثہ کرنیکی درخواست کی ہے۔ اوسکے [illegible] عرض کرتا ہوں کہ علمائے نجد یہاں آئیں یا آپ وہاں جائیں۔ اسلئے آسان صورت یہ ہے کہ یہاں ہی مباحثہ کرالیں۔ علما نجد کی طرف سے خادم توحید و سنت حاضر ہے۔ دہلی میں مباحثہ ہو تو بہتر ہے۔ مباحثہ تحریری ہوگا۔ اختلافی مسائل کی فہرست پہلے لکھی جائیگی۔ استدلال میں قرآن و حدیث پیش ہونگے اور تائید میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالے عنہ کا قول پیش ہو سکیگا۔ امید ہے آپ اس صورت کو تسلیم کرلینگے اور اگر علمائے نجد ہی پر اصرار کرینگے تو لوگ کہینگے [illegible] و [illegible] شود

راقم خادم دین اللہ الوفا ابو الوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ امرتسری ناظم اہلحدیث کانفرنس یکم اکتوبر ۱۹۲۶ء

نقل رجسٹری حضرت مولینا محمد نعیم الدین صاحب مد ظلہ

بنام جناب مولوی ثناء اللہ صاحب ناظم اہلحدیث کانفرنس

[illegible] والصلٰوۃ علی حبیبہ خاتم النبیین۔ آپکی رجسٹری محررہ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ [illegible]

بروز پنجشنبہ سہ پہر کو ایسے وقت موصول ہوئی کہ رجسٹری روانہ کرنیکا وقت نہ رہا تھا دوسرے دن لکھنؤ چلا گیا جس پر ڈاکخانہ رجسٹری نہیں لیتا۔ آج جواب حاضر کرتا ہوں۔ اخباروں کو جو اطلاع دیگئی تھی وہ میں انگریزی ہے ... اعلان کا خلاصہ لکھدیا ہے۔ میں آپکے پاس اس قسم کا اعلان کا ترجمہ بھیجتا ہوں جو ابن سعود کے پاس بھیجا گیا ہے۔ جناب کا یہ خیال کہ علمائے نجد مناظرہ کے لئے نہ آسکیں ممکن ہے صحیح ہو اور آپکو وہ سے قریب کے سفر کی ... ہیں اور لینے بھیجنا ہے میں آپ حق بجانب ہوں لیکن میری نسبت یہ حکم کردینا کہ میں بھی نہ جاؤنگا۔ علم غیب کا عدم دعویٰ ہے۔ نجدی مناظرہ کے لئے طیار ہو تو جو مقام مناظرہ مقرر ہو وہاں میں مناظرہ کیلئے حاضر ہو سکتا ہوں لئے تامل طیار ہوں انشاء اللہ تعالیٰ آپ اس اعلان پر نظر ڈالنے کے بعد اگر مسائل مذکورہ اعلان پر مناظرہ کے لئے طیار ہیں اور اطمینان دلائیں کہ آپ کی قبول و عدول ابن سعود کو مسلم ہوگا اور اگر آپ اوسکے افعال کو شرعاً حق ثابت نہ کرسکے تو ابن سعود ان سے باز رہیگا۔ اور جن میں تلافی ممکن ہے اوسکی تلافی کریگا۔ مسائل مذکورہ میں اوس کا تسلط حجاز بھی ہے۔ اگر آپ اوس کو حق ثابت نہ کرسکے تو ابن سعود اپنا تسلط اٹھالیگا اور اوس پر حجت تمام ہو جائیگی۔ ایسی صورت میں آپ بھی مناظرہ کیلئے تیار ہوں۔ امید ہے کہ آپ ایسا اطمینان دلانے میں جلدی کرینگے اور مجھے مطلع کریں گے کہ ابن سعود کیجانب سے آپکی کیا حیثیت ہے۔

محمد نعیم الدین از مرادآباد۔ ۲۷۔ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ

جناب مولوی عبید الرضا حشمت علی صاحب لکھنوی کا پیغام

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو جواب

نجدی کے افعال شنیعہ سے تمام عالم اسلام بے چین ہو رہا ہے اور نجدی نے اسکی معذرت میں یہ کہا ہے کہ یہ افعال اس نے اپنے علما کے حکم سے کئے ہیں۔ اس لئے حضرت صدر الافاضل استاذ العلما جناب مولانا مولوی حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی دامت برکاتہم نے نجدی کو اعلان دیا کہ وہ علما باطل پر ہیں اور اگر اسکے اعتقاد میں حق پر ہوں تو ہم ان سے مناظرہ کے لئے طیار ہیں۔ ہم سے مناظرہ کرلیں اور جب تک ایسا مناظرہ ہو نجدی اس قسم کے افعال سے باز رہیں اس پر جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ایک رجسٹری حضرت ممدوح کی خدمت میں بھیجی جس میں مناظرہ کی استدعا کی ہے۔ لطف یہ ہے کہ نہ آپکو نجدی نے وکیل کیا نہ آپکو قبول و عدول کا اختیار ہے نہ آپکے ہار جانے پر اپنے افعال سے تائب ہونے اور انکی تلافی کرنیکا قابل اطمینان ذمہ لیا۔ مگر آپ ہیں کہ خودساختہ وکیل اور مناظرہ بھی کس سے کرنا چاہتے ہیں سہ تو کار زمیں را نکو ساختی کہ با آسمان نیز پرداختی ۔ میرے مقابلہ میں تو جناب کے وہ چھکے چھوٹے کہ اپنا ایمان تک ثابت نہ کرسکے۔ یاد کیجئے پادرہ تعلقہ بروده کی شرمناک شکست جسے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا ہے اور جس مناظرہ کی تحریریں ہیرے اور آپکے مابین قلمبند ہیں۔ اب کس ہمت پر آپ مناظرہ کا اعلان کررہے ہیں جس سے آپنے مناظرہ کا ارادہ کیا ہے۔ اسکے ایک طالب علم سے بھی آپکو مجال گفتگو نہیں۔ میں آپکی خدمت کے لئے پھر حاضر ہوں۔ اگر آپکو شوق ہو تو اپنے اور ہم مذہبوں کو اپنی پشت پر لے لیجئے۔ کیونکہ آپ تو بذات خود بہت شرمناک شکست کھا چکے ہیں۔ اپنے چھوٹے بڑوں کو ساتھ لیکر کچھ ہوس اور باقی رہ گئی ہو تو نکال لیجئے۔ مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تب اپنا ایمان بھی ثابت نہ کرسکینگے جیسا کہ مناظرہ پادرہ تعلقہ بروده میں نہیں ثابت کرسکے۔ اور ذرا اس پر بھی روشنی ڈالئے کہ تب یا ثناء اللہ جو مشہور ہے اس کا کیا واقعہ ہے۔

خاکپائے حضرت استاذ العلما مدظلہم العالی فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہ

مولوی ثناء اللہ صاحب سے بحث کا آغاز

نجدی کا اسلام

میں اپنے چند مضمونوں میں آغاز بحث کا عزم ظاہر کر چکا ہوں۔ اسلئے سب سے پہلا مسئلہ نجدی اور اوسکے ہم مذہبوں کا اسلام بحث کے لئے تجویز کرتا ہوں۔ اس مسئلہ پر متعدد رنگ سے بحث کیجائے گی۔ ایک بحث آج پیش کرتا ہوں اور یہ نجدی کا اپنے اسلام کے متعلق اپنا تسلیم کیا ہوا فیصلہ ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے اخوان و انصار سے مدد لیکر اس کا جواب تحریر فرمائیں اور یہ شفقت فرمائیں کہ میں اس مسئلہ کے دوسرے وجوہ پیش کر دوں۔

ابن سعود نجدی اور اوسکے ہم عقیدوں کے کارناموں کا ایک منظر

(۱) ۱۹۱۶ء میں بمقام کویت انگریزوں اور ابن سعود کا معاہدہ ہوا اور ۱۹۲۲ء کے معاہدہ میں اسکو تسلیم کیا گیا ہے۔ اس معاہدہ کی رو سے ابن سعود نے یہ چند خاص قیدیں اپنے اوپر عائد کی ہیں (۱) یہ کہ اوسکے ورثہ جب ہی اوسکے جانشین ہو سکتے ہیں جبکہ وہ کسی طرح گورنمنٹ برطانیہ کے مخالف نہ ہوں۔ (۲) ابن سعود کا یہ عہد ہے کہ وہ کسی غیر قوم یا سلطنت کے ساتھ کسی قسم کی گفتگو یا سمجھوتہ اور معاہدہ سلطنت برطانیہ کی اجازت کے بغیر نہ کرے گا (۳) ابن سعود کا یہ عہد کہ وہ اپنے ممالک یا اوسکے کسی حصہ کو حکومت برطانیہ کی رضامندی کے بغیر کسی کو نہ بیچنے، رہن کرنے، اجرہ یا ٹھیکہ پر دینے کا مجاز نہ ہوگا (۴) ابن سعود کا یہ عہد کہ وہ بیت گورنمنٹ کے [illegible] استثنا اتباع کیا جائیگا۔

(۲) اس معاہدہ کے مکمل ہونیکے بعد گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے ابن سعود کو سی۔ آئی۔ ای کا خطاب دیا گیا۔ اور سر پرسی کاکس نے اسٹار آف انڈیا کا تمغہ اونکو دیا۔ یہ تمام واقعات اخباروں میں آ چکے ہیں اور اوسکے فوٹو بھی کھنچے ہوئے موجود ہیں وفد خلافت [illegible] رپورٹ میں بھی ایک فوٹو ہے جس میں ابن سعود اور سر پرسی کاکس اور دوسرے انگریزوں اور ہندوستانی فوج کے ساتھ ابن سعود کھڑا ہوا ہے اور سی آئی ای موجود ہے۔

(۳) ابن سعود کا بیٹا فیصل نصاریٰ کے ہاتھوں میں پھر رہا ہے۔ لندن میں اوس نے حاضری دی ہے وہاں انگریزوں کے ساتھ خوب مجالست مؤانست رہی ہے۔ ہوائی جہازوں میں پرواز کے مزے اڑا رہے ہیں۔ شاہی دربار میں باریابی کی عزت حاصل کی ہے۔ اور سی۔ ایم۔ جی کا خطاب پایا ہے۔ اور حکومت برطانیہ اور بادشاہ کا عربی زبان میں شکریہ ادا کیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ انہیں کی عنایت سے ارض حجاز کی جدید تنظیم عمل میں آئی (خدا کے سوا دوسروں پر اعتماد) چلتے وقت ابن سعود کے فرزند فیصل نے رپورٹر کے نمائندہ سے کہا کہ جس شان کے ساتھ ہز میجسٹی ملک معظم نے میرا خیر مقدم کیا اسکو مدت العمر نہ بھولوں گا۔

(۴) انہی صاحبزادہ نے ملکۂ ہالینڈ کے دربار میں باریابی حاصل کی اور وہاں سے گرانڈ کراس آف آرینج اور ناسو کا نشان اور اعزاز پایا (کافر اور عورت کے دربار میں حاضر ہونا اور آداب شاہی بجالانا)

(۵) پیرس میں پہنچکر پریذیڈنٹ فرانس کی بارگاہ میں رسائی پائی اور وہاں ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس قسم کے نجدی اور نجدیوں کے بہت سے احوال بنظر اختصار ترک کئے جاتے ہیں۔

(۶) ہمارے مخاطب جناب مولوی ثناء اللہ صاحب خود اپنے طریقہ عمل اور نجدیوں کے ساتھ اتحاد اور ان کے احترام و تکریم تائید و موافقت کو بھی یاد فرمائیں۔
(۷) مولوی ثناء اللہ صاحب اس بات کو بھی یاد رکھیں کہ وہ نظر انداز نہیں کئے جا سکتے۔

اب دریافت طلب یہ ہے

کہ جن صاحبوں کے یہ احوال ہوں وہ خاص نجدی مذہب میں بھی مسلمان ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ اور نجدی زبان میں بھی اُن کا اسلام ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب

نجدی مذہب کی سب سے زیادہ معتبر اور مستند کتاب مجموعۃ التوحید ہے جس میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید بھی داخل ہے۔ اس مجموعہ کو خود ابن سعود نجدی نے ابھی دو سال ہوئے کہ مکہ مکرمہ میں چھپوایا ہے۔ نجدیوں اور وہابیوں کے لئے اس سے بڑھکر اور کیا حجت ہو سکتی ہے۔ اسی کتاب سے نجدیوں کے مذکورہ بالا اقوال کا حکم معلوم کیجئے۔

مجموعۃ التوحید صفحہ ۱۲۳ رسالہ محمد بن عبدالوہاب جس میں مسائل جاہلیت یعنی کفر قدیم کے مسائل کے شمار میں نمبر ۱۲۱ میں کفار اور کافروں کی دوستی شمار کی ہے۔ اصل عبارت یہ ہے۔

الحادی والعشرون بعد المائۃ مودتہم الکفر والکافرین۔

مجموعۃ التوحید صفحہ ۱۸ رسالہ اوثق عری الایمان۔

ان اللہ افترض علی المومنین عداوۃ المشرکین من الکفار والمنافقین۔
اللہ تعالیٰ نے مومنین پر مشرکین اور کفار کی عداوت فرض کر دی۔

اسی صفحہ میں ہے

قال بعض المفسرین انہم ان یوالوا الکافرین بقرابۃ بینہم او صداقۃ قبل الاسلام او غیر ذالک من الاسباب التی یتصادق بہا ویتعاشر۔
بعض مفسرین نے کہا کہ رشتہ داری اور اسلام سے پہلے کی دوستی اور اسکے علاوہ دوستی اور معاشرت کے اور اسباب کے باعث کفار سے موالات کی ممانعت کی گئی ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۴۳ میں ہے

نفی سبحانہ وتعالی الایمان عمن ہذا شانہ دلو کانت مودتہ ومحبتہ ومناصحتہ لابیہ واخیہ وابنہ ونحو ہم فضلا عن غیرہم۔
اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو خارج از ایمان بتایا جو دشمنان خدا ورسول سے دوستی کرنی چاہے وہ دوستی و محبت و خیر خواہی اپنے باپ بیٹے۔ بھائی وغیرہ ہی کے ساتھ کیوں نہ ہو چہ جائیکہ غیر کے ساتھ۔

اسی بیان میں لکھا ہے

من لاق لہم دواۃ، دبری لہم قلما اوناولہم قرطاسا دخل فی ہذا۔
یعنی جس شخص نے فساق اور فجار کیلئے دوات طیار کی یا قلم بنایا یا ان کو کاغذ دیا وہ اس وعید میں داخل ہو گیا۔

اسی صفحہ میں ہے

ومصاحبتہم ومجالستہم وزیارتہم وصلاتہم
اور منجملہ ان کے کفار کی صحبت ہمنشینی انکی زیارت

والرضاء باعمالهم والتشبه بهم والتزي بزيهم وصرف النظر الى زهرتهم وذكرهم بما فيه تعظيم لهم	اور انکے ساتھ نرمی اونکے اعمال کے ساتھ رضامندی اونکے ساتھ مشابہت اون کا فیشن (مثل تتبع اسٹاران انڈیا) اونکی زیب و زینت کی طرف نظر ڈالنا اسی طرح ان کا ذکر کرنا کہ اوس میں اونکی تعظیم نکلے (یہ سب ممنوع ہیں)

اسی کتاب کے صفحہ ... میں ہے

فقد نهى الله عن اتخاذ الكافرين اولياء وشدد في ذالك واخبر ان من تولاهم فهو منهم وكذالك جاءت الاحاديث عن النبي صلى الله عليه وسلم ان المرء مع من احب وان من تشبه بقوم فهو منهم	اللہ تعالیٰ نے کفار کی دوستی کی ممانعت فرمائی اور اس میں تاکید کی اور خبر دی کہ جو اونہیں دوست بنائے وہ انہی میں سے ہے۔ ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث آئیں اور آپ نے خبر دی کہ جو کسی قوم کو دوست رکھے گا اونہی کے ساتھ محشور کیا جائے گا۔

اسکے بعد ۲۰ چیزیں جو کفار کی دوستی سے غضب الٰہی کا موجب اور عذاب الیم دنیا و عذاب نار کی عید کا سبب بتائی ہیں ان میں سے چند پیش کرتا ہوں۔

الرابع مداهنتهم ومداراتهم	(۴) ان کے ساتھ نرمی اور مدارات
الخامس طاعتهم فيما يقولون وفيما يشيرون	(۵) ان کا کہنا ماننا اور ان کے مشوروں کی اطاعت کرنا۔
السابع مشاورتهم في الامور	(۷) ان سے امور میں مشورے لینا۔
العاشر مجالستهم ومزاورتهم والدخول عليهم	(۱۰) اونکی ہم نشینی اور زیارت ان کے پاس جانا
الحادي عشر - البشاشة لهم والطلاقة	(۱۱) ان کے لئے خوش دلی اور کشادہ روئی۔
السادس عشر - اتباع اهوائهم	(۱۶) اونکی مرضی ماننا۔
السابع عشر - مصاحبتهم ومعاشرتهم	(۱۷) اونکے ساتھ ہم نشینی اور معاشرت
الثامن عشر - الرضاء باعمالهم والتشبه بهم والتزي بزيهم	(۱۸) ان کے کاموں پر رضامندی اور اون کے ساتھ تشبہ اور ان کا فیشن اختیار کرنا۔
التاسع عشر - ذكرهم بما فيه تعظيمهم كتسميتهم سادات وحكماء فيقال للطواغيت السيد فلان ويقال لمن يدعي العلم الطبيب الحكيم	(۱۹) ان کا ایسا ذکر جس میں تعظیم نکلے جیسے انہیں سردار و اکابر کہنا جیسے سرطواغیت کو سید فلاں کہا جاتا ہے یا جسطرح علم طب کے مدعی کو ڈاکٹر کہتے ہیں۔
العشرون - السكنى معهم في ديارهم	(۲۰) ان کے ساتھ ان کے شہروں میں رہنا۔

سردست اتنے ہی حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اور تمام وہابی نجدی صاحبان بنظر انصاف دیکھیں اور غور فرمائیں کہ نجدی اور اسکے متبعین خود اپنے مسلم فیصلے سے بے دین خارج از ایمان ثابت ہوئے اور اونکی کتاب نے اونہیں کافر بتایا مستحق عذاب الیم قرار دیا اور جتنے وہابی نجدی نصاریٰ کے شہروں میں اونکے ساتھ سکونت رکھتے ہیں وہ سب اس قلم سے خارج از اسلام ہوئے۔ نجدی کے مذکورہ بالا اقوال پر اونکی کتاب کے احکام کو منطبق کیجئے۔

میری التجا

مولوی ثناءاللہ صاحب ضد سے نہیں انصاف سے کام لیں اور اگر گالیوں کی بجائے ممکن ہوسکے تو جواب دیں
میں منتظر ہوں۔

اپنے سایہ سے کہیں آپ ہی جل جائے نہ بہک — اوپر یوشش تو اور ہزار سے آتا گیا ہے
جیکسیں [illegible] اڑا دوں ترا جوبن تو سہی — اوبت پردہ نشیں تجھے سمجھا گیا ہے

برقعہ پوش خواتین

پردہ کے مسئلہ پر شرعی پہلو سے تو میں کبھی آئندہ بحث کروں گا۔ اس وقت اس کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ تیرہ صدی سے پردہ مسلمانوں کے عمل میں ہے۔ اور آج اس مسئلہ کو قابل بحث قرار دینے کے یہ معنی ہوں گے کہ ہم تیرہ سو برس میں ایک معمولی مسئلہ کو بھی حل نہ کرسکے جسکے عمل اور رواج عام سے مسلمانوں کو کوئی گھبراہٹ نہ تھا۔ باوجودیکہ ہم میں ہزاروں فقہا اور محدثین ہو گذرے لیکن ایک ایسا عام مسئلہ طے نہ ہوا جس کا تعلق مسلمانوں کی زندگی سے نہایت زبردست تھا [illegible] سال تک اپنے عمل کی قدرت کو نہ سمجھ سکی ہو۔ میرے خیال [illegible] کسی ایسی قوم میں [illegible] [illegible] اس نتیجہ [illegible] اس وقت اسکے [illegible] عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ پردہ مسلمانوں کا [illegible] جس نے اقوام عالم کے قلوب پر مسلمانوں کی عزت کا سکہ جما رکھا تھا۔ انکی عصمت مآب خاتونوں کو دیکھنا تو کیا معنی انکے نام سے واقف ہونا بھی ممکن نہ تھا انکے حریم عفت تک اوہام و تصور کی رسائی بھی نہ تھی۔ دنیا مسلمانوں کی اس شان کو دیکھکر شرماتی تھی اور انکی حمیت و غیرت کے سامنے اپنے دلوں میں اپنی وحشت و بے تہذیبی کا معترف ہوکر نادم ہوتی تھی۔ مگر آہ آج وہ روز سیاہ ہے کہ مسلمان اپنی تمام خوبیاں کھوتے چلے جارہے ہیں اور انکی ہر دولت پر اغیار قابض ہو رہے ہیں۔

پردہ مسلمانوں سے رخصت ہو رہا ہے اور ہندوؤں میں جا رہا ہے۔ انکی لڑکیاں اسکولوں کو پردہ دار گاڑیوں میں جا رہی ہیں۔ دریاؤں پر اشنان کے وقتوں اور میلوں میں پردہ کا انتظام ہے۔ مسلمان بہ تدریج پردہ سے بھاگ رہے ہیں معزز خاندانوں کی عورتیں جنکی خدمتگاروں نے بھی کبھی ڈیوڑھی نہ دیکھی تھی آج پردہ کے خلاف شور مچاتی پھر رہی ہیں۔ برقعہ پوشی کا رواج عام ہوتا جارہا ہے۔ بازاروں میں اسٹیشنوں پر نمائشوں اور میلوں میں برقعہ پوش عورتیں کثیر التعداد پھرتی نظر آرہی ہیں بے پردگی کی ابتدا برقعہ سے ہوتی ہے جنہیں گھر کے صحن میں چلتے پھرتے حیا آتی تھی انہیں دروازہ سے باہر نکلنے والا سامان برقعہ ہے۔ اول اول برقعہ پہنکر مشق بہم پہنچاتی ہے پھر موقع موقع سے برقعہ کا پردہ اٹھانا بے حجابی کی مشق بہم پہنچانے کیلئے

[illegible] ہوتے میں بھی بے تکلفی ہو جاتی ہے تو برقعہ کا بار گراں ناقابل برداشت معلوم ہونے لگتا ہے اسطرح [illegible] ہو رہی ہیں ۔ پھر ان حالات میں کیسے کیسے فکر خون کن معاملات پیش آتے ہیں ۔ اغیار کی نظر بازیاں اور انکی [illegible] خیالات کے دلدادہ کہاں اسکی پرداہ کرتے ہیں ۔ وہ مسلم صاحب کو بے باک بنانے میں خوش [illegible] ہیں ۔ [illegible] ہیں کہ اونکی طرف خواہ مخواہ نگاہیں اٹھیں ۔ ہندؤں کے دستور کے موافق ریلوں میں عورتوں کو مردانہ گاڑیوں میں بٹھانا غیرت کا خون ہے اور اوسکے کیسے برے نتائج مرتب ہوتے ہیں ۔ بسا اوقات فحش اور مغلظات بکی جاتی ہیں ۔ عاشقانہ اشعار گائے جاتے ہیں ۔ ریل میں کون کسے منع کر سکتا ہے ۔ ان لوگوں کی حمیت پر افسوس ہے جو ان حالات میں عورتوں کو مردانہ گاڑیوں میں بٹھائیں ۔ اس سے زیادہ بدتر طریقہ ہے کہ عورتوں کو اسٹیشن پر آکر سوار کرا دیا ۔ اور جہاں چھپا ہے وہاں لکھا ہے کہ سواریاں کہیں جا رہی ہیں اسٹیشن پر آکر اوتار لینا ۔ تنہا سفر سے خدا جانے کیا اقتادیں پیش آئے یا اتفاقاً انہیں اتارنے والا ریل کے وقت اسٹیشن پر نہ پہنچ سکے اوس وقت عورتوں کو کیا دقت پیش آئے گی ۔ اور اکثر ایسا ہو جاتا ہے غیر مرد ان عورتوں سے باتیں کرتے ہیں ۔ کبھی کبھی وہ مشتبہ سمجھی جاتی ہیں ۔ اونکے بیان لئے جاتے ہیں ۔ بعض حالتوں میں اور برے برے نتائج نکلتے ہیں ۔ دشمنان اسلام ایسے موقعوں کی تاک میں رہتے ہیں ۔ مسلمانوں کو ہوش میں آنا چاہیئے غیرت و حمیت کی بہترین صفت ہاتھ سے نہ دینی چاہیئے

لباس

لباس انسان کے لئے زینت اور اوسکی تہذیب و شائستگی کا نشان ہے ۔ ملک و مذہب کے اختلاف سے لباسوں کی طرح وضع میں تفاوت ہوتا ہے ۔ مذاہب اور اقوام اپنے مخصوص لباسوں سے پہچانے جاتے ہیں اور اس سے اونکی قدیمی تہذیب پر روشنی پڑتی ہے ۔ اور اونکی حیا و غیرت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ۔ دنیا کی ہر قوم کو اگر وہ اپنی حیات و بقا چاہتی ہے تو اپنی خصوصیات و امتیازات کا محفوظ رکھنا ضروری ہے ۔ ترقی یافتہ اقوام ہمیشہ اس کا خیال رکھتی ہیں ۔

جو قوم اپنے امتیازات مٹا دیتی ہے وہ مٹ جاتی ہے ۔ مسلمانوں نے ہندوستان میں صدہا سال سلطنت کی اور ہزار برس سے زیادہ اونکی سکونت کو ہو گئے لیکن ان کا لباس آجتک ہندوستان کی دوسری قوموں سے ممتاز ہے ۔ انگریز اپنے ملک سے نکلکر سمندر عبور کر کے دوسرے ممالک میں پہنچے ۔ مگر اونہوں نے اپنی وضع لباس کو محفوظ رکھا ۔ ہندؤں نے باوجودیکہ ان کا دوسری قوموں سے اختلاط رہا ۔ مگر اپنا لباس خواہ وہ کتنا بھی قابل اعتراض ہو ترک نہ کیا ۔ آج جو ہندوستان میں مسلمانوں کی نکبت کا وقت ہے اور وہ اپنے ہاتھ سے اپنے آپ کو مٹا رہے ہیں ۔ اپنی وضع قدیم کو بھی دوسروں پر قربان کر رہے ہیں ۔ اور اپنی خصوصیات و امتیازات جن کا مٹانا کسی قوم کے مٹنے کے لئے لازم ہے اپنے ہی ہاتھوں مٹا رہے ہیں ۔ یہ توحش اونکے دماغوں پر یہانتک مستولی ہو چکا ہے کہ اپنی وضع اونہیں قابل نفرت نظر آنے لگی ۔ گویا اغیار نے اونکے دماغوں پر اتنا تسلط اور قبضہ حاصل کر لیا ہے جس سے یہ خود اپنے اسلاف سے بیزار ہو گئے اور اونکی وضع اونکے لیئے باعث ننگ ہو گئی ۔ دوسروں کے لباس میں خود ادھر ہوکر اپنی قومی عزت و وقار کو خاک میں ملانے لگے ۔ دوسرے مذاہب کی نسبت تو میں نہیں کہتا لیکن اسلام ایسا مکمل دین ہے جس میں حیات انسانی کے ہر شعبہ کے لیئے ایک حکیمانہ قانون موجود ہے اس میں مسلمانوں کی خصوصیات و امتیازات کو وضع لباس میں بھی محفوظ کیا ہے اور دوسری اقوام کے وہ لباس جنہیں

شریعت اسلامیہ نے ان اقوام کے لئے مخصوص اور انکے مذہب کی علامت قرار دیا ہے یا خود ان قوموں نے جن لباس کو اپنے مذہب کی علامت قرار دیا ہو یا دوسری قوموں کے لئے ان ہی کے مذہب کی کوئی لباس مخصوص کیا ہے۔ ایسے لباس شریعت نے مسلمانوں کے لیے جائز نہیں رکھے ہیں۔ جو مسلمانوں کے لیے جائز نہیں اور خاص نصرانیوں کی مذہبی علامت ہے حتی کہ وہ اسکو ہی ... اور شانوں میں دکھوبانی رکھتے ہیں۔ نکٹائی صلیبی نشان ہے جسکو نمایاں کرنیکے لیے ... اور پہننے کے جتنے لباس ہیں ان سب کو کاٹ کر ناممکن ہوگیا تو اتنا حصہ کھولا جاتا ہے۔ نکٹائی نصرانی رسم ہے مقلدین یورپ نے معلوم نہیں نکٹائی میں کیا فائدہ سمجھا ہے اور یہ کیوں باندھتے ہیں۔ علاوہ اسکے کہ یہ شرعاً ناجائز ہے نصرانیت کی علامت ہے اسلامی وضع کی مخالفت ہے مفت کا اسراف اور فضول خرچی بھی ہے اور آج جبکہ مسلمانوں کی مالی حالت کمزور ہو رہی ہے اور تخفیف مصارف انکے واسطے ضروری ہے۔ ایسے بیکار خرچ جو بالکل آل اندیشی کے خلاف بھی ہے۔

آج نصرانی خود اسکو فضول خرچی سمجھ رہے ہیں۔ فرانس میں کالر اور نکٹائی کو فضول خرچی قرار دیکر ترک کرنیکی تجویزیں ہو رہی ہیں۔ اس سے پہلے کہ یورپ میں کالر اور نکٹائی کو ترک کیا جائے مسلمان ترک کردیں اور اپنی فرزانگی اور دینداری کا ثبوت دیں۔

ابنائے وطن کی شورشیں

فساد نجیب آباد

ہندو لیڈروں کی پرجوش تقریروں نے مدت سے سنگھٹنی فوج کو آمادہ فساد کردیا تھا۔ کل جمعہ کو اس اطلاع پر کہ ایک جاٹ مسلمان ہوگا۔ سنگھٹنی فوج نے جامع مسجد کو گھیر لیا۔ جے کارے اور ڈھول باجے کی آوازیں جامع مسجد کی فضا پر ... جبکہ جماعت ہو رہی تھی حملہ آور ثابت قدمی سے بگل بجاتے اور اکا دکا مسلمان سے چھیڑ چھاڑ کرتے رہے ... مسجد کے احاطہ میں ایک دروازے سے داخل ہوکر دوسرے سے نکل گئے جب نماز پڑھکر مسلمان مسجد سے نکلے تو سنگھٹنی فوج جامع مسجد سے ہٹ کر بازار میں چلی گئی۔ جہاں چند مسلمانوں کو جو نماز سے فارغ ہوکر اپنی دوکانوں پر جا رہے تھے۔ ان ... نے اپنے ترغے میں لے لیا اور خوب مارپیٹ کرکے دل کی بھڑاس نکالی۔ جو مسلمان مقامی یا مسافر ملتا اوس سے یہی سلوک کیا جاتا۔ ایک تانگہ پر بھی حملہ کیا گیا جس میں صرف عورتیں سوار تھیں۔ تانگہ والے کو زخمی کیا گیا۔ نذیر پہلوان کا جوان لڑکا جو ہندوؤں کے محلہ میں فروخت کرتا تھا اوسکو چھریوں سے زخمی کیا گیا جسکی جان خطرہ میں ہے۔ دیہات کے مسلمان جو جمعہ پڑھنے آرہے تھے۔ جہاں ملے ان کو نشانہ بنایا گیا۔ ایک مسلمان ملازم میونسپلٹی جو لالٹین روشن کررہا تھا جب ہندوں کے محلہ میں پہنچا تو اوسے بھالوں کی نوک پر رکھ لیا گیا اور اوس کا خاتمہ کرکے راتوں رات اوسکی لاش مالن ندی کے ریت میں دبادی گئی جو پولیس کو اطلاع ہونے پر نکالی گئی۔ اسمعیل حسن پوسٹ مین جو ڈاک لیئے جارہا تھا اسے چوک میں زدوکوب کیا گیا۔ اسکے ساتھ ہی سنگھٹنیوں نے مکانات پر سے اینٹیں برسانی شروع کردیں جن سے

زخمی مسلمانوں کی تعداد بہت بڑھ گئی اسکے مقابلہ میں باوجود [illegible] مسلمانوں نے [illegible] ہندوؤں کے ساتھ سختی نہیں کی۔ حالانکہ [illegible] بجلی بن سکے [illegible] مسلمانوں کے محلوں [illegible] گزر رہے تھے [illegible] بخیال [illegible] شان سے گھوڑے پر سوار [illegible] سے [illegible] ایک نوجوان مسلمان [illegible] کرنی چاہی لیکن [illegible] مسلمانوں [illegible] ارادے سے چھوڑ دیا گیا۔ ہندو مہاسبھا کا سیکریٹری [illegible] موقعہ [illegible] مسلمان [illegible] اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ ہندو دوکاندار مسلمان محلوں میں نہایت اطمینان سے [illegible] مسلمانوں کی [illegible] سے اونکے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی گئی۔ [illegible] پہلے [illegible] پولیس [illegible] بڑی سرگرمی سے فساد [illegible] رکا تب [illegible] لکھی [illegible] تھی۔ [illegible] انہارہ مسلمان [illegible] ہندو دونوں کے محلہ میں تھا اسلئے کوئی مسلمان اطلاع دہی کے لئے بھی وہاں نہ جاسکا۔

عبدالستار خان

[illegible] آباد [illegible] ستمبر

بہار میں مسلمانوں پر حملہ

۵ اکتوبر ۲۶ء کو پٹنہ میں ہندوؤں نے مسلمان وکلا کو مسعود صاحب کے ہمراہ [illegible] کے لئے گئے ہوئے تھے داخل ہونے سے روکا اور بعض مسلمانوں پر بری طرح حملہ کیا جس سے [illegible]

[illegible] اکتوبر ۲۶ء

ایک شریف مسلمان پر الزام

دہلی ۷ اکتوبر۔ ایک ہندو کو اپنی بیوی اور ایک مسلمان دوست کے ساتھ مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا گیا [illegible] تھا کہ وہ تینوں ایک تانگہ میں جارہے تھے۔ ہندوؤں نے اس معزز مسلمان کو دیکھکر یہ شبہ کیا کہ وہ [illegible] ہیں فوراً [illegible] گیا۔ [illegible] کوتوالی میں لیجایا گیا اور کل پولیس نے انھیں عدالت میں پیش کیا۔ مجسٹریٹ کو ان کے بیانات سننے کے بعد اطمینان ہوگیا کہ ان پر جھوٹا شک کیا گیا ہے اور انہیں رہا کردیا۔ (سیاست ۱۱ اکتوبر)

فرخ آباد میں ہندوؤں کی چیرہ دستی
مجسٹریٹ اور کوتوال کی زیادتی

سال گذشتہ سے ابتک مسلمان پریشان ہیں۔ ہندو آریوں نے مسلمان اور ان کی عورتوں بچوں پر سخت ظلم کیے اور انہیں فرار کردیا گیا مساجد کی بے حرمتی اور مسلمانوں کی خونریزی کی گئی۔ جہاں کہیں تنہا مسلمان ملتا ہے ہندو اس کا مال و اسباب چھین لیتے ہیں کوتوال رپورٹ کرنے پر باہر نکالدیتا ہے۔ رائے بہادر [illegible] مجسٹریٹ نے اپنے عہد میں انتہائی مظالم مسلمانوں پر توڑے ہیں۔ چوبے بالمکند کوتوال جب سے شہر میں آیا ہے۔ آریہ سماج نے مسلمان عورتوں اور بچوں کا اغوا کرنا شروع کردیا ہے۔ ایک مسلمان کی بیوی اور اوسکے دو بچوں کو آریہ سماج نے فرار کردیا ہے جس کا ابتک پتہ نہیں۔ فرخ آباد میں آجکل گورنمنٹ کی بجائے ہندو حکومت ہے۔ (سیاست ۱۴ اکتوبر ۲۶ء)

مسجد خانم کو زبردستی مندر بنانے کا ارادہ

کچھ عرصہ ہوا جب ہندوؤں نے ایک مجمع کثیر کے ساتھ مسجد خانم واقع عقب قلعہ دہلی پر حملہ کیا تھا۔ امام کو مار پیٹ کر نکالدیا گیا

اور تمام فرنیچر وغیرہ چارپائی پھینکدی۔ موقع پر پولیس کپتان کے پہنچنے اور عمائد کے ہندؤں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اسی سلسلہ میں ۱۱۔ اکتوبر ۲۶ء کو ایک کلمہ گو کے بیٹے مسجد کو گرانیکا الزام ہے۔ آج پیش نہ ہو سکا۔ تین گواہ پہلے گواہی دے چکے ہیں اور پچاس گواہوں کی فہرست اور مرتب ہو گئی ہے۔ (ریاست ۱۴۔ اکتوبر ۲۶ء)

ایک مسلمان کا ہاتھ کاٹ ڈالا

۲۰۔ ستمبر۔ آج مجسٹریٹ نے مقدمہ ہتھ کاٹ ڈالا کا فیصلہ سنا دیا جس میں سردار کرپال سنگھ اور سردار جے سنگھ حلوائی پر ایک مسلمان کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ مجسٹریٹ نے دونوں ملزموں کو پانچسال قید سخت کے علاوہ اول الذکر پر ایک ہزار روپیہ جرمانہ کیا اور ثانی پر ایک سو۔ (ہمدم ۲۳۔ ستمبر ۲۶ء)

دہلی میں ۸۰ آدمیوں کی ضمانتیں لیگئیں

دسہرہ کیوجہ سے مجسٹریٹ دہلی نے ۸۰ آدمیوں سے حفظ امن کی ضمانتیں لیں۔ (ہمدم ۳۔ اکتوبر)

ضد میں رام لیلا کا جلوس بند

مجسٹریٹ علیگڈھ نے رام لیلا کے تیوہار پر ہندوں سے درخواست کی کہ نماز مغرب کے وقت جو مسجد کے سامنے سے گذریں تو باجا بند کر دیں اور پچاس گز کے فاصلہ پر جاکر شروع کریں۔ مجسٹریٹ کی پابندی پر ہندوں نے امسال رام لیلا کا جلوس ہی ملتوی کر دیا۔ (ہمدم ۳۔ اکتوبر)

۱۰ ہندوں کی گرفتاری

فرخ آباد کے فساد کے سلسلہ میں ۱۰ ہندوؤں کی گرفتاری عمل میں آئی۔ (ہمدم)

دو مسلمان لڑکوں کا اغوا

گوردیال آریہ سماج نے دو مسلمان لڑکوں کو فرار کرکے آریہ سماج یتیم خانہ بریلی میں تبدیل لباس وغیرہ کے ساتھ داخل کر دیا۔ انکشاف کے بعد لڑکے والدین کے سپرد کر دیے گئے اور ملزم پر مقدمہ چلایا گیا۔ ۳۰۔ ستمبر کو میرٹھ میں پیشی ہوئی۔ ملزم کی طرف سے پانچ گواہ صفائی پیش ہوئے۔ مقدمہ ملتوی کیا گیا۔ (ہمدم ۵۔ اکتوبر)

دو مسلمان قتل کیے گئے

فرخ آباد میں ہندوؤں نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ دو مسلمان قتل کیے اور بہت سے زخمی ہوئے مقامی ہندو حکام بہت بے اعتنائی کر رہے ہیں۔ مسلمان بیحد مضطرب ہیں۔ لیڈر اور ہندو اخبارات ہندوؤں کی بدرجہ اتم طرفداری کر رہے ہیں۔ (ہمدم ۷۔ اکتوبر)

الہ آباد کی رام لیلا میں مساجد کے سامنے باجہ پر اصرار

الہ آباد کے ہندوؤں کو سال گذشتہ کی طرح مساجد کے سامنے باجہ بجانے پر اصرار ہے۔ رام لیلا کمیٹی کے صدر کو سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اطلاع دی تھی کہ رام لیلا کے جلوس ایسے وقت میں نکالے جائیں کہ سورج ڈوبنے کے وقت جمنا پر پہونچ جائیں تاکہ نماز مغرب

کے وقت [illegible] باجے [illegible] اس مصلحت [illegible] عمل کرنیکی بجائے کمیٹی انتظام جلوس نے وہی ہندوؤں کے قانونی حق وغیرہ کی بحث [illegible] حکام کو مسلمانوں کی طرف سے بھڑکانے کی سعی کرتے ہوئے لکھا کہ ہندو اپنے حق کو حاصل کرنے [illegible] برخلاف اس [illegible] قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں مقامی حکام کا [illegible] ہندوؤں کے دلوں میں یہ خیال [illegible] نہایت کارگر طریقہ یہ ہے کہ امن عامہ [illegible] خلل [illegible] اسکو جواب دیا نقص امن کے خطرہ کے مدنظر [illegible] طرف سے باقاعدہ [illegible] شروع کر دیا گیا ہے اور [illegible] کو نوٹس دیا گیا ہے کہ ہندوؤں کو رام لیلا کا جلوس [illegible]

الہ آباد کے ہندوؤں کی اپیل رد کر دی گئی

پنڈت مدن موہن مالوی نے الہ آباد کے ہندوؤں کی طرف سے ایک درخواست [illegible] کے حضور میں گذرانی اور حکام ضلع کے ان امتناعی احکام کے خلاف جو رام لیلا کے جلوس کے متعلق انہوں نے صادر کئے ہیں احتجاج کیا تھا لیکن گورنر نے محض رعایا میں امن قایم رکھنے کی غرض سے حکام ضلع کے رویہ کی تائید کی ہے (ہمدم ۹ اکتوبر)

الہ آباد کا رام لیلا

رام لیلا کے جلوس میں جو پہلا جلوس کل نکلتا تھا وہ منتظمین نے بند کر دیا۔ مجسٹریٹ نے رام لیلا کمیٹی کے صدر کو مطلع کیا کہ وہ دونوں شرائط میں سے جو سپرنٹنڈنٹ پولیس نے پیش کی ہیں ایک پر عمل [illegible] تو نکال سکتے ہیں۔

ہندو سبھا لکھنؤ کا الہ آباد کے ہندوؤں کو مشورہ

ہندو سبھا لکھنؤ نے ۱۱ اکتوبر کے جلسہ میں یہ طے کیا ہے کہ الہ آباد کے ہندوؤں کو سول نافرمانی سے کام لیکر اپنے حق کو بالا رکھنا چاہئے۔ ہم اس صورت میں ہر طرح مدد کو آمادہ ہیں۔ مقامی حکام اور لوکل گورنمنٹ باجے پر پابندی عائد کرنے میں ہندوؤں کے قانونی اور [illegible] میں بیجا مداخلت کرتی ہے۔ (ہمدم ۱۴ اکتوبر)

راولپنڈی میں دسہرہ کا جلوس اور ہڑتال کی دھمکی

راولپنڈی [illegible] دسہرہ کا [illegible] سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اس شرط پر نکالنے کی اجازت دی کہ میر [illegible] جہاں [illegible] باجہ [illegible] خصوصاً مساجد کے سامنے ۶ بجکر ۵ منٹ کے درمیان [illegible] ہندوؤں نے جواب دیا کہ ہم ان شرائط کو منظور نہیں کر سکتے۔ [illegible] ہندوؤں [illegible] رسم و رواج کے قطعاً خلاف ہے۔ اس حکم کے خلاف صدائے احتجاج [illegible] اسی سلسلہ میں [illegible] کرتے ہیں اور دسہرہ کے دن ہڑتال [illegible] (ہمدم ۱۶ اکتوبر)

مسطورہ بالا واقعات

واقعات مسطورہ [illegible] علمائے اسلام کو کافی توجہ سے مسلمانوں کی تدابیر تحفظ پر غور کرنا چاہئے۔ اخباروں کے

اقتباسات اور ان کے لفظوں میں بے کم و کاست نقل کر دیے ہیں جو مبالغہ اور رنگ آمیزی سے بالکل خالی ہیں۔ ان کو دیکھ کر مسلمانوں کو اپنے لئے صحیح راہ عمل تجویز کرنا چاہئے۔ کب تک اسطرح برباد ہوتے رہینگے اور کب تک خواب غفلت کی بیخودی ہوش میں نہ آنے دے گی۔

وقت سختی کے ساتھ مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمان ایکدم تمام لغویات ترک کر دیں اور سادہ اسلامی زندگی اختیار کریں ہر طرح کے اسراف اور فضول خرچی سے ہاتھ روکیں۔ ہندؤں کے بار قرض سے اپنی گردنیں چھڑائیں اپنے دینی کاموں دینی درسگاہوں مذہبی انجمنوں کو طاقتور بنائیں اور ایک زندہ قوم کی طرح ان کی نگرانی کریں۔ تجارت کو جلد سے جلد اپنا نصب العین اور جیسا سرمایہ میسر آسکے اس سے کام شروع کر دیں۔ سچائی دیانت نیک نیتی کی قوتوں سے اپنے ہر کام کو کامیاب بنائیں

ابن سعود کے فرزند فیصل کا سفر یورپ

فیصل ابن سعود کے سفر یورپ کا تذکرہ کسی رسالہ میں کسی اور جگہ بھی درج ہو چکا ہے۔ مگر ایک تفصیل جو خود ان کے ہم خیال جمعیت العلماء کے [illegible] الجمعیت میں شائع ہوئی ہے درج کیجاتی ہے تاکہ دنیا کو کوئی عذر باقی نہ رہے۔ اور وہ اپنے [illegible] زبان سے [illegible] مشہور اور ان کے احوال ہم نہیں مولوی [illegible] صاحب ان کو غور سے مطالعہ فرمائیں اور ان کا حکم [illegible] بیان کریں۔ (ایڈیٹر)

[illegible]

آج کل دولت حجاز [illegible] ابن سعود کے [illegible] یورپ کا سفر کر رہے ہیں۔ اور انگلستان فرانس، اٹلی [illegible] ہیں۔ اس سفر کے دوران میں انہوں نے تمسک بالکتاب والسنۃ [illegible] ہیں جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اصطلاح نجدیت میں اس لفظ کے کیا معنی ہیں۔ مثلاً ایک دفعہ لندن کے ایک مشہور [illegible] کی زیارت کو تشریف لے گئے جہاں فرنگی مراسم کے ساتھ نواز نغموں۔ اور حسن عریاں کے ہیجان انگیز نظاروں اور رقص و سرود کی [illegible] تفریح نے انہیں بہت لطف اندوز کیا۔ اور اسطرح یہ باریک نکتہ بھی حل ہو گیا کہ زیارت قبور حرام مگر زیارت [illegible] حلال۔ وہابی محفل میلاد ناجائز۔ مگر محفل رقص جائز ہے۔ ایک اور موقع پر وہ فٹ بال دیکھنے گئے اور کھیل بہت پسند آیا۔ کہنے لگے کہ حجاز میں بھی اسے رائج کرنا چاہئے۔ ٹیم کا کپتان کوئی چالاک استعماری آدمی تھا موقع غنیمت سمجھ کر اس نے عرض کیا کہ ہم اپنی ٹیم حجاز میں لانے کے لیے تیار ہیں۔ چنانچہ یہ تجویز قبول کر لی گئی۔ لیکن سب سے زیادہ دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ جب انہیں شہنشاہ انگلستان کے دربار میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو ہز مجسٹی نے انہیں کمانڈر آف دی آرڈر سینٹ مائیکل اینڈ سینٹ جارج کا تمغہ عطا کیا جسے انہوں نے خوشی سے قبول کر کے سینے پر لگایا۔ یہ تمغہ عموماً ملک معظم کے ان وفادار خادموں کو دیا جاتا ہے جنہوں نے مستعمرات میں کوئی اہم خدمت انجام دی ہو۔ اس پر ایک صلیب بنی ہوئی ہے۔ دو تصویریں ہیں اور سینٹ جارج کے اشعار ہیں۔ دنیادار تو خیر اپنے آقاؤں کی خوشنودی کے لیے اس سے زیادہ نا پسندیدہ باتوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مگر ان دینداروں سے جن کی زبان پر تمسک بالکتاب والسنۃ اور ما کان علیہ السلف الصالح" کی تسبیح ہر وقت جاری رہتی ہے یہ صلیب پوشی اور یہ تصویر آرائی موجب حیرت ہے۔ اگر نجد کی کوئی ایسی کتاب و سنت ہے جس میں

صلیب پہننا اور سینہ پر تصویر لٹکانا جائز ہے تو یہ دوسری بات ہے ورنہ اگر وہ بھی اللہ کی کتاب اور محمد رسول اللہ کی سنت پر ایمان رکھتے ہیں جس میں یہ افعال سخت حرام بلکہ منجر الی الشرک ہیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کے دعوائے اتباع شریعت کے ساتھ یہ فعل کیونکر نبھ سکتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ اس معصیت کا ارتکاب مصلحۃً کیا گیا تو ہم عرض کریں گے کہ اس سے بدرجہا اہم اور اس کے مقابلہ میں اغراض اسلامی کے لئے بدرجہا مفید مصلحتیں اور بھی تھیں جن کے لئے شاید اس سے بہت ادنیٰ درجہ کی "معصیت" کا ارتکاب بھی کافی ہو سکتا تھا۔ پھر اس وقت کیوں کہا گیا کہ یہاں تو صرف دین ہوگا؟ خلفائے راشدین کے عہد میں ہوتا تھا؟ کیا یہ مصلحتیں صرف کفار کی خوشنودی حاصل کرنے ہی کے لئے ہیں؟ ان سے مسلمانوں کو کچھ بھی حصہ نہیں مل سکتا۔ الجمعیۃ کا یہ مضمون پڑھنے کے بعد لکھنؤ کے اخبار سچ نمبر ۱۴ جلد ۲ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۶ صفحہ تین کا ایک مضمون بھی ملاحظہ فرمائیے۔

حجاز کا شاہزادہ آستانہ فرنگ پر!

پچھلے ہفتہ ولایتی اخبارات کی جو ڈاک موصول ہوئی وہ امیر فیصل فرزند سلطان ابن سعود کے حالات سے لبریز ہے جو سیاحت فرنگ کیلئے تشریف لیگئے تھے۔ ٹائمس۔ ڈیلی میل۔ ویسٹ منسٹر گزٹ۔ مانچسٹر گارڈین۔ ڈیلی ہیرلڈ۔ نیو ٹائمز۔ مارننگ پوسٹ۔ ڈیلی نیوز شاید ہی لنڈن اور مضافات لنڈن کا کوئی اخبار ایسا ہو جس میں شہزادہ موصوف کی تصویر نہ شایع ہوئی ہو۔ حالانکہ ابی الہیاج اسدی کی جس حدیث سے اہل نجد پختہ مزارات کے گرانے پر دلیل لاتے ہیں۔ ٹھیک اسی حدیث میں بالکل برابر درجہ کا حکم تصویر شکنی کا بھی موجود ہے۔ اس سے بھی قطع نظر کیجئے۔ شہزادہ کا سن ۲۰ سال سے زائد نہیں۔ اس عمر میں آپ کے مشاغل کی جو فہرست شایع ہوئی ہے وہ سنڈے ٹائمز کی روایت کے مطابق حسب ذیل ہے۔ انگریزی معاشرت کا مشاہدہ۔ عجائب خانوں کی سیر یونیورسٹیوں کا معائنہ۔ گھوڑ دوڑ اور فٹ بال میچوں کی سیر! سرکاری ضیافتوں اور ضیافتوں میں شرکت اور تھیٹروں کی سیر! خدا کے گھر کا نظارہ کرتے کرتے آنکھیں تھک چکی ہیں۔ اب خدا کی شان اور قدرت کے نمونے دیکھنا منظور ہیں۔ چنانچہ بعض تصویروں میں آپ کا فٹ بال میچ اور تھیٹر کے لئے تشریف لیجانا بھی دکھایا گیا ہے۔ گویا یہ مشاغل عین اتباع کتاب و سنت میں! ولایتی اخبارات آپ کی آمد پر جن خیالات و جذبات کا اظہار کر رہے ہیں اسکا خلاصہ بھی خود انہیں کی زبان سے سننا بہتر ہوگا۔

"مشرقی مہمان ہماری سرزمین پر بہت سے آچکے ہیں۔ لیکن اس کمسن شاہزادہ کا سا حسین کوئی نہیں آیا۔ شہزادہ کا بیان ہے کہ میں پہلی ہی نظر میں لنڈن پر عاشق ہو گیا ہوں۔ (اسٹار)

ہمارے نمایندہ سے شہزادے نے کہا کہ میں تو لنڈن کی زندگی دیکھ دیکھکر قدم قدم پر رشک کرتا جاتا ہوں مجھے آپ کے ملک کی سیر کی تمنا سالہا سال سے تھی۔ اور میں شاہ انگلستان کا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں کہ انہوں نے میرے والد کی حکومت حجاز کو تسلیم کر لیا (سنڈے ٹائمس) شہزادے نے جس وقت پلیٹ فارم پر قدم رکھا ہے یہ معلوم ہوتا تھا کہ الف لیلہ کے کسی باب کا عملی نمونہ نظروں کے سامنے ہے۔ چہرہ پر تبسم حسن و رعنائی میں ممتاز لباس زرتار۔ صدہا مغربی عورتیں اس حسن کی داد دے رہی تھیں۔ (ڈیلی نیوز)

"ان کنواریوں کی مسرت کا کیا ٹھکانا ہو سکتا ہے جنھیں مدتوں کی آرزو کے بعد اس حسین و جمیل خوش رو خوش پوشاک نوجوان کا دیدار نصیب ہوا ہے (ویسٹ منسٹر گزٹ) یہ کس کا تذکرہ ہو رہا ہے؟ مصر آج ہے ایک سپاہی زادہ کا یا اندر سبھا کے شہزادہ گلفام کا؟ ایک مجاہد فی سبیل اللہ کا یا فسانہ عجائب کے جان عالم کا؟ سب سے بڑھکر عبرت انگیز بیان برمنگھم پوسٹ کا ہے جو ۲۳ ستمبر کے پرچہ میں بکمال مسرت و اطمینان لکھتا ہے کہ لیجئے اب عالم اسلامی کا سب سے بڑا سردار بھی اپنا ہو گیا۔ ایک زمانہ تھا جب ہم کو سلطان نجد کی دوستی و ہمدردی کا سودا کرنے کے لئے ۶۰ ہزار پونڈ (۹ لاکھ روپیہ)

دیانندی آریہ

ستیارتھ پرکاش کے قرآن پاک پر اعتراض اور انکے جواب

اعتراض (۸) اگر تم اس کلام سے شک میں ہو جو ہم نے اپنے پیغمبر کے اوپر اتارا تو اسکی سی ایک سورۃ لے آؤ اور شاہدں اپنے کو پکارو۔ سوائے اللہ کے اگر ہو تم سچے پھر اگر نہ کرو اور البتہ نہ کر سکو گے اس آگ سے ڈرو کہ جس کا ایندھن ہیں آدمی اور پتھر اور جو تیار کئے گئے ہیں واسطے کافروں کے (منزل اول سیپارہ اول سورۃ البقر آیت ۲۴-۲۵)

محقق نادان۔ بھلا یہ کوئی بات ہے کہ اسکی مانند کوئی سورۃ نہ بنے۔ کیا اکبر بادشاہ کے زمانہ میں مولوی فیضی نے بے نقط قرآن نہیں بنا لیا تھا۔ وہ کونسی دوزخ کی آگ ہے؟ کیا اس دنیا کی آگ سے نہ ڈرنا چاہئے۔ اس آگ میں بھی جو کچھ پڑے وہ اس کا ایندھن ہے۔ جیسے قرآن میں لکھا ہے کہ کافروں کے واسطے دوزخ کی آگ تیار کی گئی ہے۔ ویسے پرانوں میں لکھا ہے کہ ملیچھوں کے لئے گھور نرک بنا ہے۔ اب کہئے کس کی بات سچی ہے؟

اپنے اپنے قول سے تو دونوں بہشت میں جانے والے اور ایک دوسرے کے مذہب کی رو سے دونوں دوزخی ہوتے ہیں پس ان سب کا جھگڑا جھوٹا ہے۔ ہاں جو دھارمک ہیں وے سکھ اور جو پاپی ہیں وے سب مذہبوں میں دکھ ہی پاویں گے۔

(ستیارتھ صفحہ ۶۶۳)

جواب۔ اب تو پنڈت جی رو دیئے کہ بھلا یہ کوئی بات ہے کہ اسکی مانند کوئی سورۃ نہ بنے **جی ہاں** پنڈت جی بات تو یہی ہے جس نے ساری ویدیوں کی بات کھوئی۔ یہ قرآن پاک کا وہ اعلان ہے جس نے عدنان و قحطان کے فصحاء و بلغا کی زبانیں بند کر دیں، اور ان کی ہمتیں توڑ دیں —

گ سرزمین عرب کے مدعیان فصاحت و مغروران زباندانی شرمندہ و سر بگریباں ہو گئے —

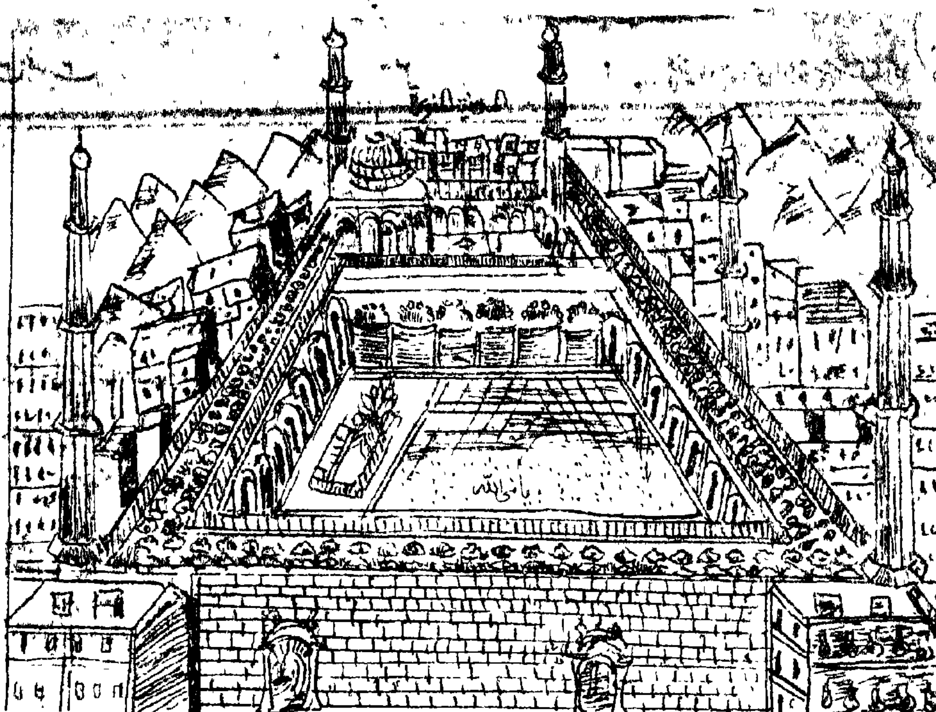
قرآن پاک نے کن بلند آہنگیوں کے ساتھ دعوے کئے۔ کتنی غیرتیں دلائیں مگر کوئی ہاتھ نہ تھا جو قلم اٹھا سکتا کوئی زبان نہ تھی جو حرکت کر سکتی۔ اس ایک اعلان کے سامنے تمام عالم میں سناٹا ہو گیا جس کمال کو قرآن پاک کی صدق و حقانیت کی دلیل بنائی گئی تھی اس کے انکار میں کوئی زبان نہ کھلی اس کے مقابلہ کے لئے کوئی تیار نہ ہوا۔

آج تیرہ سو برس سے زیادہ گزر چکے ہیں عرب کے چپے چپے اور گوشے گوشے ہی میں نہیں عالم کے بحر و بر میں سطح ارض اور فضائے ہوا میں معمورہ اور ویرانے میں ہر قریہ اور بستی میں دنیا کے ذرے ذرے کے کان میں یہ آواز پہنچ چکی ہے کہ قرآن جیسا کوئی نہیں بنا سکتا اور مقدمہ قرآنیہ کی مثل ایک چھوٹی سی سورۃ بھی نہیں لا سکتا۔ آج ترقی کا دم ہے مشرق میں بیٹھا ہوا آدمی مغرب والوں سے تار کے کھٹکے پر بات کرتا ہے۔ بجلیوں سے گاڑیاں چلا رہے۔ مہینوں کے رستے گھنٹوں میں طے کر لیتا ہے ہوا میں اڑا پھرتا ہے۔ یہ ضمیرہ اپنی صنعت و حرفت اور اپنے کمالات کو عالم انسانی نہایت آب و تاب کے ساتھ پیش کرتا رہتا ہے ہوا میں پیدا ہو کر مٹ جانے والی صوتی کا منات ریکارڈوں میں محفوظ کر دیجاتی ہے۔ لب و لہجے اور آواز دل کے اتار چڑھاؤ اور حروف کے مخارج و صفات کلمے کے اوزان اور موسیقی حضائص ایک رکابی میں نقل کر لئے جاتے ہیں۔ آج

پچھلے صناعوں کی صنعت کو شرمایا جاتا ہے اور ہر صاحب فن کو اس کے فن میں شکست دیجاتی ہے سب کچھ ہوتا ہے اور دنیا سب کچھ کرتی ہے مگر قرآن پاک جیسی ایک صورت نہ بن سکی اور نہ بن سکتی ہے۔ یہاں انسانی قدرت معترف قصور ہے یہاں تک بشری طاقت کو رسائی نہیں۔

تیرہ سو برس کے زباندان عاجز رہے ہر قرن اور زمانہ میں مدعیان کمال اہل زباندانی کے صاحب کمالوں نے عرق ریزیاں کیں محنتیں اٹھائیں۔ مگر نتیجہ یہی ہوا کہ انھوں نے اس کلام پاک کی علو و برتری کے سامنے دعوے اور غرور کے سر عجز و نیاز کی خاک پر رکھے کبر و تعلی کی پیشانیاں اعتراف قصور کی زمینوں پر رگڑیں اور اس کلام الٰہی کی بے مثالی کا نقش ان کے قلب میں گھر کر گیا۔ پنڈت جی نے ہر طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا کہ قرآن پاک کے اس دعوے کے حضور کوئی سر بھی اٹھ سکا کوئی زبان بھی حرکت میں آئی کسی قلم نے بھی جنبش کی۔ مگر پنڈت جی کو ہر طرف عالم خموشاں ہی نظر آیا۔ جہاں سنسان تھا کسی منہ میں زبان تھی نہ زبان میں حرکت نہ کسی ہاتھ میں قلم باقی رہا نہ قلم میں جنبش اب پنڈت جی حیران رہ گئے اور اس سراسیمگی اور بیچارگی کی حالت میں انھوں نے شیخ فیضی کی تفسیر کو بے نقط قرآن کہکر اپنے بھولے اور بے وقوف دوستوں اور معتقدوں کو مغالطہ دینے کی کوشش کی۔ مگر یہ وہی ناکام و بے سود کوشش ہے جو مجبور اور ناچار سے مضطربانہ سرزد ہوا کرتی ہے اور جو بازیچہ اطفال میں بھی مضحکہ انگیز حمق سمجھی جاتی ہے شیخ فیضی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والا قرآن پاک کے حرف حرف پر مٹنے اور جان فدا کرنے والا اوسکے کتاب الٰہی ہونے کا معتقد اوسکی بے مثالی کا دلدادہ اوسکے بیان حسن میں زبان کھولتا ہے اور بے نقط عبارت میں اوسکی تفسیر کرکے یہ دکھاتا ہے کہ زباندانی کا ایسا بڑا ماہر قرآن پاک کی فصاحت کے حضور سر افگندہ ہے۔ یہ تو قرآن پاک کے دعوے کے ثبوت میں ایک اور تائید تھی جسکو پنڈت جی نے براہ چالاکی مغالطہ معتقدین کی غرض سے مقابلہ قرآن پاک قرار دیکر شیخ فیضی پر بہتان کیا۔ شیخ مذکور نے کہاں اور کس جگہ اشارہ اور کنایہ میں بھی اسکا ذکر کیا ہے کہ وہ اپنی عبارت کو قرآن پاک کے مقابلہ کیلئے پیش کر رہا ہے یہ تو بڑی بات ہے یہی ثابت کیجئے کہ اوسکے وہم و خیال میں بھی کبھی گذرا کہ اوسکی عبارت کو نظم پاک قرآنی سے کوئی ادنےٰ نسبت بھی ہے اور جب یہ نہ ثابت کرسکے تو ہزار تف اسپر جو حق واضح کے انکار کے لئے بہتان اٹھائے فیضی نے جیسی تفسیر لکھی تھی اوسمیں اوسکو یہ دعوے نہیں پہنچتا کہ ویسی عبارت کوئی نہیں لکھ سکتا آج بھی بفضل اللہ القدیر علماء میں بہت سے نفوس ایسے موجود ہیں جو ویسی اور اوس سے بہتر عبارت لکھ سکتے ہیں۔ ابھی پنڈت جی کو علمائے اسلام کے کمالات علمیہ کی خبر نہیں بے نقط عبارت سے بڑھ کر مشکل ترین کام انجام دینے والے منقلب اور منقوط عبارتیں لکھنے والے ایک سلسلہ نظم میں تو نو مختلف علوم کی کتابیں لکھنے والے جنکے علم و فضل اہل کمال کو حیرت میں ڈالتے ہیں۔ قرآن پاک کے دقائق کو سمجھنے سے عاجز ہیں۔

پنڈت جی جو عربی کا ایک حرف نہیں جانتے اور علم سے محض کورے اور نابلد ہیں وہ بیچارے کیا جان سکتے ہیں کہ فیضی کی عبارت اور زباندانی کس درجہ کی ہے اور اوسکو قرآن پاک سے کوئی نسبت بھی ہے یا نہیں مگر اتنا دیکھنا تھا کہ فیضی اور اوسکے جیسوں نے آجتک یہ وہم بھی کیا کہ فیضی کی یہ عبارت قرآن پاک کے حضور پیش کرنے کے قابل ہو سکتی ہے بلکہ ہم اتنا دیکھ رہے ہیں کہ پنڈت جی کو حیران کرنے والی عبارت لکھکر بھی فیضی قرآن پاک کے کلام الٰہی ہونے کا معترف ہوتا ہے اور یقین کامل رکھتا ہے کہ معجزیت انسانی اور حیطہ قدرت بشری سے خارج ہے کہ ایک سطر بھی اسکے مقابل لکھ سکے ... اور یہی وجہ ہے عظمت قرآنی اور منکشف ہے اور وہ قرآن پاک کے اس اعجاز کا بہت زیادہ ...



ز خاک اے لالۂ سیراب برخیز — چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
برون آور سر از برد یمانی — کہ روئے نشست صبح زندگانی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار (رواہ ابن ماجہ)

اہلسنت کا مذہبی اخلاقی ماہوار رسالہ

السواد الاعظم

جلد ۳ — نمبر ۲

ہدیہ سالانہ ایک روپیہ — مدیر مولانا عمر نعیمی

حمایت مذہب اصلاح معاشرت تہذیب اخلاق کیلئے شایع ہوتا ہے

طبع محمد عمر النعیمی فی المطبع النعیمی الواقع فی بلدۃ مرادآباد

فہرست مضامین

السواد الاعظم کا استقبال

حامی ملت ناصر سنت حضرت مولنا مولوی حکیم مرزا احمد صاحب قادری ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس نے بھی السواد الاعظم کو ملاحظہ فرما کر اپنی محبت و عنایت سے ایک نظم ارسال فرمائی ہے جو درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مژدہ اہل ہوا جاری وہ سواد اعظم　　　　شکر داور کہ بر آئی یہ مراد اعظم

حق کی تائید ہو باطل کا ہو یکسر اقلاع　　　　ہے یہی اسکی اشاعت سے مفاد اعظم[1]

سنت ختم رسُل سے ہے محبت اسکو　　　　رکھتا ہے شیوۂ نجدی سے عناد اعظم

اسکی ہر لوح سے لائح ہے ہدایت کی ضیا　　　　اسکی ہر سطر میں مضمر ہے سداد اعظم

رہبری اسکی مسلم ہے میان احناف　　　　اہل سنت کا ہے کیا خوب عماد اعظم

مندرج ہوتے ہیں اسمیں وہ مضامین مفید　　　　تازہ ہوجاتی ہے پڑھکر جنہیں یاد اعظم

زیر ہو جاتے ہیں بدمذہب و اہل بدعت　　　　کرتا ہے سیف قلم سے وہ جہاد اعظم

بحر عمان ہدایت وہ ہے جس میں صدہا　　　　ملتے مومن کو ہیں لولیے رشاد اعظم

قادری مانگو دعا تم بھی باخلاص تمام
یا الٰہی رہے جاری یہ سواد اعظم

سنہ علیہا الصلوۃ والسلام　　　　عمدہ اعظم المراد منہ اعظم الائمہ سراج الامہ سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ

بام القرآن فاذا تصل لا ودا عالاماہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اسنے نماز ہی نہ پڑھی مگر امام کے پیچھے - آیت واحادیث سے معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ وغیرہ کچھ نہ پڑھے خاموش رہے -

نماز جنازہ میں دعا یاد نہو تو اسکی جگہ سورۂ فاتحہ بہ نیت دعا پڑھنا جائز ہے بہ نیت قرات جائز نہیں (عالمگیری)

اس سورت میں سات آیتیں ستائیس کلمے ایکسو چالیس حرف ہیں کوئی آیت ناسخ یا منسوخ نہیں

سورۂ فاتحہ کے برکات

احادیث شریفہ میں اس سورۂ مبارکہ کی بہت فضیلتیں وارد ہیں - حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بقسم فرمایا کہ توریت وانجیل و زبور میں اسکی مثل سورت نازل نہوئی (الترمذی عن ابی ہریرہ) آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا جو پہلے کبھی نازل نہوا تھا اسنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلام عرض کرکے دو نوروں کا مژدہ دیا جو حضور سے کسی نبی کو عطا نہوئے ایک سورۂ فاتحہ دوسرے سورۂ بقر کی آخر آیتیں (مسلم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا جب تم بیمار ہو یا تمھیں کوئی شکایت ہو تو سورۂ فاتحہ کو لازم کرلو اسکی برکت سے اللہ تعالیٰ امراض و مصائب کو دفع فرماتا ہے -

عبد الملک بن عمیر سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا فاتحہ ہر مرض کی شفا ہے (رواہ الدارمی) خواہ وہ مرض جسمانی ہو یا روحانی اور خواہ فاتحہ پڑھکر دم کی جائے یا لکھکر پلائی جائے یا تعویذ بنا کر گلے میں لٹکائی جائے - علامہ شیخ احمد دیربی شافعی تحریر فرماتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ کے حروف جدا جدا لکھکر مریض کو پلائے جائیں تو مرض دفع ہو نسیان کے لئے پاک برتن میں لکھکر دھوکر پلایا جائے فجر کی سنت و فرض کے درمیان اکتالیس مرتبہ پڑھکر دم کرنا آنکھ کی بیماریوں کے لئے نافع ہے بچھو کے کاٹے کے لئے پانی میں نمک ملاکر سات مرتبہ سورۂ فاتحہ دم کرکے پلائیں اور سو مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھکر جو دعا مانگیں اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے -

استعاذہ

قرآن پاک کی تلاوت سے قبل اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ پڑھنا سنت ہے (خازن) قرآن پاک کے چھونے کے لئے طہارت ضروری ہے لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ بے طہارت چھونا جائز نہیں جسطرح طہارت ظاہری نہونے سے آدمی قرآن پاک کے چھونے سے محروم رہتا ہے اسی طرح طہارت باطنی نہونے سے اسکے معانی و اسرار تک رسائی سے محرومی رہتی ہے (افادہ الشیخ علی المہایمی فی تفسیرہ) اسلئے قبل تلاوت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا چاہیئے تاکہ ظلمت و کدورت قلب اور اثر شیطان سے نجات ہو اور قاری انوار قرآن سے بہرہ مند ہو سکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ الخ

کی برکت سے وساوس شیطانیہ سے امن رہتی ہے اور اس میں خلق کو چھوڑ کر خالق کی طرف رجوع ہے۔ کیونکہ شیطان جو شہوات کا انگیز کرنیوالا ہے اسکے شر سے پناہ مانگ کر بندہ فراغ قلب کے ساتھ تلاوت قرآن پاک میں مصروف ہوتا ہے۔ اسی حکمت سے تلاوت قرآن پاک سے پہلے اعوذ باللہ الخ پڑھنا سنت ہوا۔ لیکن شاگرد استاد سے پڑھتا ہو تو اسکے لئے اعوذ پڑھنا سنت نہیں (شامی)

نماز میں مقتدی کے لئے تو نہیں مگر امام و منفرد کے لئے ثنا یعنی سبحانک اللھم الخ سے فارغ ہونیکے بعد اعوذ الخ آہستہ پڑھنا سنت ہے (مستخلص و شامی) مقتدی اگر مسبوق ہے کہ اول نماز اسنے امام کے ساتھ نہ پائی تو امام کے فراغ کے بعد جب وہ اپنی باقی نماز پڑھے اسمیں ثنا کے بعد تعوذ پڑھے (شامی)

نماز عید کی پہلی رکعت میں امام نیت کرکے پہلے ثنا پڑھے پھر عید کی تکبیروں کے بعد تعوذ پڑھے۔

تسمیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قرآن پاک کی ایک آیت ہے مگر سورہ فاتحہ یا اور کسی خاص سورت کا جزو نہیں بلکہ سورتوں میں فصل و تبرک کے لئے لکھی گئی ہے تاکہ برکت کے لئے اسکے ساتھ ابتدا کی جائے۔ مدینہ طیبہ اور بصرہ و شام کے فقہا و قرا اسی پر ہیں اور یہی حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ اور انکے اتباع کا مذہب ہے۔ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بھی یہی ثابت ہے جس میں سورہ فاتحہ کی تقسیم ہے اور ابتدا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے کیگئی ہے نہ بِسْمِ اللّٰہِ سے۔ صحاح مصابیح کی یہ حدیث بتاتی ہے کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جزو نہیں اسی لئے نماز میں جہر کے ساتھ نہ پڑھی جائے جیساکہ بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما نماز اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے شروع فرماتے تھے اور اسی طرح طبرانی و ابن خزیمہ اور ابو داؤد وغیرہم محدثین کی روایات سے بھی ثابت ہے تو اگر بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جزو ہوتی تو ضرور حضور و شیخین نماز کو اسی سے شروع فرماتے۔ یہاں سے یہ بھی خوب ثابت و روشن ہوگیا کہ بسم اللہ بجہر نہ پڑھی جائے۔ خلفائے اربعہ اور ابن مسعود اور عمار بن یاسر اور ابن مغفل وغیرہم جلیل القدر صحابہ اور حسن و شعبی و ابراہیم نخعی و قتادہ و اعمش و ثوری وغیرہم تابعین اسی پر ہیں اور یہی امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کا مذہب ہے۔ یہ کلام اس بسم اللہ میں ہے جو سورتوں کی ابتدا میں مکتوب ہے کہ وہ یقیناً قرآن پاک کی آیت تو ہے مگر کسی سورت کا جزو نہیں اور جو بسم اللہ سورہ نمل میں بعد آیت سجدہ ہے وہ مستقل آیت نہیں مگر آیت کا جزو ہے۔ جب وہ آیت پڑھی جائیگی ضرور اسمیں بسم اللہ پڑھی جائیگی اور اگر نماز جہری ہے تو جہر سے اسمیں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔ تراویح میں جو ختم کیا جاتا ہے اسمیں ایکمرتبہ کہیں نہ کہیں بسم اللہ بہ جہر ضرور پڑھی جائے تاکہ قرآن پاک کی ایک آیت رہ نہ جائے اور سامعین کا قرآن پاک پورا ہوجائے۔ قرآن پاک کی ہر سورت بسم اللہ سے شروع کی جائے مگر سورہ برأت کہ حکم قتل کفار پر مشتمل ہے۔

نجدیوں کا دین

اور اُنکی

کتاب مجموعۃ التوحید کے اسرار

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ ابن سعود اور اُسکے متبعین نجد اس زمانے میں اسلام پر ہیں یا خارج از اسلام اور اُنکے عقائد موافق اہل سنت و جماعت کے ہیں یا نہیں اور اُنکے حق میں بعد نماز پنجگانہ یہ دعا پڑھنا جائز ہے یا نہیں وہ دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ شَتِّتْ شَمْلَ النَّجْدِیِّیْنَ الْوَھَّابِیِّیْنَ الْکَافِرِیْنَ الخ افتونا ماجورین و بینوا بالتفصیل ... علمائے الدین المتین ؂

المستفتی محمد غوث محتشمی مدرس اردو اسکول بھٹکل ضلع کاروار علاقہ بمبئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

ابن سعود نامسعود نجدی وہابی گمراہ بے دین مخالف اسلام دشمن مسلمین آفت مرحومہ کا ملعون ... اپنے پیشوا ابن عبدالوہاب کے قدم بقدم ارض پاک حجاز و حرم شریف کی ایسی ایسی بیحرمتی کی جس سے کافر تک بھی کانپ اٹھتا وہ سیاہ مظالم کیے جسکی مثال دنیا کی کسی بجیا سے بجیا قوم میں نہیں ملتی تمام عالم کے مسلمان ان بیدینوں کے نزدیک مشرک مباح الدم ہیں ان خبیثوں کے نزدیک انکے خون بہانا انکے مال حلال انکی بیحرمتی روا عورتوں بچوں بوڑھوں سب کو تہ تیغ کرڈالنا ثواب قبریں اکھاڑنا اور بزرگان سلف کی اہانت کرنا توحید۔ علامہ ابن عابدین شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوھاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذھب الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون وان من خالف اعتقادھم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اھل السنۃ وقتل علمائھم حتی کسر اللہ تعالیٰ شوکتھم وخرب بلادھم وظفر بھم عساکر المسلمین عام ثلاث وثلثین ومائتین والف یعنی جیسا ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے متبعین میں واقع ہوا جو نجد سے نکلے اور انہوں نے حرمین طیبین پر تغلب کیا اور وہ حنبلی مذہب بنتے تھے لیکن درحقیقت اُن کا اعتقاد یہ تھا کہ مسلمان فقط وہی ہیں اور جو انکے اعتقاد کے خلاف ہیں سب مشرک ہیں اسی وجہ سے انہوں نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت کے قتل کو مباح جانا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے انکی شوکت توڑ دی

ان کے شہر ویران کئے ۱۲۳۲ھ میں مسلمانوں کے لشکروں کو انپر فتحمند کیا۔

ان کے عقائد فاسدہ تو بہت ہیں چند لکھے جاتے ہیں (۱) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و توقیر انکے نزدیک ناجائز بلکہ کفر و شرک ہے قدوۃ الانام شیخ الاسلام حضرت علامہ سید احمد زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب الدرر السنیہ میں فرماتے ہیں یعتقدون انہ لا یجوز تعظیم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فحیثما صدر من احد تعظیم لہ صلی اللہ علیہ وسلم حکموا علی فاعلہ بالکفر والاشراک (۲) قرآن پاک میں جو آیتیں مشرکین کے حق میں نازل ہوئیں انکو وہابیہ نجدیہ مسلمانوں پر ڈھالتے ہیں یہی حال وہابیہ ہند کا بھی ہے۔ حضرت علامہ فرماتے ہیں وعمدوا الی آیات کثیرۃ من آیات القرآن التی نزلت فی المشرکین فحملوھا علی المومنین (۳) زیارت اور توسل اور شفاعت کے منکر ہیں علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ومما یعتقدہ ھؤلاء المنکرون للزیارۃ والتوسل منع طلب الشفاعۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کثیر امت کو کافر اعتقاد کرتے اور انکے جان و مال مباح جانتے اور انہیں ابو لہب اور ابو جہل جیسا مشرک سمجھتے ہیں حضرت علامہ رح فرماتے ہیں کفروا اکثر الامۃ واستحلوا دماءھم واموالھم وجعلوھم مثل المشرکین الذین کانوا فی زمن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیز فرمایا ومن العجب ان ھؤلاء القوم یاتیھم المسلم فیقول اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ فیقولون لہ انت لم تعرف التوحید و توحید لک ھذا توحید الربوبیۃ وما عرفت توحید الالوھیۃ فیستحلون دمہ ومالہ بالتلبیسات الباطلۃ عجیب بات یہ ہے کہ اس قوم کے پاس مسلمان آتا ہے اور اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ پڑھتا ہے تو یہ وہابی اس سے کہتے ہیں کہ تو توحید کو نہیں جانتا تیری یہ توحید توحید ربوبیت ہی توحید الوہیت کو تو نے جانا ہی نہیں یہ کہکر اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ پڑھنے والے کا خون حلال اور مال تلبیسات باطلہ کے ساتھ حلال کر لیتے ہیں۔

ابن سعود نجدی نے مطبع ام القریٰ میں ایک کتاب مجموعۃ التوحید ۱۳۴۳ھ میں چھاپی ہے اسکے صفحہ ۹ پر لکھا ہے اما التوحید فھو ثلاثۃ انواع توحید الربوبیۃ وتوحید الالوھیۃ وتوحید الاسماء والصفات اما توحید الربوبیۃ فھو الذی اقربہ الکفار فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یدخلھم فی الاسلام و قاتلھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ذلک واستحل دماءھم* واموالھم یعنی توحید کی تین قسمیں ہیں ایک توحید ربوبیت دوسری توحید الوہیت تیسری توحید اسماء وصفات لیکن توحید ربوبیت وہ ہے کہ زمانہ اقدس میں کفار بھی اسکے مقر تھے اور اسنے انہیں اسلام میں داخل نکیا اور انسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال کیا اور باوجود اس توحید کے انکے خونوں اور اموال کو حلال جانا۔

نجدی نے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ پڑھنے والے اور توحید اسلامی کی گواہی دینے والے مسلمانوں کو اسلام سے خارج کرنے اور انکے مال لوٹنے اور خون مباح کرنے کیلئے یہ اصول بنایا ہے کہ وہ توحید

ربوبیت کے قائل ہیں اور اس سے مسلمان نہیں ہوسکتے۔ انکی گردن مارنا انکے مال لوٹنا سب جائز ہے۔ کیسا بڑا ستم ہے کہ حضور انور روح مجسم جان حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ پڑھنے پر کافر کو مسلمان کردیں اور انکے خون اور مال محفوظ فرمادیں اور انہیں جنت کی بشارت دیں اور نجدی انکا خون حلال کرنے کے لئے انکی شہادت کو اپنی اختراعی توحید ربوبیت بتاکر انکے خون و اموال مباح کرے اور انہیں کافر بتائے۔ بخاری و مسلم میں بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یشہدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ ویقیموا الصلوٰۃ و یوتوا الزکوٰۃ فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دمائھم واموالھم الا بحق الاسلام وحسابھم علی اللہ
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے مقاتلہ کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو انہوں نے اپنے مالوں اور خونوں کو مجھ سے بچالیا مگر بحق اسلام اور حساب انکا اللہ پر ہے۔
حضور کا تو یہ حکم ہے کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ پڑھنے والے کا جان و مال محفوظ مگر نجدی کے نزدیک باوجود ان شہادتوں کے وہ کشتنی مباح الدم اسکا مال لوٹنے کے قابل اور یہ توحید توحید ربوبیت ہے ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیسی شدید مخالفت ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسے مومن فرمائیں یہ بددین اسے کافر کہیں۔ حضور جسکے جان و مال محفوظ کریں یہ انہیں کے جان و مال مباح کریں قاتلہم اللہ۔ بخاری و مسلم میں بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وفد عبد القیس کی حاضری بارگاہ بیکس پناہ کا تذکرہ ہے اس حدیث میں ہے کہ امرھم بالایمان باللہ قال اتدرون ما الایمان باللہ وحدہ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ یعنی حضور نے انہیں اللہ واحد یکتا کے ساتھ ایمان لانیکا حکم فرمایا۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ واحد کے ساتھ ایمان لانا کیا ہے۔ عرض کیا خدا رسول دانا تر ہیں فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا۔ حضور اس شہادت کو ایمان قرار دیتے ہیں یہ توحید ربوبیت نجدی کی ایمان میں پیدا کی ہوئی بدعت ضلالت ہے اللہ پناہ میں رکھے۔ بخاری و مسلم کی ایک حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مامن احد یشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ صدقا من قلبہ الا حرمہ اللہ علی النار یعنی جو کوئی بھی بصدق دل لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دے اللہ اسکو آگ پر حرام کردیتا ہے۔ ایسے ہی حضرت عبادہ ابن صامت سے مروی ہے اور اس مضمون میں بکثرت احادیث وارد ہیں لیکن نجدی ان تمام احادیث سے آنکھیں بند کرکے مسلمانوں کو بیدھڑک مشرک کہتا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔
حضرت علامہ دحلان قدس سرہ نے اسی درر سنیہ میں فرمایا کہ لا یعتقدون موحدا الا من تبعھم فیما یقولون فصار الموحدون علی زعمھم اقل من کل قلیل کان محمد بن عبد الوھاب الذی ابتدع ھذہ البدعۃ یخطب للجمعۃ فی مسجد الدرعیۃ ویقول فی کل خطبۃ ومن توسل بالنبی فقد کفر وکان اخوہ الشیخ سلیمان بن عبد الوھاب

من اهل العلم فكان ينكر عليه انكاراً شديداً فى كل ما يفعله او يامر به ولم يتبعه فى شئ مما ابتدعه وقال له اخوه سليمان يوماً كم اركان الاسلام يا محمد بن عبد الوهاب فقال خمسة فقال انت جعلتها ستة السادس من لم يتبعك فليس بمسلم هذا عندك ركن سادس للاسلام یعنی وہابی اپنے تابعین کے سوا کسی کو موحد نہیں جانتے انکے گمان میں موحد نہایت کمیاب اور ہر چیز سے نادر ہیں محمد بن عبد الوہاب جو اس بدعت کا موجد تھا مسجد درعیہ میں جمعہ کا خطبہ پڑھتا تھا اور وہ ہر خطبہ میں کہا کرتا تھا کہ جس نے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ توسل کیا وہ کافر ہوگیا اور اسکا بھائی شیخ سلیمان بن عبد الوہاب اہل علم میں سے تھا وہ اسکا شدید رد کیا کرتا تھا اور ان بدعات میں اسکا اتباع نہ کیا کرتا تھا۔ ایک روز اس سے اسکے بھائی سلیمان نے کہا کہ اسلام کے کتنے ارکان ہیں اے محمد بن عبد الوہاب کہا پانچ۔ سلیمان نے کہا تو نے چھ کردیے کیونکہ جو تیرا اتباع نہ کرے تیرے نزدیک مسلمان نہیں تو تیرا اتباع چھٹا رکن اسلام ہوا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

کتاب مجموعۃ التوحید صفحہ ۲۲ عرب کے بدوؤں کے لئے علی العموم حکم کفر صادر کیا ہے اور انکے مسلمان بتانیوالے علما کو جاہل وشیطان کہا ہے عبارت اسکی یہ ہے یصرح هؤلاء الشياطين المردة الجهلة ان البدو اسلموا ولو جرى منهم ذلك كله لانهم يقولون لا اله الا الله ولازم قولهم ان يهود تسلموا لانهم يقولونها وايضا كفر هؤلاء اغلظ من كفر اليهود باضعاف مضاعفة یہ شیاطین (علما) سرکش جاہل تصریح کرتے ہیں کہ بدو مسلمان ہیں گو انسے یہ سب کچھ جاری ہوا اسلیئے کہ وہ لاالٰہ الا اللہ کہتے ہیں ان علماؤں کے قول سے لازم آتا ہے کہ یہود بھی مسلمان ہوں کیونکہ وہ بھی یہ کہتے ہیں اور نیز ان بدوؤں کا کفر یہودیوں کے کفر سے چند در چند غلیظ ہے۔

دیکھیئے ایک حکم عام سے عرب کے تمام بدوؤں کو کافر کر ڈالا یہی نہیں اسکے ہاتھ سے دنیا میں کوئی نہیں بچا اور تمام جہان کے مسلمانوں کو کافر بنا ڈالنے کے لئے قاعدہ گھڑ ڈالے اسی کتاب مجموعۃ التوحید کے صفحہ ۱۲ پر یہ لکھا ہے الثانی من جعل بينه وبين الله وسائط يدعوهم ويسئلهم الشفاعة ويتوكل عليهم كفر اجماعا الثالث من لم يكفر المشركين او يشك فى كفرهم او صحح مذهبهم كفر یعنی دوم جسنے اپنے اور خدا کے درمیان واسطے مقرر کیئے جنہیں پکارتا ہے اور انسے شفاعت چاہتا ہے اور ان پر بھروسہ کرتا ہے وہ اجماعاً کافر ہوگیا سوم جو مشرکین کو کافر نہ کہے یا انکے کفر میں شک کرے یا ان کے مذہب کو صحیح جانے وہ بھی کافر ہے۔

نجدی کی اس عبارت کا یہ نتیجہ نکلا کہ جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ لائے یا شفاعۃ کا امیدوار ہو وہ بھی کافر اور جو اُسے مسلمان جانے وہ بھی کافر اور جو اُسکے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ نجدیوں کے سوا دنیا بھر کے مسلمان یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور انبیاء اولیا کو اپنا وسیلہ وشفیع جانتے ہیں اور یہی قرآن وحدیث نے بتایا ہے تو نجدی کے اس حکم سے وہ سب کافر ہیں۔ ہندوستان کے وہابیہ کا بھی عقیدہ یہی ہے۔ چنانچہ تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی صفحہ ۵ — اکثر لوگ دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں پر وہ شرک میں گرفتار ہیں پھر اگر کوئی سمجھانے والا ان لوگوں سے کہے کہ تم دعویٰ ایمان کا رکھتے ہو اور افعال شرک کے کرتے ہو یہ دونوں راہیں ملائے دیتے ہو۔۔۔

۱۹۱۶۰

اہل سنت کی فتح مبین

نجدی اور نجدیوں کے مذہب کی حقیقت

گذشتہ ایام میں فخر الاماثل صدر الافاضل ملاذ الفضلا استاذ العلما حضرت مولانا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے ابن سعود نجدی کو مناظرہ کا اعلان دیا تھا - نجدی تو کیا جواب دیتا مگر اسکے حمایتیوں میں سے جناب مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب نے حضرت موصوف کی خدمت میں ایک رجسٹری بھیجی - جس میں تحریری مناظرہ کی آمادگی ظاہر کی اور نجدی کے وحشیانہ ظالمانہ و ملحدانہ افعال کو فراموش کر کے مسائل زیر بحث لکھے اور یہی تجویز فرمانے کی رائے ظاہر فرمائی - انکی رجسٹری کا جواب حضرت ممدوح نے فوراً دیا جسکا محصل یہ تھا کہ اگر آپ کو نجدی کی قائم مقامی حاصل ہے تو میں مناظرہ کے لئے طیار ہوں۔

ایک جواب برادر عزیز مولانا ابو الفتح مولوی حافظ حشمت علیخان صاحب کی جانب سے گیا کہ میں گفتگو کے لئے تیار ہوں - مگر عمدا اسے برخاست - پھر ابو الوفا صاحب کو جواب کی ہمت نہ ہوئی اور وہ آمادگی سرد ہو کر رہ گئی - جسے پہلے ہی بحث کا آغاز کر دیا اور اسکے نجدی و ہندوستانی ہم عقیدوں کا کفر انہیں کے مسلمات اور خود ابن سعود نجدی کی چھاپی ہوئی کتاب مجموعۃ التوحید سے ثابت کر دیا اور صراحت کے ساتھ دکھا دیا کہ نجدی اپنے عقیدہ اور مذہب کی رو سے خود بھی خارج از اسلام ہے اور اسکے متبعین بھی اسکے خنجر تکفیر کے بسمل ہیں یہ وہ مضمون تھا جس نے نجدی مذہب کی آبرو پر پانی پھیر دیا ہر نجدی عقیدہ والے کا فرض تھا کہ وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اپنی ذات اور اپنے نجدی طاغوت کو اپنی کتاب سے تو مسلمان ثابت کرتا اور جو شرک خود اُن کی کتاب نے انپر ثابت کیا ہے اس سے خلاص کی کوئی راہ نکالتا - مگر تمام ہندوستان کے وہابی ششدر ہیں - اور وہابستان شہر خموشان بنا ہوا ہے کسی میں جرات نہیں ہے کہ دم مار سکے یا لب ہلا سکے الحمد للہ یہ حق کی فتح مبین اور وہابیہ نجدیہ کی سخت رسوائی ہے کَذٰلِکَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَۃِ اَکْبَرُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ

افسوس ضد اور ہٹ اسقدر وضوح حق کے بعد بھی باقی ہے اب بھی توبہ کی توفیق نہیں ہوئی اب بھی رجوع و انابت کے لئے بارگاہ الٰہی میں سر نہیں جھکتے -

ابتک اسی باطل کی حمایت باقی ہے جس نے تمام عالم پر کفر و شرک کا حکم لگا دیا ہے اور جسکے اس حکم عام سے خود بھی نہیں بچ سکتے

مدینہ طیبہ کی نورانی تجلیاں

مدینہ طیبہ کی خاک کا ذرہ ذرہ مشرقستان انوار ہے۔ بے شمار مقبولان بارگاہ کروروں اولیاء اللہ اسکے ایک ایک ذرہ پر فدا ہونے کے لئے عمریں آرزو میں گذار گئے اور زندگی کا لمحہ لمحہ اس بلد پاک کی تمنائے دیدار میں صرف فرما گئے۔ جدائی اور فراق نے جو بے چینی اور بیتابی انمیں پیدا کی وہ انکی ہر سانس کے ساتھ آنیوالی آہ سرد سے ظاہر تھی لمحہ لمحہ مدینۂ پاک کی یاد سے آباد تھا زمانۂ صحابہ سے لیکر ہمارے زمانہ تک ہر ملک وہر دیار ان عشاق سے بھرا ہوا ہے جو دیار محبوب کی محبت میں محو ہیں مخصوص حضرات کا کیا ذکر کیا جائے۔ جامی او محدث دہلوی کہاں اس سرزمین طاہرہ کے عشاق میں کروروں جامی اور محدث دہلوی ہیں جنکے کلام سے آجتک عشق ومحبت کی خوشبوئیں آرہی ہیں اور انہوں نے عالم کو مہکا دیا ہے بہت سے وہ دل سوختہ بھی ہیں جنکی نظر دلدار کی طرف لگی ہوئی ہے دل ہوائے شوق سے کھنچا جا رہا ہے صبر وقرار مفقود ہے ان سے پوچھئے کہ مدینہ کی یاد میں کیا مزہ ہے اور کس حبیب دلنواز کے عشق ومحبت نے تمہیں وارفتہ بنا دیا ہے۔ اس بحث پر اگر بسط کیا جائے اور عشاق کی زبان سے دیار محبوب کا تذکرہ سنایا جائے تو لذیذ ہوگا۔ مزہ دیگا سوز نہاں اپنا اثر دکھائیگا سچے جذبات دلوں میں تاثیر کرینگے یہ ضرور۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ مدینہ طیبہ کا تذکرہ عالم کے شہنشاہ کونین کے سرور دارین کے تاجور دلوں کے مرغوب جانوں کے مطلوب اللہ کے محبوب حضور پرنور سید انبیاء ومرسلین صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ کی زبان حق ترجمان سے سناؤں اور احادیث کریمہ کی طرف دست طلب بڑھاؤں یہ تو ہر یگانہ وبیگانہ جانتا ہے کہ مدینہ پاک کی عزت وعظمت کرامت وشرافت حرمت وفضیلت تمام اقطاع وبقاع سے زیادہ ہر شہر ودیار سے بڑھکر کسی خطہ کو اس سے کچھ نسبت نہیں قطعہائے ارض اور قطعہائے خاک تو کیا اس خاک پاک فخر افلاک سے ہمسری کا دعویٰ کرسکیں آرامگاہ حبیب خدا ارض وسما تو کجا عرش معلےٰ سے مرتبہ میں بلند وبالا ہے۔ امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قدم من سفر فنظر الی جدرات المدینۃ اوضع راحلتہ وان کان علی دابۃ حرکہا لحبہا

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے اور مدینہ طیبہ کی دیواریں نظر پڑتیں تو اپنی سواری کو تیز چلاتے اور اگر کسی اور جانور پر تشریف فرما ہوتے تو مدینہ کی محبت میں اسکو تیز کرتے۔

بخاری کی یہ حدیث مدینہ طیبہ کی ایک عظیم الشان فضیلت کا اظہار کرتی ہے کہ سید انبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شہر پاک کے ساتھ وہ محبت تھی کہ اسکے در ودیوار پر نظر پڑتے ہی وہ محبوب اکرم اپنی سواری

نذر کردیتے تھے۔ مسلمانوں کی جان اس در و دیوار پر قربان۔ انہیں انس رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث

مروی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم طلع له أحدٌ فقال هذا جبلٌ يحبنا ونحبه اللهم ان ابراهيم حرم مكة واني احرم ما بين لابتيها

حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے سامنے جب احد پہاڑ آیا تو فرمایا یہ پہاڑ ہمیں محبوب رکھتا ہے ہم اس سے محبت رکھتے ہیں یارب حضرت ابراہیم نے مکہ کو حرم کیا اور میں اس جگہ کو حرم کرتا ہوں جو اطراف مدینہ کے دو دنیا ہے

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو مدینہ طیبہ اور اسکے دشت وجبل کیساتھ محبت تھی امام احمد و ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من استطاع ان يموت بالمدينة فليمت بها فاني اشفع لمن يموت بها۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا جس سے ہو سکے کہ مدینہ میں مرے پس چاہئے کہ وہ مدینہ میں مرے میں یقیناً اسکی شفاعت کرونگا جو یہاں مرے۔

یہی تو تمنا ہیں عشاق کو جانثاری میں جان نثاری کے لئے مدینہ طیبہ لیجاتی ہیں اور جو نہیں پہنچ سکتے ہیں اسی تمنا میں دم توڑتے رہتے ہیں اے کاش میرے اس تن ناقص کو وہاں کی خاک پاک شرف جان نثاری بخشے اور دولت شفاعت سے بہرہ یاب ہوں آمین ؎

میرے مدفن کو ملی ہے کوئے دلبر کی زمین ۔۔۔ آگئی قبضہ میں اقلیم مقدر کی زمیں ۔

بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے

عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اللهم اجعل بالمدينة ضعفي ما جعلت بمكة من البركة

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یارب مدینہ میں مکہ سے دونی برکۃ عطا فرما

بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی۔

قال من زارني متعمدا كان في جواري يوم القيمة ومن سكن المدينة وصبر على بلائها كنت له شهيدا وشفيعا يوم القيمة ومن مات في احد الحرمين بعثه الله من الآمنين يوم القيمه

حضور اقدس علیہ السلام نے فرمایا جسنے قصد کر کے میری زیارت کی وہ میرے جوار رحمت اور میری محافظت میں ہوگا روز قیامت اور جس شخص نے مدینہ پاک میں سکونت کی اور وہاں کی تکالیف پر صبر کیا میں روز قیامت اسکا شہید و شفیع ہونگا اور جو حرمین شریفین میں سے کسی ایک میں مرا اللہ تعالیٰ اسکو آمنین میں محشور فرمائیگا

اس حدیث میں زارنی کے ساتھ متعمدا کی تصریح صاف بتاتی ہے کہ اس بشارت کا مستحق وہ سعادتمند مخلص ہے جسکا مقصود سفر مدینہ سے زیارت سرکار ہو مگر وہابیہ جنہیں مخالفت حدیث کی عادت ہوگئی ہے اسپر مصر ہیں کہ مدینہ کا عازم زیارت کی نیت نکرے۔ نیز اس حدیث میں یہ بھی بشارت ہے کہ روز قیامت زائران رسول کو علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے جوار رحمت و حفاظت میں پناہ ملیگی مگر وہابیہ نجدیہ حضور کے حفظ و پناہ سے گھبراتے ہیں ؎

کے باہر ہو اور اسکے غیر معقول سوالات ورتمان جیون کی تحریر سے بھی زیادہ سخت ہیں ۔ اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سوانح حیات پر ایک مورخانہ تبصرہ کر رہے ہیں ۔ یہ افسوسناک حالت مسلمانوں کے زخموں پر اور نمک پاشی کرتی ہے اور بالکل ممکن ہے کہ صورت حالات پہلے سے بھی زیادہ نازک ہو جائے ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو براہ نوازش ہدایت فرمائی جائے کہ وہ اس رویہ میں مناسب اصلاح کرے ۔ ۳ نومبر

التوائے مقدمہ

وکلائے ملزمین نے لوکل گورنمنٹ کے حکم ضبطی و اجرائے مقدمہ کے خلاف مرتبان رسالہ ورتمان جیون کے حوالے سے درخواست پیش کی کہ اس اجلاس میں مقدمہ مذکور کی کارروائی ختم ہو گئی اب وہ ہائیکورٹ سے حکم حاصل کر لینگے کہ مقدمہ کسی اور اجلاس کو منتقل کیا جائے مجسٹریٹ نے اس درخواست کو تو نامنظور کیا مگر ملزمان کی سہولت کے لئے سہ ہفتہ تک سماعت ملتوی کر دی اگر اس عرصہ میں تبدیلی کی منظوری ہو گئی تو خیر ورنہ اسی اجلاس میں سماعت ہوگی ۔ اس التوا کے باعث دونوں ایڈیٹران اخبارات کو بالاستقامت رہتے ہوئے واپس جانا پڑا ۔

ورتمان جیون پریم سار بن گئی

عیاران دہلی کے ہتھکنڈے بھی قابل دید ہیں جب ورتمان جیون ازروئے گورنمنٹ ضبط ہو گئی تو آریوں نے یہ کیا کہ خفیف رد و بدل کے ساتھ پریم پستکالیہ کی جانب سے بنام پریم سار ان شایع کر دی جو آگرہ میں برابر فروخت ہو رہی ہے اور مسلمانان آگرہ میں اس کتابچے نے بہت بے چینی پھیلا دی ہے ۔ انجمن خدام رسول اور مسلمانان آگرہ نے مسجد جامع میں مجتمع ہو کر یہ تجویز پاس کی کہ گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ صوبہ سے درخواست کی جائے کہ اس نفرت انگیز کتاب کی اشاعت روک دے اور پریم پستکالیہ پر مقدمہ چلائے ۔ ۷ نومبر

آریوں کی یہ ڈھٹائی اور بے باکی گورنمنٹ کی خاص توجہ کے قابل ہے کہ ابھی جس کتاب پر مقدمہ منجانب گورنمنٹ چل رہا ہے اسی کو نصف ترمیم اور نام تبدیل کر کے شایع کر دیا اور بیدھڑک فروخت کر رہے ہیں ۔ کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں جانتے کہ کوئی خاص نام قابل مواخذہ نہیں ہوتا بلکہ قابل اعتراض مضمون کتاب ہوتا ہے ۔

زر کا زور تو دیکھئے

ایک رئیس سری پرکاش برلاجی ممبری کے امیدوار نے ۳۰ ۔ اکتوبر کو بمقام خلیل آباد ضلع بستی ایک تقریر کی جسکا ماحصل یہ تھا کہ لالہ جی اور مالوی جی کے مشن کی تکمیل کے لیے آپ اٹھائے گئے ہیں اور اس مہم میں آپ نے توڑوں کے منہ کھول دیے ہیں ۔ آپ نے صاف صاف بیان کیا کہ انسداد گاؤکشی اور مساجد کے سامنے باجا بجانے کی حمایت پر آپ کمربستہ ہیں ۔ گویا مالوی جی کی پارٹی نے اس کام کے لئے برلاجی کو تیار کیا ہے ۔ مالوی جی کی سعی کا کیا کہنا ہے

این کار از تو آید و مرداں چنین کنند ۔ ۱۹ نومبر

چھپرہ میں ہندو مسلم فساد

چھپرا ضلع سارن میں ۲۲۔ اکتوبر کو ایک سؤر چھپکر کاٹا گیا اور پولیس موجود رہی لیکن ایک قصائی چلا اُٹھا کہ ہم لوگ ذلیل کرد یے گئے۔ فریقین لاٹھیاں لیکر ایک سو کی تعداد میں آموجود ہوئے چار ہندو چار مسلمان زخمی ہوئے ایک کی حالت نازک ہے

پانی پت میں مسلمانوں کی دل آزاری

پانی پت کا میدان تو گذشتہ زمانے میں کئی خونریز لڑائیوں کا مرکز رہا ہے۔ آخری جنگ میں مرہٹوں نے احمد شاہ ابدالی سے شکست فاش اُٹھائی تھی۔ یہاں کا میدان اگر مردوں کی ہڈیوں سے زیر زمین پٹا پڑا ہو تو عجب نہیں۔ ہاں جو تونلو تو ڈیاں اکثر ملتی ہیں مگر اب میدان میں لڑنیوالے دلاور تو ہے نہیں کئی سال سے آریہ سور ما جاسے میدان کے شہر کے اندر گھروں میں چھپکر چوہے پر تلوار چلانیکی مشق کر رہے ہیں اور اندھیرے اجالے موقع پاکر مسلمانوں پر کاٹھ کی تلوار کا وار کھی کر بیٹھتے ہیں حکومت بھی نرم یا گرم فیصلہ دیکر قضیہ چکا دیتی ہے مگر آریہ کب اپنی کھاتوں سے چوکنے والے ہیں اور یہ دل آزار اور مہمل اشتہارات بھی منہ چڑا لیتے ہیں چنانچہ ہمدم ناقل ہے کہ ۲۰ اکتوبر کو پانی پت کی سڑکوں پر چند اشتہارات چسپاں پائے گئے جنمیں غیر موزوں اور لغو اشعار میں عوام مسلمانوں کو اشتعال دلاکر گویا جنگ کے لیے رجز خوانی کی گئی ہے یہ سب سنگھٹن کی شرانگیزی ہے گورنمنٹ کو پانی پت کی خطرناک حالت پر لفظ رکھنی چاہیئے ۶ نومبر

دہلی کا مقدمہ تبدیل مذہب

یہ مقدمہ ایک عرصہ سے دہلی میں چل رہا تھا جسمیں لالہ شردھانند۔ ڈاکٹر سکھدیو۔ ماسٹر گنپت رام۔ پروفیسر اندر لالہ کشوری لال سکریٹری کراچی آریہ سماج اور دیش بندھو گپتا اڈیٹر تیج ماخوذ تھے۔ ان لوگوں پر ایک مسلمان عورت صغری بیگم کے شوہر عبد الحلیم کی شکایت پر چلایا گیا تھا۔ غالباً ان لوگوں نے مسماۃ مذکورہ کو شانتی دیوی بنالیا ہوگا جیسا کہ فیصلہ میں اسکا نام عرف کے علاوہ لکھا گیا ہے۔ مسٹر ای۔ ایس۔ لیوس اسپیشل مجسٹریٹ نے سب ملزمونکو بری کردیا، دسمبر

لالہ تیج کی مضحکہ انگیز حیرانی

انجمن نعمانیہ ہند لاہور کے ماہواری رسالہ میں داڑھی منڈوانے والے مسلمانوں پر حکم شرع کے مطابق فتوی دیکھکر لالہ جی حیران ہیں کہ اس مضحکہ خیز فتوی کی موجودگی میں اسلام کس منہ سے مہذب دنیا کے سامنے پیش ہوسکتا ہے۔ شاید لالہ جی کو خبر نہیں کہ قدیم زمانے کے رشی منی اوتار وغیرہ اور عیسائی یہودی سب داڑھیاں رکھتے تھے اور جب سے انکے مذاہب میں ترمیم و تنسیخ ہوئی مذہبی احکام بھی اپنی اپنی مرضی کے مطابق کرلئے مگر اسلام کسی تحریف سے مبرا اور احکام شریعت پر چٹان کی طرح قائم ہے اور اسی منہ سے وہ اب بھی مہذب دنیا کو گرویدہ کررہا ہے۔ مگر لالہ جی کی رائے میں صرف ادیان منسوخ و عوارض مسوخ ہی مہذب دنیا کے سامنے پیش ہوسکتے ہیں؛

[redacted]

مولوی ثناء اللہ امرتسری

پر علماء نجد کی طرف سے بیدینی کا فتویٰ

نجدیوں کے حامی جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اڈیٹر اہلحدیث کی نجدیوں کی نظر میں کیا حیثیت ہے یہ ایک عجب لطیفہ ہے۔ نجد کے علماء نے آپکو کیا کیا تمغے دیے ہیں۔ آپکو باطل پرست معاند بدعتی گمراہ قرار دیا ہے اور آپ سے علم سیکھنا آپکی اقتدا کرنا آپکی گواہی قبول کرنا سب منع کیا ہے آپکی امامت نادرست بتائی ہے اور آپکے کافر مرتد ہونیکا حکم صادر کیا ہے آپکو مزید بند ہوا اسیر نفس بدعتی گمراہ کردہ شیطان کے خطاب دیے ہیں۔ سلف و خلف کے مخالف بتایا ہے۔ حافظ الدالۃ ضال و مضل ٹھیرایا ہے۔ مسلمانوں کو آپ سے مقاطعہ کرنیکا حکم دیا ہے۔ آپکی تفسیر کا دیکھنا حرام کہا ہے۔

ذیل میں جو مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنے نجدی پیشواؤں سے ملے اور جنکو ہندوستان کی جمعیۃ مرکزیہ کے سکریٹری مولوی عبدالعزیز نے فیصلہ مکہ میں چھاپا ہے اب میں علماء نجد میں سے ہر ایک کے خاص خاص اقوال انکے الفاظ میں نقل کرتا ہوں

(۱) دعوناہ الی الرجوع الی مسلک اہل السنۃ والحدیث و مع ذالک اصر و عاند

عبداللہ سلیمان آل بلیہد
رئیس قضاۃ حجاز و نجد

میں نے ان (مولوی ثناء اللہ) کو مسلک اہل سنت و اہلحدیث کی طرف رجوع کرنیکی دعوت دی مگر با وجود ان سب باتوں کے انہوں نے اپنی غلطیوں پر اصرار کیا اور معاندانہ روش اختیار کی

فیصلہ مکہ صفحہ ۱

در محکمہ عالیہ مملکت حجاز و نجد

(۲) رأیت کلامہ علی آیات الصفات کلام مبتدع ضال مخالف لما علیہ اہل السنۃ والجماعۃ و اہل الحدیث و قد جمع فی تفسیرہ ہذا بین مذہب الحلولیۃ والاتحادیۃ والجہمیۃ والمعتزلۃ و نقل عن من لا یرتضی و من لیس بحجۃ فلا یجوز الاخذ منہ ولا الاقتداء بہ ولا تقبل شہادتہ ولا نقلہ ولا نصح امامتہ فانی اقمت علیہ الحجۃ و اصر علی مقالتہ فلا شک فی کفرہ فیجب اجتنابہ واعتزالہ وہجرہ وہجر اعتزال من جادل عنہ وقد حاججناہ فی مجلس الامام عبدالعزیز وطلبنا منہ الرجوع فلم یقبل وذہب وہو مصر

محمد بن عبداللطیف آل محمد بن عبدالوہاب قاضی ریاض دار السلطنۃ نجد

صفات الٰہی کے متعلق اس (مولوی ثناء اللہ) کی تفسیر کو دیکھنے کے بعد میں اس رائے پر پہنچا ہوں کہ یہ ایک بدعتی اور گمراہ کا کلام ہے اور مذہب اہل سنت و جماعت و اہلحدیث کے خلاف ہے اور مولوی ثناء اللہ نے اپنی تفسیر میں حلولیہ اتحادیہ جہمیہ اور معتزلہ کے مذاہب کو جمع کر رکھا ہے اور اپنی تائید میں ان لوگوں کے اقوال نقل کئے ہیں جو نہ تو صحیح طور پر پیش کیے جا سکتے ہیں اور نہ ان لوگوں کے متعلق محدثین کی اچھی رائے ہے پس نہ تو مولوی ثناء اللہ سے علم حاصل کرنا جائز ہے اور نہ اسکی اقتدا جائز ہے اور نہ اسکی شہادت قبول کی جائے اور نہ اس سے کوئی بات روایت کی جائے اور نہ اسکی امامت صحیح ہے میں نے اس پر حجت قائم کردی مگر وہ اپنی بات پر اڑا رہا پس اسکے کافر و مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں پس اس سے بچنا اور کنارہ کشی اختیار کرنا واجب ہے اور جو شخص مولوی ثناء اللہ کی حمایت

فیضی تو کیا چیز ہی عرب کے شہرۂ آفاق فصحا جنکی فصاحت و بلاغت کے سکّے بیٹھے ہوئے تھے۔ سرنگون ہو گئے۔ اور بقلیون کی گرم بازاریان سرد پڑ گئیں۔ انکو بھی اعتراف کرنا پڑا کہ قرآن پاک جیسی کتاب تو کیا معنی اُسکی ایسی ایک چھوٹی سی سورت بھی کوئی نہیں بنا سکتا۔

اب یہ حقیقت ایسی بدیہی ہو گئی ہی جس میں صرف اسی شخص کو تامل ہو سکتا ہی جس کو روز روشن میں نصف النہار کے وقت آفتاب کی روشنی میں شبہ ہو۔ تیرہ سو برس تک کے تمام عربی و عجمی ماہران زبان کا عاجز رہنا ایسا نہیں ہی جیسا وید کو تمام علوم کا سرچشمہ بتا دینا۔ ریل اور تار اور ہوائی جہاز جو نئی چیز نظر آئی سب وید ہی میں سے نکلی۔ یہ پنڈت جی کا دعوی ہی اور پنڈت جی واقف ہیں کہ انکا دعوی وید پر خالص اتہام ہی۔ وہ ہر دعوی کو اپنے ہی دعوے پر قیاس کرتے ہیں یہ وجہ ہی کہ وہ انکار بداہت جیسی شرمناک قباحت کے مرتکب ہوئے ورنہ قرآن پاک کا دعوی آج اسقدر جلی بیّن واضح روشن ظاہر ہی کہ اسکو کسی دلیل و برہان کی حاجت نہیں اور وہ خود ایک زبردست محکم قطعی یقینی برہان ہی۔

پنڈت جی کہتے ہیں وہ کونسی دوزخ کی آگ ہی۔ کیا اس دنیا کی آگ سے نہ ڈرنا چاہیئے اس آگ میں بھی جو کچھ پڑے وہ اسکا ایندھن ہی

جواب قرآن پاک میں ارشاد ہوا تھا اِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ مطلب یہ ہی اگر تم شک میں ہو اُس چیز سے جو ہمنے اپنے بندے (سید کائنات سرور انبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی ہی اور تمھیں یہ وہم ہو کہ یہ کتاب اللہ کی کتاب نہیں بندے کی بنائی ہوئی ہی تو بندے کی بنائی ہوئی جو چیز ہوتی ہی ضرور دوسرا اس جیسی بنا سکتا ہی اسلیئے تمام منکرین کو عام اعلان دیا جاتا ہی کہ اُسکی مثل ایک سورت بنا لاؤ اور مدد کے لئے اپنے شہداء کو بھی ساتھ لے لو۔ اُن تمام معبودوں کو بھی شریک کر لو جنھیں خدا کے سوا پوجتے ہو اگر تم سچے ہو اور تمھارا یہ وہم باطل کچھ بھی حقیقت یا جان رکھتا ہی تو اگر تم ایسا نہ کر سکو اور یقیناً نہ کر سکوگے تو اُس آگ سے ڈرو جسکا ایندھن آدمی اور پتھر (بت) ہیں جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہی۔

قرآن پاک میں اِس کتاب مقدس کے کلام الٰہی ہونیکی کیسی دلپذیر اور خاطر نشین اور اطمینان دلانیوالی قطعی یقینی برہان پیش فرمائی گئی۔ جب دنگل میں کھڑا ہو کر پہلوان شیر افگن بہادروں کے مجمع اور جمگھٹ میں ایک شخص تمام زور آوروں اور نبرد آزماؤں کو خطاب کر کے للکارتا ہی اور بآواز بلند اعلان عام کیساتھ کہتا ہی کہ آج کوئی نہیں ہی جو اس اکھاڑے میں میرے مقابل آسکے اور اسکے دعوی کرتے ہی گردن فراز دلیرون

[illegible] باقی ہیں اور وہ سرنگوں ہوکر بیٹھ جاتے ہیں کسی میں حس و حرکت کا نام و نشان باقی نہیں رہتا اور وہ [illegible] کے جاتا اور اپنا مقابل مانگنے جاتا ہی لیکن کسی جرأت سے کوئی پہلوان جرأت نہیں [illegible] ایک شخص کو مجبور کرنے کے لئے کوئی تو اٹھے مگر لاکھوں دیو پیکر جی چھوڑ بیٹھے اور حیرت کے پتلے بنے [illegible] اس یقین پر پہونچ جاتا ہی کہ اسکے مقابلہ کی تاب انمیں سے کسی میں نتھی اور کسی شخص کو [illegible] باقی نہیں رہتا بشرطیکہ پنڈت جی کے ایسے ذہن و دماغ والا آدمی وہاں موجود نہو۔

[illegible] قرآن پاک کی ایسی فصیح بیان سنکر بھی پنڈت صاحب الجھ گئے اور اپنے دماغ کے قابل اور علم [illegible] فرمایا تو کیا فرمایا کہ وہ کونسی دوزخ کی آگ ہی کیا اس دنیا کی آگ سے ڈرنا چاہیئے۔

[illegible] کیا پنڈت جی کو اس آگ کے چھوکر یا ٹٹولکر دیکھنے کی ضرورت تھی وہ ضرورت تو اب انشاء اللہ باقی [illegible] ہوگی مگر جسوقت انہوں نے فرمایا تھا اسوقت اس بات کا [illegible] انکی نا سمجھی قلب کا پتہ دیتا ایک [illegible] کہا جاتا ہی کہ اگر تم فلاں جرم کے مرتکب ہوئے تو [illegible] جزیرہ انڈمین بھیجدیا جائیگا۔ وہ اسکے جواب میں کہے کہ جزیرہ انڈمین کیسا ہوتا ہی اگر اس سے اسکی یہ مراد ہی کہ [illegible] جزیرہ انڈمین کو خود اپنی آنکھ سے دیکھکر معلوم کرے تو اسکی یہ ہوس کسقدر عقل سے دور ہی۔ جزیرہ انڈمین کوئی ایسی چیز نہیں جو [illegible] تمہارے سامنے لاکر رکھدی جائے اور وہ اسے چھوکر دباکر دیکھ سکے۔ اور اگر اسکا یہ مطلب ہی کہ جزیرہ انڈمین کے حالات بیان کئے جائیں تو جہنم کی آگ کے حالات جابجا قرآن پاک میں موجود ہیں اور خود اس آیت میں بتا دیا گیا ہے کہ وہ آگ جسکا ایندھن آدمی اور بت ہیں اور جو کافروں اور منکروں کی سزا کیلئے تیار کی گئی ہے۔ یہ سنکر پھر یہ پوچھنا کہ وہ کونسی آگ ہی۔ نہایت گہری جہالت ہی۔ پھر یہ کہنا۔ کیا اس دنیا کی آگ سے ڈرنا چاہیئے سخن فہمی سے [illegible] کسقدر دور ہی۔ ایک شخص کو تنبیہ کی جاتی ہی اور جرم و خطا سے بچانے کے لئے راہ راست اور صراط مستقیم پر لانے میں پوری پوری کوشش کیجاتی ہی اور اُس سے منحرف ہونیکی تقدیر پر اُسکو اس جرم کی سزا سے ڈرایا جاتا ہی اور کہا جاتا ہی کہ اگر تو اپنے افعال سے باز نہ آیا تو تجھ کو جیلخانہ کی تنہائیوں اور چکیوں سے ڈرنا چاہیئے جو چوروں اور بدمعاشوں کے لئے تیار کی گئی ہیں۔ کیا اس نصیحت سے اسکو فائدہ اٹھا کر اپنے افعال درست کرنا چاہئیں یا پنڈت جی کی طرح یہ کہدینا چاہیئے کہ کیا یہاں کی تنہائیوں اور چکیوں سے ڈرنا چاہیئے اس مجرم کا یہ جواب جسقدر نامعقول اور بیہودہ ہوگا اس سے بدرجہا بدتر پنڈت جی کا جواب ہی۔

پنڈت جی کو ہنوز دنیا اور آخرت کی آگ میں فرق نہیں معلوم ہوا۔ یہاں کی آگ ہمارے اسباب آسائش میں سے ایک چیز ہی جسکو ہم اپنے اختیار سے جبتک اور جتنا چاہتے ہیں کام میں لاتے ہیں۔ جب چاہتے ہیں سرد کردیتے ہیں۔ اپنی غذائیں پکانے اور حمام گرم کرنے کی اس سے خدمتیں لیتے ہیں۔ اور دوزخ کی آگ نہ ہمارے قبضہ کی نہ اختیار کی بلکہ وہ عذاب الٰہی ہی جو کافروں اور گناہگاروں پر مسلط کیا گیا ہی نہ وہ اسکو بجھا سکتے ہیں نہ اسکی تیزی بند کرسکتے ہیں۔ وہ آگ اُنکے کام میں نہیں آتی۔ انکی کوئی خدمت انجام نہیں دیتی۔ باقی آئندہ

تنقید

آفتاب ہدایت

یہ ایک ضخیم کتاب ہے جو رد رافضیوں میں جناب مولانا مولوی ابوالفضل محمد کرم الدین صاحب دبیر رئیس بھیں ضلع جہلم (پنجاب) نے تصنیف فرمائی ہے لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ ہے مصنف کی قابلیت سے تصنیف کا اندازہ ہو سکتا ہے حجم ۵۴۲ صفحہ ٹائٹل نہایت خوشنما رنگین ۔ قیمت (علاوہ محصول ڈاک) تین روپیہ ۔ جناب مصنف سے ملتی ہے ۔

نقشۂ نعلین مبارک

نعلین مبارک ایک متبرک چیز ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشہ کا مکان میں لگانا اسکی زیارت کرنا موجب برکات ہے جناب مولوی ابوالبرکات سید احمد صاحب امام مسجد وزیر خاں لاہور نے یہ مبارک نقشہ رنگین چھاپا ہے جو صاحب چاہیں منگا کر فائدہ اٹھائیں

فقہی معمے

(۱) وہ کون موزوں پر مسح کرنیوالا شخص ہے جسکو مدۃ مسح گذرنے پر بھی موزوں پر مسح کرنا جائز ہے ۔

(۲) وہ کون موزہ ہے جسپر مسح کر لینے کے بعد موزے کو پاؤں سے نکالا تو پاؤں دھونا نہ چاہیئے ۔

(۳) وہ کون موزے ہیں جنکو طہارۃ کاملہ پر پہنا اور نکالا بھی نہیں مگر پاؤں دھونے واجب ہیں ۔

(۴) وہ کون عورت ہے جسکے بچہ پیدا ہونے کے بعد ہی خون جاری ہونے پر کبھی وہ صاحب نفاس نہیں ۔

(۵) وہ کون آیت تامہ ہے جسکا پڑھنا جنب کو بہ نیت دعا جائز ہے ۔

(۶) وہ کون وضو کرنیوالا معذور ہے جو اس وضو سے دوسرے وقت کی ادا نماز پڑھ سکتا ہے ۔

گذارش

جن حضرات نے ابتک رسالہ کی قیمت ادا نہیں فرمائی ہے وہ براہ کرم ایک روپیہ ارسال فرمادیں ۔

کوشش کیجارہی ہے کہ رسالہ اس سے زیادہ بہتر اور عمدہ کاغذ پر چھاپا جائے لیکن ایک روپیہ میں رسالہ کی موجودہ حالت اور معمولی کاغذ کے مصارف بھی پورے نہیں ہوتے ۔

میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ قیمت میں کوئی اضافہ کیا جائے ۔ میں صرف اسقدر چاہتا ہوں کہ قیمت رسالہ جلد بھیجدیجئے اور کثرت سے اسکے خریدار بنائیے تاکہ جس مقصد کیلئے اس بار کو برداشت کیا گیا ہے وہ پورا ہو ۔ خاکسار مدیر ۔

السواد الاعظم

یہ مبارک رسالہ محض حمایت دین وملت کی نیت سے جاری کیا گیا ہے اور وہ جب ہی حاصل ہوسکتی ہے جبکہ اسکی اشاعت بہت زیادہ ہو۔ اگر چہ یہ سالانہ قیمت سے اسکے مصارف پورے نہیں ہو سکتے۔ حامیان ملت اسکی توسیع اشاعت میں مردانہ ہمت سے کام لیں اور اپنے ایک ایسے قلیل قیمت پرچہ کو نو سا میاب بنائیں۔۔

مدیر

اشتہار

کتب ذیل دفتر السواد الاعظم سے نقد قیمت پر مل سکتی ہیں

قرآن عظیم مترجم بترجمہ اعلیحضرت قدس سرہ کاغذ معمولی ہدیہ ۴؎ [illegible]

انوار ساطعہ۔ اثبات مولود و فاتحہ میں نہایت نفیس مبسوط کتاب ہے۔ مخالفین کے تمام شکوک اوہام کے مدلل جواب دیئے ہیں قیمت عہ

سیف الجبار تصنیف لطیف حضرت مولانا مولوی فضل رسول صاحب بدایونی علیہ الرحمہ وہابیہ کے حالات میں عمدہ کتاب قیمت ۹؎

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ تصنیف لطیف حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب دام ظلہ اس مبارک کتاب میں علم غیب کے مسئلہ کو اس وضاحت اور خوبی کے ساتھ مدلل طور پر بیان فرمایا ہے کہ مخالف کو جائے دم زدن باقی نہیں رہتی اور اُنکے تمام مشہور اعتراضات کے زبردست اور مدلل جواب جُدا جدا بیان فرمائے ہیں دو مرتبہ چھپ چکی ہے اور تیسری مرتبہ اب چھپ رہی ہے۔ قیمت عہ

جواہر البیان حضرت امام عالیمقام امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ المحدثین حضرت ابن حجر قدس سرہ کی نفیس کتاب خیرات الحسان کا ترجمہ ہے قابل دید کتاب ہے قیمت ۸؎

عرفان شریعت اعلیحضرت امام اہل سنت کے ۱۲ نفیس فتاوی کا مجموعہ قیمت ۳؎

الکوکبۃ الشہابیہ اسمعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کا کامل رد اور اُسکے کفریات کا شمار مصنفہ اعلیحضرت قدس سرہ قیمت ۳؎

وہابیہ دیوبندیہ کے عقاید و اباطیل مع حوالہ صفحات قیمت ۱؎ بہت کارآمد چیز ہے

فتاوے بر عقائد وہابیہ و غیر مقلدین میں ایک عمدہ رسالہ ہے قیمت ۱؎

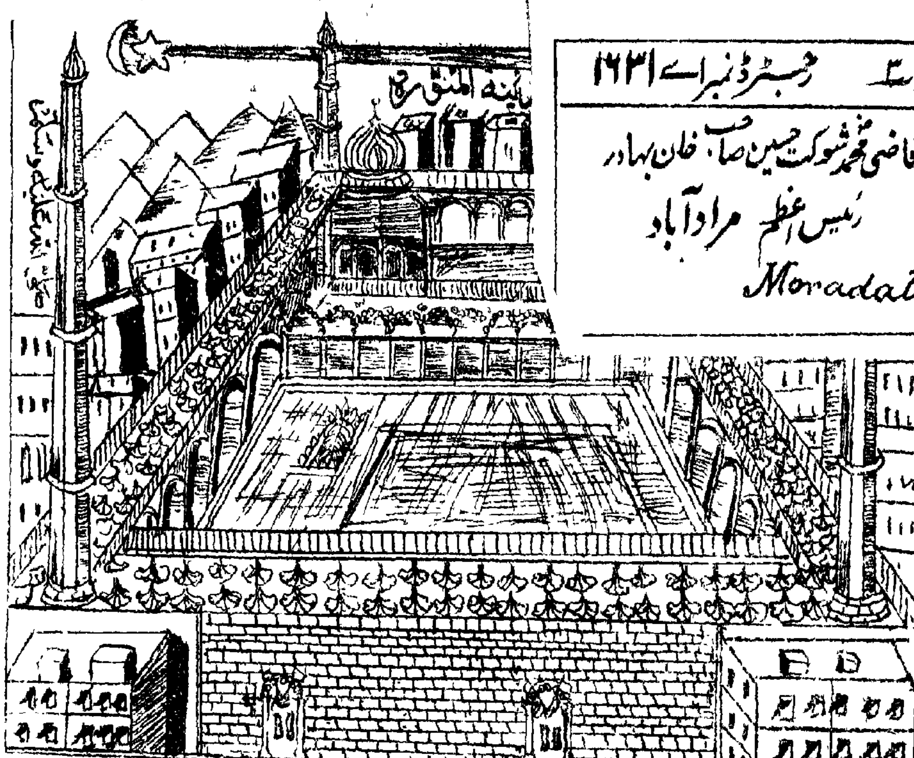
اسواط العذاب علے قوامع القباب قبون کے مسئلہ میں مولوی سلیمان صاحب ندوی اور دوسرے مجوزان بنا کا بہترین رد مصنفہ صدر الافاضل حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ قیمت ۱؎

نوٹ رد وہابیہ کی اور کتابیں بھی دفتر السواد الاعظم سے بکفایت مل سکتی ہیں

عمر نعیمی مدیر السواد الاعظم مراد آباد محلہ چوکی حسن خان۔

رجسٹرڈ نمبر اے ۱۶۳۱

قاضی محمد شوکت حسین صاحب خان بہادر
رئیس اعظم مراد آباد
Moradab



زندگی اسلام سیراب از جنیمہ — چون نرگس خواب جیدار از خواب تیز
بدل آور سراز بردمیانی — کہ روئے لست صبح زندگانی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ

السواد الاعظم

جلد ۳ نمبر

مدیر (مولانا) نعیم الدین

ہدیہ سالانہ ایک روپیہ

طبع بسعی عبد اللہ الصادقی فی المطبع النعیمی الواقع فی بلدۃ مراد آباد کثر اللہ امثالہا

فہرست مضامین

فقہی معموں کے جواب

(۱) جسکو موزہ اتارنے سے سردی کے باعث پانوں ضائع ہونیکا قوی اندیشہ ہو مدت سے زیادہ مسح کرسکتا ہے - عالمگیری میں ہے ولو خاف من نزع خفیہ علی ذهاب قدمیہ من البرد جاز له المسح وان طالت المدة هکذا فی بحر الرائق

(۲) دونہ والے موزہ کی ایک تہ اتار دینے سے پانوں دھونے یا مسح کا اعادہ ضروری نہیں - ہندیہ میں ہے واذا مسح علی خف ذی طاقین فنزع احد الطاقین لا یعید المسح علی الطاق الاخر -

(۳) اگر موزے میں پانی بھر کر پانوں کا زیادہ حصہ دھل گیا تو مسح جاتا رہا درمختار میں ہے وینتقض ایضاً بغسل اکثر الرجل فیه لو دخل الماء خفه - هکذا فی الهندیه

(۴) جس عورت کے رحم شکم کے باعث ولادت ناف سے واقع ہوگئی اس کا خون نفاس نہیں عالمگیری میں ہے ولو ولدت من قبل سرتها بان کان ببطنها جرح فانشقت وخرج الولد منها تکون صاحبة جرح سائل لا نفساء - کذا فی الظهیریه والتبیین

(۵) جنب کو آیۂ مبارکہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کا بہ نیت ثنا اور موحش خبر پر انا للہ وانا الیه راجعون یا ایسی ہی کسی چھوٹی آیہ کا عادۃً پڑھ دینا جائز ہے کبیری میں ہے لو سمع خبرا سارا فقال الحمد للہ او خبرا موحشا فقال انا للہ وانا الیه راجعون وکذا قرأة بسم اللہ الرحمن الرحیم علی وجه الثناء لا علی قصد القرآن - نیز عالمگیری میں ہے ولا یحرم قرأة ایة قصیرة تجری علی اللسان عند الکلام کقوله ثم نظر او ولم یولد - کذا فی الخلاصه

(۶) جس صاحب عذر نے عید کی نماز کیلئے وضو کیا اسی وضو سے ظہر پڑھ سکتا ہے ہندیہ میں ہے لو توضأ المعذور لصلوة العید له ان یصلی الظهر به -

احقر عبدالرشید فتحپوری

نوٹ: فقہی معموں کے جواب کئی جگہ سے موصول ہوئے لیکن مولوی عبدالرشید صاحب متعلم مدرسہ اہلسنت مرادآباد کے جواب سب سے پہلے موصول ہوئے اور صحیح بھی تھے اسلئے شائع کئے جاتے ہیں آئندہ بھی جو جواب پہلے پہونچینگے وہ درج کئے جائینگے - مدیر

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہر آن نئی شان ہے انداز بیان کی یہ شان ہے معراج رسولِ دو جہان کی (ج۔۔)

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاک زندگی اول سے آخر تک آیات الٰہیہ اور عجائب قدرت وثمرات حکمت کے روح پرور اسرار وآثار سے مملو ولبریز ہے۔ اس صاحب اسرار علیہ الصلوۃ والسلام کا ہر حال معراج کمال کا ذروہ علیا ہے علیہ من اللہ صلوات افضلہا ومن التحیات اکملہا جنکی رفتار گفتار نشست برخاست میں قدرت الٰہیہ کے عجیب وغریب کرشمے نظر آتے ہوں اسکی معراج کی بلندی کا ... عقل وخرد کا کیا حوصلہ کہ بار یاب ہوسکے ؎

... ...

وہاں شان کبریائی ... ... کی دستگیری فرمائیں عالم اسرار کی چند خبریں ... وصل محبوب کا ذکر سنائیں تو ہم جیسے قاصرین وعاجزین بھی بہرہ یاب ہوں ؎

امام مسلم ابن حجاج قشیری صاحب صحیح مسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث طویل روایت کرتے ہیں جس میں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج شریف کا تذکرہ خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا ذکر معراج کے لیے ... ... کون سا بیان ... اطمینان ہوسکتا ہے۔ خود حضور کا ارشاد صحیح ... میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے مروی ... احادیث کی معتبر ومستند کتاب صحیح مسلم شریف میں موجود روایت کا لحاظ رکھنے والے اس حدیث کو نہایت اعتبار کی نظر سے دیکھتے ہیں اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ میرے پاس براق لایا گیا براق ایک جانور سواری ہے قد وقامت میں گدھے سے بڑا اور گھوڑے سے کچھ کم اسکی چمک دمک کی وجہ سے اسکا نام براق ہے اسکی تیز رفتاری کا یہ عالم ہے کہ قدم منتہائے نظر پر پڑتا ہے یعنی جہاں تک نظر جا سکتی ہے اور جس قدر مسافت کو آنکھ دیکھ سکتی ہے اسکو براق ایک قدم میں طے کرتا ہے حضور نے فرمایا میں اسپر سوار ہوکر بیت المقدس پہونچا وہاں میں نے اسکو اس حلقہ میں باندھ دیا جس میں انبیا اپنی سواریوں کو باندھتے تھے بعد میں مسجد میں داخل ہوا اور میں نے وہاں دو رکعتیں ادا کیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ میں نے جماعت انبیا کی امامت فرمائی پھر کہنے والے نے کہا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مالک ہیں جنت کے خازن ان سے سلام علیک کیجیے میں انکی طرف متوجہ ہوا انہوں نے مجھے سلام عرض کیا

نیز حدیث ابوہریرہ میں ہے کہ حضور نے ملائکہ کی بھی امامت فرمائی دونوں حدیثوں کو ملانے سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضور نے جماعت ملائکہ اور انبیاء دونوں کی امامت فرمائی۔ جب نماز ہو چکی تو ملائکہ نے حضرت جبرئیل سے حضور کی نسبت دریافت کیا حضرت جبرئیل نے فرمایا یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین انہوں نے دریافت کیا کیا تم انکی طرف بھیجے گئے تھے حضرت جبرئیل نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے ثنا و تعظیم تحیت و دعا کے کلمات عرض کیے بعد ازاں ارواح انبیا سے ملاقات ہوئی انہوں نے اپنے رب کی ثنا کی یہاں حضرت ابراہیم حضرت موسی حضرت عیسی حضرت داود حضرت سلیمان علیہم الصلوۃ والسلام حاضر تھے حضور نے فرمایا آپ سب حضرات نے اپنے رب کی ثنا فرمائی اب میں اپنے رب کی ثنا عرض کرتا ہوں۔

مجمع انبیا و ملائکہ میں
حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کا خطبہ

اس خدا کی تعریف جس نے مجھ کو رحمۃ للعالمین بنا کر تمام جہان کے لوگوں کے لئے بشیر و نذیر رسول بنایا اور مجھ پر وہ فرقان نازل کیا جس میں ہر شی کا بیان واضح ہے اور میری امت کو تمام امتوں میں بہتر کیا اور میری امت کو امت وسط بنایا اور میری امت کو ایسا بنایا کہ وہی اول ہیں اور وہی آخر اور میرے لئے میرا شرح صدر فرمایا اور مجھ سے میرا بوجھ اتارا اور میرے لئے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھکو فاتح و خاتم بنایا۔

سبحان اللہ کیا عجیب وقت ہوگا کیا سماں ہوگا کیا لطف ہوگا کیا کیف ہوگا کیا حال ہوگا جس وقت انبیا و ملائکہ کا کثیر مجمع بیت المقدس میں ہو اور حضرات انبیا و مرسلین نے اس مبارک مجمع اور اس مقدس مقام میں حضرت رب العزت عزوعلا تبارک و تعالی کی حمد و ثنا میں اپنی حق بیان زبانیں کھولی ہوں اور یکے بعد دیگرے ہر ایک نے اپنی شان کے لائق نفیس و جلیل خطبے ارشاد کئے ہوں ان سب کے بعد آن سب کے سید و سرور نور مجسم روح مصور شافع محشر ساقی کوثر صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وبارک وسلم نے ملائکہ مقربین اور حضرات انبیاء و مرسلین کے پر عزت و تمکین مجمع میں یہ خطبہ جلیلہ ارشاد فرما کر اللہ تبارک و تعالی کے احسان و کرم اور اپنے خصائص و کمالات کا اظہار فرمایا ہوگا وہ لطف اندازہ سے باہر ہے اگر کچھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے تو اس سے کہ ہمارے آقا علیہ الصلوۃ والثناء کے بعد تمام انبیاء میں جو سب سے افضل ہیں یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام بے ساختہ پکار اٹھے بہذا فضلکم محمد اے گروہ انبیاء و مرسلین اور اے ملائکہ مقربین ان خصائص و کمالات کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے افضل ہوئے۔

مجمع انبیاء میں حضرت خلیل علیہ صلوٰۃ الجلیل کا یہ آوازہ اُنکے کس فرحت وطرب کس بہجت وانبساط کس سرور وجوش محبت کا پتہ دیتا ہے اور اس مجمع میں حضور پرنور کی فضیلت کی شہادت کیسی شاندار شہادت ہے۔

اہل کمال کے مجمع میں کمال کا دعویٰ ہو اور وہ سب گردنیں جھکادیں اور اُنکا سردار اعتراف کی زبان سے فضل و شرف کی شہادت دے سبحان اللہ۔

یہاں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ حضرت جبرئیل امین نے ملائکہ کو حضور کا تعارف کرایا تو اس میں حضور کے وصف خاتم النبیین کا ذکر کیا اور حضور انور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے اپنے خطبہ مبارک میں اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ کے مخصوص احسانات وانعامات کا ذکر فرمایا تو اس میں ان نعمتوں کا ذکر فرمایا۔

(۱) حضور کو تمام عالم کے لئے رحمت بنانا۔

(۲) حضور کو کافۃ الناس کے لئے رسول بشیر ونذیر کرنا

(۳) آپ پر ایسا فرمان نازل فرمانا جو ہر شئی کا بیان واضح ہو۔

(۴) آپکی امت کو بہترین امت وامت وسط بنانا اور انہیں کو اول وآخر کرنا۔

(۵) آپ کا شرح صدر۔

(۶) آپ سے وضع وزر یعنی بار اُٹھا دینا۔

(۷) آپ کا رفع ذکر۔

(۸) آپ کا فاتح وخاتم ہونا۔

یہ آپ کے مخصوص اوصاف وکمالات اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے وہ احسانات ہیں جن سے حضور نے مجمع انبیاء وملائکہ میں اللہ تعالیٰ کی ثنا فرمائی اور انبیاء نے تسلیم فرمایا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے حضور کے ان کمالات کو حضور کی افضلیت کی دلیل ٹھیرایا۔

مسلمان تو ان کمالات پر ایمان لاتے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور اس آقائے صاحب کمال پر جانیں فدا کرتے ہیں لیکن وہ بہت بدنصیب ہیں جنکا دل ان کمالات سے کھٹکتا ہے اور طرح طرح کے حیلے بہانے نکالکر روسیاہ اور گمراہ ہوتے ہیں۔ گمراہ فرقوں کو ختم نبوت میں کلام ہے۔ وہابی اور قادیانی دونوں اسکے معنی بدلنے کے درپے ہیں اور وہابی تو حضور کے کسی وصف کو نہیں دیکھ سکتے حضور کی رفعت ذکر انہیں شاق۔ رحمۃ للعالمین ہونا انہیں ناگوار۔ شرح صدر کے ثمرات اور قرآن پاک کے تبیان کل شئی ہونے میں انہیں تمرد۔ اللہ ہدایت فرمائے

حضور مسجد اقصیٰ سے باہر تشریف لائے جبریل امین شہد وشراب کے جام وساغر لیکر حاضر ہوئے حضور نے دودھ

نبوں فرمایا جبریل نے عرض کیا اصبت الفطرۃ پھر آسمان کی طرف چلے حضرت جبریل نے دروازہ کھلوایا دربانوں نے دریافت کیا تم کون ہو۔ کہا جبریل۔ کہا ساتھ کون ہیں۔ کہا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت کیا تم انکی طرف بھیجے گئے تھے۔ جبریل نے کہا بیشک میں انکی طرف بھیجا گیا تھا۔ دربان نے دروازہ کھول دیا یہاں حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام موجود تھے انہوں نے مرحبا و خوش آمدید عرض کرکے دعائیں دیں۔
حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے یہ وقت کیسے سرور و شادمانی کا وقت تھا کہ جسکا نام نامی نفخ روح کے وقت قوائم عرش پر نام الٰہی سے ساتھ پڑھا تھا جسکے وسیلے سے دعا کرکے کامیابی حاصل کی تھی آج اس گل اکرم کے دیدار فیض آثار سے آنکھیں منور ہوئیں حضرت آدمؑ کے دل مبارک کے ولولے اور محبت پدری کا جوش بیان میں نہیں آسکتا۔

پھر دوسرے آسمان کی طرف روانہ ہوئے اور اسی طرح دروازہ کھلوایا گیا وہاں دو خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰ و یحییٰ دیدار کی تمنائیں لئے حاضر تھے انہوں نے خوش آمدید و مرحبا عرض کیا اور دعاؤں میں مشغول ہوگئے کہ انبیاء زمرہ کا وظیفہ ہی اپنے آقاؤں کے لئے مصروف دعا رہنا۔

پھر آسمان سوم پر روانہ ہوئے اسی طرح وہاں دروازہ کھلوایا گیا دروازہ کھلا تو مجسمہ حسن و جمال حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام آئینہ جمال اقدس تھے دیکھتے ہی مرحبا و خوش آمدید عرض کرکے مشغول دعا ہوئے سواری آگے بڑھی آسمان چہارم کا دروازہ کھلوایا گیا وہاں حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شرف لقا سے نوازا انہوں نے مرحبا عرض کی دعائیں دیں۔ پھر آسمان پنجم پر پہونچے دروازہ کھلا حضرت ہارون علیہ السلام مراسم تحیت و تکریم بجالائے پھر سرکار آسمان ششم پر جلوہ افروز ہوئے دروازہ کھلا گیا یہاں شوکت و سطوت کے بادشاہ قہر و جبروت کے تاجدار حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام شوق زیارت میں محو تھے آداب و تعظیم کے ساتھ تحیت و تسلیم کے بعد دعاؤں میں مصروف ہوئے سواری آگے چلی آسمان ہفتم پر رونق افزا ہوئے یہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ بیت المعمور سے تکیہ لگائے موجود تھے۔ بیت المعمور آسمان ہفتم پر فرشتوں کا قبلہ ہے روزانہ اسکی زیارت کیلئے نئے ستر ہزار فرشتے حاضر ہوتے ہیں جنہیں پھر دوبارہ لوٹنا نصیب نہیں ہوتا۔

یہاں سے سدرۃ المنتہیٰ پہونچے یہ ایک درخت ہے جسکے پتے اور پھل نہایت بڑے ہیں اور اسرار الٰہیہ کے رنگارنگ انوار اسپر چھائے ہوئے ہیں جنکی صفت بیان کرنا مخلوق کے امکان سے باہر ہے اللہ تعالیٰ نے جو چاہا حضور کو وحی فرمایا محبوب و محب میں راز کی باتیں ہوئیں۔ حضور فرماتے ہیں مجھپر ہر شب و روز میں پچاس وقت کی نمازیں فرض کی گئیں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف آیا تو انہوں نے دریافت کیا کہ آپکی امت پر کیا فرض ہوا حضور نے فرمایا پچاس نمازیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر اپنے رب کی طرف رجوع کرکے تخفیف کی درخواست فرمائیے کیونکہ آپکی امت

انہیں طاقت نہیں رکھتی میں بنی اسرائیل کا تجربہ کرچکا ہوں حضور فرماتے ہیں میں نے رب عزوجل کی طرف رجوع کرکے تخفیف کی درخواست کی پانچ معاف کی گئیں پھر میں حضرت موسیٰ کی طرف واپس ہوا اور میں نے انہیں پانچ کی معافی کی خبر دی انہوں نے عرض کیا آپکی اُمت اسکی بھی طاقت نہیں رکھتی پھر اپنے رب کی طرف رجوع کرکے تخفیف کا سوال فرمائیے راستے چلتے ہوتا رہا یہانتک کہ حضرت رب العزت نے ارشاد فرمایا یا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم شب و روز میں یہ پانچ نمازیں ہیں ہر نماز کا دس گنا ثواب تو یہ پچاس نمازیں ہوئیں اور جو کوئی کسی نیکی کا ارادہ کریگا تو بے کئے اُسکے لئے ایک نیکی لکھدی جائیگی اور اگر نیکی کرلیگا تو دس ۔ اور جو بدی کا ارادہ کریگا تو بے کئے اُسکے لئے کچھ نہ لکھا جائیگا اور بدی کے صادر ہونے پر ایک ہی بدی لکھی جائیگی حضور نے فرمایا پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف واپس ہوا میں نے انہیں خبر دی انہوں نے عرض کیا کہ آپ پھر رب کی طرف رجوع کیجئے اور تخفیف کا سوال کیجئے حضور فرماتے ہیں میں نے فرمایا کہ میں نے رب عزوجل کی طرف اتنی مرتبہ رجوع کی کہ اب مجھے شرم آتی ہے

واقعہ معراج کے متعلق کثرت احادیث وارد ہیں اور ان میں بہت تفاصیل ہیں اور بہت مقام ترتیب وغیرہ کے میں اگر یہاں سادگی کے ساتھ صرف اس ایک حدیث کے بیان پر اکتفا کیا گیا ؛ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا ومولٰنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ؛

مدینہ طیبہ کی نورانی تجلیان

لاحق بسابق

وہابی ندا سے بہت چڑتے ہیں وہ اس حدیث کو دیکھیں مگر انہیں حدیث سے کیا تسلی ہوگی نجدی کا کلام ہوتا تو انکی تسکین کرسکتا تھا اس موقع پر میں وہابیوں کے استاد الاساتذہ اور پیر پیران کے چند شعر لکھدوں جنہیں ندائے غیر اللہ دیکھئے اسپر کیا حکم لگائیں مولوی محمد قاسم نانوتوی مدرسہ دیوبند کے بانی مولوی محمود حسن وغیرہم کے استاد وہابیوں کے پیشوا جنکی یادگار میں (وہابی عقیدہ کی بنا پر) رسالہ القاسم اور مدرسۃ قاسم العلوم جاری کرنیکی بدعت سئیہ ارتکاب کیا گیا ہے اور جنکو ہندوستان کے تمام دیوبندی وہابی اتنا مانتے ہیں کہ انکے مقابل قرآن وحدیث کی بھی پرواہ نہیں کرتے وہ لکھتے ہیں ؎

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا ۔۔۔ نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

اگر جواب یا بیکس و نلو تو نے بھی ۔۔۔ تو کوئی اتنا نہیں جو کرے کچھ استفسار

کروروں جرم کے آگے یہ نام کا اسلام ۔۔۔ کریگا یا نبی اللہ کیا یہ میری پکار

اگر میں حضرت مولٰنا جامی علیہ الرحمہ کے یہ اشعار لکھتا جنمیں حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صریح وصاف نداؤں سے

پکارا ہے اور ندا یا نبی عرض کی ہے ؎

زمہجوری برآمد جان عالم — ترحم یا نبی اللہ ترحم

نہ آخر رحمۃ للعالمینی — زمحروماں چرا فارغ نشینی

زخاک اے لالۂ سیراب برخیز — چو نرگس خواب چند از خواب برخیز

اگر ابر سیہ پردہ یثرب بخواب — چنیں کہ شد مشرق و مغرب خراب

یا حضرت شیخ سعدی کا یہ شعر لکھتا ہے

اے محمد گر قیامت را برآری سر ز خاک — سر برآور وین قیامت درمیان خلق بین

یا انکے علاوہ اور صدہا اولیا و بزرگان امت و علما سے کلام نقل کیا جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ندا کی گئی ہے تو کیا ان سب پر بے تامل شرک کا حکم کر دیا جائیگا تمھارا ذہن اور وہ سب عالم اسلام کو خارج از اسلام کر ڈالے لیکن اتو بیٹے انکے مرشد مولوی محمد قاسم صاحب بھی اسی میں پیش پیش ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ پیر کی بھی مخالفت کرتے ہیں اس پر بھی شرک کا حکم دیا جاتا ہے یا نہیں۔ مگر اس سے پہلے کا نتیجہ مولوی محمد قاسم کی طرف ہوگا۔ اسکا ثبوت ان دلائل سے ہے جو ہمارے بزرگان اسلام اور اولیا و علماء دین تحریر کئے گئے ہیں۔

کسقدر شرمناک بات ہے کہ ندا جو وہابی عقیدے میں شرک ہو وہابیوں کا شیخ المشائخ جائز کرے۔ اسکو شرک کہا جائے اور اسی حیلہ بہانے سے دنیا سے اسلام کو مشرک بنا ڈالا جائے۔ انکی اصل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا السلام علیک یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) السلام علیک یا ابا بکر الصدیق - السلام علیک یا ابتاہ پکارنا اور اسطرح ندائیں کرنا سلام عرض کرنا مسلمانوں کے اطمینان کے لئے کافی ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے

عن ابن عباس قال مرّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبور بالمدینۃ فاقبل علیہم بوجہہ فقال السلام علیکم یا اہل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر — حضور انور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات مدینہ طیبہ میں چند قبروں پر گذرے تو آپ نے انکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے قبر والو تم پر سلام اللہ تعالیٰ ہماری تمھاری مغفرت کرے تم ہم سے پہلے ہو اور ہم بعد والے

اس حدیث میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بنفس نفیس اہل قبور کو ندا فرمائی اسکو شرک کہنا بجز اسکے کیا کہا جائے کہ بیدینی اور محض نابینائی کہ جو امر حضرت سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ سے ثابت ہو۔ جو فعل آنسرور کریم خود فرمائیں وہ شرک ہو سکے لا الہ الا اللہ کیا دل جگر ہوگا یہ کہا اور انکی زبانیں کسقدر بیباک ہیں کہ وہ ایسی باتوں کو شرک کہہ ڈالتے ہیں جو خود حضرت شرع ارواحنا فداہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہیں

شفاء امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے

روی ان عبد اللہ ابن عمر خدرت رجلہ فقیل لہ — حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پائے مبارک سن ہوگیا۔ ان سے

اذکر احب الناس الیک یزل عنک فصاح یا محمد فانتشرت
عرض کیا گیا کہ آپ اپنے سب سے زیادہ پیارے کو یاد کیجئے تو انہوں نے بلند آواز سے پکارا یا محمد پاؤں اچھا ہو گیا

مگر وہابی دماغ اسکو شرک ہی سمجھتا ہے اسکو شیخ نجدی کی تعلیم کے سامنے قرآن و حدیث کی بھی پرواہ نہیں والعیاذ باللہ تعالے الحاصل حضرات صحابہ کا روضۂ طاہرہ پر حاضر ہونا اور ندا کرکے سلام عرض کرنا ثابت ہے۔

عن ابن عون سأل رجل نافعا هل كان ابن عمر يسلم على القبر قال نعم لقد رايته مائة مرة او اكثر من مائة مرة كان ياتي القبر فيقول السلام على النبي السلام على ابي بكر السلام على ابي (خلاصة الوفا صفحہ)
ابن عون سے منقول ہے ایک شخص نے نافع سے دریافت کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ قبر پر سلام عرض کرتے تھے انہوں نے فرمایا ہاں میں نے انکو سو مرتبہ یا اس سے اور زیادہ دیکھا ہے کہ وہ قبر شریف پر حاضر ہو کر حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم پر سلام عرض کرتے تھے۔

مسلمان کے لیئے اس سے بڑھکر کیا سعادت ہے کہ روضۂ طاہرہ پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے صحابۂ کبار و سلف ابرار کے یہی آداب تھے۔ نافع کی روایت مذکورہ شفاء شریف میں بھی ہے اور اسکے ساتھ یہ بھی مذکور ہے۔

ورئى واضعا يده على مقعد النبي صلى الله عليه وسلم من المنبر ثم وضعها على وجهه
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا گیا کہ وہ منبر شریف پر حضور کے جلوس مبارک کی جگہ ہاتھ رکھکر منہ پر ملتے ہیں

خلاصۃ الوفاء میں شفاء شریف سے نقل کیا۔

قال بعضهم رأيت انس بن مالك اتى الى قبر النبي صلى الله عليه وسلم فوقف فرفع يديه حتى ظننت انه افتتح الصلوة فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم ثم انصرف
بعض حضرات نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی قبر مبارک پر حاضر ہوئے اور وہاں ٹھہر کر اپنے ہاتھ اٹھائے یہانتک کہ مجھے گمان ہوا کہ انہوں نے نماز شروع کر دی پھر وہ حضور پر سلام عرض کر کے رخصت ہو گئے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری پر علمائے نجد کی طرف سے بیدینی کا فتویٰ

تابع ماقبل

(۳) انه رجل سوء عبد هوى واسير نفس وانسان بدعة لانه لا يجترء على القول بكلام الله الا من اغواه الشيطان وكان رفيقا لهواه وبدعته
وہ (مولوی ثناء اللہ) ایک برا آدمی ہے اپنی خواہشات کا غلام ہے اور اپنے نفس کا قیدی اور بدعتی ہے اسلئے کہ اللہ تعالی کے کلام میں کوئی ایسی جرأت نہیں کرسکتا مگر وہی جسکو شیطان نے

حسن بن یوسف دمشقی مدرس حرم

گمراہ کردیا ہو ویسا ہی شخص اسکی بدعت اور خواہشات کا فتنہ پھیلانے میں ۔ فیصلہ مکہ صفحہ ۱۹

(۴) ان هذا الرجل لا ريب انه جهمي قد خاب سعيه في الدنيا وباء باثم من اتبعه على مبتدعه فهو ساقط العدالة شرعاً من كل وجه يجب على المسلمين هجره وعلى ولاة الامور زجره فان لم يتب فلا يسلم عليه ولا يجالس ولا يصلى خلفه ولا يقام على قبره

سلیمان بن محمد بن جہمو نجدی

(۴) ثناء اللہ جو دنیا میں بھی خائب و خاسر ہوا اور دوسروں کے گناہ کا بوجھ بھی اٹھانے والا ہوا اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ جہمی ہے اسکی تمام کوششیں دنیا میں ضائع ہو گئیں اور ان سب لوگوں کا گناہ بھی اسی پر ہے جو اسکے بدعات کی اتباع کریں مولوی ثناء اللہ ہر طرح پر عدالت سے ساقط ہے انکی شہادت نامقبول ہے مسلمانوں پر واجب ہے کہ مولوی ثناء اللہ سے مقاطعہ کریں اور حکام کا یہ فرض ہے کہ اسکا زجر و توبیخ کریں اگر با اینہمہ وہ توبہ نہ کرے تو نہ اسکو سلام کیا جائے نہ اسکے ساتھ نشست و برخاست کیجائے اور نہ اسکے پیچھے نماز پڑھی جائے اور نہ اسکی قبر پر دعا کے لیے کھڑا ہوا جائے فیصلہ مکہ صفحہ ۲۰

(۵) انه تفسير مجانب لمعنى كلام الرب وما صح في الاخبار النبوية ومجانب لتفاسير اهل الحديث وما فسره عصابة الاسلام جدير ان يهجر هذا التفسير بل يحرم النظر الا لمن يريد رداً فكذا هذا المفسر هذا

عبد العزیز بن عبد الرحمن آل بشیر

اسمیں کوئی شک نہیں کہ یہ تفسیر (ثنائی) کلام الٰہی اور صحیح احادیث نبویہ اور اہل حدیث اور مسلمانوں کی بہت بڑی جماعت کی تفسیر کے خلاف ہے اور اس قابل ہے کہ اسکا مقاطعہ کیا جائے بلکہ تردید کی غرض کے دیکھنے کے سوا اسکا دیکھنا بھی حرام ہے اور اسی طرح یہ مفسر (ثناء اللہ) اس قابل ہے کہ اسکا مقاطعہ کیا جائے فیصلہ مکہ

مسلمانو یہ وہی مولوی ثناء اللہ ہیں جنہوں نے صدر الافاضل حضرت مولانا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں نجدی کی طرف سے مناظرہ کی آمادگی کا اظہار بذریعہ رجسٹری کیا تھا حضرت صدر الافاضل نے اور حضرت کے شاگردوں نے جب جواب دیے ہیں جناب مولوی ثناء اللہ صاحب کا دم بند ہے نجدیوں نے جناب مولوی ثناء اللہ صاحب کے کفر۔ گمراہی۔ بیدینی۔ الحاد ناقابل امامت ناقابل شہادت قابل مقاطعہ ہونیکے جو فتوے دیے ہیں ان سب کا مضمون حضرت صدر الافاضل نے اس رجسٹری میں جو مولوی ثناء اللہ کے جواب میں انکے پاس بھیجی تھی اس مزیدار اور مختصر جملہ میں ادا فرمایا ہے آپ مجھے مطلع فرمائینگے کہ ابن سعود کی جانب سے آپکی کیا حیثیت ہے۔ اس ایک جملہ کو دیکھتے ہی مولوی ثناء اللہ کو یہ تمام مینا بازار نظر آگیا ؛

مسلمانوں میں بچوں کی تعلیم کا آغاز بسم اللہ سے کیا جاتا ہے تعلیم بہت مبارک کام ہے جس طرح ہر کام کے آغاز کے لئے حدیث شریف میں بسم اللہ سے شروع کرنے کا امر فرمایا گیا بہت بہتر ہے کہ اس اعلیٰ کام کی ابتدا بسم اللہ سے کی جائے۔ یقیناً بسم اللہ کی مجالس میں حدیث شریف کا اتباع اور کتاب الٰہی کی اقتدا ہے مگر اُن مجالس کو رقص و سرود و غیر محرمات سے مکدر کرنا۔ رنگ کھیلنا شوخیاں کرنا سخت ترین جہالت اور انتہا درجہ کی بدنصیبی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے۔

کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا اور درمیان میں یاد آجائے تو اسکی تلافی کرنا اور کہتا ہے بسم اللہ کھائیے بسم اللہ یہ جائز ہے (شرح فقہ اکبر علامہ علی قاری)

حرام و ممنوع کام پر بسم اللہ پڑھنا سخت ممنوع ہے اور ہر مباح کام کو بسم اللہ سے شروع کرنا مستحب۔ مسلمان کی زندگی یاد الٰہی سے مالامال ہونی چاہیے دنیا میں آتا ہے اسکا استقبال بسم اللہ سے کیا جاتا ہے قابلہ بسم اللہ کہکر اسکو ہاتھ لگاتی ہے جب تک زندہ رہتا ہے ہر کام بسم اللہ پڑھکر اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہے مومن جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے بسم اللہ پڑھکر اسکو قبر میں اتارتے ہیں قبر سے اٹھیگا تو انشاء اللہ تعالیٰ بسم اللہ پڑھتا اٹھیگا موقف میں حاضر ہوگا تو بسم اللہ پڑھتا حاضر ہوگا۔ اسکی برکت سے عذاب نار سے محفوظ رہیگا۔ کبعیر

کتاب مجید کا افتتاح

کتاب پاک کا افتتاح سورۂ فاتحہ سے ہوا جو پروردگار عالم کی حمد و ثنا اور اُسکی ربوبیت و رحمت اور مالکیت و استحقاق عبادت اور توفیق خیر اور بندوں کی ہدایت اور توجہ الی اللہ اور اختصاص عبادت اور طلب رشد اور دعا کے آداب اور صالحین کے حال سے موافقت اور گمراہوں سے اجتناب و نفرت ایسے اہم ترین مسائل پر تفصیلاً اور جملہ مسائل پر اجمالاً مشتمل ہے اور ہونا بھی چاہیے کیونکہ کتاب کا عنوان و دیباچہ اُسکے مضامین کا پتہ دیا کرتا ہے اس سورۂ کریمہ کو تسمیہ سے شروع کیا گیا۔ کیا پاکیزہ تعلیم ہے کہ بندہ جب کتاب الٰہی کو شروع کرتا ہے تو پہلے اللہ تعالیٰ کا نام پاک رحمت و کرم کے صفات کے ساتھ اُسکی زبان پر آتا ہے اور اسم ذات کی تجلیات کو وہ صفات و اسمار کی وساطت سے طلب کرتا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ مضامین کتاب کا مطالعہ کرے مقصد اہم جو ذات و صفات کی معرفت ہے بہت مختصر لیکن دلکشا اور روح افروز جملہ میں اسکے سامنے پیش کیا جاتا ہے اس جملۂ حمیدہ سے کتاب مقدس کی ابتدا کرکے اُسکو تعلیم دیجاتی ہے کہ وہ اپنے ہر نیک کام کو (اور مسلمان کا ہر کام نیک ہی ہونا چاہیے) اسی پاک جملہ اور اسی آیۂ مبارکہ کے ساتھ شروع کرے تاکہ اُسکے ہر کام میں برکت ہو اور عالم کے مشاغل اور دنیا کے تعلقات بھی یاد الٰہی سے خالی نہوں۔ یہ ایسی روحانی دستگیری ہے جو بندے کو ہر حال اور جملہ اعمال میں بہکانے سے

سے فیضیاب فرمائی ہے اور وہ اپنے ہر عمل میں اپنی ہستی کے باطل حجاب سے گزر کر کارساز قدرت کے دستِ رحمت کو دیکھتا رہتا ہے اور نفس مغرور و متکبر جو روح کو مکدر کرنے کے لئے خود پسندانہ دعاوی کا خوگر ہے اسکو شکست ہوتی ہے۔ قرآن کریم کی اس عملی تعلیم کی تصریح حدیث شریف میں ارشاد ہوئی کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَأْ بِاسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَبْتَرُ۔ ہر کام کی صوری و معنوی تکمیل جب ہی ہوتی ہے جبکہ اسکو اللہ کے نام پاک سے شروع کیا جائے۔ یہ آیۂ مبارکہ ہدایت فرماتی ہے کہ انسان کی دونوں منزلیں دنیا و عقبیٰ کی اور اسکی معاش و معاد کے دونوں امر کچھ اسکے زور دست اور قوت بازو سے کامیاب نہیں ہو سکتے۔ نہ وہ کوئی ایسا استحقاق رکھتا ہے جس پر کامیابی کا حصول لازم ہو۔ بندہ کا مولیٰ پر مملوک کا مالک پر مخلوق کا خالق پر حق ہی کیا ہو سکتا ہے جو کسی دینا اور بنانا ہے حق اسکے ہیں اور جو کسی کے کرم سے پیدا ہوا اسکا کیا حق۔ تو دنیا اور عقبیٰ کی کامیابی کا مخلوق کو کوئی حق نہیں۔ استمداد رحمت حق کا رحمت پر ہے۔ اسی کو رحمن و رحیم کی دونوں صفتوں سے بیان فرمایا کہ رحمن کی صفت اسباب معاش اور زندگانی دنیا میں نیک و بد سعید و شقی مطیع و عاصی فرمانبردار و نافرمان سب پر کرم فرماتی ہے اور شانِ رحیمی مخلص بندوں اور مومنوں کی اخروی زندگی کو مالا مال کرتی ہے۔ اور اسم ذات جامع جمیع صفات ہو اُس سے بندے کے دارین و نشاتین کے تمام حوائج و ضروریات متعلق ہیں اسلئے اور جس پر مرتب ہونیوالے تمام امور کا وہی مرجع ہے الیہ المرجع والمآب۔ اللہ اسم ذات ہے باقی تمام اسماء صفات۔ قطب عالم غوث اعظم حضرت مولانا سیدی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ اسم اعظم ہے اور اس کے لئے شرط یہ ہے کہ جب تم اس نام پاک کو زبان پر لاؤ دل غیر سے خالی ہو۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(حمد)

تسمیہ کے ساتھ برکت حاصل کر لینے کے بعد بندے کو حمد و ثنا کی تعلیم فرمائی تاکہ سپاس گذاری اور نعمت شناسی کی بہترین صفات کے ساتھ اُسکا نفس متصف ہو اور ناسپاسی کی تاریکی سے اُسکے قلب کو پاکی حاصل ہو۔ پھر جمیع محامد کا اختصاص اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ دیکھکر پروردگار عالم کی عظمت بندے کے دل میں جاگزیں ہو جو اسکی سعادت قصویٰ کے لئے بہترین نعمت ہے

جس طرح مومن کو ہر کام کی ابتدا بسم اللہ سے کرنا چاہیے اسی طرح ہر امر کے آغاز میں وہ اللہ کی حمد بھی کرتا ہے۔ کبھی تو حمد الٰہی کی واجب ہوتی ہے جیسی خطبۂ جمعہ میں اور کبھی مستحب جیسے خطبۂ نکاح و دعا اور ہر ذیشان امر میں اور کھانے اور پینے کے بعد اور کبھی سنت مؤکدہ ہوتی ہے جیسے چھینک آنے کے بعد (طحطاوی علی مراقی الفلاح)

التوائے حج

التوائے حج کا مسئلہ آج دنیا میں ہر طرف زیر بحث ہو اور مسلمانان جا بجا سے اسکے متعلق سوال کر رہے ہیں ان سب حضرات کو ذیل کے چند سطور اور مختصر بیان کے ساتھ ایک مسئلہ شرعیہ سے باخبر کیا جاتا ہو -

حرمین طیبین کی پاک اور مقدس سرزمین اور وہاں کے مشاہد و مساجد بلکہ وہاں کے دشت وجبل اور سنگریزوں تک سے مسلمانوں کی عقیدت اور عزت وحرمت وابستہ ہو - انکی مدح وثنا میں قصائد غزلیں مناجاتیں نظمیں لکھتے ہمارے اسلاف کرام اور بزرگان اسلام کو صدیاں گذر چکی ہیں اسی سرزمین پاک کے ذرہ ذرہ کی زیارت ہمارے دلکی تمنا اور ہماری جان کی راحت ہو اسکے فراق میں ہم مدتوں پلک پلک کر رہ جاتے ہیں ان بلاد طاہرہ کے احترام کیلئے گذشتہ صدیوں کے مسلمانوں نے بڑی بڑی حوصلہ مندیوں کے ساتھ قربانیاں کی ہیں وہاں کی خاک کا ذرہ ذرہ محترم سمجھا ہو اور دین اسلام نے ہمیں یہی تعلیم دی ہو - اس سرزمین پاک پر ان بلاد طاہرہ پر حجاز مقدس اور حرمین طیبین پر کوئی بلا اور کوئی مصیبت آئے اور جان دینے سے دفع ہو سکے تو ہمیں یقیناً جان دیدینا چاہیے اور بحمد اللہ ہر مسلمان اپنے دل میں یہ جذبہ رکھتا ہو -

آج حجاز مقدس کی کیا حالت ہو

جس حالت کا تصور مسلم کا قلب گوارا نہیں کر سکتا خیال میں جسکا نقشہ کھینچنے سے روح کو تکلیف ہوتی ہو - آہ کہ آج وہ حالات اس سرزمین مقدس میں اس بلد امین میں آرامگاہ سید المرسلین میں (صلوات اللہ وسلامہ) رونما ہیں نجدی وحشیوں کی وحشت وبربریت ظلم وستم جور وجفا بیرحمی وسفاکی بیحیائی دیدہ دلیری کے آج وہ بلاد طاہرہ برباد ہو رہے ہیں وہاں کی مخلوق کو چین کی زندگی میسر نہیں ہو - امراء وساکے گھروں کے اسباب انکی آنکھوں کے سامنے نیلام ہوتے ہیں اور وہ بول نہیں سکتے انکے یہاں فاقے ہیں وہ مصائب سے دم توڑ رہے ہیں اگر کبھی بیرونی شخص نے انہیں کچھ دیدیا تو کبھی نجدی چھین لیتے ہیں بات بات پر بلکہ بے بات مارپیٹ زدوکوب قتل وخون تک نوبت پہونچ جاتی ہو آج باشندگان حرمین کے خون کی کوئی قیمت نہیں ہو دنیا میں کوئی اسکا قصاص لینے والا نہیں بیرحم درندے حکومت کر رہے ہیں درندوں سے بھی جو وحشت وبدتمیزی نہو سکتی وہ نجدیوں کے ہاتھوں ہو رہی ہو - بہت سے علما مشائخ شرفا اپنے جان وایمان کو بچانے کیلئے بھاگ گئے ہیں معلوم نہیں آوارگی میں کہاں اور کس حال میں لئے پھرتی ہو - بچے ماں اور باپکو ترستے ہیں ماں باپ کو اولاد کی خبر نہیں ہو ستم کا وہ طوفان

برپا ہی کہ شاید دنیا کی آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا ہو - طائف و مدینہ طیبہ و مکہ مکرمہ کی پاک و مقدس سرزمین کس سنگدلی کے ساتھ رو ندی گئی ہی - مسلمانوں کو قتل کرکے اونکی لاشوں کو گھوڑوں اور گدھوں کے پانوں میں باندھکر گھسیٹا گیا ہی ہر مومن ان مردم خوار وحشیوں کے عقیدے میں مشرک مباح الدم ہی مسلمانوں کا قتل کرنا انکے نزدیک بہترین عبادت ہی اسی پردہ اور ہندوستان کے نجدی انکو غازی کہتے ہیں مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھکر صدمۂ روح فرسا اور کیا ہوگا - ان صدمات نے عالم اسلام کو درہم برہم کر دیا ہی اور دنیاے اسلام اس مصیبت سے خلاص حاصل کرنے کے لئے بیچین ہی لیکن دشمن صاحب قوت ہی اسکے پاس فوج بھی ہی لشکر بھی ہی سامان جنگ اور آلات حرب بھی ہیں اسکی مدافعت کے لئے بیدست وپا اور دور افتادہ مسلمانوں کے پاس کوئی کارگر حربہ نہیں ہی - تدبیریں فکریں ہوئیں مگر کوئی تدبیر ایسی سمجھ نہ آئی جس سے اس ظالم کو دفع کیا جا سکے آخر کار اہل الرائے کا

اسی پر اتفاق ہوتا ہی کہ اس موذی کو دفع کرنے اور بلاد طاہرہ کو اسکے شر سے محفوظ کرلینے کے لئے اگر کوئی تدبیر ہوسکتی ہی تو یہی کہ حاجی اسکے زمانۂ تسلط تک حج کو نہ جائیں

حجاز میں نہ ولایت کی طرح کارخانے ہیں نہ ہندوستان کی طرح زراعت نہ حاجیوں ہی سے لوٹ کھسوٹ کرکے بیمحابا ٹیکس لیکر اور طرح طرح سے ستا کر نجدی روپیہ وصول کرسکتا ہی اگر حاجی نہ جائیں تو اسکے مصارف اسکو خود وہاں ٹھیرنا دشوار کردینگے ایسی صورت میں ہر ایک مسلمان اور سرزمین حجاز کی آزادی کا خواہان بدل وجان اس تدبیر پر عمل کرنے اور اپنے امکان تک سعی کرنے کے لئے طیار ہوگا صرف اتنی بات قابل لحاظ ہی کہ آیا ایسی صورت میں حج کا ملتوی کرنے والا گنہگار تو نہوگا اور اسپر شرعاً ترک فرض کا الزام تو نہ آئیگا یہ اطمینان کرلینا مسلمان کے لئے ضروری ہی اور اسکا فیصلہ کچھ دشوار نہیں قرآن پاک میں جہاں اللہ تبارک وتعالی نے حج کو فرض فرمایا ہی وہیں استطاعت معتبر فرمائی ہی - ارشاد فرمایا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا امن طریق استطاعت میں داخل ہی مستخلص میں ہی وامن الطریق ای شرط امن الطریق وھو ان یکون الغالب فیہا السلامۃ فان الاستطاعۃ لا تثبت بدونہ درالمختار میں ہی مع امن الطریق اسپر علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں قدمنا عن اللباب انہ من شروط وجوب الاداء وفی شرحہ انہ الاصح ورجحہ فی الفتح اس سے کچھ آگے چلکر ناقلا عن الفتح فرماتے ہیں والذی یظہر انہ یعتبر مع غلبۃ السلامۃ عدم غلبۃ الخوف حتی وغلب لوقوع النہب والغلبۃ من المحاربین مرارا او سمعوا ان طائفۃ تعرضت للطریق ولہا شوکۃ والناس یستضعفون انفسہم عنہم لا یجب یہاں یہی صورت واقع ہی نہ ایک صاحب شوکت ان بلاد پر مسلط ہی اور مسلمانوں کا قتل اسکے عقیدے میں عبادت ہی وہ تمام جہان کے مسلمانوں کو مشرک واجب القتل سمجھتا ہی اور مسلمان اسکا مقابلہ کرنے سے اپنے آپ کو عاجز پاتے ہیں تو ایسی حالت

میں غلبہ خوف متحقق ہوا اور حج کی ادائگی فی الفور لازم نہ رہی اور جبتک یہ فتنہ دفع ہو یا کوئی صورت امن اطمینان پیدا ہو حج کا التوا جائز ہوگا اور شریعت اُسپر مطالبہ و مواخذہ نفرمائیگی۔ ایسی حالت میں جبکہ شریعت سے التوا کی اجازت ہے اور اس التوا سے دشمن کی قوت کم ہونے بلکہ اُسکے قدم اکھڑ جانیکی امید ہے یقیناً ہر مسلمان جو حرمین طیبین کی حمایت وحفاظت کا شیدائی ہے حج کے التوا میں دشمن کی طاقت کم کرنے کے لئے پوری سعی کریگا اور خدا یہ تدبیر مؤثر کرے تو ان موذیوں کے دفع ہونے کے بعد امن و اطمینان کی حالت میں ادائے حج اور زیارت امکنۂ طاہرہ سے دل کھولکر مشرف ہوگا۔ جب سے حج کے التوا کی گفتگو میں ہندوستان میں ہوئی ہے نجدیوں کو پریشانی لاحق ہوگئی ہے اُنکے ایجنٹ بھی ہندوستان آرہے ہیں اور اُنکے ہندی ہوا خواہ بھی دھوم مچارہے ہیں اور طرح طرح سے لوگونکو ورغلاتے پھر رہے ہیں لیکن برسوں تک نجدی کے افعال پر پردہ ڈالنے اور اس کے مظالم کو چھپانے اور اُسکی ستم انگیزیوں کی تاویلیں گھڑنے اور خلق خدا کو دھوکہ دینے کا یہ اثر ہے کہ اب وہابیوں کی تقریر تحریر فتوی کچھ مؤثر نہیں اور مسلمان خوب اچھی طرح پہچان گئے ہیں کہ یہ وہی فریبی ہیں جو برسوں تک مسلمانوں کو دھوکہ دیتے رہے اور حرمین طیبین کو انہوں نے اپنے پیر مغاں سے برباد کرادیا لہذا حامیان ابن سعود وہابیہ ہند خواہ وہ غیر مقلد ہوں یا دیوبندی اس باب میں کچھ بھی کہیں اُنکی بات اصلاً قابل التفات نہیں کہ نجدی کی حمایت کے واسطے ہر قسم کا دھوکہ دینا اُنکا شعار ہے مسلمان آگاہ رہیں اور آگاہ رہیں وَمَاعَلَینَا اِلَّا البَلاغ

اقوام کی ترقی کا راز

اور

مسلمانوں کی حالت

عالم اسباب میں اقوام وجماعات کی ترقی وکامیابی کا مدار صحیح تدبیر اور مفید طریق عمل پر ہے۔ تدبیر کی غلطی بڑی سے بڑی طاقت کے لئے بھی باوجود کثیر سامانوں کے ناکامی کا باعث ہوتی ہے اور تدبیر صحیح کا انحصار رائے صائب اور فکر رسا پر ہے۔ رائے اور فکر معلومات کے تابع ہیں اب جتنے اچھے کسی قوم کے معلومات ہونگے ویسی ہی اسکی فکر کامل اور رائے صحیح اور تدبیر درست ہوگی اور دمبدم وہ کامیابی کے منازل میں ترقی کرتی چلی جائیگی۔ دنیا کی جن قوموں نے ترقی کی ہے یا ترقی کررہی ہیں اُن سب کے پاس ایسے ساز وسامان موجود ہیں اور انہوں نے اپنے لئے معلومات حاصل کرنے کے عمدہ وسائل بہم پہونچالئے ہیں اور اُنہیں معلومات بڑھانے میں دلچسپی

ہتی ہے لیکن مسلمانوں کے پاس اس سرمایہ کی بہت کمی ہے اور اسکے ساتھ ساتھ ابھی تک مسلمانوں کو معلومات وسیع کرنے کا ذوق بھی نہیں اسی لئے وہ دوسری اقوام کے افراد کی طرح نہ کوئی صحیح راے و تدبیر نکال سکتے ہیں نہ اپنے معاملات و ضروریات میں اپنی عقل اور اپنے معلومات سے کام چلا سکتے ہیں انہیں اپنے ہر قدم پر ... کے لئے ایک مشیر کی ضرورت پڑتی ہے اور بدقسمتی سے یہ بھی نہیں جانتے کہ ہمدرد ... کتنے ہیں اور کون انہیں نافع اور مفید مشورہ دے سکتا ہے یہ مجبوری کسقدر افسوسناک ہے - اوج ترقی پر فائز ہونے والی اقوام کے آپ دیکھئے کسقدر رسالے ہیں کتنے اخبار ہیں باخبر زندگی بسر کرنے کے لئے وافر اسباب جمع ہیں پھر ذوق مطالعہ ایسا کہ بچہ بچہ اخباری معلومات سے دماغ خالی نہیں رکھتا اور دنیا کے امور میں اس علم کی بدولت جو اسکو اخباروں اور رسالوں سے حاصل ہوا ہے اچھی راے قائم کر سکتا ہے - ہمارے یہاں اخباروں کی اسقدر کمی ہے کہ اگر شمار کئے جائیں تو ہندوستان بھر میں گنتی کے پرچے نکلیں پھر انکے ساتھ بھی بے ذوقی سے وہ تلخ برتاؤ جس سے اخباروں کی بقا خطرہ میں ہے آئے دن یہی فریاد ہوتی ہے کہ سرمایہ نہیں ہے - اخبار بند ہوا چاہتا ہے - مدد کرو - یہ اسی لئے کہ قوم میں ذوق نہیں وہ جرائد کے مطالعہ اور اپنی وسعت معلومات کو اپنے ضروریات زندگی کا کوئی جزو نہیں سمجھتے لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جنہیں خبر نہیں دنیا میں کیا ہو رہا ہے اور انہیں کیا کرنا چاہیے اگر وہ چاہے اور بان کی برابر بھی توسیع معلومات کے لیے تھوڑے سے صرف کرتے تو انکا دماغ معلومات سے روشن ہوتا اور وہ خود بھی اپنے معاملات کا حل کر سکتے اور اپنے ہمسایوں اور احباب کو بھی اپنی راے اور مشورہ سے امداد دے سکتے۔

اس بے ذوقی کا خود انکے حق میں تو یہ نتیجہ مرتب ہوا کہ وہ کوئی راے قائم کرنے اور نافع اور مضر سمجھنے سے قاصر ہیں اور اخباروں رسالوں پر یہ اثر ہوا کہ وہ اپنی زندگی باقی رکھنے اور اپنی تجارت جاری رکھنے کے لئے صحیح مقصد پر قائم نہ رہ سکے - انہی نے تو ظرافت اور تمسخر کی روش اختیار کی تاکہ اسی چسکہ سے لوگ اس پرچہ کو خریدیں اس سے ہماری قوم پر متانت و سنجیدگی اخلاق پر بہت مہلک اثر پڑنے لگا۔

لوگ اس مصیبت سے تنگ آکر اخبار کا ثناگر اور مداح ہی نہیں انکی زبان بنگیا تاکہ ان سے کچھ متمتع کرے یہ پہلے سے زیادہ تباہ کن اور گمراہ کرنے والا ہے اب ایسا پرچہ جو صحیح راہ عمل بتائے اپنے مقصد پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو نایاب بانا پید کی مثل تھا اور مسلمانوں کے باخبر اور ذی علم حلقوں میں اکثر ماسفت کیا جاتا تھا لیکن مسلمانوں کے ذوق کی حالت دیکھ کر کسی کو ہمت نہ ہوتی تھی کہ کثیر روپیہ لگا کر ایک پرچہ جاری کردے جو انکی صحیح راہنمائی کر سکے میں نے مدت کی دلسوزی کے بعد یہ طے کر دیا کہ ایک رسالہ جاری کر دیا جائے گو ماہوار ہو اور اسکی قیمت اسقدر کم کیجائے جو غریب مسلمان پر بھی بار نہ گزرے خواہ اس میں مجھے کچھ مالی نقصان اٹھانا پڑے لیکن اگر اسکی اشاعت عام

ہوگئی اور ملک کے دماغ معلومات سے روشن ہوگئے اور انمیں ایک ذوق صحیح پیدا ہوگیا تو انشاء اللہ تعالے مسلمانوں کی خراب اور مبتذل حالت میں کوئی تغیر پیدا ہونیکی امید ہے - میری یہ تمنا جب پوری ہوسکتی ہے کہ یہ رسالہ دس ہزار کی تعداد سے زیادہ شایع ہو اور ہزارہا مسلمانوں کی نظر سے گذرے اور انمیں ایک مذہبی روح پیدا کرے اگر آپ کمر ہمت باندھیں اور میری حوصلہ افزائی کے لئے میری طرح سے مستعد ہوجائیں اور اپنے ذمے ایک ضروری کام کی طرح السواد الاعظم کی توسیع اشاعت بھی لازمی سمجھ لیں تو اسکی اشاعت کا دس ہزار تک پہونچ جانا کچھ ناممکن نہیں ہے جس سے دین کی ملت کی مسلمانوں کی انکی معاشرت کی بہترین اصلاح و امداد ہوگی

میں یہی کرسکتا تھا کہ رسالہ جاری کردوں اور قیمت اسکی اسکے مصارف سے بھی کم ایک روپیہ رکھوں - یہ میں نے کیا اور یہ بھی ہمت کرتا ہوں کہ انشاء اللہ کاغذ بہتر لگاؤں - طباعت و کتابت کے لئے بھی مجھے بہت فکر ہے گو مراد آباد میں اسکا حسب دلخواہ انتظام دشوار ہے تاہم میں اپنی مقدرت تک پوری کوشش کرونگا کہ عمدہ چھپائی ہو آپ اسکی اشاعت کے لئے سرگرم سعی فرمائیے اور اشاعت زیادہ ہوگئی تو طباعت وغیرہ کے تمام انتظام خود بخود سہل ہوجائینگے خدا کرے یہ تمنا پوری ہو اور ایک رسالہ تو ہندوستان بھر میں کثیر التعداد مسلمانوں کی نظر میں آنے والا ہو اور سواد اعظم محبوب اور مرغوب قلوب ہوکر اسم بامسمے بنجائے ؎

یارب این آرزوے من چہ خوش است

تو بدیں آرزو مرا برسان (آمین)

مولوی کفایت اللہ صاحب سے ایک سوال

جمعیۃ العلماء دہلی کے صدر مولوی کفایت اللہ صاحب نے پنڈت شردھانند کے ملزم قتل قاضی عبدالرشید کے جنت سے محروم ہونیکا فتوی دیا ہے جسکا حوالہ ۸ جنوری ۲۷ء کے ہمدم میں ہے اسمیں آپنے یہ فرمایا ہے کہ کافر حماید کا قاتل جنت کی بو بھی نہ سونگھے گا - حکام گورنمنٹ کے پاس تو ابھی مقدمہ زیر سماعت ہی ہے اور وہ شہادتوں بیانوں اور ثبوتوں کے بعد کسی نتیجہ پر پہونچکر کوئی فیصلہ صادر کرینگے مگر جمعیۃ العلماء کی ہائیکورٹ سے جناب مفتی کفایت اللہ صاحب نے عبدالرشید کو اخروی زندگی میں ہمیشہ کیلئے جنت سے محروم کردیا کہ وہ جنت کی بو کبھی نہ سونگھیگا - کیونکہ اگر کبھی بڑی سزا کے بعد بھی جنت میں جائے تو جنت کی خوشبو جب بھی اسے پہونچیگی اور اس معنی کا بھی احتمال نہیں کہ اسکی قوت شامہ باطل کرکے اسے جنت میں داخل کردیا جائیگا کیونکہ لفظ کبھی اس معنی سے انکار کرتا ہے - مولوی صاحب کو تحقیق کرنیکی بھی ضرورت نہیں ہے کہ آیا درحقیقت قاضی عبدالرشید پر الزام ثابت بھی ہے یا نہیں، اور اسلئے حوالہ ... بھی ہے یا نہیں اور عہد کیا چیز ہے - میں جناب مولوی کفایت اللہ صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ...

کے مرحوم قاتل پر تو جناب نے بے انتظار تحقیق حکم لگا دیا کہ اسکو جنت کی بو بھی نہ ملیگی اب مہربانی کرکے اُن بیگناہ مسلمانوں علماء سادات مشائخ اطفال مستورات کے قاتلوں کا حکم بھی بیان فرما دیجئے جو طائف میں حجاز میں بلد اللہ الامین میں نجدیوں کے جور وجفا سے تہ تیغ کئے گئے ہیں۔ کافر کے قاتل کو جنت کی بو بھی نہ ملیگی تو ان مسلمانوں کے قاتلوں کو کیا سزا ملیگی اور اگر آپ کے نزدیک سزا کافر ہی کے قاتل کے ساتھ خاص ہو تو یہ بھی بیان کر دیجئے کہ مسلمانوں کے قتل کرنیوالوں کو جنت میں کیا درجہ دیا جائیگا اور مہربانی کرکے یہ بھی بتا دیجئے کہ نجدی جو نہ جانے کونسی قوم پر تلوار چلانے کی وجہ سے غازی کہا جاتا ہے مسلمانوں پر یا کافروں پر۔ اور جناب نے شردھانند کے مرحوم قاتل پر تو نہایت شتابی سے حکم صادر فرما دیا مگر مسلمانوں کے قتل کرنیوالے اہل نجد کے متعلق کبھی لب کشائی نفرمائی ہے

گر مسلمانی ہمیں است کہ مفتی دارد
وائے گر از پس امروز بود فردائے

پنڈت شردھانند کا قتل

پنڈت شردھانند کے قتل پر مسلمان اخباروں اور لیڈروں کی طرف سے اتنا زیادہ اظہار افسوس وہمدردی کیا گیا ہے کہ کسی مسلمان کے مرنے پر اسقدر رنج کا اظہار یاد نہیں ہوتا۔ پھر اسمیں بہت افراط سے کام لیا گیا یعنی افسوس کرنیوالوں نے محض اظہار افسوس وہمدردی پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس قتل کو اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی سے تعبیر کیا ہے کیا ان صاحبوں کے نزدیک تمام مسلمانوں کے مشورہ سے یہ فعل وقوع میں آیا۔ جوش ہمدردی میں اپنی زبان اور قلم کو بے اختیار ہونے دینا چاہئے پھر جس قوم کے ساتھ آپ اس ہمدردی کا اظہار کر رہے ہیں اسکی اخلاقی حالت اسقدر خراب ہو چکی ہے کہ وہ اظہار ہمدردی پر شکر گزار ہونیکے بجائے دلخراش کلمات کہتی ہے اور اس ہمدردی کو بناوٹ اور خیال کرتی ہے اور مسلمانوں سے اسلام چھوڑ دینے کا مطالبہ کرتی ہے کہیں مسلمانوں کو نیست نابود کر دینے کی دھمکی دیتی ہے۔ جب کسی قوم کی اخلاقی حالت اتنی پست ہو گئی ہو تو اسکے پاس معذرت کرنا بھی ضرور بے غیرتی ہے قاضی عبدالرشید کا معاملہ ابھی تک تحقیق میں نہیں آیا انکے قاتل ہونے یا سلیم الحواس ہونیکی نسبت کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا ایسی حالت میں قبل از وقت اسپر بے انتہا ملامت کی بوچھار کر دینا بھی اعتدال سے گذری ہوئی بات ہے۔ ہندوؤں نے جس وحشت کے ساتھ دہلی میں پانچ راہگیر مسلمانوں پر بیرحمانہ حملہ کر دیا جنمیں سے مفتی محبوب علی صاحب جانبر نہو سکے شہید ہو گئے اسپر نہ ہندو لیڈروں کی طرف سے اظہار افسوس کیا گیا (ہندو لیڈروں کی اشتعال انگیز تقریروں کا تو یہ نتیجہ ہی تھا وہ کس دل سے اظہار افسوس کرتے۔ کاتب) نہ معذرت وہمدردی کی گئی نہ اس طرح اُن ظالم وحشیوں پر ملامت کا مینہ برسایا گیا۔ ہندوؤں کی موجودہ روزافزوں شورشوں کے باوجود مسلمانوں کا خوشامدی بنکر کام ہونے جانا انکی تو بے حیثیتی ہے اور انکا اس سے غصہ ہی تیز ہوتا ہے۔ ہندو اخبارات اور ہندو لیڈروں نے اپنی قوم کو مشتعل کرنیمیں کبھی کمی نہیں کی اخباروں میں ماندن نہایت [illegible] اور دلخراش الفاظ چھپتے ہیں اور [illegible]

بے محابا تقریریں کرتے ہیں۔ شردھانند کا قاتل کوئی بھی ہو اگر اسنے عالم ہوش وحواس میں قتل کیا ہے تو اسکے اشتعال کا باعث کس کی اشتعال انگیزی ہے۔ ہندو اپنے مضامین میں پنڈت شردھانند کو شہید اکبر لکھ رہے ہیں۔ ہمیں تعجب ہے کہ انہیں ویدک دھرم سے اسطرح کے مرتبوں کے لئے کوئی منصب نہ مل سکا جو انہوں نے ایک دوسرے مذہب اسلام کے دیئے ہوئے ایک عہدہ کا چربہ اُتارا۔ اس جوش محبت میں انہیں یہ بھی نظر نہ آیا کہ آریہ مذہب کے اصول ہی پر پانی پھر گیا شہید تو وہ ہوتا ہے جسے ابدی حیات ملتی ہے تناسخ کے معتقد شہادت کا کس منہ سے دعویٰ کرتے ہیں :

ابنائے وطن کی شورشیں :

ہندؤں میں تعصب کی لہر۔ غیر ہندؤں سے چھوت کرنے پر اصرار

ضلع کرنال کے متعدد دیہات کے رہنے والے ہندؤں کا ایک جلسۂ عام ہوا جس میں چند درخواستیں حکومت سے کی گئیں اور یہ تجویز پاس ہوئی کہ کوئی شخص شراب نہ پیئے گوشت نہ کھائے شادی کے موقعہ پر گندے گیت نہ گائے کوئی شخص ایسی چیز نہ کھائے یا ایسا پانی نہ پیئے جسکو غیر ہندو نے چھوا ہو۔ سیاست ۱۳ جنوری ۲۷ء

مسجد کا ایک حصہ ہسپتال میں شامل کرلیا گیا

قصبہ کھروڑ ضلع ملتان میں رلے صاحب لالہ گوکل چند سب اسسٹنٹ سرجن نے رائے صاحب کا نیا خطاب پاکر یہ شگوفہ چھوڑا کہ جو مسجد ہسپتال میں مسلمان بیماروں کے نماز ادا کرنیکے لئے بنائی گئی تھی اُسکے مسقف حصہ کو مسجد کی طرف سے بند کرکے ایک کمپونڈر کے مکان کے ساتھ ملا دیا۔ مسلمانونکو اس کارروائی سے صدمہ پہونچا عنقریب مسلمان قانونی چارہ جوئی کرینگے ،، ۱۵ ،،

جالندھر میں ڈھائی سو مسلمان بے روزگار

جالندھر شہر دانہ منڈی کے ہندؤں نے چار روز تک خفیہ کمیٹیاں کرکے ۹ جنوری کو ڈھائی سو مسلمان مزدور و پلہ داروں کو منڈی سے نکال دیا۔ یہ بیچارے صبح سے ۲ بجے تک حسب دستور کام کرتے رہے اور اس آنیوالی آفت سے بالکل بیخبر تھے کہ ایک بجے کے قریب اُنکو ہندؤں نے حکم دیا کہ سب مسلمان مزدور کام چھوڑ دیں اور ایکدم منڈی سے باہر نکل جائیں۔ یہ غریب حواس باختہ ایکدوسرے کا منہ دیکھنے لگے وجہ دریافت کرنے پر دلشکن جھڑکیاں کھائیں مجبوراً کام چھوڑنا پڑا۔ بیچاروں نے چار آدمی انکے سرغنہ کے پاس بھیجے کہ وہی کچھ معاملہ کو سلجھائے مگر وہ خود اس بائیکاٹ میں شریک تھا اور پہلے ہی جلا بھنا بیٹھا تھا خونیں آنکھیں دکھا کر بولا دور ہو میرے سامنے سے تم خار کی طرح میری آنکھوں میں کھٹکتے ہو جب خدا پر تمکو ناز ہے دیکھوں وہ اب کہاں سے تمکو روزی دیتا ہے۔ اسی طرح کے دلشکن کفر آمیز سخت فقرے ناقابل برداشت کستا رہا۔ آخر غریب منڈی خالی کرگئے۔ " " "

اخبار سیاست کی اس خبر سے اس جوش منافرت کا اندازہ ہوتا ہے جو دہلی کے اس جدید وقوعہ سے ہندؤں میں تمام مسلمانوں کے خلاف چھیڑا جا رہا ہے جو نہایت افسوس کے قابل ہے اور قبل اسکے کہ غذا اناج کی کوٹھیوں کو ہاتھ لگانا ممنوع ہوجائے مسلمانونکو منڈی ترازو سنبھال لیناچاہیئے:

نوٹ: مضامین کی کثرت کے باعث رد آریہ درج نہوسکا ماہ آئندہ اسکی تلافی کردیجائیگی - مدیر

کتب ذیل دفتر السواد الاعظم سے نقد قیمت یا بذریعہ ویلو مل سکتی ہیں

قرآن عظیم مترجم ترجمہ اعلحضرت قدس سرہ۔ کاغذ معمولی ہدیہ دو روپیہ

انوار ساطعہ۔ اثبات مولود و فاتحہ میں نہایت نفیس و مبسوط کتاب ہے مخالفین کے تمام شکوک و اوہام کے مدلل جواب دیے ہیں قیمت

سیف الجبار تصنیف لطیف حضرت مولینا مولوی فضل رسول صاحب بدایونی علیہ الرحمۃ وہابیہ کے حالات میں عمدہ کتاب قیمت

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ تصنیف لطیف حضرت صدر الافاضل مولینا مولوی محمد نعیم الدین صاحب دام ظلہم
اس مبارک کتاب میں علم غیب کے مسئلہ کو اس وضاحت اور خوبی کیساتھ مدلل طور پر بیان فرمایا ہے کہ مخالف کو جائے دم زدن باقی نہیں رہتی اور اُنکے تمام مشہور اعتراضات کے زبردست اور مدلل جواب جدا جدا بیان فرمائے ہیں۔ دو مرتبہ چھپ چکی ہے اور تیسری مرتبہ اب چھپ رہی ہے۔ قیمت

جواہر البیان حضرت امام عالی مقام امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ المحدثین حضرت امام ابن حجر قدس سرہ کی نفیس کتاب خیرات الحسان کا ترجمہ ہے۔ قابل دید کتاب ہے قیمت

عرفان شریعت اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ۲۱ نفیس فتاویٰ کا مجموعہ قیمت ۳

الکوکب الشہابیہ۔ اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کا کامل رد اور اسکے کفریات کا شمار مصنفہ اعلحضرت قدس سرہ قیمت ۳

وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد واباطیل مع حوالہ صفحات قیمت بہت کارآمد چیز ہے۔

فتاوے بر عقائد وہابیہ۔ رد غیر مقلدین میں ایک عمدہ رسالہ ہے قیمت

اسواط العذاب علی قوامع القباب۔ قبوں کے مسئلہ میں مولوی سلیمان صاحب ندوی اور دوسرے ہوا خواہان نجدی کا بہترین رد مصنفہ صدر الافاضل حضرت مولینا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ قیمت

تازہ فتوائے حرم مکہ و مدینہ۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے جو اشرف علی رسول اللہ اور نبینا اشرف علی کہنے کو تسلی بخش بتایا۔ اسپر علماء حرمین طیبین کا فتوے قیمت

تمہید ایمان۔ بآیات قرآن جس میں صرف قرآن عظیم کی آیتوں کا بیان کہ حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان کے یہ معنی ہیں اسکے دیکھنے سے حقیقی سچا ایمان نظر آتا ہے تصنیف لطیف صاحب حجۃ قاہرہ مجدد مائۃ حاضرہ اعلیحضرت مولانا مولوی شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ قیمت

نوٹ: رد وہابیہ اور کتابیں بھی دفتر السواد الاعظم سے مل سکتی ہیں۔ پتہ صاف لکھئے۔ قیمت پہلے بھیجے یا ویلو منگائے۔

عـــــــــــــہ محمد عمر نعیمی مدیر السواد الاعظم مرادآباد چوکی حسن خاں



زغافل اے لالۂ سیراب برخیز ۔ چو نرگس خواب چند از خواب برخیز

بروں آور سر از برد یمانی ۔ کہ روئے تست صبح زندگانی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ

السواد الاعظم

جلد ۳ نمبر

[illegible]

[illegible]

تبلیغ

جس طرح نور وضیا آفتاب کے وجود کے ساتھ لازم ہیں اور کوئی وقت ایسا نہیں ہوا کہ آفتاب [illegible] ہوا ور روشنی نہو۔ اسیطرح دعوت وتبلیغ اسلام کے اون لوازم میں سے ہے کہ جہاں اسلام نے قدم رکھا . . . . دعوت وتبلیغ اوسکے ہمراہ تھی۔ نبوت ورسالت کا عہد مبارک کل کا کل دعوت وتبلیغ [illegible] ہے اور ایوان نبوت کی ہر عمارت دعوت حق کا بنیادی [illegible] وہ صحابہ اور بلاد میں رحمت کی [illegible] اور تبلیغ کے [illegible] ہیں قرآن پاک میں تبلیغ کا امر کیا جاتا ہے ۔ یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ [illegible] والتسلیمات کا ہر قول وفعل دعوت وتبلیغ ہوتا [illegible] کرتے ہیں اور یہی اونھیں حکم ہے تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ [illegible] یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر [illegible] کرام دین حق کی تبلیغ واشاعت پر جانیں قربان کرتے [illegible] اسلام کا ہر فرزند مبلغ تھا اور بزرگان دین کی مقدس زندگی [illegible] اور محاسن چھوڑتے جارہے ہیں۔ فرض تبلیغ کی ادائگی میں بھی نہایت سستی [illegible] اسلام قبضہ کرتے چلے جارہے ہیں تبلیغ بھی اونکی دسترس سے [illegible] تبلیغ کا جوش [illegible] وہ (شدھی) کہتے ہیں کروڑوں روپیہ اس کے لئے صرف کیا جارہا ہے۔ [illegible] قوم اس مقصد کے لئے [illegible] روپیہ دے رہی ہے۔ مسلمانوں کو مرتد کرنیکے لئے وہ اپنی ہر قوت سے کام لیتے ہیں۔ دوکانداری اور تجارت کے اصول پر جو اونکا قدیم پیشہ ہے لالچی لوگوں سے مذہب کا سودا کرتے ہیں۔ غریب [illegible] پر قوت واثر والے جابرانہ دباؤ ڈالتے ہیں طرح طرح پریشان کرتے ہیں۔ کم عمروں کا اغوا کرتے ہیں۔ عورتوں کو بھگا بھگا کر لیجاتے ہیں۔ قسم قسم کے ہتھکنڈوں سے کام لیتے ہیں ایک طوفان برپا ہے۔ مسلمانوں کی بے حسی وبے ادراکی اور غضب ہے وہ اپنے تحفظ سے غافل اور دشمن کی چالوں سے بے خبر ہیں۔ انھوں نے اپنا فرض چھوڑ رکھا ہے۔ چند جماعتیں تبلیغ کے لئے اٹھی تھیں وہ مسلمانوں کی افسردگی کے باعث سست ہوگئیں بعض نے کام بالکل ختم کردیا۔ کوئی باقی ہے۔

اتنے بڑے وسیع ملک میں جب بیدینی کا سیلاب ایسے زور شور پر ہے مسلمانوں کو ایک مرتبہ پوری قوت سے آمادہ ہونا چاہئے۔

ہمارا طریق تبلیغ

ہمارا طریق تبلیغ وہ نہیں ہوسکتا جو ہندو کر رہے ہیں۔ نہ ہم اسکو جائز سمجھتے ہیں نہ اسمین انسانیت ہے نہ شائستگی ۔ ہمارا طریق عمل وہی ہوگا جو اب تک رہا ہے جس پر ہمارے اسلاف نے عمل کیا ہے اور جسکی ہمارے دین پاک نے تعلیم فرمائی ہے ۔

نہ ہم کسیکو روپیہ دیکر اسلام کے جذبہ حرص و طمع کو ابھارتے ہیں نہ باطل پرستوں کا کوئی اور طریقہ اختیار کرین ۔ ہمیں حق جوئی اور حق طلبی کے جذبات پیدا کرنے کے لئے دنیا کے سامنے اسلام کی صداقت پیش کر دینا کافی ہے ۔ اور اسی سے ہم ہمیشہ فتحمند رہے ہیں ۔ جن کے مذہب میں کوئی دلیل اور بات نہیں جس کے دین میں صداقت نہیں وہ اپنی طرف دعوت دینے میں مال خرچ کرنے یا ناجائز [illegible] اور جبر یا [illegible] کرنے پر مجبور ہے ۔ الحمد للہ ہمارے پاس دین حق ہے اوس میں روحانی کشش ہے اسی کی طاقت سے ہم [illegible] اپنے دین کا جانب ہوتے ہیں وہی آج ہمارا طریق عمل ہے ۔ مسلمانوں کی حفاظت کے لئے [illegible] سے واقف اور خبردار کرنا اور دشمنوں کے فریبوں سے مطلع کر دینا کافی ہے ۔ اسکے لئے ہم چاہتے ہیں کہ سرگرمی کے ساتھ کام کیا جائے اور استقلال کے ساتھ مردانہ عمل رہین ۔ اسلامی مدارس کو ترقی دیکر علماء کی تعداد بڑھائی جائے ۔ چھوٹے چھوٹے دینیات کے مدرسے [illegible] تمام ہر جاری کئے جائیں کہ طبقہ کے مسلمانوں کو دین سے واقف کیا جائے ۔

[illegible] اور مسائل کے چھوٹے چھوٹے رسالے کثرت سے چھاپ کر علم دین کو عام کر دیا جائے ۔

اس کے لئے ایک سرمایہ [illegible] ہے ۔ مسلمان [illegible] ہیں اور کام کرنیوالوں کو وقت سرمایہ جمع کرنے میں [illegible] ہیں ۔ ہر اسلامی [illegible] تبلیغ کو اپنا فرض سمجھے اور ناواقف مسلمانوں کو دین سے باخبر کرنے کے لئے سہل تدابیر اختیار کرے ۔ جاہل اقوام میں جیسے [illegible] اور گھوسی میں ہندوانہ مراسم ترک کرانے اور اسلامی شعار کا پابند کرنے کے لئے موثر تدبیرین کام میں لائی جائیں ۔ انکی خصوصی ضروریات میں مسلمان اونکے ساتھ محبت و ہمدردی کے برتاؤ کرین ۔ ہر قوم کے بچے تعلیمگاہوں میں لائے جائیں اور انہیں مذہبی تعلیم دیجائے اون بچوں کے ذریعہ سے عورتوں کو دین سے واقف اور خبردار کیا جائے دوسری اقوام کو اسلام کی برکات سے آگاہ کرنے کے لئے موثر ذرایع اختیار کئے جائیں اور نا مقدور نمائشی اعلان ترک کر دیئے جائیں ۔ جنسے بجز دوسری قوم میں سرگرمی پیدا کرکے اپنی مخالفت کو روح اور دشمن زبردست کرنے کے سوا تبلیغ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا ۔ اب وقت ہے کہ خاموش کام کیا جائے اب یہاں ایک سوال مالی مشکلات کا پیدا ہوگا ۔ اور وہ درحقیقت دشوار سوال ہے ۔ مسلمانوں کی قوم میں اگر احساس اور بیداری ہوتی تو کچھ دشوار بھی نہ تھا ۔ مگر حالت موجودہ میں درحقیقت سخت مشکل ہے ۔ اہل الرائے اوس کا حل بتائیں ۔

رمضان مبارک

عجب بابرکت مہینہ ہے مسلمانوں کے تمام اوقات روز و شب عبادت الٰہی میں گذرتے ہیں۔ دن میں وہ اپنے رب کی یاد میں اپنی خواہشات کی قربانی کرتے ہیں اور اپنی حوائج (کھانے پینے مباشرت کرنے سے) دست کش ہو جاتے ہیں۔ عاشقان الٰہی کے چہروں کی زردی لبوں کی خشکی کیسی پیاری اور بھلی معلوم ہوتی ہے۔ شکست رنگہا مہتاب باشد چھوٹے بڑے مرد عورت سب یاد الٰہی میں اپنے حوائج بدنیہ کو بھولے ہوئے ہیں اور ہمہ تن بندے ہو کر اسکی عبادت میں مشغول ہیں۔ طلوع آفتاب سے غروب تک بے آب و دانہ بھوکے پیاسے رہ کر مغرب کے وقت افطار کرتے ہیں اور افطار کرتے ہی مسجدوں میں نماز مغرب کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر کچھ کھایا پیا کہ عشا کی اذان ہو گئی پھر مسجد میں چلے آئے۔ عشا کے فرض و سنت سے فارغ ہو کر تراویح شروع کر دی امام نے قرآن پاک شروع کیا ہے۔ مقتدی دن بھر روزہ رکھ کر اپنے رب کا کلام ہاتھ باندھے سن رہے ہیں۔ اور محو یاد ہو رہے ہیں۔ دن میں صیام ہے اور رات کو قیام۔ عجب برکت والا دن ہے اور عجب نورانی رات اسی وجہ سے حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے ارشاد فرمایا۔ حدیث

اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ اَبْوَابُ جَھَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَۃِ (بخاری مسلم)

جب رمضان داخل ہوتا ہے آسمانوں کے دروازے کھولدیے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھولدیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں

رویت ہلال

شعبان کی ۲۹ کو چاند کی تلاش واجب علی الکفایہ ہے اگر چاند دیکھ لیں روزہ رکھیں ورنہ شعبان کے تیس دن پورے کریں اس کے بعد روزہ رکھیں ابوداؤد و ترمذی کی حدیث ہے۔

حدیث صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمُ الْھِلَالُ فَاَکْمِلُوْا عِدَّۃَ شَعْبَانَ ثَلٰثِیْنَ یَوْمًا

یعنی حضور نے فرمایا روزہ رکھو چاند دیکھکر اور افطار کرو چاند دیکھکر اگر ابر و غبار کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو

نجومیوں کے قول اور لوگوں کے قیاس تجربہ اور جنتریوں کی تحریریں سب چاند کے باب میں نامعتبر ہیں جس دن کی رمضانیت میں شک ہو اس دن کا روزہ باین نیت رکھنا کہ اگر یہ دن رمضان ہی تو روزہ رمضان کا ورنہ نفل کا اسطرح کا روزہ مکروہ ہی لیکن جو لوگ ہر مہینہ کے آخر میں نفل روزے رکھنے کے عادی ہیں یا خالص نفل کی نیت کرنے پر قادر ہیں ان کو نیت نفل روزہ رکھنا جائز ہی مفتی کو بھی اس دن بنیت نفل روزہ رکھنا چاہئے عوام دوپہر تک انتظار کریں اگر کہیں سے خبر آجائے روزہ رکھیں ورنہ افطار کرلیں جس شخص نے تنہا چاند دیکھا وہ روزہ رکھے اگرچہ امام اسکی شہادت قبول کرے جب آسمان پر ابر و غبار ہو امام رویت ہلال رمضان میں ایک آدمی کی شہادت قبول کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ اور عید کے چاند کے لیے کم از کم دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے۔

الحمد للہ

سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ کی ذات پاک تمام کمالات کی جامع اور ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔

رب العلمین

جمیع محامد کے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ مختص ہونے کی ایک برہان قوی کو رب العلمین کے لفظ اجمالی میں بیان فرمایا ہے۔ جس تک اہل علم ادنیٰ توجہ کے ساتھ پہنچ سکتے ہیں ربوبیت پرورش کرنے کو کہتے ہیں اور اس کے لوازم سے ہے شے کو عدم سے وجود میں لانا اور اوسکی ترقی اور انتفاع کے عام اسباب و وسائل پیدا کرنا اور اوسے نفع حاصل کرنیکی قدرت دینا اور تمام موانع کو رفع فرمانا عالم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں اور وہ بہت انواع و اقسام پر مشتمل ہے اسلیے اوسکا ذکر بصورت جمع فرمایا اب رب العلمین کے معنی میں غور کرنے سے ہر عاقل تمام کائنات کے حادث و ممکن و محتاج ہونے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے واجب و قدیم ازلی ابدی حی قیوم قادر علیم ہونے پر استدلال کر سکتا ہے علم الٰہی کے کثیر مباحث ان ہی دو لفظوں میں طے فرما دیے۔

مالک یوم الدین

جب معلوم ہو چکا کہ پیدا کرنے والا وہی پالنے والا وہی اپنی رحمت و کرم سے بندوں کو مالامال کرنے والا وہی تو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مالک بھی وہی ہے اوسکے سوا کسی چیز کا کسی وقت کوئی بھی نہیں ہو سکتا ہے جو ہے وہ اوسکا مملوک ہے جو اوسکی پرورش و رحمت کا محتاج حقیقی مالکیت اوسیکے لیے اور حقیقی ملک و سلطنت ہر وقت و ہر آن اوسی کے لیے لیکن خاص و عام کی نظر میں مالکیت کے ظہور تام کے لیے ایک خاص دن ہے جس کا نام ہے یوم الدین روز جزا جس روز وہ اپنے بندوں کو اونکے اعمال کی جزا دیگا اوس دن حکومت مجازی کے زبان غرور گونگی ہوگی اور اوسکی مالکیت ہر مومن و کافر مطیع و عاصی پر ظاہر ہوگی۔ ان اوصاف کمال کے بیان اور حسن ترتیب نے رہنمائی فرمائی کہ تمام عالم اپنی ابتدا یعنی پیدایش سے لیکر پرورش و ترقی اور حصول کمالات اور حیات اور بقا اور انجام یعنی جزائے اعمال جملہ امور میں ہر لحظہ اور ہر آن اوسکا محتاج ہے اور اوسکے احسانات حد و شمار سے باہر ہیں وہ موجد و خالق بھی، رب و رحمن و رحیم بھی اور مالک یوم الدین بھی تو اب اوسکے سوا حمد کا استحقاق کسکو ہو سکتا ہے اور عبادت کا مستحق کسکو کہا جا سکتا ہے۔

اس ایک صفت نے کیا کیا عقدے حل فرمائے اون سب کی تفاصیل تو زمانہ میں بھی نہیں آسکتیں مگر اتنے مسایل بہت ظاہر طور پر معلوم ہو رہے ہیں کہ وہ مالک ہے اور باقی سب اوسکے مملوک تو مستحق عبادت اوسکے سوا کوئی نہیں ہوسکتا بس وہی ایک معبود برحق ہے اوسکے سوا دنیا میں جو کوئی کسی مخلوق کو معبود مانتا ہے وہ گمراہی اور اعتقاد باطل میں ہے کہ مملوک معبود کیونکر ہوسکے گا۔ دوسرے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا جو دار العمل ہے اسکی عمر کے لیے ایک آخر ہے۔ جہاں کے اس سلسلہ کو قدیم اور ازلی بتانے والے دھوکہ میں ہیں ہندوستان کے کفار تناسخ کے قائل ہیں اور اونکے عقیدے میں ہر راحت و تکلیف کسی عمل کی جزا ہے اور ہر ایک مخلوق کو جو قالب ملا ہے وہ اونکے اعتقاد میں کسی پچھلی زندگی کے عمل کا بدلہ ہے اور اونکے نزدیک خدا جسکو وہ اپنی زبان میں ایشور کہتے ہیں ہر عمل کا بدلہ دینا خواہ وہ نیک ہو یا بد واجب و ضروری ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ کسی عمل کا بدلہ نہ دے اس لیے اونکے عقیدے میں نہ اونکا معبود کسیکا جرم معاف کرسکتا ہے نہ کوئی بخشش و عنایت کرسکتا ہے۔ رحم و کریم کی [illegible] اسکا کوئی واسطہ نہیں اسیطرح اوسکو فاطر و خالق کہنا بھی محض ایک لفظ ہے جسکے معنی اونکے عقیدے کے مطابق صحیح نہیں ہیں۔ وہ اپنے اختیار سے ایک چیونٹی نہیں پیدا کرسکتا اور ایک پھنگے کو نہیں [illegible] اور اعمال جسطرف لیجاتے ہیں اوسطرف اوسکو جانا پڑتا ہے اس نا پاک عقیدے نے خدا کا وجود ماننے کا دعوی بالکل باطل اور نہایت [illegible] ہے کہ خدا مانتے ہیں مگر معطل اور بیکار لطف یہ کہ [illegible] دعائیں [illegible] اپنے غلط عقیدے میں بار بار [illegible] [illegible] فائدہ کہ جو مجبور ہوا [illegible] [illegible] تسخر کرنا ہے۔ ہندو [illegible] [illegible] وہ دعا جائز نہ ہوتی [illegible] عقیدے کے [illegible] اور روح قدیم ہیں اپنے افعال [illegible] [illegible] مالک یوم الدین کے ایک جملہ پاک نے باطل کردیا اور بتادیا کہ قادر مطلق اپنے رحم و کرم سے بے سابقہ عمل اور بے استحقاق اپنے بندوں کو ہستی اور وجود عطا فرماتا ہے اور بیشمار نعمتوں سے سرفراز کرتا ہے۔ گنہگار شرمسار ہو کر اپنے جرم کی معافی چاہتا ہے تو اوسے اپنے فضل و کرم سے معاف فرماتا ہے اور تمام عالم کو اونکے اعمال کے بدلے کے لیے اوس نے ایک دن معین فرمایا ہے جس کا نام روز جزا ہے۔ وہ آدمی کو بندر کتے کی جونوں میں سزا نہیں دیتا اس دنیا دار العمل کے بعد دار الجزا میں اونکے عملوں کی جزا دیتا ہے۔ قالب چھوڑ کر روح دوسرے قالب میں نہیں آتی یہ محض خبر عقیدہ و تعلیم الٰہی نہیں ہوسکتا جس سے ان کے معبود کی سخت توہین لازم آتی ہے۔ تیسرے یہ کہ اختتام دنیا کے بعد ایک یوم الجزا ہے جس میں بندوں کو اونکے اعمال کے بدلے دیے جائینگے اور نیکی بدی کا حساب ہوگا اللہ اکبر کس شان کی تعلیم ہے ابھی چند جملے تعلیم فرمائے اور ایک غافل بے خبر کو کہاں سے کہاں پہنچایا۔

نجدیوں کا دین اور اونکی کتاب
مجموعۃ التوحید کے اسرار

(از سلسلہ سابق)

جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیاء و اولیا کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں۔ شرک تو جب ہوتا کہ ہم اون انبیاء و اولیا کو پیروں و شہیدوں کو اللہ کی برابر سمجھتے۔ سو یوں تو ہم نہیں سمجھتے ہیں۔ بلکہ ہم اون کو اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں اور اوس کی مخلوق اور یہ قدرت و تصرف اس نے اون کو بخشی ہے اوسکی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں اور اونکا پکارنا عین اللہ ہی کا پکارنا ہے اور اون سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے اور وہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں اور اسکی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں اور وکیل۔ ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے اور انکے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جتنا ہم اونکو مانتے ہیں اتنا ہم اللہ سے نزدیک ہوتے ہیں اور اسی طرح کی خرافاتیں بکتے ہیں اور ان باتوں کا سبب یہ ہے کہ خدا و رسول کے کلام کو چھوڑ کر اپنی عقل کو دخل دیا اور جھوٹی کہانیوں کے پیچھے پڑے اور غلط سلط رسموں کی سند پکڑی اور اگر اللہ و رسول کا کلام تحقیق کر لیتے تو سمجھ لیتے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سامنے بھی کافر لوگ ایسی ہی باتیں کرتے تھے اللہ صاحب نے اونکی ایک نہ مانی اور اون پر غصہ کیا اور اون کو جھوٹا بتا دیا (تقویۃ الایمان صفحہ ۵)

ملاحظہ کیجئے کہ ہندوستانی وہابی کی تقویۃ الایمان نجدی کی مجموعۃ التوحید کے قدم بقدم چلی آرہی ہے۔ شفاعت و توسل کی بناپر یہ دونوں تمام عالم کے مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دیتے ہیں طابق النعل بالنعل اسی تقویۃ الایمان کے صفحہ ۸ میں لکھا ہے۔

یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور اون کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا یہی اون کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے۔ گو وہ اسکو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے۔ سو وہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہے۔

اس حکم شرک نے تو دنیا کے تمام مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر ہی دیا۔ مگر لطف یہ ہے کہ اس سے گھر والے بھی نہ بچے۔ اور اس کفر و شرک کی بیڑ تلوار نے تمام دیوبندی پارٹی کو بھی حلال کر ہی چھوڑا جسمیں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مولوی محمود حسین دیوبندی۔ مولوی احمد حسن امروہی۔ مولوی عزیز الرحمن مفتی دیوبند۔ مولوی اشرف علی تھانوی مولوی عبدالرحیم رائے پوری۔ مولوی محمد حسن دیوبندی۔ مولوی (؟) مراد آبادی۔ مولوی حبیب الرحمن دیوبندی۔ مولوی احمد مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مولوی غلام رسول مدرس مدرسہ دیوبند۔ مولوی (؟) سابق مدرس مدرسہ دیوبند۔ مولوی عبدالصمد بجنوری۔ مولوی محمد اسحٰق نہٹوری۔ مولوی کفایت اللہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی صدر جمعیۃ العلماء مولوی ضیاء الحق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ مولوی محمد قاسم مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی۔ مولوی سراج احمد مدرس مدرسہ سردھنا میرٹھ۔ مولوی محمد اسحٰق میرٹھی۔ مولوی حکیم مصطفےٰ بجنوری۔ مولوی حکیم مسعود احمد پسر مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی محمد یحیےٰ مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔ مولوی کفایت اللہ مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔ ان سب کی رعصد (؟) ...

کے ساتھ ایک کتاب التلبیسات لرفع التصدیقات چھاپی گئی ہے۔ اوسمین لکھتے ہین

الجواب ہمارے نزدیک اور ہمارے مشایخ کے نزدیک دعاؤن مین انبیا وصلحا و اولیا و شہدا و صدیقین کا توسل جائز ہے اونکی حیات مین ہو یا بعد وفات باینطور کہ کہے یا اللہ مین وسیلہ فلان بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہون یا اسی جیسے اور کلمات کے چنانچہ اسکی تصریح فرمائی ہے۔

ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحق دہلوی ثم المکی نے پھر مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاوے مین اسکو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا آجکل لوگون کے ہاتھون مین موجود ہے اور یہ مسئلہ اسکی پہلی جلد کے صفحہ ۹۳ پر مذکور ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

اس عقیدہ پر نجدی کی کتاب مجموعۃ التوحید اور مولوی اسمٰعیل کی تقویۃ الایمان کے حکم سے یہ تمام دیوبندی علما اور انکو مسلمان جاننے اور اونکے مذہب کو صحیح ماننے والے بلکہ اونکے کفر مین شک کرنے والے سب کافر۔ اب بتائین وہابی صاحبان کہ وہ کس منہ سے اپنے کو مسلمان کہتے ہین وہ تو وہابی اور نجدی ہی حکم سے بھی کافر خارج از اسلام ہین۔

عجب تر یہ ہے کہ ابن عبدالوہاب تمام دنیا کو مشرک جاننے کے ساتھ اپنے پیرون اور پیشواؤن اور پچھلے چھ سو برس کے مسلمانون کو بھی مشرک جانتا تھا اور اپنے لئے **وحی و الہام** کا بھی مدعی تھا حضرت علامہ سید احمد دحلان مکی رحمت اللہ تعالی علیہ فرماتے ہین۔

قال له رجل آخر مرة هذا الدين الذي جئت به متصل ام منفصل فقال له حتى مشايخي ومشايخهم الى ستمائة سنة كلهم مشركون فقال له الرجل اذا دينك منفصل لا متصل فعمن اخذته فقال وحى الهام كالخضر

ایک مرتبہ اوس سے ایک شخص نے کہا یہ دین جو تو لایا ہے اس کا سلسلہ متصل ہے یا منقطع کہنے لگا میرے پیر استاد اور ان کے پیر چھ سو برس کے زمانہ تک سبھی سب مشرک ہین تو اوس شخص نے کہا کہ اب تو تیرا دین منفصل ہوا متصل تو نہ ہوا تو تو نے کس سے اخذ کیا کہنے لگا کہ خضر کی طرح وحی الہام سے۔

یہی علامہ اسی کتاب مین دوسری جگہ فرماتے ہین۔

وظاهر حال عبدالوهاب انه يدعى النبوة

اور عبدالوہاب کے حال سے ظاہر یہ ہے کہ وہ نبوت کا مدعی ہے

چنانچہ کتاب مجموعۃ التوحید کے مقدمہ مین ابن عبدالوہاب کو امام الدعوت الی الحق لکھا ہے اور وہابیہ ہند کی تحریرات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے پیر دنکی نبوت کے معتقد ہین۔ گو مصلحتاً اس اعتقاد کو عام طور پر ظاہر نہین کرتے لیکن جو باتین تحریرون مین آچکین اور کتابون مین چھپ چکیں وہ کہانتک چھپائی جا سکتی ہین۔ ہندوستانی وہابیون کے پیشوائے اعظم میان اسمٰعیل دہلوی اپنے پیر سید احمد کی نسبت اپنی کتاب صراط المستقیم صفحہ ۴ مین لکھتے ہیں۔

نفس عالی حضرت ایشان برکمال مشابہت جناب رسالتمآب علیہ افضل الصلوۃ والتسلیما در بدو۔ فطرت مخلوق شدہ

یعنی اسمٰعیل کے پیر کی ذات والا صفات ابتدا فطرت مین حضور پر نور سید انبیا صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی کمال مشابہت پر پیدا ہوئی (معاذ اللہ) صفحہ ۱۳ مین لکھا مکالمہ و مسامرہ بدست می آید۔ یعنی کیفیت عشقیہ کے غلبہ مین خدائے تعالے سے کلام و گفتگو بھی ہوجاتی ہے

ابنائے وطن کی شورشین

۴۔ دسمبر کو ایک بیوہ برہمنی ساکن شاہ آباد محلہ چوک مسماۃ کیلاسو دیوی برضا و رغبت خود ہردوئی آکر مولوی احمد اللہ صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئی اسلامی نام رحیما رکھا گیا اور اوس نے اپنی خوشی سے اپنا نکاح اسیوقت چند آدمیون کی موجودگی مین رفعت اللہ ساکن شاہ آباد کے ساتھ پڑھوا لیا اور اوسکے ساتھ اوسکے مکان پر شاہ آباد رہنے لگی۔ شاہ آباد کے آریونکو جب معلوم ہوا کہ بیوہ برہمنی کیلاسو دیوی سے رحیما بی بنگئی ہے تو ایک دن کچھ سنگھٹنی سورما موقع پاکر رفعت اللہ مذکور کے مکان پر چڑھ دوڑے اور مسماۃ مذکور کو کشان کشان نکال لے گئے ہرچند وہ چیخی چلائی کہ مینے اپنی خوشی سے اسلام قبول کیا ہے اور نکاح پڑھوا لیا مین تمہارے ساتھ جانا نہین چاہتی اور مسلمان رہنا چاہتی ہون مگر کسی نے نہ سنا رفعت اللہ کو مارا پیٹا اور عورت کو اڑا لے گئے اب رفعت اللہ نے کچہری مین چارہ جوئی کی ہے۔

دوسرا واقعہ سنئے کہ عبداللہ پورہ مضافات ہردوئی کے ایک شخص عبدل خان کے نواسے کی لڑکی نابالغہ عمر ۱۱ سال اپنے دو تین عزیزون کے ساتھ موضع نظام پور (بال) سے پیدل اپنے مکان پر آرہی تھی موضع سکا کے چند سنگھٹنی سورماؤن نے زبردستی اوسکو چھین لیا۔ جب لڑکی کی مانکو خبر ہوئی تو اوس نے کچہری چارہ جوئی کی۔ جب کوئی راہ مفر نہ دیکھی تو ملزمین نے مجبوراً لڑکی کو کچہری مین حاضر کر دیا اور کہا کہ لڑکی راستہ بھول گئی تھی۔ اس لئے ہم نے اسکو اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔ لڑکی نے کہا یہ لوگ جھوٹ کہتے ہین مجھکو زبردستی چھین لیا تھا مین ہرچند روئی پیٹی مگر انہون نے نہین چھوڑا۔ آخر کچہری نے لڑکی اوسکی مان کی سپرد کر دی اور اوسکے وکیل سے کہا کہ اگر آپ چاہین تو ان جبر زیادتی کرنے والونپر مقدمہ چلا ئین مگر مسلمانون نے معاملہ کو رفت و گزشت کر دیا۔

ہمدم ۱۰ فروری ۲۶ء

اد ہپور مین مسلمانونکو اضطراب

مین یہان بتقریب جلسہ انجمن آیا تھا جو زیر دفعہ ۱۴۴ بند ہو گیا۔ قصبہ مین مسلمانون کی حالت ناگفتہ بہ ہے عام مسلمانون کے منہ پر ہوائیان اڑ رہی ہین۔ سخت پریشانی و ہراس مین مبتلا ہین تمام اطراف و جوانب مین ہندوؤنکے ظلم و ستم کی داستانین سننے مین آتی ہین تاکہ مسلمان عاجز ہو کر شدھی پر آمادہ ہو جائین۔ چنانچہ مسلمان مرتد ہو چلے ہین۔ مسلمانونکی اکثر لڑکیان بوجہ خوف دیگر مقامات مین اپنے رشتہ دارون کے یہان بھیجی جارہی ہین صاحب کلکٹر تشریف لائے تھے۔ مسجد کا استنجا خانہ اترو ادیا گیا ہے اور مسجد کی کھڑکی بند کرا دی گئی تھی راستہ کو روک دیا گیا تھا صاحب موصوف نے کھلوا دیا اور راستہ مسجد و چوک تعزیہ پر جو عمارات بنوا دی گئی ہے اوسکے متعلق بھی مسلمانونکی فریاد سنی۔ مین اسلامی انجمنونکو توجہ دلاتا ہون کہ یہان کے غریب مسلمانونکی خبر لین ورنہ ان سب ارتداد کا اندیشہ ہے۔ یہان اسوقت گویا ہندو راج ہے۔ علاقہ کے مالک ہندو راجہ صاحب ہین۔ آنریری مجسٹریٹ [illegible]

ہندو قانون گو ہندو۔ ڈاکٹر اسپتال ہندو۔ ڈاک منشی ہندو۔ ہیڈ کانسٹبل چوکی ہندو۔ ہیڈ ماسٹر ہندو۔ غرضکہ قصبہ کے جتنے سرکاری عہدہ ہین
ان سبکے انچارج ہندو ہین مسلمانان قصبہ جاہل و غریب ہین انکے لئے اپنے ایمان کی حفاظت مشکل ہو رہی ہے۔ محمد عبدالرزاق سیوان

(ہمدم ۲۲ جنوری ۲۷ سنہ ء)

نابالغ لڑکیون کا شدھی کیلئے اغوا

کلکتہ سے خبر آئی ہے کہ وہان ایک شخص انند بہاری اور دو عورتون کے خلاف دو نابالغ مسلمان لڑکیون کو اٹھا لیجانے اور انکی شدھی کرا دینے کے مقدمے دائر کیے گئے ہین ایک تین سال کی بچی مل گئی اور والدین کے حوالے کر دیگئی مگر دوسری گیارہ سالہ لڑکی کا ہنوز لاپتہ ہے۔ ہمین امید ہے کہ پولیس اور کچہری دونون اس معاملے مین کافی تحقیقات کرین گے۔ ہمدم ۳۰ جنوری ۲۷ سنہ ء

دہلی مین ۳۰ جنوری کو مختلف صوبون کے آریہ سماجیون کی ایک کانفرنس اس غرض سے منعقد ہوئی کہ مسجد کے سامنے باجہ بجانے کے مسئلہ کا تصفیہ کیا جائے جلسہ مین اس مضمون کی ایک تجویز پاس کیگئی کہ آل انڈیا ہندو لیگ سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ آریہ دھرم سمرکشنی سبھا کو ہدایت کرے کہ آریہ سماجی جلوس نگر کیرتن مین حکام کی مداخلت بیجا کے خلاف جنگ کیجائے اور شکایات کے انسداد کیلئے تمام ممکن طریقون سے کام لیا جائے جسمین ستیاگرہ بھی شامل ہے۔ مخبر عالم ۸ فروری ۲۷ سنہ ء

مدرسہ اہلسنت وجماعت مرادآباد کا سالانہ جلسہ

۲۰-۲۱-۲۲ شعبان کو مدرسہ اہل سنت وجماعت مرادآباد کا سالانہ جلسہ ہوگا ملک کے نامدار فاضل مدعو کئے گئے ہین۔ شہر اور اسکے قرب وجوار کے لوگ سال بھر اس پر شوکت جلسہ کا انتظار کرتے ہین جسمین اکابر دین و علمائے اسلام اپنے فیض علوم سے مستفیدان سعادتمند کو نوازتے ہین و اسلام کی خوبیان عالم آشکار فرماتے ہین جلسہ روزانہ شبکو مدرسہ کی عمارت مین منعقد ہونگے آخر تاریخ وہ دن ہوگا جسکے انتظار مین علم دین کے طلبگارون نے اپنی عمر کا معتدبہ حصہ یعنی بارہ و دس برس شبانہ روز کی محنتون مین گذارا ہے اور مدتونکی گونہ گون تکالیف کے بعد یہ دن پایا ہے جو انکی سربلندی کا دن ہے اور انکے سرونپر دستار فضیلت باندھی جائیگی امسال چودہ طلبہ کی دستاربندی ہوگی گذشتہ پندرہ سال مین ۱۱۴ فارغ التحصیل ہوچکے ہین۔ امسال کے فارغ طلبہ ملکر اس مدرسہ کے کل سند یافتونکی ۱۲۸ تعداد ہوگی انمین سے اکثر درس و فتاو تبلیغ وغیرہ مفید کامونمین مصروف ہین اور ملک کو فائدہ پہنچا رہے ہین۔ آگرہ۔ متھرا۔ بھرتپور۔ علیگڈھ وغیرہ کے نواح مین مدرسہ کے طلبہ مدت تک مصروف تبلیغ رہے ہین اور انہون نے قابل قدر تبلیغی خدمتین انجام دی ہین۔ اسوقت بھی مدرسہ ایک نظام کے ساتھ تبلیغ کا کام اپنے خاص اصول پر انجام دیرہا ہے انکے علاوہ حفاظ اور ناظرہ خوان اس مدرسہ سے کثیر التعداد پیدا ہوچکے ہین۔ مدرسہ مین چھ مدرس بالفعل کام کررہے ہین مالی مشکلات کیوجہ سے امسال دو مدرس کم کر دیے گئے تھے۔ مگر ضرورت متقاضی ہے کہ ہر دو مدرس بڑہائے جائین طلبہ کی کل تعداد ۱۲۵ ہے طلبہ کے اخلاق اور چال چلن کی خاص نگرانی رکھی جاتی ہے بیرونی ضرورتمند طلبہ کے قیام و طعام کا انتظام کر دیا جاتا ہے مدرسہ کیجانب سے استدعا کیجاتی ہے کہ جو حضرات اس جلسہ مین شرکت فرماسکین وہ کرم کرین اور مدرسہ کیحالت ملاحظہ فرمائین اور علمائے اسلام کے بہترین تعلیم سے فائدہ اٹھائین۔ والسلام۔ محمد عمر مہتمم مدرسہ اہل سنت مرادآباد

بلکہ آخرت کی آگ کافروں کو عذاب الٰہی کی ایسی تکلیف پہنچاتی ہے جو بیان میں نہیں آسکتی نہ تو بجائے خود نہ انکے ٹالے ٹل سکتی ہے۔ نہ اوس سے کہیں بھاگ سکتے ہیں نہ اونکے جھوٹے معبود اونکو اس سے بچا سکتے ہیں اونکے ساتھ اونکے باطل معبود بھی اسی آگ کا ایندھن بنائے جائینگے اوس آگ سے دنیا کی آگ کا مقابلہ کتنی عقلمندی ہے۔ سبحان اللہ یہ عقل اور اعتراض

پنڈت جی لکھتے ہیں جیسے قرآن میں لکھا ہے کافروں کے واسطے دوزخ کی آگ تیار کی گئی ہے ویسے ہی پرانوں میں لکھا ہے کہ ملیچھوں کے لئے گھور نرگ بنا ہے اب کہئے کس کی بات سچی مانیں اپنے اپنے قول سے تو دونو بہشت میں جانے والے اور ایک دوسرے کے مذہب کی روسے دونوں دوزخی ہوتے ہیں پس ان سب کا جھگڑا جھوٹا ہے

پنڈت جی کچھ لکھے پڑھے ہوتے تو اونسے دریافت کیا جاتا کہ قرآن پاک کی تکذیب کے لئے یہ کس قسم کی برہان ہے کیا کسی شخص کی دعویٰ کرنے سے یا نقال کے نقل اتارنے سے دوسرے شخص کا دعوے اور اصل جھوٹے ہو جاتے ہیں۔

اگر ایک زمین کی نسبت ایک شخص رجسٹری شدہ دستاویز کی روسے دعوے کرے کہ میں اسکا مالک ہوں اوسکے مقابلہ میں دوسرے شخص بالکل بلا سند مدعی بن جاوے تو کیا اس سے دستاویز والے کا دعوے جھوٹا ہو جاوے گا بلکہ اس سے زیادہ یوں فرض کیجئے کہ ایک شخص دعوے کر رہا ہے اور ہنوز اوس نے اپنے دعوے کا کوئی ثبوت بھی پیش نہیں کیا ہے کہ دوسرا شخص اسیطرح اوس کے مقابلہ میں دعوے کرنے لگا تو کیا دید کا فلسفہ ان دونوں کو جھوٹا قرار دے گا۔ کاش پنڈت جی کسی وکیل یا کچہری کے اہلکار کی صحبت میں کوئی روز رہے ہوتے تو شاید اونکی زبان سے ایسی لغویات نہ نکلتی اور اس ندامت سے وہ بچ سکتے۔

قرآن پاک کا دعویٰ عالم کو عاجز کر دینے والے دلائل و براہین سے ثابت ہے اوسکے مقابلہ میں کسی دوسرے کا بے سند دعوے کر بیٹھنا اسکے مدعا کو کیا ضرر پہنچا سکتا ہے۔ پنڈت جی شوق اعتراض میں عقل و خرد سے قطع تعلق کر کے جو جی میں آتا ہے لکھ گذرتے ہیں اور مآل کار کیطرف اونکا دہم بھی نہیں جاتا۔ یہ کند چھری جو آپنے تیز کر کے رکھی تھی اس سے دشمن کا تو بال بھی نہ ٹیڑھا ہوا مگر اونکی اپنی گردن کٹ گئی۔

ایک طرف تو پنڈت جی دیدمت کی سچائی کے قائل ہیں دوسری طرف گرو نانک اوسکو کہانی بتا رہے ہیں تو پنڈت جی کے قاعدے سے دونو جھوٹے۔ ایک طرف پنڈت جی سناتن دھرمیوں کو جھوٹا کہ رہے ہیں اور اونکی رد میں ستیارتھ پرکاش کے ورق کے ورق انہوں نے کالے کر ڈالے۔ دوسری طرف سناتن دھرمی پنڈت جی کی مخالفت میں سرگرم ہیں پنڈت جی کے قاعدے سے دونو جھوٹے ہیں اور لطف یہ کہ پنڈت جی کا جھوٹا ہونا خود اونکے قول اور اقرار سے لازم آتا ہے یہ ہے قرآن پاک پر اعتراض کرنے کا نقد نتیجہ۔

ایک نابینا کہ سکتا ہے کہ زید کہہ رہا ہے کہ آفتاب نکل آیا بکر انکار کرتا ہے۔ میں کسکی بات مانوں اس تحیر میں نابینا ہی رہ سکتا ہے کہ کون سچا ہے بینا جسے خدا نے آنکھیں دی ہیں وہ متردد نہ ہوگا اوس کی آنکھیں خود فیصلہ کر دینگی کہ کون سچا ہے۔

جب دونوں طرف مدعی ہوں تو آنکھ والا دلیل کو دیکھکر فیصلہ کر سکتا ہے صرف اندھا متردد رہ سکتا ہے اور قرآن پاک کی تو وہ زبردست دلیل ہے کہ اندھا بھی اگر مسلوب العقل یا مغلوب العناد نہ ہو تو اوسکی حقانیت کے یقین تک بے تردد پہنچ جاتا ہے۔ لیکن پنڈت جی کی بات

اس اندھے سے بھی بدتر ہے کیونکہ اندھے کو صرف یہی تردد ہے کہ زید سچا ہے یا بکر ایسی حماقت تو اوس نے بھی نہیں کی کہ دونوں کو جھوٹا بتادے یہ کام پنڈت جی ہی کی لیاقت کا تھا ؎ ہر کسے را بہر کارے ساختند۔

پنڈت جی لکھتے ہیں۔

ہاں جو دھارمک ہیں وے سکھ اور جو پاپی ہیں وے سب مذہبوں میں دکھ ہی پاویں گے۔

جواب۔ پنڈت جی کی عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ دکھ اور سکھ رنج و راحت تکلیف و آسائش یعنی جزا اور سزا کا دارومدار سب نیک چلنی اور بدچلنی یعنی صرف عمل پر ہے اون کے خیال میں اچھے کام کرنے والا خواہ کوئی مذہب رکھتا ہو سکھ ہی پاوے گا۔ اوس کو تکلیف نہیں پہونچ سکتی۔ برے کام کرنے والا خواہ کوئی مذہب رکھتا ہو تکلیف ہی پاوے گا اوس کو راحت نہیں مل سکتی۔ تو مذہب نہ تکلیف سے بچا سکتا ہے اور نہ راحت پہونچا سکتا ہے۔ نہ اوسکے ذریعہ سے مصیبت ٹل سکتی ہے نہ راحت ملتی ہے تو نہ وہ کسی مرض کی دوا اور کسی بیماری کا علاج۔ اب کس منہ سے آپ آریہ مذہب کی تبلیغ کریں گے اور دنیا کو اوس کی دعوت دیں گے جب خود آپ کے نزدیک مذہب کوئی مفید چیز نہیں۔ آپکے نزدیک بدکار آریہ سکھ نہیں پا سکتا اور دکھ سے نہیں بچ سکتا اور نیک مسلمان سکھ پاوے گا اور دکھ سے محفوظ رہے گا تو پھر دنیا کا کوئی شخص کیوں آریہ ہو۔ ویدک دھرم کے قبول کرنیکا ثمرہ کیا۔

پنڈت جی نے اپنے ان جملوں میں تو مذہب کا خاتمہ کر دیا آریوں کو آنکھیں کھولنا چاہئیں اور سوچنا چاہئے کہ جب ویدک دھرم انھیں نجات نہیں دلا سکتا تو وہ کس غرض کیلئے آریہ ہیں عقل و خرد سے کام لیں اور اس دین حق کے سامنے گردن جھکائیں۔ جو نجات کا وعدہ دیتا اور مغفرت کی بشارت سناتا ہے جس کا یہ ارشاد ہے۔

ان الذین امنوا وعملوا الصالحات کانت لهم جنت الفردوس نزلا خالدین فیها لا یبغون عنها حولا

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے فردوس کی جنتیں انکی مہمانی ہیں اون میں ہمیشہ رہیں گے اور اونسے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے

اس آیت مبارکہ میں ایماندار اور نیک کرداروں کو جنات فردوس میں دوام عیش و راحت کی بشارت دی گئی ہے۔

آریو کیوں اوس مذہب کی قید و بند میں گرفتار ہو جو شمہ بھر راحت کا وعدہ نہیں دیتا جو کسی تکلیف و مصیبت سے خلاصی نہیں دلا سکتا جہاں عفو و مغفرت کرم و احسان کا نام نشان بھی نہیں ہے۔

پنڈت جی نے راستہ صاف کر دیا وہ کہتے ہیں کہ نیک سب مذہبوں میں آرام اور بد سب مذہبوں میں تکلیف پائیں گے۔ اگر تم پنڈت جی کو سچا جانتے ہو تو مذہب کی قید سے آزاد ہو جاؤ۔ ویدک دھرم سے ہاتھ اٹھاؤ۔ اس کے پرچار میں لاکھوں روپیہ مت برباد کرو۔ دوسرے مذہب والوں کے ساتھ خونخوارانہ غیظ و غضب کا برتاؤ کرکے پاپی نہ بنو۔ پنڈت دیانند پر مذہب کی یہ حقیقت کھلی ہے کہ وہ اصلا فائدہ نہیں پہونچا سکتا۔ تو پھر تم کیوں تم مذہب کے پھندے میں پھنس رہے ہو آؤ آؤ اسلام کے وسیع خوان کرم پر آؤ۔ جہاں خلود راحت اور دوام عیش کا مژدہ ہے اور عفو و مغفرت اور رحمت و کرم کے وعدے ہیں۔ نجات کی ذمہ داری اور بخشش کی کفالت ہے۔

پنڈت جی لکھتے ہین۔
اور خوشخبری دے اون لوگون کو جو کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے یہ کہ واسطے اون کے بہشتین ہین چلتی ہین نیچے اون کے نہرین جب دیئے جائینگے اوس مین سے میوہ ون کا رزق کہین گے یہ وہ چیزین ہین جو ہم کو پہلے دی گئین تھین اور واسطے اون کے بیبیان ہین ستھری اور ہمیشہ سے وہان اونکا رہنا۔

محقق۔ (بھلا اس قرآن کی بہشت مین دنیا سے بڑھکر کون سی عمدہ شے ہے جو چیزین دنیا مین ہین وہی مسلمانون کی بہشت مین ہین اور اتنی زیادتی ہی کہ یہان جیسے آدمی مرتے اور پیدا ہوتے اور آتے جاتے ہین اسطرح بہشت مین نہین مگر یہان عورتین ہمیشہ نہین رہتین اور وہان بیبیان ہمیشہ رہتی ہین۔ جبتک قیامت کی رات نہ آوے گی۔ تب تک ان بیچاریون کے دن کس طرح گزرتے ہونگے ہان اگر خدا کی اون پر مہربانی ہوتی ہوگی اور خدا ہی کے سہارے وقت گزارتی ہونگی یہی ٹھیک ہوسکتا ہے مسلمانون کا بہشت گوکلئے گسائیون کے گولوک اور مندر کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ جہان کہ عورتون کی عزت بہت ہی مردون کی نہین اوسی طرح خدا کے گھر مین عورتون کی قدر بہت ہی اور اون سی خدا کی محبت بھی مردون کی نسبت زیادہ تر ہے۔ کیونکہ خدا نے بیبیون کو بہشت مین ہمیشہ کے لئے رکھا ہی کم مردون کو ویسے بی بیان بلا خدا کی مرضی بہشت مین کیونکر ٹھیر سکتی ہین۔ اگر یہ بات ایسی ہی ہے تو خدا بھی عورتون مین غلطان ہی۔

جواب۔ پنڈت جی نے اپنا نام محقق رکھا ہی جس قوم کے محقق کی یہ حالت ہو اوس کے عوام کا کہنا ہی کیا۔ آپ کی تہذیب والسانیت کا نمونہ آپکی سطور بالا عبارت مین موجود ہی۔ کوئی بازاری بدلگام بھی خدا کی شان مین ایسے بیہودہ کلمات زبان سے نکالنا گوارا نہ کرے گا۔ پنڈت جی کے دھرم نے انھین یہی تہذیب سکھائی ہی۔ اور وہ اسی شائستگی کا علم لیکر اوٹھے ہین۔
قرآن پاک کی جس آیت پر آپ بہت بگڑ رہے ہین اوس مین ایمانداروں کو جنت اور نعماے آخرت کا مژدہ دیا گیا ہی۔ یہ رشک وحسد آپکو آپے سے باہر کر رہا ہے۔ جب آپنے دیکھا کہ اسلام نے اپنے حلقہ بگوشون کو دوام عیش اور خلود راحت اور بیشمار و بیقیاس نعمتون کی بشارت دیکر مطمئن کر دیا۔
اور ویدک دھرم کچھ نہ دے نہین سکتا تو اب آپ کے پاس بجز اس کے اور کیا چارہ تھا کہ مونہ چڑانے لگے۔ کھسیانے آدمی ہمیشہ مونہ چڑایا کرتے ہین مگر اس سی وہ اپنا ہی مونہ بگاڑ لیتے ہین۔
آپ کا یہ اعتراض "بھلا اس قرآن کی بہشت مین دنیا سے بڑھکر کون سی عمدہ شے ہے،، جب کچھ کہنے کے قابل ہوتا جب آپ وید کی بہشت کی دس بیس افضل نعمتین شمار کراتے اور پھر مقابلہ مین قرآنی بہشت کی نعمتون کو دریافت کرتے۔ مگر وید کے پاس تو بہشت ہی نہین وہان سے آپ بجز بہشت اور کچھ پا ہی نہین سکتے۔ وید کی یہ ناداری دیکھکر آپ کو شرما جانا چاہئے تھا۔ مگر آپنے زبان درازی شروع کر دی۔
وہاں تو دنیوی نعمتوں کی برابر بھی کچھ ملنے کی امید نہین۔ وہان اگر آپکو متوقع کیا جاتا ہے۔ تو بلی بندر۔ کتا۔ سور۔ گائے۔ بیل مکھی۔ مچھر بننے پر اسی کے مقابلہ مین قرآنی بہشت کی نعمتین آپکو بیقدر معلوم ہوتی ہین۔

پھر یہ کہدینا کہ " قرآن کی بہشت مین دنیا سے بڑھکر کون سی عمدہ شے ہے "
کمال جہالت کا پتہ دیتا ہے۔ اگر کسی دیہاتی کا بدعقل لڑکا یہ کہے کہ ہم مین اور بادشاہ مین کیا فرق ہے۔ ہم بھی مکان مین رہتے ہین وہ بھی مکان مین رہتا ہے۔ ہمارے مکان مین بھی روشنی ہوتی ہے اوسکے مکانمین بھی روشنی ہے۔ ہمارے مکانمین بھی درخت ہین اوسکے یہان بھی ہین۔ یہی گاؤن کی چیزین سب وہان ہین اور کونسی نئی چیز ہے اور وہ لڑکا محض گھر اور مکان کا لفظ کہے جانے سے اپنے جھونپڑے اور ایوان شاہی مین فرق نکرے تو حسقدر خبطی اور بدعقل کہا جائیگا وہ بدرجہا اوس سے کم ہے جو پنڈت جی کی حالت ہے تعجب تو یہ ہے کہ پنڈت جی نے اپنے احوال پر نظر نکی اونکے مذہب مین اونکا ایشور کسی بڑے سے بڑے اپنے پرستار کو کیا جزا دیسکتا ہے یہی کہ ایک جون سے نکالکر دوسری جون مین پہنچا دے۔ وہان ان دنیوی نعمتون کے سوا اور کونسی نعمت ہوتی ہے۔ بلکہ اگر کہین جس عمل کے صلہ مین وہ جون ملی جو انکے عقیدے مین سب سے زیادہ محترم ہے اور جسکے لئے وہ دنیا مین جھگڑا فساد قتل و خونخواری کرتے رہتے ہین اور لاکھون روپیہ اوسکی رکھشا مین ضائع کرتے ہین اور ہزارہا آدمی اپنی پوری زندگی کو اسی دہن مین صرف کر ڈالنا بہتر سمجھا خیال کرتے ہین۔ یعنی گائے کی جون تو اتنا اضافہ ضرور ہو جائے گا کہ اسکے گلے مین رسی ہوگی کھونٹے سے بندھے ہون گے بچہ الگ بندھا ہوگا۔ ظالم ہندو اوسکے منہ سے آپکا تہن چھڑا کر اوسکا حق چھین کر دوہ کس جاتے ہونگے وہ فریاد کے لئے ڈکراتا ہوگا آپ گائے کی شکل مین حسرت کی نگاہون سے اپنے بچے کی بیکسی دیکھتے ہونگے اور اس ظالمانہ فعل سے ناراض ہوکر اگر کبھی لات چلا دی تو وہی گئو رکھشا کرنے والا لٹھ سے خبر لیتا ہوگا اور جب دودہ کی عمر گذر چکی ہوگی تو وہی رکھشا کے مدعی قصائی کے ہاتھ بیچ آتے ہونگے کھال کے جوتے بنائے جاتے ہون گے اور یہ تمام عزت جسکا نظیر پنڈت جی کے خیال مین دنیا مین نہین ہے۔ جب ہی مل سکتی ہے جبکہ اونکو اپنے عمل کی پاداش مین مادہ کی جون ملی ہو اور اگر کہین قسمت سے نر کی جون مین آئے تو بدہیا کئے گئے کندھے پر جوا رکھا گیا دن بھر ہل مین جتے پھرے آرون سے لہولہان کر دیے گئے ان نعمتون کے غرور پر آپکو جنت کی نعمتین بے اصل معلوم ہو رہی ہین اور اس جزا کے مقابل اوس بے مثل جزا پر لب کشائی کا یارا ہے اور اگر آپ فرضی موہوم مکتی کو جنتون کی نعمتون کے مقابل ذکر کریجئے تو اوسکی حقیقت بھی دیکھ لینی چاہئے کہ وہان کیا سر و سامان ہے اور وہ کن نعمتون کے بعد میسر آتی ہے۔ مکتی کن باتون سے حاصل ہوتی ہے۔

اسکے متعلق پنڈت دیانند ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۳ مین لکھتے ہین پرمیشر کا حکم بجالانے سے ادہرم (بدمذہبی) اودہیا (بے علمی) بدصحبت بدتا ثیرات اور بدعادت کے پرہیز سے۔ راست گوئی۔ رفاہ دیگران۔ ودہیا (علم) اور بے رو رعایت پرارتھنا (مناجات) اور اپاسنا (عبادت) یعنی یوگ کی مشق کرنے سے۔ علم کے پڑھنے پڑھانے اور دھرم سے کوشش کر کے دہیان کو ترقی دینے سے سب سے عمدہ سادہن (کامیابی کے ذریعے) کو کام مین لانے سے اور جو کچھ کیا جائے وہ سب بے رو رعایت انصاف اور دھرم کے مطابق ہی کیا جائے ایسی ایسی تدبیرون سے مکتی ہوتی ہے۔

پنڈت جی کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ مکتی صرف اس شخص کو میسر آسکتی ہے جسنے کبھی گناہ نکیا ہو۔ کبھی پرمیشر کے حکم کے خلاف نچلا ہو۔ ہمیشہ عبادت و علم کے شغل مین مشغول رہا ہو جو کچھ کیا ہو بے رعایت انصاف سے کیا ہو دوسرون کی رفاہ خیرخواہی

ضروری معروضات

۱۔ السواد الاعظم ہر قمری ماہ کی ۱۵۔ تاریخ کو شایع ہوگا۔

۲۔ پرچے دفتر سے باحتیاط روانہ کئے جاتے ہین۔ تاہم اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ وقت پر نہ پہنچے تو مہینہ کے اندر مطلع فرمادین۔

۳۔ بعض حضرات قیمت کے ٹکٹ لفافے مین بھیجدیتے ہین۔ یہ صورت قابل اطمینان نہین ایسا نکرین قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجین البتہ خرچ کم کرنیکی یہ صورت ہے کہ سعی کرکے اور خریدار بنالین اور سبکی قیمت یکجائی منی آرڈر کے ذریعہ بھیجدین۔

عافیہ

ضرورت ہے کہ قواعد و اصطلاحات علوم کو سہل کیا جائے۔ اور طلبہ کو انکی زبان مین عربی قواعد اور علمی اصطلاحات نہایت اختصار کے ساتھ ذہن نشین کردیئے جائین۔ تاکہ وہ طالب علم بھی جنکے پاس وقت کم ہے علوم سے محروم نرہین اسی ضرورت کو ملحوظ رکھکر فاضل ماہر جناب مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب سینیر مدرس مدرسہ عالیہ شمس الہدیٰ بانکی پور نے سلیس اردو مین صرف کی ایک مختصر اور جامع کتاب تصنیف فرمائی ہے جسکا نام عافیہ ہے۔ طلبہ علم صرف کو اس سے بہت آسانی ہوگی حجم ۶۰ صفحہ طباعت وکتابت وکاغذ سب عمدہ ہے قیمت ۵ حضرت مصنف سے طلب فرمائے

اہل دفاتر و تجار کیلئے کارآمد تحفہ

طلسمی پریس میرٹھ

چونکہ یہ پریس کسی خصوصیت کا پابند نہین بلکہ ہر قسم و ہر کاغذ۔ و ہر رنگ سے ہر زبان کا مضمون باسانی چھاپ دیتا ہے۔ حکمنامے۔ ہر قسم وکالت نامے۔ اشتہار۔ پرچے۔ نوٹس۔ خطوط۔ وغیرہ پندرہ منٹ مین ۱۵۰ عدد نکل سکتے ہین۔ ولایتی تمام پریسون سے ارزان ہے اس سے ہر محکمے نے منگایا اور بکثرت آرڈر موجود ہین قیمت لیٹر سایز ۷×۴ انچ ۔ نوٹ پیپر ۷×۱۰ انچ ۔ فلسکیپ سایز ۸×۱۳ وغیرہ وغیرہ عہ ۔ پرچہ مفصل اشتہار و سرٹیفکیٹ تہ ذیل سے طلب کیجئے

المشتہر منیجر طلسمی پریس شہر میرٹھ

کتب ذیل دفتر السواد الاعظم سے نقد قیمت یا بذریعہ ویلو مل سکتی ہیں

قرآن عظیم مترجم ترجمہ اعلیحضرت قدس سرہ۔ کاغذ معمولی ہدیہ ۶؍ دو روپیہ

انوار ساطعہ۔ اثبات مولود و فاتحہ میں نہایت نفیس و بسوط کتاب ہے مخالفین کے تمام شکوک و اوہام کے مدلل جواب دیے ہیں قیمت ؏

سیف الجبار تصنیف لطیف حضرت مولینا مولوی فضل رسول صاحب بدایونی علیہ الرحمۃ وہابیہ کے حالات میں عمدہ کتاب قیمت ۸؍

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ تصنیف لطیف حضرت صدر الافاضل مولینا مولوی محمد نعیم الدین صاحب دام ظلہم
اس مبارک کتاب میں علم غیب کے مسئلہ کو اس وضاحت اور خوبی کیساتھ مدلل طور پر بیان فرمایا ہے کہ مخالف کو جائے دم زدن باقی نہیں رہتی اور انکے تمام مشہور اعتراضات کے زبردست اور مدلل جواب جدا جدا بیان فرماتے ہیں۔ دو مرتبہ چھپ چکی ہے اور تیسری مرتبہ اب چھپ رہی ہے۔ قیمت ؏

جواہر البیان حضرت امام عالی مقام امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ المحدثین حضرت امام ابن حجر قدس سرہ کی نفیس کتاب **خیرات الحسان** کا ترجمہ ہے۔ قابل دید کتاب ہے قیمت ۸؍

عرفان شریعت اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ۱۲ نفیس فتاوی کا مجموعہ قیمت ۳؍

الکوکب الشہابیہ۔ اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کا کامل رد اور اسکے کفریات کا شمار مصنفہ اعلیحضرت قدس سرہ قیمت ۳؍

وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد باطل مع حوالہ صفحات قیمت ۱؍ بہت کارآمد چیز ہے۔

فتاوے بر عقائد وہابیہ۔ رد غیر مقلدین میں ایک عمدہ رسالہ ہے قیمت ۱؍

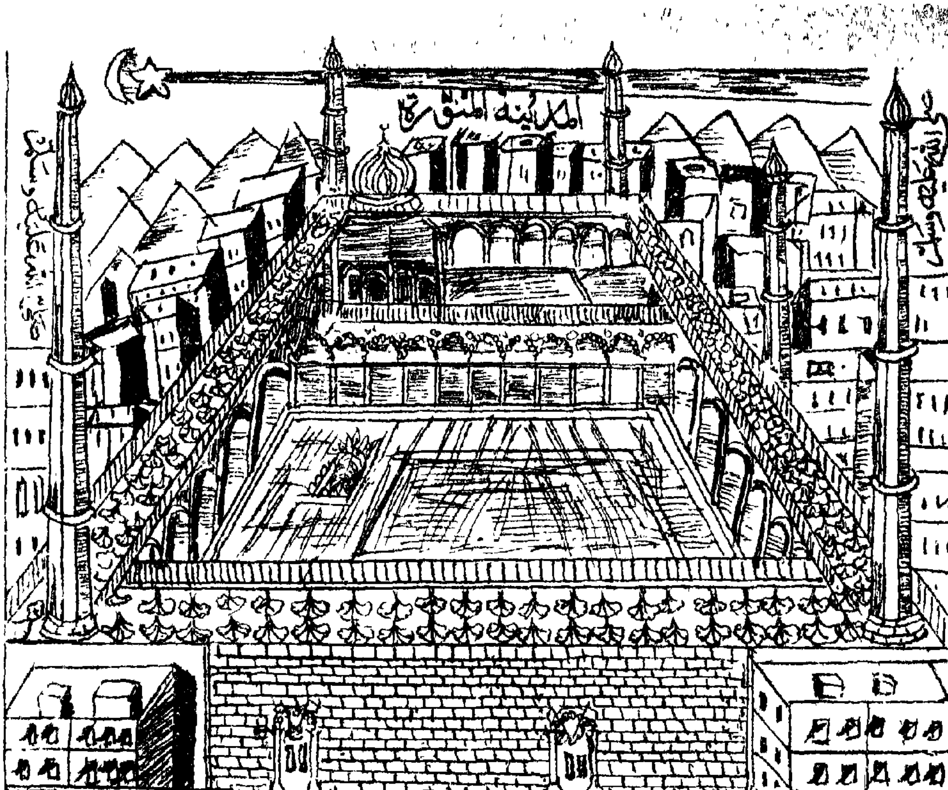
اسواط العذاب علی قوامع القباب۔ قبوں کے مسئلہ میں مولوی سلیمان صاحب ندوی اور دوسرے ہوا خواہان نجدی کا بہترین رد۔ مصنفہ صدر الافاضل حضرت مولینا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ قیمت ۱؍

تازہ فتوائے حرم مکہ و مدینہ۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے جو اشرف علی رسول اللہ اور نبینا اشرف علی کہنے کو تسلی بخش بتایا۔ اسپر علماء حرمین طیبین کا فتوے قیمت ۱؍

تمہید ایمان۔ بآیات قرآن جس میں صرف قرآن عظیم کی آیتوں کا بیان کہ حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان کے یہ معنی اسکے دیکھنے سے حقیقی سچا ایمان نظر آتا ہے تصنیف لطیف صاحب حجۃ قاہرہ مجدد مائۃ حاضرہ اعلیحضرت مولانا مولوی شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ۔ قیمت ۱؍

(**نوٹ**) رد وہابیہ اور کتابیں بھی دفتر السواد الاعظم سے مل سکتی ہیں۔ پتہ صاف لکھئے۔ قیمت پہلے بھیجئے۔ یا وی۔ پی طلب فرمائیے۔

عمر نعیمی مدیر السواد الاعظم مراد آباد۔ چوکی حسن خاں



زخاک اے لالۂ سیراب برخیز   چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
برون آور سر از برد یمانی   کہ روئے تست صبح زندگانی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ

السواد الاعظم

جلد ۳   نمبر ۳

ہدیہ سالانہ ایک روپیہ   مدیر (مولانا) عمر نعیمی

فہرست مضامین

السواد الاعظم

صاحبزادہ محمد عارف اللہ الحبیبی القادری المیرٹھی کے قلم سے

دنیائے علم و ادب پر تاریکی چھا رہی تھی کہ ماہ جمادی الاولی ۱۳۴۵ھ میں افق مراد آباد سے محبوب "سواد الاعظم" طلعت ریز ہوا اور طلبگاران حق و تشنگان رسالت کو اپنی ضیا بیزیوں سے منور کر دیا۔ اس نشان وحدت کے نظارے اور صحیفہ بشریٰ کے مطالعہ سے باریک بین نگاہوں اور حقیقت شناس قلوب کو عجیب فرحت روحانی و حلاوت ایمانی حاصل ہوتی ہے۔ ایک ماہ کے انتظار شدید اور مضطربانہ چشم براہی کے بعد اس "سواد الاعظم" کی جھلک نظر آتی ہے اور ہمہ تن شوق نگاہوں کو اپنے نظارہ مسرت افزا سے جگمگا دیتی ہے۔

اے "سواد الاعظم" تیری عنان ادارت آج ان ہستیوں اور متبرک وجود کے مقدس ہاتھوں میں ہے جنکے علم و فضل کی تیز شعاعیں ہندوستان کے ہر گوشہ کو جگمگا رہی ہیں اور جنکی ذات و صفات سے خلوص اور ایثار کا وہی تعلق ہے جو روح کا جسم سے اور دھوپ کا آفتاب سے ہوتا ہے
اے "سواد الاعظم" تیرے مدیر محترم مولانا محمد صاحب نعیمی کا قلم حق رقم آج ان مسائل پر روشنی ڈال رہا ہے جن کا غیرت شریعت عرصہ سے تقاضا کر رہی ہے
اے "سواد الاعظم" آج وقت ہے کہ پورے طور پر جلوہ ریز ہو کر اپنی علمی شعاعوں سے ہندوستان کے ظلمت کدوں اور پرستاران جہالت کے قلوب کو منور و معمور کر دے
اے "سواد الاعظم" اپنی مستانہ اور البیلی رفتار پر قائم رہکر دنیا کو دکھلا دے کہ تاریکی و گمراہی کے زمانہ میں کسطرح تنہا صداقت انقلاب عظیم پیدا کر سکتا ہے

خادم العلماء محمد عارف اللہ الحبیبی القادری سندیافتہ الہ آباد یونیورسٹی سکریٹری جمعیۃ المعارف انجمن خدام الصوفیہ میرٹھ

السواد الاعظم

اسلام کا دعویٰ کرنے والے بکثرت فرقوں میں منقسم ہیں ہر ایک اپنے آپ کو حق پر بتاتا اور دوسروں پر ملامت کرتا ہے ان میں جنگ و جدل بحث و نزاع عناد و عداوت بغض و حسد کے شرارے ہمیشہ شعلہ انگیز رہتے ہیں۔ ان کے تعصب و نفسانیت سے قوم میں اس پھیلا رہتی ہیں۔ آئے دن فتنہ و فساد و بغض کی بدولت ہوتا ہے۔ قتل و خونریزی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اسلام کو ان سے نہایت سخت نقصان پہنچا ہے۔ دشمنان اسلام ان کی شرارتوں اور لڑائیوں سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم کرتے ہیں۔ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان تمام حالات کا علم تھا اور حضور نے اسکی خبریں ارشاد فرمائیں۔ چنانچہ محدثین امام احمد ترمذی ابن ماجہ ابو داؤد وغیرہم نے حضرت عرباض بن ساریہ سے ایک حدیث روایت کی جس میں حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں۔

حدیث (۱) من یعش منکم فسیری اختلافا کثیرا جو تم میں سے زندہ رہیگا وہ عنقریب بہت اختلاف دیکھیگا

حاکم ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے ایک حدیث روایت کی جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ الفاظ مروی ہیں۔

حدیث (۲) تفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ میری امت تہتر فرقوں پر متفرق ہو گی ان میں بجز ایک کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ کے سب ناری ہیں۔

ان احادیث سے اور انکے علاوہ اور کثیر احادیث سے اسلام میں فرقے پیدا ہونیکی خبریں ملتی ہیں اور انکی فتنہ انگیزیاں خونریزی کی تفصیلیں بھی۔ مخبر صادق کی خبر کسطرح ممکن ہے کہ خلاف ہوتی۔ واقعات برابر ان خبروں کی تصدیق کرتے چلے جا رہے ہیں اور اب وہ دن آگیا کہ دعویداران اسلام میں بکثرت فرقے پیدا ہو گئے اور انہوں نے وہ طوفان برپا کر رکھا ہے جو کسی سے مخفی نہیں۔ ایسے وقت میں مسلمان کیا کریں اور ان غوغاؤں میں ایک طالب حق کس کی طرف جائے۔ ادعاؤں کی صدا میں [illegible] ان کثیر متنازع قوموں اور مخالفتوں کے ہجوم میں امر حق کو کس علامت سے ممتاز کیا جائے۔ عقل کو تو ضرور ایسے موقع پر کچھ پریشانی اور حیرانی ہوتی ہے۔ لیکن جسکو خبر ہو کہ اسلام کے عہد اول میں جہان اسکے تمام حلقہ بگوشوں ایک صدائے حق پر لبیک کہنے اور سر تسلیم خم کرنے ہی پر اکتفا نہیں کر رہے تھے بلکہ وہ ہادی اسلام کے اشارہ پر جانیں قربان اور سر نثار کرتے جا رہے تھے۔ اوس دن مسلمان تعداد میں خواہ کتنے ہی ہوں مگر یک دل تھے یک زبان تھے۔ ہر دماغ ایک ہی خیال پر تھا۔ ہر دل میں ایک ہی ولولہ اور ایک ہی جوش تھا۔ سب کا ایک نصب العین تھا اور ایک مقصد کے گرد وہ [illegible]

عین اس انتہائے ترقی کی حالت میں حضور انور علیہ الصلوۃ والتسلیمات نے اون اختلافات کی خبریں دیں جن کا اوسوقت تصور بھی نہو سکتا تھا۔ بلکہ بعض صحابہ کو اس پر تعجب بھی ہوا۔ ایسی حالت میں سرور انبیا کی خبریں اور آئندہ واقعات کی پہلے سے اطلاعیں دینا طالب حق کو رہنمائی کرتا ہے کہ وہ اس [illegible] اور فتنوں کے وقت کا دستور العمل اوسی مخبر صادق اور اوسی واقف وقایع وحوادث کے کلام مبارک سے دریافت کرے جس کی نظر کے سامنے یہ تمام نقشے اسلام کے عہد اول میں بھی روشن تھے اور جس نے انکی تفصیلی خبریں دی ہیں یقیناً آپ کی [illegible] اور حیرانی کا علاج اوسی دربار اور اوسی سرکار سے میسر آسکتا ہے اور وہیں سے دریافت ہو سکتا ہے [illegible] فرقہ حقہ کو کس علامت سے شناخت کیا جائے کیونکہ اس باخبر ہادی علیہ الصلوۃ والسلام کو جب اس [illegible] فتنہ افتراق کا علم تھا اور آپنے امت کو اس سے آگاہ بھی فرمایا تو ضرور ہے کہ فرقہ حقہ کی ایسی کھلی اور ظاہر علامت [illegible] ارشاد فرمائی ہوں جس سے ہر علم و عقل کا شخص ہر طالب حق اوسکو بے تردد پہچان سکے اور اوسمیں کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہو۔

جب ہم احادیث کریمہ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں [illegible] ہادی علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں شب تاریک میں آوارہ پھرنے کیلئے نہیں چھوڑا [illegible] کی زبردست روشنی میں ہماری دستگیری فرمائی۔ اور صریح و فصیح عبارت سے بتادیا [illegible]

اوپر ذکر کی ہوئی پہلی حدیث میں بیان اختلاف [illegible] ارشاد فرمایا۔

فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة

[illegible] تم میرے طریقے اور خلفاء راشدین مہدیین کے طریقے [illegible] اور اسے [illegible] کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ۔

اس حدیث میں یہ صاف ارشاد ہے کہ تم میری سنت اور خلفاء راشدین کے طریقے پر کاربند رہو تو وہی طریق حق ہوا اور حضور کی سنت کے عامل اہل سنت کس خوبی کے ساتھ واضح فرما دیا کہ حق [illegible] اہلسنت ہے باقی فرقوں کی نسبت ارشاد ہوا کہ نئے پیدا ہونے والے فرقے بدعتی اور گمراہ ہیں۔ اب طالب حق کو تردد نہیں باقی رہتا وہ ہر فرقہ کو دیکھکر پہچان سکتا ہے کہ یہ نیا فرقہ ہے اور اہل سنت کی نسبت بشارت پاکر مطمئن ہو جاتا ہے اور جب ہدایت مذہب اہلسنت کو لازم سمجھ لیتا ہے۔ اسی طرح دوسری حدیث میں بھی تہتر فرقوں کا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا۔

ما انا عليه واصحابي

فرقہ حقہ وہ ہے جو میرے اور میرے اصحاب کے طریق پر ہو۔

اس حدیث نے بھی صاف ظاہر کر دیا کہ فرقہ حقہ اہل سنت ہے اسی حدیث کو امام احمد و ابو داؤد نے حضرت معاویہ سے روایت کیا ہے اوس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

وواحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ	اور ایک فرقہ جنتی ہے اور وہ جماعت ہے۔

اب فرقہ کا پورا نام اہل سنت وجماعت حدیث نے بتایا۔
امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا!

حدیث (۳) ید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار	اللہ تعالیٰ کا دست رحمت جماعت پر ہے۔ جو اس سے علیحدہ ہوا جہنمی ہے۔

اس حدیث شریف میں بھی صاف ارشاد ہے کہ جماعت جس پر اکثر اہل اسلام ہیں برحق ہے اوس پر اللہ تعالیٰ کا دست رحمت وکرم ہے اور جو ان اہل سنت وجماعت سے جدا ہو جہنمی ہے۔
ابن ماجہ میں ایک حدیث شریف ہے جس میں ارشاد فرمایا۔

حدیث (۴) اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار۔	تم سواد اعظم یعنی بڑی جماعت کی پیروی کرو جو اوس سے جدا ہوا جہنمی ہے۔

مرقات شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا۔

السواد الاعظم یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین۔	سواد اعظم جماعت کثیرہ سے عبارت ہے اوس سے مراد وہ ہے جس پر اکثر اہل اسلام ہیں۔

اب تو کسی بلید و نادان کو بھی تردد نہیں رہ سکتا۔ ہر عاقل و جاہل کو معلوم ہو گیا کہ فرقہ حقہ وہ ہے جس پر مسلمانوں کی بڑی جماعت ہے اور وہ بحمد اللہ تعالیٰ اہل سنت وجماعت ہیں۔ جو ان سے منحرف ہے حضور نے اوسکو گمراہ اور جہنمی فرمایا ہے۔

یہ تمام صحاح ستہ اور کتب معتبرہ معتمدہ کی احادیث ہیں۔ کتب احادیث میں اس مضمون کی بکثرت احادیث موجود ہیں امام احمد نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کی۔

حدیث (۵) ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ۔	شیطان انسان کا بھیڑیا ہے مثل بکریوں کے بھیڑیے کے گلہ سے بھاگنے والی اور دور چلی جانے والی اور ایک جانب ہٹ جانے والی کو پکڑ لیتا ہے۔ تم اپنے آپکو گھاٹیوں سے بچاؤ اور جماعت جمہور کو لازم کرو۔

اس حدیث شریف میں نہایت بلاغت کے ساتھ ارشاد ہوا کہ شیطان کی ... سے بچو اور شیطان کا شکار وہ لوگ ہیں جو جماعت جمہور سے منحرف ہوں اور عام شاہراہ چھوڑ کر ... کی راہیں اختیار کریں۔
اب تو حق و باطل میں کافی تفرقہ ہوگیا۔ ہر عاقل شخص بھی یہ دیکھ سکتا ہے کہ جماعت کثیرہ ... کا کیا مسلک ہے اور کون کون فرقہ اس سے منحرف ہے جو اس سے منحرف ہوا دیکھو وہ شیطان کا شکار رہ گیا۔ اب اس تردد کا موقع بالکل باقی نہیں رہا کہ ہر فرقہ اپنے آپکو حق پر بتاتا ہے۔ وہ بتایا کرے لیکن جب جمہور اور ... کے ساتھ نہیں وہ جمہور کی مخالفت کرکے پیدا ہوا تو خود حضور کے حسب ارشاد وہ باطل پر ہے۔
یہ کچھ محتاج دلیل و برہان نہیں ہے کہ جماعت عامہ و جمہور کس طرف ہیں۔ دعویداران اسلام کے تمام فرقوں کا مجموعہ بھی اہل سنت و جماعت کثرہم اللہ تعالے سے بدرجہا کم ہے۔ تو یقیناً وہ سب باطل پر ہیں اور اہل سنت و جماعت برسر حق اور ناجی وللہ الحمد۔
امام احمد و ابو داؤد نے بروایت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ایک حدیث روایت فرمائی جسکے یہ الفاظ ہیں۔

حدیث (۶) قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ۔	جس شخص نے جماعت سے ایک بالشت کی قدر جدائی کی اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا۔

یہ تو ثابت ہو چکا کہ فرقہ ناجیہ حقہ جماعت عامہ اور جمہور اہل اسلام ہیں جسکو اہل سنت و جماعت کہتے ہیں اور جن کو حدیث شریف میں کہیں سواد اعظم اور کہیں جماعت و عامہ کے الفاظ سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔ سواد اعظم در دین اسلام مذہب اہلسنت و جماعت است

عن ذلک من انصف بالانصاف وتجنب عن التعصب والاعتساف ۔ نیز حضرت شیخ محقق اسی شرح مین فرماتے ہین
وائمہ فقہاے ارباب مذاہب اربعہ وغیرہم از اتباع اہل درطبقات ایشان بودہ اند ہمہ برین مذہب بودہ اند واشاعرہ
وماتریدیہ کہ ائمہ اصول کلام اند تائید مذہب سلف نمودہ وبدلائل عقلیہ آنرا اثبات کردہ وآنچہ سنت رسول صلے اللہ
علیہ وسلم واجماع سلف برآن رفتہ بودہ مؤکد ساختہ اند لہذا نام ایشان اہل سنت وجماعت افتادہ ۔ جب یہ متحقق ہو لیا
کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تصریحات مذہب اہلسنت کو فرقہ ناجیہ قرار دیتی ہین تو اب ان لوگون کا حکم
بھی معلوم کرنا چاہیے جو اہلسنت سے منحرف ہون حدیث نمبر ے مین جو حکم بیان کیا گیا ہے اوسمین بتادیا گیا ہے
کہ جو اس گروہ حق پژوہ سے جدا ہوا اوس نے اپنی گردن سے اسلام کا حلقہ نکال ڈالا تو جو شخص اوس گروہ جو مذہب اہلسنت
[illegible] اسلام کا [illegible] اور دین کا [illegible] سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد کے مطابق اپنی گردن سے اسلام
کا حلقہ نکال ڈالنے والا ہے [illegible] بہت سے جلقے [illegible] کرکے گلے مین ڈالدیتے ہین
[illegible] ہر حلقہ [illegible] رکھتے ہین [illegible] کا مطلب صاف
سمجھ مین آگیا [illegible] حلقہ [illegible] اپنی گردن سے [illegible] والا اپنے آپکو
اوس اجماع سے جدا کرتا ہے ۔

اہل سنت کے تمام فرق سے [illegible]

یہ بات اور قابل [illegible] کہ فرقہ ناجیہ مذہب اہلسنت وجماعت کا [illegible] فرقون کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے
اور اسکی نسبت حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے کیا ارشاد فرمایا ہے مسلم شریف مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حدیث نمبر ۸ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباؤکم	حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا آخر زمانہ مین بہت سے جھوٹے دجال ہونگے جو تمہارے پاس وہ باتین لائینگے کہ [illegible] تم اپنے آپ کو اُنسے بچاؤ اور اُنکو اپنے سے دور رکھو وہ تمہیں گمراہ نہ کردین اور فتنہ مین نہ ڈالدین

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ فرق باطلہ اہل اہوا کے ساتھ ربط ضبط میل جول ارتباط اتحاد ممنوع اور
باعث فتنہ ہے اونسے بچنے اور علیحدہ رہنے کا حکم فرمایا گیا ہے ۔
ایک اور حدیث مین ارشاد فرمایا جو مسلم شریف مین حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے ۔

حدیث نمبر ۹ ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی بعثہ اللہ فی امتہ قبلی الا کان	حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر ایک نبی جن کو اللہ تعالی نے مجھ سے پہلے اونکی امت مین مبعوث

لہ فی امتہ حواریون واصحاب یاخذون بسنتہ ویقتدون بامرہ ثم انہا تخلف من بعدہم خلوف یقولون ما لا یفعلون ویفعلون ما لا یومرون فمن جاہدہم بیدہ فہو مومن ومن جاہدہم بلسانہ فہو مومن ومن جاہدہم بقلبہ فہو مومن ولیس وراء ذلک من الایمان حبۃ خردل

فرمایا اونکی امت مین اونکے مخلصین اور ناصرین ہوتے تھے اور ایسے اصحاب ہوتے تھے جو اونکی سنت کے ساتھ تمسک اور اونکے حکم کی اطاعت کرتے تھے پھر اونکے ایسے خلف پیدا ہوتے تھے کہ جو باتین وہ کہتے تھے اوس کے مطابق عمل نہین کرتے تھے اور وہ کرتے تھے جنکا وہ مامور نہین کئے جاتے تھے (جیسا کہ تمام فرق باطلہ کی شان ہے) تو جو اونکے ساتھ اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو اپنی زبان سے جہاد کرے وہ مومن اور جو اپنے قلب سے جہاد کرے وہ مومن اور اسکے سوا رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہین۔

مراد یہ ہے کہ جو قومین گمراہ ہوجائین اور تعلیم انبیا سے خارج ہون۔ اونکے خلاف جہاد کرین اور مومن پر فرض ہے کہ اونکے منافات کو ہاتھ سے روکے زبان سے انکار کرے اگر یہ نہ ہوسکے تو دل سے برا جانے اور اونسے دور رہے۔ اللہ تبارک وتعالے اپنی کتاب پاک مین ارشاد فرماتا ہے۔

آیت۔ یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء
اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنونکو دوست نہ بناؤ۔

آیت نمبر۲۔ ومن یتولہم منکم فانہ منہم
اور تم مین سے جو اونھین دوست بنائے وہ انھین مین سے ہے

سواد اعظم کے باہمی سلوک

جب یہ معلوم ہوچکا کہ فرقہ حقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت جو سواد اعظم ہے اوسکو فرق باطلہ کے ساتھ ربط واتحاد کی اجازت نہین تو اب یہ معلوم کرنا بھی ضروری ہے کہ مومنین باہم ایک دوسرے کے ساتھ کیا سلوک رکھنا چاہئے۔

بخاری ومسلم مین حضرت نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔

(۱) تری المومنین فی تراحمہم وتوادہم وتعاطفہم کمثل الجسد اذا اشتکی عضوا تداعی لہ سائر الجسد بالسہر والحمی۔

تم مومنین کو دیکھوگے کہ باہمی رحم اور محبت ومہربانی مین اونکا حال ایک جسم کی طرح ہے کہ جب اوسکا ایک عضو بیمار ہو تو تمام بدن بے خوابی اور بخار کے ساتھ اوسکا فریادی ہوجاتا ہے

یعنی کسی ایک حصّہ کی تکلیف سے تمام بدن تکلیف محسوس کرتا ہے اور ہر ایک عضو اسکی بے چینی سے بے چین ہو جاتا ہے اسیطرح سے مومنین کا حال ہونا چاہئے کہ وہ ایک کی تکلیف سے بے چین ہو جائیں اور دشمن کا کوئی کسی کے صدمے اور نقصان کو برداشت نہ کر سکے انہیں حضرت نعمان بن بشیر سے دوسری حدیث مسلم شریف میں باین الفاظ مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

حدیث ۱۰ المؤمنون کرجل واحد ان اشتکی عینہ اشتکی کلہ وان اشتکی راسہ اشتکی کلہ

مومن ایک مرد کی طرح ہیں کہ اگر اسکی آنکھ دکھے تو تمام بدن دکھ جائے اور اگر سر دکھے تو تمام بدن دکھ جائے۔

بخاری و مسلم میں ایک اور حدیث حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

حدیث ۱۱ المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضا ثم شبک بین اصابعہ

ایک مومن کا دوسرے مومن کے ساتھ وہ علاقہ ہے جیسے ایک عمارت کے اجزا کا کہ اونمیں سے ایک دوسرے کو مدد پہنچاتا ہے اور ہر ایک کو دوسرے سے استحکام پہنچتا ہے پھر حضور نے اپنے ایک دست مبارک کی انگشتہائے مبارکہ کو دوسرے دست اقدس کی انگشتہائے مبارکہ میں داخل فرما کر مومنین کے تواصل و تعاون اور تعاضد و تظاہر کی تمثیل فرمائی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

حدیث ۱۲ والذی نفسی بیدہ لا یؤمن عبد حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ

اس ذات کی قسم جسکے دست قدرت میں میری جان ہے کوئی بندہ مومن کامل نہیں ہوتا یہانتک کہ اپنے بھائی (مسلمان) کے لئے وہی چاہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

آنچہ از بہر خویش نہ پسندی ؛ نیز از بہر دیگرے مپسند

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

حدیث ۱۳ لا یحل للرجل ان یہجر اخاہ فوق ثلث لیال یلتقیان فیعرض ھذا ویعرض ھذا وخیرھما الذی

آدمی کے لئے اپنے بھائی (مسلمان) کو تین روز سے زیادہ چھوڑنا اور اس سے سلام میل جول ترک کرنا حلال نہیں کہ دونوں

طرح تو ایک حضرت ایک منہ پھیرے ایک طرف دوسرا [illegible]

[illegible]

[illegible]

یعنی [illegible]

[illegible]

نتیجہ یہ ہے۔ یہی دین کی تعلیم ہے یہی حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے

ایسے ذرائع پیدا کئے جائیں کہ مسلمانوں کے خیال آپس میں [illegible] پہنچیں۔ اگر ایک مشرق میں ہو اور ایک مغرب میں اور ان کے مابین بہت بڑا بعد ہو [illegible] خیال نہ ہونا چاہئے اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان بلا تمیز [illegible] وسیع کرنے اور سواد اعظم میں ایک ربط و تعلق حاصل کرنے اور قائم رکھنے کے لئے اہل سنت کی کتابوں رسالوں اخباروں کا مطالعہ ضروری سمجھیں کہ جتنے مسلمان اوس ایک رسالہ کے دیکھنے والے ہونگے وہ سب عقیدے اور خیال میں متحد و متفق ہونگے اور یہ موقع پیدا ہوتا ہے۔ ایک کی آواز دوسرے کے کان تک اٹھتی اور اوسکو مدد پہنچائیگی۔

(سواد اعظم اسی مقصد کے لئے جاری کیا گیا ہے مدیر)

طالب کے دیدہ جستجو میں عرفان کا سرمہ لگایا قلب سے حجابات اٹھا کر نور حقیقت کو منکشف فرمایا۔ مادیت کی تاریکی میں پڑے ہیں۔ انسان کو ظلمانیت کی اسیری سے نجات دیکر اللہ کی عظمت سے باخبر کیا بندے کے روابط نیاز کو مالک کے ساتھ مستحکم فرمایا کیا کیا نعمتیں دیں کیا کیا احسان فرمایا۔

اول بندے کے مایۂ ناز جوہر نطق کو حمد الٰہی میں مصروف کیا اور اوسکا نام پاک بتایا اوسکے صفات کمال سے اس مدعا معرفت کے مبتدی کو تدریجی تعلیم کے ساتھ ترقی دی ذکر اور شکر جو عارف کا پہلا وظیفہ ہے اوس کے قرین حال فرمایا۔ پھر سماوی نامل اور اوسکی نعمتوں کی رب العلمین اور رحمن و رحیم کے سبقوں سے سکھائی اور اپنی عظمت شان بطریق برہان دلنشین فرمانے کے لیے مالک یوم الدین کا درس دیا۔ اب وہی بندہ جو اس سے قبل بے خبر و نادان تھا۔ ذکر و شکر مراقبے اور استدلال بالنظر کے مراتب طے کرکے اوس رتبہ تک پہنچ گیا کہ اوسکے دل کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور نور حق نے اوسکے قلب پر ظہور فرمایا۔ ابھی تک اثر سے موثر کا پتہ چلاتا تھا۔ کان سے سنکر ایمان لاتا تھا۔ اپنے پروردگار کا ذکر غائب کے صیغوں سے کرتا تھا۔ اب وہ صاحب مشاہدہ ہوا بعد سے قرب میں آیا طالب وصل بنا ذوق کے جذبات تیز ہوئے تو خطاب کے ساتھ مناجات کا داعیہ پیدا ہوا جو منزل قرب کا مقتضا تھا۔ اب وہ بے اختیار خطاب کر بیٹھا اس منزل میں ایاکَ کی پاکیزہ عبارت خطاب کے لیے عنایت فرمائی جاتی ہے۔ جسمیں وہ اپنے محبوب مطلوب کو ایسی خصوصیت کے ساتھ مخاطب کرتا ہے کہ غیر کا خطرہ اور اندیشہ اور غیریت کا پردہ اور حجاب باقی نہ رہے۔ ناظر ہمہ تن منظور میں محو ہو اور ہمہ تن کیف محویت کا یہ عالم ہو کہ ناظر اپنے کو بھی نہ دیکھے۔ ایاکَ پکارے اس منزل میں پہونچکر اس مقام کے آداب بجا لائے اور اس نعمت کی شکر گذاری کے لیے نعبدُ عرض کرے جو انقیاد کی معراج کا منتہا ہے اور وارفتگی کا کمال یعنی وہ یہ عرض کرتا ہے کہ میں اپنی بندگی اور تیری الوہیت کا زبان و دل سے اعتقاد و عمل سے اقرار و اعتراف کرتا ہوں اور ایک میری عبادت کیا اور میری نیازمندی تیری رفعت شان کے حضور کتنی اپنی ہر جہت سے اور ہر حیثیت سے تجھپر فدا ہوں تجھی کو مالکیت ہے اور جو تیرے سوا ہے وہ تیرا بندہ ہے ایک میں نہیں ساری مخلوق ملکر ہم سب عبادت کرتے ہیں اور تو سب کی عبادت کا مستحق ہے۔ ہماری عبادت تیرے لیے خاص کہ تیرے سوا جو دوسرا ہے اوسکا منصب تیرے ہی حضور عابد بنکر حاضر ہونا ہے۔ تو اب معبودیت تیرے سوا کسیکو نہو سکی۔ ایاک نعبد میں جہاں یہ تعلیم ہے کہ بندہ کا کمال یہ ہے کہ وہ تمام عالم سے بے نیاز ہو کر اللہ رب العزت کے حضور انتہائی عجز و نیاز کے ساتھ حاضر اور متوجہ ہو اور اوس کے مراتب تعظیم بجالانے میں اپنی پوری مقدرت صرف کردے وہاں یہ بھی اشارہ ہے کہ حکمت نظریہ حکمت عملیہ پر یعنی اعتقاد عمل پر مقدم ہے اور عبادت کی صحت عقیدے کے پاک ہونے پر موقوف۔ صیغہ جمع میں یہ بھی اشارہ ہے کہ عبادت اور عبادتوں میں اعلے عبادت (نماز) اور اسکا اعلے مرتبہ ادا بجماعت ہے کہ تنہا پڑھنے والا اعبد کہے گا نعبد ہی ظاہر ہوگا۔ جب جماعت میں حاضر ہو گو مومن کسی نماز میں حقیقۃً منفرد نہیں ہوتا۔ ملائکہ اوسکے ساتھ ضرور شامل

رہتے ہیں تنہائی میں نماز پڑھنے والا اپنی عبادت کے ساتھ اونکی عبادت کے شمول پر نظر رکھے۔

عبادت کی حقیقت

عبادت کی حقیقت یہی ہے کہ بندہ رفعت شان مولے اور اوسکی عظمت کے حضور نیازمندانہ حاضر ہو اور خودبینی و خودنمائی کے تمام پردے چاک کر ڈالے۔ اب یہ بات مختلف طریقوں حاصل ہوتی ہے اسلئے شرع مطہر نے عبادت کی بہت قسمیں ہیں بعض ظاہر سے تعلق رکھتی ہیں اور بعض باطن سے ظاہر سے تعلق رکھنے والی [illegible] جیسے [illegible] تسبیح تہلیل ذکر دعا آنکھ سے جیسے کعبہ مقدسہ اور قرآن پاک اور [illegible] زیارت [illegible] کا دیکھنا اور [illegible] صالحین اور قبروں کی زیارت کرنا (تفسیر عزیزی)

[illegible] جیسے قرآن پاک اور ذکر الٰہی اور ذکر رسول [illegible] محبت پیدا کرنے والی باتوں اور [illegible] سننا ہاتھ سے قرآن پاک [illegible] [illegible] کے لئے سفر کرنا صلحاء کی زیارت کے لئے چلنا [illegible] دل سے [illegible] قرآن [illegible] آیات میں غور کرنا معانی کو سوچنا [illegible] عشق کی عبادت ہیں نفس کی عبادت ترک مالوفات پر صبر جیسے روزہ۔ اعتکاف [illegible] عبادت [illegible] وغیرہ اور محرمات و معاصی سے طبیعت کو روکنا قلب کی عبادت محبوبان خدا کے ساتھ محبت اور انکے ساتھ بغض اور ثواب کی امید عذاب کا خوف روح کی عبادت مشاہدہ میں سعی اور مراقبہ میں لذت پانا عبادت سیر معرفت الٰہی میں مستغرق رہنا مالی عبادت زکوٰۃ۔ صدقہ۔ خیرات وعلیٰ ہذا القیاس اب معلوم ہوا کہ حقیقت عبادت میں بندہ اپنے تمام اعضاء اور ظاہری و باطنی قویٰ اور ہر چیز کو اسکی راہ اور اوسکی مرضی میں بیدریغ نہیں بلکہ بہ تمنا صرف کر ڈالتا ہے اور اسی مضمون کو ایاک نعبد سے ادا کرتا ہے۔ اوس بادشاہ حقیقی کے حضور اس بندۂ ناچیز کی طرف سے یہی نذر ہے جو پیش کیجا سکتی ہے۔ اسلئے وہ حضوری کا شرف پاتے ہی ایاک نعبد عرض کرتا ہے اس آیت کریمہ میں اثبات توحید و رد شرک ہے ایاک نعبد میں عبادت کو اللہ عزوجل کے ساتھ خاص کرکے یہ بتایا گیا کہ غیر خدا کے لئے عبادت ناروا اور شرک ہے اور مشرکین کی مغفرت نہوگی ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ توحید کی اس پاکیزہ تعلیم نے شرک کی گردن قطع کر دی اور بندے کی عابدانہ روابط نیاز فقط ایک اللہ وحدہٗ لاشریک لہ سے مربوط فرماکر باطل پرستی کی تاریکی سے بچا لیا لیکن اسے اور اعلیٰ مرتبہ پر ترقی عطا فرمانے کیلئے اس خیال کو بھی دفع فرما دیا جو ایاک نعبد عرض کرتے وقت بندہ کے دل میں شامت نفس یا اغوائے شیطان سے خطور کر سکتا تھا کہ میں نے معبود کا حق عبادت ادا کر دیا یا یہ کہ میں اس قابل ہوں کہ عبادت بجالاؤں اسمیں نفس کو عجب و خودبینی کا موقع ملسکتا ہے کریم بندہ نواز نے بندہ کو دلپذیر تعلیم فرمائی اور [illegible]

ئے علما

۲۰ تا ۲۲ شعبان ۴۵ھ مدرسہ اہلسنت و جماعت مرادآباد کے شاندار جلسے

ملک کے شاہیر افاضل کی رونق افروزی سے مرادآباد عالم نور ہو رہا تھا۔ شہر و مفصلات شہر کے مسلمان سال بھر اس جلسہ کا انتظار کرتے ہیں۔ جا بجا سے اہل اسلام شرکت جلسہ کے لئے پہنچ رہے تھے۔ دیگر اضلاع کے بہت سے اہل ذوق تشریف لائے تھے۔ مدرسہ کا وسیع مکان باوجود شدت سرما کے کھچا کھچ بھر رہتا تھا۔ علماء دین کے پر اثر بیان قلوب کی تسخیر فرما رہے تھے۔ مولانا حکیم مولوی اسرار الحق صاحب رئیس امروہہ کی تقریر خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔ جناب موصوف نے شرک کے مسئلہ پر نہایت مدلل بحث فرمائی۔ ہر شخص آپ کی خوش بیانی کا ثنا خواں ہے۔

حضرت سراپا برکت جامع الطریقین مجمع البحرین حضرت مولانا مولوی سید شاہ احمد اشرف صاحب مدظلہ العالی کچھوچھوی کے بیان نے جلسہ پر جو رنگ جمایا بیان سے باہر ہے۔ ایک ایک کلمہ جو حضرت ممدوح کی زبان مبارک سے ادا ہوتا دلمیں اثر کرتا تھا۔ مجمع محو ہو رہا تھا ایک عجیب عالم تھا۔

تیسرے روز مدرسہ طلبہ کی دستار بندی ہوگئی۔ دستار بندی کا منظر قابل دید تھا۔ نئے عالم سند علماء [illegible] دور دور سے بیٹھے تھے۔ طلبہ کے شباب کے وقت علماء اسلام نے انکی دستار بندی فرمائی۔ اور مدرسہ کی طرف سے سند فراغ عطا ہوئی۔

دستار بندی کے بعد حضرت صدر الافاضل مولینا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ نے طلبہ سے مخاطب ہو کر ایک ایسی تقریر فرمائی جس نے دل ہلا دیئے۔ طلبہ کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ مجمع تمام [illegible] رہا تھا اور خود حضرت صدر الافاضل مدظلہ بھی رقت سے بیقرار تھے۔ اس تقریر میں طلبہ اور طلب علم کی فضیلت۔ طلبہ کی محنت زمانہ تعلیم کی شفقت [illegible] اور عنایت بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ ہم آپ کے مراتب سے واقف ہیں۔ مگر ہم اعتراف کرتے ہیں کہ ہم آپکی خاطر [illegible] اچھی طرح ادا نہیں کر سکے۔ اور آپ کے زمانہ تحصیل میں ہم سے خدمت شایان احترام کو نہ پہنچ سکی۔ [illegible] ہو رہے ہیں ہم آپ سے اپنی فروگذاشتوں کی معافی چاہتے ہیں۔

ان کلموں نے تمام مجمع کو بیتاب کر دیا۔ ہر شخص زار و قطار رو رہا تھا۔ اسکے بعد طلبہ کو ہدایتیں فرمائیں۔ اور ارشاد فرمایا کہ [illegible] بہت امیدیں تمہاری ہی کامیابی کے ساتھ وابستہ تھیں۔ بفضل الٰہی یقین ہے کہ اب وہ پوری ہونگی۔ حضرت صاحب مدظلہ العالی کی اس تقریر کے بعد طلبہ کے مجمع سے مولوی عبدالرشید صاحب فتحپوری نے اوٹھکر ایک برجستہ [illegible] کی جسمیں مدرسہ اور اساتذہ اور خصوصیت کے ساتھ حضرت موصوف کا شکریہ ادا کیا۔ اور اظہار کیا کہ درحقیقت [illegible]

الطاف و عنایات دیکھے کہ ہم والدین کی محبتوں کو بھول گئے اور ہمیں فراق کے کلیے بہت شاق گذرے۔ ہم عاقبت میں بھی آپ کے دامنوں کے ساتھ وابستہ رہنے کے آرزومند ہیں۔ تمام ہدایات پر جان و دل سے عامل رہیں گے اور فرمانبرداری میں کبھی قصور نہ ہوگا۔

یہ تقریر مولوی عبدالرشید صاحب نے ایسی فصاحت و بلاغت کے ساتھ فرمائی کہ ہر شخص آفرین کہہ رہا تھا۔
ان کے سوا اور طلبہ بھی آمادہ تھے۔ بعض نے نظمیں لکھی تھیں بعض نے قصیدے بعض مدرسہ کی خدمات اور اساتذہ کی عنایات کا تذکرہ کرنا چاہتے تھے۔ مگر وقت زیادہ ہوجانیکی وجہ سے اجازت نہ دی گئی۔ اور مدعو علما کے وعظ جاری ہوگئے۔ جن کا سلسلہ شب کے ایک بجے تک رہا۔

ابوبکر منزل

عالیجناب نواب مولوی محمد ابوبکر خانصاحب رئیس اعظم دادون ضلع اعظمگڈھ اپنے محاسن و اوصاف اور کریمانہ خصائل کیوجہ سے نہایت نامور مشہور اور ہر دلعزیز ہیں۔ آپکی نیاضی اور دینی حمایت اسلامی روسا کے لئے قابل تقلید ہے۔ آپ کی ذات والا صفات سے بہت سے خیر کے ایسے چشمے جاری ہیں جن سے اسلام کو بفضلہ تعالیٰ قوت پہنچتی ہے بہت سے اسلامی مدارس کو آپکی ریاست سے معقول تنخواہیں ملتی ہیں اور علما نقرا طلبا کی بکثرت آپ امداد فرماتے رہتے ہیں۔ آپ کا دست کرم ہمیشہ داد و دہش میں گرم رہتا ہے۔ احسان کرنا اور چھپانا اسکا اخفا فرمانا یہ موصوف کی خاص عادت ہے ایک کامل النصاب اسلامی مدرسہ آپ نے اپنی ریاست میں جاری فرمایا ہے اور اوس کے لئے بہت معقول جائداد وقف فرمادی ہے۔ تاکہ اسلامی علوم کا یہ سرچشمہ ہمیشہ جاری رہے اور جیسا اسلامی مدارس کو سرمایہ بہم نہ پہنچنے سے روزانہ مشکلات کا سامنا رہتا ہے یہ صورت کبھی پیش نہ آئے آپکی یہ اولوالعزمی اہل اسلام کی زبردست حمایت اور تمام مسلمانوں پر احسان ہے۔ انہیں پاکیزہ صفات کی وجہ سے مدرسہ اہل سنت مرادآباد نے ایسے حامی دین رئیس کو خطاب نواب عطا کئے جانے پر اون کے اس معزز خطاب کی یادگار میں مدرسہ اہلسنت میں صدر دالان کی بارہ دری تعمیر کی اور اوس پر جناب والا کے نام نامی کا کتبہ نصب کیا۔ دستار بندی اسی بارہ دری میں ہوئی اور اراکین مدرسہ عمائد شہر روسا ضلع افاضل ہند کے کثیر مجمع میں تحریک جناب مولوی سید عبدالمعبود صاحب بی۔ اے و تائید حکیم ابرارالحق صاحب دمشق۔ و حضرات معززین عالیجناب نواب مولوی محمد ابوبکر خانصاحب کے خطاب نوابی پر مبارکباد کا رزولیوشن بڑے جوش مسرت کے ساتھ پاس کیا گیا اور جناب موصوف کے دولت و اقبال و اولاد کیلئے دعا کی گئی اسکے بعد تمام جلسہ نے راجہ صاحب نانپارہ کی کامیابی کے لئے دعا کی اور تجویز کیا گیا کہ دوسرے روز مدرسہ میں بخاری شریف ختم کرکے راجہ صاحب کی تندرستی کے لئے دعا کیجائے۔ نیز یہ بھی تجویز کیا گیا کہ مدرسہ کو سردست ایک ہزار گز زمین کی شدید ضرورت ہے جو اسوقت حسب اتفاق مدرسہ

کے متصل فروخت ہو رہی ہے اور اگر اسوقت نہ لی گئی تو آئندہ ایسی زمین کا ہاتھ آنا متعذر ہو جائے گا جلسہ نے تجویز کیا کہ یہ زمین خرید کر مدرسہ کو عطا فرما دینے کی درخواست پیش کرنے کے لئے مدرسہ کی جانب سے ایک وفد کی حاضری کی اجازت راجہ صاحب نانپارہ سے حاصل کیجائے۔

تبلیغ کا اہم فرض

اسلام کی تبلیغ و اشاعت شدھی و ارتداد کے فتنہ کی مدافعت میں مدرسہ انجمن کو اولیت حاصل ہے اور اس کے طلبار و اساتذہ نے راجپوتانہ میں اس فرض کی ادائیگی لئے سرفروشانہ خدمتیں انجام دی ہیں اور با اصول طریقہ پر وہ مصروف عمل رہے ہیں۔ جسکے نتایج فضل الٰہی سے بہت عمدہ اور دلپسند برآمد ہوئے۔ لیکن گزشتہ زمانہ کے تجربہ کے بعد اراکین جلسہ نے یہ محسوس کیا کہ تبلیغ کے لئے باقاعدہ تعلیم مقرر کر کے مبلغین و مناظرین پیدا کرنا نہایت ضروری ہے۔ ناتجربہ کار مبلغین بسا اوقات غیر مفید ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے دو سال سے مدرسہ نے تبلیغ کی تعلیم اپنے مقاصد میں داخل کی۔ مگر اس محکمہ کے لئے سرمایہ کی شدید ضرورت ہے۔ اگر اہل اسلام اس ضرورت کو محسوس کریں اور مدرسہ کے لئے کم سے کم تین سو روپیہ ماہوار کا ہی انتظام ہوجائے تو تبلیغ کے ساتھ ساتھ اصولی کام یعنی تعلیم مبلغین کو قوت کے ساتھ جاری رکھا جاسکے۔ اصحاب زکوٰۃ بآسانی اعانت فرما سکتے ہیں۔ مگر زر زکوٰۃ کے لئے یہ بتا دینا چاہئے کہ یہ روپیہ زکوٰۃ کا ہے۔

تبلیغ کے اہم کام اسوقت ہمارے سامنے ہیں۔ جن میں کوشش جاری ہے۔ مگر سرمایہ کی قلت بہت سی مجبوریوں کا باعث ہوتی ہے اور بسا اوقات بہت سی خوشگوار امیدیں ناداری کی وجہ سے خاک میں ملجایا کرتی ہیں۔ میں اسوقت اس گذارش ہی پر اکتفا کرنا چاہتا ہوں اور یہی اقتضائے مصلحت بھی ہے۔ اہل اسلام اپنی اپنی حمیت کو کام فرمائیں اور جلد از جلد اس کام کو ترقی دینے کے لئے زیادہ سے زیادہ جو اعانت فرما سکتے ہوں فرمائیں۔

ابنائے وطن کی شورش

سرزمین ہند مسلمانوں کا مقتل بن گئی ہے

ہندوؤں کی درندگی و سفاکی بے قیدی و آزادی پیہم ستم انگیزیاں اور جفاکاریاں اس درجہ پہنچ گئی ہیں۔ جنہوں نے ہندوستان کی اسلامی آبادی کو زیر و زبر کر دیا ہے اور مسلمانوں کے جان مال آبرو سب خطرہ میں ہیں وہ اعلان کے ساتھ مسلمانوں پر

مشق ستم کر رہے ہیں اور پھر ان مظلوموں کو قانونی شکنجہ میں پھانس کر حکومت کے سامنے مجرم بنا کر ظاہر کر دیتے ہیں۔ ان کے جور و جفا کے واقعات اسقدر زیادہ ہیں کہ ایک مہینہ کے کل واقعات کے لئے رسالہ کا پورا حجم بھی کافی نہیں ہو سکتا۔

چندہ خور لیڈر

آج وہ چندہ خور لیڈر کہاں ہیں جو مسلمانوں کا کروروں روپیہ ڈکار گئے اور جنہوں نے گلی گلی بھیک کے تھیلے اور جھولیاں ڈالکر زر و مال کے انبار جمع کر ڈالے اور ہمیشہ ہندو پرستی کرتے رہے۔ آج ہندوستان مذبح بنا ہوا ہے۔ ہر جگہ سے مسلمانوں کی بیدردی کے ساتھ تباہ کئے جانیکی خبریں مل رہی ہیں۔ مگر ان باحیا اور غیرت مند لیڈروں کے منہ میں زبان نہیں ہے مسلمانوں کی مصیبت کا شمہ بھر انکو رنج نہیں۔ اسوقت بھی خلافت کمیٹی کے مقدمہ [illegible] رہے ہیں [illegible] مقابلے سے گورنمنٹ کو نوٹس واپس بلانیکی دھمکی دیتے ہیں۔ ہندوستان سے باہر [illegible] کے لوگوں کی ہمدردی [illegible] بہت اولوالعزمی دکھا رہے ہیں مگر مسلمانان ہند کا کوئی درد انکو نہیں ہے۔ [illegible] آج ہندوستان کی فضا اسقدر خراب ہو رہی ہے۔ ان بہادروں نے اپنے ہندو دوستوں [illegible] اور مظلوم مسلمانوں ہی کو مورد الزام بنایا ہے۔ ہندوؤں کے ستمگارانہ رویہ کو ایسے بے حمیت لیڈر [illegible] پہنچی ہے۔ مسلمانوں کو فی الفور ایسے تمام لیڈروں سے اپنے تعلقات منقطع کر دینے چاہئیں اور [illegible] ہر ذریعہ سے حکومت کو متوجہ کرنا چاہئے۔ ہندوؤں کی پیہم ستم آرائیاں اس سے بہت زیادہ ہو رہی ہیں جس سے [illegible] مسلمانوں کو اپنی تکالیف و مصائب سے پیہم اور علی التواتر حکومت کو مطلع اور باخبر کرتے رہنا چاہئے۔

اندور میں مسلمانوں پر ظلم و ستم کا طوفان

حکام ریاست نے اپنے مظالم پر پردہ ڈالنے کیلئے خبر رسانی کے تمام ذرایع پر احتساب قائم کر رکھا ہے۔ اگر کوئی شخص اطلاع دینے کی جرات کرے تو مبتلائے مصیبت ہو۔ پولیس آزادی سے لوگوں کو بے وجہ گرفتار کر لیتی ہے اور جبتک چاہتی ہے قید رکھتی اور تذلیل کے لئے ہتکڑیاں ڈالکر بازاروں میں گشت کراتی ہے۔ ابتک تین سو سے زیادہ مسلمان اوسکے پنجے میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ جو لوگ ضمانت پر آئے ہیں انکا بیان ہے کہ حراست میں لوگوں کو بھوک پیاس کے علاوہ مارپیٹ کی تکلیفیں بھی دیجاتی ہیں اور پولیس کے حسب منشا بیان دینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ قانونی پیروی کرنیوالوں کو بھی پولیس نے گرفتار کر لیا۔ اس لئے اب کوئی قانونی چارہ جوئی کی بھی جرات نہیں کر سکتا۔ حکام نے نماز با جماعت پر پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ کسی مسجد میں ایک وقت پانچ سے زیادہ آدمی نماز نہیں پڑھ سکتے۔ نماز جمعہ مستثنیٰ ہے مگر اس کے لئے بھی شہر کی صرف چھ مسجدوں میں اجازت ہے اور ان کے گرد پہرے لگے ہیں۔ خلاصہ بیان مندرجہ اخبار الجمعیتہ دہلی ۱۲۔ مارچ ۲۷ء

اور راست گوئی بن گئی نکلی ہو۔ بروں کی صحبت میں بھی نہ بیٹھا ہو تو اس صفات کا آدمی میں نہیں سمجھ سکتا کہ پنڈت جی صدہا سال میں بھی اپنے مذہب میں سے تلاش کر سکتے ہوں۔ خود اونکے جیون چرتر یعنی سوانح زندگی پر نظر ڈالنے سے وہ بھی اس کے اہل نہیں معلوم ہوتے۔ اونہوں نے دوسروں کی بہت دل آزاریاں کی ہیں۔ خود اس ستیارتھ پرکاش میں مسلمانوں عیسائیوں ہندوؤں کا بہت دل دکھایا ہے۔ بہت سے غلط الزام لگائے ہیں تو یہ مکتی انہیں بھی میسر نہ آسکی تو کون ہے جو اسکا مستحق ہو سکے گا اور کون انسان پنڈت جی ایسا تلاش کریں گے جس نے کوئی کام رو رعایت سے بھی نہ کیا ہو۔ برے کی صحبت میں بھی نہ بیٹھا ہو۔ تو یہ دل خوش کن وعدہ کسی کے حق میں بھی پورا ہونے والا نہیں اور آپکی مزعومہ مکتی کیسکو بھی میسر نہیں آسکتی۔

دنیا میں جاندارونکی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اور اسمیں بہت نمایاں ترقی ہے۔ اگر کچھ روحیں مکتی پا جایا کرتیں تو جاندارونکی تعداد گھٹنے لگتی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکتی کوئی نہیں پاتا۔

اس سے بھی قطع نظر کیجئے اور اس موہوم مکتی ہی کو لیجئے اور وہ مکتی خانہ کتنا طویل و عریض اور کیسا وسیع و عالیشان ہے اور اسمیں کتنے آدمیوں کی آسایش کی جگہ رکھی گئی ہے اور وہاں وہ کیا کیا نعمتیں پاتے ہیں اور کتنا عرصہ اون نعمتوں سے سرفراز ہونیکے لئے اونھیں دیا جاتا ہے۔ تمام زندگی کا لمحہ لمحہ پرمیشر کی طاعت پر قربان کر کے جس مکتی خانہ میں پہنچتے ہیں وہاں رہنے کی مدت کا تصور یا خطا کے نکالے جاتے ہیں یا نہیں۔ یہ سب باتیں بھی لحاظ میں رکھنے کے قابل ہیں۔ مکتی ہے جو کہاں رہتا ہے۔ اسکے متعلق پنڈت جی فرماتے ہیں "برہم میں"، ستیارتھ صفحہ ٢٤٣ میں اس سوال کے جواب میں کہ مکتی کی حالت میں جیو یعنی ارواح کہاں رہتی ہیں۔ پنڈت جی کہتے ہیں "سکھ کو پاتے اور برہم میں رہتے ہیں" برہم پنڈت جی کی زبان میں ایشور یا خدا کو کہتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ اونکے عقیدے میں ایشور کوئی صندوقچہ یا کوٹھری یا مکان یا ہوٹل یا سرائے ہے جسمیں جیو رہتے ہیں اور اسکو اونکے رہنے کی جگہ بتایا ہے۔ چنانچہ اسی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ٢٤٣ میں لکھتے ہیں "لایق دیدار پرمیشر میں قیام کر کے مکش کے سکھ کو بھوگتے ہیں"، اور کچھ سطر آگے لکھتے ہیں "اور مکت جیو جسم کثیف کو چھوڑ کر جسم ارادی سے آکاش کے اندر پرمیشر میں پھرتے ہیں"، ان عبارتوں کو دیکھ کر ایک ناظر کیا سمجھ سکیگا کہ نجات کے بعد روح کی قیامگاہ کہاں ہے۔ جبتک کہ اوسے یقین نہ دلایا جائے کہ پرمیشر خود ایک اسٹیشن یا مسافر خانہ ہے اور اسکے اندر روحونکو پھرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ اس سے ایک تو پرمیشر کی قدر و عافیت معلوم ہوئی جن کے اندر ہمیشہ ہی دھکا پیل رہتی ہے اور روحوں کے دخول خروج سے اون کے شکم کو کم فرصت ملتی ہے دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ پرمیشر کے اندر بھی مکت ہو کر روح کو اسی اکاش کے احاطہ میں مقید ہونا پڑتا ہے۔ اس سے آپ کے مکتی خانہ کی وسعت بھی معلوم ہوئی۔ اب ذرا پنڈت صاحب غور فرمائیں کہ مکتی خانہ کونسی نئی جگہ ہوئی روح جسکو اپنی زبان میں جیو کہتے ہیں۔ مکتی سے پہلے بھی اسی آکاش کے احاطہ اور ایشور کے پیٹ میں تھا۔ جیسا کہ خو د

پنڈت جی نے اسی ستیارتھ ص۱۴۲ مین لکھا ہے جس طرح گولر کے پھل مین کیڑے پیدا ہوکر اوسی مین رہتے اور فنا ہوجاتے ہیں اوسی طرح پرمیشور کے اندر تمام جہانکی حالت ہے ،، اب پنڈت دیانندیا اونکے قابل جانشین اس عقدے کو حل کرین کہ مکتی خانہ کونسی نئی جگہ ہے. جس کا آتنی بے شمار زمانوں کے بعد جیو کو مژدہ سنایا گیا تھا اور جسکو ستیارتھ کے ص۳۱۱ اور ص۳۱۴ مین . پنڈت جی نے برہم اور پرمیشر بنایا اور ص۱۴۲ مین یہ لکھا کہ تمام دنیا پرمیشر کے اندر رہتی ہے تو جیو کو مکتی سے کونسی جگہ ملی اور وہ مکتی خانہ جسکے غرور مین جنت کی نعمتون پر آوازے کسے جاتے تھے کدھر گیا اور یہ تشبیہ تو پرمیشور کی شان کے بہت ہی لائق ہے کہ وہ گولر کے پھل کی طرح سے ہے اور تمام جہان بالخصوص آریے گولر کے کیڑون کی طرح اس سے ایشور کی قدر و منزلت بھی خوب ظاہر ہوجاتی ہے. حقیقت یہ ہے کہ ان ناخدا شناسون کو خدا شناسی کی ہوا بھی نہیں لگی ہے۔

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وہ کبھی آکاش (آسمان) کو ایشور سمجھتے ہین. جیسا کہ پنڈت جی نے ستیارتھ کے ص۱۴۲ مین لکھا ہے ،، جو تمام دنیا کو ہر جگہ نمودار کر رہا ہے. وہ آکاش ہے چونکہ پرماتما تمام اطراف سے دنیا کو نمودار کرنیوالا ہے اس لئے اوس پرماتما کا نام آکاش ہے ،،

کبھی پرتھوی (زمین) کو پرمیشر سمجھہ جاتے ہین جیسا کہ ستیارتھ ص۱۴۳ مین ہے ،، جو تمام دنیا کو پھیلا رہا ہے وہ پرتھوی ہے ،، غرضکہ حیرت و تردد میں ہین اسلئے خدا کی ذات وصفات کے متعلق کوئی علم وخبر نہیں رکھتے اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ اسی بے ادراکی کا یہ نتیجہ ہے کہ خدا کو جائے قیام ہی ٹھہرادیا. بہت اچھا اب آپکے طور پر مکتی خانہ تو ایشور کا پیٹ رہا اوسکی وسعت بھی ملاحظہ کیجائے کسقدر ہے تو آریون کے اعتقاد مین وہ کچھہ ایسا زیادہ وسیع بھی نہیں ہے بلکہ وہ اتنا ہی سا ہے کہ جو روحیں وہاں پہنچتی ہیں اگر وہ وہاں سے نکال نہ دیجائین تو وہاں بہت بھیڑ بھاڑ ہوجاوے اور گنجایش نرہے چنانچہ پنڈت دیانند ستیارتھ کے ص۳۱۱ میں لکھتے ہیں ،،

نیز مکتی کے مقام پر بہت بھیڑ بھاڑ ہوجاوے گی. کیونکہ آمد زیادہ اور نکاس کچھہ بھی نہونیکی وجہ سے وہاں زیادتی کا کچھہ وار پار نہیں رہے گا ،،

اب اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکتی خانہ ایک قفس تنگ اور چھوٹے پنجرے کی طرح ہے اتو ایشور صاحب بھی نپ گئے اونکا بھی پیمانہ معلوم ہوگیا. کیونکہ وہی جناب تو مکتی خانہ ہیں. دنیا میں انسانون کے عیش کے لئے بڑے بڑے وسیع مکان کوٹھیاں باغ سیرگاہیں کھیل کے میدان ہیں اور وہ بڑی فراغت کے ساتھ اون میں عیش کرتے ہیں اونہیں کبھی بھی بھیڑ بھاڑ کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی تو اگر ایشور کے پیٹ کا دور دنیا کی برابر بھی ہوتا تو وہان پنڈت جی بھیڑ بھاڑ کی شکایت نکرتے. اس بھیڑ بھاڑ کے اندیشہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایشور میں دنیا کی برابر بھی گنجایش نہیں. لیکن ستیارتھ کے ص۱۴۲ میں پنڈت جی نے کہا ہے. پرمیشر سب کو اپنے اندر رکھتا ہے اور تمام جہان کو شکل کیڑے کو ٹیوند بنا

کتب ذیل اور تمام کتب علمائے اہلسنت کثرہم اللہ تعالیٰ مکتبہ نعیمیہ مراد آباد محلہ چوکی حسن خان سے طلب فرمائیے

پتہ صاف لکھئے

اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہٗ کی تصانیف

نام کتاب		قیمت
حدائق بخشش	یہ اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا نعتیہ دیوان ہے۔	حصہ اول ۵ حصہ دوم
النہی الاکید	غیر مقلدین کے پیچھے نماز ناروا ہونے کے بیان میں۔	۴/-
تقاء السلافۃ	بیعت و خلافت و سجادہ نشینی کے متعلق ضروری مسائل	۴/-
جزاء اللہ عدوہٗ	اس رسالہ میں آیات قرآنیہ اور ایک سو تیس احادیث اور تیس نصوص سے واضح کردیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نبوت ختم ہو گئی۔	۷/-
ازکی الاہلال	رمضان شوال ذی الحجہ وغیرہ کے چاند کے بارے میں تار و خطوط و افواہ بازار کا نامعتبر ہونا ثابت کیا گیا ہے	۳/-
انوار البشارۃ	سفر حج کے ارادے سے واپسی تک کے تمام احکام و افعال و اعمال	۳/-
جمع القرآن	اس رسالہ میں یہ تحقیق ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ کو جامع القرآن کیوں کہا جاتا ہے	۱/-
تجلی المشکوٰۃ	زکوٰۃ کے تفصیلی احکام جس سے ہر مال کی زکوٰۃ کا گھر بیٹھے حساب لگا لیجئے اسکی ادا کا صحیح وقت اور مصرف معلوم کیجئے	۳/-
الہداۃ المبارکہ	ملائکہ کی ولادت کا بیان	۱/-
بذل الجوائز	نماز جنازہ کے بعد دعا کی کامل تحقیق کہ کس ہیئت پر بلا کراہت جائز اور کس پر مکروہ ہے	۱/-
عجب الامداد	بندوں کے بندوں پر کس قدر حقوق ہیں انکی تفصیل اور ان سے خلاصی حاصل کرنیکے طریقے۔	۱/-
القطوف الدانیۃ	جماعت ثانیہ کے متعلق نفیس و جلیل تحقیق۔	۵/-
اہلاک الوہابیین	اسمیں قبور مسلمانان کی تکریم و توقیر اور وہابیہ منکرین کی تعذیب و تغریر ہے	۳/-
الملفوظ	اسمیں اعلیحضرت قدس سرہ کے ارشادات جمع کئے گئے ہیں جنمیں شریعت و طریقت کے صدہا مسائل نکات کا ذخیرہ ہے	۸/-
اربعین متناسبہ	یہ چار رسالوں کا مجموعہ ہے (۱) میں حضور کی تاریخ ولادت و وفات شریف کی تفصیلی تحقیقات (۲) میں اثبات اسلام آباء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام (۳) میں چالیس حدیثوں سے حضور کیلئے شفاعت کبریٰ کا اثبات ہے (۴) میں یہ تحقیق ہے کہ عورت کے رحم میں کیا ہے نر یا مادہ یہ اللہ کے سوا کسی کو نہیں معلوم	۷/-
ذوق نعت	اس دیوان میں حضرت مولانا حسن رضا خان صاحب حسن بریلوی علیہ الرحمۃ کا نعتیہ کلام	۱۰/-

کتب ذیل دفتر السواد الاعظم سے نقد قیمت پر یا بذریعہ وی پی مل سکتی ہیں۔

قرآن عظیم مترجم بترجمہ اعلیحضرت قدس سرہ۔ کاغذ معمولی ہدیہ ۶؍ دو روپیہ

انوار ساطعہ - اثبات مولود و فاتحہ میں نہایت نفیس و مبسوط کتاب ہے مخالفین کے تمام شکوک و اوہام کے مدلل جواب دئے ہیں قیمت ؎

سیف الجبار تصنیف لطیف حضرت مولینا مولوی فضل رسول صاحب بدایونی علیہ الرحمۃ وہابیہ کے حالات میں عمدہ کتاب قیمت ۸؍

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفی تصنیف لطیف حضرت صدر الافاضل مولینا مولوی محمد نعیم الدین صاحب دام ظلہم اس مبارک کتاب میں علم غیب کے مسئلہ کو اس وضاحت اور خوبی کیساتھ مدلل طور پر بیان فرمایا ہے کہ مخالف کو جائے دم زدن باقی نہیں رہتی اور انکے تمام مشہور اعتراضات کے زبردست اور مدلل جواب جدا جدا بیان فرماتے ہیں۔ دو مرتبہ چھپ چکی ہے اور تیسری مرتبہ اب چھپ رہی ہے۔ قیمت ؎

جواہر البیان حضرت امام عالیمقام امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ المحدثین حضرت امام ابن حجر قدس سرہ کی نفیس کتاب **خیرات الحسان** کا ترجمہ ہے۔ قابل دید کتاب ہے قیمت ۸؍

عرفان شریعت اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ۲۱ نفیس فتاوی کا مجموعہ قیمت ۳؍

الکوکبۃ الشہابیہ - اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کا کامل رد اور اسکے کفریات کا شمار مصنفہ اعلیحضرت قدس سرہ قیمت ۳؍

وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد واباطیل معہ حوالہ صفحات قیمت ۰؍ بہت کارآمد چیز ہے۔

فتاوے بر عقائد وہابیہ - رد غیر مقلدین میں ایک عمدہ رسالہ ہے قیمت ۱؍

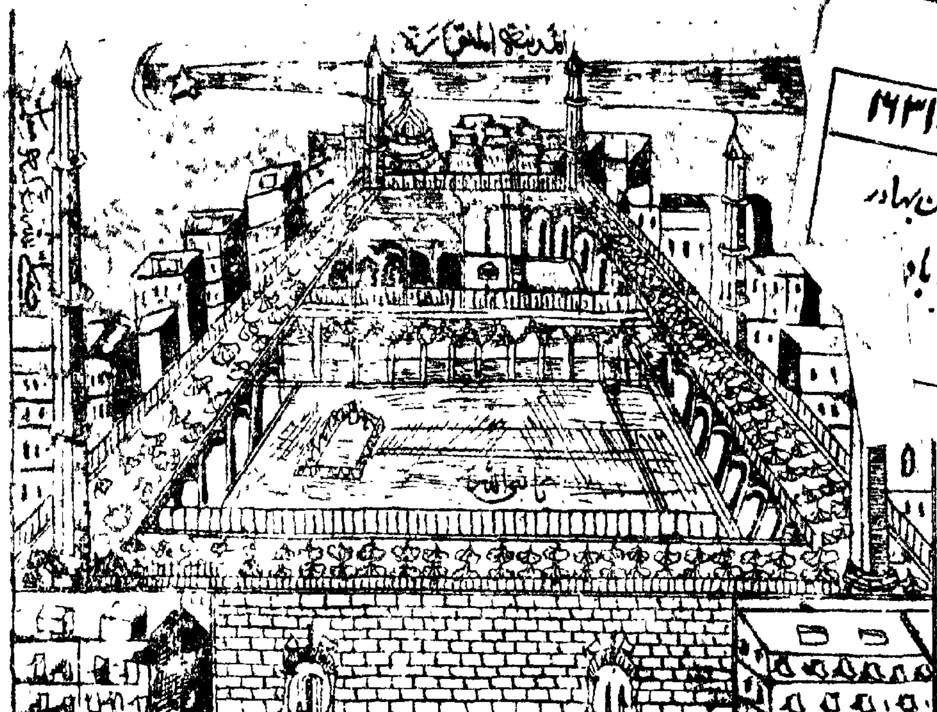
اسواط العذاب علی قوامع القباب - قبوں کے مسئلہ میں مولوی سلیمان صاحب ندوی اور دوسرے ہواخواہان نجدی کا بہترین رد مصنفہ صدر الافاضل حضرت مولینا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ قیمت ۱؍

تازہ فتوائے حرم مکہ و مدینہ - مولوی اشرف علی تھانوی نے جو اشرف علی رسول اللہ اور نبینا اشرف علی کہنے کو تسلی بخش بتایا۔ اسپر علماء حرمین طیبین کا فتوے قیمت ۱؍

تمہید ایمان - بآیات قرآن جس میں صرف قرآن عظیم کی آیتوں کا بیان کہ حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان کے یہ معنی اسکے دیکھنے سے حقیقی سچا ایمان نظر آتا ہے تصنیف لطیف صاحب حجۃ قاہرہ مجدد مائۃ حاضرہ اعلیحضرت مولانا مولوی شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ۔ قیمت ۱؍

نوٹ، رد وہابیہ اور کتابیں بھی دفتر السواد الاعظم سے مل سکتی ہیں۔ پتہ صاف لکھئے۔ قیمت پہلے بھیجئے۔ یا وی پی طلب فرمائیے

عرضی میر السواد الاعظم مراد آباد۔ چوکی حسن خاں۔



ز خاک اے لالہ سیراب برخیز — چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
بروں آ از سرائے بر دیمانی — کہ روئے تست صبح زندگانی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ

اہلسنت کا مذہبی اخلاقی ماہوار رسالہ

السواد الاعظم

جلد ۳ — نمبر

چندہ سالانہ ایک روپیہ — محمد (مولانا) نعیم الدین

فہرست مضامین

حامیان السواد الاعظم

ضرور پڑھیں

پیارے حنفی بھائیو! میری التماس یہ ہے کہ میں نے اخبار "السواد الاعظم" پڑھا۔ میں ایسے اسلامی اخبار کا ہر ایک حنفی بھائی کو منگانا فرض سمجھتا ہوں ایک عمدہ اخبار جسکی قیمت صرف عہ روپیہ ہے اور جسمیں ایک ایک لفظ ایک ایک لاکھ روپیہ کا چھپتا ہے۔ میرا کوئی حنفی بھائی اس سے محروم نہ رہے۔ اور اس اخبار کا خریدار ایک دوسرے کو ضرور بنائے۔ جیسا کہ میرے بزرگ مولانا مولوی قاری حافظ غلام محمد صاحب امام مسجد مولانا مولوی شرف دین صاحب شہر فیروزپور ان کا یہ دستور ہے کہ جب کوئی ان سے ملاقات کرنے کے لیے آتا ہے پہلے وہ اس اخبار کے خریدنے کی ہی ہدایت کرتے ہیں اور میں خدا و کریم سے ہر وقت دعا مانگتا ہوں کہ خدا سارے حنفی بھائیوں کو ایسا ہی کرے جو کہ دینی کاموں میں حصہ لیتے رہا کریں

آپکا تابعدار۔ عاجز محمد یوسف بستی بلوامنشداد خلی شہر فیروزپور

الجمعیۃ العالیۃ المرکزیہ
یعنی
آل انڈیا سنی کانفرنس

مسلمانوں کی حالت روز بروز نہایت کمزور اور خراب ہوتی جا رہی ہے۔ ہر حیثیت سے تنزل اور انحطاط بڑھتا چلا جا رہا ہے اوسکی تدبیر تو کیا ہوگی خون رلانے والی یہ حالت ہے کہ مسلمانوں کو اپنی تباہی و بربادی کا احساس بھی نہیں بہت مرتبہ دردمندان قوم کو خیال آیا اور انہوں نے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنا بھی چاہا۔ لیکن یا تو وہ سوء تدبیر سے ناکام ہوئے۔ یا کسی طرح اغیار کے پنجے میں پھنس گئے۔ ایسے لوگوں کا تو ذکر چھوڑ دینا چاہیئے جو دشمنان اسلام کا آلہ کار بن گئے اور جو طلائی اور نقرئی جال میں پھنس کر رہ گئے اونکو نہ دردمند اسلام کہنا صحیح ہے نہ حقیقۃً اونکے جوش و خروش مسلمانوں کی بہبود کے لئے تھے بلکہ وہ قومی غدار ہیں جنہوں نے دھوکے دیکر ہمیشہ قوم کو لوٹا اور برباد کیا اور درد اسلام کے بہت دلسوز بیانات سنا سنا کر قوم کی جیبیں خالی کردیں اور اسی پر بس نہیں کیا۔ بلکہ دشمنوں سے خفیہ سازکر کے مسلمانوں کو اونکے حملوں سے غافل رکھا اور ایسی باتیں بتائیں جن سے وہ برباد ہو جائیں۔ مسلمانوں نے یہ تلخ ذائقے بہت چکھے ہیں اور اونکو اس قسم کے خود ساختہ لیڈروں کے درد اسلام کا پتہ چل گیا ہے۔ ہمیں اونکے حال سے کچھ بحث کرنا نہیں۔ اونکی نسبت مسلمانوں کو صرف اسی قدر مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ پچھلے تجربہ کے بعد دوبارہ غلطی نکریں اور ان لیڈروں کے دست تطاول سے اپنے آپ کو بچائیں اور چاہے وہ کیسا ہی روپ بدلکر کسی لباس میں سامنے آئیں اوس سے مجتنب رہیں۔ ہمیں بحث اونکے احوال سے کرنا ہے جو درحقیقت سچے دل سے مسلمانوں کے خیرخواہ تھے اور سرگرم سعی بھی رہے۔ لیکن افسوس کہ آجتک کوئی سعی کارآمد نہوئی۔ اتفاق کے لکچر اور اتحاد کی دعوتیں پلیٹ فارم سے آگے نہ بڑھیں اور مسلمانوں میں پچاس سال سے اتفاق اتفاق کی پکار مچی ہوئی ہے اور قوم قوم کے نعرے بلند کئے جا رہے ہیں لیکن اس مقصد میں ذرہ بھر کامیابی نہوئی اور یہ تقریریں کچھ بھی اثر نہ لائیں۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسلمانوں نے ان لوگوں کی طرف التفات نکیا۔ کیونکہ انہوں نے انکی تحریکوں پر لاکھوں کی رقمیں حوالہ کردیں اور اپنی فیاضی اور دریا دلی سے باوجود ناداری کے بھی چاندی اور سونے کے چشمے جاری کردیئے۔ تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اوس سے بے التفاتی کی گئی۔ لیکن باوجود اس اثر کے جو کوشش وہ کر رہے تھے اور جس اتفاق کا علم بلند کرنے کے لئے وہ اٹھے تھے مسلمانوں نے اوسکا خفیف سے خفیف اثر نہ پایا بلکہ اتفاق کی آواز جسقدر بلند ہوتی گئی اور اتفاق کے لکچر جسقدر زیادہ سنائے گئے اوتنی ہی نااتفاقی اور باہمی کشمکش بڑھتی گئی ان واقعات کے دیکھنے سے یہ حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ علمبرداران اتفاق کسی بھاری غلطی کے مرتکب ہیں جس نے اونہیں مقصد تک

پھیلنے سے روکا اور اونکی پیہم کوششوں اور سرگرمیوں کو بے اثر کر دیا۔ ادنی غور سے پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ وہ غلطی کیا تھی بشرطیکہ فکر صحیح سے کام لیا جائے۔

مسلمانوں کی فلاح کی تمام تدبیریں اور اونکے تمام عقدوں کے حل اونکی شریعت نے فرما دیئے ہیں۔ ہماری ہر تباہی کا راز اور ہر ناکامی کی علت دین کی طرف سے بے پروائی اور دینی تعلیم سے غفلت اور اسلامی طریق زندگی کا چھوڑ دینا ہے اور جبتک مسلمان اپنے آپ کو شریعت مطہرہ کا بالکل پابند نہ بنالیں کوئی تدبیر اور سعی اونہیں ذلت و ہلاکت سے نہیں نکال سکتی۔ یہ تو ایک نہایت زرین اصول ہے جو ہر شخص کو ہر لحظہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اب اوس غلطی کا بھی کچھہ مختصر بیان کر دیا جائے جسکی نحوست سے مسلمان اتفاق حاصل کرنے سے محروم رہے اور نااتفاقیوں میں خانہ جنگیوں میں باہمی لڑائیوں میں مقدمہ بازیوں میں اونکا روپیہ اور اونکی جائدادیں ہاتھوں سے نکلتی چلی گئیں اصل غلطی جو مدت تک رائج رہی اور جسمیں ابتک مبتلا ہیں وہ یہ ہے کہ اتفاق کی صدا جب بلند کیگئی پہلے نفاق پیدا کرنے والے اسباب کو تلاش نہ کیا گیا جس سے وہ تحریک کامیاب ہوتی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اتفاق کے ہر ایک محرک نے یہی تحریک کی کہ مسلمان کہلانے والے تمام فرقوں کو ملا دو جو خونخوارانہ جذبہ مسلمانوں کے خلاف رکھتے ہیں جو ہر لمحہ اونکے دین و مذہب پر حملہ کرنے کے لئے بے چین و مضطر رہتے ہیں جو اونکے ساتھ کسیطرح نہ رہ سکے اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی علحدہ بنا کر اپنا ایک فرقہ علحدہ کر بیٹھے اونکو اتفاق کی دعوت دینا نہایت صریح غلطی تھی۔ وہ مل سکتے تو جدا ہی کیوں ہوتے۔ بلکہ وہ اتفاق کے حیلہ سے مسلمانوں کو غافل کر کے اپنے حملے کرنے کے موقع نکالتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب قوائے متخالفہ کو جمع کیا گیا تو بجائے اتفاق کے اور نئے نئے نزاع و جدال پیدا ہوتے گئے

آب چون در روغن افتد نالہ خیزد از چراغ ÷ صحبت ناجنس باشد مستمر آزار ہا

اون مٹھی بھر فرقوں کی رعایت میں کثیر التعداد مسلمانوں کے نظم و اتفاق کی پروا نہ کی گئی۔ اگر ان فرقوں کا لحاظ نکیا جاتا اور مسلمانوں کی جماعت کثیرہ جنکو اہل سنت کہتے ہیں اونہیں کے اتفاق کی کوشش کیجاتی تو وہ کوشش کامیاب ہوتی اور کروڑوں مسلمان یکدل اور یک خیال ہو جاتے اور اونکی متحد قوت اور باہمی محبت و مودت اونہیں برباد نہونے دیتی دنیا کی دوسری قوموں کی نظر میں بھی اونکی عزت ہوتی۔ صرف اون مٹھی بھر مفسدوں کے پیچھے جنہوں نے مسلمانوں کا تیرہ سو برس کا اتفاق توڑ کر اپنی مذہب سے روگردانی کر کے جنگ کا علم بلند کیا اور ہر آن وہ مسلمانوں کے درپئے ایذا ہیں اونکی رعایت کی گئی اور مسلمانوں کے اتفاق کو اوسپر قربان کر دیا گیا۔ یہی سبب تھا کہ اتفاق نہونا تھا نہوا۔ پچاس سال تک کی تمام تدبیریں اور کوششیں ضائع اور رائگان گئیں اور ملک کے وسیع طول و عرض میں سے کسی چھوٹے سے چھوٹے حصہ میں بھی تحریک اتفاق کامیاب نہو سکی۔ سال گذشتہ میں ہندوستان کے دردمندان ملت نے اس مرض کو تشخیص کیا اور اوسکا علاج یہ تجویز کیا کہ سواد اعظم (بڑا گروہ) جسکی شمار کروڑوں پر ہے اوسکو منظم کر لیا جائے۔ اس مقصد کے لئے ۱۶ مارچ ۲۵ء میں مرادآباد میں سنی کانفرنس قائم ہوئی اور چار روز تک اوسکے کامیاب اجلاس ہوئے جسمیں صوبہ جات ملک کے نمایندے صدہا کی تعداد میں شامل تھے

اوسکی کارروائیاں اخبارونمیں آچکی ہیں صدارتی خطبے چھپ چکے ہین اور بحمداللہ بنگال۔ بہار یوپی۔ سندھ۔ بمبئی وغیرہ مین اوسکی شاخیں کام کررہی ہین۔ اس کانفرنس کے مقاصد حسب ذیل ہین۔

خلاصۂ مقاصد

الجمعیۃ العالیۃ الاسلامیۃ

۱ ۔ ہندوستان کے سُنی مسلمانوں کی کثیر تعداد کے انتشار کو دور کرکے اونکی تنظیم کرنا۔ اور انفرادی طور پر مذہبی کام کرنیوالون مین ایک ربط پیدا کرکے متحدہ قوت بنانا۔

۲ ۔ ہندوستان کے ہر شہر اور قصبات و دیہات مین اسلامی انجمنین قایم کرنا اور موجودہ انجمنونکو جمعیت عالیہ کے ساتھ مربوط کرنا

۳ ۔ تبلیغی کام کو ایک نظم محکم کے ساتھ وسیع کرنا اور اوسکے لئے مفید ذرائع اختیار کرنا۔

۴ ۔ تبلیغ کے تعلیم دینے کے لئے خاص مدارس کھولنا۔

۵ ۔ مذہبی تعلیم عام کرکے مسلمانون کے ہر طبقہ کو مذہب سے باخبر اور شایستہ بنانا۔

(الف) انگریزی خوان طلبہ کے لئے مذہبی تعلیم کا خاص اہتمام اور آسان ذرائع بہم پہونچانا۔

(ب) مزدوروں اور پیشہ ورون کی تعلیم کے لئے مدارس شبینہ جاری کرنا۔

۶ ۔ مسلمانوں کو تجارت کی طرف مائل کرنا اور اونکی معاشرت مین اصلاح کرنا۔

۷ ۔ مسلمانون سے قرض کی عادت چھوڑانا اور ایسی تدابیر اختیار کرنا کہ مسلمان اپنی ضرورتین خود پوری کرین اور غیر اقوام کے سامنے قرض کے لئے ہاتھ پھیلانے کی ذلت سے محفوظ رہین۔

۸ ۔ مقروض مسلمانون کے لیے وہ تدبیر اختیار کرنا کہ وہ ایک محدود مدت میں قرض سے سبکدوش ہوجائین۔

۹ ۔ بیکار مسلمانون کے لئے ذریعہ معاش تجویز کرنا اور اُنہیں کام پر لگانا۔

اب ہمیں بہت زور کے ساتھ کوشش کرنا ہے کہ اہل سُنت متفق ومتحد ہوجائیں اور اونمیں ربط ونظم قایم کردیئے جائیں اسکے لئے تمام اہلسُنت بے دریغ سرگرم غیر منقطع مساعی کام میں لائیں اور استقلال کے ساتھ کوشش جاری رکھیں اسمین کامیابی ہوئی تو انشاء اللہ العزیز انتہائی مشکلات مین بڑی حد تک تخفیف کردے گا۔

صوبہ بہار میں سُنی کانفرنس کا اجلاس

اسی مقصد کو ملحوظ رکھکر امسال صوبہ بہار میں بمقام پوکھریرا ضلع مظفرپور سُنی کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوگا جسکی دعوت صوبہ بہار شریف کے مشہور ومعروف عالم متورع حضرت مولانا شاہ ابوالولی محمد عبدالرحمن صاحب اور اراکین صوبہ کی

جمعیۃ نے دی ہے۔ جسکے جناب موصوف صدر ہین۔ استقبالی جماعت کے صدر بھی آپ ہی ہین صوبجات کے نمایندوں کو دعوت دیجاچکی ہے۔ جمعیۃ کے عام ممبروں اور دوسرے دردمند مسلمانوں کو بذریعہ جرائد و اخبارات دعوت دیجاتی ہے کہ وہ اسلامی ضروریات کا لحاظ فرماکر اس اہم اور ضروری اجلاس میں شرکت فرمائیں جمعیۃ عالیہ کے شرکت کرنیوالوں سے کسی قسم کی کوئی فیس نہ لیجائے گی اور اگر وہ اطلاع دینگے تو انکے قیام و طعام کا انتظام جمعیۃ کی طرف سے ہوگا پوکھریرا پہنچنے کے لیے جنکپور روڈ اسٹیشن پر اترنا چاہیے جو بی۔ این۔ ڈبلو ریلوے لائن پر واقع ہے۔ لکھنؤ ہو کر جانیوالے اصحاب سونپور سے سمستی پور ہوکر جنکپور پہنچیں۔ جنکپور اسٹیشن پر انصار الاسلام (والنٹیر) ملینگے اور وہاں معقول سواری یا موٹر منجانب جمعیۃ موجود ہوگا۔ سونپور اور سمستی پور کے اسٹیشنوں پر بھی والنٹیروں کے رہنے کی کوشش کیجائیگی تاکہ مہمانوں کو تکلیف نہو۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ذی القعدہ ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ مئی کو اجلاس منعقد ہونگے التجا کہ جمعیۃ مرکزیہ کے ممبران اور صوبجات کی جمعیتوں کے ممبران اور تمام اسلامی انجمنوں۔ مدرسوں۔ خانقاہوں درگاہوں کے نمایندے اور سنی علماء و مشایخ اس جمعیۃ مین شرکت فرماکر مسلمانوں کی بہبودی کی تدابیر پر غور کرین حسب ذیل مسائل پر بحث ہوگی۔

غور طلب مسائل

(۱) اہل سنت کے اتحاد اور انہیں ایک مرکز خیال پر لانیکی تدابیر (۲) مدعی اسلام اعداء کے حربوں سے مسلمانوں کو بچانیکی تین صورتین (۳) ہند کے مسلم آزار سورماؤں کے جور و ستم سے اہل اسلام اور انکے معابد کی استحفاظ کی شکلین (۴) شدھی اور سنگھٹن سے پیدا ہونے والے فتنوں کا سد باب (۵) ارتداد کے اسباب و علاج (۶) مسلمانوں کی معاشرت تجارت طریق زندگی پر غور و خوض (۷) اشاعت اسلام اور تبلیغ کے تدابیر (۸) مسافروں کے متعلق کارآمد روش (۹) اعانت نومسلمین کے طریقے (۱۰) مصیبت زدہ اور پامال جفا مسلمانوں کے ساتھ عملی ہمدردی اور ظالموں کے خلاف صدائے احتجاج (۱۱) علوم اسلامیہ کی حمایت (۱۲) ابن سعود کے مظالم اور ہندی وہابیوں کی شرارتوں سے مسلمانوں کو باخبر کرنا اور نجدی کے تباہ کن جور و ستم کے دفع کی تدابیر اور حرمین طیبین کے سخت ترین خطرے کے انسداد کے مشورے۔

مسجدوں کے سامنے باجہ

مسلمانوں کی غفلت اور مسلم لیڈروں اور نمائندوں کے مسلم حقوق کی حفاظت سے بے پروائی امراء اور دولتمند طبقہ کا مقروض ہونا اور اس وجہ سے ہندوؤں کی رضاجوئی کو فرض سمجھنا۔ یہ وہ اسباب ہیں جن کے باعث مسلمان برباد ہو رہے ہیں۔

روزانہ اخبار وں میں مسلمانوں پر ظلم و ستم کی خبریں ملتی ہیں اور بہت واقعات اخباروں تک پہنچتے بھی نہیں مگر مسلمانوں کو اپنے تحفظ کی کچھ فکر نہیں۔ اونکی خواب غفلت میں فرق نہیں آیا وہ ابھی تک ادسی نشہ میں سرشار ہیں۔ اگر یہی حالت رہی تو مسلمان جلد فنا کر ڈالے جائینگے اور ہندوؤں کی مراد امید سے پہلے پوری ہوگی۔ مسلمانوں کے مارے جانے۔ مساجد و قرآن کی بیحرمتی بچوں عورتوں کے اغوا کی خبریں تو معمولی بات ہوگئی ہیں۔ مگر ہمارے لیڈر چندے کے لئے تو بہت مستعد ہیں اس مہم کو تو بڑی سرگرمی سے سر کرتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی مصیبت کا تصور شاید انہیں خواب میں بھی پریشان نہ کرتا ہو یہ باعث ہے کہ ہندو باطمینان بے روک ٹوک اپنا کام کرتے چلے جاتے ہیں۔ ہندو قوم آج جیسی شمشیر بکف ہو رہی ہے اس کے باوجود ہندو لیڈر روزمرہ ادسکو بالاعلان ابھارتے اور اشتعال دلاتے رہتے ہیں۔ مجمعوں میں جلسوں میں۔ تقریریں بکار بکار کر کہتے ہیں کہ ہندو و مضبوط ہو۔ اور اس پر یہانتک زور دیا جاتا ہے کہ ہندو عورتوں تک کو چھریاں رکھنے اور لاٹھیاں چلانے کی تحریک کیجاتی ہے یعنی کوئی ہندو متنفس ایسا باقی نہ رہے جو ہر وقت مسلمانوں کے خون کا پیاسا اور اونکی جان کا دشمن ہو ہر شخص ہر وقت مسلح رہے جب موقع پائے مسلمانوں کو ایذا پہنچائے۔ یہی سبب ہے کہ ہر مقام پر بیخبر مسلمانوں پر مشق ستم کیجاتی ہے اور مسلح سورما مسلمانوں کے بیگناہ خونوں سے ہندوستان کی زمین رنگتے رہتے ہیں۔

مسلمان لیڈروں نے مسلمانوں کی مصیبتوں پر کبھی ایک آنسو نہ نکالا۔ افسوس تک نہ کیا اونکی حفاظت کی فکر تو کیا کرتے۔ کونسل کے مسلم ممبران کیوں خاموش ہیں وہ ایسی اشتعال انگیز تقریروں اور اس موذی بیانوں کے خلاف کیوں گورنمنٹ کو متوجہ نہیں کرتے۔

مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑنے کے لئے مسجدوں کے سامنے باجہ بجانے اور دل آزار حرکات کرنے کا ایک حیلہ نکال لیا گیا ہے مسلمانوں نے اگر کبھی ادنہیں ان حرکات سے باز رہنے کا مشورہ دیا تو وہ فوراً ہی اون پر ٹوٹ پڑے مسجدوں کی توہین کی۔ آگ لگا دی عمارت کو نقصان پہنچایا۔ مسلمانوں کو مارا قتل کیا اور الزام بھی اون پر تھوپ دیا ایسے واقعات معمولی بات ہو گئے مگر کوئی یہ پوچھنے والا نہیں کہ یہ فساد انگیز باجہ جس سے ہر جگہ خون خرابے ہو رہے ہیں کیوں نہیں روکا جاتا۔ نہ ہندو مذہب میں مسجد کے سامنے باجہ بجانا کوئی لازمی امر ہے نہ اس سے قبل یہ دستور تھا۔ انتظام کے ذمہ دار حکام جو اندیشۂ فساد سے مناظروں اور جلسوں کو روک دیتے ہیں۔ اتنے فساد ہونے پر بھی وہ باجہ روکنے کی طرف کیوں متوجہ نہیں ہوتے۔ ہندوؤں کا باجہ مسلمانوں کے قتل کا اعلان ہے۔ مگر گورنمنٹ اور اوس کے حکام سے کہتا کون ہے۔ آخر دونوں فریقوں کو کچہری میں جانا پڑتا ہے کیا وجہ ہے کہ پہلے سے حکام کو اس کی طرف توجہ نہ دلائی جائے اور حالات سے اونھیں باخبر کر کے چارہ جوئی نہ کیجائے۔ سربرآوردہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کی مصیبت اور اعدا کی ستمگاری سے حکام کو صاف صاف اطلاعیں دیں۔ مگر ہمارے امراء سے یہ نہ ہوگا وہ ہندوؤں سے دبتے ہیں۔ مسلمان مظلوم کے خلاف شہادت بہم پہنچا کر ہندوؤں کو خوش تو کر سکتے ہیں مگر مسلمانوں کی مصیبت کیلئے حکام کو باخبر کرنا اونکی ہمت سے بالاتر ہے۔ تو اب غریب نادار کمزور عاجز مسلمان خود حالات کو

اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور اندیشہ کی صورت میں فوراً درخواستیں دے کر حکام کو مطلع کریں اور ان سے اپنے حقوق کے تحفظ کی استدعا کریں۔ اب خاموشی سے بیٹھے کا وقت نہیں رہا۔ ہر جگہ کے مسلمانوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیے اور جلسے کر کے دوسرے مقامات کے مسلمانوں کے ساتھ اظہار ہمدردی اور ان کے معاملات میں تحقیق کامل کی گورنمنٹ سے استدعا کریں کونسلوں کے ممبروں سے بھی فریاد کریں کہ وہ انکا حق نمایندگی ادا کریں اگر کہیں ہندوؤں کی طرف سے کوئی خطرہ ہو تو فوراً ضلع کے حکام کو مطلع کریں اور حکام بالا کے پاس بھی درخواستیں بھیجیں خاموش نہ رہیں۔ کہیں واقعہ ہو جائے تو پوری کوشش سے قانونی چارہ جوئی کریں۔ بیگناہ مسلمانوں کو پھنسنے نہ دیں اور ظالم خونخواروں کو قانونی سزائیں دلوائیں ایسے وکیل تجویز کریں جو ہندوؤں کی محبت میں کام خراب نکریں۔ ہر مسلمان دوسرے کو اس شر سے باخبر کرے۔ اسطرح اپنے تحفظ کے لیے سعی کیجائے۔ اور جا بجا جلسے کر کے گورنمنٹ سے اس فساد انگیز باجہ کے روکنے کی استدعا کیجائے جو مسلمانوں کے خون ناحق کا ایک ذریعہ بنا لیا گیا ہے اور بتایا جائے کہ دو سال کے عرصہ میں اس باجہ کی بدولت کتنے فساد اور خونریزیاں ہوئی ہیں۔ اور کس کس طرح اسلام اور اسکی عبادت گاہوں کی بیحرمتی کی گئی ہے۔ اسلیے مسلمان فریاد کرتے ہیں کہ کسی مسجد کے سامنے کسی وقت بھی باجہ بجانے کی اجازت نہ دیجائے کیونکہ وقت کی قید بھی تجربہ سے فسادیوں کو ان کے فساد سے باز رکھنے کی کافی تدبیر ثابت نہیں ہوئی ہے۔

قربانی کا زمانہ قریب ہے

مسلمان اپنی کمزوری اور ہندو قوم کی اکثریت اور بیجا جوش جبا بیوں سے خائف ہیں انہیں امن کے ساتھ اپنا فرض ادا کرنا ہے وہ کبھی کسی قوم کی دل آزاری نہیں چاہتے اپنے مذہبی کام میں رضائے الٰہی کے سوا انہیں کسی دوسرے کی طرف توجہ نہیں ہوتی نہ فساد کو وہ پسند کرتے ہیں انکی حالت انہیں کسی جھگڑے میں پھنسنے کی اجازت دیتی ہے ایسی حالت میں مسلمانوں کو نہتا اور غیر مستعد دیکھکر [illegible] کے حوصلے اور بڑھ جاتے ہیں اور وہ وقت پر مسلمانوں کی عید کو اپنے ظلم و ستم سے روز ماتم بنا دیتے ہیں۔ جس مقام پر مسلمانوں کو ہندوؤں کی جانب سے اندیشہ ہو وہ گورنمنٹ سے استدعا کریں اور [illegible] کو بتا دیں کہ ہم فساد کو بہت برا جانتے ہیں۔ مگر برادران وطن سے اندیشہ ہے کہ آپ ہمارے اس فریضہ کو اپنی نگاہوں کے سامنے انجام دلا دیجیے۔ اسطرح کی بار بار درخواستیں دیجائیں اور حکام کو آمادہ کیا جائے کہ وہ نماز اور قربانی کے موقعہ پر خود موجود رہیں۔ مسلمانوں کی امن پسندی کو اپنی آنکھوں سے دیکھلیں۔ اس تدبیر سے انشاء اللہ فسادات بڑی حد تک رک جائینگے اور مسلمان ہندوؤں کا شکار بننے سے محفوظ رہینگے۔ حکام اگر اسطرح کی نگرانی کے لیے راضی ہو جائیں تو پھر مسلمانوں کو ہر محلہ کی قربانی کے اوقات اسطرح تقسیم کر لینے چاہییں کہ حکام کو ہر محلہ کی قربانی میں نگرانی کا موقع ملسکے جہانتک ممکن ہو سکے دشمن کو حملہ آور ہونے سے پہلے ہی روکدو جن مقام پر مسلمانوں کی تعداد نہایت ہی قلیل ہو اور ہندوؤں کی اکثریت ہے انپر لازم ہے کہ وہ حکام کو اپنی حالت اور خطرہ سے آگاہ کریں اور قریب کے مسلمان جوان کی حالت سے باخبر ہوں وہ حکومت کو پہلے سے اطلاع دے کر ان کی [illegible]

پہلے جملے پچھلے جملوں کے لیے حجت و برہان ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بندہ کے لئے تین حال ہوتے ہیں۔ ماضی۔ حال استقبال۔ ماضی میں تو بندہ معدوم ہے عاجز ہے جاہل ہے نہ اوسکی ذات ہے نہ صفات اسحال مین اوسکو مبدع اور خالق کی احتیاج ہے جو خود موجود حقیقی ہو اور اوسکو وجود حیات قدرت علم عطا فرمائے اس انعام کا بیان تو الحمد للہ میں ارشاد ہوا جیساکہ دوسری آیت میں فرمایا کنتم امواتا فاحیاکم بندہ کی دوسری حالت حاضرہ ہے جسکو حال کہتے ہیں۔ اسوقت اوسپر حوائج ضروریات کے دروازے کھلجاتے ہیں اور وہ ہمہ تن احتیاج ہوتا ہے اور اوسکے گرد و پیش ہر طرف ضروریات ہی ضروریات ہوتی ہیں اوسوقت اوسے نہایت مہربان پرورش کرنے والے کی حاجت ہوتی ہے جسکو رب و رحمن و رحیم کی صفات نے بیان فرمایا۔ بندہ کی تیسری حالت استقبال ہے جہاں وہ اپنے اعمال کی جزا کا امیدوار ہے جسکو مالک یوم الدین نے بیان فرمایا تو ابتداء سورت سے مالک یوم الدین تک جو صفات جلیلہ بیان فرمائی گئیں اونمیں بندہ کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے تینوں حالوں میں پروردگار عالم کے رحم و کرم کا محتاج ہے اور ماضی و حال میں اس نے اسپر رحمت فرمائی ہے ہستی عقل و شعور تمیز و ادراک قدرت و قوت یہ سب اسی نے عطا فرمائی روزی مسکن اور حیات کی تمام آسائشیں اوسی نے عنایت کیں اور زمانہ مستقبل میں جزائے عمل بھی اوسی کے دست قدرت میں ہے تو جو بندہ اپنے تینوں حال اور محل میں اوسکا محتاج ہے اوسپر واجب ہے کہ فرمانبردار اور اطاعت شعار ہو اور اوسکی بارگاہ میں نیازمندی کے ساتھ جبیں سائی کرے ایاک نعبد میں ایاک کی تقدیم مفید حصر ہے اور اس سے یہ مراد ہے کہ عابد تصریح کرتا ہے کہ میں خاص تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور عبادت سے میرا مقصود صرف تو ہے اسکی برکت سے دو ریائی آفت اور بہت سے شیطانی وسوسوں سے نجات پایا ہے۔ نیز عارف کے لیے ایک بلند و بالا مقام تک پہنچنا ہے کہ عبادت کے لیے حاضر ہو تو اوسکی نظر پہلے معبود کی طرف ہو اور اوسکی ہستی اور عبادت تک بھی معبود تک پہونچنے میں حجاب نہ ہوسکے۔ اب لا الہ الا اللہ کے معنی کس خوبی سے دلنشین فرما کر مومن کامل بنادیا۔ نعبد و نستعین میں عبادت و استعانت کی اسناد بندہ کی طرف فرماکر یہ مسئلہ واضح فرمادیا کہ فعل بندہ کے لیے ثابت ہے اور خلق و توفیق اللہ کی طرف سے۔ اسمیں فرقہ جبریہ کا رد ہوگیا جو بندہ سے فعل کی بالکل نفی کرتے ہیں اور فرقہ قدریہ کا بھی جو اللہ کی طرف سے توفیق کے منکر ہیں اور یہ بات عقل میں آتی ہے۔ کیونکہ اگر فعل میں بندہ کا کوئی دخل ہی نہ ہو تو جزا کیسی اور اگر وہ اپنے فعل کا خود خالق ہو تو عبدیت کہاں۔ یہ وہ نازک مسئلہ ہے جسمیں دنیا کے بہت سے مدعیان عقل و خرد نے ٹھوکریں کھائی ہیں۔ قرآن پاک نے اوسکو ایک اشارہ میں حل فرمادیا والحمد للہ۔

ایاک نعبد کے ساتھ ایاک نستعین فرمانے سے ایک مسئلہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عبادت حل مشکلات اور انجاح حاجات کا وسیلہ ہوتی ہے۔ بندہ جب مصیبت میں مبتلا ہو دشواریاں اوسکو گھیر لیں پریشان ہوجائے تو اوسکو چاہیے کہ صوم و صلوٰۃ صدقہ وغیرہ عبادات کے ساتھ استعانت کرے اور پروردگار عالم سے تسکین چاہے۔ انشاء اللہ کامیاب در فائز المرام ہوگا جیسا دوسری جگہ ارشاد فرمایا یا ایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ

اھدنا الصراط المستقیم

اللہ سبحانہ تبارک وتعالےٰ نے بندے کو اپنی ذات وصفات کی معرفت کے بعد خاص اپنی عبادت کی تعلیم دی اور اوسمیں اللہ تعالےٰ نے توفیق واعانت کا طالب بتایا۔ جب بندہ عرفان ذات وصفات کے بعد مقام عبادت مین فرمانبردارانہ اخلاص کے ساتھ فائز ہوا تواب اوسکو راہ راست کی ہدایت کی دعا تلقین فرمائی اس سے یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ بندہ کو عبادت کے بعد مشغول دعا ہونا چاہیے۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا نمازون کے بعد مشغول دعا ہونا بکثرت احادیث مین مذکور ہے طبرانی نے کبیر مین حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت کی من صلی فریضۃ فلہ دعوۃ مستجابۃ جس شخص نے فرض نماز پڑھی اوسکے لیے ایک دعا مستجاب ہے۔ بیہقی نے سنن مین حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا۔ جب تم مین سے کوئی اپنی نماز سے فارغ ہو تو چاہیے چار چیزون کے لیے دعا کرے۔ عذاب جہنم۔ عذاب قبر۔ فتنہ محیا وممات فتنہ دجال۔ سے بچنے کے لیے اوسکے بعد جو چاہے دعا مانگے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نماز کے بعد خواہ وہ فرض ہون یا غیر فرض بجماعت ہون یا بے جماعت جمعہ ہوں یا عیدین سب کے بعد دعا مسنون ہے۔ کسی نعمت کو پاکر پھر اوسکی طلب مین رہنا محسن کے انعام کا اعتراف اور نعمت کی قدر شناسی ہی۔ بادشاہوں کے دربارون مین باریابی پاکر درباری عرض کیا کرتے ہین کہ الطاف خسروی جو ہمارے حال پر مبذول ہین ہم اونکے شکر گزار ہین۔ اور شاہی کرم و عنایت کے امیدوار اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پچھلی نعمت کی اونہون نے قدر کی اور مراحم شاہی کی بقا اور مزید توجہ کے طلبگار ہین اھدنا الصراط المستقیم عرض کرنے والا اوسکے رحم وکرم کا اعتراف کرکے اس نعمت کی قدر شناسی کرتا ہے اور اوسپر ثبات اور مزید فضل کا طلبگار ہوتا ہے۔ مقربان بارگاہ کا یہی دستور ہے۔ حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا توفنی مسلماً جادوگرون نے ایمان سے مشرف ہوکر دعا کی توفنا مسلمین صحابہ کبار نے عرض کیا توفنا مع الابرار ان سب دعاؤں مین بقائے نعمت کی طلب ہے اسی طرح جب بندہ ہدایت سے فیضیاب ہوتا ہے تو وہ اوس نعمت جلیلہ کی قدر کرکے اوسکی بقا کی دعا کرتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ ہمیں جو تونے ہدایت فرمائی ہے اوسپر قایم رکھ ہم راہ راست کی ہدایت کے طلبگار ہین راہ راست پانے کے بعد جو طلب ہے یہ مزید فضل وکرم کی استدعا ہی۔ ہدایت کے بہت مراتب ہین جو شمار مین نہین آسکتے۔ اونہیں مین سے رسول مبعوث فرماکر کتابین نازل کرکے ہدایت کرنا ہے اس ہدایت سے اللہ تعالےٰ کے رسولون اور اوسکی کتابون پر ایمان لانے والے عام طور پر فیضیاب ہین اس سے بلند مرتبہ ہدایت کا یہ ہے کہ قلب سے حجابات اوٹھ جائین سرائر منکشف ہون اشیا کما ہی دکھا دی جائیں۔ وحی والہام کی روشنی سے باطن کی آنکھیں منور ہون۔ ہدایت کا یہ مرتبہ انبیا اور اولیا کے ساتھ خاص ہے۔ وحی انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے اور الہام سے اولیا فیضیاب ہوتے ہین اھدنا الصراط المستقیم جب ایک مومن پڑھتا ہے

پنڈت صاحب کو دوسرے مذاہب پر زبان طعن دراز کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈال لینا چاہیے تھا آپکی خیالی نجات اور اُسکے ثمرات ونتائج اور اُسکی عزت وقدر تو معلوم ہوچکی اب میں بہشت کا تذکرہ کروں جسکا اسلام نے مژدہ دیا ہے اور اپنے خداکاروں کو اُسکی بشارت پہنچائی ہے مگر اس سے پہلے پنڈت جی کے اُن خلاف تہذیب انسانیت کلمات پر بھی اظہار افسوس کروں جو اُنھوں نے خداوند عالم اور جنتی حوروں کے حق میں لکھکر اپنی شائستگی اور انسانیت کا ثبوت دیا ہے اور اُس سے ایک ناظر یہ بھی پتہ چلا سکتا ہے کہ زبان سے یہ کلمات نکالنے والا شخص کتنا نامہذب دشمن ادب حاسد اور جھگڑالو ہے اور پھر ان اوصاف سے کیا وہ اپنے عقیدے اور خیال کی بنا پر بھی مکتی پا سکتا ہے جبکہ اُس نے مکتی پانے کیلئے رفاہ خلق اور ترک آزار شرط کیا ہو اتنی بڑی ایذارسانی اور مسلم آزاری کے بعد پنڈت صاحب خود اپنے اقرار سے اپنی فرضی نجات کے بھی مستحق نہ رہے۔ جب کسی مذہب کے پیشوا بلکہ بانی کا یہ حال ہو کہ وہ خود بھی نجات نہ پاسکے تو اُس مذہب میں پھر کون نجات کا امیدوار ہوسکتا ہے۔

اب پنڈت صاحب کی تہذیب دیکھیے جو اُنھیں اپنے دھرم سے ملی ہے۔

حوران بہشت کی نسبت لکھتے ہیں:۔

جبتک قیامت کی رات نہ آئیگی تب تک ان بیچاریوں کے دن کس طرح گذرتے ہونگے (ستیارتھ صفحہ ۹۰۶)

علم وادب کے مدعی آریہ اپنے پیشوا کی تہذیب دیکھیں۔ قیامت کو رات کہنا تعصب کی تاریکی اور باطن کی سیاہی کا نتیجہ ہے۔

جس مذہب نے قیامت کی خبر دی ہے اُس نے قیامت کو کہیں رات نہ بتایا جابجا روز قیامت (یوم القیمہ) فرمایا ہے اور ہر جگہ دن ہی بتایا ہے ملاحظہ فرمایئے

سورۂ فاتحہ مالک یوم الدین روز جزا کا مالک۔ خود پنڈت جی اپنی اسی ستیارتھ کے صفحہ ۲۰۶ میں اس کا ترجمہ لکھتے ہیں "خداوند دن انصاف کا"

سورۂ بقر ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاخر اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روز آخر پر ایمان لائے۔

سورۂ قیمہ لا اقسم بیوم القیمہ اس آیت میں پروردگار عالم نے روز قیامت کی قسم فرمائی۔

ہر جگہ قرآن شریف میں قیامت کا روز ہی بتایا گیا اور خود پنڈت جی نے انصاف کا دن ترجمہ کیا۔ مگر یہاں قیامت کی رات فرما رہے ہیں یہ کیوں کیا وہ ایسے نادان ہیں کہ اُنھیں دن اور رات میں بھی تمیز نہیں۔ اگر ایسا ہے تو اُن کے فرمانبرداروں کو مبارک ہو جہاں ایسے عاقل پیشوا کی اطاعت کی جائیگی وہ تعجب جو

ثمرہ پائیں گے ظاہر ہے۔ اور اگر پنڈت جی کو دن اور رات کا شعور کچھ باقی ہے تو پھر انھوں نے روز قیامت کو رات کیوں کہا تعصب نفسانیت ضد بد باطنی سے یا اور کسی وجہ سے اور وجہ تو کوئی آپ بتا نہیں سکتے تو سمجھ لیجیے کہ جو شخص تعصب نفسانیت کے نشہ میں اسقدر مخمور اور سرشار ہو کہ دن کو رات بتائے اسکی اطاعت کرنا اسکو پیشوا بنانا کیسی بدنصیبی اور محرومی ہے۔ اور ایسے لوگ کس طرح صداقت وحقانیت کے قریب پہنچ سکتے ہیں۔ اسکو یوں سمجھیے کہ پنڈت صاحب ایسے گھپ اندھیرے اور ایسی بھیانک تاریکی میں پڑے ہیں جہاں وہ دن کو بھی رات سمجھتے ہیں۔

ایسے شخص کا فیصلہ اسکی تعلیم کیا مفید ہو سکتی ہے جو دن کو رات کہتا ہو۔ اور ایسے شخص کے پیرو کیونکر منزل مقصود کو پہنچ سکتے ہیں۔ اُن انسان صورت سادہ لوحوں پر افسوس جنھوں نے ایسے نادان متعصب شخص پر اپنی گرانمایہ زندگی قربان کردی۔

پھر پنڈت جی کا یہ کہنا کہ

"اُن بیچاریوں کے دن کس طرح گذرتے ہونگے۔"

کیسی شرمناک گالی ہے۔ بازاری اور شہدے بھی تو ایسی بدلگامی کی جرأت نہیں کرسکتے۔ کیا ویدک دھرم کی یہی تعلیم ہے اور پنڈت صاحب اسی تہذیب اور اسی شائستگی کا علم لیکر اٹھے ہیں اور آریہ صاحبان ان سے یہی ہنر سیکھتے ہیں۔ رشی اور سوامی ایسے بدزبانی کے جوہر رکھتے ہیں۔

میں تو یہ بھی گوارا نہیں کرتا کہ اس کے جواب میں آپکی تفہیم کیلئے ہی یہ کہوں کہ اُنکے دن اسی طرح گذرتے ہیں جیسے جس طرح اپنی صاحبزادیوں کے دن شوہروں کے پاس جانے سے پہلے۔

باوجودیکہ یہ گالی نہیں۔ اس میں صرف یہ سمجھانا مقصود ہے کہ عورت نفسانی خواہشات اور جذبات مرد سے زیادہ رکھتی ہے حوروں کی نسبت یہ ثابت نہیں بلکہ قرآن پاک میں بتا دیا گیا ہے **لھم فیھا ازواج مطھرۃ** یعنی مومنین کے لیے جنت میں بیبیاں ہیں نہایت پاک جوہر بدخلقی بدسیرتی نجاست گندگی حیض نفاس استحاضہ بول براز میل کچیل اور گھنونی چیز سے پاک ہیں۔ انھیں اپنے یہاں کی عورتوں پر قیاس کرنا تو جہالت اور کوتاہ نظری ہے لیکن اپنی عورتوں میں بھی یہ بات تو آپ خود مشاہدہ کرتے ہیں کہ اگرچہ قوائے شہوانیہ اور جذبات نفسانیہ ان میں انتہائی غلبہ ہو لیکن قدرت نے مرد سے ملنے تک کا زمانہ انھیں ایسا امن وسکون کا عنایت فرمایا ہے کہ بڑی سے بڑی مست شہوت عورت بھی اس زمانہ میں اس خواہش سے محض ناآشنا ہوتی ہے جیسا آپکو اپنے گھر میں اپنی صاحبزادیوں پر ذاتی تجربہ حاصل ہے اُس قادر مطلق نے اپنی ایک دوسری مخلوق یعنی حوروں کیلئے جو اُن کے شوہروں سے ملنے کا وقت رکھا ہے اُس سے پہلے انھیں ایسے جذبات سے پاک رکھا گیا جیسے ذلیل کہا یا پنڈت جی نے کہدیا کہ اُنکے دن کیسے گذرتے ہونگے۔ اگر پنڈت جی قرآن پاک نہ جانتے تھے اگر حدیث نہیں سمجھتے تھے

نجدیون کا دین اور انکی کتاب مجموعۃ التوحید کے اسرار

لاحق بسابق

سلسلہ کے لیے نمبر ۶ جلد ۳ صفحہ ۴ و ۵ ملاحظہ ہو

(بقیہ ترجمہ عبارت صراط المستقیم) اور جو کوئی دنیا میں کسی کا ہاتھ پکڑتا ہے اسکی دستگیری کا ہمیشہ خاطر رکھتا ہے اور تیرے اوصاف سے مخلوق کو کیا نسبت تو اس معاملہ میں کیا منظور ہے۔ خدا کی طرف سے حکم ہوا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا خواہ ایسے لوگ لاکھوں ہوں میں ہر ایک کے لیے کفایت کرونگا۔

اب کیا تھا سارے مرید پہلے ہی بخشوا لیے اچاہے کیسے ہی فعل کریں۔ مگر ذرا توجہ ہ آئیگا جب تقویۃ الایمان اور کتاب التوحید سے وسیلہ و شفاعت کے اعتقاد رکھنے والے کا حکم سنایا جائیگا۔

مولوی اسمعیل صاحب دہلوی لکھتے ہیں کہ اس قسم کے صدہا واقعات اور معاملات پیش آئے یعنی انبیاء کی معراج تو انکا خاص اعزاز ہے۔ مگر وہابیہ کے پیرجی سید احمد صاحب کو یہ بات معمولی سی ہو گئی تھی۔ کسی کو مرید بھی کرنا ہوا تو خدا سے اُسے پہلے ہی بخشوا لیا بعد کو مرید کیا۔ یہ طریقہ عیسائیوں کے کفارے سے بھی آسان رہا۔ مولوی اسمعیل صاحب لکھتے ہیں کہ پیرجی کا مرتبہ یہاں تک بلند ہوا کہ طریق نبوت کے کمالات انتہائی بلندی تک پہنچ گئے اور الہام و کشف علوم حکمت یعنی وحی کے ساتھ جا ملے۔ دیکھیے امام الوہابیہ نے پیر کو نبی بنا دیا معراج اُسکے لیے ایک معمولی بات کر دی بلکہ اس سے بھی بڑھا دیا۔ خدا سے یارانہ جما دیا ہاتھ میں ہاتھ برابر والے کی طرح باتیں ہو رہی ہیں۔ سارے مریدوں کی مغفرت بھی پہلے ہو گئی چاہے کچھ ہی عمل کریں۔

انھیں سے قادیان کے مرزاجی نبوت کا نسخہ لے اُڑے۔ ان کے بعد والے وہابیوں نے ختم نبوت کو اپنے پیروں کی نبوت میں مخل سمجھ کر جس طرح تحریف کی ہے وہ تو بعد کو عرض کیا جائیگا۔ پہلے ان ملا صاحب کے احکام سنیے کہ شرع مطہر میں ان کے لیے کیا حکم ہے اور نجدی محکمہ سے انھیں کیا تمغہ ملتا ہے۔

شفا شریف میں ہے من اعترف بالٰھیۃ اللہ تعالٰی و وحدانیتہ ولکنہ ادعی لہ ولداً او صاحبۃ فذلک کفر باجماع المسلمین وکذلک من ادعی مجالسۃ اللہ تعالٰی والعروج الیہ ومکالمتہ یعنی جو اللہ تعالٰی کی الوہیت و توحید کا تو قائل ہو مگر اُس کے لیے جورو یا بچہ ٹھہرائے وہ باجماع مسلمین کافر ہے اسی طرح جو اللہ تعالٰی کے ساتھ ہمنشینی اس تک صعود اُس سے باتیں کرنے کا مدعی ہو۔ نیز شفا شریف میں ہے وکذلک من ادعی منھم انہ یوحیٰ الیہ وان لم یدع النبوۃ او انہ یصعد الی السماء ویدخل الجنۃ ویاکل من ثمارھا ویعانق الحور العین وھؤلاء کلھم کفار مکذبون للنبی صلی اللہ علیہ

وسلم۔ اور اسی طرح جو جھوٹا متصوف دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ اُسے وحی کرتا ہے اگرچہ نبوت کا مدعی نہ ہو یا یہ کہ وہ آسمان کیطرف چڑھتا ہے جنت میں جاتا اُسکے پھل کھاتا حوروں کو گلے لگاتا ہے یہ سب کافر ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے۔ حوروں سے اس معانقہ کے دعویٰ پر تو یہ حکم ہے خود رب العزۃ سے ہاتھ ملاکر مصافحہ کے دعوے پر کیا حکم ہوگا۔

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح فقہ اکبر میں اُس شخص کے حق میں فرماتے ہیں جو دنیا میں بحالت بیداری اللہ جل شانہ کے دیکھنے کا دعویٰ کرے

واما من ادعی ھذا المعنی لنفسہ من غیر تاویل فی المعنی فھو فی اعتقاد فاسد وزعم کاسد وفی حضیض ضلالۃ وتضلیل وفی مطعن ومیل بعید عن سواء السبیل فقد قال صاحب التعرف وھو کتاب لم یصنف مثلہ فی التصوف اطبق المشائخ کلھم علی تضلیل من قال ذلک وتکذیب من ادعاہ ھنالک وھم صنفوا فی ذلک کتبا ورسائل منھم ابو سعید الخراز والجنید وصرحوا بان من قال ذلک المقال لم یعرف اللہ الملک المتعال

جس شخص نے اپنے لیے اس بات کا بے تاویل دعویٰ کیا وہ اعتقاد فاسد و گمان کاسد میں گرفتار اور گمراہی و گمراہ کنی کی پستی اور خوفناک مصیبت [illegible] ابتلا اور راہ راست سے دور ہے صاحب تعرف نے فرمایا (اور تعرف ایسی کتاب کی ہے جس کا مثل تصوف میں تصنیف نہیں ہوا) کہ تمام مشائخ نے اُس شخص کی گمراہی و تکذیب پر اتفاق کیا جس نے ایسا کہا یا اس قسم کا دعویٰ کیا اور مشائخ نے اس مسئلہ میں کتابیں اور رسالے تصنیف فرمائے اُن میں سے شیخ ابو سعید خراز اور حضرت جنید بغدادی ہیں ان حضرات نے تصریح فرمائی کہ جس شخص نے یہ بات منہ سے نکالی اُس نے خدائے برتر کو نہ پہچانا۔

پھر یہی علامہ فرماتے ہیں

والحاصل ان الامۃ اتفقت علی انہ تعالی لا یراہ احد فی الدنیا بعینہ ولم یتنازعوا فی ذلک الا لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم حال عروجہ علی ما صرح بہ فی شرح عقیدۃ الطحاوی

خلاصہ یہ کہ امت کا اس پر اتفاق ہے کہ دنیا میں اللہ سبحانہ کو کوئی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا اور اس مسئلہ میں کچھ نزاع نہیں ہے سوائے حضور انور علیہ الصلوۃ کے معراج میں جیسا کہ شرح عقیدہ طحاوی میں اسکی تصریح کی۔

اسکے بعد یہی علامہ کواشی سے نقل فرماتے ہیں۔

وقال الکواشی فی تفسیر سورۃ النجم ومعتقد رؤیۃ اللہ تعالی ھنا بالعین لغیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیر مسلم وقال الاردبیلی فی کتاب الانوار ولو قال انی اری اللہ عیانا فی الدنیا او

کواشی نے سورہ نجم کی تفسیر میں کہا جو دنیا میں آنکھ کیساتھ حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے سوا کسی اور کے لیے دیدار الٰہی کا اعتقاد رکھے وہ اسلام سے خارج ہے اور اردبیلی نے اپنی کتاب الانوار میں کہا کہ اگر۔۔۔

فتنہ نجد اور سرزمین حجاز میں مظالم کے طوفان

وہ دشمن اسلام لیڈر جو ظالم نجدی کے مدح سرائی اپنا وظیفہ سمجھتے تھے اور اُسکے مظالم پر پردے ڈال ڈالکر مسلمانوں کو طرح طرح کے سبز باغ دکھاتے تھے اور وہ ابوالکلام جو ابن سعود کے تسلط کو اسلام کے شاندار مستقبل کا پیش خیمہ بتلاتے تھے آج دنیا کے کس گوشہ میں جا چھپے تمام عالم اسلام بے انتہا مظالم سے تنگ آکر آہ و فغاں کر رہا ہے اور ابن سعود کے نامسعود مداح سب با مہر بلب حرمین طیبین کے ملعون ترین خطرے کے تصور سے اسلام کا قلب و جگر کانپ رہا ہے مگر ابن سعود کے مدعی اسلام حامی صم بکم عمی فہم لا یعقلون بنے ہوئے ہیں۔ اور عالم اسلام کی بےچینی و اضطراب مسلمانوں کا مبتلائے مصیبت ہونا ساکنان حجاز کی تباہی و بربادی کا وبال نجدیوں کیساتھ ساتھ اُسکے ان ہندی حامیوں پر بھی پڑیگا جنھوں نے طرح طرح کے مکر و خداع کے ساتھ اُنکی مدد کی ہے۔ اب نجدی کھلی کھیلے اور بالاعلان فتوے صادر کرنے لگے مسجد حمزہ اور مسجد ابو رشید کے گرانیکا حکم دیدیا مصری حاجیوں سے ہتھیار چھین نے اور شرک و منکرات بتا کر اُنھیں اپنے عقید تمندانہ افعال سے روکنے کا حکم لگا دیا خانہ کعبہ میں محمل شریف کے داخل ہونے اور اُسکو چھونے اور بوسہ دینے کی ممانعت کر دی مکہ مکرمہ آنے سے محمل کو روکنے کے لیے لڑائی کی اجازت دیدی۔ غیر وہابیوں کو وہابیوں کے عقیدے تسلیم کرنے اور اُنکی بیعت کرنے پر مجبور کرنیکا حکم دیدیا زیارتگاہوں کو ویران کرنیکا بھی حکم دیدیا جو شخص وہابیوں کے ان احکام کو تسلیم نکرے جلا وطن کر ڈالا جائے۔ اس فتوے کی رُو سے ہر شخص کو وہابی عقیدہ تسلیم کرنے پر مجبور کیا جائیگا۔ یعنی زور و ظلم سے وہابی دین منوایا جائیگا اور اگر کوئی نمانے تو اسکی قانونی سزا جلاوطن کرنا ہوگی مگر یہ سزا تو اُن لوگوں کیلیے ہوسکتی ہے جنکا وہاں وطن ہو مسافر حاجی کا تو پرسانِ حال ہی کون ہے ہر طرف دیہات و قریات تک میں وہابی عقیدے بجبر منوانے کے لیے ایجنٹ روانہ کرنیکا حکم دیا ہے۔ اب حاجیوں کے لیے صرف جانی و مالی ہی خطرہ ہی نہیں بلکہ دینی و ایمانی ضرر ہے۔ اب کیا کہتے ہیں وہ دیوبندی اصحاب جو ایک فرض ترک ہونے اور ایک نماز چھوٹ جانے کے اندیشہ سے حج کو غیر ضروری کر دیتے تھے آج ان فتنوں کے باوجود وہ کیا کہتے ہیں اس سے میرا یہ مدعا ہے کہ مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کرنیکی جو روش اختیار کی ہے وہ اُنھیں کیا کہنے پر مجبور کریگی ورنہ مجھے یقین کیساتھ معلوم ہے کہ تمام ہندی وہابی نجدی کے تمام افعال و کردار کے حامی اُسکے مداح ہیں اور برابر وہ مختلف طریقوں سے اُسکی امانتیں کرتے رہے ہیں۔

ابنائے وطن کی شورشیں

سکندرآباد - ۲۸ - اپریل - مہاساگر ضلع رائچور میں ہندو مسلمانوں کے درمیان فساد ہونیکی اطلاع موصول ہوئی بیان کیا جاتا ہے کہ چند برہمن مسجد کا دروازہ توڑکر داخل ہوئے اور ممبر کو منہدم کرکے قرآن پاک ٹکرے ٹکرے کردیے (ہمدم ۲ مئی)

موضع رتھیالا جو دہلی سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے وہاں ۲۳ - اپریل کو سخت فساد ہوا - چند دنوں سے موضع مذکور میں ہندو مسلم تعلقات خراب تھے شنبہ کی صبح کو ہندوؤں کے ایک مجمع نے بظاہر بلا کسی وجہ کے پانچ مسلمانوں کو زدوکوب کیا ایک مسلمان موقع پر ہی شہید ہوا دوسرا اپنے زخموں سے جانبر نہو سکا تین سخت مجروح ہوسے (ہمدم ۲۷ - اپریل)

مسجدونکے سامنے باجہ

مسجدوں کے سامنے باجہ بجانے کے سوال پر ہندو مہا سبھا نے ہندوؤں کو یہ حق جتایا ہے کہ اُن کو شاہراہ عام پر ہر وقت باجہ بجانے کا حق ہے اور پتواکھالی کی ستیا گرہوں کو مبارکباد دی گئی ہے کہ وہ ہندوؤں کا حق قایم کرنے کو ستیاگرہ کرتے ہیں ایک ریزیلیوشن میں اندور کے مسلمانوں کی مذمت کیگئی (ہمدم ۲ اپریل)

پورے مسلم خاندان کا قتل

باریسال ۳ مئی - تھانہ باقرگنج کے ذیل ضلع پاتاب پور کے مولوی تمیز خان کے ہاں کل ہندو ڈاکو گھس گئے انھوں نے مولوی صاحب کو ان کی بیوی اور ایک لڑکے اور ایک لڑکی کو قتل کردیا - صرف ایک چار سالہ لڑکا زندہ چھوڑکر اور مال لیکر چلے گئے -

(سیاست ۵ مئی)

سیواجی کے جلوس کی محشر خیزیاں

بمبئی ۶ مئی - سورت کا ایک پیام مظہر ہے سیواجی کے جلوس میں اس طرح رکاوٹ پڑگئی کہ کہا جاتا ہے کہ بنڈل واد کی مسجد میں جمع شدہ مسلمانوں نے اس جلوس پر اینٹ پتھر پھینکنے شروع کیے پولیس نے مسلمانوں پر فیر کیے جس سے ایک مسلمان شہید اور متعدد مجروح ہوئے - مجروحین میں بعض سربرآوردہ ہندو بھی ہیں -

ہندوؤں میں سخت بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے وہ جلسہ جو آج شام کو منعقد ہونیوالا ہے روک دیا ہے۔ (سیاست ۵ مئی)

ڈھائی سو ۲۵۰ سکھوں نے کرپانوں سے تین نمازی مسلمان شہید کر دیئے

چار نمازی مسلمان زخمی ہوئے شہر میں ہڑتال جاری ہے

لاہور ۴ مئی کل رات کو لاہور شہر کی زمین کئی نمازی مسلمانوں کے خون بیگناہ سے رنگی گئی۔ اور جو کرپانیں مسلمانوں نے اکالیوں کو دلوائی تھیں وہ مسلمانوں کے سینہ بے کینہ میں گھونپ دی گئیں۔ شہر میں انتہا کی سنسنی پیدا ہے ہڑتال جاری ہے۔ اور پولیس کا ہر طرف پہرہ موجود ہے۔

باؤلی صاحب میں دیوان

کہا جاتا ہے کہ ۳ مئی کو جیون سنگھ نامی ایک سکھ ہاتھ میں گھنٹی لیے بازاروں میں چکر لگا رہا تھا اور منادی کر رہا تھا کہ ہم انگریزوں پر فتح پا چکے ہیں مگر اب مسلمان ہماری عورتوں کو خراب کر رہے ہیں۔ بس تمام ہندو اور سکھ آج باؤلی صاحب میں جمع ہوں وہاں اس بات پر غور ہوگا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس منادی کی ہدایات سردار سندر سنگھ صاحب چاؤلہ نے دی تھیں۔ چنانچہ شام کے بعد باؤلی صاحب میں دیوان شروع ہوا۔ سردار سندر سنگھ صاحب گیانی تقریر فرما رہے تھے اور سکھوں کو سرن کورکے واقعہ کے متعلق سکھوں کا بیان سنا رہے تھے۔

سکھ کے قتل کی جھوٹی خبر

تقریر ابھی جاری تھی کہ کسی نے آکر بھرے دربار میں کہا کہ کابلی مل کی حویلی کے پاس مسلمانوں نے ایک سکھ کو قتل کر دیا ہے فوراً یہ خبر سارے حاضرین کی زبان پر تھی۔ چلو چلو مسلمانوں کو مارو۔ سکھو ڈوب مرو۔ کیا تم مر گئے ہو وغیرہ کی آوازیں آئیں۔ اور کئی سو سکھ کرپانیں سونت کر کابلی مل کی حویلی کو چلا گیا

خونی واردات

باؤلی صاحب کے گردوارہ سے نکل کر ڈبی بازار کو میں ڈوجا ہٹا ہاؤس کیساتھ سے ایک گلی نکلی ہے یہ گلی کابلی مل کی حویلی کو جاتی ہے آگے چلکے تین گلیوں کا مقام اتصال ہے۔ جہاں ایک مسجد بنی ہوئی ہے سکھوں کا کئی سو کا مجمع اس مسجد پر حملہ آور ہوا اندر نمازی تھے وہ باہر نکلے۔ سکھوں نے کسی کو کوئی بات نہیں کی جو نمازی نکلا اس پر کرپان سے حملہ کیا۔ اصحاب ذیل شہید ہوئے:۔

میاں عزیز دین صاحب میوہ فروش عمر ۵۰ سال - مولوی امام الدین صاحب بانسوں والا عمر ۲۵ سال
میاں محمد حسین صاحب درزی عمر ۳۰ سال

اور اصحاب ذیل سخت مجروح ہوئے:-

میاں چنن دین صاحب عمر ۳۰ سال حالت نازک ہے - جبرو گوجر عمر ۲۵ سال سخت زخمی ہے - میاں محمد دین صاحب عمر ۲۶ سال زخم گہرے ہیں - بابو احمد علی صاحب عمر ۲۵ سال زخم تکلیف دہ ہیں - (")

مسلمان زخمیوں کی اندوہناک روش

مسلمان مجروحین کی یہ حالت ہے کہ وہ خوف کے مارے ہندو حملہ آوروں کا نام تک نہیں ظاہر کرتے۔ حویلی کابلی مل میں پہلی رات کو جو مسلمان زخمی ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کے وارث تیسرے روز اس کو گھر اٹھا کر لے گئے۔ اسکے علاوہ ۳۰ یا ۳۲ مسلمان مجروح ہسپتال سے گھروں کو چلے گئے ہیں۔ انھوں نے کوئی بیان نہیں دیا۔ بعض بعض مسلمان مقروض ہونے کی وجہ سے ہندوؤں کے خلاف زبان نہیں کھولتے (سیاست ۱۴ مئی)

ہندوؤں کی روش کی ایک مثال

اسکے برعکس ہندو مجروحین برابر مسلمانوں کے نام لکھوا رہے ہیں۔ اور اس وجہ سے مسلمان گرفتار ہو رہے ہیں اکثر ہندو بیگناہ مسلمانوں کو محض تعصب کی وجہ سے دھر وا رہے ہیں جس کی مثال سنئے۔ کوچہ سوداگراں سے پولیس میں اطلاع آئی ہے کہ چند مسلمانوں نے ایک ہندو لڑکے کے چھری مار دی ہے۔ پولیس گئی ایک لڑکا چارپائی پر پڑا تھا مگر اسکے کوئی زخم نہ تھا۔ اس نے بیان کیا کہ مجھے مسلمانوں نے پیٹا ہے۔ محلہ والوں نے کانوں پر ہاتھ رکھے کہ حاشا ہم نے کچھ نہیں دیکھا۔ آخر لڑکے نے جب دیکھا کہ بات نہیں بنی تو کہنے لگا میرے پیٹ میں درد ہے خدا جانے سرکار نے اس پر غلط اطلاع دینے کا مقدمہ چلایا ہے یا نہیں ضرورت ہے کہ ایسی غلط خبریں دینے والوں کو عبرتناک سزائیں دی جائیں۔ (سیاست ۱۴ مئی)

سیتلا مندر کا معاملہ

مسلمانوں میں یہ شکایت عام ہے کہ سیتلا مندر سے خشت باری ہوئی تھی جو مسلم شہداء کے جنازوں پر گرے۔ مگر اس معاملہ کو تاحال اٹھایا نہیں گیا۔ بعض حلقوں میں شبہ کیا جاتا ہے بلکہ بعض اشخاص اس معاملہ کو بگاڑ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے جلوس کے آخر جو لوگ تھے انھوں نے اینٹیں خود پھینکی تھیں جو ان پر آ گریں (سیاست)

مقتولین کی تعداد - اگر یہ اطلاع درست ہے کہ کل ایک اور مقتول فوت ہوا ہے تو مقتولین کی تعداد ۲۰ ہو گئی ہے جن میں سے

کتب ذیل دفتر السواد الاعظم سے نقد قیمت یا بذریعہ ویلو پی مل سکتی ہیں

قرآن عظیم مترجم مترجمہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کاغذ معمولی ہدیہ ۲ دو روپیہ

انوار ساطعہ اثبات مولود و فاتحہ میں نہایت نفیس مبسوط کتاب ہے۔ مخالفین کے تمام شکوک و اوہام کے مدلل جواب دئے ہیں۔ قیمت ۱۲

سیف الجبار تصنیف لطیف حضرت مولانا مولوی فضل رسول صاحب بدایونی علیہ الرحمۃ وہابیہ کے حالات میں عمدہ کتاب قیمت ۸

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ تصنیف لطیف حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ
اس مبارک کتاب میں علم غیب کے مسئلہ کو اس وضاحت اور خوبی کے ساتھ مدلل طور پر بیان فرمایا ہے کہ مخالف کو جائے دم زدن باقی نہیں رہی۔ اور انکے تمام مشہور اعتراضات کے زبردست اور مدلل جواب جدا جدا بیان فرمائے ہیں دو مرتبہ چھپ چکی ہے اور تیسری مرتبہ اب چھپ رہی ہے قیمت ۱۲

جواہر البیان حضرت امام عالی مقام امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ المحدثین حضرت امام ابن حجر قدس سرہ کی نفیس کتاب **خیرات الحسان** کا ترجمہ ہے۔ قابل دید کتاب ہے۔ قیمت ۸

عرفان شریعت۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے انتیس فتاوے کا مجموعہ قیمت ۳

الکوکبۃ الشہابیہ۔ اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کا کامل معاوضہ اور اسکے کفریات کا شمار مصنفہ اعلیٰحضرت قدس سرہ قیمت ۳

وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد مع اصل عبارات حوالہ صفحات قیمت ۰ بہت کارآمد چیز ہے۔

فتاوے برعقائد وہابیہ دیوبندیہ غیر مقلدین میں ایک عمدہ رسالہ ہے قیمت ۱

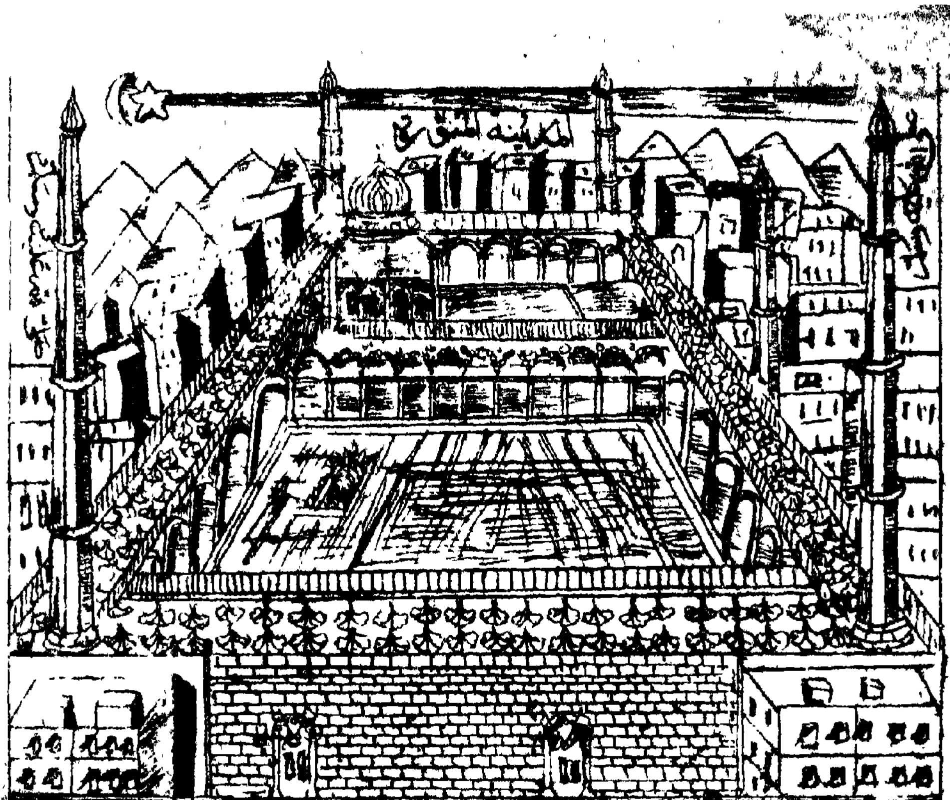
اسواط العذاب علی قوامع القباب۔ قبوں کے مسئلہ میں مولوی سلیمان صاحب ندوی اور دوسرے ہوا خواہان نجدی کا بہترین رد۔ مصنفہ صدر الافاضل حضرت مولانا مولوی نعیم الدین صاحب مدظلہ قیمت ۱

نامہ لمعات حرم مکہ و مدینہ۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے جو اشرف علی رسول اللہ اور نبینا اشرف علی کہنے کو تسلی بخش بتایا اس پر علماء حرمین طیبین کا فتوےٰ۔ قیمت ۱

تمہید ایمان۔ آیات قرآن جس میں صرف قرآن عظیم کی آیتوں کا بیان کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لے یعنی انکے دیکھنے سے حقیقی سچا ایمان نظر آتا ہے۔ تصنیف لطیف صاحب حجت قاہرہ مجدد مائۃ حاضرہ اعلیٰحضرت مولانا مولوی شاہ **محمد احمد رضا خاں** صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ قیمت ۲

(نوٹ) رد وہابیہ کی اور کتابیں بھی دفتر السواد الاعظم سے مل سکتی ہیں۔ پتہ صاف لکھئے۔ قیمت پہلے بھیجے وی۔ پی طلب فرمائیے

منتظم دفتر السواد الاعظم مراد آباد محلہ چوکی حسن خاں



ز خاک اے لالہ سیراب برخیز — چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
برون آور سر از برد یمانی — کہ روئے تست صبح زندگانی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ

جلد — نمبر

السواد الاعظم

ماہانہ پرچہ [illegible]

[illegible] فی المطبع [illegible] فی بلدۃ مراد آباد [illegible]

فہرست مضامین

محترم ناظرین السلام علیکم

آٹھ مہینے سے رسالہ آپ کی خدمت میں پہنچ رہا ہے جن حضرات نے ابتک اسکی قیمت ادا نہیں کی ہے وہ رسالہ کے کثیر مصارف اور قلیل قیمت پر نظر فرماکر فوراً قیمت بھیجدیں ورنہ ماہ آئندہ کا رسالہ وی پی حاضر ہوگا۔ جو صاحب وی۔ پی وصول نکرنا چاہیں وہ فوراً اطلاع دیں اور جلد تر بذریعہ منی آرڈر قیمت ارسال کردیں۔

نوٹ:۔ صفحہ ۱۵ کا بقیہ مضمون صفحہ ۱۷ پر ملاحظہ فرمائیے

۴۸۶

آسمانی شہادت

چرخ بریں پر نوری حرفوں میں پیغمبر اسلام کا اسم مبارک صلی اللہ علیہ وسلم

اول شعبان ۱۳۴۴ھ بعد مغرب ہندوستان کے مختلف مقامات پر بکثرت لوگوں نے حضور پُرنور سید انبیا محبوب کبریا سرور عالم نور مجسم آقائے کونین مولائے دارین خاتم المرسلین رحمۃ للعلمین سرور امجد سرور سرمد سیدنا ومولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم پاک آسمان پر مکتوب دیکھا جو معتدبہ عرصہ تک قائم رہا بہ تحریر منیر ستاروں سے بنی تھی اور بکثرت خلق خدا نے مشاہدہ کی جس روز یہ نام نامی ظاہر ہوا میں قنوج و ر ہسوہ میں بہ سلسلہ تبلیغ گیا ہوا تھا وہاں کے احباب میں سے بہت سے میرے شناسا ہیں جنہوں نے اس نام اقدس کی زیارت کی پھر اخباروں کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اضلاع متوسطہ میں بھی اسی تاریخ اور اسی وقت اس نام پاک کی زیارت ہوئی۔ زیارت کے وقت ایک عجیب عالم تھا دلوں میں ایمان کا سمندر موجیں مار رہا تھا اور محبت کے جوش نے وارفتگی کا عالم پیدا کر دیا تھا۔ مسلمان اپنے آقا کے نام پاک کی زیارت کر کے فرط سرور سے مست ہو رہے تھے۔ کفار کے لیے حیرت کا وقت تھا۔ اہل انصاف اور ارباب عقل سلیم کے لیے یہ قدرتی بیان حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق رسالت کے لیے کافی برہان ہے۔ میرے دل میں سوال پیدا ہوا کہ اس نقش دلکش کا اس وقت ظہور فرمانا اور اس تحریر پر تنویر کا اس زمانہ میں نمودار ہونا کیا حکمت رکھتا ہے۔ فوراً ہی میرے دل نے جواب دیا کہ اسم سامی کا نقش آسمان پر جلوہ گر ہوتا رہتا ہو اس میں کچھ بھی تعجب نہیں لیکن چونکہ یہ نقش اول شب میں ظہور فرما ہوا اور وہ عام طور پر لوگوں کے جاگنے کا وقت تھا اس لیے وہ جابجا دیکھ لیا گیا۔ ممکن ہے کہ ایسا اکثر ہوتا ہو لیکن شب کے پچھلے حصہ میں خلق مصروف خواب ہو اور اس کی خبر نہ ہو یہ خیال کر کے مجھے یاد آیا کہ اعلیٰحضرت عظیم البرکۃ امام اہل سنت حضرت مولانا مولوی مفتی قاری شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ العزیز کے خلف اصغر حضرت مولانا مولوی مفتی قاری شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب بریلوی دام مجدہ نے ایک مرتبہ اس سے پہلے آسمان پر نام اقدس کی زیارت کی ہے جو ستاروں سے اجماع

سے پیدا ہوا تھا اور دیر تک رہا اور وہ لطف زیارت میں ایسے محو ہوئے کہ کسی کو اطلاع نہ دے سکے
بہت سے حضرات ایسے وقائع پر مطلع ہو کر اس کو سرِ قدرت سمجھتے ہیں اور اسی لیے اظہار نہیں کرتے
اس کے ساتھ میرے دل میں یہ بھی آیا کہ اہل ہند نے جو اسلام کے خلاف شورشیں پیدا کر رکھی ہیں اور
کفر کے علم بلند کر کے دنیا کو کفر کی دعوت دے رہے ہیں اور اسلام کی مخالفت میں تحریر تقریر اغوا
افترا زر زور تمام قوتوں سے کام لے رہے ہیں اور شدھی کا غلغلہ ہند کی فضا میں گونج رہا ہے
ایسے وقت اہل ہند کو پیشوائے اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک آسمان پر بخط نور مکتوب دکھانا
ان سب کی پردہ دری اور دعاوی باطلہ کا اظہار بطلان اور دین حق کی ایسی زبردست برہان ہے جس سے
ابوجہل جیسے دل و دماغ کا شخص تو دیدہ و دانستہ منکر ہو سکتا ہے ورنہ اور کسی کو مجال انکار نہیں۔
آریہ کہتے ہیں کہ کتاب الٰہی آغاز دنیا میں ہونا چاہیے یعنی دنیا کی ابتدا اسی سے ہو اور کسی چیز سے متاخر و
مابعد نہ ہو۔ اگرچہ اُن کا یہ دعوت اُن کی کتاب سے بھی ثابت نہیں ہوتا بلکہ اُن کی کتاب (وید) اپنے
اندر اس کے خلاف قوی اور ناقابل انکار شہادتیں رکھتی ہے۔ لیکن قوم کے لیے اس سے بڑھکر کیا
برہان ہو سکتی ہے۔ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کی تحریر اس سطح پر نمودار فرمائی جو
انسانی دسترس سے بالاتر ہے اور کارپردازان قدرت کے سوا کوئی ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچ سکتا اور
آریوں کے اعتقاد میں وہ قدیم ہے جس کو وہ اکاش کہتے ہیں۔ مختلف بلاد و اضلاع میں رہنے والے
ایک ہی وقت میں اس آسمانی تحریر کو پڑھ رہے ہیں تو کون وجہ ہے کہ شدھی کے علمبردار اگر حق و
انصاف کے مدعی ہیں تو اپنے جھنڈے سرنگوں کر کے سچائی اور راستبازی کے ساتھ اشہد ان
محمداً رسول اللہ کے نعرے بلند نہ کریں۔ ہندوستان کی رہنے والی قومیں کس خواب خرگوش میں ہیں
ان قدرتی نشانوں کے بعد وہ پھر کیوں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک یہ بات بھی میرے
دل میں آئی کہ شیخ نجدی نے سرزمین حجاز مقدس میں جو گستاخانہ اور بے ادبانہ روش اختیار
کی ہے اور اسلاف کرام کے آثار متبرکہ اور حضور سرور انبیاء محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ
آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے مولد مبارک کی بابرکت عمارت کو نیست و نابود کیا ہے جسکی بنیادیں
انسانی ہاتھوں نے رکھی تھیں مگر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم ناز کی برکت سے وہ
مقدس عمارت شاہ و گدا اہل اللہ و اولیاء علماء و ائمہ کی زیارتگاہ تھی اُس کے مٹائے جانے اور
منہدم کیے جانے سے مسلمانان عالم بہت مضطرب و پریشان ہیں اور انھیں مسلمانوں کے مستقبل
کے لیے بہت اندوہناک اندیشے پیدا ہو گئے ہیں۔ بالخصوص ہندوستان کے بے دست و پا مسلمان

ان جانکاہ و ہوشربا حادثوں کی خبروں سے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں اور اُن کے دل عقیدت منزل بے چین و مضطرب ہیں۔ آسمان پر اس نقش پاک کے اظہار میں اُن کی تسکین خاطر ہے اور اُن سب کے زخم خوردہ اور رنجیدہ دلوں کی تشفی و تسلی ہے کہ نجدی بدکردار کا ناپاک ہاتھ اگر صفحہ خاک اور سطح زمین سے نقوش اور انسانوں کی قایم کی ہوئی یادگاروں کو جو حضور پُر نور حبیب کبریا محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد تازہ کیا کرتی تھی مٹا سکتا ہے۔ اس سے اُس سرور ذیجاہ اور سلطان عرش بارگاہ صلی اللہ علیہ و آلہ و بارک وسلم کے عزو وقار اور شہرت و افتدار کو شمہ بھر نقصان نہیں پہنچتا۔ اُن کا رب عزوعلا جو کفار کے طعنوں کے جواب میں قرآن پاک کی آیات کریمہ سے اُن کا اعزاز و اکرام فرماتا ہے وہ نجدی بیباک کی کمینہ حرکتوں کے بعد اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کو آسمان پر نوری حرفوں میں جلوہ گر کرکے عقیدت مندان اخلاص کیش کی تسکین فرماتا ہے مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والثنا کے اسم پاک کو اُس نے وہ رفعت عطا فرمائی ہے جہاں کسی دشمن بد باطن کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا اگر زمین سے اُن کی یادگار کے ارضی نقوش مٹائے جاتے ہیں تو آسمان پر نوری نقش و نگار میں اُن کی رفعت منزلت کا اظہار فرمایا جاتا ہے اس میں نجدی اور اُس کے ہم عقیدوں کی تذلیل و توہین اور اُن کا رغم انف ہے کہ محبوبان خدا کی مخالفت سے تم انھیں خلق کے دلوں سے نہیں نکال سکتے اُن کا رب اُن کی ایسی حمایت فرماتا ہے کہ اُن کے نام کے نقوش آسمان پہ جلوہ گر ہیں جہاں تمہارے شیخ نجدی اور اُس کی ذریات کی رسائی نہیں میرے مکرم جناب مولنا مولوی محمد برہان الحق صاحب سلمہ نے اپنے فتوے میں جو اسی مضمون کے بعد درج رسالہ ہے نام پاک کی تحریر بنانے والے ستارے کو شہاب ثاقب کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے اس میں یہ اشارہ نکلتا ہے کہ اس نام پاک کی تحریر شیاطین کے لیے قہر و عذاب ہے۔

میرے دل میں یہ بات بھی آئی کہ اس زمانہ میں اس نام پاک کا اس شوکت و شان کے ساتھ اظہار اور ہندوستان میں اس کو نمودار فرمانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضور کا دین قویم بلند و بالا ہوگا اور اُس کی چمک دمک سے ہندوستان منور و معمور ہوگا۔

اضلاع متوسط میں بیشتر زیارت ہونا یہ مژدہ لاتا ہے کہ ہندوستان کے قلب میں اسلام کی تجلیاں نور افشانی فرمائیں گی۔ دین پاک کی صداقت وحقانیت کے لیے اسلام قرآن وغیرہ کے الفاظ کریمہ کے نقوش یا کلمہ شریف کا نقش بھی دلیل و برہان ہو سکتا تھا مگر نام پاک کا اظہار اپنے ساتھ یہ بھی اشارہ فرماتا ہے کہ دین سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت میں منحصر ہے۔ روایات میں جہاں قوائم عرش پر اسم گرامی مکتوب ہونیکا تذکرہ ہے اور اس سے ضعیف العقیدہ یا خشک فلسفی متحیر ہوا کرتے ہیں اُن کی بھی تشفی ہے کہ آسمان پر

نام پاک دیکھ کر مطمئن ہو جاؤ جو رب کریم آج آسمان پر مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کا اسم سامی جلوہ گر فرماتا ہے اُس نے قوائم عرش پر جلوہ گر فرمایا تو کیا مقام استعجاب و محل انکار ہے۔

معراج شریف میں عرش معلی کو قدم پاک سے عزت دیا جانا اور نعل اقدس سے سرفراز کرنا اور برکت دینا جن فرسودہ دماغوں اور خشک دلوں کی خاطر نشین نہیں ہوتا انھیں آنکھوں سے دکھایا جاتا ہے کہ آسمان کو آپ کے نام انور سے عزت و زینت دی گئی کہ وہ نام اقدس ستاروں سے مکتوب ہوا جن کی نسبت قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح و جعلناها رجوما للشیاطین (اور بیشک ہمنے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا اور انہیں شیطانوں کے لیے مار کیا۔) دوسری آیت میں ارشاد ہے انا زینا السماء الدنیا بزینة الکواکب وحفظا من کل شیطان مارد (بیشک ہمنے نیچے کے آسمان کو تاروں کے سنگار سے آراستہ کیا اور نگاہ رکھنے کو ہر شیطان سرکش سے۔) اور میرا ذوق دل تو یہ کہتا ہے کہ ان آیتوں کی تفسیر پورے طور پر اس واقعہ نے دلنشین فرمائی وللہ الحمد شق القمر کا معجزہ دیکھ کر کفار متحیر تھے اس طرح آج بھی آسمان پر نام پاک دیکھکر لاجواب ہیں مگر انھیں ایک یاد ملتی ہے کہ جسکا نام پاک آج پردہ فرمانے کے بعد بھی آسمان پر خط نور میں جلوہ نما ہے اس کے انگشت مبارک کے اشارے سے چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا بیشک قابل قبول ہے۔

دنیا میں کبھی اور کہیں ایسا ہوا ہے زمانہ کی تاریخ کچھ اسکا پتہ نشان دیتی ہے۔ عالم کی آنکھوں نے کسی اور کا نام کبھی بھی آسمان پر نورانی حرفوں میں لکھا دیکھا ہے۔ حق کے طالبو چلو اس نورانی نام والے کی غلامی اختیار کرو۔ اس کے دامن حمایت میں پناہ لو اس کے دامن رحمت کو ہاتھوں میں تھامو۔ گمراہی سے بچو۔ آنکھیں کھولو۔ اندھے نہ بنو۔ اس واقعاتی شہادت اور آسمانی ثبوت کے بعد قبول حق میں تاخیر نہ کرو غضب الہی سے ڈرو اپنی جانوں پر رحم کرو۔ اپنے آپ کو عذاب نار و غضب جبار سے بچاؤ۔ ادخلوا فی السلم کافة ولا تتبعوا خطوات الشیطان انه لکم عدو مبین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین۔

یہ واقعہ تحریر کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ مراد آباد میں بھی مظفر حسین خان صاحب اور چند اور صاحبوں نے ماہ ذی الحجہ ہی میں نام پاک کی تحریر سر شام آسمان پر دیکھی

المعجزة العظمى المحمدية ۱۳۴۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و حامیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مورخہ ۹ شعبان المعظم ۱۳۴۵ ہجری کو مغرب کے وقت بجانب قبلہ ایک روشن ستارہ نے ٹوٹ کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک صفحۂ آسمان پر نمایاں کیا۔ جبلپور سی۔ پی کے اکثر مقامات کے ہزارہا باشندوں نے دیکھا۔ کیا اس کرشمۂ قدرت یا آسمانی شہادت کو معجزہ کہا جا سکتا ہے۔ جواب مع عقلی و نقلی دلائل تحریر فرمائیں

بینوا و توجروا احقر نور اللہ خان کانب۔ الہ آبادی عفی عنہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ

الجواب وهو الموفق

ہر امر عجیب و خارق عادت جس کے ظہور کا تعلق نبی کی ذات یا صفات و خصائص و حالات سے ہو اگر وہ تحت تحدی و مقترن بدعوائے نبوت ہے تو معجزہ ہے ورنہ آیت۔ لیکن بروجہ تشبیہ و تغلیب آیت پر بھی معجزہ کا اطلاق شائع و ذائع ہے پھر یہ تعلق بھی نبی کی حیات ظاہری سے خاص نہیں بلکہ نبی کی وفات کے بعد کے لیے بھی عام اور تا قیامت باقی ہے۔ حتیٰ کہ نبی کے امتی کسی ولی کی کرامت بھی اسی نبی کے معجزات سے ہے۔ غرض کہ نبی کی وفات کے بعد بھی اُس سے نسبت رکھنے والے امور خارقہ عادت و کرشمہ ہائے قدرت الہی۔ آیات و معجزات کہلائیں گے کیونکہ وہ نبی سے متعلق ہیں اور بدلالت قرائن اقوال و احوال و خصائص بھی حکماً مقترن بدعوائے نبوت اور تحت تحدی ہیں۔ زبیدی شرح احیاء میں ہے۔ (ایدہ اللہ سبحانہ بالمعجزات الظاهرة والآیات الباهرة) معنی الآیة العلامة علی صدقه و المعجزة هی الآیة مع التحدی بها۔ اور اللہ سبحانہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید فرمائی ظاہر معجزات اور کھلی ہوئی آیتوں کے ساتھ۔ آیت کے معنی یہ کہ ایسی علامت جو حضور کی صداقت پر دلالت کرے اور معجزہ بھی وہی آیت ہے جو تحدی کے ساتھ ہو۔ اور بھی زبیدی میں ہے والقوم یعدون امثال هذه کشق الصدر واظلال الغمامة و تسلیم الحجر معجزات علی سبیل التشبیه والتغلیب اور قوم یعنی ائمہ کرام نے ایسی آیتوں اور نشانیوں کو جو بغیر تحدی کے ہوں جیسے شق صدر اور ابر کا حضور پر سایہ کرنا اور پتھر کا سلام کرنا۔ معجزات میں بروجہ تشبیہ و تغلیب شمار کیا ہے فتاوی حدیثیہ میں ہے ان کرامة الولی من بعض معجزات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولی کی کرامت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے۔

پھر بعد وفات نبی جب تک نبی کی نبوت باقی اُس کے دعوائے نبوت پر تحدی قائم اور نبی کے تحت تحدی اور تحت نبوت جو امر خلاف معمول و خارق عادت صادر ہو وہ اُس نبی کا معجزہ ہے کیونکہ معجزہ ایک فعل الہی ہے جو منکرین و مشرکین و معاندین کو نبی کی مخالفت اور اس کے مقابلہ معارضہ سے عاجز کرکے اُس نبی برحق کے دعوائے نبوت و رسالت کی تصدیق اور اُس کے دین متین کی صداقت و حقانیت کی توثیق کرے تو اُس کے لیے نبی کی حیات ظاہری کی حاجت نہیں نشر المحاسن میں ہے کل فعل خارق للعادة مستلزم صدق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیما ادعاہ من الرسالة معجزة له ہر فعل جو خارق عادت خلاف معمول ہو اور

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رسالت کا دعوے کیا اُس میں اُن کی سچائی کا مستلزم ہو وہ اُس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہے احیاء العلوم میں ہے وجہ دلالۃ المعجزۃ علی صدق الرسل ان کل ما یعجز عنہ البشر لم یکن الا فعلا للہ تعالیٰ نبیوں اور رسولوں کی سچائی پر معجزہ کی دلالت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کے مقابلہ سے انسان عاجز ہو وہ اللہ ہی کی طرف سے اور اُسی کا فعل ہے حدیقہ ندیہ میں ہے فالمعجزۃ علی ھذا لا یشترط لھا حیاۃ الرسول بل تکون بعد موتہ ایضا تو اس بنا پر معجزہ کے لیے رسول کا حیات ظاہری کے ساتھ زندہ رہنا شرط نہیں بلکہ معجزہ اُن کی وفات کے بعد بھی ہوتا ہے۔

جب ظہور معجزہ کے لیے رسول و پیغمبر کی حیات ظاہری شرط نہ رہی تو بعد وفات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ بھی خرق عادات ظاہر ہوں سب معجزہ ہیں۔ کیونکہ وہ مقرون بالتحدی ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی بین شہادت دیتے ہیں اور بقرائن صریحہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین متین کی صداقت و حقانیت پر دلالت کرتے ہیں۔ اور منکرین معاندین اس کے معارضہ سے عاجز اور مقابلہ میں مبہوت ہیں۔

فتاوی حدیثیہ میں ہے اکثر معجزات الانبیاء لا سیما نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقعت من غیر ادعاء النبوۃ انبیاء کرام علیہم السلام کے اکثر معجزات خصوصًا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بغیر ادعائے نبوت کے واقع ہوئے۔ اور یہی فتاوی حدیثیہ میں ہے ان کل ما وقع منہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد النبوۃ مقرون بالتحدی لان قرائن اقوالہ واحوالہ ناطقۃ بادعاء النبوۃ وتحدیہ للمخالفین واظہارہ ما یقمعھم ویحدیھم جو معجزات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد نبوت ظاہر و واقع ہوئے وہ مقرون بالتحدی ہیں۔ کیونکہ حضور کے دعوائے نبوت اور حضور کے مخالفین پر تحدی اور حضور کا وہ باتیں ظاہر فرمانا جو منکرین و مخالفین کو توڑ دیں اور عاجز کردیں۔ ان تمام امور پر حضور کے اقوال اور احوال کے قرائن ناطق ہیں۔ شرح الشفا للملا علی قاری میں ہے (معجزۃ نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تبید) ای لا تفنی ابدا ولا تنقطع (وآیاتہ) علاماتہ الدالۃ علی صدقہ (تتجدد یوما فیوما ولا تضمحل) ای ولا تزول اصلا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہمیشہ رہنے والا ہے اور کبھی منقطع نہ ہوگا۔ اور حضور کی آیتیں یعنی حضور کی سچائی اور صداقت و حقانیت پر دلالت کرنیوالی علامتیں دن بدن نئی ظاہر ہوں گی اور کبھی کمزور نہ ہوں گی یعنی ہرگز زائل نہ ہوں گی حدیقہ ندیہ میں ہے انہ مبعوث الی الثقلین وخاتم الانبیاء والرسل ومعجزاتہ الظاہرۃ باقیۃ علی وجہ الزمان وشہادتہ قائمۃ فی القیامۃ علی کافۃ البشر بیشک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں جہان کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں اور آپ خاتم ہیں تمام نبیوں اور رسولوں کے اور آپ کے کھلے ظاہر معجزات زمانہ کے

قائم رہنے تک باقی ہیں اور صدق نبوت کی شہادت قیامت تک تمام لوگوں پر قائم ہے۔ افضل القری میں ہے ان هذه الشريعة كانت باقية على صفحات الدهر الى يوم القيمة خصت بالمعجزات العقلية الباقية ليراها ذو والبصائر بیشک یہ شریعت اسلامیہ دُنیا کے پردہ پر قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔ یہ شریعت خاص کی گئی ہے معجزات عقلیہ کے ساتھ جو باقی رہیں گے تاکہ انھیں عقل کی آنکھ والے دیکھیں جامع الکرامات میں ہے فكان بذلك صلى الله تعالى عليه وسلم كانه موجود بين امته ليشاهدون معجزاته بعد مماته كما كانوا يشاهدونها في حياته صلى الله تعالى عليه وسلم ليزداد الذين امنوا ايمانا ان معجزات کے سبب گویا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے درمیان خود موجود ہیں کہ لوگ آپ کے معجزات کا مشاہدہ آپ کی وفات کے بعد بھی کر رہے ہیں جیسا کہ آپ کی حیات ظاہری میں مشاہدہ کرتے تھے تاکہ ایمان والوں کے ایمان زیادہ ہوں۔

واقعہ مذکورہ سوال کہ ستارہ کا بصورت شہاب ثاقب نازل ہونا مطلع ہلال پر قرار پکڑنا۔ پھر اسکا تغیرات کے بعد علم پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو جانا حسب تصریحات بالا یقینا وہ سرکار رسالت مآب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بین معجزہ ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ نہ وہ کسی انسان کا کام تھا نہ وہ کسی مجہول الحال کا نام تھا نہ کوئی مہمل و بے معنی کلمہ تھا بلکہ ایک فعل الٰہی اور کرشمہ قدرت کبریائی تھا جس نے اپنے پیارے محبوب حقیقی مطلوب تحقیقی مختار مطلق برگزیدہ نبی برحق پیغمبر اعظم رسول مکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم محترم اسم پاک معظم کو چمکا کر روشن فرما کر بھٹکتوں گم کردہ راہوں کو متنبہ کر دیا اور سوتوں غفلت آشناؤں کو بیدار فرمایا کہ یہی سرکار ابد قرار ہیں جنکا دین متین قیامت تک قائم و باقی اور جنکی نبوت کریمہ و رسالت عظیمہ دائم و لازوال ہے۔

یہ ظہور اسم مبارک زبان حال سے کفار پر تحدی فرما رہا ہے کہ ہے کوئی دین کوئی مذہب۔ کوئی ملت۔ کوئی فرقہ جو اسلام کی ایسی کھلی صاف، روشن مبارک مثال پیش کر سکے لا واللہ ہرگز ہرگز نہیں۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکفرین۔ تو اے مخالفان اسلام اگر تم ایسی ظاہر مثال نہ پیش کر سکو اور یقینا تم ہرگز نہ پیش کر سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کے ایندھن آدمی ہیں اور وہ پتھر جنہیں یہ آدمی بُت بنا کر پوجتے ہیں۔ اور وہ آگ مقرر کی گئی ہے صرف کافروں کے لیے۔

اللہ تعالیٰ اسم اعظم علم معظم کو مرتفع فرما کر اپنے بندوں حضور اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتیوں کو بشارت عظیمہ دے رہا ہے کہ جس پیارے نبی کی پیروی جس برگزیدہ پیغمبر کی اطاعت جس رسول کی تعظیم کے اتباع میں تمہیں مراتب سعادت عطا ہوں تمہیں عقاب الٰہی۔ فتنہ قبر اور عذاب

آخرت سے نجات ملے۔ اسکا نام پاک علم مبارک ہم نے مشعل ہدایت بناکر مطلع ہلال پر چمکا دیا اور حسب وعدہ قرآنی ورفعنا لك ذكرك ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کیا۔ اسم پاک کو رفعت و بلندی کیساتھ تم پر سایہ افگن فرما دیا۔ جو اپنی سعادت افروز تجلی اور مسرت افزا روشنی میں عامۂ امت اجابت و دعوت کو طریق خیر و سعادت اور صراط رشد و ہدایت کی طرف پکار پکار کر بلا رہا ہے ان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله یقیناً یہی میری سیدھی راہ ہے تو اسپر چلو اور دوسری راہیں نہ اختیار کرو کہ سیدھی راہ سے بھٹکا دیں۔

بلاشبہ یہ ظہور اسم پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندہ رسالت کے بقا و قیام و دوام کی بین شہادت اور دین مصدق و برحق اسلام کی برہان ساطع اور اس کی صداقت و حقانیت پر دلیل قاطع ہے جس کے ظہور سے کفار و مشرکین و مخالفین اسلام مبہوت اور اس کے مقابلہ و معارضہ سے عاجز و قاصر ہیں۔ یہی معجزہ کی تعریف ہے۔ اور تنجامها بسر سادق شرح مقاصد میں ہے المعجزة هي فعل من الله تعالى بقصد تصديق ... یعنی معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جس سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق مقصود ہے۔

اب کون ہے جو اس کے اعجاز محمدی ہونے میں شک لائے۔ اور معجزہ ہونے میں کلام کرے۔

مسلمانو! ہوشیار۔ خبردار بہت سو چکے اور خواب غفلت میں اتنا کھو چکے کہ اس کی تلافی دشوار ہے۔ مگر جو کچھ باقی ہے اسی کو سنبھالو۔ ظہور اسم مبارک تمہیں سبق دے رہا ہے کہ اسی مبارک و محترم نام والے سرکار ابد قرار کے سایہ میں تمہارے لیے سب کچھ ہے۔ صدق و اخلاص کے ساتھ ان کی اطاعت ... ان کی پیروی تمہارے لیے منہاج رفعت و عزت اور معراج ترقی ہے۔ اس سے باہر ہونے ... سے پھر جانے ... روگرداں ہو جانے میں تمہارے لیے ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں قال عز وجل ان الذین یحادون اللہ ورسوله اولئك فی الاذلین كتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز۔ بیشک وہ لوگ جو اللہ و رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں اللہ لکھ چکا کہ ضرور ضرور میں غالب آؤنگا اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ بیشک اللہ قوت والا عزت والا ہے واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه عز مجده اتم واحکم۔

کتبہ الفقیر عبد الباقی محمد برہان الحق القادری الرضوی الجبلپوری غفرلہ۔

الجواب صحیح صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب رقیم ذیقعدہ مبارک ۱۳۴۵ھ الجواب صحیح والمجیب مثاب

محمد نعیم الدین غفرلہ عمر النعیمی محمد احسان الحق

تو اُسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایمان کی طرف جو تونے ہمیں ہدایت فرمائی اُسپر قائم رکھ اور عرفان کے مراتب ہم کو عطا فرما جیسے ایک عارف پڑھتا ہے تو اُسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہمیں سیر فی اللہ میسر کر کہ ہم سے ہمارے احوال کی تاریکیاں اور ہمارے ابدان اور مادیت کے ظلمات دور ہوں اور ہم تیرے نور قدس سے منور ہو کر تیرے دیدار سے مشرف ہوں اور ہوش میں تیری ذات اور صفات اور افعال کی تجلیاں دیکھیں۔

صراط مستقیم سے طریق حق دین قویم ملت اسلام مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے بعض کے نزدیک قرآن پاک اور حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا خلق کریم جس کو حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کان خلقہ القران کہ حضور انور کا خلق کریم قرآن حکیم ہے۔ علامہ شیخ اسمعیل حقی نے تفسیر روح البیان میں فرمایا الصراط المستقیم ھو الدین القویم وھو ما یدل علیہ القران العظیم وھو خلق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم یعنی صراط مستقیم دین قویم ہے اور دین قویم وہ ہے جس پر قرآن عظیم دلالت فرماتا ہے اور جس چیز پر قرآن عظیم دلالت فرماتا ہے وہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ ہیں تو نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ قرآن عظیم کا صحیح مدلول حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاکیزہ اخلاق ہیں یہی دین قویم ہے اور اسی کو قرآن عظیم میں صراط مستقیم کے ساتھ تعبیر فرمایا۔

حضرت امام جلیل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں فرمایا کہ ابو العالیہ اور حسن بصری رحمہما اللہ تعالے نے فرمایا کہ صراط مستقیم حضور انور ہیں علیہ الصلوۃ والسلام اور حضور کے اہل بیت اخیار و اصحاب اطہار رضی اللہ تعالی عنہم ۔ ۔ ۔ ابو العالیہ اور حسن بصری سے ابو القاسم و ماوردی نے نقل کیا اور مکی نے بھی ان دونوں بزرگوں سے ایسا ہی نقل کیا ہے اُنکا قول یہ ہے کہ صراط مستقیم حضور ہیں اور حضور کے صاحبین جلیلین ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہم و علیہ ابو اللیث سمرقندی نے بھی صراط الذین انعمت علیہم کی تفسیر میں ابو العالیہ سے ایسا ہی نقل فرمایا کہ جب یہ قول حسن کے پاس پہنچا تو اُنہوں نے فرمایا کہ بخدا یہ سچ ہے اور خوب ہے۔

ماوردی نے عبد الرحمن بن زید سے بھی ایسا ہی نقل کیا۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ ایک ایک ادا اُس سرور یکتا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی سنت ہے اور قرآن پاک نے یہ ارشاد فرمایا ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس لادیں تم اُس کو قبول کرو اور جس امر سے وہ منع فرمائیں اُس سے باز رہو۔ تو دین انہیں کے امر انہیں کی اطاعت ہے دوسری آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا وما ینطق عن الہوی ان ھو الا وحی یوحی اسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ خواہشات نفس سے وہ سرور کریم صلی اللہ علیہ وسلم پاک ہیں کہ زبان اقدس پر ایک کلمہ بھی اپنی خواہش سے نہیں آیا جو ادا ہوتا ہے

و سبب جس کی وجہ سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتحیات کی بہت بلند و بالا مرتبت کا بیان ہے اور حبیب صراط مستقیم حضور ہیں تو ظاہر ہے کہ بارگاہ الٰہی تک وصول اور باریابی کے لیے حضور کے سوا کوئی اور راہ نہیں۔ اب انبیا ہوں یا مرسلین سب کو اس حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع لازم ہوا اور وہ بادشاہ کونین جیسے نبی الامم ہیں ویسے ہی نبی الانبیا بھی اسی لیے قرآن پاک میں انبیا کے میثاق کا ذکر ہے جس سے حضرت رب العزت عز وجلالہ پاک نے انبیا سے کتاب و حکمت سے مشرف ہونے کے بعد حضور پر ایمان لانے اور حضور کی نصرت کرنے کا عہد لیا اور اسی لیے قرآن پاک میں ارشاد ہوا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولی فما ارسلنٰک علیہم حفیظا۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبرداروں میں وہی داخل ہے جو حضور انور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا فرمانبردار ہو۔ اب انبیا ہوں یا مرسلین ملائکہ ہوں یا اجنہ ہر مخلوق پر حضور کی اطاعت لازم ہے۔ اسی مضمون کو مختلف طرز میں گوناگوں عنوانوں کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے۔ کہیں ارشاد ہوا بعثت الی الخلق کافۃ یعنی تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔ کہیں ارشاد فرمایا بعثت الی الاحمر والاسود کہ ہر سیاہ و سرخ کی طرف میری بعثت ہوئی۔ اس سے ثابت کہ حضور تمام خلق کے نبی ہیں اور سب آپ کی امت تو یقینا صراط مستقیم آپ ہیں اور آپ ہی کی بدولت وصول الی اللہ کی نعمت میسر آ سکتی ہے۔

ابو العالیہ اور حسن بصری کی تفسیر کی بموجب حضور اور حضور کے اہل بیت و اصحاب صراط مستقیم کا مصداق ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی سنت اور حضور کے صحابہ اور اہل بیت اطہار کی روایت کی موجب حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کا اتباع کرے۔ اس نے صراط مستقیم پالی اور ایسے لوگوں کو اہل سنت و جماعت کہتے ہیں تو آیہ کریمہ اھدنا الصراط المستقیم نے صاف کر دیا کہ تمام فرقوں میں فرقہ حق یہ ہے جو اہل سنت و جماعت ہے اسی لیے حدیث شریف میں وارد ہوا علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین (رواہ الترمذی) دوسری حدیث میں ارشاد ہوا علیکم بالجماعۃ والعامۃ (رواہ احمد)

تیسری حدیث میں ارشاد فرمایا من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ (رواہ احمد و ابو داؤد) چوتھی حدیث میں ارشاد فرمایا ید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار (رواہ الترمذی) پانچویں حدیث میں ہے اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار (رواہ ابن ماجہ) ان تمام حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور فرماتے ہیں کہ میرے اور خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم کرو اور سواد اعظم اور جماعت جمہور کا اتباع لازم سمجھو۔ جو جماعت سے جدا ہوا وہ جہنمی ہے اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا تو ثابت ہوا کہ صراط مستقیم طریقہ اہل سنت و جماعت کا

ہندوؤں کی ہندو مذہب سے نفرت

ہندو سرعت کیساتھ اپنا دین چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں

دس سال میں ایک کروڑ بارہ لاکھ ہندوؤں نے اپنا مذہب ترک کردیا

ہندو مذہب میں روحانی کشش نہ ہونیکا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ ہر قوم کے ہندو مذہب چھوڑکر بھاگ رہے ہیں آج نہ اورنگ زیب کا فرضی جبر و تشدد ہے نہ ہندوؤں کے گلوں پر تلواریں رکھکر مذہب چھوڑنے کے لیے مجبور کیا جارہا ہے پھر اس کے کیا نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ ہندو مذہب کی اندرونی حالت انصاف پسند لوگوں کو دوسرے مذہب کی طرف بھگاتی ہے دس سال کے عرصہ میں ۱۹۱۱ء سے ۱۹۲۱ء تک ہندوؤں کی تعداد ایک کروڑ بارہ لاکھ کم ہوگئی جس کے تفصیلی اعداد و شمار ۱۹ / مارچ ۱۹۲۷ء کے تیج میں چھاپے گئے ہیں حق طلب ہندو مذہب کی جستجو کریں اور سچائی سے ہمہ گیر مذہب اسلام کے سامنے گردن جھکائیں جو باوجود سرگرم مخالفتوں کے روز بروز بڑھتا چلا جارہا ہے اور جس کی کشش دنیا کے ہر خطے سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اسکی ہمہ گیری کے اندیشہ سے آج ہندو شدھی اور سنگھٹن کے لیے لاکھوں روپیہ برباد کر رہے ہیں۔ یہ تحریکیں بھی ہندو مذہب کی تعداد کو کم کرنیوالی ثابت ہوں گی اور ہندوؤں میں جستجو کا مادہ پیدا ہوگیا تو حق پسند لوگ ضرور اسلام قبول کرلیں گے اور کرتے چلے جارہے ہیں۔ ہندو عاقلو بات کا پاس مت کرو سچائی کے گرویدہ ہو کر اسلام کو قبول کرلو۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس

بمقام پوکھریرا ضلع مظفرپور (صوبہ بہار) بتاریخ ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ مئی ۱۹۲۵ء کو نہایت شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوئے۔ جابجا کے نمایندے کثیر التعداد علما مشائخ عمائد شریک تھے حضرت حجۃ الاسلام مولانا مولوی حامد رضا خان صاحب دامت برکاتہم باتفاق مستقل صدر قرار دیے گئے اور تمام اجلاس حضرت حامی اسلام مولانا الحاج مولوی

سید محمد شاہ صاحب محدث کچھوچھوی اشرفی مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوئے استقبالی جماعت کا انتظام و ترتیب قابل تعریف تھا۔ جناب مولوی ولی الرحمن صاحب اور جناب مولوی حکیم عطاء الرحمن صاحب قابل تعریف ہیں جنکی مصروفیت اور انہماک نے تمام مہمانان کانفرنس کو آسائشیں پہنچائیں اور بہت پُر شوکت جلوس نکلتے رہتے ہیں۔ شوکت حسین صاحب سکریٹری انجمن انصار الاسلام مراد آباد جنہوں نے جلسہ کی نگرانی مہمان خانہ کا نظم و انتظام کو رہی سربراہی اپنے ذمہ لی تھی اپنی قابل قدر خدمات سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

صوبہ بہار کی سنی کانفرنس کی جانب سے اُن کی حسن خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے اور انھیں ایک عمدہ سارٹیفکٹ دیا گیا ہے۔ سب سے زیادہ اور خصوصیت کے ساتھ ذکر کے قابل حضرت مولٰنا مولوی ابو دی محمد حبیب الرحمن صاحب مجیبے کی ذات گرامی ہے جو ایک ولی خصائل بزرگ ہیں اور دین کی حمایت میں رات دن مشغول و مصروف۔ [illegible] یہ احسان اُن پر بہت عظیم ہے کہ اُنکا گھر علما سے بھرا ہوا ہے اور اُن کے صاحبزادے اُن کے بھتیجے اُن کے داماد سب بمنہ تعالیٰ عالم ہیں اور خدمات اسلام میں سرگرم۔ یہی خصوصیت تھی کہ بہار کا اجلاس جو کہ پرتہ میں منعقد ہوا یہاں کے جلسہ میں شاہ حاجی نعمت اللہ صاحب مجذوب سالک جن کو [illegible] صاحب [illegible] برابر شریک رہتے تھے۔ آپ نے علما کی دعوتیں فرمائیں آپکا وجود مبارک تمام روزگار میں [illegible] کشف اسقدر قوی ہے کہ دلوں کے خطرے دماغوں کے خیال بے تکلف اُن کی زبان پر آتے رہتے ہیں [illegible] تھوڑی سی ملاقات میں اُن کے زبردست اور کشف صحیح کے بہت سے واقعے اپنی آنکھوں سے دیکھے اللہ تعالیٰ ایسے وجود وال کو دیر تک باقی رکھے اور اُن کے فیوض و برکات سے عالم کو متمتع فرمائے

مندرجہ ذیل تجاویز بالاتفاق منظور ہوئیں۔

(۱) یہ طے ہوا کہ گاؤں گاؤں میں سنی کانفرنس کی شاخیں قایم کیجائیں جو مسلمانوں کے باہمی مناقشات کو حسن تدبیر سے رفع کرنے کی لگاتار کوشش میں رہیں اور تمام سنی علماء اور کانفرنس کے اراکین اہل سنت کے رفع نزاع کو اپنا فرض سمجھیں اور اپنے مقدور تک اس کی پوری کوشش کریں۔

(۲) طے ہوا کہ اہل سنت کے مخالفین یعنی وہابیہ دیوبندیہ۔ قادیانیہ۔ نیچریہ۔ رافضیہ وغیرہ جملہ بدمذہبوں کی صحبت اور اُن کے اجتماع اُن کے مجالس کی شرکتیں اُن کے اخبار و رسائل کے مطالعے اور اُن کے پیچھے نماز پڑھنے اُن کے ساتھ مناکحت سے اجتناب کریں تاکہ آئے دن کے فسادات سے امن ہو۔

(۳) غیر مسلموں کی طرف سے خطرے پیدا ہونے کی صورت میں گورنمنٹ کو اور اُس کے حکام کو باخبر کرنا اور حفظ امن کے لیے موثر تدابیر اختیار کرنے کی طرف توجہ دلانا اور گورنمنٹ اور اخبارات کو بھی اطلاع بھیجنا عندالضرورت تار اور ڈاک سے گورنمنٹ کو ہوشیار کرنا۔

(۴)(۵) نمبر ایک میں جو دیہات کی جمعیتیں تجویز ہوئی ہیں وہ ناواقف مسلمانوں کی تعلیم اور یتامیٰ و بیوگان و نادار مسلمانوں کی حمایت و حفاظت اپنا فرض سمجھیں۔

(۶) مسلمانوں کو تجارت کی طرف مائل کرنا اور عام مسلمانوں کو انہیں سے خریدنے کی رغبت دینا اور بیکار مسلمانوں کو کوشش کر کے کام پر لگانا اور قرض کی مصیبت سے آزاد کرنے کے لیے ہر سعی کام میں لانا مقروض مسلمانوں کی صدقات سے امداد کرنا تقریبات میں جماعتی زور ڈالکر اسراف سے روکنا۔

(۷) مسلمانوں کو دعوت اسلام اور اصلاح کی عام طور پر توجہ دلانا۔ مدارس اسلامیہ کی امداد اور طلباء و مدرسین سے تبلیغی کام کے لیے دورہ کرنے اور اپنے دینی پیروں سے نشر و اشاعت کی خاص توجہ رکھنے کی استدعا کرنا اور ترغیب دلانا اور مدارس کا اجراء اور تبلیغ کے لیے ہندوستان کا دورہ کرنے کے لیے ایک وفد بھیجنا۔

(۸) جا بجا کے چھوٹے مناظرے جنکا کوئی نتیجہ نہیں ہوتا اور ان میں وقت اور روپیہ بیکار ضائع ہوتا ہے بسا اوقات بدامنی کا باعث ہوتے ہیں قطعاً بند کیے جائیں اور ہر جماعت سے مناظرہ کرنا جمعیت عالیہ کے سپرد کیا جائے جمعیت عالیہ [illegible] اہل علم سے فیصلہ کن اور نتیجہ خیز مناظرہ کے لیے تیار رہے جس کے بعد پھر مناظرہ کی ضرورت باقی نہ رہے نیز کوشش کیجائے کہ ایک ایسی مذاہب کانفرنس قائم ہو سکے جس میں تمام ان مذاہب کو دعوت دیجائے جو کسی کتاب کو آسمانی اور کتاب الہی مانتے ہیں ان میں سے ہر ایک اپنی کتاب کے کتاب الہی ہونیکا ثبوت دے اور پھر جو اعتراضات وارد کیے جائیں ان کے جواب دے اور بحث ختم ہونے تک وہ کانفرنس برابر اپنے اجلاس کرتی رہے۔

(۹) نومسلمین کو بھیک مانگنے سے بچایا جائے وہ اگر تعلیم پانے کے قابل ہوں تو اسلامی درسگاہیں اسکا انتظام کریں ورنہ مسلمان ان کے لائق کوئی مزدوری یا ملازمت تلاش کر دیں یا کوئی کام سکھا دیں اور اسوقت تک ان کے خورد نوش کا کوئی انتظام کر دیں۔

(۱۰) (الف) مصیبت زدہ مسلمانوں کے ساتھ ضرور اظہار ہمدردی کیا جائے اور ظالموں کے خلاف برابر احتجاجی صدائیں بلند کی جائیں۔

(ب) اسی سلسلہ میں یہ جلسہ مسلمانان پونا۔ بلیا۔ باریسال۔ اور مسلمانان اندور۔ لاہور کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ کو ان مظلوموں کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

(۱۱) مدارس اسلامیہ سنیہ کو ترقی دی جائے حسب ضرورت مدرسے کھولے جائیں اور مسلمانوں کو اس کی ترغیب دلائی جائے۔ مدارس اسلامیہ میں ایسا نصاب پڑھایا جاوے جس کو پڑھکر طلبا تبلیغ کا کام کر سکیں۔

اگر اسلامی علوم سے محض بے بہرہ تھے اور انھیں پتہ نہ تھا کہ بہشتی پاک حوروں سے یہاں کی عورتوں کو کچھ نسبت ہی نہیں۔ یہ طرح طرح کی گندگیوں نجاستوں میں گرفتار اور اُن کے بدن پر میل بھی نہیں آ سکتا یہ سرمست شہوت مگر وہ ہر بُرے جذبہ سے پاک۔ مانا کہ پنڈت جی یہ کچھ نہ جانتے تھے لیکن نابالغی کے ایام کا ان جذبات سے خالی ہونا تو اُن کی نگاہ کے سامنے تھا پھر کس طرح انہوں نے ایسی قبیح گندی گالی دینے کی جرات کی۔ یہ گالی حوروں کو تو نہیں تھی انہیں تو اللہ تعالیٰ نے بہت پاک پیدا کیا ہے دُنیا کی عورتوں پر کسی طرح اُسکا قیاس ہی نہیں ہو سکتا بلکہ یہ گالی اُس گالی دینے والے کی بدباطنی سیاہ دلی اور تعصب کی نابینائی کی خبر دیتی ہے۔

دن کس طرح گذرتے ہیں یہ تو پنڈت جی کو اُس وقت سوچنا چاہیے تھا جب وہ بان پرستھ کی ہدایتیں دے رہے تھے اور جب انہوں نے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۶۱ میں لکھا تھا کہ:۔ برہمچاری رہے یعنی اگرچہ اپنی عورت ساتھ ہو تاہم اُس کے ساتھ نفسانی حرکت کچھ نہ کرے۔" اسوقت سوچنا تھا کہ شوہر برہمچاری ہو گئے تو اُن کی دیویوں کے دن کس طرح اور کس کے سہارے گذریں گے۔

اس کے بعد پنڈت جی کا اس سے بھی بیہودہ کلمہ اور فحش گالی جو جاہل سے جاہل اور بھکڑ سے بھکڑ بدچلن آدمی بھی منھ سے نہیں نکال سکتا اُن کی قابلیت کی تعریف کرتی ہے اسی گالی کے بعد لکھتے ہیں۔

ہاں اگر خدا کی اُن پر مہربانی ہوتی ہوگی اور خدا ہی کے سہارے وقت گذارتی ہوں گی تو ٹھیک ہو سکتا ہے۔

آریو انصاف سے کہو کیا کوئی بد سے بد اور جاہل سے جاہل آدمی بھی خدا کی شان میں ایسی گالی گلوچ کر سکتا ہے اور اس قسم کی بیحیائی کسی پیشوائے مذہب کی شان ہو سکتی ہے۔ کس غفلت میں ہو اپنے آپ کو ایسے شخص سے بچاؤ جو اس بیدردی کے ساتھ تہذیب و انسانیت کا خون کرتا ہے۔ میں پنڈت صاحب کی اس بدکلامی کے باوجود انھیں اُس قسم کا جواب نہیں دینا چاہتا اور خود اُن کی اور اُن سے کمتر لوگوں کی نسبت بھی ایسے کلمات لکھنا گوارا نہیں کرتا۔ لیکن نمکین اور رنگیلے الفاظ میں پوچھا جا سکتا تھا کہ آپکی کنیاؤں کے دن آپ کے گھر کسطرح گذرتے ہیں اُن پر آپ کی مہربانی ہوتی ہے اور وہ آپ ہی کے سہارے وقت گذارتی ہیں۔ اس کی نسبت کیا سمجھا جائے۔ اسی طرح آپکی بیوائیں آپکے برہمچاریوں کی عورتیں اور خود برہمچاری بن جانے والی عورتیں اپنے دن کسطرح گذارتی ہیں اُن پر کس کی مہربانی ہوتی ہے اور اُن کا وقت کس کے سہارے کٹتا ہے لیکن میں ایسا سوال بھی پسند نہیں کرتا اور صرف آریوں کو اس تہذیب کی طرف توجہ دلانے پر اکتفا کرتا ہوں کاش کہ پنڈت جی کی ایسی اخلاقی ذبونی عاقل آریوں کے لیے اس جعلی دھرم سے نفرت کا باعث ہو اور وہ علم و تہذیب اور حقانیت کے سایہ میں آکر اسلام کے جھنڈے کے نیچے پناہ لیں۔ پنڈت جی نے اس سے بھی سخت الفاظ کہے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ خدا کے گھر میں عورتوں کی بہت قدر ہے اور بڑھتے بڑھتے یہانتک

پہنچ گئے ہیں کہ انہوں نے آخر میں لکھ ڈالا کہ خدا بھی عورتوں میں غلطاں ہے۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پنڈت جی کی حالت کہاں تک ردی ہوگئی۔ کیا ان کلموں کے بعد بھی آریہ نہ شرمائیں گے کیسے صریح افترا ہیں۔ کیسے جھوٹے الزام ہیں۔ کیسی گندی گالیاں ہیں۔ کیسا جھوٹ ہے کہ خدا کے گھر میں عورتوں کی قدر زیادہ ہے خداوند عالم تو ارشاد فرماتا ہے الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ مرد عورتوں پر افسر ہیں دوسری جگہ ارشاد فرمایا لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ یعنی ترکہ مرد کو عورت سے دونا اس کے باوجود یہ کہنا کہ خدا کے یہاں عورتوں کی قدر زیادہ ہے کسقدر کمینہ فریب ہے اور یہ گالی کہ خدا بھی عورتوں میں غلطاں رہتا ہے اسکے بکنے کے لایق تو پنڈت جی ہی کا منھ تھا مگر اُن پر اپنے مذہب کی تعلیم غالب آگئی ہے وہاں جو دیکھا ہے اُس مذہب نے جو سکھایا ہے ہر جگہ وہی نظر آتا ہے دوسروں پر بھی وہی تھوپتے ہیں عورتوں کی قدر کا مسئلہ یہ اُن کے اپنے مذہب کی تعلیم ہے چنانچہ ستیارتھ پرکاش کے صـ۱۲۲ پر لکھا ہے "عورتوں کی ہمیشہ پوجا کرنی چاہیئے" اور صـ۲۹ پر لکھا ہے کہ چونکہ بچہ کا جسم جننے والی عورت کے جسمانی اجزا سے بنا ہوتا ہے اس وجہ سے عورت بچہ جننے کے وقت کمزور ہو جاتی ہے اس لیے زچہ دودھ نہ پلاوے۔ دودھ روکنے کے لیے پستان کے منھ پر ایسی دوا لگاویں جس سے دودھ نکلنا بند ہو جاوے اس طریق پر عمل کرنے سے دوسرے مہینے میں عورت دوبارہ جوان ہو جاتی ہے۔ کیسے اسے کہتے ہیں عورت کی قدر بچہ کو بھی قدرتی غذا سے محروم کر دیا کہ مستورات کے لیے جوان ہی بنی رہے اور بچے چاہے بھوک پیاس میں تلف ہی ہو جائیں۔ اس تعلیم سے پنڈت جی کا دماغ خراب ہوا تھا اس لیے وہ کلمات اُن کے قلم سے نکل سکے ورنہ کمینہ سے کمینہ آدمی ایسے کلمات زبان پر نہیں لا سکتا۔

پنڈت صاحب کی عقل پر ہزار افسوس محقق ہونے کا دعوے اور اتنی بھی سمجھ نہیں کہ خواہشات کا پیدا کرنا قادر مطلق کے اختیار میں ہے جب چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جب چاہتا ہے اُن سے آزاد رکھتا ہے۔ یہ بات تو ہر کس و ناکس بھی جانتا ہے کہ وہ انسان جو خواہشات نفسانیہ میں بدمست اور اندھے رہتے ہیں بلوغ سے پہلے سالہا سال کا زمانہ اُن پر ایسا گذر چکا ہے کہ وہ ان خواہشات سے آشنا ہی نہ تھے پھر عمر گذرنے کے بعد خواہشات کی مستیوں میں بے خود رہنا اور نفسانی لذتوں کے تجربے کرنے کے بعد پھر ایک سن آتا ہے جب ان قویٰ کی حرکتیں ساکن ہو جاتی ہیں اور نفسانی جذبات کے سمندر میں تلاطم کی موجیں اٹھنا موقوف ہو جاتا ہے اس کے بعد ایک اور زمانہ آتا ہے کہ چشمۂ خشک کے پانی کی طرح اُس طغیانی برپا کرنے والے جنون شہوات کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا اُسوقت رنگیلے سے رنگیلے زندگی بسر کرنیوالے

مناظر پیدا کیے جائیں۔ مدرسہ اسلامیہ اہل سنت مراد آباد کو جمعیت کے زیر حمایت دار العلوم بنائیکی جلد از جلد سعی کیجائے

(۱۲) روضۂ طاہرہ حضور پُر نور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کسی خطرہ کا تصور مسلمانوں کو اپنی تباہی و بربادی اور مال و اولاد سب کے غارت ہونے اور ہلاک کیے جانے سے زیادہ شاق و ناگوار ہے۔ نجدی کی طرف سے یہ اندیشہ مسلمانوں کو مضطرب کر رہا ہے اور اس وقت ان کے ہاتھ میں کوئی علاج نہیں لہذا بحالت اضطراب وہ گورنمنٹ ہند سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اپنی رعایا کے ایمانی و روحانی جذبات کا لحاظ کرکے ابن سعود سے روضۂ طاہرہ کے متعلق عہد لے کہ اس کو وہ کسی طرح ہاتھ لگا کر مسلمانان عالم کو صدمہ نہ پہنچائے۔ اسکے ساتھ ہی ہم یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس سے ہمارا یہ مدعا نہیں ہے کہ گورنمنٹ جزیرۃ العرب یا ارض حجاز میں اپنا اثر جمائے بلکہ صرف یہ مقصد ہے کہ جسطرح گورنمنٹ نے ابن سعود سے اور عہد لیے ہیں روضۂ طاہرہ کی حفاظت کا عہد لے کر مسلمانان عالم کی رضامندی حاصل کرے۔

(۱۳) ان مقاصد کیلیے سرمایہ ضروری ہے ماتحت جمعیں و حامیان اسلام و علما و دین دار رئیسوں و رؤسا سے جمعیت کی مالی اعانت کی طرف توجہ فرمائیں۔ فقط۔

حادثۂ جانکاہ

لخت جگر کا دل فگار صدمہ

عالیجناب نواب مولوی محمد ابو بکر خان صاحب بہادر رئیس دادوں ضلع علیگڑھ ایک ایسے حامی اسلام خیر مجسم بزرگ ہیں جنکی اخلاقی خوبیوں کے علاوہ ذاتی امر نے ایک دنیائے اسلام کو زیر بار احسان کر رکھا ہے کہ انہوں نے اس غربت اسلام کے وقت اپنی ذات اور اپنی عالی ہمتی سے ایک عظیم الشان اسلامی درسگاہ جاری کر رکھی ہے اور اسکو ہمیشہ جاری رکھنے کیلیے اپنی کثیر آمدنی کی جائداد وقف فرما دی ہے علوم اسلامیہ کی اس خدمت سے مسلمانوں کو ان کا شکر گزار بنا دیا ہے اس کے علاوہ بھی آپکا دست کرم بہتے دریا کی طرح ہر وقت جاری ہے اور آپ جو دو سخا سے ایک متبع ہونے کے ساتھ تواضع اور انکسار بہترین صفات سے اللہ تعالیٰ نے آپکو آراستہ فرمایا ہے اگر مسلمان تڑپ اٹھیں تو کچھ تعجب نہیں آج ہمارے دلکو اس صدمہ نے بہت مغموم کر دیا ہے کہ آپکے صاحبزادہ ... نے ... وقت ... ایک عرصہ مبتلا رہکر داعی اجل کو لبیک کہی اور دار فانی سے دار باقی کی طرف رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون

اولاد کا صدمہ نہایت ہی عظیم ہے اور یہ زخم مدت العمر مندمل نہیں ہوتا لیکن نواب صاحب بہادر کے استقلال و استقامت اور رضائے الٰہی کے سامنے نیاز مندانہ آداب پر قائم رہنے سے امید ہے کہ وہ اس جانکاہ ... صبر ... حوصلہ مردان خدا کی طرح صبر فرمائیں گے للہ ما اخذ و لہ ما اعطی و کل شیء عندہ باجل مسمی جو لے وہ اسکا اور جو دے وہ اسکا اور اس کے نزدیک ہر شے کے لیے ایک مدت معین ہے اللہ تعالیٰ اس مغفور جنت کو فردوس جنان میں محفوف رحمت

ابنائے وطن کی شورشیں

ریاست نالہ گڑھ میں قربانی بند

انبالہ ۱۱ر جون سید غلام بھیک صاحب نیرنگ اطلاع دیتے ہیں۔ ریاست نالہ گڑھ کی تاریخ کا یہ پہلا واقعہ ہے کہ وہاں بکرے کی قربانی بھی رد کر دی گئی ہے۔ میں نے حکومت ہند حکومت پنجاب سپرنٹنڈنٹ ریاستہائے ضلع شملہ کو حسب ذیل برقی پیغام بھیجا ہے۔ نالہ گڑھ میں عدیم النظیر جبر و تشدد کا دور دورہ ہے بکرے کی قربانی بھی جھوٹے عذر کی بنا پر روک دی گئی ہے اعلیٰ حکومت کی جانب سے اس معاملہ میں شدید کارروائی کی ضرورت ہے (ہمدم)

دانا پور میں مسلمانوں پر سنگھٹنیوں کے غارتگرانہ حملہ دردناک داستان

پھلواری شریف ۱۴ر جون۔ آخر پٹنہ میں ہندو مہاسبھا کا گذشتہ اجلاس اپنا اثر دکھائے بغیر نہ رہا اور اس سال کی بقر عید خیریت سے نہ گذر سکی۔ دانا پور میں جو اس صوبہ میں آریہ سماجیوں کا مرکز ہے سخت فساد ہوا۔ دو مسلمان شہید ہو گئے ان میں سے ایک بوڑھی عورت تھی جنہیں بے رحم اور خون کے پیاسے ظالموں نے قتل کر دیا۔ ایک اور شخص شفاخانہ میں داخل کیا گیا ہے اور وہ دشمنوں کے ہتھیار سے خطرناک طور پر زخمی ہوا ہے۔ (ہمدم ۱۶ر جون ۱۹۲۶ء)

مسلمانوں کے گھروں پر حملہ

ہندوؤں نے سات مسلمانوں کے گھروں کو لوٹا۔ مکانوں کی کھڑکیاں ٹوٹ کر تباہ کر دی گئیں اور دروازے بالکل توڑ دیئے گئے۔ بلوائی گھروں میں سے نقدی زیورات اور دیگر اشیاء لے گئے۔ سب سے پہلے انہوں نے اسحاق خان کے مکان پر حملہ کیا اور اس کا مال و اسباب چرا کر لے گئے، جو پانچ ہزار سے زیادہ کی مالیت کا تھا۔ بلوائی شفاخانہ اور حکیم عظیم صاحب کے مکان میں گھس گئے اور ان کی بہت سی قیمتی اشیاء کو تلف کر ڈالا جس سے حکیم صاحب کو ایک ہزار کا نقصان پہنچا۔ اس کے بعد بلوائیوں نے شفاخانہ میں آگ لگا دی۔ ابھی تک مسلمانوں کے نقصان کا صحیح اندازہ معلوم نہیں ہو سکا۔ پولیس کے افسروں کو اس بلوہ کی پہلے ہی سے خبر تھی۔ ہندوؤں نے خود پولیس کو یہ اطلاع دیدی تھی کہ گائے کی قربانی روک دینی چاہیے ورنہ بلوہ ہو جائے گا۔ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو بلوہ کے آثار نظر آتے تھے۔ دانا پور کے تعلیم یافتہ اور معزز مہاسبھائی اس بلوہ کے لیڈر تھے۔ رات کے تقریباً ۹ بجے دانا پور کے دس ہزار ہندوؤں اور دیہاتیوں نے چودھرانہ محلہ اور شاہ ٹولی کا محاصرہ کر لیا۔

عید کی نماز کے بعد اسحاق خان صاحب نے گائے کی قربانی کی اس کے بعد لوٹ شروع ہو گئی (ہمدم ۱۸ر جون ۱۹۲۶ء)

کتب ذیل دفتر السواد الاعظم سے نقد قیمت یا بذریعہ ویلیو مل سکتی ہیں

قرآن عظیم مترجم بترجمہ اعلیٰحضرت قدس سرہ ۔ کاغذ معمولی ہدیہ ۶ مجلد تیمہ

انوار ساطعہ ۔ اثبات مولود و فاتحہ میں نہایت مفصل و مبسوط کتاب ہے مخالفین کے تمام شکوک و اوہام کے مدلل جواب دیئے ہیں قیمت عہ ،

سیف جبار تصنیف لطیف حضرت مولینا مولوی فضل رسول صاحب بدایونی علیہ الرحمۃ وہابیہ کے حالات میں عمدہ کتاب قیمت ۸ر

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ تصنیف لطیف حضرت صدر الافاضل مولینا مولوی محمد نعیم الدین صاحب دام ظلہم اس مبارک کتاب میں علم غیب کے مسئلہ کو اس وضاحت اور خوبی کیساتھ مدلل طور پر بیان فرمایا ہے کہ مخالف کو جائے دم زدن باقی نہیں رہتی اور انکے تمام مشہور اعتراضات کے نہ ہونے اور مدلل جواب جدا جدا بیان فرماتے ہیں ۔ دو مرتبہ چھپ چکی ہے اور تیسری مرتبہ اب چھپ رہی ہے ۔ قیمت ۸ر

جواہر البیان حضرت امام الائمہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ المحدثین حضرت علامہ ابن حجر قدس سرہ کی نفیس کتاب خیرات الحسان کا ترجمہ ہے ۔ قابل دید کتاب ہے قیمت ۸ر

عرفان شریعت اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ۲۱ نفیس فتاویٰ کا مجموعہ قیمت ۳ر

الکوکب الشہابیہ ۔ اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کا کامل رد اور اسکے کفریات کا شمار مصنفہ اعلیٰحضرت قدس سرہ قیمت ۳ر

وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد مدلل مع حوالہ صفحات قیمت ، بہت کار آمد چیز ہے ۔

تادیب بر عقائد وہابیہ ۔ رد غیر مقلدین میں ایک عمدہ رسالہ ہے قیمت ۱ر

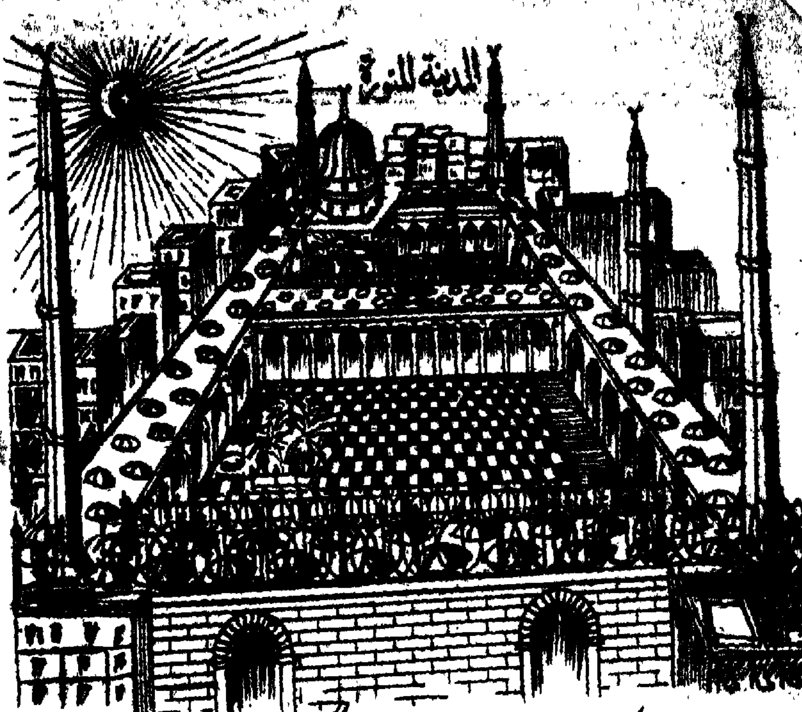
اطیب البیان علی تقویۃ الایمان ۔ کیونکر رسالہ مولوی سلیمان صاحب ندوی اعظم گڑھی ہوا خواہان نجدی کا بہترین رد ۔ مصنفہ صدر الافاضل حضرت مولینا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ قیمت ۔

تازہ فتوائے حرم مکہ و مدینہ ۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے جو اشرف علی رسول اللہ اور نبینا اشرف علی کہنے والوں کو بتایا ۔ اسپر علمائے حرمین طیبین کا فتویٰ قیمت ۱ر

تمہید ایمان ۔ بآیات قرآن جس میں صرف قرآن عظیم کی آیتوں کا بیان کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان کے یہ معنی ہیں اسکے دیکھنے سے حقیقی سچا ایمان نظر آتا ہے تصنیف لطیف صاحب حجۃ قاہرہ مجدد مائۃ حاضرہ اعلیٰحضرت مولانا مولوی شاہ محمد احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ ۔ قیمت ۱ر

نوٹ ۔ اردو و عربی اور کتابیں بھی دفتر السواد الاعظم سے مل سکتی ہیں ۔ پتہ صاف لکھئے ۔ قیمت پہلے بھیجے ورنہ ویلیو جائیگا

محمد عمر نعیمی مدیر السواد الاعظم مراد آباد یوپی محلہ چوکی حسن خاں



بخاک اے لالۂ سیراب برخیز ٭ چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
برون آور سر از برد یمانی ٭ کہ روئے تست صبح زندگانی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار (رواہ ابن ماجہ)

السواد الاعظم

فہرست مضامین

التماس ضروری

حامیان ملت ۔ السواد الاعظم کو عام فائدہ کی غرض سے صرف ایک روپیہ سالانہ کی قیمت پر جاری کیا گیا ہے جو اسکے مصارف کے لئے بالکل ناکافی ہے۔ ایسی حالت میں آپ کی ہمت ہی السواد الاعظم کی دشواریوں کو بعونہ تعالیٰ کم کرسکتی ہے۔ گذشتہ مہینے عرض کیا تھا کہ جن حضرات نے اب تک سال رواں کی قیمت ادا نہیں فرمائی ہے وہ بہت جلد عنایت فرمادیں ورنہ ماہ محرم کا پرچہ وی پی بھیجا جائے گا۔ اس مہینہ پھر میں وی۔ پی بھیجنا ملتوی کرتا ہوں تاکہ السواد الاعظم کے قدردانوں پر مزید محصول کا بار نہ پڑے اس لئے درخواست ہے کہ آپ ایک ہفتہ کے اندر السواد الاعظم کی قیمت مبلغ ایک روپیہ عہ ارسال فرمادیں ورنہ مجبوری ماہ صفر کا پرچہ وی پی حاضر کیا جائے گا اور اسکا وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔

بعض حضرات نصف سال سے زیادہ تک تو السواد الاعظم وصول فرماتے رہتے لیکن جب قیمت طلب کی گئی تو تحریر فرماتے ہیں کہ ہم کو خریداری منظور نہیں ہے۔ انکی ہمت و اخلاق قابل تعریف ہیں۔ پھر اتنا بھی تو نہیں کرتے وصول فرماتے ہوئے مستعفی ہو جائیں۔ ایک مسلمان مذہبی اتنے کم قیمت رسالہ کیساتھ یہ سلوک کہانتک مناسب ہے

(منیجر)

تبلیغی وفود

تبلیغ واشاعت اسلام کی زندگی میں ہمیشہ اُس کے ساتھ رہی ہے قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلغوا عنی ولوکان ایۃً رسالت کا عہد پاک تبلیغ کا زمانہ تھا اور اسلام کا سب سے اعلیٰ مبلغ اللہ کا حبیب عالم کا سلطان ہمارا آقا ہے علیہ من الصلوت اکملہا من التحیات اتمہا۔ ہر قرن میں مسلمان مصروف تبلیغ رہے قرون اولیٰ کے مسلمان اپنی زندگی کا مقصد اعلیٰ تبلیغ کو سمجھتے تھے اور ان کی ہر مجلس ہر صحبت تبلیغ واشاعت اسلام وترویج دین کے لیے مخصوص تھی معلوم ہوتا تھا کہ یہ اسی کام کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ قرون اولیٰ میں ہر مسلمان مبلغ نظر آتا ہے سفر وحضر میں مسجد و بازار میں ہر جگہ اور ہر موقع پر وہ اپنی تبلیغ کا کام جاری رکھتے ہیں ایسے حضرات جن کی پاک زندگی کا لمحہ ترویج دین اور اشاعت وتبلیغ اسلام میں صرف ہوتا رہا اور جو دنیا سے رحلت کے وقت تک اپنے اس مبارک فرض کے ادا میں سرگرم رہے لاکھوں سے زیادہ ہیں شاہ وگدا عامی وعالم ہر ایک بقدر اپنی حیثیت ولیاقت کے تبلیغ میں مشغول تھا طریق عمل ہر ایک کا اس کے حسب حال اور شایان شان ہوتا تھا مگر مقصود سب کا واحد یہی زمانہ تھا کہ اسلام برق کی طرح مشرق سے چمک کر مغرب والوں کی آنکھیں جھپکاتا تھا اور عالم میں اُس کی صدا گونج رہی تھی جب سے مسلمانوں میں غیروں کے اختلاط سے عیش وتنعم نے رسوخ پایا اُس فرض کے ادا میں سستی ہوتی گئی اور اسکے ساتھ ہی ساتھ وہ رسوخ کمزور بھی ہوتے چلے گئے۔ اِس سے یہ نتیجہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی عزت و شوکت اُن کی اسلام کے ساتھ گرویدگی کے ساتھ وابستہ ہے۔

آج کی حالت آج جو مسلمانوں کی حالت ہے اُس کو قرون سابقہ کے مسلمانوں کی حالت سے اندازہ کیا جائے تو سیاہ وسفید اور رات دن کا فرق ہے وہ ڈوبے ہوؤں کو نکالتے تھے اور ہم بکوشش ڈوبتے ہیں وہ گم شدوں کو راہ دکھاتے تھے اور آج مسلمان راہ چھوڑ کر بہ تمنا گم ہونا چاہتے ہیں وہ اپنے رنگ میں دُنیا کو رنگدیتے تھے اور آج کے مدعیان اسلام دوسروں کے رنگ میں نمودار ہونا فخر جانتے ہیں وہ اپنے اوضاع واخلاق عام لنگر کی طرح تقسیم کرتے تھے اور آج اُن کے اخلاف غیروں کے اخلاق وعادات چوری ودریوزہ گری سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی حالت میں اشاعت وتبلیغ کو حد درجہ کا ضعف پہنچنا چاہیے ظاہر ہے اور اُسی کا نتیجہ ہے کہ ہندو جیسی قوم کو بھی یہ جرات ہوئی کہ وہ مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کرے یہ ہمارے ہے ایک نامانہ ہے اور اس سلسلہ میں ہندو جسقدر کوشش اور جو جو تدبیریں کر رہے ہیں وہ ہمارے لیے خواب گراں سے بیدار ہونے میں اسی والا

ایک طریقہ ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مسلمانوں میں کچھ تو بیداری پیدا ہوئی انہوں نے اپنے فرض کو محسوس تو کیا۔ کچھ جماعتیں بنیں کچھ لوگ کام کے لیے میدان میں آئے کچھ بندگان خدا ہمت و استقلال کے ساتھ تیار ہوئے اخباروں میں اعلان کیے گئے جلسوں میں شور مچائے گئے ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور اس نے کسی نہ کسی حد تک فائدہ بھی پہنچایا۔

طریقۂ تبلیغ

گر طریق تبلیغ یہی رہا کہ
پشہ سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی ❊ گر قتل خوں کو آئے تو پہلے پکار دے

ایک چھوٹے سے کام کا ارادہ کیا تو عالم میں دھوم مچا دی۔ گھر سے قدم نکالنے سے پہلے زمانہ میں شور مچ گیا دشمن باخبر ہو گئے اور انہوں نے انکے مقصد کی راہ میں گوناگوں مشکلات کے انبار لگا دئیے اور جس کام کو یہ بآسانی گھنٹوں میں کر سکتے تھے اس کو بدشواری مہینوں میں بڑی طاقتیں خرچ کر کے انجام دے سکے گو یہ طریقہ تبلیغ ہمارے اسلاف کی روش کے خلاف ہے لیکن مجبوری اسپر عامل ہونا پڑا کیونکہ مخالف قوم کی زبردست مالی قوت اور منظم تدابیر اور اجتماعی سرگرمیوں کے مقابل تبلیغی کام کے لیے کثیر سرمایہ کی ضرورت اور وہ جبتک اعلان نہ کیے جائیں اخباروں کے ذریعہ اطلاعات نہ بجائیں فراہم نہیں ہوتا۔ ہمدم میں کسی صاحب نے ایک مضمون لکھا ہے جس میں انہوں نے عیسائی مشن کے خاموش طریقہ کار کا نقشہ پیش کر کے بتایا ہے کہ وہ اپنے طریق عمل اور کامیابیوں کی رپورٹیں عام اخباروں کو کیا معنی اپنے خاص پرچوں میں بھی شائع نہیں کرتے یہ سچ ہے لیکن ان کی قوم صاحب ثروت ہے اور انھیں روپیہ بآسانی حسب ضرورت بلکہ اس سے زیادہ بہم پہنچتا ہے ہم خود بھی خاموش کام کے حامی ہیں اور یقیناً اس کے منافع اعلانی طریق عمل سے بہت زیادہ ہیں اور دشمن کو حارج ہونیکا بہت کم موقع ملتا ہے ملک کی فضا بھی خراب نہیں ہونے پاتی لیکن جو جماعتیں اعلان کرتی رہی ہیں وہ بھی معذور رہیں۔ امسال آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس منعقدہ صوبہ بہار میں خاموش کام ہی کو پسند کیا گیا اور سنی کانفرنس کے ماتحت جو کام ہو رہا ہے وہ بالکل خاموش طریقہ پر کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ اس سے مالی مشکلات کا نہایت سخت و ناگوار مقابلہ کرنا پڑا ہے لیکن مصالح کو مد نظر رکھ کر یہی عزم ہے کہ کام اسی طرح خاموش کیا جائے اہل اسلام خود اس کی اہمیت کا لحاظ فرما کر دست اعانت دراز کریں گے اور خدا خود بے سر و سامانوں کا کارساز ہے توکل برا

آل انڈیا سنی کانفرنس کا تبلیغی وفد

آل انڈیا سنی کانفرنس کا تبلیغی وفد جو نہایت قابل ذی علم تجربہ کار مدبر ذی وجاہت ارکان پر مشتمل ہے دورہ میں ہے اس کے مقامات اور کامیابیوں کا اعلان تو اپنے اصول کے خلاف ہے لیکن ہر مقام کے اہل اسلام سے

استدعا کی جاتی ہے کہ جب وفد آپ کے مقام پر پہنچے تو اس کے مقاصد میں ہر قسم کی امداد دینے اور اس کی تائید کرنے کیلئے تیار رہیں۔ مقامی حضرات کی امداد سے اس کی کوششیں بہت زیادہ بااثر ہو سکتی ہیں اور آپ کی حوصلہ افزائی سے ارکان وفد کی ہمتیں بڑھ سکتی ہیں اس کو اپنے مساعی میں جو تلخیاں برداشت کرنا پڑتی ہیں اس کی تلافی مسلمانوں کی قدردانی اور اخلاص و محبت سے ہو سکتی ہے۔ خاکسار نائب ناظم جماعت عالیہ مرکزیہ مرادآباد

مناظرہ امروہہ

اور

صلح کے پردہ میں وہابیہ کی شکست

امروہہ ضلع مرادآباد میں ایک مشہور قصبہ ہے جہاں بکثرت بزرگان دین کے مزارات ہیں اور اکثر آبادی انہیں بزرگوں کی اولاد پر مشتمل ہے علم و فضل کی کثرت نے اس قصبہ کو شہرہ عالم بنا رکھا ہے۔ بالخصوص وہاں کے اطبا ہندوستان بھر میں مشہور ہیں۔ بیشتر شرفا اور زمینداروں کی بستی ہے اور یہاں کے لوگ پرانے طریقہ پر ہیں۔ عرس و جلسہائے میلاد شریف و معراج شریف بکثرت ہوتے ہیں وہابیہ کا ایک مدرسہ بھی ہے جس کے ذریعہ سے وہابیت کی تبلیغ و اشاعت جاری رہتی ہے۔ ان حضرات کو آئے دن جھگڑے اور فساد کرنا بہت ہی مرغوب ہے اور ہر جگہ ایسا ہی کرتے رہتے ہیں انکا خیال ہے کہ مسلمانوں میں جھگڑے ڈالنا اور انہیں بحث و جدال کی طرف مصروف کرنا تبلیغ وہابیت کا بہت عمدہ ذریعہ ہے اسی خیال پر وہ اہل سنت کے جلسوں کے موقعوں پر خاموش نہیں رہ سکتے اور کچھ نہ کچھ چھیڑ چھاڑ ضرور کرتے رہتے ہیں۔ جناب مولانا مولوی حاجی مفتی نثار احمد صاحب کانپوری ایک مرتبہ جلسہ رجبی میں تشریف لائے تھے آپ کی تقریر سے اہل امروہہ بہت متاثر ہوئے۔ یہ بات وہابیہ کو بہت ناگوار گزری اور انہوں نے چہ میگوئیاں شروع کیں اسپر کچھ التفات نہ کیا گیا دوسری مرتبہ اُن کے برادر معظم مولانا الحاج حضرت مولنا مولوی حافظ مشتاق احمد صاحب تشریف لائے اور آپکی تقریر ہوئی اسمرتبہ وہابیہ کی طرف سے اشتہار شائع کر دیا گیا کہ یہ بدعت ہے اور ہم ثابت کرنے کے لیے تیار رہیں۔ وہابیہ کے اس قسم کے حرکات سے اہل شہر کو نفرت ہوئی اور انہیں محسوس ہوا کہ وہابی مدرسہ جنگ جوئی کی تعلیم دیرہا ہے اور اب بھی اگر بیداری سے کام نہ لیا گیا تو آئندہ نسلوں پر اسکا خراب اثر پڑے گا اس خیال سے وہاں کے عمائد نے اپنی اولاد کی تعلیم اور حفظ مذہب و اخلاق کی غرض سے اپنے زیر اہتمام و نگرانی ایک مدرسہ حنفیہ قائم کیا تاکہ

سنیوں کے بچے زہریلے تعلیم کے اثرات سے محفوظ رہیں لیکن باینہمہ وہابیہ کی شورش بڑھتی ہی گئی تا آنکہ انہوں نے مناظرہ کی تحریکیں شروع کر دیں اور اُن کو ایسے بدنما طریقوں سے ادا کیا گیا جو شان علم کے خلاف ہیں اسی اثنا میں باشندگان امروہہ نے مسلمانوں کی اصلاح اور حفظ عقائد کی غرض سے انجمن اہل سنت وجماعت مرادآباد سے ایک عالم کو طلب کیا۔ انجمن نے جناب مولانا ابوالاسرار محمد عبداللہ صاحب کو بھیجا نہایت متانت وسنجیدگی کے ساتھ ایک عرصہ تک وہاں تقریریں فرماتے رہے اور اُنکا قصبہ پر نہایت اچھا اثر پڑا مسلمانوں میں دینداری کا ذوق بڑھ گیا مگر وہابی صاحبان خاموش نہ بیٹھے کچھ نہ کچھ چون وچرا جاری ہی رہی پھر کچھ عرصہ کے بعد وہاں کے مسلمانوں نے جناب مولانا حافظ ابوالفتح محمد حشمت علی خان صاحب لکھنوی کو تکلیف دی اور اُن کی خوب تقریریں ہوئیں بہت عمدہ اثر رہا آپ نے وہابیہ کے گھنونے عقائد ظاہر کیے اور اُن کی کتابوں میں اُن کے حوالے دکھائے جس سے تمام پردے کھل گئے اور مسلمان وہابیہ کے عقائد سے پوری طرح واقف ہو گئے جبتک مولانا تشریف رکھتے رہے کسی صاحب نے دم نہ مارا اُن کے تشریف لیجانے کے بعد انا المناظر انا المبارز کی صدائیں بلند ہوئیں مناظرہ مناظرہ کی پکار مچی چیلنج دیے گئے اور بیان کیا گیا کہ چودہویں کا چاند چودہ جون ۱۹۲۷ء کو امروہہ میں طلوع ہوگا مولوی عبدالشکور صاحب لکھنوی ایڈیٹر النجم تشریف لائیں گے اور دو شیر (یعنی ایڈیٹر صاحب مذکور اور مولوی مرتضیٰ حسن چاندپوری) جمع ہونگے کسی میں ہمت ہو تو سامنے آئے انعاموں کے اعلان ہوئے تنہا سنیوں کی گئیں سنیوں کو بہت پریشان کیا گیا مجبورًا انہوں نے جناب مولنا مولوی مفتی نثار احمد صاحب کو بلا لیا مولنا تشریف لے آئے تو اب حیلے حوالے شروع ہو گئے تحریروں کے جوابوں سے اعراض ہونے لگا شرائط کی آڑ میں پہلو تہی کی راہیں تلاش کی گئیں لیکن جناب مولانا نثار احمد صاحب نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ہر شرط منظور۔ اب چارو ناچار مولوی عبدالشکور صاحب کو مناظرہ کے لیے آمادہ ہونا پڑا۔ ۱۵ رجون صبح ۷ بجے مناظرہ کا وقت مقرر کیا گیا مولوی عبدالشکور صاحب کی طرف سے اصرار ہوا کہ پہلی تقریر مولوی نثار احمد صاحب کی ہوگی۔ یہ بھی منظور کیا گیا پھر آپ نے مبحث کے متعلق اصرار کیا کہ پہلے مبحث یہ ہونا چاہیے کہ اہل سنت کون ہے۔ مولوی نثار احمد صاحب نے تو تہیہ کر لیا تھا کہ مولوی عبدالشکور کی ہر ہٹ پوری کریں گے اور انہیں کسی طرح ٹال ٹول حیلہ حوالہ کا موقع نہ دیں گے یہ بھی قبول فرما لیا۔ اس کے بعد حسب ذیل مسئلوں میں گفتگو ہونا قرار پایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ماکان ومایکون۔ قیام میلاد شریف۔ ندا غیر اللہ۔ عرس اور اُسکی شرکت امکان کذب۔ امکان نظیر۔ مولانا نثار احمد صاحب ۱۵ رجون کو ۷ بجے صبح جامع مسجد میں پہنچ گئے جو مناظرہ کے لیے مقرر کی گئی تھی اور جسمیں وہابیہ کا مدرسہ ہے۔ مولو عبدالشکور صاحب دیر کے بعد آئے اور پھر بہت سی لیت و لعل اور پس وپیش میں کئی گھنٹے ضائع کر کے مولانا نثار احمد صاحب کے سامنے حاضر ہوئے۔

مولانا نثار احمد صاحب نے اس مبحث پر گفتگو شروع کی کہ اہل سنت کون ہے مولانا کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ ہمارا اہل سنت ہونا نزاعی مسئلہ نہیں ہے نہ کبھی تم نے اسکا انکار کیا ہے نہ تمہارے بزرگوں نے بلکہ کل ہی آپ کی جماعت کے ذمہ دار اشخاص نے ہمارے اہل سنت ہونیکا اقرار کیا ہے لہذا یہ بات تو بحث طلب نہیں کیونکہ جس امر میں اختلاف نہیں انکار نہیں اس کے درپے ہونا بے سود البتہ اہل سنت وہابیہ کو غیر سنی ہی نہیں بلکہ خارج از اسلام بتاتے ہیں لہذا آپ اپنا سنی ہونا ثابت کیجیے۔

مولوی عبد الشکور صاحب نے اس کے جواب میں اپنے سنی ہونیکا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا اور وہ اپنے آپکو اس بار ثبوت سے بچاتے ہی رہے حتی کہ انہیں اس ثبوت سے بچنے کے لیے یہ کہنا پڑ گیا کہ میں نے اہل سنت ہونیکا دعوے نہیں کیا آپ اپنے اہل سنت ہونیکا ثبوت دیجیے۔

مولانا نثار احمد صاحب نے اپنے مقابل کی یہ کمزوری دیکھتے ہوئے اس کی اس بیجا ضد کو بھی پورا کیا اور باوجودیکہ انہوں نے پہلے بتا دیا تھا کہ ہمارا اہل سنت ہونا معرض بحث و اختلاف میں نہیں ہے پھر بھی ہٹیلے مناظر کی ہٹ پوری کی اور اپنا اہل سنت ہونا احادیث نبویہ سے ثابت فرمایا اور دلائل شرعیہ سے واضح کر دیا کہ ہم اہل سنت کا صحیح مصداق ہیں اور مولوی عبد الشکور صاحب سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے اہل سنت ہونے پر دلیل قایم کریں۔

مولوی عبد الشکور صاحب مولانا نثار احمد صاحب کے ثبوت سنیت پر تو کوئی رد و قدح نہ کر سکے اپنے سنی ہونے کے اثبات سے انکار فرماتے رہے اور ایک دلیل بھی انہوں نے اپنے سنی ہونے پر قایم نہ کی۔

علم غیب کی بحث

اس کے بعد علم غیب کی بحث شروع ہوئی اس میں بھی مولانا نثار احمد صاحب کو پہلی تقریر کرنا پڑی اور آپ نے اپنے دعوے کے ثبوت میں قرآن پاک کی آٹھ آیتیں تلاوت فرمائیں اور مخالفین جن آیتوں سے استدلال کرتے ہیں انھیں پڑھ کر ان کا صحیح مطلب بھی سمجھا یا مولانا کی موثر تقریر نے سامعین پر جو اثر پیدا کیا تحریر میں ادا نہیں ہو سکتا۔

مولوی عبد الشکور صاحب کسی ایک آیت کا جواب بھی نہ دے سکے انہوں نے صرف یہ کہدیا کہ فقہ کی کسی کتاب سے ثبوت دیجیے۔

پہلے دن کی کارروائی ختم ہوئی دوسرے روز پھر مولانا نثار احمد صاحب نے علم غیب ہی کے مسئلہ پر بحث

کہا یہ واقعہ تو نہایت بسوط تقریر فرمائی دلائل کے انبار لگا دیئے مولوی عبدالشکور صاحب حیران رہ گئے اور کسی دلیل کا بھی جواب ان سے بن نہ پڑا یہ مباحثہ چند روز تک جاری رہا۔ ندائے غیر اللہ اور قیام میلاد شریف و امکان کذب وغیرہ مسائل پر بحثیں ہوئیں مولوی عبدالشکور صاحب آخر تک ثبوت سے جان ہی بچاتے رہے اور کسی مسئلہ پر بھی انہوں نے دلائل پیش کرنے یا مولانا نثار احمد صاحب کے دلائل کا جواب دینے کی ہمت نہ کی ان کی ساری قابلیت کا خلاصہ انکار اور عدم تسلیم تھا۔ آخر کے دو دنوں میں تو مولوی عبدالشکور صاحب کا یہ حال ہو گیا کہ جواب کے لیے ان سے اٹھا ہی نہیں جاتا تھا کئی کئی مرتبہ تقاضہ کے بعد اٹھتے تھے۔ مولانا نثار احمد صاحب نے قیام میلاد شریف کے دلائل کے ساتھ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیصلہ ہفت مسئلہ کی شہادت بھی پیش کی تھی جس میں حضرت حاجی صاحب نے قیام کو مستحب و مستحسن فرمایا ہے مولوی عبدالشکور صاحب اس کو تو چھوڑ گئے اس کے بعد حاجی صاحب نے جو نصیحتیں تحریر فرمائی ہیں انہیں پڑھکر کہنے لگے کہ ان نصیحتوں پر میں تو ملنے کے لیے تیار ہوں صلح کے لیے آمادہ ہوں اسوقت مناظرہ میں آپ پر اتنا بار ہو گیا تھا کہ صلح نامہ سے سبکدوشی حاصل کرنے کے لیے آپ بے قرار تھے آخر کار دوسرے روز آپ نے صلح پر مناظرہ ختم کر دیا۔ صلح نامہ کا مضمون یہ تھا۔

مضمون شکست نامہ المشتہر بہ صلحنامہ

دوران مناظرہ میں ان مسائل کے متعلق جن پر صدر نے تقریریں ختم کرا دیں جو عقائد مولوی نثار احمد صاحب نے معلوم کیے وہ اگرچہ صحیح نہیں بلکہ خلاف ادلہ شرعیہ ہیں میں ان کو مشرک کافر نہیں جانتا اور نہ سمجھتا ہوں جن لوگوں نے ان عقائد کی بنا پر کافر مشرک کہا ہے نہ ان سے متفق ہوں۔

اس مضمون پر دونوں مناظروں کے دستخط ہیں

اس صلح نامہ نے ساری تقویۃ الایمان پر پانی پھیر دیا اور چھ روز تک مولوی عبدالشکور صاحب جس پر اڑے رہے اور ندائے غیر اللہ وغیرہ جن چیزوں کو شرک بتاتے رہے ان سب کو خاک میں ملا دیا اس سے بڑھکر شکست کا اقرار اور کیا ہو گا کہ جس چیز کو وہ اور ان کے بزرگوار شرک اور اس کے عاملین کو مشرک جانتے ہیں ان سب پر سے شرک کا حکم اٹھا لیا جائے اور تصریح کر دی جائے کہ جو ایسے لوگوں کو مشرک کہے میں ان کے ساتھ متفق ہی نہیں۔ اس سے بڑھکر اور کیا شرمناک شکست ہو گی۔ ہدایت اللہ تعالے کے اختیار ہے۔ محمد ابرار الحق صدیقی امروہوی۔

عرب میں مسیحیت کی تبلیغ

وہابی بے دینوں کے ہاتھوں دُنیائے اسلام میں کیسی کیسی بربادیاں ہوئیں اور مسلمانوں کا عزو وقار کس بیدردی کے ساتھ خاک میں ملایا گیا بزرگان اسلام اور پیشوایان دین کے مقابر و آثر کے ساتھ کیسی کیسی بیحرمتیاں اور گستاخیاں کرکے اسلام کی آبرو ریزی کی گئی اور خدا جانے اِن نجدی بے دینوں کے ہاتھوں اور کیا کیا ہونا ہے ہر روز نئی شرارت اور نرالی شیطنت کی خبر ملتی ہے اُن کے ہندوستانی کلمہ گو اور ہوا خواہ حجاز دشمن وہابی سب کچھ دیکھتے ہیں اور اُنہیں کا کلمہ پڑھنے جاتے ہیں۔ اسلام کا مٹنا اسلامی ممالک کا برباد ہونا بزرگان اسلام کی یادگاروں کا نیست و نابود کیا جانا۔ مساجد کا ڈھانا اور اِس سے زیادہ جو شرمناک اور کمینہ افعال اُن سے صادر ہوئے ہندوستانی وہابیوں کو وہ سب گوارا ہیں۔

نجدی کی محبت میں ان تمام رذائل افعال کی حمایت سے وہ باز نہیں رہتے بلکہ انہیں اُس کی درندہ خصالی بلکہ درندوں سے بدرجہا زیادہ وحشیانہ مظالم کی خبریں سنکر مسرت ہوتی ہے اور وہ حجاز مقدس کی ہر تباہی و بربادی پر نجدیوں سے زیادہ کھُل کر خوشیاں مناتے ہیں بہت سے ایمان فروش لیڈر مدتوں نجدی کی مدح سرائی کرتے رہے ہیں ان بیدینوں کی حمایت اور طرفداری کا نتیجہ ہے کہ اُس ظالم بیدین کے قدم روز بروز جمتے گئے اور سرزمین حجاز کو اُس ناپاک باطن نے دشمنان اسلام کی حرص و آز پورا کرنے کے لیے انتخاب کرلیا یورپی ٹیموں کو کرکٹ کھیلنے کے لیے مکہ مکرمہ دعوت دی جاتی ہے نصاریٰ کی دعوتوں کے لیے وسیع دسترخوان عرب کے ساحلوں پر بچھائے جاتے ہیں مسلمانوں کے لیے بیت اللہ کے زیر سایہ رہنے والوں کے لیے مدینہ طیبہ کے باشندوں کے لیے علماء و سادات کے لیے تو نجدیوں کے پاس تیغ بیدریغ ہے ظلم و ستم ہے جور و جفا ہے ضرب و قتل ہے لیکن نصاریٰ اور اعدائے اسلام کے لیے ع دل و جاں دین و ایماں ہیں جو لینا ہے وہ سب لے لیں۔

۳ محرم الحرام کے خادم الحرمین میں تبلیغ یسوعیت کے زیر عنوان لندن کا ایک اعلان پیش کیا گیا ہے جس میں ایام حج میں عیسائیت کی تبلیغ کے لیے سو مبلغین کی ضرورت بتائی گئی ہے۔

آہ صد آہ و ائے صد وائے آج مرکز اسلام میں مسیحیت کا نجدی ٹھیکیدار تثلیث کی دعوت دلوائیگا۔ دیکھو کب تک ہندوستانی وہابیوں کی غیرت کو حرکت نہیں ہوتی اور وہ اسلام کے اس کمینے دشمن کی کس کس کمینہ بیدینی کا ساتھ دیئے جاتے ہیں۔ خدام الحرمین کے الفاظ یہ ہیں۔

یہاں کے ایمان فروش اور نصاریٰ پرست مسلط کے بدولت سیاسی حیثیت سے۔ اسلام کی عظمت ختم ہو گئی۔

وہ بھی سب نے دیکھ لی مدینہ طیبہ سے صرف تین میل کے فاصلہ پر غیر مسلم سفرا اپنے اقتدار کے ساتھ بھی پہنچ گئے جزیرۃ العرب کے ایک ساحل پر مسیحی سفرا کو کئی بار دعوتیں بھی دی گئیں ان حالات میں دنیائے علیسویت کے جو معاملہ نہ بڑھتے تو تعجب تھا چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ انگلستان کی مشنری جماعت اپنی وزارت خارجہ کے ایک نیازمند کی تازہ فتوحات کو نظر حسرت سے دیکھ رہی ہے اور جمعیۃ العالیۃ الصلیبیہ کے صدر دفتر واقع لندن سے ایک اعلان شائع ہوتا ہے جس میں بہت سی خرافات کے بعد یہ پیغام دیا گیا ہے کہ حج کا موسم تبلیغ دین علیسویت کے لیے بہترین وقت ہے اور ضرورت ایسے مبلغین کی ضرورت ہے جو توحید کی بستی میں تثلیث کی صدا بلند کرتے پھریں۔

یارب کعبہ یہ ہمتیں صرف ابن سعود کی نصاریٰ دوستیوں کی وجہ سے بڑھ رہی ہیں۔ پھر بتاؤ وطن توحید کا ہر ایک ریگ کا ذرہ ذرہ اور موحدین کا ہر تن و اس دشمن اسلام مدعی توحید مسلط پر کیوں نہ لعنت کرے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کی تجاویز کے متعلق غوری صاحب کی رائے

آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس منعقدہ ۱۶ تا ۱۸ مئی ۱۹۲۷ء بمقام پوکھیرا ضلع مظفر پور بہار کے ایمان افروز باصرہ نواز مناظر سے بحد غایت انبساط و سرور حاصل ہوا۔ فی الجملہ تجاویز منظور شدہ بقائے ملت کے لیے نہایت ضروری اور انکو عملی جامہ پہنانا ہر راسخ الاعتقاد مسلمان کے لیے لازمی۔ جملہ ارباب حل و عقد الجمعیۃ العالیۃ اسلامیہ ہند کی مساعی قابل تعریف ہیں۔ ہم بخلوص قلب اپنے بزرگ محترم صدر الافاضل استاد العلما حضرت مولانا حکیم حافظ محمد نعیم الدین صاحب فاضل مرادآبادی ناظم اعلی الجمعیۃ العالیۃ اسلامیہ کی خدمت گرامی میں ہدیہ تبریک و تحسین پیش کرتے ہیں۔ اس سال کے لیے الجمعیۃ العالیہ کے صدر مستقل کے معزز ترین عہدہ پر حضرت عظیم البرکۃ امام العلما حضور حجۃ الاسلام حضرت علامہ مولنا الحاج المفتی القاری الشاہ محمد حامد رضا خان صاحب قادری دام ظلہم العالی کا انتخاب جذبات اسلامیہ سنیہ کی صحیح ترجمانی اور کرسئ صدارت کی بہترین زینت افزائی ہے۔ ہم بصدق قلب حضور پرنور سرکار حجۃ الاسلام حضرت علامہ بریلوی قبلہ و کعبہ دامت برکاتہم کے حضور میں مراسم عقیدت و لوازم تحیت بجا لاتے ہیں مولا کریم اسلامی دنیا کو تا دیر حضرت ممدوح الشان کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔ بحرمۃ سید المرسلین سرکار ابد قرار تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

رقیمہ نیاز عنایت محمد خان غوری رضوی
غفرلہ فیروز پوری صدر انجمن معین الاسلام کیڈٹ گنج الہ آباد

حضرت امام علامہ محی السنۃ علاؤالدین علی ابن محمد بن ابراہیم بغدادی معروف بہ خازن اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں وقیل السنۃ والجماعۃ یعنی اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ ہے کہ صراط مستقیم طریقہ حقہ اہل سنت وجماعت ہے اور مآل کے اعتبار سے یہ تمام اقوال مطابق ہیں کما لایخفی علی اللبیب

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ

یہ جملہ اُوپر کی تفسیر اور قرآنی شہادت ہے کہ طریق مسلمین صراط مستقیم ہے جبکہ دوسری جگہ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ماتولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا۔ اس میں ہدایت ہے کہ راہ راست مومنین کا طریقہ ہے جو اس سے ہٹا اور جس نے اس راہ کو چھوڑا وہ صراط مستقیم سے دور ہوگیا یہی مضمون مذکورہ بالا احادیث سے بھی ثابت ہے ہر نیا فرقہ جو پیدا ہوا یا پیدا ہوتا ہے وہ طریق مسلمین سے انحراف کرکے پیدا ہوا اور پیدا ہوتا ہے اور طریق مسلمین کو برا کہتا اور اس کی مخالفت کرتا ہے وہ شخص بحکم آیت قرآن حکیم صراط مستقیم سے جدا ہے۔

اس میں یہ بھی ہدایت ہے کہ منعم علیھم یعنی اللہ کے ان مقبول اور برگزیدہ بندوں کی اتباع کی تمنا اور دعا کرے جو اس کے انعام وکرم کا مورد ہے اس سے ائمہ دین کی تقلید بھی ثابت ہوتی ہے کہ وہ بلاشبہ مقبولین بارگاہ اور مورد انعام الٰہی ہیں اور اس طرح بھی کہ تقلید مومنین کا طریقہ ہے اس طریقہ سے عدول صراط مستقیم کا چھوڑ دینا ہے۔

اس آیت کریمہ سے بہت مسائل حل ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کا طریقہ ہونا کسی امر کے مستحق ہونے کے لیے قرآن پاک سے ثابت ہے تو اب ایسے امور میں بحث ونزع اور انکار واختلاف بالکل باطل اور گمراہی ہے جو مسلمانوں میں مدت ہائے دراز تک بلانکیر جاری رہے ہوں اور ان کو صدہا سال تک مسلمانوں نے مستحب ومستحسن یا لازم وضرور سمجھا ہو اور شرع میں کہیں ان کی ممانعت وارد نہ ہو خواہ اُن پر کوئی اور شرعی دلیل قائم ہو یا نہ ہو جیسے یہ رد ایک مسئلہ جس کی آج کل کے بہت سے مذہب سے ناواقف بتقلید یورپ مخالفت کر رہے ہیں اور جس پر شرع میں زبردست دلیلیں قائم ہیں جو انشاءاللہ العزیز اپنے موقع پر ذکور ہونگی ان سب سے قطع نظر کرکے مسلمانوں میں صدہا سال تک اُس کا رائج رہنا اور اُس کو لازم اور ضروری سمجھا جانا مسلمانوں کا طریقہ ہونا بھی دلیل ہے کہ وہ صراط مستقیم ہے اور اس کی مخالفت کرنے والا دور ہوتا ہے راہ راست سے اس لیے حدیث شریف میں حضور انور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے ارشاد فرمایا ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن یعنی جس چیز کو

مسلمان بہتر جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بہتر ہے۔ اس سے مولود شریف فاتحہ سوم چہلم عرس وغیرہ مسائل حل ہو جاتے ہیں جو صدیوں تک مسلمانوں میں رائج رہے ہیں اور مسلمانوں کے علما صلحا اولیا ان کو مستحب اور مستحسن جانتے رہے ہیں وہ طریقہ مسلمین ہیں اور صراط مستقیم میں داخل اگر اور تمام دلائل سے قطع نظر بھی کر لی جائے تو بھی ایک دلیل ان امور کے استحباب و استحسان کے لیے کافی و وافی ہے اسی طرح دینی مدارس جاری کرنا اُن میں نصاب مقرر کرنا اوقات کا تعین امتحان اور طلبہ کو بعد تحصیل سند فراغ دینا جلسے کرنا اُن میں اہتمام کے لیے اشتہارات شائع کرنا رمضان مبارک میں سحری و افطار کے نقشے چھاپنا یہ سب چیزیں طریق مسلمین ہو کر جائز اور اُن کے لیے کسی اور دلیل و برہان کی ضرورت نہیں۔

الذین انعمت علیہم کی تفسیر میں بھی چند قول ہیں ایک یہ کہ اس سے حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قوموں کے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے اپنے دین میں تغیر و تبدل نہیں کی اور جو قبل نسخ اس پر عامل رہے یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے دوسرا قول یہ ہے کہ وہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے اصحاب و اہل بیت ہیں جیسا کہ ابو العالیہ اور حسن بصری سے منقول ہو چکا مگر سب سے بہتر تفسیر وہ ہے خود قرآن عظیم میں فرمائی گئی اور یہ سب اُس میں داخل ہو جاتے ہیں۔ وہ تفسیر اس آیت میں ارشاد ہوئی۔ اولٰئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں پر نعمت کی گئی اُن سے انبیا و صدیقین اور شہدا و صالحین مراد ہیں۔

ایسا ہی ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا اس آیت کریمہ میں منعم علیہم کے چار طبقے بیان فرمائے گئے مگر طریقہ سب کا واحد ہے کیونکہ صالحین شہدا کے طریق پر ہیں اور شہدا صدیقین کے اور صدیقین انبیاء کے علیہم الصلوٰۃ والسلام تو اُن میں سے ہر ایک فریق کا طریقہ طریقۂ انبیا ہے۔ صالحین کے طریق کو انبیاء کے طریق کے خلاف سمجھنا جیسا کہ غیر مقلدین اور دوسرے گمراہ فرقوں کا دستور ہے بالکل باطل ہے۔

پہلے اھدنا الصراط المستقیم ارشاد فرمایا جس میں راہ راست کی طلب تھی جس سے بندہ بیقین منزل مقصود پر واصل ہو اور وہ راہ اُسے کسی دوسری طرف نہ لیجا سکے لیکن بہت سے اذہان متحیر رہے کہ صراط مستقیم کونسی راہ ہے اُن کو صراط الذین انعمت علیہم کے بیان سے تصدیق فرما دی اور ایسی ہدایت کر دی کہ ہر عامی بھی پہچان لے کہ صراط مستقیم وہی راستہ ہے جس پر بزرگانِ دین چلے اور جو مومنین کا طریق ہے۔

عرفا و واصلین اور مشائخ صوفیا یہاں ایک اور نازک اور لطیف نکتہ بیان فرماتے ہیں وہ یہ کہ ہمیں اپنی طرف بلاوے

مسٹر گلاب خان اور مس مالینی بائی

انگریزی تعلیم کا مسلمانوں پر وہ زہریلا اثر پڑا ہے جسکے خون رلانے والے نظارے آئے دن نظر کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کے بچے انگریزی تعلیم پاکر اسلام اور اسلامی زندگی سے بیزار ہوجاتے ہیں۔ انھیں اپنے بزرگ وحشی اور بے وقوف نظر آتے ہیں۔ دینداروں کی صحبت سے متنفر ہی نہیں بلکہ انہیں انکے ساتھ ایک طرح کا عناد ہوجاتا ہے۔ اسلامی اصول زندگی کو مٹاکر اسکی جگہ یورپ کے طریق زندگی کو رواج دینا چاہتے ہیں۔
مسلمانوں نے اس دردانگیز اور مہلک وبا کی طرف کچھ التفات نہیں کیا اور اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لئے کوئی تدبیر عمل میں نہیں لائی گئی۔ وہ وقت قریب آگیا ہے کہ یہ بیماری علاج پذیر نہ رہے اور ہماری گود کے پلے ہوئے بچے یہود و نصاریٰ کا دم بھرتے ہوں اور ہمارے بزرگوں کی سیرت و صورت کے سخت دشمن ہوں۔ ایسی ہی جماعت کی زیادتی اور اونکی دین و ملت کی طرف سے اجنبیت و بےتعلقی دشمنان اسلام کی حوصلہ افزائی کا باعث ہوئی اور شدھی اور سنگھٹن کی تحریکیں جو ہندؤں کے وہم و تصور میں بھی نہیں گذر سکتی تھیں۔ دھوم کے ساتھ ملک میں رائج ہوئیں اور اس قسم کے لوگوں نے اونکی نسبت یہ کہا کہ ہندؤں کو بیشک اسکا حق حاصل ہے باوجودیکہ سناتنی طبقہ کے ہندؤں کی کثیر تعداد ابتک شدھی کی مخالف اور اوسکو اپنے دین کے خلاف جانتی ہے۔
شریعت کے اصول و آئین فرائض و قوانین کو دلیری کے ساتھ توڑنا اور دوسرے لوگوں کے لئے نمونہ بنکر ایسے افعال میں مبتلا ہونے کا محرک بننا۔ یہ ان لوگوں کا عام شیوہ ہے۔ رمضان مبارک میں بالاعلان کھانا پینا مسجد میں نماز پڑھنے اور مسلمانوں کے ساتھ ملکر عبادت الٰہی بجالانے کو توہین اور فیشن کے خلاف سمجھنا مسلمانوں کے لباس مسلمانوں کی وضع مسلمانوں کی معاشرت کو یک لخت ترک کردینا بلکہ عیب کی طرح بنظر حقارت دیکھنا کفار کے وضع و آئین کو گوارا ہی نہیں تکلیف و صرف بیجا بھی ہولازم کرلینا روزمرہ مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ ایک گریجویٹ کو اذان کہدینا امامت کرنا اتنا ہی شاق اور گراں ہے جتنا کسی اسٹیشن پر قلی کی خدمت انجام دینا۔ کھانے پینے میں حرام و حلال کا خیال اٹھتا جارہا ہے۔ پردہ توڑنے اور سود حلال کرنے کی کوششیں ہورہی ہیں۔ غرض شریعت کی مخالفت میں سرگرم ہیں اور پھر اوسکو شریعت بنالینا چاہتے ہیں۔
آجکل اخباروں میں مسٹر گلاب خان اور مس مالینی بائی (ہندو عورت) کی شادی کی خبریں شائع ہورہی ہیں یہ پونہ میں ہوئی ہے۔ ہندو تو اپنے قومی رسم و رواج کی پاسداری میں اس شادی کے خلاف غم و غصہ بیزاری و نفرت کا اظہار کررہے ہیں اخباروں میں انکی ناراضی کے تذکرے چھپ رہے ہیں۔ بڑے بڑے جلسوں میں پرجوش مخالفتیں

کیجاتی ہیں۔ باوجودیکہ ابھی تک ہندؤں کی طرف سے . . . مذہبی طور پر ایسی شادی کے عدم جواز کے دلائل نہیں پیش کئے گئے اور وید کا کوئی منتر ایسا نہیں بتایا گیا جو ہندؤں کے لئے ایسی شادی کو ممنوع قرار دیتا۔ لیکن پھر بھی انہیں اس شادی سے بہت غم واندوہ قلق و اضطراب ہے۔

لیکن مسلمانوں میں قرآن پاک کا صریح حکم ایسی شادی کی ممانعت میں موجود ہے ﴿لا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن﴾ مشرک عورتوں سے نکاح مت کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں۔ تعجب اور افسوس ہے کہ اسلامی جرائد نے اس شادی کا واقعہ لکھتے ہوئے قرآن پاک کی مخالفت اور قانون اسلام کے توڑے جانے پر ایک کلمہ افسوس نہ لکھا جن مضمون نگاروں کا قلم معمولی باتوں پر بہت کچھ لکھ ڈالتے ہیں انکا اس مضر اسلام اور مخالف دین شادی کے متعلق سکوت نہایت رنج کے قابل ہے اسلامی اخبارات کو درد ملت باقی نہیں رہا۔ پونہ میں جہاں یہ شادی ہوئی ہے اسکے خلاف کسی مسلم جلسہ کے انعقاد کی خبر نہیں ہے۔ اگر واقعی اس شادی کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھائی گئی تو مسلمانوں کی یہ مذہبی کمزوری اور دینی بے پرواہی نہایت رنج دہ ہے انکے جذبات ایمان کیسے افسردہ ہوگئے ہیں اور وہ اپنے دین کی حمایت اور اوسکے اصول کی حفاظت سے کسقدر بے پرواہ ہیں۔ مسلمانوں کے اس طریق عمل سے بھی اعدائے اسلام کے حوصلے بہت بڑھینگے۔ چاہئے کہ پونہ اور اوسکے نواح کے مسلمان اس شادی پر اپنی ناراضی اور نفرت کے اظہار میں زبردست جلسے کریں اور گلاب خان سے انکی اس شرمناک حرکت اور مخالف اسلام طریق عمل کی وجہ سے ترک معاملت کردیں۔

اور اس واقعہ سے سبق حاصل کریں آنکھیں کھولیں ہوش میں آئیں کہ انگریزی تعلیم و تربیت کیسے مہلک اثر پیدا کرتی ہے اس سے بچنے کے لئے نہایت ضرور ہے کہ اپنے بچوں کو انگریزی تعلیم دینے سے قبل لازمی طور پر مذہبی تعلیم دینے کا انتظام کریں اور ایک ایسا مختصر نصاب اردو میں بہم پہونچائیں جو مسلمان بچوں کے دلوں میں اسلامی احکام کی عظمت و وقعت اور دین کی محبت اور دینداری کی عادت پیدا کرے۔

آریہ کی شر انگیز کتاب

آریہ جماعت جسطرح امن کی دشمن ہے تہذیب و شائستگی سے بھی اوسکو پوری پوری عداوت ہے روزمرہ اوس سے فتنے نئی نئی شر انگیز باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ بدزبانی وگندہ دہنی اس جماعت کا طرۂ امتیاز ہے۔ آجکل راجپال کی کمینہ تحریر نے جسپر پنجاب ہائیکورٹ میں مقدمہ چل رہا تھا ہندوستان کے مسلمانوں کو نہایت رنجیدہ اور مغموم کردیا ہے اوس کتاب کا نام تک اونھیں روحانی ایذا پہنچاتا ہے۔ بچہ بچہ مضطرب و بیچین ہورہا ہے۔ ہر طرف سے اوسکے خلاف

آہ دبکا کا شور برپا ہے۔ تمام عالم اسلام غم وغصہ سے بیتاب ہے۔ ہائیکورٹ پنجاب کا فیصلہ اور راجپال کی رہائی مسلمانوں کے قلوب کو صدمہ پہنچانے والی ہوئی۔ ہر خطہ ملک میں جلسے ہو رہے ہیں اور اس ناقص اور کمینہ کتاب اور اوسکے مصنف پر نفرت وحقارت اور ہائیکورٹ پنجاب کے فیصلہ پر اظہار رنج و ملال کیا جا رہا ہے۔

انجمن اہل سنت وجماعت مرادآباد کا ایک خاص جلسہ

اس رنج و ملال سے بیتاب ہو کر کم محرم ۱۳۴۶ھ کو انجمن اہل سنت وجماعت مرادآباد کا ایک خاص جلسہ بصدارت مولنا مولوی اکرام الحق صاحب اشرفی منعقد ہوا جسمیں حسب ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

جلسہ کتاب رنگیلا رسول کے مقدمہ کے متعلق ہائیکورٹ پنجاب کے آخری فیصلہ پر نہایت رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ اس فیصلہ سے مقدس بزرگان مذہب کے حق میں بدزبانی کرنے والوں کو [illegible] ہو گی اور ملک کی فضا مسموم ہو جائیگی۔ مسلمان اپنے پیشوا کی شان میں کوئی ناقص کلمہ برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لئے گورنمنٹ سے مستدعی ہیں کہ مسلمانوں کے ایمانی وروحانی جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے مناسب تدبیر اختیار کرے۔

محرک صدر۔ فاضل حضرت مولنا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مؤید حکیم مولوی ابرار الحق صاحب۔

ابنائے وطن کی شورشیں

شولاپور کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں خونریز فساد

۳۳ مسلمان اور ۵۴ ہندو زخمی ہوئے

شولاپور ۱۱ جولائی کل جب سہ پہر کے وقت رتھ کا جلوس جا رہا تھا تو ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان محرم کے "شیر" کے جلوس کیوجہ سے فساد ہو گیا۔ جلوس رتھ کے جلوس میں سے آگے نکل جانیکی کوشش کر رہا تھا ۳۳ مسلمان اور ۵۴ ہندو زخمی ہوئے۔ لیکن پولیس نے ایک گولی چلائے بغیر ہجوم پر قابو پالیا۔ فریقین کے تعلقات میں سخت کشیدگی پائی جاتی ہے۔

کلکتہ میں محرم کے جلوس پر سنگباری

چھ ہندوؤں کی گرفتاری

کلکتہ ۱۰ جولائی۔ ۲ بجے سہ پہر کو جب محرم کا جلوس کارنوالس سٹریٹ میں سے گزر رہا تھا اور کالی کے مندر کے

قریب پہنچی تو ایک گلی میں سے شمالی ہند کے کئی ہندو نکل آئے جنہوں نے جلوس والوں پر پتھر پھینکے مسلمانوں نے پتھر کا جواب پتھر سے دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں سخت بلوہ ہو جائے گا۔ لیکن پولیس کی بروقت آمد سے فساد رک گیا۔ چھ ہندو گرفتار کئے گئے ہیں۔ جن میں سے ایک ہندو کو خود پولیس کمشنر سر چارلس ٹیگرٹ نے پکڑا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہندو مادھو رام نامی کو جو کارنوالس اسٹریٹ کے واقعہ کے بعد میڈیکل کالج ہاسپٹل میں داخل کیا گیا ہے چھری کے زخم لگے ہیں۔　　ہمدم ۱۴ جولائی

بریلی کے ایک موضع میں بقرعید حامیان سنگھٹن کی زد میں آگیا

بقرعید کے دوسرے روز بریلی سے ایک تار موصول ہوا تھا جس میں عید اضحی وہاں خیریت سے گذرنے کا اظہار کیا گیا تھا تار کا مضمون جہاں تک شہر کا تعلق تھا بالکل درست تھا لیکن بعد میں جو اطلاعات وہاں سے موصول ہوئیں ان سے معلوم کر کے افسوس ہوتا ہے کہ بریلی کا ضلع فتنہ و فساد سے خالی نہیں رہا اور ایک گاؤں میں مسلمانوں کو ہندو حامیان سنگھٹن کے ہاتھوں اذیت اٹھانی پڑی۔ مختلف اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ موضع نجر یا تحصیل بھیڑی ضلع بریلی میں ہندوؤں نے مسلمانوں پر سخت حملہ کیا اور انکو جانی و مالی نقصانات پہنچائے مسلمان بالکل بے خبر اور نہتے تھے اور تعداد میں بھی تھوڑے سے تھے اور ان کا قصور سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ وہ بقرعید کے روز (حسب معمول قدیم) ایک دوسرے قریبی گاؤں سے گائے کا گوشت اپنے موضع میں لائے تھے۔ انہوں نے خود گائے کی قربانی نہیں کی تھی۔ بلکہ دوسرے گاؤں سے صرف قربانی کا گوشت لائے تھے۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں تھی سنا ہے کہ وہاں ہر سال ایسا ہی ہوتا تھا۔ امسال جس ٹھیلہ پر گوشت آرہا تھا اسکو ہندوؤں کی ایک جماعت کثیر نے اثنائے راہ میں روک لیا اور جو مسلمان اسکو لا رہے تھے انکو زدوکوب کیا پھر اس ٹھیلہ کو دکھا دکھا کر اپنی قوم میں اشتعال پیدا کرتے رہے۔ موضع کے مسلمان باشندوں کو جب اس آمادہ فساد جماعت کا حال معلوم ہوا تو وہ اپنے اپنے گھروں کے کواڑ بند کر کے بیٹھ رہے۔ لیکن سنگھٹنی سورماؤں نے دروازے توڑ ڈالے اور نہتے مسلمانوں پر سخت مظالم برپا کئے بہت سے مسلمان مفرور ہیں جن کی تعداد ایک درجن سے کم نہیں ہے شفاخانہ بھیڑی میں پڑے ہوئے ہیں۔ پولیس اطلاع پا کر پہنچی اور اس نے کثیر التعداد ہندوؤں کو گرفتار کیا۔ جو اس وقت ضمانت پر رہا ہیں:۔　　ہمدم ۲۵ جون

"قبر کی پوجا" کے مصنف کو سزا

مظفر پور۔ ۱۰ جون ایک کتاب ہندی میں "قبر کی پوجا" تصنیف کرنے پر ڈپٹی مجسٹریٹ نے ایک شخص راجندر پرشاد کو ۹ ماہ قید سخت کی زیر دفعہ ۱۵۳ الف سزا دی ہے۔ (پرتاب لاہور)

انسان اور شیر خوار بچے ان خواہشوں سے بے رغبتی میں برابر ہیں۔ طبی عالم کے جادو نما کرشمے اور ادویہ کی سحر پا تاثیریں انہیں اثر کرنے سے عاجز ہیں کوئی معالجہ ان قویٰ کو زندہ نہیں کر سکتا۔ اور افسردہ طاقتوں میں ہیجان پیدا کرنے پر قادر نہیں۔ جس قادر مطلق کی یہ شان ہے اور مخلوق کے تمام قویٰ و افعال اسطرح اوس کے زیر فرمان ہیں اوس سے یہ پوچھنا کہ جنتی حوریں کسطرح اپنے دن بسر کرتی ہونگی۔ قدرت الٰہیہ سے انکار اور اوسکی حکمت سے ناواقفی اور بے بصیرتی پر مبنی ہے وہ اپنے بندوں میں جب چاہتا ہے خواہش پیدا کرتا ہے۔ جب چاہے پیدا ہی نکرے ہمیں کیسکا کیا دخل۔ لیکن اصل یہ ہے کہ پنڈت جی کو اُنکے دھرم نے خدا کی ذات و صفات سے باخبر ہی نہیں کیا ہے ہاں یہ ممکن ہے کہ پنڈت صاحب کو اپنی ملکی عورتوں کی شہوانی بے اختیاری کا تجربہ ہوا اور اس بنا پر یہ بات اونکی عقل ہی میں نہ آسکی ہو کہ عورت کو صبر و تحمل کسطرح ہوسکتا ہے۔ پنڈت صاحب کا نیوگ کو رائج کر کے ایک عورت کا گیارہ مردوں تک سے عیش کرنے کی اجازت دینا بھی اونکے اس تجربہ کا قرینہ ہوسکتا ہے۔ لیکن اونہیں یہ سمجھنا چاہئے تھا کہ ایک ملک کے اخلاق و عادات وہاں کے طرز معاشرت اور اثر آب و ہوا اور رسم و رواج و عادات و خصائل کا دوسرے ملک پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ایک اقلیم کے رہنے والے دوسری اقلیم کے باشندوں سے مختلف المزاج ہوتے ہیں۔ چہ جائیکہ دوسرے عالم اور پاک عالم پر اپنے ملک کے اوضاع و اطوار کا قیاس کرنا دانا کی شان سے بالکل بعید اور حکم عقل کے مخالف ہے۔ صحبتیں اور تربیتیں انسانی نفوس اور اونکی خواہشات میں عظیم الشان تبدیلی پیدا کر دیتی ہیں۔ ایک جاہل بدچلن آوارہ جماعت اور ادنیٰ معیشت رکھنے والی قوم اعلیٰ علمی زندگی رکھنے والے شایستہ خاندان کے علم و ادب سے کیا نسبت رکھتے ہیں جسطرح اوباش طبقہ کا ایک شخص اپنی اور اپنے ہم صحبتوں کی حالت دیکھکر علم و ادب والے تہذیب و شایستہ طبقہ کی نسبت حیرت سے کہہ سکتا ہے کہ بغیر گالی گلوچ جھینٹ جھپاڑ تمسخر کے یہ لوگ کسطرح زندہ رہتے ہیں اور وہ اپنے حال کے غلبہ سے اسقدر مجبور ہوتا ہے کہ انسانی فطرت کا اوس عیب سے خالی تصور کرنا اوس کے لئے دشوار ہو جاتا ہے۔ اسیطرح پنڈت صاحب نے جو صحبتیں پائی ہیں اور جن جذبات نے اونکے اور اونکے ہم قوموں کے دماغوں پر تسلط کر لیا ہے وہ کسی متنفس کو ایسے جذبات سے خالی تصور کرنے پر قادر نہیں ہے۔ اوس قوم کی حالت زار پر رحم اور افسوس جس کا پیشوا اپنے اور اپنے گرد و پیش کے حالات سے اسقدر متاثر اور مغلوب ہو گیا ہو جس قوم کے محقق کی یہ شان ہو اوسکے عامی و جاہل کیا کچھ ہونگے۔

پنڈت صاحب عورتوں اور حوروں کا بہشت میں ہونا قابل اعتراض سمجھتے ہیں گو یہ اعتراض بتکلف بہ تصنع کیا ہو لیکن اس اعتراض سے پتہ چلتا ہے کہ وہ حکمت الٰہی کے اسرار و دقایق سے تو کیا باخبر ہوتے۔ ابھی تک دماغ لطیف موٹی موٹی باتیں سمجھنے پر بھی قادر نہیں ہے کہ انسان کو خدا نے بنایا ہے اور تمام قویٰ اوسی نے اوسکو مرحمت کئے ہیں تو اوسکی حکمت کا اقتضا ہے کہ جو جو خواہشیں انسانی کائنات میں اوس نے ودیعت فرمائی ہیں۔ اون سب کی راحت کا سامان بھی وہ مہیا فرمائے۔ دیکھنے کو آنکھ دی تو فرحت انگیز مناظر پیدا کئے۔ سننے کو کان عطا کئے تو اونکے لئے طرب انگیز

نغمے اور سرور پیدا کرنے والے الحان موجود فرمائے۔ زبان میں چکھنے والی قوت پیدا کی تو اوس کے لیے طرح طرح کے خوش کیف طعم اور ذائقے بنائے۔ ناک میں سونگھنے کی قوت رکھی تو اوسکے لیے روایح طیبہ خلق کیئے۔ اسطرح خالق قوی نے جو قوتیں دیں اون سب کے عمل میں لانے اور اون سے کام لینے کے موقع بھی اوسی نے پیدا کیئے اور یہ عین حکمت ہے۔ بھوک لگانا اور غذا نہ بنانا یہ شان حکمت کے خلاف ہی۔ اب ہمیں پنڈت صاحب سے یہ دریافت کر لینا ہے کہ کیا آپ کے نزدیک انسانی نجات کا یہ حاصل ہے کہ مرد کو مخنث کر دیا جائے۔ اگر آپ یہ اعلان کر دیجیے کہ تو تھوڑی عقل والا بھی آپ کی ایسی نجات کو مفت لینے پر بھی راضی نہو گا۔ مفت نہیں بلکہ اگر دولتیں دینے کا وعدہ کیجئے تو وہ ٹھکرا دے گا اور اسکو راحت و آسایش نہیں بلکہ عذاب و وبال سمجھے گا۔ جب قدرت نے مرد کو رجولیت دی تو عورتوں کا پیدا کرنا عین اقتضائے حکمت ہے۔ اس دنیا میں بھی تو وہی پیدا کرتا ہے۔ تو خالق عالم کا جو فعل یہاں خلاف حکمت نہیں کس طرح عالم آخرت میں قابل اعتراض ہو سکتا ہے۔ پنڈت صاحب کا یہ عجیب و غریب سوال اوتنا ہی عاقلانہ ہے جتنا اونکا یہ فرما دیا کہ اپنی عورت بھی ساتھ ہو تو بھی نفسانی حرکت کچھ نکرے برہم چاری رہے۔ آخر اس میں عیب کیا ہے اور عیب ہے تو اوسی عیب دار طریقہ سے تو جناب پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت اور آپ کی ہستی خود اوسی عیبناک جرم کا نتیجہ ہے جس سے آپ ناخوش ہیں۔

ہاں آپ کو یہ عذر کرنے کا موقع ہے کہ یہ والدین کا فعل تھا جو میرے مشورہ سے نہیں ہوا۔ مجھے مشورہ دینے کا موقع ہوتا تو میں اونھیں ہرگز یہ رائے نہ دیتا تو ہم بھی تسلیم کرینگے کہ واقعی وہاں تو آپ کا کوئی اختیار نتھا۔ لیکن اب تو اپنے تمام معتقدین کو حکم دیجئے کہ وہ ترک و تجرد کی زندگی اختیار کریں اور خانہ داری کے اصول و آئین کو توڑ ڈالیں اور اس عیب میں مبتلا نہ ہوں لیکن آپ بجائے یہ تعلیم دینے کے اسکے برعکس نیوگ کا حکم فرما کر ایک ایک کی جگہ گیارہ گیارہ کی اجازت دیتے ہیں اور وہی بات جسکو برا سمجھتے تھے اوس سے دنیا کو پر کیئے دیتے ہیں۔ قدرت نے جن عورتوں کے شوہر ونکو اٹھا لیا اور بیوہ ہو کر اونہیں آزادی حاصل ہو گئی اونھیں پھر آپ ایسے ہی کام کی دعوت دیتے ہیں ترغیبیں کرتے ہیں بزور و جبر ان نفسانی حرکات میں مبتلا فرماتے ہیں۔ سوچئے تو آپکی کونسی بات ٹھیک اور آپ کا کونسا اصول درست ہے۔

الحاصل پنڈت صاحب کا یہ اعتراض حکمت اللہ سے ناواقفیت کی بنا پر تھا۔ اونہیں نظم عالم میں قانون الٰہی پر نظر غائر ڈالکر سمجھنا تھا کہ دنیا بھی اوسی خالق کی بنائی ہوئی ہی جس سے ہم نجات کی توقع کرتے ہیں یہاں اوس نے اپنے بندونکو جو قوی اور اون قوی کے لیے جو جو سر و سامان عطا فرمائے اور اونکی مذہب کے ذریعے اجازت دی اوس پر اعتراض کرنا حکمت الٰہی کے مقابل گستاخانہ لب کشائی ہی۔ پھر یہاں کی اور جنت کی نعمتوں میں زمین و آسمان سے زیادہ کا فرق ہی۔ اشتراک اسمی یعنی نام کے ایک ہونے سے افعال و خواص طبیعت و مزاج احوال و صفات کا ایک ہونا لازم نہیں آتا۔ یہ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ یہاں عورتوں میں گندگی بھی ہی نجاست و کثافت بھی

کتب رد وہابیہ اور کتب علمائے دین اور کتب اعلیحضرت بھی کل ملتی ہیں

حدائق بخشش حصہ اول اور دوم یہ اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا نعتیہ دیوان ہے قیمت حصہ اول ۵ دوم ۵

ملفوظ حصہ اول یہ اعلیحضرت فاضل بریلوی کے ملفوظات ہیں جو صدہا مختلف مسائل مذہبی کا مجموعہ ہیں اکثر علوم و فنون کی عجیب و غریب تحقیقات آپ کو اس مجموعہ میں ملے گی قیمت ۸

ملفوظ حصہ دوم اس میں زمانہ حج کے عجیب و غریب واقعات اور مختلف علوم و فنون کے چیدہ چیدہ مسائل درج ہیں۔ قیمت ۸

اربعہ متبائنہ ۔ اعلیحضرت کے چار رسالوں پر مشتمل ہے قیمت ۶

دین حق ۔ اسلام کی حقانیت اور یہ کہ وہ دلیل کیا مگر کرتا ہے۔ علمائے نصاریٰ اور پنڈتان ہند اس کے کس قدر [illegible] قیمت [illegible]

دیوبندی مولویوں کا ایمان قیمت ۲

[illegible] قیمت ۲

[illegible]

هندوستان کے ہر گوشہ میں بڑی دلچسپی سے عام طور پر پڑھی جاتی ہیں قیمت ۱۰

شرح الحقوق ماں باپ کے اولاد پر کیا کیا حق ہیں قیمت ۳

اعجب الامداد بندوں کے بندوں پر کیا کیا حقوق ہیں انکی تفصیل اور ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کے آسان طریقہ قیمت ۱

جمع القرآن امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جامع القرآن کیوں کہتے ہیں قرآن پاک کے جمع کرنے کی کیوں اور کب ضرورت محسوس ہوئی۔ قیمت ۱

تنزیہ المکانۃ الحیدریہ سیدنا ابوبکر صدیق و سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حالات [illegible] حضرات کفر کی نجاست سے کبھی آلودہ نہیں ہوئے قیمت ۱

کشف الحجاب [illegible] پر ایک تفصیلی بحث [illegible] اور منکرین کے باطل خیالات کا رد و ابطال اور اس مسئلہ پر تاریخی شہادتیں قیمت ۲

تدبیر مسلمانان ہند کو اپنی ترقی کے لئے کونسا راستہ اختیار کرنا چاہئے اور انہیں [illegible] کس طرح [illegible] اسلامی سلطنتوں کی مدد کی جائے قیمت ۱

النہی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید [illegible]

کتب ذیل دفتر السواد الاعظم سے نقد قیمت پر یا بذریعہ ویلو مل سکتی ہیں

قرآن عظیم مترجم :- بترجمۂ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ۔ کاغذ معمولی ہدیہ ۶ دو روپیہ۔

انوار ساطعہ :- اثبات مولود و فاتحہ میں نہایت نفیس و مبسوط کتاب ہے مخالفین کے تمام شکوک و اوہام کے ازالہ کے لئے بے نظیر ہے قیمت ...

سیف الجبار :- تصنیف لطیف حضرت مولینا مولوی فضل رسول صاحب بدایونی علیہ الرحمۃ وہابیہ کے حالات میں عمدہ کتاب قیمت ...

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ :- تصنیف لطیف حضرت صدر الافاضل مولینا مولوی محمد نعیم الدین صاحب دام ظلہٗ۔ اس کتاب میں علم غیب کے مسئلہ کو ایسی تحقیق اور خوبی کے ساتھ مدلل بیان فرمایا ہے کہ مخالف کو جائے دم زدن باقی نہیں رہتی اور اُن کے تمام مشہور اعتراضات کے زبردست مدلل جواب جدا جدا بیان فرمائے ہیں دو مرتبہ چھپ چکی ہے اور تیسری بار چھپ رہی ہے قیمت ایک روپیہ

جواہر البیان :- حضرت امام عالی مقام امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ المحدثین حضرت ابن حجر قدس سرہٗ کی نفیس کتاب خیرات الحسان کا ترجمہ ہے قابل دیکھنے کے ہے قیمت آٹھ آنے (۸)

عرفان شریعت :- اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ۱۱۲ نفیس فتاویٰ کا مجموعہ قیمت ...

الکوکب الشہابیہ :- اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کا کامل رد اور اس کے کفریات کا شمار ... علیحدہ ... قیمت ...

وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد ... مع حوالہ صفحات قیمت ... بہت کارآمد چیز ہے۔

... وہابیہ :- رد غیر مقلدین میں ایک عمدہ رسالہ ہے قیمت ...

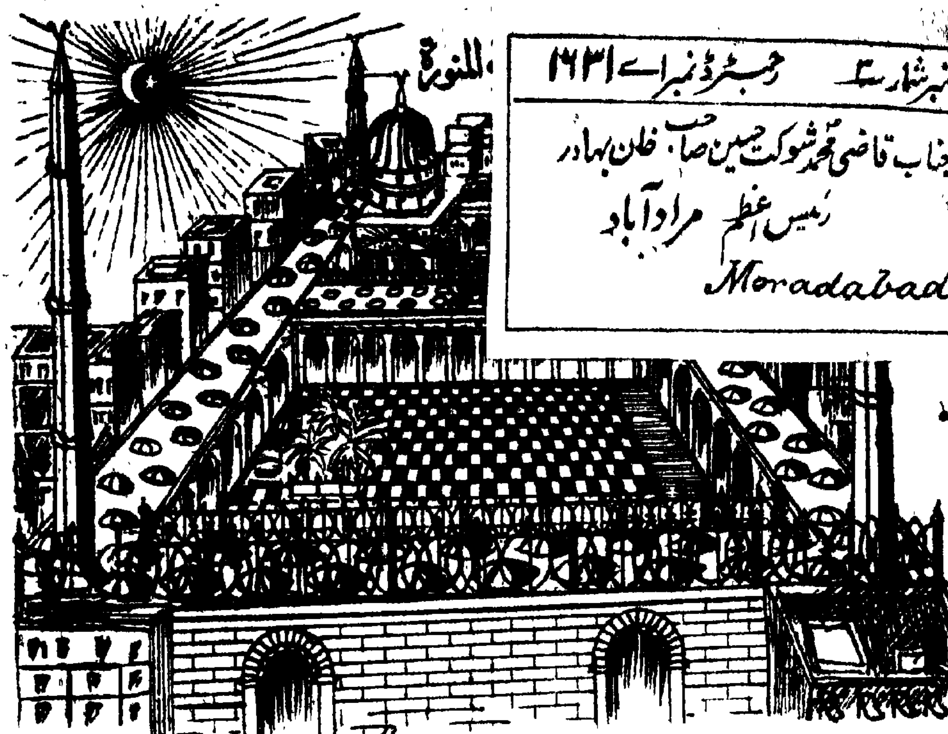
... العذاب علی قوامع القباب :- مجتوں کے مسئلہ میں مولوی سلیمان صاحب ندوی اور دوسرے ... کا ... مصنفہ صدر الافاضل حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مدظلہٗ قیمت ...

... مکہ معظمہ :- مولوی اشرف علی تھانوی نے جو اشرف علی رسول اللہ اور نبینا اشرف علی کہے ... علمائے حرمین طیبین کا فتوے قیمت ...

... :- قرآن جس میں صرف قرآن عظیم کی آیتوں کا بیان کہ حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ ... کے ... حقیقی ... ایمان ... تصنیف لطیف صاحب ... صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہٗ قیمت ...

... کی ... کے وقت پہلے ... بھیجئے ...

... السواد الاعظم مراد آباد – چوکی حسن خاں



نمبر شمار ۳۰ رجسٹرڈ نمبر اے ۱۶۳۱

جناب قاضی محمد شوکت حسین صاحب خان بہادر
رئیس اعظم مراد آباد
Moradabad.

ز خاک اے لالۂ سیراب برخیز ٭ چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
برون آور سر از برد یمانی ٭ کہ روئے تست صبح زندگانی

3(12)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ

السواد الاعظم

جلد ۳ نمبر ۱۲

مدیر (مولانا) محمد عمر نعیمی

چندہ سالانہ ایک روپیہ

حمایت اہلسنت اصلاح معاشرت تہذیب اخلاق کیلئے شائع ہوتا ہے

قد طبع عمر النعیمی فی المطبع النعیمی الواقع فی بلدۃ مراداباد شائع

فہرست مضامین

حامیان سواد اعظم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس سال کا یہ آخری رسالہ آپکی خدمت میں حاضر ہے سال آئندہ کا ہدیہ فوراً ارسال فرمائیے۔ جن حضرات نے سال گذشتہ کی قیمت ابتک ادا نہیں کی اور کوئی عذر اشت مسموع نہیں فرمائی اُن سے رسالہ کی یہ اخیر ملاقات ہے۔ ماہ آئندہ سے اُن صاحبوں کی خدمت میں رسالہ نہ پہنچیگا گر دیانتہ انہیں قیمت بھیجدینا چاہیے۔ والسلام

(مدیر)

۴۸۶

محفل میلاد شریف

یورپ کے صدر مقام میں مجلس مبارک کی دھوم دھام

یورپ کی مادہ پرست فلسفی خیال دہریہ منش نیچری دنیا اسقدر تنگ خیال واقع ہوئی ہے کہ کسی طرح اُسکا قدم محسوسات کے چھوٹے سے دائرہ سے باہر نہیں نکلتا اور اُس کی عقل و خرد کا طائر مادیات کے قفس تنگ سے رہائی نہیں پاتا۔ اُس کے علم و عمل کی تمام ترقیاں اسی احاطہ میں محدود رہتی ہیں اور وہاں کے اہل دانش تغیرات عناصر کے تماشوں میں محو رہتے ہیں روحانیت اور اُس کے کمالات اور عالم ملکوت کے برکات ابھی تک اُس سرزمین کی سکونت رکھنے والوں کے لیے اچھوتے ہیں اُن کا خیال انتہائی ترقی کر کے یہانتک تو پہنچا کہ کرۂ ارض کی طرح دوسرے کرات میں بھی آبادی ہوسکتی ہے اور وہاں کے بسنے والوں سے رسم و راہ پیدا کرنے کی کوئی سبیل نکالنا چاہیے اس کیلیے بھی مادی ذرائع ہی کی تلاش ہے مگر ہنوز وہ اپنے نفس سے بھی آشنا نہیں ہیں اور اُنہوں نے خود اپنی ذات سے ہی شناسائی پیدا نہیں کی۔ روحانیت کی درسگاہ کیطرف بھی انکا قدم نہیں اُٹھا اور عالم ملکوت و جبروت کے ابتدائی درس سے بھی اُن کے کان آشنا نہیں علم تو اُس کیلیے بالکل اجنبی ہے مگر الحمد للہ امسال ماہ مبارک ربیع الاوّل شریف میں آفتاب روحانیت کی شعاعوں نے اُس تیرہ و تار سرزمین کو اپنے فیض نورانی سے مستفیض فرمایا ۱۱ ربیع الاوّل شریف ۱۳۴۶ھ کو پیرس کی مسلم آبادی نے بڑی شان و شوکت اور تزک و احتشام کے ساتھ عید میلاد کا جشن منایا اور محفل مبارک مولود شریف منعقد کی جس میں افریقہ۔ ترکی۔ ایران۔ ہندوستان وغیرہ کے بکثرت مسلمان شریک تھے سیرت پاک کے تذکرے سے روحانیت کا ایک مکمل نقشہ یورپ کی مادہ پرست دُنیا کے سامنے پیش کیا گیا اور اس سے جو روحانی فوائد اور ایمانی برکات اُس سرزمین کے رہنے والوں کو حاصل ہوئے اُنکے نتائج تو دنیا کے سامنے آہی جائیں گے انشاء اللہ مگر اس محفل مبارک کے انعقاد سے یہ ثابت ہوا کہ باستثناء چند دہریوں کے

عرب عجم یورپ افریقہ ایران ترکی وغیرہ تمام ممالک کے مسلمان محفل میلاد شریف منعقد کرتے ہیں اور اس کو سرمایہ سعادت و برکت جانتے ہیں۔ ماہ ربیع الاول دنیائے اسلام میں بالعموم مسرت کی لہریں لاتا ہے اور ہر مسلمان گھر تمام بلاد و اقالیم میں ذکر مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا سے منور ہو جاتا ہے صرف معدودے چند وہابیوں کے جھونپڑے اس ذکر اقدس کے انوار سے محروم و بے نصیب رہتے ہیں ان گھروں میں بجائے فرحت و شادمانی کے بغض و عداوت حسد و رشک کی آگ سلگتی رہتی ہے اور وہ اپنی آگ میں خود جلا کرتے ہیں کفی للحسود حسد گھر گھر عید ہوتی ہے اور مٹھی بھر وہابیوں کے گھر ماتم۔ دنیا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی ولادت مبارکہ کی خوشی میں مسرور ہے اور یہ فرقہ مبتلائے غم۔

دعوت مناظرہ پر وہابی دنیا میں ہلچل

زمانہ موجودہ کے مصائب سے ایک دردمند اسلام نے بےچین ہو کر مسلمانوں کی خانہ جنگیاں مٹانے کی یہ تدبیر سوچی تھی کہ مولوی اشرف علی صاحب اور مولوی خلیل احمد صاحب وہابیہ کے سرگروہ اور پیشوا ہیں اور ان کے قلموں سے ان کی کتابوں میں حضور سید انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان عالی میں منقصت و توہین کے کلمات نکلے ہیں اور انہوں نے اور ان کے معتقدین نے چھاپے اور شائع کیے ہیں مسلمان ان کلمات کو دیکھ دیکھ کر تڑپ تڑپ جاتے ہیں اور انھیں جسقدر بھی صدمہ ہو کم ہے عرب اور عجم کے علماء نے ان کلمات کی بنا پر ان صاحبوں پر اور ان سے پہلے ان کے بزرگوں کی تحریروں کی بنا پر انپر کفر کے فتوے دیئے ہیں۔ اسوجہ سے ہندوستان کے کروروں مسلمان ان لوگوں کو کافر خارج از اسلام جانتے ہیں۔ ہندوؤں کو ان کے ناقص کلمات سے جرأت ہوتی ہے اور بدزبانی کرنے کا موقع ملتا ہے سیٹھ جمال بھائی قاسم بھائی سلمہ اللہ تعالےٰ نے نہایت نیک دلی اور اسلامی ہمدردی سے یہ چاہا کہ یہ معاملہ طے ہو جائے اور اس وقت اس نزاع کو رفع کر کے ان صاحبوں اور ان کے معتقدین کے ملانے کی صورت نکالی جائے سیٹھ صاحب موصوف کا یہ خیال بالکل صحیح ہے کہ اگر کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے تو انھیں دونوں سے۔ اور ان کی حیات کے بعد فیصلہ کی امید بیکار ہے کیونکہ الزام ثابت ہو جانے پر اللہ تعالےٰ توفیق دے تو یہ دونوں صاحب توبہ کر سکتے ہیں اور ان کی توبہ سے ہندوستان بھر کا جھگڑا رفع ہو سکتا ہے ان کے بعد ان کے مریدین و معتقدین سے یہ امید رکھنا کہ وہ اپنے پیر کا کفر خواہ کیسے ہی روشن دلائل سے ثابت ہو تسلیم کر لیں گے اور بیعت فسخ کر کے تائب ہو جائیں گے اور ازسرنو تجدید اسلام کریں گے نہایت بعید ہے مولوی خلیل احمد صاحب عرب میں ہیں اور

وہیں اُنکے پاس دعوت مناظرہ بھیجی گئی ہے اور ہندوستانی ہیں جو مصارف ہوں اُس کے ادا کرنے کا بھی وعدہ کیا گیا ہے لیکن ابھی تک اُن کا کوئی جواب نہیں آیا ممکن ہے کچھ عرصہ بعد جواب آئے لیکن مولوی اشرفعلی صاحب ہندوستان میں موجود ہیں اُنھیں خود بھی اسکا احساس ہونا چاہیئے تھا کہ یہ معاملہ اُن کی زندگی میں طے ہوجائے اور مسلمانوں کی موجودہ مصیبت اور کفار کی چیرہ دستیاں دیکھ کر اُنھیں چاہیے تھا کہ وہ خود اپنے مخالفین کے سربرآوردہ علماء کو بُلا کر یا اُن کے پاس پہنچکر عالمانہ طریقہ سے سمجھ سمجھا لیتے اگر اُن کا قصور ثابت ہوتا تو للہیت کے ساتھ توبہ کر لیتے اور نفس کو درمیان میں حائل نہ ہونے دیتے اور یا بالفرض اگر کوئی معنی صحیح اُنکی عبارت کے نکل سکتے تھے جو اُنھیں کفر سے بچا سکتے تو وہ علماء کو سمجھا دیتے قصہ رفع ہوجاتا۔ خانہ جنگی مٹ جاتی دونوں گروہ ملکر اسلام کو قوت پہنچاتے۔ لیکن بجائے اس کے مولوی اشرفعلی صاحب نے سکوت محض کیا کسی قسم کا کوئی جواب نہ دیا ایک ماہ مدت انتظار بھی کب کی منقضی ہوچکی مگر مولوی صاحب کی طرف سے بالکل خاموشی ہے اور اُنکے معتقدین یہ ستم ڈھا رہے ہیں کہ اُنہوں نے سہارنپور مُراد آباد امروہہ دیوبند سے اشتہار چھاپ چھاپ کر گالیوں کی بارش کرڈالی جس سے فضا اور مکدر ہوا اور جذبات مشتعل ہوں۔ اُن میں سے مولوی مرتضیٰ حسن صاحب مولوی اشرفعلی صاحب کی وکالت کے بھی مدعی ہیں اگر یہ دعوے اُن کا صحیح مانا جاوے تو سیٹھ جمال بھائی قاسم بھائی کی مہذب اور خیر خواہانہ دعوت مناظرہ کے جواب میں گالی گلوج مولوی اشرفعلی صاحب کا قول سمجھا جائے گا۔ یہ حضرات بجائے ان گالیوں کے معاملہ کے طے کرنے کی کوشش کرتے مولوی اشرفعلی صاحب کو علماء اہل سنت کے سامنے اکر اپنی صفائی پیش کرنے کی رغبت دلاتے اور اگر ضرورت ہوتی تو انھیں علمی امداد پہنچاتے بجائے اس کے گالیاں دینی شروع کردیں اور مناظرہ کے متعلق یہ عذر کہ مولوی اشرف علی صاحب بیمار ہیں۔ بیمار ہیں تو انھیں نہایت آسانی کے ساتھ لایا جا سکتا ہے یہ بھی نہ ہو تو دس پندرہ دن کے بعد افاقہ ہونے پر وہ اپنی آمادگی کا وعدہ کرکے مسلمانوں کو مطمئن کر سکتے تھے۔ اس کی تو کوئی دلیل نہیں ہے کہ یہ مرض مرض الموت ہی ہے کہ اس کے بعد افاقہ کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا آخر جواب نہ دینے کے کیا معنی۔ ان اشتہارات کے بعد سیٹھ جمال بھائی قاسم بھائی نے یہ ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں یہی لکھا کہ آپکو خود جواب دینا چاہیے دوسرے کسی شخص کی گفتگو فیصلہ کن نہیں ہوسکتی اور اُنکی تو شائستگی اور تہذیب اس درجہ پہنچ گئی ہے کہ اُن کی تحریروں پر جاہل بھی افسوس کرتے ہیں پھر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب تو وکالت کے مدعی لیکن مولوی اشرف علی صاحب اعلان نہیں کرتے کہ میں نے ان کو وکیل کیا ہے۔ آپکا کہا سنا میرا کہا سنا ہے اور ان کا قول علی العموم مجھے مسلم ہے گویہ توکیل تو کارآمد نہ تھی لیکن ہے تو کیل کے ادعاء وکالت کس قدر دھاندلی ہے اور ایسی تو ہم سے

کیا انصاف کی امید ہو سکتی ہے۔ سیٹھ قاسم بھائی جمال بھائی نے پھر مولوی اشرف علی صاحب کو ایک ماہ کی مہلت دی ہے کہ وہ ایک ماہ کے عرصہ میں جواب دیدیں۔ افاقہ ہونے پر مجلس مناظرہ میں تشریف لانے کا وعدہ کریں گفتگو نہایت مہذب شائستہ اور للہیت کے ساتھ ہوگی لیکن تعجب ہے ابھی تک مولوی اشرف علی صاحب نے ہمت نہ کی اگر درحقیقت اپنی عبارت کی وہ کوئی توجیہ سمجھتے ہیں تو اُن کو ذرا بھی پس وپیش نہ کرنا چاہیے اُن کا یہ تامل اور معتقدین کا کھسیانہ پن اور چاروں طرف سے گالیوں کی بوچھار کردینا اور بھی ظاہر کرتا ہے کہ اُن کے پاس اپنی صفائی کی کوئی دلیل موجود نہیں اور وہ کوئی قابل قبول بات جواب میں پیش نہیں کر سکتے۔ بریلی سے مولوی ابرار حسن صاحب نے وہابیوں کے ان اشتہاروں کے جواب میں ایک مفصل اشتہار شائع کیا ہے اور حضرت حجۃ الاسلام شیخ الانام مولانا الحاج المفتی المولوی شاہ محمد حامد رضا خان صاحب دامت برکاتہم نے ایک گرامی نامہ مولوی اشرف علی صاحب کے پاس بھیجا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے

> بخدمت وسیع المناقب جناب مولوی اشرف علی صاحب ھداہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علی من اتبع الہدیٰ مہربانا فیصلہ کن مناظرہ کے لیے آپ سے ہر طرح تیار ہے مسلمانان پادرہ کی آواز پر لبیک کہیے فوراً فوراً پادرہ چلیے اور تاریخ وقت روانگی سے سیٹھ صاحب اور فقیر کو مطلع کیجیے میں پا بر کاب منتظر جواب ہوں جھوٹے حیلے بہانے نہ بنائیے فوراً اپنی مُہری دستخطی تحریر بذریعہ رجسٹری بھیجیے اور پادرہ نہ جانا ہو وہاں کچھ زیادہ مصیبت کا سامنا ہو تو جہاں آپکو زیادہ آسانی ہو وہاں انتظام کرائیے ایک ہفتہ کی مہلت ہے۔ مناظرہ سے انکار عجز کا اقرار اور سکوت فرار برقرار ہوگا۔ خبر شرط است۔" گدائے سجادہ رضویہ فقیر محمد حامد رضا قادری بریلوی عفرلہٗ۔

اس طرف سے تو یہ آمادگی اور مولوی اشرف علی صاحب کو کسی طرح خبر ہی نہیں ہوتی آخر کیا بات ہے؟ گالیاں دشنام کوسنے کچھ ان کا جواب نہیں ہو سکتے۔ یا مولوی اشرف علی صاحب کو سامنے آنا چاہیے ورنہ دنیا یقین کرے گی کہ اتنی تاکیدوں۔ اتنے اہتماموں۔ اتنی کوششوں۔ خاطر مدارات کے وعدوں حفظ امن وغیرہ کی ذمہ داریوں اور مصارف سفر کے تکفل کے باوجود ایک فیصلہ کن شائستہ اور مہذب مناظرہ کے لیے نہ آنا یقیناً زبان حال سے جرم کا اقبال ہے اور جب مولوی اشرف علی صاحب سے اُن کا کفر اٹھانے کے لیے اسقدر اہتمام سے مناظرہ کی دعوت دیجاتی ہے تو اس کے عجز و سکوت کے بعد پھر اُن کے کفر میں عذر و انکار گفتگو اور کلام کرنے کا محل نہ ہوگا۔ یہ سب باتیں ملحوظ رہیں ابھی وقت ہے میدان میں آئیے معاملہ صاف کیجیے۔

مسلمانوں کے لیے ایک عظیم خطرہ

ملک کی موجودہ فضا اور ہندو سنگٹھن کی مسلم کشی کے واقعات جو روزمرہ ہنی اتنی اور بھیانک صورتوں میں سامنے آرہے ہیں ان سے بھی اگر مسلمانوں نے درس عبرت حاصل نہ کیا اور اپنی درستی کی طرف ہمہ تن متوجہ نہ ہوگئے تو ہندوستان کی سرزمین میں مسلمانوں کی بقا کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی جنگ و جدل لوٹ مار اور طرح طرح کی ایذارسانیوں کے علاوہ ایک نہایت مہیب خطرہ سامنے ہے مسلمانوں کی جاگیریں جائدادیں قریب قریب کل ہندوؤں کے پاس پہنچ چکی ہیں۔

ہندوستان کی زمین سے مسلمانوں کا قبضہ اٹھ چکا ہے۔ جائدادیں درکنار رہنے کے مکان بھی باقی نہیں رہے اور جو چند نظر آتے ہیں اُن میں بھی اکثر مکفول اور زیر بار دین ہیں۔ بازار قریب قریب کل ہندوؤں کے ہیں وہ وقت قریب ہے کہ ہندو مسلمان مدیونوں سے ایک دم مطالبہ کریں اور اُن کی گراں قیمت جائدادوں کے لیے کوئی خریدار نہ ملے ہندو زمیندار مسلمان کرایہ داروں سے دوکانیں اور مکان خالی کراکر انھیں تجارت سے محروم کردیں اور خانہ بدوش بنادیں۔ جابجا سے خبریں پہنچ رہی ہیں کہ ہندوؤں نے مختلف تدبیروں کے ساتھ مسلمانوں کا بائیکاٹ کیا اور آہستہ آہستہ وہ مسلمانوں کو بازار سے بھی ہٹا لے جارہے ہیں۔ کرایہ دار کا زور ہی کیا اُن کو مجبوری و ناچاری دوکانیں چھوڑ کر تجارت سے دست بردار ہونا پڑتا ہے۔ ہندو اکثریت گورنمنٹ کی ملازمتوں سے مسلمانوں کو روکنے میں اپنی پوری طاقتیں صرف کرتی ہے تجارتیں مسلمانوں کے ہاتھ میں ہی نہیں اور نادر طور پر جو کچھ ہیں بھی اُن میں اسطرح کی رخنہ اندازیاں ایسی حالت میں مسلمان کس طرح اپنی ہستی کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ بدقسمتی سے ابتک مسلمانوں میں کچھ بیداری نہیں اور اپنی تحفظ کی تدابیر سے وہ بالکل غافل ہیں صرف بیجا کی عادتیں ابتک اپنے حال پر ہیں۔ قرض کے لیے ابھی تک ہندو مہاجنوں کے سامنے ہاتھ پھیلتے ہیں مسلمانوں کو آنکھیں کھولنا چاہیے یہ خواب غفلت کا وقت نہیں ہے ہوش میں آئیں اور اپنی حفاظت کی تدبیروں میں ہمہ تن محو ہوجائیں۔ بیکار لوگوں کو کسی نہ کسی طرح کام پر لگائیں۔ ان کی معاش کا کوئی نہ کوئی ذریعہ تلاش کریں تجارتوں کو فوراً ہاتھ میں لیں چھوٹے سے چھوٹے اور ادنے سے ادنے حقیر سے حقیر سرمایہ سے کام شروع کریں۔ چھوٹے ہی بڑے بن جاتے ہیں۔ بچے جوان ہوتے ہیں۔ نیک نیتی اور دیانتداری کو اپنا بہترین کار اور معین و مددگار سمجھیں اپنے ہم مذہبوں کی دوکانوں تجارتوں کو کامیاب بنانے کا جذبہ ہر مسلمان کے دل میں ہو۔ قرض لینے کی عادتیں ترک کریں سادہ اور بے تکلف زندگی بسر کرنے کی عادت

میں فضول خرچی اور مصارف بیجا سے احتراز کریں۔ ناٹکوں، تماشوں، بازیوں سے یکلخت بیزار ہوجائیں اور ہر ایک دوسرے کو بہ محبت و نرمی ان حرکات سے باز رکھنے اور مفید مشورے دینے میں سرگرم ہو۔ دولتمند طبقہ کے لوگ حتی الامکان کر لینے کے بعد قابل لوگوں کو تجارت کے لیے سرمایہ دیں اور روپیہ بنکوں میں جمع رکھنے کے بجائے جائدادیں یا دوکانیں مکان خریدیں اور ان تحریکوں کو زبان اور قلم سے رائج کرنے اور مسلمانوں کو رغبت دلانے کے لیے ہر ایک فرد مستعد اور سرگرم رہے تو انشاء اللہ العزیز بہت قلیل عرصہ میں حالت بدل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے اور مدد فرمائے آمین۔

مصالحتی کانفرنس

ہندو مسلم تنازعات کے متعلق ملک میں جابجا مصالحتی مجلسوں کی تجویزیں ہو رہی ہیں۔ کئی اجتماع ہو بھی چکے ہیں مسلمانوں کی طرف سے گفتگوئے صلح کے لیے وہ وہ بزرگ آ اٹھتے ہیں جنہیں مسلمانوں کے درد و مصیبت کا شمہ بھر بھی احساس نہیں اور جنہوں نے ان کی ہمدردی میں کبھی کوئی کمزور سے کمزور آواز بھی نہیں اٹھائی اکثر شب و روز کے گردانہ مظالم ہوتے رہے اور وہی خطاوار بنائے گئے اور یہ خاموش بیٹھے بیٹھے دیکھا کیے ان کی زبان اگر کبھی کھلی ہوگی تو ہندوؤں کی تائید میں مظلوم مسلمانوں پر ملامت کرنے میں انہوں نے اگر کبھی مورد الزام ٹھہرایا ہوگا تو اپنی ہی پامال شدہ قوم کو ایسے لوگوں کی مصالحت مسلمانوں کو کیا نفع دے سکتی ہے اور جب خود مسلمانوں کو ان پر اعتماد نہیں تو انکے من سمجھوتہ کا اثر ہی کیا ہو سکتا ہے نہ مسلمانوں نے انہیں اپنا نمائندہ بنایا نہ قائم مقام ٹھہرایا خواہ مخواہ کے وکیل از خود ان کی طرف سے معاہدہ کرنے کو تیار ہیں ایسے اصحاب کو چاہیے کہ وہ قدم نہ اٹھائیں زبان نہ ہلائیں مسلمانوں کو ان کی ذات سے اپنے مفاد کی اعانت اور اپنے حقوق کی حفاظت کا اطمینان نہیں۔ اس کام کے لیے وہ لوگ موزوں ہو سکتے ہیں جنہیں خبر ہو کہ ملک میں ہو کیا رہا ہے اور ہندو ان کن چالاکیوں کے ساتھ چلے جا رہے ہیں تاکہ صلح کی مجلس میں وہ مسلمانوں کے نقصانات کی تلافی اور ان کے تلف شدہ حقوق کا مطالبہ اور آئندہ کے لیے ان کے جملہ امور کے کافی تحفظ کا لحاظ رکھ سکیں اور جب تک ایسے قابل اور ہمدرد لوگ کسی مجلس میں شامل نہ ہوں اسوقت تک مجلس سازی بیکار بلکہ مسلمانوں کے حق میں مضر ہے۔ دہلی و شملہ میں جو مجلسیں ہوئیں ان میں بیشتر وہ اصحاب شامل تھے جنہیں مسلمان ہندوؤں کا نفس ناطقہ سمجھتے اور جو مسلمانوں کے دینی و مذہبی حق قربانی اور ذبیحہ گاؤ کو روک سکنے کے لیے اپنی تدبیر میں ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے ہیں ہر امر میں ہندوؤں کی

خوشنودی اُنکا مطمح نظر اور نصب العین رہا ہے۔ ایسے اصحاب مسلمانوں کے حقوق کی کیا حفاظت کر سکیں گے شملہ کی مجلس میں جھٹکے کے طریقہ سے قتل حیوان اور اُس کے گوشت کے عام فروخت کو نا قابل اعتراض تسلیم کر لیا۔ ان صاحبوں کو یہ خبر نہیں کہ ہندوؤں کی گوشت خوار قومیں مسلمانوں کے ذبیحہ کو بے تکلف کھا سکتی ہیں اور انھیں اُن کا مذہب اس سے نہیں روکتا اور مسلمانوں کے مذہب میں جھٹکا حرام ہے جب بازاروں میں جھٹکے کی دوکانیں عام طور پر کھلجاویں گی تو جاہل ناخواندہ دیہاتی مسلمان اُس سے دھوکہ کھائیں گے اور ایک مصیبت عام میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اس کے ساتھ ہندوؤں کی تجویزوں میں سوّر کے گوشت کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے لیکن اسیران صلح کے علم برداروں کو کوئی اعتراض نہوا۔ ہندو تو یہ کہتے ہیں کہ کسی ایسے رقبہ میں گائے ذبح نہ ہوگی جہاں کافی مدت سے اُس کے ذبح کا رواج نہیں ہے اسپر کبھی ان خود ساختہ مصالحین سے یہ نہ کہا گیا کہ جب رواج کی یہ پابندی ہے تو سور کے گوشت اور جھٹکے کا کیوں نام لیا جاتا ہے جسکا ذکر میں آنا بھی مسلمانوں کے لیے تکلیف کا باعث ہے اگرچہ ان مصالحتی مجلسوں کا کچھ انجام نہوا لیکن ان مصالحین کی کمزور روش نے ہندوؤں کو اور زیادہ جرأت دلاکر معاملہ کو پیچیدہ تر بنا دیا مسلمان کسی ایسی قرارداد پر راضی نہیں ہو سکتے جو علمائے دین پیشوایان اسلام اور ہمدردان ملت کے مشورہ کے بغیر تجویز کی گئی ہو۔ یہ حضرات جو قوم میں مطعون ہیں اور جنہیں مسلمان ہندو پرست جانتے ہیں کرم کریں اور بے فائدہ تکلیف نہ اُٹھائیں۔

راجپال کا مقدمہ

خدابخش کو سزا:۔ راجپال پر حملہ کرنے کے الزام میں لاہور کے مجسٹریٹ ضلع کے اجلاس سے خدابخش نامی ایک مسلمان کو چھ سال کی قید سخت تین ماہ قید تنہائی اور بعد انقضائے میعاد قید ہزار ہزار روپیہ کی تین ضمانتیں اور ضمانتیں بہم نہ پہنچنے کی صورت میں تین سال مزید قید محض کی نہایت سخت سزا دی ہے۔ خدابخش جرم سے منکر ہے اُس کی طرف سے کوئی صفائی بھی نہیں پیش ہوئی اور غالباً وہ کسی وکیل سے قانونی مدد بھی نہ حاصل کر سکا۔ اُسکا بیان ہے کہ وہ کوئی کتاب خریدنے کے لیے راجپال کی دوکان پر گیا تھا اُس نے اس سے سخت کلامی کی اور اس کے ترکی بہ ترکی جواب دینے پر ہاتھا پائی ہو گئی اور ہندو دھکیل کر اُس کو دوکان میں لے گئے یہاں اُس کو زدوکوب کیا۔ اُس کا بیان ہے کہ اُس کو خبر نہیں کہ راجپال کے کسطرح زخم لگے۔

ہندوؤں کی موجودہ حالت تو یہی ہے کہ وہ مسلمانوں سے درشت کلامی اور ترش روئی سے پیش آتے ہیں اور بے وجہ چھیڑ چھاڑ پیدا کرنے کی فکر میں رہتے ہیں کچھ بعید نہیں ہے کہ ایک مسلمان کو مار پیٹ کر مقدمہ میں پھانسنے کے لیے اپنے بدن پر بھی زخم بنا لیے ہوں گو واقعہ کی نسبت یقین کے ساتھ حکم نہیں کیا جا سکتا مگر اتنی بات بعید از قیاس نہیں ہے

اس لیے خدا بخش کے عزیزوں کو، اگر ایسے عزیز ہوں تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اُسکا اپیل کریں اور اُس کو قانونی امداد پہنچانے میں غفلت اور سہل انگاری سے کام نہ لیں۔ تاکہ ایک دادخواہ اپنے قانونی حق سے محروم نہ رہے بعض ہندو لیڈروں نے یوم راجپال منانے کی جو آواز اُٹھائی ہے اُس سے سخت اشتعال اور ملک کے امن میں خلل اندازی کا قوی اندیشہ ہے۔ گورنمنٹ کو اسپر غور کرنا چاہیے۔

دہرہ دون میں ہندو مسلم فساد

دہرہ دون میں دسہرہ کے جلوس کے موقعہ پر جو فساد ہوا اُس کی نسبت معلوم ہوا ہے کہ ہندوؤں نے مسجد کے سامنے جلوس کو بہت دیر تک جمائے رکھا اور بہت زور شور سے باجا بجایا گیا غالبًا حکام نے اُنھیں اتنی دیر تک ٹھہرنے اور چھیڑ پیدا کرنے کی اجازت نہ دی ہوگی لیکن ہندو جلوس بالعموم ایسے موقعوں پر احکام کی پرواہ نہیں کرتے آخر کسی طرف سے دو پتھر آئے جس پر جلوس کی طرف سے جواب میں سنگ باری شروع کر دی گئی مسلمانوں کا خیال ہے کہ ہندو پہلے سے فساد کے لیے تیار تھے اور پہلے جو پتھر آئے وہ غالبًا کسی ہندو نے ہی پھینکے تھے تاکہ فساد شروع ہو جائے۔ ہندوؤں کی سنگ باری سے مسجد میں پتھروں کا انبار لگ گیا اور نمازی اندر چھپ گئے جلوس کے ہزارہا آدمیوں کا مقابلہ چند نفوس کس طرح کر سکتے تھے۔ ہنگامہ اور فساد کی خبر سُنکر ہندوؤں نے اپنے مکانوں سے پتھر پھینکنا شروع کر دیئے اور زیادہ تر ہندوؤں ہی کی سنگ باری سے زخمی ہوئے۔ دہرہ دون میں مسلمانوں کی تعداد ہی کیا ہے اور وہ جلوس کی اس کثیر تعداد کے مقابل کس طرح آ سکتے تھے انھوں نے اپنی دوکانیں اور مکان بند کر لیے لیکن ہندو صرف اس افواہ پر کہ مسلمان مقابل آ گئے ہیں سنگ باری کرتے رہے اور اپنی سنگ باری سے خود ہی زخمی ہوئے کوئی کوئی مسلمان جو تماشائی کی طرح جلوس دیکھنے کے لیے آیا تھا بدنصیبی سے اُس نے بھی چوٹ کھائیں۔ اس ہنگامہ میں دو ہندو جان سے بھی مر گئے لیکن نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ہندوؤں ہی کی سنگ باری کا شکار ہوئے یا اور کسی طریقہ پر اُن کی موت واقع ہوئی۔ ہندو انسپکٹر نے سات مسلمانوں کو قتل کے الزام میں گرفتار کیا بہت جگہ ہنگاموں میں مسلمانوں کے قتل ہوئے اور قاتل کا پتہ نہ چلا۔ بعض بعض مقامات پر جو ہندو گرفتار ہوئے ضمانتوں پر چھوڑ دیئے گئے مگر تعجب ہے کہ یہاں اتنے بڑے ہجوم میں قاتلوں کا کیونکر پتہ چلا۔

ایوان حکومت میں ہندو اکثریت

جب تک حکومت کے ایوان میں ہندو عنصر غالب ہے مسلمانوں کو امن اور چین کی زندگی نصیب نہیں ہو سکتی۔

تعداد قلیل کی حفاظت جب ہی ممکن ہے جبکہ دفتروں میں عہدہ داروں میں میونسپلیٹوں میں۔ ڈسٹرکٹ بورڈ وں کونسلوں میں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے کم ہو ورنہ جو قوم تعداد میں زیادہ حکومت میں بھی اُسی کا عنصر غالب۔ اُس کے ظلم جفا سے قلیل التعداد قوم کسطرح محفوظ رہ سکتی ہے۔

مسلمانوں کو اپنا تحفظ ضروری ہے تو گورنمنٹ سے مساوی تعداد طلب کرنا چاہیے۔

قانونی امداد کرنے والی کمیٹیاں

موجودہ حالات میں تجربہ کیا گیا ہے کہ ہندو امرا رؤسا، وکلا سب معمولی سے معمولی ہندو کی امداد کے لیے دوڑتے ہیں لیکن مسلمان ان فسادات میں کتنا ہی نقصان اُٹھا جائیں مسلمان امرا رؤسا وکلا حکام اس کی ان کی خبر گیری نہیں کرتے۔ ایسی حالت بیکسی میں غریب لوگوں کو جو مصیبتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں اُن کا کیا اندازہ کیا جا سکتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ مسلمان ہر جگہ ایسی کمیٹیاں بنائیں جو ضرورت کے وقت اُن کی قانونی امداد کر سکیں اور حکام کو ان کے درد و مصیبت سے خبردار کرنے میں مدد دیں۔

ہز ہائنس بیگم صاحبہ بھوپال اور تبلیغ

عالیجناب ہز ہائنس نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ دام اقبالہا سابق والیہ بھوپال کی نسبت یہ خبر اخبارات میں مشتہر ہوئی کہ انہوں نے ایک کرور پونڈ کی مالیتی جائداد تبلیغ اسلام کے لیے وقف فرما دی بعد میں معلوم ہوا کہ یہ خبر بے اصل تھی اللہ عالم ہے کہ یہ خبر کیونکر مشہور ہوئی اور کس نے کس غرض کے لیے ایسی خبر مشتہر کی۔

اخباروں نے اس خبر کا رد کرتے ہوئے جو مضامین حوالۂ قلم کیے ہیں وہ ایسے ناعاقبت اندیشانہ طریقہ پر لکھے گئے ہیں جن سے تبلیغ کو ایک ہوّا یا خوفناک جرم بنا کر دکھایا گیا ہے اور تبلیغی اعانت کو بہت سے خطرات کا موجب قرار دیکر اسلامی رؤسا کو اسمیں حصہ لینے سے خائف کر دیا ہے اوّل تو آج کل مسلمان رؤسا تبلیغ کی طرف مائل ہی نہیں ہیں اور جو مخصوص دیندار اصحاب کچھ ہمت کر رہے ہیں ناعاقبت اندیش اخبار نویس صاحبان نے انکی حوصلہ شکنی میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی

تبلیغ فرض ہے

تبلیغ اسلام کا بہترین فرض ہے۔ تبلیغ اسلام بنی نوع انسان کی سب سے بہتر اور اعلیٰ ہمدردی ہے۔ تبلیغ اسلام

خلق خدا کی روحانی تربیت و رہنمائی ہے۔ تبلیغ اسلام انسانوں کی اصلاح نفس اور اُن کو بہترین صفات اور پاکیزہ خصائل کے ساتھ متصف کرنے اور رذائل و قبائح اعمال سے بچانے کی کوشش ہے۔ تبلیغ دنیا کے بہترین عقل و دماغ رکھنے والے عالی ہمت بلند حوصلہ خیر خواہ خلائق اصحاب فضل و کمال ہی کی ہے

اسلام کے سب سے پہلے مبلغ اللہ کے حبیب عالم کے رہنما عدل و انصاف کی بنیادیں مضبوط کرنے والے رحیم و کریم خدا شناسی کے منازل و مقامات کے جاننے اور بتانے والے پاکیزہ صفات اور مجلس و عادت کے عالم اعلیٰ حضور سید انبیا محبوب کبریا سرور عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ پر مامور فرمائے گئے۔ یا ایہا الرسول **بلغ ما انزل الیک من ربک**۔ اے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ تبلیغ فرمائیے اس چیز کی جو آپ کے رب کی طرف سے نازل کی گئی۔ محبوب رب سلطان عرب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پاک زندگی کے تمام مقدس لمحات تبلیغ میں صرف فرمائے اور دنیا کے خصائل بدل دیئے۔ تاریکی اور ناخدا ترسی کی اقوام عالم کو برکت دے کے عالم کو انوار معرفت سے منور فرما دیا اور اس آفتاب حق و ہدایت کی روشنی سے دور عالم [illegible] جہالت ملک کے [illegible] ان الہامات کے نازک اور دقیق مسائل اشاروں میں حل کرتے نظر آتے تھے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تبلیغ پر مامور کیا اور ارشاد فرمایا **بلغوا عنی ولو کان آیۃ**۔ حضور کے نیاز مند حلقہ بگوش آج تک اپنے اپنے زمانہ میں مصروف تبلیغ رہے۔ علما فقرا امرا سب نے تبلیغ کی خدمتیں انجام دیں اور دنیا کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے علوم سے مالا مال کر دیا۔ سلاطین اسلام دین متین کے مبلغ تھے اور یہ خدمت انہوں نے قابل تحسین طریقہ پر انجام دی۔ جس وقت ہز ہائنس بیگم صاحبہ بھوپال کی نسبت یہ خبر اخباروں میں دیکھی گئی کہ انہوں نے تبلیغ کے لیے ایسی عظیم الشان جائداد وقف فرمائی ہے اسلامی حلقوں میں ہر جگہ اُن کا ذکر مدح و ثنا کے ساتھ ہو رہا تھا اور ہر دل مسرت سے مالا مال تھا۔ زبان پر بے اختیار تحسین و مرحبا اور دعاؤں کے کلمات آتے تھے اور علیا حضرت کے دست باذل اور فیض جاری اور اُن کی شہرہ آفاق سخاوت و کریم النفسی سے ایسی بڑی اور اتنی زبردست اعانت عجیب نہ معلوم ہوتی تھی لیکن اُن مسلم اخبارات پر تعجب ہے جنہوں نے اس خبر کی نسبت اتنا ہی لکھنے پر اکتفا نہیں کیا کہ یہ بے اصل ہے غلط ہے واقعہ کے خلاف ہے بلکہ انہوں نے اس کے ساتھ ساتھ تبلیغ کو بڑی بھیانک مہیب اور خطرناک صورت میں پیش کیا انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ

اسلامی تبلیغ کا کیا طریق ہے:۔ اسلامی تبلیغ کوئی جبر و تشدد نہیں، فوج کشی [illegible]

ہنگامہ آرائی نہیں ایذا رسانی و آزار دہی نہیں حرص و طمع کے جذبات کا تیز کرنا نہیں انسان کے بُرے جذبات میں خیزگی پیدا کر کے اُس کی عقل کو مغلوب کرنا اور کام نکال لینا نہیں دھوکہ دہی اور فریب نہیں شریعت اسلامیہ ان راہوں کو مسدود کرتی ہے ان طریقوں کو ناجائز قرار دیتی ہے کسی عہد میں بھی مسلمانوں کی تبلیغ میں یہ اُمور دخیل نہیں ہوئے اور نہ ان ذرائع سے تبلیغ اسلام ممکن ہے کیونکہ جس چیز کو اسلام روکتا ہے اُسی کو اسلام کی اشاعت کا ذریعہ کسی طرح نہیں بنایا جا سکتا پھر اسلام کی تبلیغ کس طرح ہوتی ہے اور اب تک کس طرح کی گئی ہے۔ بالاجمال والاختصار اُس کا بیان یہ ہے کہ اسلام کی تبلیغ کے لئے علوم اسلامیہ و کتب دینیہ کو عام کیا جائے اور دُنیا کے اہل نظر کو اپنی صلاح و فلاح اپنے سود و بہبود پر عالمانہ و عاقلانہ طریقہ پر نظر ڈالنے کا موقعہ دیا جائے۔ اسلام نے جو افعال احکام بنائے ہیں روحانی تربیت کے لیے جو جواہر نفیسہ پیش کئے ہیں وہ پرکھنے والوں کی نگاہ کے سامنے رکھدیئے جائیں اور اسلام کے حسن دلپذیر کو خلق خدا کے روبرو کیا جائے۔ انصاف اپنا دونیرہ خود تسلط کرے گا حق جو طبیعتیں بغیر کسی سفارش کے اُس کی طرف مائل ہوں گی منصف مزاج اپنے دلوں میں اُسکو جگہ دیں گے عالی دماغ خود اس کی ہدایتیں اپنے سر پر رکھیں گے۔ اسلام اپنے ہی نور سے پھیلتا ہے ع حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را۔

تبلیغ اسلام کا طریق یہ ہے کہ اسلامی علوم کے مدارس کو اعلیٰ پیمانہ پر پہنچایا جائے۔ وہاں کے طلباء کو فارغ البالی کے ساتھ تحصیل علوم کا موقع دیا جائے۔ اساتذہ کو افکار دنیوی سے اتنا آزاد کیا جائے کہ وہ اپنی تمام توجہ سے دماغ کے ساتھ طلبا کو مستفیض کر سکیں جسطرح قرون سابقہ میں علما اور طلبا کی خبر گیری کیجاتی تھی اسطرح کی جائے جدید مدارس کھولے جائیں اور علمائے دین کی تعداد بڑھائی جائے جو اپنے انفاس و انفاس سے دین کی نشر و اشاعت کریں اور مخلوق خدا کو مسائل اسلامیہ سمجھنے میں کچھ دشواریاں پیش آئیں تو اپنے حسن بیان اور تحقیقات نفیسہ سے حل کر دیں۔ تبلیغ اسلام کے طریقوں میں سے یہ بھی ہے کہ خانقاہوں کی خدمت کیجائے ذاکر و شاغل اصحاب کو روحانی ترقی کا موقع دیا جائے کہ وہ اپنے فیض باطن سے قلوب کی کدورتیں دور کریں۔ یہ طریق تبلیغ نہ جرم ہے نہ دُنیا کی کسی قوم کو اس سے کوئی آزار یا تکلیف پہنچتی ہے نہ گورنمنٹ برطانیہ اس سے چڑتی ہے نہ ایک فرمانروائے اسلام کا اسطرح دین کی اعانت کرنا قابل اعتراض سمجھا جا سکتا ہے۔

عُلیا حضرت کی خدمتیں معروض

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں تشریف لیے جاتے تھے راہ میں کسی شخص نے کہا یہ وہ شخص ہیں جو تمام شب عبادت الٰہی میں بیدار رہتے ہیں اُس زمانہ میں حضرت امام عالی مقام نصف شب عبادت کرتے

اور نصف شب آرام فرماتے تھے یہ کلمہ سنکر حضرت امام کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا افسوس خلق میری نسبت ایسا گمان رکھتی ہے جیسا میں نہیں ہوں اور اس روز سے تمام شب عبادت الٰہی میں بیدار رہنا شروع کر دیا۔ علیا حضرت حلبی صاحب فراست نکتہ سنج عالی دماغ ناتون کی خدمت میں اس سے زیادہ کچھ عرض کرنا غیر ضروری ہے واللہ سبحٰنہ ھو الموفق و المعین

ریاست بیکانیر میں تبدیل مذہب پر قیود

ریاست بیکانیر نے راجہ صاحب بیکانیر کی منظوری سے ۲۹ ر اگست ۴۶ء کو تبدیل مذہب کے متعلق ایک قانون وضع کیا ہے جسکا نفاذ تمام ریاست میں یکم ستمبر ۱۹۴۶ء سے منظور کیا گیا اس قانون کی رو سے ہر بالغ شخص کو دوسرا مذہب قبول کرنیکی صورت میں بنا حاضر ہو ایک حلف نامہ رجسٹرار کے روبرو پیش کرنا ہوگا رجسٹرار یہ اطمینان کرنے کیلئے کہ وہ شخص اپنی آزاد مرضی سے ایسا کر رہا ہے اسکی شہادت لیگا اور جن لوگوں کی شہادت ضروری سمجھی جائیگی بذریعہ سمن طلب کریگا اور قریب کے تھانہ کے پولیس افسر سے تحقیقات کی ایک رپورٹ طلب کریگا بعد تحقیقات جو لوگ دھوکے لالچ ناجائز دباؤ دھمکی سے تبدیل مذہب کرانیکے مجرم قرار پائیں گے انکے خلاف کارروائی کرائی جائیگی یہ تمام مرحلے طے کرنیکے بعد ہی اگر کوئی شخص تبدیل مذہب کریگا تو اسکی اولاد بھائی بہن وغیرہ جو نابالغ اسکے زیر ولایت ہوں اس سے علیحدہ کر لیے جائیں گے اور اگر کوئی دوسرا رشتہ دار ان نابالغوں کی کفالت کے لیے نہ ملے تو انکو یتیم خانہ یا خیرات خانہ میں داخل کر دیا جائیگا۔ تبدیلی مذہب کی رجسٹری کی فیس ایک روپیہ تک ہوگی کسی جماعت یا مجمع کی تبدیلی مذہب کسی منظم جمعیۃ یا کسی شخص کی طرف سے ریاست میں ناجائز ہوگی جبتک قانون کے مطابق ضابطہ کی تعمیل نہ کیجائے مذہب کی تبدیلی کے باوجود وراثت جائداد وغیرہ کے متعلق ریاست کے قوانین و رسوم کی بھی پابندی لازم ہوگی۔ جو کوئی تبدیل مذہب کی وسیع پیمانہ پر کوشش کریگا یا اسکا اقدام کریگا اسے پانچ سال تک قید یا تین ہزار تک جرمانہ کی سزا دیجائیگی ریاستیں اپنی قلمرو میں کچھ بھی کریں اس سے ہمکو بحث نہیں ہمیں تو صرف یہ دیکھنا ہے کہ اس زمانہ میں اس قانون کی کیا ضرورت پیش آئی جبکہ شدھی سبھا ہندو مذہب کی تبلیغ بڑے زور شور سے کر رہی ہے اس سے یہ تو اندازہ ہوتا ہے کہ شدھی سبھاؤں کی ان سرگرم کوششوں کے باوجود ہندو جاتی اپنی ہندو مذہب سے بہت تیزی کے ساتھ قدم نکال رہی ہے اور وہ روکے نہیں رکتی اس لیے پچھلے دنوں میں ہندوؤں کی طرف سے ایک یہ بھی آواز اٹھائی گئی تھی کہ گورنمنٹ تبدیل مذہب کے لیے رجسٹری لازم کر دے اگر شدھی سبھاؤں کی کوششیں ہندوؤں کی تعداد میں اضافہ کرتیں تو ایسے قانون کی ضرورت نہ ہوتی اب وہ ہندو اصحاب جو مسلمانوں پر یہ غلط الزام لگایا کرتے ہیں کہ انھوں نے اسلام بزور شمشیر پھیلایا ہے اس قانون کو دیکھکر کیا یہ نہیں کہ ہندوؤں کو بزور قانون ہندو مذہب کے احاطہ میں روکا گیا ہے اور اتنا دباؤ دیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص تبدیل مذہب کرے تو شہادتیں بہم پہنچایا پھر اکرے پھر اسکی رپورٹ اسکے موافق ہو جو یہ مرحلے بھی طے کر دے تو اسکے بچے اس سے چھن جائیں جنسے فطری طور پر انسان کو محبت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ جائداد و وراثت میں وہ ریاست کے حکام

رہی ہیں

تفسیر بیضاوی میں قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ اسم فعل ہے بمعنی استجب اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والتحیات سے اس کے معنی دریافت کیے تو فرمایا اس کے معنی ہیں افعل یعنی استجابت کر یہ کلمہ اگر تنہا ہو تو اس پر سکون کے ساتھ وقف کیا جائیگا اور اگر دوسرے کلمہ کے ساتھ ملے تو التقائے ساکنین کی وجہ سے اس کو متحرک کیا جائے گا اور طلباً للخفت این و کیف کی طرح مفتوح کر دیا جائیگا۔ اس کے معنی میں بھی کئی قول ہیں۔ ایک یہ معنی کہ ایسا ہی کر۔ دوسرے یہ کہ قبول کر تیسرے ہماری امید نہ توڑ چوتھے تیرے سوا کوئی اس پر قادر نہیں۔

اس کلمہ میں امین اور آمین مد و قصر دونوں آئے ہیں جیسا کہ مجنون کا شعر ہے

یا رب لا تسلبنی حبها ابدا ویرحم اللہ عبدا قال امینا

اور قصر کی مثال جبیر بن ضبط کا یہ شعر ہے

تباعد عنی فطحل اذ دعوته امین فزاد اللہ ما بیننا بعدا

اس بات میں سب کا اتفاق ہے کسی کا اختلاف نہیں کہ یہ کلمہ قرآن نہیں ہے حتیٰ کہ علما نے اس پر ارتداد کا حکم دیا ہے جو اس کلمہ کو قرآنی بتائے یہی وجہ ہے کہ یہ کلمہ قرآن میں نہیں لکھا جاتا۔

اس بات میں بھی سب کا اتفاق ہے کہ سورۂ فاتحہ کے ختم پر اس کلمہ کا پڑھنا سنت ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتحیات نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ کی قراءت سے فراغ کے وقت جبرئیل امین نے مجھے آمین کہنے کی تلقین کی حضرت علی مرتضیٰ سے مروی ہے کہ آمین رب العالمین کی مہر ہے جو اس نے اپنے بندہ کی دعا پر فرمائی۔

سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہنا بیرون نماز میں بھی نمازی کے لیے سنت ہے اور نماز کے اندر بھی منفرد اور امام اور مقتدی سب کے لیے سنت ہے۔

اسمیں ائمہ کا اختلاف ہے کہ یہ کلمہ نماز میں جہر کے ساتھ پڑھا جائے یا اخفا کے ساتھ۔ ہمارے امام عالیمقام حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اخفا کے ساتھ پڑھا جائے۔ قدرے تفصیل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ اس مسئلہ میں جو احادیث وارد ہیں ان میں سے بعض میں رفع بہا صوتہ بعض میں مد بہا صوتہ اور بعض میں جہر اور بعض میں قال امین حتی یسمع من فی الصف الاول۔ اور بعض میں فیرتج بہا المسجد اور بعض میں فسمعتہا یقول امین وھی فی صف النساء یہ الفاظ وارد ہیں جہر کے قائلین کا تمام سرمایہ صرف یہی احادیث ہیں جن میں یہ الفاظ وارد ہیں۔ ان احادیث کا حال یہ ہے کہ یہ سب خبر واحد ہیں قطعی الثبوت نہیں۔ معہذا

جہت روایت سے اس میں بہت گفتگو ہے اور ان تمام احادیث میں قائلین جہر کے لیے جو نسبتہً ان میں سب سے زیادہ اور صحیح ہے وہ وائل کی حدیث ہے۔ وائل کی حدیث میں جو محفوظ الروایت ہے وہ حدیث ہے جس میں مدّ بہا صوتہ ہے یا جیسا [illegible] نے تخریج کیا اور اس کو سید حفاظ بخاری نے نقل کیا لیکن رفع اور جہر الفاظ جو دوسری روایتوں میں آئے ہیں وہ روایت بالمعنی ہیں اور راوی نے جیسا سمجھا ویسا اس کو اپنے لفظوں میں تعبیر کر دیا تو یہ راوی کی تعبیر ہے نہ حدیث کے لفظ۔ علامہ قاری نے مرقاۃ المفاتیح میں اسکی تصریح فرمائی میرک نے کہا [illegible] مدّ بہا صوتہ کے الفاظ ترمذی و احمد و ابن ابی شیبہ نے روایت کیے اور رفع بہا صوتہ کو ابوداود نے [illegible] اور گو [illegible] بالمعنی [illegible] سمجھا کر راوی نے مدّ بہا صوتہ سے یہی آواز بلند کرنا سمجھا [illegible] سے اور کبھی جہر کے لفظ سے روایت کیا۔ یہ فہم راوی ہے اور فہم راوی حجت نہیں ہوتی جس [illegible] مدّ بہا صوتہ [illegible] روایت بھی معلول ہے جیسا کہ ابن ہمام نے اس کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تائید اس [illegible] سے ہوتی ہے کہ بخاری نے اپنی صحیح میں اس روایت کی تخریج نہیں کی باوجودیکہ ان کو ایسے موقع پر تتبع کا [illegible] لحاظ ہوتا ہے اگر ان کی نظر میں یہ حدیث حجت کے قابل ہوتی تو وہ اس کو ہرگز نہ چھوڑتے [illegible] قطع نظر اگر ہم اس حدیث کو علت سے سالم بھی فرض کر لیں تو بھی یہ جہر کے لیے حجت نہیں ہو سکتی [illegible] دلالت اس معنی پر قطعی نہیں جیسا مدّ بہا صوتہ میں بلند آواز سے پڑھنے کا احتمال ہے ویسا ہی [illegible] کھینچ کر اور ذرا دراز کر کے پڑھنے کے معنی کا بھی احتمال ہے بلکہ [illegible] احتمال [illegible] اسی لیے [illegible] و تحانی [illegible] سید الناس [illegible] شرح ترمذی میں [illegible] کو کھینچ کر پڑھا ہے۔ یہ لفظ یعنی آہستہ پڑھنے کے منافی نہیں [illegible] قاری نے فرمایا کہ مدّ بہا صوتہ کے یہ معنی ہیں کہ کلمہ کو کھینچ کر پڑھا۔ ایسی حالت میں مدّ بہا کے الفاظ سے مدعیان جہر کو کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ رہیں باقی احادیث ان کی اسناد میں کلام ہونے کے علاوہ بنظر امعان دیکھا جائے تو ان سے بھی جہر کا مطلب ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس میں سے ایک میں یہ ہے کہ [illegible] جد گونج گئی۔ حافظ علیٰ نے کہا کہ حدیث ابوہریرہ کی اسناد میں بشر بن رافع حارثی ہیں ان کی بخاری و ترمذی و نسائی و نصر و ابن معین نے تضعیف کی ہے اور ابن قطان نے اپنی کتاب میں کہا کہ بشر بن رافع ابو الاسباط حارثی ضعیف ہے اور وہ اس حدیث کو ابو عبد اللہ ابن عم ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں اور ابو عبد اللہ کا حال بھی معلوم نہیں اور ان سے بشر کے سوا کسی نے روایت ہی نہیں کی اس وجہ سے حدیث صحیح نہیں ہے

[illegible] ظہر وعصر کی نمازوں میں سنا۔ اس لئے ظہر یا عصر کی نماز میں جہر کرنا کسی کے نزدیک بھی ثابت نہ ہوگا۔

پھر ان مہمانوں کے کیا آداب ہیں شکر نعمت اور حمد الٰہی میں مصروف و مشغول ہیں آپ [illegible] اپنی موہوم نجات
مکتی کو یاد کیجئے اور وہ مکتی جسے آپ جیل خانہ سمجھتے ہیں وہاں سے واپس آنا [illegible] سنا سکیے [illegible] اسی
جنت کے مقابلہ میں مکتی کا نام لیتے تھے ابھی تو داخلہ [illegible] تذکرہ [illegible] جنت [illegible] کی
نعمتوں کا تذکرہ کیا گیا تو اس قدر بہوش پران اور عقل حیران ہو گئی [illegible]
رکھنا نہیں چاہتے اللہ تعالیٰ کی واحدانیت [illegible]
پر ایمان لاؤ پھر یہ نعمتیں تمہارے لیے بھی ہیں [illegible]

جنّت کی وسعت

پنڈت جی اور ان کے معتقدین دیدیں کہ مکتی بھلا کی وسعت [illegible] جہاں [illegible] کی کثرت [illegible]
سے انھیں بھیڑ بھاڑ کا اندیشہ ہے جیسا کہ ان کی عبارات منقولہ بالا سے ثابت ہے اس کے بعد جنت
کی وسعت پر نظر ڈالیں۔ دنیا میں کوئی پیمانہ نہیں جس سے جنت کی وسعت کا حساب کیا جا سکے۔ قرآن
[illegible] کے ذہن نشین کرنے کے لئے اس طرح ارشاد فرمایا وجنۃ عرضہا السمٰوٰت والارض
اور جنت جس کے عرض میں سماوات وارض آ جائیں مراد یہ ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا پیمانہ نہیں ہے جس سے
جنت کی وسعت کی پیمائش ہو سکے اور انسان سمجھ لے ہوئی چیز سے کسی شے کا اندازہ لگا نہیں سکتا۔ اس لیے کوئی
دیکھی ہوئی چیز سامنے لائی جائے تاکہ وہ کچھ تو اندازہ لگا سکے اس لیے بتایا کہ جنت کے طول کا کیا اندازہ
ہو سکتا ہے عرض کا یہ حال ہے کہ اگر تمام آسمانوں اور زمینوں کے طبقے برابر برابر ملا کر پھیلا دیئے جائیں
اور ان کو ایک طبق بنا دیا جائے اس کو جنت کی چوڑائی سمجھو ایسا ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
مروی ہے (مدارک) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
ارشاد فرمایا ان فی الجنۃ لشجرۃ یسیر الراکب فی ظلہا مائۃ عام لا یقطعہا (بخاری و مسلم)
(جنت میں ایک درخت ہے اس کی وسعت کا یہ عالم کہ سوار اس کے نیچے سو برس چلے اور قطع نہ کر سکے)
حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا
ان للمومن فی الجنۃ لخیمۃ من لؤلؤۃ واحدۃ مجوفۃ عرضہا فی روایۃ طولہا [illegible]
جنت میں مومن کے لیے ایک موتی کا خیمہ ہو گا جو اندر سے خالی ہو گا [illegible] اور ایک [illegible]
حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ترمذی شریف میں ایک حدیث مروی ہے [illegible]
والسلام نے ارشاد فرمایا فی الجنۃ مائۃ درجۃ ما بین کل درجتین کما بین [illegible]

جنت میں سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اسقدر فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین میں، آریوں سے کہدو یہ ہے دار الجزا اور یہ ہے اس کی وسعت۔ آپ کے مکتی خانہ کی طرح تنگ نہیں جہاں پنڈت ویانند کو بھیڑ بھاڑ کا اندیشہ لگا ہوا ہے

جنت کی فضا

جنت بایں وسعت وفسحت کوئی لق و دق میدان یا خشک بیابان نہیں ہے بلکہ اس کی عجیب و غریب فضا نہایت طرب انگیز اور دلربا ہے اس کے فرحت افزا مناظر یہی نزہت و نظافت سے اللہ تعالیٰ کی شان رحمت و کرم کا اظہار کرتی ہیں جنت کے معنی ہی بستان ہیں۔ اور اس کے سرسبز و شاداب چمنستان اور خوشنما منظر جوبباریں دل آویز چشمے اور نہریں قدرت الٰہی کا اظہار ہیں۔

سورہ محمد

فیها انهار من ماء غیر آسن وانهار من لبن لم یتغیر طعمه وانهار من خمر لذة للشاربین وانهار من عسل مصفی ولهم فیها من کل الثمرات

ان آیات کریمہ میں ذکر ہے کہ جنت میں ایسے صاف اور لطیف اور پاکیزہ پانی کی نہریں ہیں جو فاسد نہیں ہوتا اور جسکا رنگ و بو مزا اپنے حال سے نہیں بدلتا۔ دنیا کا پانی سڑ جاتا ہے۔ بدبودار ہو جاتا ہے اس کا رنگ خراب ہو جاتا ہے مگر جنتی نہروں کا لطیف پانی ان عیوب سے پاک ہے۔ اس کے علاوہ دودھ کی نہریں ہیں۔ دنیا کا دودھ دیر تک رکھنے سے خراب ہو جاتا ہے پھٹ جاتا ہے بس جاتا ہے بدمزہ اور بدذائقہ ہو جاتا ہے اس میں ترشی اور تلخی آ جاتی ہے مگر جنتی نہروں کا نفیس دودھ نہ پھٹتا ہے نہ سڑتا ہے نہ اس کے مزے میں فرق آتا ہے۔ دودھ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ دنیا میں آنے کے بعد وہ پہلی غذا جس سے انسان تربیت پاتا ہے دودھ ہے۔ ہندو تو خصوصی طور پر دودھ کی بہت قدر کرتے ہیں یہانتک کہ دودھ دینے والی گائے کو ماتا کہتے ہیں اس کی پوجا کرتے ہیں دودھ کے لالچ میں اس پر جانیں قربان کر ڈالدیتے ہیں۔ گؤشالوں پر لاکھوں روپیہ خود بھی خرچ کرتے ہیں اور گؤرکھشا کے لیے جابجا اسٹیشنوں سراؤں۔ کچہریوں میں بھیک مانگتے پھرتے ہیں پھر بھی دودھ کن مصیبتوں کے ساتھ بہم پہنچتا ہے۔ دودھ کے جانور پالتے ہیں ان کے لیے مکان بناتے ہیں ان کی خدمت کے لیے آدمی نوکر رکھتے ہیں۔ وہ مکان جس میں دودھ کے جانور پالے جاتے ہیں ان جانوروں کے بول و براز سے گندے اور نجس رہتے ہیں تعفن اور بدبو دور تک آنے جانے والوں کے دماغ پریشان کرتی ہے۔ یہ سب مصیبتیں۔ کلفتیں۔ زحمتیں دودھ کی خاطر اٹھائی جاتی ہیں جو کریم کارساز اس عالم میں حیوانات کے تھنوں سے دودھ عطا فرماتا ہے اس نے جنت میں دودھ کی نہریں جاری

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

عمدۃ العلماء زبدۃ الفضلاء مولانا مولوی محمد عمر النعیمی خصہ اللہ تعالیٰ بفضلہ العمیم الدائمی امین بعد تسلیم بصد تعظیم کے واضح رائے انور ہو کہ مبلغ دو روپیہ ہدیہ مقدرہ السواد الاعظم حاضر کرتا ہوں۔ ایک روپیہ میرے والد ماجد کی طرف سے اور ایک روپیہ عثمان یوسف صباغ بمعرفت حاجی یعقوب صباغ کی طرف سے جمع فرمائیں بفضلہ تعالیٰ سواد اعظم ہر ماہ مثل ہلال منور جلوہ گر ہو کر ہم تیرہ کاروں کے قلوب کو روشنی سے بھرپور کرتا ہے۔

واللہ جمادے چند دادم جان خریدم بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

سبحان اللہ سواد اعظم نے تو اسلامی دنیا کو رہین منت بنایا۔ بدمذہبوں کی خبر لینے میں تیغ براں شیر میدان بلکہ برق سوزاں کا کام دے رہا ہے ماشاء اللہ چشم بد دور خوبی قسمت سنیان ہے کہ اس کے سرپرست حامی دین دافع شبہات مشرکین ومنکرین فخر الاماثل صدر الافاضل حضرت حافظ قاری حکیم مولانا محمد نعیم الدین صاحب قبلہ ہیں ذالک فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثرھم لا یعقلون میرے والد ماجد قبلہ پرچہ مبارکہ کی بہت تعریف فرماتے ہیں فی الحال پندرہ روز سے مریض صاحب فراش ہیں قارئین کرام سے معروض کہ انکے حق میں صحت وشفاء کلی کی دعا فرمائیں ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ حضرت قبلہ مولانا صاحب کی خدمت بابرکت میں فدوی نیز میرے والد ماجد کی جانب سے تحفہ مسنونہ پہنچائیں۔ والسلام

راقم سگ بارگاہ رضا بندہ ناسزا غلام مصطفےٰ رضوی ابن مولانا مولوی محمود جان صاحب سنی حنفی قادری رضوی

حضرت مولانا مولوی محمود جان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ایک متورع متقی عالم دین حامی ملت ہیں برادران اہل سنت ان کی شفا کے لیے دعا فرمائیں اللہ تبارک وتعالیٰ انھیں صحت عنایت فرمائے

(مدیر)

کتب ذیل دفتر السواد الاعظم سے نقد قیمت پر یا بذریعہ ویلو مل سکتی ہیں

قرآن عظیم مترجم: ترجمۂ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ۔ کاغذ معمولی ہدیہ ؏ دو روپیہ۔

انوار ساطعہ: اثبات مولود و فاتحہ میں نہایت نفیس و مبسوط کتاب ہے مخالفین کے تمام شکوک و اوہام کے ملل جواب دیئے ہیں قیمت ؏

سیف الجبّار: تصنیف لطیف حضرت مولینا مولوی فضل رسول صاحب بدایونی علیہ الرحمۃ وہابیہ کے حالات میں عمدہ کتاب قیمت ۹؍

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ: تصنیف لطیف حضرت صدر الافاضل مولینا مولوی محمد نعیم الدین صاحب دام ظلہ۔ اس مبارک کتاب میں علم غیب کے مسئلہ کو اس وضاحت اور خوبی کے ساتھ مدلل طور پر بیان فرمایا ہے کہ مخالف کو جائے دم زدن باقی نہیں رہتی اور اُن کے تمام مشہور اعتراضات کے زبردست مدلل جواب جدا جدا بیان فرمائے ہیں دو مرتبہ چھپ چکی ہے اور تیسری مرتبہ چھپ رہی ہے قیمت ایک روپیہ

جواہر البیان: حضرت امام عالی مقام امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ المحدثین حضرت ابن حجر قدس سرہٗ کی نفیس کتاب خیرات الحسان کا ترجمہ ہے قابل دید کتاب ہے قیمت آٹھ آنے (۸؍)

عرفان شریعت: اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کے ۱۱۲ نفیس فتاوی کا مجموعہ قیمت ۳؍

الکوکب الشہابیہ: اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کا کامل رد اور اُس کے کفریات کا شمار مصنفہ اعلیحضرت قدس سرہٗ قیمت ۲؍ وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد و اباطیل مع حوالہ صفحات قیمت ۰؍ بہت کار آمد چیز ہے۔

فتاوی بر عقائد وہابیہ: رد غیر مقلدین میں ایک عمدہ رسالہ ہے قیمت ۱؍

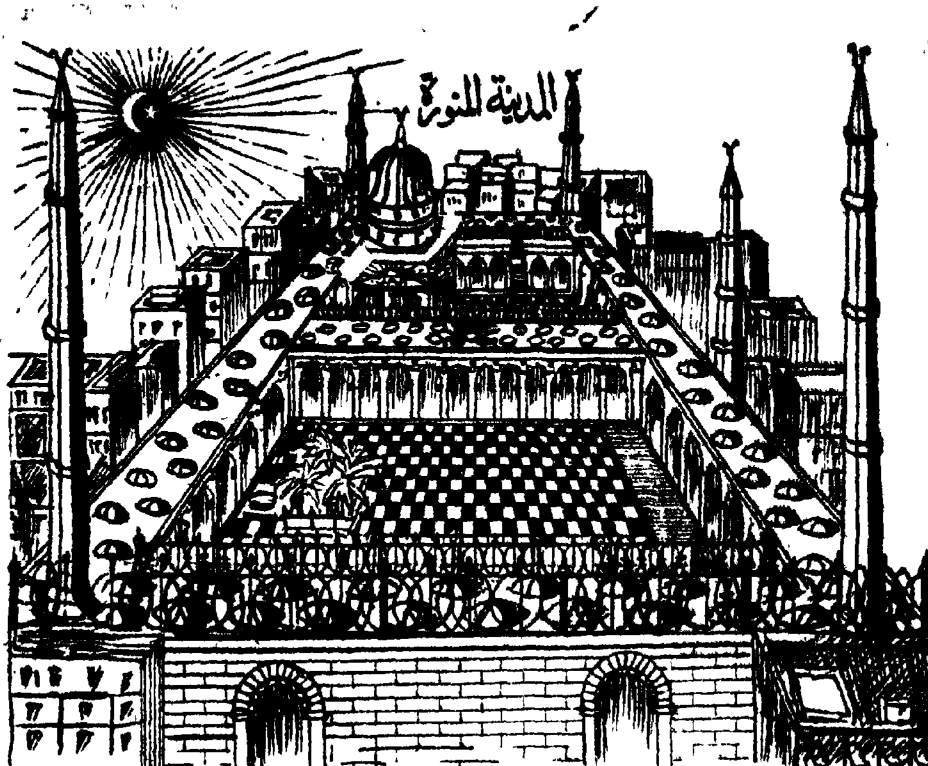
اسواط العذاب علی قوامع القباب: قبوں کے مسئلہ میں مولوی سلیمان صاحب ندوی اور دوسرے ہوا خواہان نجدی کا بہترین رد۔ مصنفہ صدر الافاضل حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ قیمت ۴؍

تازہ فتوائے حرم مکہ و مدینہ: مولوی اشرف علی تھانوی نے جو اشرف علی رسول اللہ اور نبینا اشرف علی کہنے کو تسلی بخش بتایا۔ اس پر علمائے حرمین طیبین کا فتوے۔ قیمت ۱؍

تمہید ایمان: بآیات قرآن جس میں صرف قرآن عظیم کی آیتوں کا بیان کہ حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان کے یہ معنی اس کے دیکھنے سے حقیقی سچا ایمان نظر آتا ہے تصنیف لطیف صاحب حجت قاہرہ مجدد مایہ حاضرہ اعلیحضرت مولینا مولوی شاہ محمد احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہٗ۔ قیمت ۱؍

نوٹ: دوہابیہ کی اور کتابیں بھی دفتر "السواد الاعظم" سے مل سکتی ہیں پتہ صاف لکھیے قیمت پہلے بھیجیے یا وی۔پی طلب فرمائیے۔

عمر نعیمی مدیر السواد الاعظم مرادآباد۔ چوکی حسن خاں



ز خاک اے لالۂ سیراب برخیز ٭ چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
برون آور سر از برد یمانی ٭ کہ روئے تست صبح زندگانی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ

جلد ۳ نمبر ۱

السواد الاعظم

مدیر (مولانا) عمر نعیمی

ھدیہ سالانہ ایک روپیہ

حمایت مذہب اصلاح معاشرت تہذیب اخلاق ترقی تعلیم کا حامی ہے

قد طبع محمد عمر النعیمی فی المطبع النعیمی الواقع فی بلدۃ مرادآباد

فہرست مضامین

حضرت مکرمین نئے سال کا پہلا پرچہ حاضر ہے اس سال کی قیمت ایک روپیہ بہت جلد ارسال فرمائیے جن حضرات نے سال گذشتہ کی قیمت ابتک ادا نہیں کی وہ براہ کرم دو روپیہ ارسال فرمائیں یا وی پی کی اجازت دیں۔
خط و کتابت میں اپنا پتہ صاف تحریر فرمائیں۔ نمبر خریداری ضرور لکھیں۔ ایسے ضروری اور کم قیمت رسالہ کا ہدیہ ادا کرنے میں سستی حیرتناک ہے۔

مدیر

۷۸۶

مسلمانوں کا مستقبل

وہ قوم نہایت بدقسمت ہے جو اپنے گذشتہ عہد سے سبق لیکر اپنے مستقبل کے لیے امن و عافیت کی تدابیر اختیار نہ کرے۔ مسلمانوں نے گزرے ہوئے زمانہ میں اپنی دولت و جاہت، مال و آبرو سب کچھ کھو دیا اور ننگ اسلاف بن گئے۔ دنیا میں اگر بدنام کنندہ نکو نام چند کا مصداق تلاش کیا جائے تو وہ ہم ہیں، ہمارے پاس نہ اپنے بزرگوں کا سا تقوٰے و دیانت و صدق و راستبازی ہے نہ اُن کی سی دولت و ثروت، نہ اُن کی سی عزت و وجاہت، یہ تمام سروسامان ہمیں اُن سے ورثہ میں تو ملا تھا مگر ہم نااہل تھے اپنی ناقابلیت سے اُس کو محفوظ نہ رکھ سکے جہاں اُن کی چھوڑی ہوئی جاگیریں اور جائدادیں ہم نے اپنی بدعقلی و بے تدبیری سے ضائع کردیں وہاں اُن کے خصائل و اخلاق اُن کا علم و عمل بھی ہمارے پاس نہ رہ سکا وہ دُنیا میں عزت و آبرو کے ساتھ مشہور و معروف تھے تو ہم ذلت و خواری میں ضرب المثل اور شہرۂ آفاق ہیں، بُری عادتیں بدترین خصائل اگر تلاش کیے جائیں تو اُنکا بڑا ذخیرہ ہمارے پاس نکلے گا لیکن ہم نے کبھی غور نہیں کیا ہے کہ یہ نعمتیں ہم سے کیوں روٹھ گئیں اور اس خواری و خستہ حالی کے اسباب کیا ہوئے۔ اب ہمیں کیا راہ عمل اختیار کرنی چاہیے۔ اگر اب بھی ہم نے گذشتہ دور کی سختیوں پر گہری نظر ڈالکر سبق نہ لیا اور آئندہ کے لیے ہم اپنی اصلاح و درستی کی طرف بکلی مصروف نہ ہوگئے تو مستقبل ہمارے لئے ہلاکت کا وقت ہوگا۔

اے **قوم مسلم** اے خواب غفلت کے گرفتار بیدار ہو۔ اے نشۂ بیخودی کے سرشار ہوش میں آ اور اپنی درستی حال کی طرف ہمہ تن مشغول ہو اگر یہ وقت بھی غفلت میں نکالدیا تو پھر مرض ناقابل علاج ہو جائے گا اور چارہ گردں کو تدبیر کا موقع بھی نہ ملے گا۔

تباہی کے اسباب

جسطرح مسلمانوں کی ترقی کے اسباب دو طرح کے تھے روحانی اور مادی۔ اسی طرح اُن کی تباہی کے اسباب بھی انھیں دو قسموں میں منحصر۔

روحانی اسباب	ترقی کے روحانی اسباب میں سب سے بڑی چیز جس سے دُنیا و آخرت کی کامیابی متفرع ہوتی تھی اور جو ہر ضرر و نقصان سے بچانے کا سبب تھا **علم دین** ہے اُسی کی روشنی میں

مان دنیا کی ہر قوم سے آگے بڑھے اُسی کی بدولت عالم کی آنکھوں نے انھیں عزت و احترام کی نظروں سے
اُسی کی برکت سے وہ بدخواہوں کے مکروکید سے محفوظ رہے۔ اُسی کا فقدان اُسی کی کمی ہمارے لیے باعث
ت ہوئی علم کی روشنی میں سیاہ و سفید نیک و بد نافع ضار سب کچھ صاف صاف نظر آتا تھا۔ جب ہم علم سے
م ہوئے جہل کی تاریکی میں گرفتار ہو گئے۔ اب نفع و ضرر معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہ رہا۔ عزت و اقبال کی بلندیوں
ھنے کی جگہ ہم جہل کی گھپ اندھیری میں ذلت و رسوائی کے عمیق گڑھوں میں گر گئے۔ اب جو مصیبت بھی
ٹوٹی نہ اُس سے ہم باخبر نہ اُس کے دفع کی تدبیر ہمکو میسر۔ عملی حالت تو علم ہی سے درست ہوتی ہے جب
ہی نہ رہا تو عمل کا فاسد ہو جانا کیا تعجب۔ علم ہوتا تو ہم ذات و صفات الٰہی کی عظمت جانتے اُس کی ربوبیت
حقوق پہچانتے طاعت و عبادت میں سرگرم رہتے۔ وہ طاعت و عبادت پاکبازی کا سبب ہوتی اُس کی
لت روحانی برکات ہمکو ملتے اور ہم اُن سے مستفیض ہوتے۔ اخلاص توکل صادق۔ صبر و قناعت۔ ایثار
او تسلیم کی بہترین صفات ہمارے پاس ہوتیں جن کے ذریعہ سے ہم بہت سے دینوی نقصانوں اور مضرتوں
سے بچ جاتے اور دینوی کاموں میں کامیابی کی منزل پر سب سے آگے پہنچتے۔ ہماری عورتیں اور بچے اور اُن کی
رستی اور اخلاق حریم اسلام کی حفاظت میں بہت سی بلاؤں سے محفوظ رہتے پچھلے ادوار میں مسلمانوں نے یہ
حاصل کیے اُن کے دروازوں پر دربانوں کی ضرورت نہ تھی۔ اُن کی عورتیں عفت و پارسائی میں فرد مانی گئی تھیں
کا ثمرہ اور نتیجہ ترکہ کے طور پر بحمداللہ آج بھی اسلامی خواتین میں پایا جاتا ہے۔ علم دین سے تعلق کم کر کے
لمان بہت سی نعمتوں اور دینی اور دنیوی برکتوں سے محروم ہو گئے اور بہت سی مصیبتیں اُن پر ٹوٹ پڑیں
ا تک تفصیل کی جائے گی مثال کے طور پر یوں سمجھیے کہ ذی علم گودوں میں پرورش پانے والا ایک بچہ
لے لیے طہارت کے اصول طبیعت ثانیہ ہو گئے تھے اور نجاست و گندگی سے اُس کو طبعی نفرت تھی ابتدا
سے نماز کا پابند بنایا گیا۔ دینی صحبتوں میں نشو نما پائی۔ دین کے تذکرے اُس کے کان میں پڑے۔ عبادت کا
ق پیدا ہوا وہ اپنے بلوغ و نوجوانی میں تمام اُن آفات سے محفوظ رہتا ہے جنمیں آج کل کے ناتعلیم یافتہ یا نوتعلیم یافتہ
ان مبتلا ہو کر اپنے اخلاق و عادات کے ساتھ ساتھ اپنی تندرستی کو بھی خراب کر دیتے ہیں اور ایسے شدید نقصان
ٹھا لیتے ہیں جن کی تلافی پھر مدۃ العمر میں نہیں ہو سکتی۔ یہی سبب ہے کہ موجودہ نسلیں گذشتہ زمانہ کے
وں سے بدرجہا زیادہ کمزور ہیں باوجودیکہ آج سامان آسائش اُس عہد سے زیادہ فراواں اور وافر ہیں۔
سرے پچھلی صحبتوں کے لوگ دینی تعلیم سے متاثر ہو کر سادہ زندگی بسر کرنے اور تکلفات سے دور رہنے کے
ی تھے اسی وجہ سے اُن کی آمدنی اُن کی ضروریات پورا کرنے کے بعد دوسروں کے بھی کام آتی تھی۔
اپنے پسماندوں کے بسر اوقات کے لیے بھی وہ کچھ نہ کچھ چھوڑ جاتے تھے۔

تیسرے دینی علوم اور دینداروں کے صحبت ان سے اطوار و افعال سے طبیعت کو متنفر کردیتے تھے جن کی بدولت مسلمان بہت برباد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

چوتھے کسب حلال کی فضیلتیں اور اہل و عیال کے حقوق اُن کی خاطر گزین ہوتے تھے جنکا ادا کرنا وہ اپنے ذمہ فرض جانتے تھے اس لیے بیکاری کی عادت سے وہ محفوظ تھے اور اُس کو اپنے حق میں گناہ سمجھتے تھے۔ دین سے بے تعلق ہوکر مسلمان ان تمام نعمتوں کو کھو بیٹھے۔

اب انھیں اپنی حالت درست کرنے کے لیے جلد از جلد دینی زندگی اختیار کرنا چاہیے اور علوم دینی کو اسقدر عام کر ڈالنا چاہیے کہ شہر قصبہ اور گانوں کے بچے بچے تک اپنی ضروریات سے واقف ہوجائیں۔ تو پھر انشاء اللہ تعالےٰ وہی دن لوٹ آئیں گے۔ اس کے علاوہ علم کے عام کردینے سے دو اور بڑے عظیم الشان فائدے ہوں گے۔

(۱) اغیار کے دھوکے اور مغالطے ان کو شبہ میں نہ ڈال سکیں گے بلکہ وہ اپنی واقفیت سے انھیں بھی فائدہ پہنچائینگے

(۲) فرقہ بندی کی مصیبت سے نجات ہوجائے گی اور روزانہ نئے نئے فرقے پیدا ہونے کی مصیبت میں ایک حد تک کمی ہوجائے گی۔ کیونکہ خود غرض گمراہ جب دیکھتا ہے کہ یہ قوم اپنے دین سے باخبر نہیں ہے تو اُس کو ہمت ہوتی ہے اور وہ گمان کرتا ہے کہ اُن کی بے علمی سے فائدہ اُٹھاکے انھیں بہکانے میں کامیاب ہوجائیگا اور ایسا ہی ہوتا بھی ہے کہ وہ ہر گمراہ کی بات سنکر متحیر ہوجاتے ہیں اور یہ کہنے لگتے ہیں کہ ہم کیا کریں ایک یہ کہتا ہے ایک یہ۔ اگر انھیں واقفیت ہوتی وہ آنکھ رکھتے۔ دین کو خود جانتے تو انھیں ایسا تردد نہ ہوتا۔ وہ باطل کار گمراہ کنندہ کی مکاری کا خود پردہ فاش کردیتے اور اُسکا فریب نہ چلتا تو وہ مایوس ہوکر بیٹھ جاتا۔

اس سے ہمیں اپنی روحانی حالت درست کرنے کے لیے دینی علوم کا رواج عام کرنے کی اشد ضرورت ہے اور اس کے لیے ہر امکانی کوشش عمل میں لانا چاہیے۔

ہر شخص علم دین کی ترویج کو اپنے فرائض میں سے سمجھ لے اور ایک معین رقم ماہانہ اُس کے لیے صرف کرنا داخل ضروریات قرار دے۔ اس کے ساتھ مسلمان بچوں اور اُن کے اولیاء کو سب سے پہلے دینی تعلیم دلانے کی رغبت دلائے اور جہانتک ممکن ہو اپنے اثر سے کام لیکر انھیں اس پر راضی کرے۔ تاکہ مسلمان روحانی زندگی کے برکات سے فیضیاب ہوں۔ چھوٹے بڑوں کے حقوق پہچانیں بڑے چھوٹوں پر شفقت کریں۔ محبت دینی و اخوت مذہبی کا رشتہ قوی و مضبوط ہو خانہ جنگیوں کی مصیبتیں اور باہمی کشمکش کے عذاب سے نجات ہو۔

مسلمانوں کی ترقی کے مادی اسباب

حقیقۃً اسلام روحانیت ہے اور اس لیے مسلمانوں کی ہر ترقی روحانیت ہی کے ساتھ ہے لیکن جب اس دنیا

ہیکل بشری ولشاء عنصری میں جلوہ گر ہیں تو مادیات کے ساتھ تعلق ہونا بھی ناگزیر ہے۔ گو مسلمان کا تعلق مادہ کے ساتھ بھی روحانیت کے ماتحت ہوتا ہے اور اس وجہ سے مادہ کی تاریکیاں اور کدورتیں اُن کے آئینہ قلب کو مکدر نہیں کرسکتیں بلکہ وہ ہر قدم میں روحانی ترقی کے بلند و بالا منازل طے کرتے رہتے ہیں۔

ایک راہب روحانیت کو جلا دینے کے لیے ترک و تجرد پر مجبور ہے اس کو گوشۂ عزلت و زاویۂ تنہائی درکار ہے جہاں اُس کے کسی ہمجنس کا اثر نہ ہو اور جسمانی لذتوں کے اسباب مفقود ہوں۔ اس لیے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور صحراؤں بیابانوں میں جا کر رہتا ہے تب کہیں مادیات کے ساتھ اُس کے تعلقات میں کمی آتی ہے اور دُنیا کی چیزیں سامنے نہ آنے سے ان کا اُنس کچھ کم ہوتا ہے مگر پھر بھی فراغ قلب نصیب نہیں ہوتا طبیعت آسائش و اسباب آسائش کو یاد کرکر کے بیتاب کر کر دیتی ہے نرم بستر محفوظ مکان مرغوب جلیس لذیذ اطعمہ نفیس ملبوس سب یاد آتے ہیں۔ اور کبھی کبھی ان کی یاد ایسا غلبہ کر جاتی ہے کہ تجرد کی زندگی ترک کرنا پڑتی ہے۔ اور نہ بھی کی۔ آنکھیں بند کیے بیٹھے بھی رہے تو دل دُنیا کی ہر ہر چیز کا گرفتار محبت رہا اور روحانیت کو مادہ کے عشق کی قیدوں سے رہائی نہ مل سکی۔

لیکن مسلمان شہر میں آبادی میں متاہل و عیالدار ہو کر کاروبار تجارت وغیرہ میں مصروف ہو کر بھی فارغ القلب ہوتا ہے اور اسکا دل کسی دنیوی چیز کے ساتھ نہیں اُلجھتا اور اُس کو مادیات کے سمندر میں غرق ہو کر بھی مادیات کے ساتھ شیفتگی پیدا نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ سرسبز و شاداب اقطاع اور وسیع و زرخیز ممالک و بلدان کا مالک و تاجور ہو کر بھی اسکا دل ان تمام مادی چیزوں کی محبت سے آزاد رہتا ہے جو ہر وقت اُس کے گرد ملوکانہ طور پر طواف کرتے رہتے ہیں۔ وہ تخت سلطنت پر بھی فقیر تارک الدنیا ہی رہتا ہے۔ دُنیا کا حسن و جمال ناز و ادا اُس کے خداشناس دل پر قبضہ کرنے سے عاجز رہتا ہے۔ اورنگ زیب۔ سلطان محمود وغیرہ شاہان اسلام کی زندگیوں پر گہری نظر ڈالنے سے یہ حقیقت صاف طور پر منکشف ہو جاتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زہد و تقوے نے تو دشمنوں کے قلوب پر بھی یہ اثر کیا ہے کہ متعصب سے متعصب دشمن اسلام بھی اُن کے ترک دُنیا کا معترف ہے۔

مسلمان کے ہاتھ پاؤں مادیات کے ساتھ مصروف عمل ہوتے ہیں تو اللہ کے لیے اُسکا پاک نفس مادیات کی محبت میں آلودہ نہیں ہوتا وہ تجارت ملازمت زراعت حرفت جس ذریعہ سے بھی تحصیل معاش کرتا ہے اُس سے مقصد مال کی محبت نہیں ہوتی محض امر اللہ کا اتباع اور حقوق واجبہ کی ادا۔ یہ بھی اُس کے حق میں ایک ریاضت ہوتی ہے جس سے نفس کو مزید طہارت و پاکیزگی اور روح کو نورانیت حاصل ہوتی ہے جسکا مقصد ہر ہر فعل اور حرکت و سکون میں رضائے مولا ہوتا ہے۔ اِس طرح مسلمان کی حیات کا مادی پہلو بھی روحانیت کے انوار سے منور ہوتا ہے۔

پہلے زمانہ کے مسلمان اپنے حوائج کو کم کرتے تھے تاکہ ضروریات کے دباؤ سے کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے جو ان کے لیے نہایت ناگوار بات تھی بلکہ ان کی آمدنی اگر کم بھی ہو تو ضروریات محدود ہونے کی وجہ سے بچ رہے اور وہ

دوسرے بندۂ خدا کو دیکر مال کے ساتھ قلب کی بے تعلقی و بے رغبتی کا عملی ثبوت دے سکیں اسی لیے انھیں ہدایت فرمائی گئی تھی الید العلیا خیر من الید السفلی کہ اونچا یعنی دینے والا ہاتھ نیچے یعنی لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے یہ بھی تعلیم دی گئی تھی السوال ذل کہ مانگنے میں ذلت ہے یہ بھی بتا دیا گیا تھا ذل من طمع کہ لالچی ذلیل ہوتا ہے یہ باتیں اُن کی مرکوز خاطر تھیں وہ بھوکے سو جانا پسند کرتے تھے مگر مانگنا اور کسی اپنے جیسے انسان کے سامنے ہاتھ پھیلانا انھیں گوارا نہ تھا۔ اس لیے گو اُن کے پاس آج کل کے دولت مندوں کی طرح مال کے عظیم الشان انبار نہ تھے لیکن وہ اس زمانہ کے تمام دولت مندوں اور بادشاہوں سے زیادہ غنی تھے انھیں سکھایا گیا تھا انما الغنی غنی القلب کہ اگر بہت سا مال ہوا اور حرص کا پیٹ نہ بھرا دست ظلم یا دست سوال دراز رہا مستقی کی طرح مال کے پیاسے ہی رہے تو تمام دُنیا کے خزانے لیکر بھی تم غنی نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر اپنے حوائج محدود کرلو اور اپنے دل پر قابو پالو اس کو حرص کی پلید بیماری سے بچالو تو تھوڑے پر قناعت کر سکو گے اور دُنیا کی دولتیں اگر تمہارے سامنے لائی جائیں تو تمہیں اُن کی طرف التفات نہ ہوگا تمہارا دل غنی رہیگا اصل غنی یہی ہے۔

حرص کا پلید جذبہ جس دل میں جگہ پا جاتا ہے اُس کو تباہ کر دیتا ہے۔ حریص آدمی اگر صاحب قوت و شوکت ہے تو وہ دُنیا کو پریشان کر ڈالتا ہے کسی کو آسودہ نہیں دیکھ سکتا دوسروں کے مُنہ میں سے لقمے چھین کر انھیں بھوکا مار دینا اُس کے نزدیک کوئی بات نہیں ہوتی۔ جبر و تعدی ظلم و ستم کے ساتھ وہ دوسروں کے مال چھینتا اور انھیں تکلیف میں مبتلا کرتا ہے۔ اُسکا دل اسقدر سخت ہو جاتا ہے کہ کسی کی تکلیف پر اُس کو رحم نہیں آتا۔ ظالم حکومتوں جفاکار زمینداروں ستم خو سود خواروں کے طرز عمل اسکا بین ثبوت ہیں۔

حریص بادشاہ کی رعایا کبھی آرام نہیں پا سکتی۔

اور اگر حریص صاحب قوت و شوکت نہیں تو وہ اپنی حرمت و آبرو پر ہاتھ صاف کرتا ہے اور طمع کے باعث دربدر مانگتا ہے ہر شخص کے سامنے سوال کے لیے ہاتھ پھیلاتا ہے جھڑکیاں اور گھڑکیاں کھاتا ہے مجلس سے نکالا جاتا ہے بازاروں میں ذلیل کیا جاتا ہے خلق خدا اُس کو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے اسی طمع کے جذبہ میں اندھا ہو کر وہ چوری بھی کرلیتا ہے ڈاکہ بھی ڈالتا ہے خویش و بیگانہ کو قتل بھی کر دیتا ہے۔

اسلام کی تعلیم پر چلنے والے جو اس ناقص جذبہ سے پاک تھے اور جنہیں غنائے قلب حاصل تھا انھوں نے اپنے نفس کی عزت و حرمت بھی باقی رکھی اور دُنیا کو بھی اُن سے کبھی کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچی۔ بادشاہ ہوئے تو رعایا خوش حال رہی۔ فقیر ہوئے تو وہ بادشاہوں کے در پر اپنی حاجت لیکر نہ گئے بادشاہ ہی اُن کے در پر سائل بنکر آیا کیے۔

غرض اسلام کی ترقی کا مادی پہلو بھی بالکل روحانی ہے اور عجیب طریقہ کی حیرت انگیز تعلیم کہ ارباب دولت و مال اور

اصحاب ملک وخزائن کے قلوب مالی محبّت سے پاک کر دیئے ہیں۔ مالی کاروبار کے لیے بہت پُراسرار وپرحکمت قانون مقرر فرمائے ہیں جو کتب فقہ کو بنظر تعمق دیکھنے سے سمجھ میں آتے ہیں۔ اگر اس زمانہ کے مسلمان اس پاک تعلیم سے فائدہ اٹھاتے اور اپنے حوائج ضروریات کو کم کرتے۔ ادائے حقوق واجبہ کے لیے بہ نیت ثواب کسب حلال میں مصروف ہوتے اور اپنے آپ کو بیکار نہ چھوڑتے۔ مالدار ہونے کی صورت میں صدقات واجبہ سے اپاہجوں۔ بوڑھوں۔ بیواؤں کی دستگیری کرتے اور انھیں دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے یا اپنا حال ظاہر کہنے سے عار کرتے شرماتے۔ اور اس نیت سے کہ اُن کے دینی بھائیوں کو حوائج اغیار کے در پر نہ لیجائیں خود تجارتیں کرتے۔ کاروبار میں مصروف رہتے۔ معاملہ کی سچائی اور دیانت کی قوت سے اپنے کام کو بنا دیتے تو آج انھیں اقوام دُنیا کی نظروں میں ذلیل ہونا نہ پڑتا۔ اُن کا دین اُن کی غیرت انھیں اجازت نہ دیتی کہ وہ سود پر روپیہ قرض لیں اور اپنے بیگانہ کی نظر میں حقیر ہونے اور مسلمانوں کو ذلیل کرنے کے علاوہ پھانسی کا ایک پھندا اپنے گلے میں ڈالیں۔

آج دُنیا میں مسلمان کیوں ذلیل ہیں۔ کیوں خوار ہیں۔ کیوں محتاج ہیں۔ کیوں اُن کی دولتیں نکلکر دوسروں کے ... جائدادیں ... کیوں ... ان کی گردنیں نیچی ہیں۔

(ان) سب سوالوں کا جواب ایک ہے اور وہ یہ کہ قرضدار ہونے کی بدولت سودی قرض لینے کے باعث۔

سود

سود ایک ایسی تباہ کن اور عالم سوز مصیبت ہے جو بڑے بڑے دولت مندوں کو اپنے فیض سے نہایت تھوڑے عرصہ میں محتاج اور بھیک منگا بنا دیتی ہے مسلمانوں کا عہد موجود اسکی بہت ظاہر مثال ہے۔ بڑے بڑے متمول خاندان جن کے غلاموں کے دروازوں پر بھی اہل حاجت کا اژدحام رہتا تھا آج پارۂ نان کیلئے محتاج ہیں جن تک معمولی آدمی کو رسائی نہ تھی میشر بھٹی در بدر ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ مدیون اور قرضدار کو سود اس طرح کھاجاتا ہے جیسے پھوس کو آگ۔

شریعت اسلامیہ نے سود کو اسی لیے حرام کر دیا کہ بندگان خدا اس سے تباہ اور برباد ہوتے ہیں۔ اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں ہوسکتا کہ مدیون کے حق میں سود بدترین ہلاکت ہے۔ اور جس معاملت سے ایک فریق تباہ ہو جائے گو دوسرے فریق کو اُس سے نفع بھی پہنچے دادگر ایسی معاملت کی اجازت نہیں دے سکتا۔

اور سود تو سود خوار کے حق میں بھی مضر اور سخت مضر ہے۔ خواہ وہ طمع میں اندھا ہو کر اس کے ضرر پر نظر نہ ڈالے۔

سود قتل سے زیادہ بیرحمی ہے

سود۔سود خوار کے دل کو تاریک کر ڈالتا ہے۔ وہ اپنے بنی نوع اور اپنے زیر دست مدیون کی تکالیف کا کبھی تصور بھی نہیں کرتا بلکہ اُس کی تباہی و بربادی کے دن کا بڑی تمناؤں کے ساتھ انتظار کرتا ہے۔حرص کا ناپاک جذبہ اُس پر ایسا تسلط کر لیتا ہے کہ وہ ہر شخص کے مال کو بدنیتی سے تکتا ہے۔ رحم۔مروت۔ہمدردی کی پاکیزہ صفات سے محروم ہو جاتا ہے۔ وہ معزز رئیس۔ وہ صاحب ثروت خاندان جن کے خدمتگار سواریوں میں چلتے تھے جنکے حاشیہ بوسان بساط کی خدمت میں مہاجن سلام کے لیے حاضر ہوتے تھے جن کی بدولت صدہا کنبے آرام کی زندگی بسر کرتے تھے۔اُن کا بچہ بچہ ایک دانہ گندم کا محتاج ہو جائے اُس کے جسم نازپرور پر ثابت کپڑا نہ ہو۔ وہ ٹوٹی جوتیاں گھسیٹتا ہوا خاک اڑاتا پھرے۔فاقوں سے وہ لوگ جاں بلب ہو جائیں اور اُن سے تعلق رکھنے والے صدہا آدمی پریشانی اور ذلت میں زندگی کے دن ایسی ناگوار مصیبتوں میں کاٹیں اور ایک حریص صرف اپنی حرص و آز کے لیے اتنی مخلوق خدا کے ایسی مصیبتیں برداشت کرے بلکہ انکھیں ان تکالیف میں مبتلا کرنے کی سعی کرے اور اس پر خوش ہو تو کیا اس نے قتل سے کچھ کم ستم کیا نہیں قتل کر ڈالتا تو ان کی مصیبتوں کا خاتمہ ہو جاتا پھر قتل میں ایک جان جاتی۔یہاں صدہا جانیں قتل سے زیادہ ناگوار تکلیف میں برسوں مبتلا رہتی ہیں خاندان کے خاندان ویران ہو جاتے ہیں مگر اس ظالم خونخوار کے دل میں رحم نہیں آتا۔سود خوار انسان درندے سے بڑھکر ایذا رساں ہو جاتا ہے۔اس لیے شرع مطہر نے ایسے ناپاک جذبہ پیدا کرنے والے بدادر کش طریقہ کو مسدود فرمایا اور سود کو حرام کر دیا۔

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ یہ مدیون کی بے عقلی ہے وہ ایسی حماقت کیوں کرتا ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ مدیون کی تنہا حماقت ہی نہیں بلکہ وہ ایک جرم عظیم کا مرتکب ہے۔شرع مطہر نے سودی قرض لینا حرام کر دیا ہے۔سودی قرض لینے والا حرام کا مرتکب ہے۔لیکن اسکا جرم اور اس کی بیوقوفی سود خوار کے جرم کو کم نہیں کر سکتی۔اگر ایک آدمی اپنی حماقت سے قتل ہو نا گوارا کرے تو قاتل اس لیے جرم سے بری نہ کیا جائیگا کہ وہ احمق خود قتل کیے جانے پر راضی ہو چکا تھا۔

خلاصہ یہ کہ سودی قرض کی مصیبت اور شرع مطہر کے حکم کی مخالفت نے مسلمانوں کو اس مصیبت میں ڈالا اگر وہ شریعت طاہرہ کے حکم سے باہر نہ ہوتے۔سودی قرض کو ہلاکت سمجھتے اور اس میں اپنے آپ کو گرفتار نہ کرتے تو انھیں یہ دن دیکھنا نہ ہوتا۔ اس مصیبت کے دفع کی تدبیر یہی ہے کہ مسلمان سودی قرض لینے سے عہد کریں۔اپنے ضروریات کم کریں اسباب معاش تلاش کریں جو مقروض ہیں وہ لمبی اُمیدیں

کے توہم کو چھوڑ کر جس طرح ممکن ہو جلد از جلد قرض ادا کریں۔ مسلمان اصحاب دولت قرضداروں کو بار قرض سے سبکدوش کرانے میں مدد کریں۔ انھیں قرض حسن دیں خود اطمینان کے لیے ان کی جائدادیں مکفول کر لیں۔ مگر جسقدر جلد ممکن ہو مسلمانوں کے گلوں سے سودی قرض کی پھانسیاں نکالیں۔

ناٹک۔ تماشے۔ بازیاں اور اس قسم کے بہت سے فضول کام ہیں جن میں مسلمانوں کے لاکھوں روپیہ ضائع ہوجاتے ہیں ان سب کو ترک کریں۔ اور اپنے بھائیوں سے ترک کرائیں۔ سادہ زندگی بسر کرنیکے عادی بنیں اور اس کے فائدے اٹھائیں۔

عورتوں کی تعلیم

انسان کی تہذیب وشائستگی کا دارمدار تعلیم پر ہے۔ بے علم انسان اگر اہل علم کا صحبت یافتہ نہو تو وہ بہائم کی مثل ہے۔

شرع اسلام نے مسلمانوں پر تحصیل علم فرض کی ہے حدیث شریف میں وارد ہے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ عورت بھی مسلمان ہے اسپر بھی علم سیکھنا اپنے دین کے احکام سے واقف ہونا ضرور ہے کہ بے علم نتواں خدارا شناخت۔ نماز روزہ کے مسائل طہارت کے احکام اور ضروری مسئلوں کا جاننا ناگزیر ہے۔ عورتوں کے ساتھ شوہروں کے حقوق۔ اولاد کی تربیت کا تعلق بھی ہے۔ اگر وہ تعلیم یافتہ ہیں تو شوہروں کے حقوق بھی پہچانتی ہیں۔ افعال بھی ان کے شائستہ ہوتے ہیں گفتگو معقول اور ہر بات سلیقہ کے ساتھ ہوتی ہے اولاد بھی باادب اور تمیزدار ہوتی ہے اپنی طہارت کے لحاظ سے بچوں کی صفائی و پاکی کا اہتمام رکھا جاتا ہے۔ شوہر ان کے سلیقہ اور تمیز سے خوش رہتا ہے زن و شوہر کے تعلقات خوشگوار و پرلطف رہتے ہیں۔ روزانہ گھر میں قرآن پاک کی تلاوت ہوتی ہے ان کی تربیت میں بچے بولنا سیکھنے تک اسلام کے ضروری عقائد سیکھ لیتے اور نماز یاد کر لیتے ہیں۔ مادری تعلیم کے نقوش مدۃ العمر اولاد کے سینہ سے محو نہیں ہوتے۔ لہذا عورتوں کو قرآن پاک اور دینیات کے رسالے پڑھائے جائیں اور ایسی کتابیں ان کو مطالعہ کے لیے دی جائیں جن سے اللہ رسول کی محبت عاقبت کا خوف نیکی کی عادت اور اچھے اخلاق پیدا ہوں۔ جیسے تاریخ حبیب الہ۔ ضمان الفردوس۔ بہار شریعت وغیرہ۔

یہ لحاظ ضرور رکھا جائے کہ برے مذاق پیدا کرنے والی تحریریں ان کے مطالعہ میں نہ آئیں جیسے قصہ کہانی کی کتابیں۔ ناول عاشقانہ دیوان وغیرہ کہ ان کے مطالعہ سے خراب جذبے پیدا ہوتے ہیں اور انسان کے قلب کو مکدر کرتے ہیں۔ تعلیم عورت کے ذریعہ سے ہو۔ مرد کا تعلیم دینا قرین مصلحت نہیں معلمہ عورت مسلمان ہو۔

حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لا تعلموھن الکتابۃ و علموھن الغزل یعنی عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور کاتنا سکھاؤ۔ لکھنا سکھانیکے نتائج نہایت خراب۔

ستیارتھ پرکاش کے قرآن پاک پر اعتراض اور انکے جواب

اس نے جنت میں دودھ کی نہریں جاری فرمادی ہیں جو نہایت پاک وصاف ہے بگڑنے اور خراب ہونے کے خطرہ سے امن ہے گندگی عفونت کا تو اس پاک مکان میں نام ونشان ہی نہیں پھر افراط یہ کہ دودھ کے چشمے جاری ہیں دودھ کے دریا موجیں مار رہے ہیں۔ یہ دریا ہمیشہ جاری رہتے ہیں مگر یہاں کا دودھ باسی نہیں ہوتا۔ اسکی تازگی اور لذت میں کمی نہیں آتی۔ دُنیا کے دودھ کو ذائقہ اور لذت میں اس سے کیا نسبت۔ اسم وصورت کا اشتراک ہے اور حقیقت ولیاقت بیان میں نہیں آسکتی۔

اس کے سوا جنت میں شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے لذت خالصہ ہے۔ نہ وہ شراب دُنیا کی طرح ترش یا تلخ یا کسیلی نہ اس کے پینے سے عقل میں فتور آئے نہ سر میں درد ہو۔ نہ وہ خمار لائے بلکہ وہ خالص لذت ہی لذت ہے۔ اور پاک وطاہر۔ شراب دُنیا میں جتنی آفتیں ہیں سب سے بری۔

اسکے ماورا۔ جنت میں شہد کی نہریں ہیں جو دُنیا کے شہد کی طرح مکھیوں سے حاصل نہیں کیا جاتا۔ دُنیا کا شہد مکھیوں کی قے ہے اس میں مکھیاں مرجاتی ہیں موم ملا ہوتا ہے موم کی بو اس میں بس جاتی ہے اور کن مصیبتوں سے حاصل کیا جاتا ہے جنت کا شہد ان تمام نقائص سے خالی نہایت صاف وشفاف لطیف ولطیف اور بقدر وافر کہ نہریں جاری ہیں جہاں چاہیے اور جسقدر چاہیے بے روک ٹوک موجود۔

امام ترمذی نے حکیم ابن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

ان فی الجنۃ بحر الماء وبحر العسل وبحر اللبن وبحر الخمر ثم تشقق الانہار۔

جنت میں پانی کا سمندر۔ شہد کا سمندر۔ دودھ کا سمندر۔ شراب کا سمندر ہے۔ ان سمندروں سے نہریں نکلی ہیں اور جنت میں جنتیوں کے لیے تمام انواع واقسام کے پھل ہیں شروبات کے بعد پھلوں کے ذکر کرنے میں اشارہ ہے کہ یہ پھل تفکہ اور لذت کے لیے ہیں نہ حاجت اور بھوک کے لیے۔

شہد وشراب اور فواکہ وثمرات کے ناموں سے تیرہ دماغ نافہم یہ خیال کرلیتے ہیں کہ بس جنت میں بھی یہی دنیوی نعمتیں ہیں چنانچہ پنڈت دیانند نے بھی کہا ہے۔ ان کے خیال نے یہانتک رسائی نہ کی کہ اسمی وصوری مشارکت حقیقت واوصاف کی شارکت کو مستلزم نہیں اور دُنیا کے شہد وشراب ثمرات فواکہ جنتی نعمتوں سے کوئی بھی نسبت نہیں رکھتے۔

اوپر کے بیان میں ان کے امتیاز وخصوصیتیں ظاہر ہوچکی ہیں جن میں نظر کر کے عاقل بیقین اس نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے کہ دُنیا کی چیزوں کو جنتی نعمتوں سے کیا نسبت ہے۔ جنت کے اشجار وثمار دائم وسدا بہار ہیں ان کو انقطاع وفنا نہیں اکلہا دائم وہاں کے پھل ہمیشہ رہنے والے یہاں تمام دُنیا کو بھی یہ بقا میسر نہیں۔

جنّت میں باغ ہیں چشمے ہیں ان المتقین فی جنّٰت وّعیون۔ نیک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہیں آ
اٰخذین بما اٰتٰھم ربھم۔ اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے۔
جنتی عمارت میں ایک اینٹ سونے کی ہے ایک چاندی کی اور اینٹوں کو پیوند کرنے والا مصالحہ نہایت خوشبودار مشک اذفر وہاں کے سنگریزے جو وہاں کی زمین میں بچھے ہیں جواہرات ہیں۔ موتی یاقوت وغیرہ وہاں کی گرد زعفران ہے (ترمذی) جنتی درختوں کی شاخیں سونے کی ہیں (ترمذی) جنتیوں کے لیے بہشتی سیرگاہوں میں جابجا منبر رکھے ہوئے ہیں۔ نور کے منبر۔ موتی کے منبر۔ یاقوت کے منبر۔ زبرجد کے منبر سونے کے منبر۔ چاندی کے منبر مشک و کافور کے بلند مقام بنے ہوئے ہیں (ترمذی ابن ماجہ) جابجا موتی زبرجد یاقوت کے خیمے اور قبّے ہیں۔ حوروں کے اجتماع کا ایک مقام ہے جہاں وہ بلند آوازوں سے پکارتی ہیں وہ شیریں اور دلکش آوازیں جو کبھی مخلوق نے نہیں سنیں کہتی ہیں نحن الخالدات فلا نبید ونحن الناعمات فلا نبأس و نحن الراضیات فلا نسخط طوبی لمن کان لنا وکنا لہ۔
ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں ہمیں ہلاک و فنا نہیں ہم وہ صاحب نعمت ہیں کہ کبھی محتاج نہوں ہم راضی رہنے والی ہیں کہ کبھی ناراض نہوں۔ اسے مبارک ہو جو ہمارے لیے ہو اور جس کے لیے ہم ہوں (ترمذی)
یہ جنت کی فضا ہے جہاں یہ مناظر ہوں۔ یہ ساز و سامان ہوں وہاں ارواح کے سرور و انبساط کا کیا اندازہ کیا جا سکتا ہے

اہل جنت کے لباس و فروش

دُنیا میں الفاظ نہیں ملتے جس سے جنتی لباسوں اور فرشوں کی نفاست و خوبی کا اظہار کیا جا سکے مگر تفہیم و تفہم کا ذریعہ الفاظ اور رائج لغات کے سوا کوئی اور نہیں ہے اس لیے بمجبوری و ناچاری انہیں کو پیرایۂ تفہیم بنایا جاتا ہے۔ تقریب الی الفہم کے طور پر الفاظ میں اُن نعمتوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو آنکھوں نے نہیں دیکھیں کانوں نے نہیں سنیں دلوں میں مخطور نہیں ہوئیں وہم و ادراک کے طائر اُن تک رسائی نہ پا سکے۔ اہل جنت کے لیے ریشمی کپڑے ہوں گے اُس ریشم سے دُنیا کے ریشم کو وہ نسبت بھی نہیں ہے جو زربفت و کمخواب کے مقابل ٹاٹ و پلاس کو ہوتی ہے۔ اُس کی چمک آفتاب کی روشنی کو شرما دے اُس کی نرمی و ملاست بدن کو آرام دینے و مزین کرنے میں جو تاثیر رکھتی ہے وہ انشاء اللہ تعالےٰ دیکھ کر ہی معلوم ہوگی جنتیوں کے عزت و احترام کے لیے تخت لگائے گئے ہیں جن پر وہ سریر آرا و مسند نشین ہونگے۔ یہ تخت دُنیا کے تختوں کی طرح لکڑی و پتھر وغیرہ کے نہیں ہیں جواہرات کے ہیں اور دُنیا کے جواہرات بھی اُن کے مقابل پتھر سے کمتر۔ جنتیوں کو زیور پہنائے جائینگے اور اُنکے اعضائے بدن کو جو دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف محنت رہے تھے زیوروں سے آراستہ کیا جائیگا

سُورَۂ بقرہ

سورت قرآن پاک کے اُس حصّہ کو کہتے ہیں جس کے لیے اوّل و آخر معین ہو اور شریعت نے اُس کو کسی خاص نام کے ساتھ موسوم فرمایا ہو۔ اسی لیے سورتوں کے اسما توقیفی ہیں یعنی حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے منقول ہونے پر موقوف ہیں۔ ایک سورت کے لیے کبھی ایک ہی نام ہوتا ہے اور کبھی زیادہ نام ہوتے ہیں۔ اس سورت مبارکہ میں بقرہ کا ایک عجیب و غریب واقعہ بیان فرمایا گیا ہے جس سے بےشمار حکم و حِکَم مستفاد ہوتے ہیں۔ اس مناسبت سے اس سورۂ مبارکہ کا نام سورۂ بقرہ ہے۔

سورتوں کے نام زمانہ صحابہ میں مصاحف میں ثبت نہیں کیے جاتے تھے یہ دستور حجاج نے نکالا۔

قرآن پاک کے حق میں اللہ سبحانہٗ نے فرمایا انا له لحٰفظون جس کا معنی یہ ہے کہ اس کتاب پاک کے ہم خود محافظ ہیں یہ وعدہ دوسری کتابوں کے حق میں نہیں فرمایا اسی لیے اُن میں تحریفیں ہوئیں تبدیلیں ہوئیں مگر قرآن پاک حفظ الٰہی میں ہے اُس کے کسی حرف میں فرق نہیں آسکتا۔ تغیرات عالم کے لمبے لمبے ہاتھ اُس کے دامن تک پہنچنے سے کوتاہ ہیں۔ زمانے پلٹ گئے دُنیا بدل گئی آبادیاں ویران ہوئیں۔ ویرانے آباد ہوئے۔ خشک صحرا اور بیابانوں میں نہریں اور چشمے موجیں مارتے نظر آنے لگے۔ بڑے بڑے دریا خشک ہو گئے۔ صفحات کائنات میں محو و اثبات سے عجیب و غریب تبدل و تغیر ہوئے مگر قرآن پاک کے کسی حرف میں فرق نہ آیا زمانہ اُس کو بدلنے سے عاجز رہا۔ حفظ الٰہی کا اثر ہے کہ قرآن پاک سینوں کے خزانوں میں محفوظ ہے جہاں بدنیت خائنوں کے ہاتھ نہیں پہنچ سکتے۔ یہ کتاب پاک عجیب شان سے محفوظ ہے کہ دُنیا کی کوئی کتاب کبھی اس شان سے محفوظ نہیں کی گئی۔ سورتیں معدود۔ رکوع معدود۔ آیات کلمات حروف حرکات سکنات ایک ایک گنے ہوئے۔ آیات کا وقت نزول۔ شان نزول۔ مقام نزول بتایا گیا پھر حروف کی شمار بھی کئی طرح سے یوں بھی کہ کل حروف قرآن پاک میں کتنے ہیں اور یوں بھی کہ الف کتنی جگہ آیا اور (ب) کتنی جگہ اور اس کے علاوہ بہت طریقوں سے محفوظ کیا گیا۔ اس شان کے ساتھ دُنیا میں کسی کتاب کی حفاظت نہ ہوئی۔

جس طرح سورتوں کے نام توقیفی ہیں اسی طرح آیات اور سور کی ترتیب بھی توقیفی ہے جب کوئی صورت تمام ہوئی یا کوئی آیت نازل ہوئی تو حضرت جبریل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے کہ اس سورت یا آیت کی جگہ فلاں سورت یا آیت کے قبل اور فلاں سورت یا آیت کے بعد ہے۔

اس سورت مبارکہ میں دو سو چھیاسی یا ستاسی آیتیں ہیں۔ یہ اختلاف اس وجہ سے ہے کہ مثلاً مصحف کوفی میں ایک جگہ آیت مانی گئی اور دوسرے میں نہ مانی گئی یعنی ایک مصحف میں جس کو ایک آیت قرار دیا گیا ہے دوسرے میں

اُس کو دو آیتیں مانا گیا ہے۔

اس سورت میں رکوع چالیس او چھ ہزار ایک سو اکیس کلمے پچیس ہزار پانچسو حرف ہیں۔ ابن عربی رحمہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ سورت بقرہ میں ہزار امر ہزار نہی ہزار حکم ہزار خبریں ہیں۔

سورہ بقرہ کے خصوصیات

یہ پہلی سورت ہے جو مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی بعض مفسرین کا قول ہے کہ آیہ واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ تو حج وداع میں بمقام مکہ مکرمہ نازل ہوئی باقی کل سورت کا نزول مدینہ طیبہ میں ہوا۔

کی اور مدنی آیات کی تعریف میں مفسرین کے چند اقوال ہیں اُن میں سب سے راجح قول یہ ہے کہ کی وہ آیت ہے جو ہجرت سے پہلے نازل ہوئی خواہ مکہ مکرمہ میں یا کسی اور مقام میں گویا آیت کے کی ہونے کا مدار حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقامت مکہ مکرمہ پر ہے کہ جب تک وہ سرور ذی جاہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات مکہ مکرمہ میں متوطن رہے اُسوقت تک جو کچھ نازل ہوا کی ہے اور بعد ہجرت جب اُس محبوب عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کو اپنی اقامت سے سرفراز فرمایا اور مدینہ طیبہ کو وطن محبوب ہونیکا شرف حاصل ہوا۔ اس زمانہ میں جو آیت نازل ہوئی وہ مدنی ہے خواہ کسی مقام پر نازل ہو حتی کہ مکہ مکرمہ یا عرفہ میں بعد ہجرت جو آیت نازل ہو وہ بھی مدنی ہے۔ اس تقدیر پر کل سورت کو بلا استثنا مدنی کہنا صحیح ہے۔

(۲) یہ سورت مبارکہ قرآن پاک کی سورتوں میں سب سے بڑی سورت ہے۔

(۳) اس سورت میں احکام امثال حجج تمام سورتوں سے زیادہ ہیں اسی لیے اس کو فسطاط القرآن کہا گیا ہے۔

(۴) جو سورتیں حروف مقطعہ کے ساتھ شروع کی گئیں یہ ان میں پہلی سورت ہے۔

سورہ فاتحہ کو حروف مقطعہ کے ساتھ شروع نہ کیا گیا۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ سورۂ فاتحہ کتاب مجید کا خطبہ ہے اور خطبہ میں حمد الہٰی ضرور اور حمد الہٰی کے لیے ایسے کلمات مناسب جن میں رمز وابہام نہ ہو۔ ہر شخص اُن سے قدر استطاعت راستی اور تفیض و ستفید ہو سکے۔

علاوہ بریں حروف مقطعہ معارضہ و تحدی پر مشتمل اور حمد اُس پر مقدم۔ معہذا اس میں اشارہ ہے کہ علم ظاہر کو علم اسرار پر تقدم ہے پہلے تعلم اس کی تحصیل کرلے تب اُس پر اسرار منکشف ہوں۔

سورہ بقرہ کے فضائل

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا

مولوی اشرفعلی صاحب کا سکوت اور دعوت مناظرہ کا انجام

سیٹھ جمال بھائی قاسم بھائی صاحبان تاجران پادرہ ضلع بڑودہ نے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو ایک فیصلہ کن مناظرہ کی اولوالعزمی اور متانت کے ساتھ دعوت دی تھی اُن کا مقصد یہ تھا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے سبب سے جو علماء عرب و عجم نے مولوی اشرف علی صاحب پر کفر کے فتوے صادر کیے ہیں اُن کی نسبت مولوی اشرفعلی صاحب کو موقع دیا جائے کہ اگر وہ کوئی عذر و جواب رکھتے ہوں تو علمائے اہل سنت کے سامنے پیش کریں اور اگر اُن کے کلام کی کوئی توجیہ نہ ہوسکتی ہو تو تائب ہوں اسلام لائیں اور ہندوستان بھر کا اختلاف اور فرقہ بندی رفع ہوجائے مگر مولوی اشرف علی صاحب نے کسی طرح ہمت نہ کی۔ اُن کی خاطر مدارات حفظ امن مصارف سفر کی تمام ذمہ داریاں سیٹھ صاحبان نے اپنے ذمہ لی تھیں اور انھیں یقین تھا کہ مولوی اشرف علی صاحب تشریف لے آئیں گے اور معاملہ صاف ہوجائے گا خلق خدا رات دن کے فرقہ دارانہ شور و شغب سے نجات پائیگی لیکن مولوی صاحب کو نہ آنا تھا نہ آئے کسی طرح مناظرہ کے لیے آمادہ و تیار نہوئے۔ انھیں دعوت پر دعوت دی گئی لیکن انھوں نے جواب تک نہ دیا۔ اُن کے معتقدین نے سیٹھ صاحبان کی مہذب و شائستہ التجائے مناظرہ پر مشتعل ہوکر گالیوں کی بارش کردی۔ دیوبند سہارنپور امروہہ مُرادآباد سے متعدد اشتہارات شائع ہوئے جن میں سیٹھ صاحبان اور علمائے اہل سُنّت کو دل کھولکر کوسنے اور گالیاں دی گئی تھیں۔ سیٹھ صاحبان کا استقلال قابل تعریف ہے کہ انھوں نے اِن گالیوں کی پرواہ نہ کرکے مناظرہ کی سعی کو جاری رکھا اور مکرر سہ کرر استدعائیں کیں یہانتک کہدیا کہ اگر مولوی اشرف علی صاحب بیمار ہیں تو وہ فرسٹ کلاس میں مع خدام کے سفر کریں یا یہ ہی تحریر کردیں کہ دس بیس روز کے بعد افاقہ ہونے پر وہ تشریف لائیں گے یہ بھی نہوسکے تو جو جگہ مناظرہ کے لیے مناسب سمجھیں جہاں اُنھیں سہولت ہو وہ جگہ مناظرہ کے لیے مقرر کرلیں علمائے اہل سنّت وہیں تشریف لیجائیں گے۔ اِسپر بھی مولوی اشرف علی صاحب آمادہ نہوئے نتیجہ ظاہر ہے سیٹھ صاحبان کی سعی بیکار نہیں گئی۔ اُن کے بار بار کے چیلنجوں اور اعلانوں کے بعد مولوی اشرف علی صاحب میں جنبش نہونا صاف ظاہر کرتا ہے کہ اُن کے نزدیک اُن کے اُس کلام کی کوئی توجیہ ممکن نہیں ہے جسپر علمأ نے کفر کے فتوے دیئے ہیں ورنہ ایسے موقع سے فائدہ نہ اُٹھانا اور اپنی برأت اور بے گناہی کے اظہار کے لیے بھی آمادہ نہونا انھیں ہرگز گوارا نہوتا نہ وہ ایک مسلمان کی ایسی مہذب التجا پر اپنے معتقدین سے اسطرح گالیاں اور کوسنے دلواتے۔ گالیاں دینے والے اصحاب میں سب سے اوّل نمبر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب ہیں جو مدرسہ دیوبند کے ناظم تعلیمات ہی ہیں آپکی تحریروں سے اِسپر کافی روشنی پڑتی ہے کہ مدرسہ دیوبند میں ادب و تہذیب کی کیسی تعلیم دیجاتی ہے۔ مولوی صاحب کے

قلم سے ایسے کلمے بے تکلف نکلتے ہیں جنہیں ادنیٰ طبقہ کے انسان بھی شاید انتہائی طیش کی حالت میں لکھنا گوارا کریں۔ اس کے ساتھ ہی انھیں یہ دعوے بھی ہے کہ وہ مولوی اشرف علی صاحب کے جائز وکیل ہیں۔ اس پر سیٹھ صاحبان نے مولوی اشرف علی صاحب سے دریافت کیا تھا کہ اگر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کا یہ بیان سچا ہے تو آپ ہمیں مطلع کیجیے تاکہ ہم اُن کی تحریروں سے آپ کے ادب و تہذیب کے متعلق رائے قائم کریں اور اگر درحقیقت وہ آپ کے وکیل نہیں ہیں تو آپ اس کا صاف اعلان کر دیجیے تاکہ آپ اُن کی وجہ سے مفت بدنام نہوں لیکن مولوی اشرف علی صاحب کی طرف سے اس کا کچھ جواب نہیں۔ ایسی حالت میں مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کو کسی تحریر کے لکھنے کا کیا حق حاصل ہے جب اُن کے دعوے وکالت کو نظر اعتبار سے نہیں دیکھا گیا تھا تو اُن پر لازم تھا کہ پہلے وہ اپنی صداقت کے لیے مولوی اشرف علی صاحب کا اعلان شائع کراتے اور جب وہ یہ نہ کر سکے اور مولوی اشرف علی صاحب نے اُن کی پردہ دری کی تو اب انھیں خاموش رہنا چاہیے اُن کا دعوے وکالت قابل تسلیم نہیں ہو سکتا جب مولوی اشرف علی صاحب تک مولوی مرتضیٰ حسن کی تصدیق کے لیے ایک حرف نہیں لکھتے تو مخالفین کے نزدیک اُن کی بات کس طرح اعتبار ہو سکیگا اور باینہمہ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے بات بھی کیا کہی یہ کہنے لکھنے کی انھیں جرأت نہ ہوئی کہ مولوی اشرف علی صاحب مناظرہ کے لیے تیار ہیں جب تمہارا سب سے بڑا پیشوا اس طرح عاجز و درماندہ ہو تو تم سب کو شرما کر خاموش بیٹھنا چاہیے دوسروں کو گالیاں دینے سے تمہاری پیشانیوں کے داغ نہیں مٹ سکتے اور اب آئندہ کبھی کسی دیوبندی کو مناظرہ کا نام لینے کا موقع نہ رہا جب مولوی اشرف علی بھی برأت نہیں کر سکتے اور خود اپنے کلام کی کوئی توجیہ اُن سے نہیں ہو سکتی تو دوسرا کیا کریگا۔ مولوی مرتضیٰ حسن نے دوسری باتوں میں پڑکر بزرگان اہل سنت کو گالیاں دیکر مناظرہ کو بھلانے یا اُس سے جان بچانے کی تدبیر کی تھی۔ اس میں تو انھیں کامیابی نہوئی کیونکہ چیلنج دینے والوں نے گالی گلوج کی طرف اصلا التفات نہ کیا اور مناظرہ کا مطالبہ برابر جاری رکھا۔

مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کا عجز

لیکن مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کی تحریروں پر جو گرفتیں کی تھیں اُن کے جواب سے وہ عاجز رہے جن میں سے چند ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) دعوت مناظرہ کا جواب مولوی اشرف علی صاحب نے کیوں نہ دیا۔

(۲) دوسرے صاحبان کو دخل در معقولات کا کیا حق تھا اور اگر مولوی اشرف علی صاحب اس گالی گلوج پر راضی نہ تھے

تو انہوں نے اپنے معتقدین کو اس سے کیوں نہ روکا۔
(۳) مولوی مرتضیٰ حسن کے دعوے وکالت کی تصدیق سے مولوی اشرف علی صاحب نے کیوں سکوت کیا۔
(۴) مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے مولوی اشرف علی صاحب کے کفر کی نسبت یہ کہا کہ "اپنی قبر میں وہ خود سوئیں گے" کیا یہ کفر کا اقرار نہیں۔
(۵) مولوی اشرف علی صاحب سے دریافت کیا گیا تھا کہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام مسئلہ زیر بحث ہونا چاہیے کیا یہ آپ ہی کا کلام سمجھا جائے۔
(۶) اسماعیل کی شہرت توبہ محتاط دیندار مفتی کے لیے۔ تکفیر سے **کف لسان** کی وجہ کافی ہے یا نہیں۔
(۷) مولوی رشید احمد اور علمائے دیوبند نے مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی مصنف تقویۃ الایمان پر الحاد زندقہ کفر کا فتوےٰ دیا ہے۔
(۸) دیوبندی گنگوہی اور دیوبندی فتوے کی رو سے مولوی اسمٰعیل کو کافر کہیں تو کافر اور کافر نہ کہیں تو کافر۔
(۹) مولوی مرتضیٰ حسن صاحب مدارس اہل سنت کے طلبہ سے بھی مناظرہ نہیں کر سکتے چاہیے تجربہ کرلیں ان کی درستی کے لیے سنی مدارس کے طلبہ ہر وقت حاضر ہیں۔
(۱۰) مولوی مرتضیٰ حسن صاحب بریلی سرائے اور مداری دروازہ اور مجلس وعظ اور قاضی خلیل صاحب کے مکان اور پوکھیرا ضلع مظفر پور میں سنی طلبا کے مقابل مناظرہ سے پیٹھ دیکر بھاگ چکے ہیں۔
مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے اہل سنت کے کسی الزام کا کوئی جواب نہیں دیا تو یہ تمام الزام انکے خود اپنے قاعدہ سے بھی مسلم ہوئے۔
نیا گالی نامہ:۔ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے اپنے اس نئے گالی نامہ میں بہت سی ناقص اور بیہودہ باتوں کی ایک فہرست شائع کرکے ان سب کو اعلیٰحضرت کے عقائد شمار کرایا ہے۔ اس کی نسبت میں پھر مولوی اشرف علی صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کا یہ بیان ان کے نزدیک سچا ہو تو وہ اپنا ایک حلفیہ بیان شائع کردیں کہ ہاں اعلیٰحضرت کے یہ عقائد ہیں اور اگر مولوی اشرف علی صاحب ایسا بھی نہ کرسکے تو مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کی روسیاہی عالم آشکار ہے اسپر کوئی پردہ نہ رہیگا۔
مسئلہ توبہ: شہرت توبہ احتیاط مفتی کے لیے بالکل کافی ہے اسکا کوئی جواب مولوی مرتضیٰ حسن سے بن نہ آیا لغو سوالات کیے ہیں ان لغویات سے کچھ علاقہ نہیں صرف مولوی اشرف علی صاحب یہ لکھدیں کہ کسی شخص کے کفریات دیکھنے کے بعد اس کی توبہ مسموع ہونے کی وجہ سے اگر کوئی مفتی احتیاط کرے تو وہ مفتی کافر ہوجاتا ہے یا اس شخص کے جملہ اقوال کا شرعاً معتقد قرار دیا جاتا ہے۔ اگر یہ بھی مولوی اشرف علی صاحب نے نہ لکھا تو مولوی مرتضیٰ حسن۔

صاحب کی جو وقعت رہ گئی اُس کی نسبت میں کیا کہوں تمام دُنیا تف کہے گی۔
مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے ایسے صریح جھوٹ بولے ہیں جن کی تصدیق کی خود مولوی اشرف علی صاحب کو بھی جرأت نہ ہوگی جن کے پیچھے مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے اپنا مُنھ کالا کیا ہے۔
مولوی اشرف علی صاحب یہ بھی بتائیں کہ ان کی وکالت کے مدعی مولوی مرتضیٰ حسن نے یہ بھی لکھا ہے کہ تم جس کو کافر کہو وہ پکا مومن ہوتا ہے کیا آپکے نزدیک بھی یہ بات صحیح ہے۔ ہمارے نزدیک ابوجہل و ابولہب شداد فرود ہامان اور ان سب کا بزرگ شیطان یہ سب کافر ہیں تو یہ سب تمہارے نزدیک پکے مومن ہوئے اور تم وہی ایمان رکھتے ہو جیسا ان سب کا ایمان ہے۔
مولوی اشرف علی صاحب آپکے دعویدار وکالت مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کی ہندو پرستی اس درجہ پہنچگئی ہے اور وہ ہندوؤں کی خوشامد میں اس درجہ غرق ہیں کہ علمائے اسلام کی نسبت اشتہار میں چھاپا ہے۔ آپ آریوں سے مناظرہ کریں گے تمکو تو سناتن دھرمی بھی اپنے میں ملانا منظور نہ کریں گے۔ اگر یقین نہو تو دریافت کرلو۔ آریوں اور ہندوؤں کی خوشامد اور اُن کی حوصلہ افزائی بھی آپ لوگوں کا دین ہے۔
یہی آپ تبلیغ کرتے ہیں پھر آپ بتائیے کبھی آپ مناظرہ کے لیے آریوں کے مقابل آئے ہیں کبھی کسی حلقہ ارتداد میں جاکر دعوت اسلام کا علم آپ نے بلند کیا ہے ؟
شردھانند کو مناظرہ کا چیلنج دینے والے آپ تھے یا آپکا کوئی ہم مذہب تھا۔ تمام دیوبند میں کس کو توفیق ہوئی تھی۔ ہوئی تو یہ ہوئی کہ اب ہندوؤں کی خوشامد کی جارہی ہے۔ اس ہندو پرستی پر خدا کی لعنت۔
برادران اہل اسلام آپ کو مبارک کہ اہل باطل کے راز کھل گئے انکا عجز واضح ہوگیا۔ مولوی اشرف علی صاحب اور اُن کی تمام جماعت اہل حق کے مقابل عاجز رہی۔ مناظرہ کی ہمت نہ کرسکی تھی۔ کسی بات کا جواب نہ دے سکی اور ان شاء اللہ العزیز قیامت تک یوں ہی جواب نہ دے سکے گی۔ اُس کے پاس بجز سب وشتم افترا و بہتان۔ بدزبانی اور بدگوئی کے اور کچھ سرمایہ نہیں ہے۔
مولوی اشرف علی صاحب کے معتقدو اپنی جانوں پر رحم کرو۔ عاقبت سے ڈرو۔ جب تم اپنے پیشوا کی عاجزی ایسی ظاہر و آشکار دیکھ چکے تو اب اُس کی محبت میں اپنی عاقبت برباد نہ کرو اپنے ایمان درست کرو۔

کتب ذیل دفتر السواد الاعظم سے نقد قیمت پر یا بذریعہ ویلو ملسکتی ہیں

قرآن عظیم مترجم :- بترجمۂ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ۔ کاغذ معمولی ہدیہ عـہ دو روپیہ۔

انوار ساطعہ :- اثبات مولود و فاتحہ میں نہایت نفیس و مبسوط کتاب ہے مخالفین کے تمام شکوک و اوہام کے مدلل جواب دیئے ہیں قیمت عـہ

سیف الجبار :- تصنیف لطیف حضرت مولینا مولوی فضل رسول صاحب بدایونی علیہ الرحمۃ وہابیہ کے حالات میں عمدہ کتاب قیمت ۹ر

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ :- تصنیف لطیف حضرت صدر الافاضل مولینا مولوی محمد نعیم الدین صاحب دام ظلہٗ اس مبارک کتاب میں علم غیب کے مسئلہ کو اس صفائی اور خوبی کے ساتھ مدلل طور پر بیان فرمایا ہے کہ مخالف کو جائے دم زدن باقی نہیں رہتی اور مخالفین کے تمام مشہور اعتراضات کے زبردست مدلل جواب جدا جدا بیان فرمائے ہیں دو مرتبہ چھپ چکی ہے اور تیسری مرتبہ چھپ رہی ہے قیمت ایک روپیہ عـہ

جواہر البیان :- حضرت امام عالی مقام امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ المحدثین حضرت ابن حجر قدس سرہٗ کی نفیس کتاب خیرات الحسان کا ترجمہ ہے قابل دید کتاب ہے قیمت آٹھ آنے (۸ر)

عرفان شریعت :- اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ۱۱۲ نفیس فتاویٰ کا مجموعہ قیمت ۳ر

الکوکب الشہابیہ :- اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کا کامل رد اور اس کے کفریات کا شمار مصنفہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ تعمیم وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد و اباطیل معہ حوالہ صفحات قیمت ۰ر بہت کارآمد چیز ہے۔

فتاویٰ بر عقائد وہابیہ - رد غیر مقلدین میں ایک عمدہ رسالہ ہے قیمت ۱ر

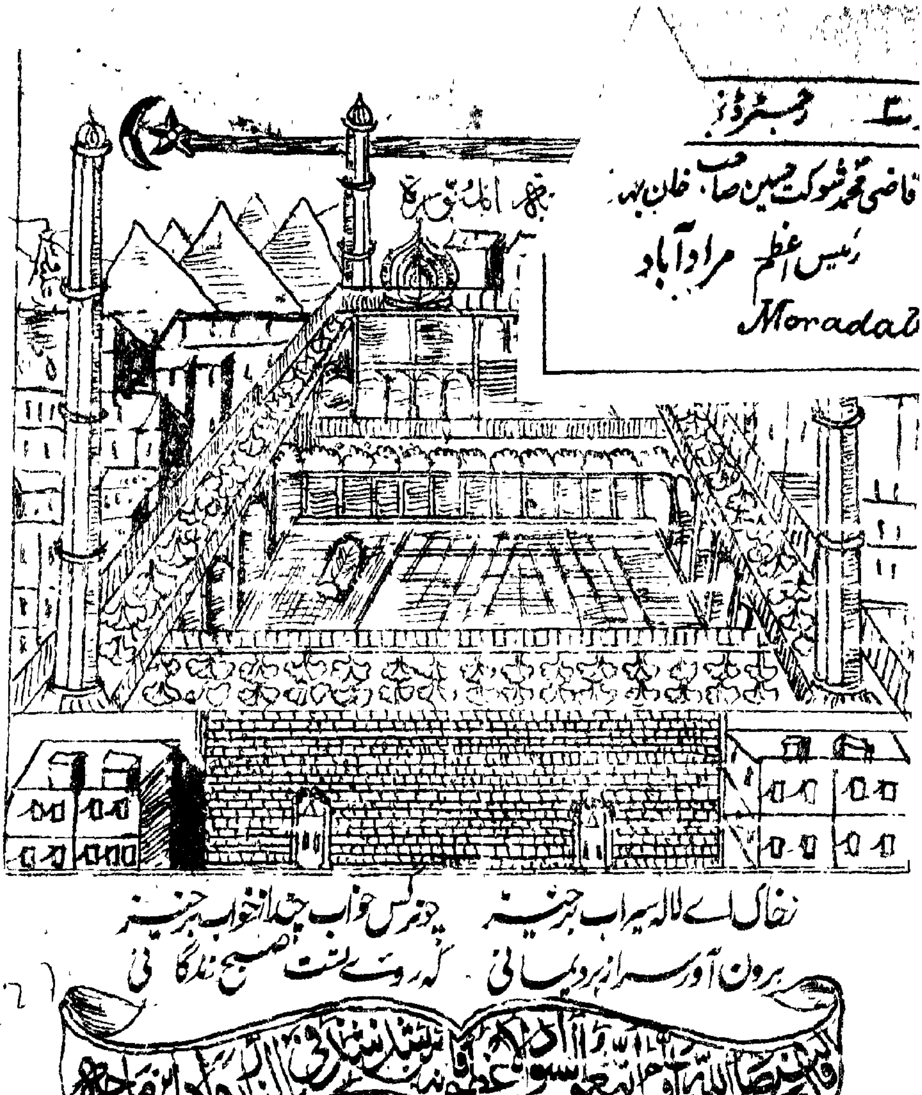
اسواط العذاب علی قوامع القباب :- قبوں کے مسئلہ میں مولوی سلیمان صاحب ندوی اور دوسرے ہوا خواہان نجدی کا بہترین رد۔ مصنفہ صدر الافاضل حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مدظلہٗ قیمت ۱ر

تازہ فتوائے حرم مکہ و مدینہ :- مولوی اشرف علی تھانوی نے جو اشرف علی رسول اللہ اور نبینا اشرف علی کہنے کو تسلی بخش بتایا۔ اس پر علمائے حرمین طیبین کا فتوے۔ قیمت ۱ر

تمہید ایمان :- بآیات قرآن جس میں صرف قرآن عظیم کی آیتوں کا بیان کہ حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان کے یہ معنی اس کے دیکھنے سے حقیقی سچا ایمان نظر آتا ہے تصنیف لطیف صاحب حجت قاہرہ مجدد مایہ حاضرہ اعلیٰحضرت مولینا مولوی شاہ محمد احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہٗ۔ قیمت ۱ر

نوٹ :- ردّ وہابیہ کی اور کتابیں بھی دفتر "السواد الاعظم" سے مل سکتی ہیں پتہ صاف لکھیے، قیمت پہلے بھیجیے یا وی۔پی طلب فرمایئے۔

عمر نعیمی مدیر السواد الاعظم مراد آباد - چوکی حسن خاں



ز خاک اے لالۂ سیراب برخیز — چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
برون آور سر از برد یمانی — کہ روشن گشت صبح زندگانی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ

جلد ۲ — نمبر ۲

السواد الاعظم

قاضی محمد عمر النعیمی فی المطبع النعیمی ... شائع

فہرست مضامین

ضروری معروضات

السواد الاعظم کی قیمت کا ایک روپیہ چند صاحبوں نے بھیجا ہے باقی حضرات براہ کرم جلد ترارسال فرماویں تاکہ دفتر کو آسانی ہو اور وہ وی۔ پی کے خرچ کے زیر بار نہوں (۲) بعض حضرات اپنا پتہ ایسا مشتبہ لکھدیتے ہیں جسکی وجہ سے سخت پریشانی ہوتی ہے اور رسالہ کئی کئی مرتبہ بھیجنے پر واپس آجاتا ہے وہ اسے دفتر کی بے پرواہی سمجھتے ہیں اور دفتر کو یہ پریشانی ہوتی ہے کہ پتہ کی تصحیح کسطرح کی جائے ممکن ہوسکے تو پتہ انگریزی کے صاف حروف میں بھی لکھدیا کریں۔ (۳) بعض جگہ ڈاک تقسیم کنندوں کی غلطی سے رسالے تلف ہوجاتے ہیں اور شائقین یہ سمجھتے ہیں کہ دفتر سے رسالہ اُن کے نام نہیں بھیجا گیا باوجودیکہ دفتر سے رسالہ کامل احتیاط کے ساتھ روانہ کیا جاتا ہے۔ تاہم اگر کسی صاحب کے پاس رسالہ نہ پہنچے تو وہ آخر ماہ تک طلب فرمالیں۔ رسالہ کی تاریخ اشاعت قمری مہینہ کی ۱۵ تاریخ ہے۔ خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور تحریر فرماویں۔

۶۰۶

شکوہ حرم

حرم شریف کی وہ پاک سرزمین جو مسلمانان عالم کا قبلہ گاہ ہے اور تمام عالم کے خدا پرستوں کی پیشانیاں ہر شب روز عبادت الٰہی کے لیے اُس کی طرف جھکتی ہیں اور ایمانداروں کے دل اس کی زیارت کے لیے بسمل رہتے ہیں حضرت ابو حنیفہ اور شافعی نے مالک و احمد نے مجتہدین کے سرداروں اور اہل علم کے تمام سپہ سالاروں نے حضرت غوث العالم محبوب سبحانی سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی حضرت شیخ المشائخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری شیخ المشائخ حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعن مشائخہم وعن اتباعہم اجمعین مقتدایان سلاسل اولیا اور انکے مشائخ اور جملہ صلحاء امت کے افسر و تاج سر حضرات صحابہ کبار اور خلفائے نامدار اور خود انبیاء و مرسلین کے امام و مقتدا حضرت سید ابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سرزمین پاک کا ادب فرمایا رب العزت تبارک و تعالیٰ نے اس شہر مبارک کا نام بلد امین رکھا اپنی کتاب مقدس میں اس کی قسمیں یاد فرمائیں اس جنگل کے گرد و پیش کا ادب لازم کیا وہ مقدس سرزمین اور برسوں تک نجدیوں کے جور و جفا اور گستاخیوں و بے ادبیوں کی آماجگاہ بنی رہی وہاں کی خاک پاک کا ذرہ ذرہ اور مبارک اشجار کا پتہ پتہ مشاہد مبارکہ کی شکستہ روندی ہوئی حوں کا ایک ایک پتھر کیا بارگاہ الٰہی میں اس ظلم ستم کا شکوہ نہ کریگا۔ زیارت کے تمنائی حج کے موقع پر جب وہاں پہنچے ہونگے تو وہاں کے تاراج شدہ مشاہد جنہیں کن آنکھوں سے دیکھتے ہونگے اور ان کی اس حالت سے انکے دلکا کیا حال ہو جاتا ہوگا اللہ اس عدو دین و دشمن حرمت اسلام کو بدترین عذاب میں گرفتار کر کے ہلاک فرمائے۔ جب تک ان نابکاروں کے اخراج کی کوئی تدبیر عالم اسباب میں نظر آئے مسلمان زخم خوردہ دلوں سے ان وحشی کمینہ خصالو پر آہوں کے تیروں کی بارش کریں اور درد بھری دعاؤں سے بارگاہ الٰہی میں حرمین طیبین کی طہارت اور رفع اعدہ نجد کے دفع کی درخواستیں کریں انشاء اللہ ثبات و استقلال رہے تو ضرور مراد کو پہنچیں گے اور جلد وہ دن سامنے آئیگا کہ حرمین طیبین کے مقدس مکہ سیاہ دلان نجد سے یکسر پاک کر دئے جائیں۔

نتیجہ افکار جناب مولوی غازی الدین صاحب غازی مارہروی

نہ کیونکر ہو پریشانی نہ کیوں آلام روحانی ۔ ادھر قبروں کی بربادی اُدھر مولد کی ویرانی
وہ ارضِ پاک جس پر سید کونین پیدا ہوں ۔ ہو جبریل امیں کو جس کا حاصل فخر دربانی
ستم ہے یاس و حسرت کا مرقع بنکے کہتا ہے ۔ کہ اس عبرت کدہ میں آکے دیکھو شانِ ویرانی
نہ کوئی مونس و یاور نہ کوئی ناخدا اپنا ۔ غضب ہے بیچ دریا میں ہوئی ہے نا و طوفانی
کہاں ہیں وہ جنہیں تھا دعوئے عشق نبی ہر دم ۔ مجھے دیکھیں ذرا سوچیں یہ ہی ہے جوشِ ایمانی
نبی کا اپنے مولد بھی نہ جب تم رکھ سکے قائم ۔ تو پھر کیا خاک کی تم نے جہانگیری جہانبانی
حریم پاک اور شیطان نگہبان کیا قیامت ہے ۔ جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی
طلوعِ قرنِ شیطانی کے معنٰے اب کھلے آکر ۔ حریم خاص میں دیکھو یہ فرعونی و ہامانی
نگہباں بنکے آئے تھے عدوئے جانستان غازی ۔ خدا کھوئے انہیں کیا کی ہے مکہ کی نگہبانی

شاہی کمیشن اور مقاطعہ

شاہی کمیشن کے مقاطعہ کے متعلق آج تمام ملک میں شور برپا ہے اور روزانہ اخبار مخالف آوازوں سے بھرے ہوئے نکل رہے ہیں کسی مسئلہ پہ فکر صحیح کے ساتھ غور و خوض اور بحث و مباحثہ یقیناً کارآمد ہوتا ہے اور اگر ہر فریق دوسرے گروہ کے دلائل پر انصاف سے نظر ڈالنے کے بعد نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کرے تو یہ مبارک مباحثہ بہترین رائے اور نافع طریق عمل دریافت کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے لیکن بدقسمتی سے یہاں معاملہ برعکس ہے لیڈران کی خود پسندی گوارا نہیں کرتی کہ کوئی شخص اُن کی زبان سے نکلے ہوئے کسی حرف کو تامل کے ساتھ بھی سنے وہ چاہتے ہیں کہ تمام ملک اُن کی ہر صدا پر اندھا اور بہرہ ہو کر آمنا اور صدقنا کہا کرے اور اپنے قوائے عقلیہ و دماغیہ کو بالکل معطل کر ڈالے اور جو ایسا نہ کرے چون و چرا کرے فکر و تامل سے کام لے۔ اپنی رائے بھی پیش کرنا چاہیے اُس کی بات خوشدلی سے سننے کے لیے زعم لیڈری تیار نہیں ہے اس سے پہلے کہ کوئی زبان کھولے اور اپنی رائے دے وہ اپنے مخالف رائے رکھنے والے کو طرح طرح کے جرموں کا مجرم اور انواع و اقسام کے الزاموں کا مورد قرار دے دیتے ہیں اپنے مخالف کو گورنمنٹ پرست اور گورنمنٹ کا وظیفہ خوار بتا دینا تو اُن کی عادت ہو گئی ہے۔ اتنے بڑے سنگین الزام کے لیے نہ کسی برہان کی حاجت۔ بہت مرتبہ یہ اتہام ان نیک صفات بزرگوں پر بیدھڑک لگا دیا گیا ہے جنکی زندگی کا لمحہ لمحہ اللہ تعالیٰ کی یاد

اور اُس کے خوف وحشیت میں گذرا۔ لیڈروں کی اس تیرہ دماغی کو دیکھ کر بہت سے اہل الرائے اس لیے اظہار رائے نہیں کرتے کہ وہ راہ صواب بتانے کے عوض مطعون کیے جائیں گے اور جو باہمت درد قوم سے متاثر ہوکر ان یاوہ گویوں کی پرواہ نہ کرکے قوم کو صحیح راہ عمل بتا دینا اور اس کے سامنے اپنی بے لوث رائے پیش کر دینا حمایت قوم سمجھتے ہیں اور بے خوف لومۃ لائم اپنی رائے کا اظہار کر دیتے ہیں اُن کی رائے پر نظر ڈالنا اُن کے دلائل پر غور کرنا یہ تو ان متکبر لیڈروں کو نصیب ہی نہیں ہوتا۔ انکے پاس اپنی رائے کے سوا رائے رکھنے والے کا ایک ہی جواب ہے کہ یہ گورنمنٹی ہے گورنمنٹ کا وظیفہ خوار ہے۔ بہت سے بھولے اور سادہ لوح مسلمان اس مغالطہ میں آجاتے ہیں اور اُس رائے سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے اور ان حضرات کی اپنی رایوں کا یہ حال ہے کہ بے غور وتدبر جلد بازی کے ساتھ ایک رائے قائم کر لیتے ہیں جو نہایت غلط اور خطرناک و مہلک ہوتی ہے۔ گذشتہ زمانوں میں ان حضرات کے یہی تجربے ہوچکے ہیں ترک موالات کے نام سے جو تحریک اُٹھائی تھی اور ناعاقبت اندیشی سے اُس کو مذہبی رنگ دیا تھا اُس سے مسلمانوں نے کیسے کیسے عظیم الشان نقصان اُٹھائے اور آج تک اُٹھا رہے ہیں صدہا بندگان خدا نوکریاں چھوڑ چھوڑ کر آج فقر وفاقہ کی مصیبتوں میں در بدر مارے پھر رہے ہیں لیکن جس وقت یہ تحریک اُٹھائی گئی اُس وقت یہ حضرات سنجیدگی کے ساتھ اُس پر غور کرنے کے لیے کسی طرح تیار نہ تھے اور جو شخص اُس تحریک کی غلطیوں سے آگاہ کرتا تھا اُسکا یہ جواب تھا کہ تم گورنمنٹی ہو لیکن زمانہ نے بتا دیا کہ خود سر لیڈر غلطی پر تھے اور اُن کی تحریک خود اُن کے ہاتھوں برباد ہوئی وہی تھے جو کونسلوں کا بائی کاٹ کرتے تھے اور وہی کونسلوں کی نشستوں کے لیے سرگرم جد وجہد نظر آئے۔ یہی لیڈران ہجرت کی تحریک اُٹھاتے تھے اور اُس تحریک سے مسلمانوں نے بہت مالی اور جانی نقصان اُٹھائے لیکن تحریک اُٹھانے کے وقت کبھی غور کر لینے کے لیے تیار ہوئے اور خود رائی کے متوالے یہی سمجھتے رہے کہ جو ہمارے منہ سے نکل گیا وہی درست ہے اور جو اس کا مخالف ہو وہ گردن زدنی ہے ہندو مسلم اتحاد کی حمایت میں کیا کیا ناعاقبت اندیشیاں انہوں نے نہیں کیں نہ اُس وقت انہیں عزت قومی کا خیال ہوا۔ نہ عظمت دینی کا۔ اتحاد نام رکھ کر ہندو پرستی شروع کر دی۔ اس کے تلخ نتائج وہ ہیں جو شدّھی اور سنگٹھن کی صورتوں میں بروئے کار آئے۔ آخر میں نجدی کی موافقت میں وہ طوفان اُٹھایا کہ اُس کا ہی کلمہ پڑھنے لگے اور اُس کے مظالم کی جو خبر آئی اُس کا یقین ہی نہیں اور اُس کی مخالفت کرنے والوں کو گورنمنٹی اور شریفی بتا کر مطعون کیا گیا مدتوں مسلمانوں کو اسی مغالطہ میں رکھا آخر کار جب حجاز مقدس کی پوری طرح ویرانی ہوچکی اور اُس تباہ کار ظالم کے پنجے اچھی طرح جم گئے تب اقرار کیا۔ غرض ان لیڈروں کے کارنامہ زندگی میں کوئی ایسی رائے نہیں ہے جس میں انھیں کبھی کامیابی ہوئی ہو یا اُس سے مسلمانوں کو نفع پہنچا ہو۔ ان کی ہر تجویز آج تک مسلمانوں کے حق میں مضر اور سخت مضر ہی ثابت ہوئی ہے مگر با ایں ہمہ بدعقلی و کج رائی ابھی یہ غرور چلا جا رہا ہے

کہ جو بات ان کے منہ سے نکل گئی تمام ملک عقل و خرد سے قطع تعلق کرکے اس پر آمنا و صدقنا کرے تو اگر ملک کی عقلیں سلب ہو گئی ہیں یا بدقسمتی ہی غالب آگئی ہے تو وہ ان پچھلے تجربوں کے باوجود ایسا کرنے کے لیے تیار ہوگا ورنہ وہ خدا داد عقل و خرد سے کام لے گا۔

کمیشن کا مقاطعہ مفید ہے یا غیر مفید میں اس کے متعلق کوئی رائے نہیں دیتا۔ مگر ان لیڈروں سے تو یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ دوسروں کی رایوں پر بھی غور کرنے کی عادت پیدا کریں اور رائے دہندوں پر طعن تشنیع کی بوچھاڑ مشاورت کا کون اصول ہے اس کو ترک کریں۔

عام مسلمانوں سے یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ کسی طعن تشنیع کا خوف نہ کرکے جرأت و دلیری کے ساتھ آزاد رائے دیں اور غور و فکر سے جو رائے صائب معلوم ہو اس کو اختیار کریں۔

کمیشن کا مقاطعہ

آج کل عام طور پر تمام اخبار آنے والے کمیشن کے مقاطعہ یا عدم مقاطعہ کی بحثوں سے لبریز نظر آ رہے ہیں میں بہت پس و پیش کرتا رہا کہ کوئی رائے دوں یا نہ دوں کیونکہ مجھے اپنی دانائی و تجربہ کاری پر کچھ اعتماد نہیں ہے اور نہ فی الحقیقت اگر اہل الرائے کی صف میں کہیں مجھے جگہ ملے بھی تو وہ سب سے پچھلی صف میں جگہ ملے گی اسی لیے مجھے یہ خیال دامنگیر خاطر رہا کہ جہاں بڑے بڑے اہل الرائے خامہ فرسائی کر رہے ہیں مجھ جیسے شخص کی رائے کیا اثر رکھے گی لیکن اس احتمال ضعیف پر کہ شاید میری ناچیز رائے بھی ایک شمہ فائدہ پہنچا سکے میں نے مناسب سمجھا کہ میں ملک کے اہل الرائے کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کر دوں اگر اُن کی نظر میں میری رائے غلطی پر ہو تو مجھے اُس پر کچھ اصرار نہیں ہے میں بخوشی اپنی غلطی تسلیم کر لوں گا اور اگر اس سے کوئی فائدہ پہنچ سکے تو مجھے ایسی رائے عرض کرنے میں دریغ کرنا ناروا ہوگا۔

مجھے شکوہ ہے اور میں علمائے دین کی جناب میں باادب شکایت عرض کرتا ہوں کہ ایسے اہم معاملہ میں ان حضرات کو ایک حرکت قلم سے مسلمانوں کی تشفی کر دینی چاہیے تھی۔ ہم لوگوں کو اگر ہماری ہی رایوں پر چھوڑ دیا جائیگا تو ہم آپس میں کٹ مریں گے اور کوئی فیصلہ نہ کر سکیں گے اور اگر ہم نے کوئی رائے قایم ہی کی تو بہت ممکن ہے کہ اپنی بے علمی سے ہم کسی ایسی غلطی کے مرتکب ہو جائیں جو ہمارے حق میں خطرناک ہو۔ اس لیے علما کی جناب میں بہ منت عرض ہے کہ وہ میری اس ناچیز رائے کو پوری توجہ سے غور فرمائیں اور جہاں اگر کوئی لغزش ہو تو اُس کی اصلاح کر دیں **هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون**۔

کمیشن کے بائیکاٹ کی ضعیف یا قوی ایک ہی وجہ بیان کی جاتی ہے کہ اُس میں ہندوستانیوں کو نہ شامل

کرنا ہندوستانیوں کی توہین ہے یہاں چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) اس غرض سے مقاطعہ کرنا مسلمانوں کے حق میں کیا اثر لائے گا۔

(۲) ہندوستان کی جس جماعت نے مقاطعہ کی تحریک اٹھائی ہے اور جو قوم اس کی سرگرم حامی ہے وہ من حیث القوم مسلمانوں کو کہانتک ہندوستانی تسلیم کرتی ہے۔

(۳) اگر کمیشن میں ہندوستانی شامل کر لیے جائیں تو یہ کہانتک مسلمانوں کے حق میں مفید ہے اور اس کے کیا کیا فوائد ہیں۔

(۴) اگر ہندوستانی کمیشن کا مکمل طور پر مقاطعہ کریں اور مسلمان مقاطعہ نہ کریں تو مسلمانوں کو کس حد کی ذلت ہوگی

(۵) اگر مکمل مقاطعہ نہوا اور ہندوستانی جماعتوں کا طریق عمل مختلف رہا تو مسلمانوں کے حق میں مقاطعہ کیسا ہوگا

(۶) نظر بحالات موجودہ ہندوستانیوں کے طریق عمل کی نسبت امید غالب کیا ہے۔

میرے خیال میں ان سوالات پر گہری نظر سے غور کر لینے کے بعد عقدہ حل ہوجاتا ہے اور ہم اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ مقاطعہ کی کتنی صورتیں ہیں اور ان میں سے ہمیں کونسی مفید اور کونسی مضر ہے۔ ان سوالات کے جواب ہر صاحب عقل سلیم بہت تھوڑے غور و فکر سے دے سکتا ہے۔ میرے ذہن میں جو جواب آئے ہیں میں بھی عرض کرتا ہوں

(۱) مسلمانوں کا اس مقصد کے لیے مقاطعہ کرنا ہندوؤں کو مسلمانوں کا شکر گذار تو ہرگز نہ بنا سکے گا نہ وہ ان کے ممنون احسان ہوں گے کیونکہ اس قومیت کا اصول ہے کہ اس کی خاطر کیسی بھی قربانی کیجائے وہ کبھی احسان ماننے کے لیے تیار نہیں بلکہ بجائے اسکے اس کی ستمگارانہ جراءت و دلیری بڑھتی ہے اور وہ مسلمانوں کے ایسے طریق عمل سے یہ نتیجہ نکالتی ہے کہ مسلمانوں کو ہمارے جوتہ کے زور اور اکثریت کے دباؤ سے وہ راہ اختیار کرنا پڑی جو ہم چاہتے تھے اور اب اسلامی جمہوریت ہماری غلامی قبول کر لینے کے لیے تیار ہوگئی۔ پچھلے زمانہ میں اسکا تجربہ ہوچکا ہے جب حکیم اجمل خان صاحب وغیرہ جیسے سربرآوردہ حضرات نے ترک گاؤکشی کے نام سے ایک زبردست تحریک اٹھائی تھی اس وقت ہندو ذمہ دار لیڈروں کے متعدد مضامین شائع ہوچکے ہیں کہ مسلمانوں کو ترک گاؤکشی کا احسان ہندوؤں پر نہ رکھنا چاہیے بلکہ خود اپنی ضرورت سمجھتے ہوئے ان کو ایسا کرنا چاہیے۔ ہندو ترک گاؤکشی سے ان کے ممنون احسان نہیں ہوسکتے۔ ہندوؤں کی نظر میں تو مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ یہ عزت حاصل ہوجائے گی کہ وہ اپنی روایتی خودداری فراموش کر کے ہماری خوشامد میں غلامانہ حاضر ہیں۔ رہی گورنمنٹ وہ اتنی نادان اور ناواقف نہیں ہے جو یہ نہ جانتی ہو کہ مسلمانوں کی تمام لن ترانیاں ہندوؤں کے بل بوتے پر ہیں اور یہ قوم ہمارے محکوموں کی غلامی بخوشامد و تملق اختیار کرتی ہے اس کو چاہے مسلمانوں کی عزت و آبرو سمجھیے یا ذلت و رسوائی یہ تو اس صورت میں ہے جبکہ تمام ہندو قوم بحیثیت مجموعی کمیشن کا مقاطعہ کردے

اور اگر ایسا نہ ہوا بلکہ ہندوؤں نے برادرانہ دور اندیشی اپنی جماعت کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک کو مقاطعہ کا حامی کار بنایا اور دوسری کو کمیشن سے ہاتھ ملانے کے لیے بھیجا جیسا کہ سابق میں وہ کر چکے ہیں اور اُن کے مقتدر لیڈر ترک موالات کی تحریک کے زمانہ میں گورنمنٹ کے موالاتی رہے ہیں اور انہوں نے اُس فرصت میں گورنمنٹ کو یہ باور کرانے کی زبردست کوشش کی ہے کہ ہماری کوئی جماعت خواہ وہ ترک موالات کا علم بلند کرتی ہو یا نہ کرتی ہو ہنسا و خونریزی اور مقابلہ و مقاتلہ کو کسی طرح جائز نہیں رکھتی نہ ہمارا مذہب اس کی اجازت دیتا ہے البتہ مسلمانوں کا مذہب انھیں تلوار چلانے کا حکم دیتا ہے اور ہم اپنی پالیسی سے انھیں دبائے ہوئے ہیں یہی صورت اب بھی پیش آسکتی کہ ہندوؤں کی ایک جماعت ارکان کمیشن سے ملے گی اُن کے دوش بدوش رہے گی اور اپنی باقی قوم کی طرف سے اُن کے دل میں کوئی بُرا خیال پیدا نہ ہونے دیگی مسلمانوں نے مقاطعہ کیا ان سے میدان صاف ہوا تو ان کے حق میں جو چاہے گی کر گزرے گی۔ اب ظاہر ہے کہ اس مقاطعہ کا نتیجہ مسلمانوں کے حقوق کے متعلق بہتر نکل سکتا ہے نہ عزت و حرمت کی نسبت اور اگر یہی عزت سمجھی جائے کہ ہم ہندوؤں کے غلام بن جائیں وہ مارتے رہیں، ستم آرائیاں کرتے رہیں اور ہم اُن کی ہر ایک صدا پر لبیک کہنے کے لیے حاضر ہوں تو اور بات ہے لیکن میرے خیال میں مسلمانوں میں اس دماغ کا شاید ہی کوئی شخص ہو اور ہو بھی تو ایڈیٹروں میں ہی ہوگا

(۲) دوسرے سوال کا جواب بھی بالکل ظاہر ہے ہندو اپنی کتابوں میں چھاپ چکے ہیں اور شدھی اور سنگھٹن کی تحریک کے زمانہ میں بارہا آوازے اٹھائے گئے ہیں اور بڑی بلند آہنگیوں کے ساتھ کہا گیا ہے کہ مسلمان ہندوستان کو چھوڑ دیں، یہاں سے نکل جائیں اور اس سے زیادہ دل آزار طریقہ پر بھی کہا گیا ہے اُن کے مذہبی پیشواؤں نے ادہرمیوں کو خارج البلد کرنے کی ہدایت کی ہے۔ اس پر بھی اگر لیڈران ان پر یہ اعتماد کرتے ہوں کہ وہ ہمیں وطن میں اپنا برابر کا شریک جانتے ہیں تو یہ اُن کا بھولا پن ہوگا۔

رات دن جو کشت و خون کے ہنگامے ہندوؤں نے گرم کر رکھے ہیں اُن کے مقرر اُن کے اخبار مسلمانوں کو اُن کے پیشواؤں کو اسلام کو اور رسول خدا کو اس بُری طرح دشنام دیتے ہیں کہ کوئی مہذب آدمی اُس کو دیکھ بھی نہیں سکتا اس پر یہ اُمید کرنا کہ وہ ہمیں وطنیت میں برابر کا حقدار تسلیم کر لیں گے واقعات کے سراسر خلاف ہے خاص اس زمانہ میں ہی تو انہوں نے اپنے طرز عمل میں کچھ تغیر و تبدل نہیں کیا اور دکھاوے کے لیے جھوٹی طفل تسلی بھی تو گوارا نہ کی جس طرح وہ چماروں کنجروں اچھوت قوموں کو شدھی کے نام سے اپنی جماعت میں شمار کرا کے اپنا کام نکالنا چاہتے ہیں اسی طرح مسلمانوں کو اپنی ہر آواز کے ساتھ متفق کر کے اپنی آواز کو زبردست بنا لینا چاہتے ہیں مگر اتنا فرق بھی ہے کہ چماروں بھنگیوں اچھوتوں سے مطلب براری کے لیے خوشامد بھی کرتے ہیں دلجوئی بھی کرتے ہیں لیکن مسلمانوں کے ساتھ بجائے اس کے روزانہ نئے شاخسانے نکال کر تیغ آزمائی

کے جوہر دکھا یا کرتے ہیں اور اُن کے لیڈر برابر انکھیں ابھارتے اور ہمت بڑھاتے رہتے ہیں۔ یہ حال ہی ہماری ہندو ستانیت کے اعتقاد کا جو ہند و جماعت کے قول و عمل سے راتدن ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ اسپر بھی لیڈر صاحبان نہ سمجھیں تو قسمت۔

(۳) خاک بھی مفید نہو گا نہایت مضر ہوگا۔ ایسے خوش عقیدت مسلمان اُن کے ساتھ بیٹھکر بجز اُن کی آواز پر بجائے درست ہے پکارنے کے اور کچھ بھی نہ کہیں گے جیسا راتدن میونسپل بورڈوں ڈسٹرک بورڈوں اور دوسری مجلسوں میں مشاہدہ ہو رہا ہے۔ اس کے معنیٰ تو یہ ہونگے کہ اپنی ہلاکت کی تجویز پر خود ہی دستخط کر آئیں۔

(۴) کچھ بھی ذلت نہ ہوگی بلکہ ثابت ہو جائے گا کہ مسلمانوں میں خود داری کی لہر پیدا ہو گی اور انہوں نے ہندؤں کی غلامی کی رسی اپنی گردنوں سے نکال ڈالی۔

(۵) سخت مضر یہ کہ ہندوؤں کے غلام بھی سمجھے جائیں گے اور گورنمنٹ کی نظر میں بھی کھٹکیں گے اور خود ہندو لیڈران ان کو غنڈہ اور فسادی بھی بتائیں گے۔ ستیہ گرہ میں جان پر کھیل گئے تو مسلمان اور حکم تھا گاندھی بہادر کا مارے گئے تو گاندھی صاحب فرماتے ہیں گنڈے تھے جان نثاری کی کیا جزا پائی ہے۔ کیا ان تلخ تجربوں کے بعد مسلمان پھر تجربہ کرنا چاہتے ہیں۔ افسوس اللہ عقل دے۔

(۶) امید غالب یہ ہے کہ مقاطعہ مکمل نہ ہو سکے گا اور مختلف جماعتوں کے مختلف طریق عمل رہیں گے۔ ایسی حالت میں مقاطعہ کرنا ظاہر طور پر اپنی تذلیل ہے۔

بزرگان اسلام

اس مسئلہ کے متعلق میری جو رائے تھی وہ میں نے صفائی کے ساتھ عرض کر دی ہے اگر اس میں کوئی غلطی ہو تو برا ملنے بغیر مجھے مطلع فرما دیجیے انشاءاللہ تعالےٰ میں اسپر اصرار نہ کروں گا لیکن اگر یہ رائے ٹھیک ہے تو اس خیال سے اس کو پامال نہ کیجیے کہ کسی بڑے مشہور لیڈر کی زبان سے نہیں نکلی ہے یا فلاں فلاں اشخاص اس کے خلاف ہیں انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال سعدی علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے ؎

مرد باید کہ گیرد اندر گوش	ور نوشت ست پند بر دیوار

اگر کسی مشہور شخص سے غلطی ہو جائے تو اسکا اتباع نہ کرنا چاہیے اور قابل قبول بات اگر کوئی چھوٹا بھی کہدے تو دانا اسپر توجہ کرتے ہیں۔ یہ ناممکن نہیں ہے کہ کسی ادنے شخص کے دماغ میں کبھی کوئی نکتہ آجائے اور اُس کا ذہن رسائی کرے۔ ؎

گاہ باشد کہ کودکے ناداں	بغلط بر ہدف زند تیرے۔

لیڈروں کی ہندو نوازی

جامع مسجد دہلی میں ہندوؤں کیلیے چندہ

کمزور نااہل ناکارہ بے حمیت لوگوں میں خوشامد کی عادت ہوجاتی ہے اور وہ بیکار خوشامدیں کرکے اپنی ذلت وخواری کا اظہار کیا کرتے ہیں پھر یہ خوشامد اگر کسی حریف کے سامنے ہو تو اُس کی جرات زیادہ کرتی ہے اور وہ بیجا دباؤ ڈالنے کا عادی ہوجاتا ہے اور خوشامدی اُس کے ہر ناجائز دباؤ کو برداشت کرنے کے لیے مجبور ہوتے ہیں لیکن جو خودداری کی قدر جانتے ہیں اور اپنے حقوق اور اپنی عزت سے واقف ہیں وہ کبھی خوشامد نہیں کرتے اور خوشامد کو بدترین عیب سمجھتے ہیں کیونکہ یہ ایک نہایت سفلہ طبیعت انسان کے سوا کسی غیرتمند انسان کو گوارا نہیں ہوتی ملک میں بود وباش رکھنے کی حیثیت سے مسلمان ہندوؤں کے مقابل برابر کا درجہ رکھتے ہیں۔ ہندوؤں کی طرف سے روزانہ مظالم ہو رہے ہیں اور انہوں نے بڑی درندہ خصالی کے ساتھ مسلمانوں پر تیغ ظلم اٹھائی ہے ابھی گڈھ مکتیسر پر جو مسلمان لوٹے اور مارے گئے ہیں اور ہندوؤں کے انبوہ کے انبوہ انتظام کے ساتھ جسطرح اُن کو تباہ وبرباد کرنے پر ٹوٹ پڑے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں ہے مگر اس پر اور کسی واقعہ پر بھی ہندو لیڈروں نے خوشامد تو درکنار مسلمانوں کی دلجوئی بھی بالائے طاق۔ اظہار افسوس تک بھی نہیں کیا اور خود مدعیان اسلام لیڈر گونگے کا گڑ کھائے بیٹھے تھے کسی کے منھ میں زبان نہ تھی کہ مسلمانوں کی حمایت میں ایک کلمہ کہتا۔ اُن مصیبت زدوں کی دلجوئی کرتا یا تلافی نقصانات کی کوئی تدبیر سوچی جاتی۔ وحشی ہندو غنڈوں پر ملامت کی جاتی لیکن دہلی کی جامع مسجد میں ہندو مجروحین کے لیے چندہ کیا جاتا ہے اور محمد علی صاحب اس کام کو بڑی مستعدی کے ساتھ انجام دیتے ہیں ہندو تو اس چندہ کی کچھ قدر نہ کریں گے اور جسطرح خوشامدی لوگ ذلیل دیکھے جاتے ہیں اس طرح وہ آپ کی اس ہمدردی کو بھی ذلت ہی کی نگاہوں سے دیکھیں گے مگر ہمیں یہ تعجب ہے کہ ہمیشہ آپ کی عنایت کا نزلہ ہندوؤں ہی کی طرف گرتا ہے مسلمان کم نصیب آپ کی توجہات سے ہمیشہ محروم ہی رہتے ہیں۔

اس وقت دہلی میں صدہا مسلمان گرفتار ہیں اگر اس طرح سیکڑوں ہندو گرفتار ہوتے تو کیا ہندو قوم اُن کو اس بے پرواہی کے ساتھ چھوڑ دیتی۔ ابتک خدا جانے حکام گورنمنٹ کے پاس کتنے وفد پہنچ گئے ہوتے کتنے تار گورنمنٹ کو دیدیے ہوتے اور اُنکے چھڑانے کے لیے کیا کیا نہ کیا گیا ہوتا مگر یہ مسلمان لیڈر جو ہندو مجروحین کے لیے چندہ کرتے ہیں اتنی کثیر التعداد مسلمانوں کی رہائی کے لیے انہوں نے کوئی تدبیر نہ کی کیا حمیت ہے اور کیا لیڈری ہے۔

قاضی عبدالرشید صاحب مرحوم مغفور

قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آج دُنیا واقف ہے اور اُن کی وفات کی خبر اب نئی نہیں رہی ہے جابجا انکے ایصال ثواب کی مجلسیں ہو چکی ہیں اور اُن کو ختم کلام اللہ اور کلمۂ طیبہ اور صدقات وغیرہ سے ثواب پہنچایے گئے ہیں اُن کے معمر والد اور نوعمر صاحبزادے اور تمام اعزہ کے صبر کے لیے دُعایں کی گئی ہیں مسلمانوں کو کسی ایک مسلمان سے ہمدردی ہونا اور آخرت کے لیے اُس کے حق میں دعائے خیر کرنا کچھ عجیب نہیں ہے خاصکر ایسا مسلمان جو دم آخر ایمان کامل کے ساتھ روانہ ہوا ہو اور نوافل پڑھکر ذکر الٰہی کے ساتھ اُس نے دُنیا سے قدم نکالا ہو۔ زندگی اور علائق زندگی کے غم اُس کے پاس نہ آسکے ہوں اور وہ مشتاقانہ دیدار محبوب کے لیے جانے والے کی طرح خوش و خرم گیا ہو اُسکا تذکرہ اُس کی یاد اُسکا ایصال ثواب اُس کے بھائی کریں تو یہ بات کچھ حیرت کے قابل نہیں ہے ہندوؤں کو اسپر بہت غصہ ہے اور وہ اسکے شاکی ہیں کہ قاضی عبدالرشید صاحب کے ساتھ ایسا کیوں کیا گیا اوّل تو ہندوؤں کو اس معاملہ میں ہمپر اعتراض کرنیکا کوئی حق نہیں۔ ہمارا ایک بھائی ہم سے جدا ہوتا ہے ہمیں اُس کے فراق کا غم ہوتا ہے یا ہم اُس کے لیے ایصال ثواب کرتے ہیں تو آپ اسپر کیوں معترض ہوتے ہیں کیا آپ ہمارے تعلقات اخوت کو قطع کر دینا چاہتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ سے قاضی عبدالرشید صاحب کا صرف اتنا تعلق ہے کہ انہوں نے آپ کے ایک عزیز شخص کو قتل کیا رسماً اور قانوناً قاتل سے انتہائی بدلہ یہی لیا جا سکتا ہے کہ اُسے قتل کرا دیا جائے۔ قتل کے بعد آپ کی کوئی شکایت باقی نہیں رہی۔ اب گالی گلوج اور بدزبانی کے کیا معنے۔ بُرا بھلا کہنا۔ دلخراش اور رنجدہ کلمات زبان سے نکالنا یہ کونسی تہذیب ہے۔

قاضی عبدالرشید صاحب کے ساتھ ملک کو عام طور پر ہمدردی ہو جانا اور ہر مسلمان کا اُن کے اور اُن کے باقی ماندوں کے لیے دُعائے خیر کرنا اسکا زیادہ باعث بھی بظاہر اسباب ہندو اخبارات کی دلدوز تحریریں ہیں جتنا وہ قاضی صاحب مرحوم مغفور کو بُرا کہتے گئے اُن کی مظلومیت و بیکسی کا نقش مسلمانوں کے دلوں پر جمتا گیا اب اگر وہ شاکی ہیں تو انھیں اپنے ہی طرز عمل کی شکایت کرنا چاہیے اور اگر مسلمان اپنے بھائی کے ساتھ بے حمیتی کر کے ہندوؤں کی رضاجوئی کے لیے اُس کو دعاؤں سے بھی محروم کر دیتے تو ہندو مسلمانوں کے کیا شکر گزار ہوتے پنڈت شردھانند کے قتل کے وقت لیڈروں نے اور اخباروں کے اڈیٹروں نے ہندوؤں کے ساتھ بہت اظہار ہمدردی کیا تھا اور قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فعل پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا لیکن اسکا کیا ثمرہ ہوا اور ہندو تہذیب نے اُن کے اس طریق عمل کا کیا جواب دیا وہ جواب یہ تھا کہ یہ ظاہری دکھاوے کے الفاظ اور جھوٹا

اظہار ناراضی کچھ قبول نہیں ہے ہندوؤں کی تسلی جب ہو سکتی ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ثم معاذ اللہ قرآن پاک کے احکام بدل ڈالے جائیں یہ کلمے مسلمانوں کو کس درجہ گھائل کر ڈالنے والے تھے انہوں نے اُن معذرت اور اظہار ہمدردی کرنے والے لیڈروں اور ایڈیٹروں کو اپنے فعل پر نادم کر دیا اور وہ ہمدردی کے کلمات لکھکر پچتائے کہ ہم نے ایسی قوم کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا جس کے پاس ایسی ہمدردی کا جواب یہ دل و جگر چاک کر دینے والے الفاظ تھے یہیں سے اظہار ہمدردی کی بلند آہنگیاں بند ہوگئیں۔ یہ خود ہندوؤں کے اپنے طریق عمل کا نتیجہ ہے اب اسے وہ پسند کریں یا ناپسند مسلمانوں کو تو اُن کے طریق عمل سے سبق ملا اور شردھانند کے ایک قتل کے نتیجے قاضی عبد الرشید صاحب مرحوم مغفور کو جو خود بھی قتل کر دیئے گئے بُرا کہنا اور اُن کے ساتھ تمام مسلمانوں کو اور مسلمانوں کے پیشواؤں کو اور مسلمانوں کے دین کو کس درجہ سیاہ باطنی ہے اس کے ساتھ ساتھ نا انصافی یہ کہ شردھانند کا شر انگیز طرز عمل اور مسلم آزار روش کوئی صاحب رائے ہندو زیر بحث نہیں لاتا اور اس پر کسی قسم کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں کرتا۔ عبد الرشید بیشک شہید ہیں مغفور ہیں وہ ایمان کے ساتھ اللہ کی طاعت و عبادت کرتے ہوئے نہایت پاک بازانہ دُنیا سے روانہ ہوئے اُن کا دین ایسی موت پر بشارتیں دیتا ہے، وعدۂ مغفرت سُناتا ہے ظاہر میں ہندوؤں کے نزدیک اگرچہ پستول چلاو ینا قتل ہو مگر عاقل کے نزدیک حقیقی قتل یہ نہیں ہے بلکہ شردھانند کا حقیقی قتل یہ ہے کہ ہندوؤں نے شردھانند کو شہید کہا۔ شہید چھاپا۔ شہید نمبر نکالے اور اس کے بعد سے ہندوؤں کو شہید کہنے کا ایک سلسلہ جاری ہوگیا یہ ایک شردھانند کا قتل نہیں کروروں شردھانند کا قتل ہے جو تناسخ اور آواگون کے اعتقاد پر ایمان رکھتے تھے اُن کا اپنے ہم قوموں کی نسبت شہادت کا معتقد ہو جانا تناسخ کی گردن قطع کر دینا ہے اور در حقیقت شردھانند جس دھرم کا حامی تھا اُس دھرم کی موت ان شہادتوں کے اعلان سے ہو رہی ہے اس لیے میں اس کو حقیقی موت اور موثر موت عقیدے اور ملت کی موت کروڑں سال کی پرورش کیے ہوئے خیالات کی موت سمجھتا ہوں جس وقت ہندو پنڈت شردھانند کو شہید اکبر لکھتے ہیں ہمیں بہت خوشی ہوتی ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ اسلام کی روشنی سے اس قوم کی آنکھ کچھ تو کھلی اور دیرینہ غلطی کے ارتکاب سے اب تو اُس نے اپنے کو بچایا اس سے بحث نہیں کہ شہید کا لفظ بے محل اور غلط استعمال ہوا لیکن تناسخ کے ماننے والوں نے مختلف ابدان کے قیود میں روح کے دھکے کھاتے پھرنے کے اعتقاد کو تو شہادت کے لفظ سے ٹھوکر ماردی اس کے ساتھ ہی ایک اور راز منکشف ہوتا ہے وہ یہ کہ ہندوؤں کا بڑا شخص جب اُن کے عقیدے اور خیال کے بموجب اپنے مذہب اور دھرم کا پرچار کرتا ہوا مارا جائے تو اُس کے لیے وہ اخروی عزت کا کوئی سامان اپنے دین میں نہیں پاتے ہیں اور ایسے شخص کو بھی جو دین پر جان قربان کر دے اُن کا دھرم کوئی اونچی کرسی یا بلند مسند نہیں دے سکتا اُس کو صلہ دینے کے لیے اُن کو اپنے سرمایہ میں اسقدر کمی ہے کہ وہ اُس کے واسطے اپنی دینی عزت کا ایک لفظ بھی

نہیں لا سکتے اور مجبوراً انھیں اسلام سے شہادت کا لفظ آڑا کر اپنے بزرگ کی خاطر تواضع کرنا پڑتی ہے۔ بھر جس دین میں یہ کمی ہو کہ خاص دین کی خدمت میں مرجانے والے کے لیے بھی وہ ایک لفظ تک نہ دے سکے۔ وہ کیا آپ کی دستگیری کرسکے گا۔ ہندو وہم اسپرٹ کی نہیں ہیں کہ تم نے ہمارے یہاں سے منصب شہادت کا ایک لفظ لے استحقاق لے لیا نہیں نہیں بڑی فراخدلی سے تیار ہیں کہ اسلام کی دی ہوئی تمام عزتیں بھی اللہ تمہیں مبارک کرے لو اور خوشی سے لو اسلام کا دسترخوان وسیع ہے اتنی شہادت نہیں حقیقی شہادت حاصل کرو اور وہ تمام منازل قرب جو مسلمانوں کے لیے ہیں اُن سے بہرہ یاب ہو۔ ہمارے پاس سب سے بہتر دولت اور سب سے نفیس نعمت توحید و رسالت کا اعتقاد ہے جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مبارک لفظوں سے ادا کیا جاتا ہے۔ یہ بھی آپ کے پیش نظر ہے قبول کیجیے اللہ تعالےٰ توفیق عنایت فرمائے۔

وفد حجاز

نجدیوں کی پیہم غیر منقطع ستمگاریوں سے مجبور ہو کر حجازیوں کی جمعیت حزب الاحرار نے فیصلہ کردیا کہ وہ اپنی زندگی کے لمحات کو تخلیص حجاز مقدس کی جدوجہد میں صرف کرکے رہیں گے۔ اس مقصد کے لیے حزب موصوف کی جمعیت نیابیہ کی جانب سے مسلمانان عالم سے گفت شنید کرنے کے لیے وفود بھیجے گئے ہیں ہندوستان میں بھی ایک وفد دورہ کر رہا ہے جو دو معزز ارکان پر مشتمل ہے اور اُس کے رئیس جناب سید محمد حسین دباغ صاحب ہیں اس وفد کا مقصد یہ ہے کہ وہ مسلمانان عالم کو نجدیوں کی شوریدہ سری سے باخبر کرکے بتا دے کہ حالات اس درجہ پہنچ چکے ہیں کہ حجازیوں کے لیے خاموش بیٹھنا ناممکن کردیا ہے اور وہ تخلیص وطن کی کے لیے دم آخر تک سرگرم رہنے پر مجبور ہیں اپنے وطن کی تخلیص اور اپنے دین و عزت جان و مال کا استحفاظ یقیناً اُن کا حق ہے اور اس کے لیے وہ جسقدر جدوجہد کریں گے اُس میں حق بجانب ہونگے کوئی منصف اُن کو مورد الزام نہ قرار دے سکیگا۔ یہ وفد اس لیے دورہ کر رہا ہے تاکہ مسلمان باخبر ہو کر واقعات پر منصفانہ نظر ڈال سکیں، اور ایسا نہ ہو کہ حریف کے اغوا یا پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر وہ عربوں کی نسبت کسی بدگمانی میں مبتلا ہو جاویں یہ وفد بڑی عزت و تکریم کے ساتھ دورہ کر رہا ہے اور مسلمانوں کو حالات سے باخبر کرنے میں مستعدی سے کام لیتا ہے کسی قسم کا چندہ طلب نہیں کرتا مصیبت زدہ حجاز کے لیے مالی اعانت کی شدید تر ضرورت ہے اُس کی طرف مسلمانوں کو خود توجہ چاہیے۔ یہ محترم وفد چوتھی دسمبر کو مرادآباد وارد ہو کر حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے دولتکدہ پر مقیم ہوا اور پانچ دسمبر کی شب میں مخصوص مسلمانوں کے ایک جلسہ خاص میں اُس نے اپنے مقاصد کا اظہار کیا چھٹی دسمبر کی صبح کو وہ دہلی روانہ ہوگیا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ان عربی مہمانوں کا عزت و احترام کے ساتھ

خیر مقدم کریں اور اُن کے مقاصد کو بغور سنیں اور جواب مناسب سے اُن کی حوصلہ افزائی کریں۔ خدا وہ دن لائے کہ حجاز کی مقدس سرزمین نجدی مردم آزار دشمنان ملت سے پاک ہو اور حجازی اُس کی تخلیص کا ارادہ کریں تو مسلمانان عالم کو بڑے حوصلہ کے ساتھ مالی خدمت اپنے ذمہ لینا چاہیے کہ حجاز کی تخلیص تنہا حجازیوں ہی کا فرض نہیں ہے۔

معراج نمبر

السواد الاعظم کی اشاعت اگرچہ سوا ہزار سے زائد ہے اور بحمد اللہ سبحانہ روز بروز بڑھ رہی ہے لیکن قیمت کی کمی اور اس پر بھی قریب نصف خریداروں سے قیمت کا وصول نہ ہونا ایسے اسباب ہیں جن کے باعث اُس کی مالی حالت بہتر نہیں ہے لیکن اس سب کو بھول کر آنے والے مبارک مہینہ رجب شریف میں جو تاجدار عالم حضور پُر نور سید انبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ و بارک وسلم کی معراج شریف کی یاد اپنے ساتھ لایا کرتا ہے اور ہر ہر ملک میں مسلمانوں کا گھر گھر اس عید سعید کی مسرت میں عشرت کدہ بن جاتا ہے۔ وہیں قدرتی انوار کی تابش سے جگمگا اٹھتی ہیں خاکسار مدیر نے یہ قصد کیا ہے کہ ماہ مبارک رجب کا پرچہ معراج نمبر کے نام سے شائع کرے۔ اُس پرچہ کا حجم بھی زیادہ ہو۔ بہترین مضامین اور نفائس تحقیقات اور حسن کتابت و طباعت بھی معمول سے بڑھ کر ہو اُس کی اشاعت ملک میں عام طور پر کی جائے اور وہ دو ہزار کی تعداد میں شائع ہو مستقل خریداروں کی خدمت میں تو وہ پرچہ بغیر کسی مزید معاوضہ ہی کے پہنچے مگر دوسرے اہل ذوق سے اُس کی قیمت ۴؍ لی جاوے۔ حامیان السواد الاعظم معراج نمبر کی اشاعت میں سعی فرماویں اور اپنے اپنے مقام پر فروخت کرانے کے لیے ایجنٹ معین کردیں جنہیں معقول کمیشن دیا جاوے گا تاجروں کے لیے بہترین موقع ہے کہ وہ ایسے کثیر الاشاعت نمبر میں اشتہار دے کر فائدہ اُٹھاویں۔

سید حبیب صاحب ایڈیٹر سیاست

سید حبیب صاحب اور اُن کے بھائی سید عنایت شاہ صاحب سلمہما اللہ تعالیٰ کو لاہور کی کچہری سے دو دو سال قید سخت کی سزا ہوئی۔ یہ خبر اسلامی حلقوں میں گہرے رنج کے ساتھ پڑھی گئی۔ سید حبیب شاہ صاحب نے خدام الحرمین کے سلسلہ میں جو کارہائے نمایاں کیے ہیں اُن سے وہ مسلمانوں کے دلوں میں اپنی عمیق محبت پیدا کر چکے ہیں اس حکم کا اپیل ضرور کیا جاوے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سید صاحبان کو رہا فرماوے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس موقع پر سید صاحبان کی اعانت کی نیت سے سیاست کو بکثرت خریدیں اور اُس کی توسیع و اشاعت میں سرگرم کوشش عمل میں لائیں اور اپنی نمازوں کے بعد اُن کی رہائی کے لیے دعائیں کریں۔

سورۂ بقرہ کے فضائل

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پاک کی تلاوت کرو کہ وہ روز قیامت اپنے اصحاب کا شفیع ہو کر آئیگا۔ دو روشن سورتوں (بقرہ و آل عمران) کو پڑھو کہ وہ روز قیامت ابر کی طرح سایہ گستر ہونگی یا پرندوں کی صف بستہ جماعت کی طرح آکر اپنے پڑھنے والے کی طرف سے اظہار محبت کریں گی۔ سورۂ بقرہ کو پڑھو اس کو لینے میں برکت چھوڑنے میں حسرت ہے اور باطل کار (جادوگر) اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔ دوسری حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس میں حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ یہ دونوں حدیثیں امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیں۔

بزرگوں کا طریقہ ہے کہ جب کوئی بیمار ہو اور مرض طول پکڑ جائے علاج نفع نہ دے تو اس مکان میں سورۂ بقرہ پڑھوایا کرتے ہیں کیونکہ اکثر امراض کی نسبت حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ وہ شیطان علیہ اللعن کی خلش سے ہوتے ہیں۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت اسید ابن حضیر انصاری جو افاضل صحابہ اور نقبائے انصار سے ہیں انہوں نے فرمایا کہ وہ شب میں سورۂ بقرہ کی تلاوت فرما رہے تھے اور ان کے قریب ان کا گھوڑا بندھا ہوا تھا یکایک ان کا گھوڑا شوخی کرنے لگا تو آپ خاموش ہو گئے آپکے خاموش ہوتے ہی گھوڑے کو بھی سکون ہو گیا پھر آپنے پڑھنا شروع کیا پھر اسی طرح گھوڑے نے شوخی شروع کی پھر آپ خاموش ہوئے پھر دوبارہ بھی گھوڑے کو سکون ہو گیا پھر آپ نے پڑھا پھر اس نے شوخی کی تین بار ایسا ہی واقعہ پیش آیا اور پڑھنا آپ نے ختم کر دیا۔ آپکے فرزند یحییٰ گھوڑے کے قریب تھے آپکو خوف ہوا کہ گھوڑے کے بدکنے سے ان کو کوئی آزار نہ پہنچے تو آپ نے صاحبزادہ کو اٹھا کر گھوڑے سے دور کر دیا اور آسمان کی طرف جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ روشن چراغوں کا ایک سائبان ہے۔ صبح کو یہ واقعہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی خدمت میں عرض کیا حضور نے فرمایا کہ اے ابن حضیر پڑھو اور یہ کلمہ مکرر فرمایا جس سے مراد قرات پر مداومت ہے۔ اس کے جواب میں اسید ابن حضیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے معذرۃً عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ڈر گیا کہ کہیں گھوڑے کے بدکنے سے یحییٰ کچل نہ جائیں جو اس کے قریب ہی تھے اسی وجہ سے میں یحییٰ کی طرف چلا گیا اور میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو میں نے ایک سائبان سا دیکھا جس میں چراغوں کی طرح بہت سی روشنیاں ہیں پس میں باہر نکلا جب تک کہ وہ نظر آتی رہیں حضور نے فرمایا کہ تم جانتے ہو وہ کیا تھا عرض کیا نہیں فرمایا وہ ملائکہ تھے جو تمہاری تلاوت کی آواز سے قریب ہو گئے تھے اور اگر تم پڑھتے رہتے تو وہ فرشتے صبح تک اسی حال میں رہتے اور آدمی انکو دیکھ لیتے اور وہ ان سے نہ چھپتے۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اپنے مکانوں کو قبرستان نہ بناؤ یعنی ذکر و تلاوت و عبادت سے خالی نہ رکھو۔ شیطان اُس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ مسلم شریف ہی میں نواص بن سمعان صحابی سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ روز قیامت قرآن اور اہل قرآن یعنی وہ لوگ جو اُس کے احکام پر عمل کرتے ہیں لائے جائیں گے اور سورہ بقرہ اور آل عمران قرآن کی پیشوائی کریں گی گویا کہ یہ دونوں سورتیں ابر ہیں یا سائبان سیاہ ہیں اور ان دونوں کے درمیان فصل و تمیز کے لیے فرق ہے یا وہ دونوں پرندوں کی صف بستہ جماعتوں کی طرح ہیں جو اپنے پڑھنے والے کی طرف سے حجت پیش کریں گی۔

سنن ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شے کے لیے ایک بلندی ہے اور قرآن کی بلندی سورۂ بقرہ ہے اور سورہ بقرہ میں ایک آیت ہے کہ وہ آیات قرآنیہ کی سردار ہے وہ آیت الکرسی ہے۔

مسلم شریف میں بروایت حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا اے ابا منذر کیا تم جانتے ہو کہ کتاب الٰہی کی کونسی آیت تمہارے ساتھ ہے جو بزرگ ہو۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اللہ اور اُس کا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام دانا تر ہیں پھر حضور نے یہی دریافت فرمایا کہ کونسی آیت بزرگ ہے میں نے جواب دیا اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم یعنی آیت الکرسی۔ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے اپنا دست مبارک میرے سینہ میں مار کر فرمایا کہ تجھے علم مبارک ہو اے ابو منذر پہلی مرتبہ حضرت ابی ابن کعب سوال کا جواب عرض نہ کر سکے تھے دوسری مرتبہ بے تکلف جواب عرض کر دیا یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف القائی تھا کہ ایک توجہ سے حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ میں علم کا افاضہ فرمایا اور پھر جواب صحیح عرض کرنے پر علم کی بقاء و رسوخ کی دعاء فرمائی۔

حضرت ابو عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ کے مشائخ سفید ریش سے روایت کی کہ ایک روز صبح کے وقت انصار کے محلہ کے لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آج رات ہمارے محلہ میں ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ ثابت بن قیس بن شماس کا تمام مکان بہت تیز روشنی والے چراغوں سے بھرا ہوا تھا اسکا سبب سمجھ میں نہیں آیا ارشاد فرمایا کہ ثابت نے اپنے مکان میں سورۂ بقرہ پڑھی ہوگی اُن سے دریافت کرو لوگوں نے حضرت ثابت سے دریافت کیا رات آپ نے تہجد میں کیا پڑھا تھا فرمایا سورۂ بقرہ۔ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۂ بقرہ کو اُسکے حقائق و دقائق کیساتھ بارہ سال کے عرصہ میں تمام فرمایا اور ختم کے روز ایک اونٹ ذبح فرما کر بہت کھانا پکا کر اصحاب کی دعوت کی۔

ستیارتھ پرکاش کے قرآن پاک پر اعتراض اور ان کے جواب

نورانی بدنوں پر جنتی زیوروں کی چمک دمک دیکھنے والوں کی نگاہوں میں تازگی پیدا کرے گی۔ ان نعمتوں کا بیان قرآن پاک کی بہت سی آیات میں ہے فرمایا۔ وجزاہم بما صبروا جنۃ وحریرا متکئین فیہا علی الارائک اور ان کے صبر پر انھیں جنت اور ریشمی کپڑے صلہ میں دیئے جنت میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے۔

(۲) آیت واذا رایت ثم رایت نعیما وملکا کبیرا ٥ علیہم ثیاب سندس خضر واستبرق وحلوا اساور من فضۃ ۔۔۔ جب تو ادھر نظر اٹھائے ایک چین دیکھے اور بڑی سلطنت۔ ان کے بدن پر کریب کے سبز کپڑے اور قناویز کے اور انھیں چاندی کے کنگن پہنائے گئے۔ چاندی کے کنگن سُن کر دنیوی چاندی پر قیاس نہ کیجیے ان کنگنوں کی شان وصفت حدیث کریمہ سے معلوم کیجیے۔

لو ان رجلا من اہل الجنۃ اطلع فبدا اساورہ لطمس ضوئہ ضوء الشمس کما تطمس الشمس ضوء النجوم

اگر کوئی جنتی اپنا کنگن ظاہر کرے تو اس کی روشنی آفتاب کی روشنی کو اس طرح محو کر دے جسطرح آفتاب کی روشنی ستاروں کی روشنی کو محو کر دیتی ہے۔

اہل جنت کے لباس پرانے نہوں گے نہ ان کا شباب متغیر ہوگا۔

من یدخل الجنۃ ینعم ولا یبأس ولا یبلی ثیابہ ولا یفنی شبابہ (مسلم عن ابی ہریرہ)

اہل جنت نعمت دائمی پائیں گے کبھی محتاج نہوں گے۔ ان کے کپڑے میلے اور پرانے نہوں گے۔ انکا شباب زائل نہوگا

جنتی زیوروں اور لباسوں کی نسبت بکثرت آیات واحادیث ہیں یہاں باختصار قدر قلیل پر اکتفا کیا گیا۔

جنتی نعمتوں کے انواع واقسام ہی شمار نہیں کیے جا سکتے چہ جائیکہ ان کی تفاصیل اور جسقدر تفاصیل بھی آیات واحادیث میں مذکور ہیں ان سب کو ایک جگہ جمع کرنے کے لیے کئی جلدیں تیار کرنا پڑیں گی یہاں تو صرف چند چیزیں عرض کر دی جاتی ہیں تاکہ انسان ایک طرح کا اندازہ کر سکے۔

جنتی بی بیاں

قدرت نے انسان کو ایسی طبیعت پر مجبول فرمایا ہے کہ اس کے پاس انواع واقسام کی نعمتیں اور دولتیں فراواں موجود ہوں تو وہ سب بے لطف ہو جاتی ہیں اگر یار موافق اور مونس صادق کوئی نہو۔

جنت میں جہاں فضل باری نے ایماندار بندے پر بے اندازہ نعمتوں کی بے اندازہ بارش فرمائی ہے وہاں بہترین رفیق اور نفیس ترین مونس سے بھی اس کو محروم نہیں چھوڑا ہے۔ نیک خو۔ خوبرو عفت مآب عصمت قباب دلجو رضا طلب

پاک بی بیاں نفیس کنیزیں پیکر حسن حوریں عطا فرمائی ہیں جو ایسے گل نوشگفتہ کی طرح ہیں جس سے گلچیں کی نظر بھی دو چار نہیں ہوئی ہے ع ابھی وہ نام خدا ہے غنچہ نسیم چھو بھی نہیں گئی ہے۔ پھر ایسے خوبرویوں کے ساتھ لطف صحبت حاصل کرنے کے لیے ایسا ہی عیش منزل درکار ہے۔ آیات و احادیث میں جسقدر تفاصیل صراحتاً مذکور ہیں اُن کا احصا تو بہت دشوار ہے چند آیات پیش کی جاتی ہیں۔

ولمن خاف مقام ربه جنتان - موقف حساب میں جہاں بندے پروردگار کے حضور میں حاضر ہوں گے وہاں کی حاضری کا خوف جس کے دل میں رہا اور جو اپنے رب کے حضور حاضر ہونے سے خائف رہا اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ عقیدے اور عمل کے لحاظ سے روحانی و جسمانی۔ تفسیر روح البیان میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس بندے کو بہشت میں دو باغ عطا فرمائیگا جنکا طول و عرض سو برس کی راہ ہوگا۔ ان باغوں میں خوش منظر مکان نفیس ایوان دلکش حوریں دلربا سامان ہونگے (ان نعمت کا ذکر کر کے فرمایا) تو اپنے رب کی کون کون نعمت جھٹلاؤ گے اب اُن دونوں جنتوں کی صفت ارشاد فرمائی کہ وہ جنتیں قسم قسم کے اشجار و ثمار رکھتی ہیں یا کثیر الاغصان ہیں۔ عطا کا قول ہے کہ جنتی بستانوں کے درختوں میں کثیر شاخیں ہوں گی اور ہر ہر شاخ میں انواع و اقسام کے میوے۔ تو تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اُن جنتوں میں دو چشمے جاری ہیں اور عجب صفت کے ساتھ کہ اُن کی روانی جنتی کے تابع فرمان ہے ہر چشمہ بلندی سے پستی کی جانب بہتا ہے لیکن یہ جنتی چشمے جسطرف اہل جنت چاہیں اُس طرف رواں ہوتے ہیں اُن میں سے ایک کا نام تسنیم دوسرے کا سلسبیل ہے۔ یہ چشمے ایک مشک کے پہاڑ سے نکلتے ہیں۔ ابو بکر وراق نے فرمایا کہ یہ کرامت رحمت کے چشمے اُن ایمانداروں کے لیے ہیں جن کی آنکھیں دنیا میں خوف الٰہی سے جاری رہیں تفسیر روح البیان میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ جنت فنا میں ایک چشمہ آب حیات جاری ہے اور یہ بقا بعد الفنا ہے اور جنت بقا میں وہ چشمہ ہے کہ جس میں آب علم و معرفت و حکمت جاری ہے تو اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ (اے اصحاب سکر و غیبت اور اے اصحاب صحو و حضور) اُن میں ہر ایک میوہ دو قسم کا ہے ایک قسم تو معہود ہے جسے دیکھنے والا پہچانے دوسری نادر جسے کسی نے دیکھا نہ سُنا تو اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے (ان لذیذ نعمتوں میں سے) اب اُن خائفین کا حال بیان کیا جاتا ہے جنہیں جنتیں عطا ہوں گی کہ وہ سریر آرایانہ شوکت و شاہانہ عظمت کے ساتھ تکیہ لگائے جلوس کریں گے اُن بستروں پر جنکی اندرونی تہ استبرق کی ہے یہ ایک ریشمی نہایت چمکدار رنگا رنگ عجیب و غریب نفیس کپڑا ہے اور جنتی ریشم سے دنیوی ریشم کو نسبت ہی کیا۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ جس فرش کا استر یہ ہوگا اُسکا بالائی رُخ (ابرا) کیسا کچھ ہوگا سعید ابن جبیر سے دریافت کیا گیا جب بطاین (استر) استبرق کے ہونگے تو ظاہر (ابرے) کیسے ہونگے اسکے جواب میں انہوں نے فرمایا یہی وہ ہے جو قال اللہ تعالیٰ فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرۃ اعین کا نظیر ... [illegible]

کتب ذیل دفتر مکتبہ نعیمیہ سے نقد قیمت پر یا بذریعہ وی پی مل سکتی ہیں

قرآن عظیم مترجم بترجمہ اعلیحضرت قدس سرہٗ کاغذ معمولی ہدیہ عہ دو روپیہ

انوار ساطعہ - اثبات مولود و فاتحہ میں نہایت نفیس و مبسوط کتاب ہے مخالفین کے تمام شکوک دور کرکے دلائل کے جواب دیئے ہیں۔ قیمت ۸ؔ

فتاوی رضویہ حصہ اول کتاب الطہارۃ جلد اول قیمت عہ

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ تصنیف لطیف حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب دام ظلہ اس مبارک کتاب میں علم غیب کے مسئلہ کو اس وضاحت اور خوبی کے ساتھ مدلل طور پر بیان فرمایا ہے کہ مخالف کو جائے دم زدن باقی نہیں رہتی اور انکے تمام مشہور اعتراضات کے زبردست اور مدلل جواب جدا جدا بیان ہیں دو مرتبہ چھپ چکی ہے اور تیسری مرتبہ چھپ کر تیار ہوگئی۔ قیمت عہ

جواہر البیان - حضرت امام عالیمقام امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں شیخ المحدثین حضرت امام ابن حجر قدس سرہٗ کی نفیس کتاب خیرات الحسان کا ترجمہ ہے۔ قابل دید کتاب ہے۔ قیمت ۸

عرفان شریعت اعلیٰ حضرت امام اہلسنت ۱۱۲ نفیس فتاوی کا مجموعہ قیمت ۸

الکوکب الشہابیہ اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کا کامل رد اور اسکے کفریات کا شمار مصنفہ اعلیحضرت قدس سرہٗ

وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد و اباطیل مع حوالہ صفحات قیمت - بہت کارآمد چیز ہے۔

فتاوے بر عقائد وہابیہ رد غیر مقلدین میں ایک عمدہ رسالہ ہے۔ قیمت ۱؎

اسواط العذاب علی قوامع القباب قبوں کے مسئلہ میں مولوی سلیمان صاحب ندوی اور دوسرے ہوا خواہان نجدی کا بہترین رد مصنفہ صدر الافاضل حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ قیمت ۱؎

فتاوی رضویہ حصہ دوم باب المحرمات - قیمت ۱۴؍

ذوق نعت - دیوان مولانا حسن رضا خان صاحب قیمت ۱۰؍

حدائق بخشش حصہ اول و دوم قیمت ۱۰؍

ارشاد بید و بند بر مکار دیوبند۔ قیمت ۳؍

یہ کتابیں دفتر حزب الاحناف لنڈا بازار لاہور میں جناب مولانا مفتی سید احمد صاحب سے بھی مل سکتی ہیں



زخاک اے لالۂ سیراب برخیز
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
بروں آ در سر از برد یمانی
کہ روئے تست صبح زندگانی

السواد الاعظم

سالانہ ایک روپیہ

فہرست مضامین

السواد الاعظم

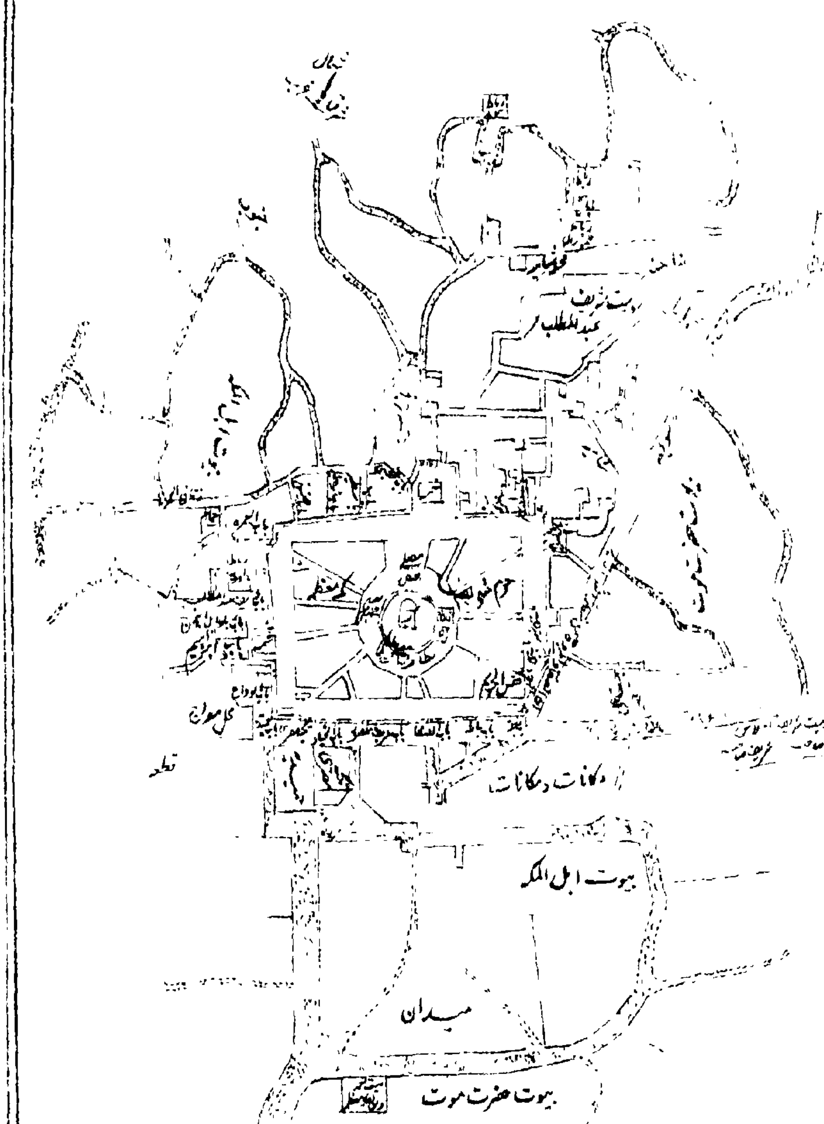
السواد الاعظم اپنی شان کا یکتا رسالہ ہے [illegible] محققانہ تفسیر مستقل شائع ہوتی ہے۔ پنڈت دیانند نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں ایک حصہ قرآن پاک پر اعتراضات کے لیے مخصوص کیا ہے اور سلسلہ وار تمام قرآن پاک پر اعتراض کیے ہیں اسکا مستقل جواب بہت عجیب اور نہایت مکمل اور پر از تحقیق جوابات پر مشتمل ہے اور حضرت صدر الافاضل دامت برکاتہم کے قلم [illegible] کا لکھا ہوا ہے اس رسالہ میں چھپتا ہے [illegible] اور [illegible] صحیح [illegible] اہل سنت کے مذہب کی تائید اور مخالفین [illegible] اور یہ مسلمانوں کی بہتر رہنمائی کر [illegible] کی اشاعت [illegible] ہزار سے زائد شائع ہوتا ہے اور اس کے طلبگار اس کے پہنچنے کے دن گنتے رہتے ہیں اشاعت سرعت کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ سال ہے جن حضرات کے پاس یہ رسالہ پہلی ہی مرتبہ پہنچا ہے اگر انکو خریداری منظور ہو تو فوراً ایک روپیہ بھیج دیں یا اطلاع دیں کہ فلاں وقت بھیجا جائے گا۔

السواد الاعظم کے قدردانوں سے گزارش

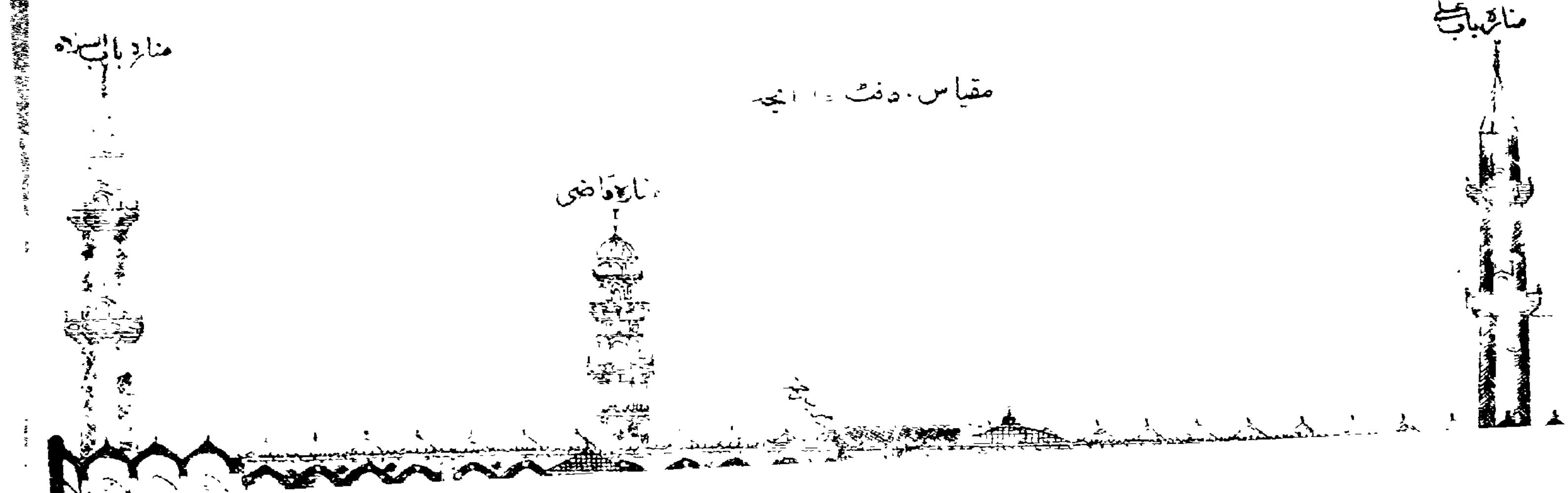
یہ رسالہ [illegible] بھیجا جاتا ہے [illegible] کے دونوں نمبر [illegible] مبارک رمضان کا رسالہ [illegible] خدمت میں حاضر ہوگا۔ جن حضرات نے قیمتیں نہیں بھیجی ہیں وہ فی الفور قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں وی پی میں محصول زیادہ خرچ ہو جاتا ہے۔ اپنا پتہ صاف مع نمبر خریداری ضرور تحریر کریں۔

نقشہ شہر مکہ معظمہ زادہا اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً (تقریباً نصف شہر)

مقیاس ۴۰۰ فٹ = ۱ انچ



نقشہ حرم محترم مکہ معظمہ زادہا اللہ تعالے شرفا و تعظیما



عید معراج

سُبحَانَ الَّذِیٓ اَسرٰی بِعَبدِہٖ لَیلًا مِّنَ المَسجِدِ الحَرَامِ اِلَی المَسجِدِ الاَقصَی الَّذِی بٰرَکنَا حَولَہٗ لِنُرِیَہٗ مِن اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیعُ البَصِیرُ (سورہ بنی اسرائیل پارہ ۱۵)

ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوسَینِ اَو اَدنٰی الآیۃ (سورہ نجم پارہ ۲۷)

تاریخ عالم میں یہ لیل و نہار بھی ہیں جنکی یاد شریعت اسلامیہ مصطفویہ میں محبوب و مطلوب ہے اور جن کو قرآن کریم نے ایام اللہ کے مبارک لقب و نسبت سے عزت بخشی ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام کا بے ماں باپ کے پیدا ہونا۔ سیدنا نوح علیہ السلام کی نگاہ قہر پر آسمان و زمین میں عظیم تہلکہ پڑ جانا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر نار نمرود کا گلزار ہو جانا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریا کا خشک ہو جانا اور فرعون کا غرق ہونا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ کے پیدا ہونا وغیرہ نعم و اتمامات کا ظہور جن سے قادر و توانائے جبروت اور جبروتی حکومت کی ہیبت دنیا پر قائم ہوتی ہے۔ ایسے عجائب امور کا وقوع جن ایام میں ہوا ہے انکو ایام اللہ کہا گیا ہے اور حصول عبرت کے لیے اُن کی یادگار قائم کرنیکا قرآن میں حکم ہے۔ اگر تم ایام اللہ کی فہرست پر ایک نظر ڈالو تو دور ہی سے ایک روشن پیاری برگزیدہ اور منتخب رات ملے گی جس کی سج دھج نرالی اور جسکا بناؤ سنگار انوکھا ہے جسکا مشکین جوڑا اور جس کے رنگ و روپ کی ہر آواز زمانہ میں یگانہ ہے۔ اس سہانی رات کو لیلۃ المعراج کہتے ہیں خوب فرمایا ؎

معراج کی یہ رات ہے رحمت کی رات ہے — فرحت کی آج شام ہے عشرت کی رات ہے
ہم تیرہ اختروں کی شفاعت کی رات ہے — اعزاز ماہ طیبہ کے رویت کی رات ہے

پھیلا ہوا ہے سرمہ تسخیر چرخ پر
یا زلف کھولے پھرتی ہیں حوریں ادھر اُدھر

دل سوختوں کے دل کا سویدا کہوں اسے — پیر فلک کی آنکھ کا تارا کہوں اسے
دیکھوں جو چشم قیس سے لیلیٰ کہوں اسے — اپنے اندھیرے گھر کا اجالا کہوں اسے

یہ شب ہے یا سواد وطن ۲ شکار ہے
مشکیں غلاف کعبہ پروردگار ہے

اس رات میں نہیں یہ اندھیرا جھکا ہوا   کوئی گلیم پوش مراقب ہے باخدا
مشکیں لباس یا کوئی محبوب دلربا   یا آہوئے سیاہ یہ چرتے ہیں جا بجا

ابر سیاہ مست اٹھا حال وجد میں
لیلےٰ نے بال کھولے ہیں صحرائے نجد میں

یہ رات کچھ اور ہے یہ ہوا ہی کچھ اور ہے   اب کی بہار ہوشربا ہی کچھ اور ہے
روئے عروس گل میں صفا ہی کچھ اور ہے   چٹکے ہوئے دلوں میں ادا ہی کچھ اور ہے

گلشن کھلائے باد صبا نے نئے نئے
گاتی ہیں عندلیب ترانے نئے نئے

یادگار لیلۃ المعراج

اس لفظ میں عجیب و غریب اثر ہے کہ بے ساختہ دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ رحمت فرمائے۔ حضرت شہید عشق مولانا صوفی محمد حسین الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ جو سرزمین ہند پر اس یادگار کی شادابی و ترقی کی بیمثل مثال چھوڑ گئے اُن لوگوں سے قطع نظر کر لو جن کے پاس اسلام محض ادعا ہے تو یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ عید معراج کا جواز و استحسان مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہے جس پر عرب و عجم کا اتفاق ہے اور حق یہ ہے کہ اس پرمسرت یادگار کے حقوق ابتک دنیا ادا نہ کر سکی اور نہ کبھی ادا کر سکتی ہے۔ مشہور ہے کہ الٰہ آباد و کانپور میں یہ عید خوب منائی جاتی ہے اور بلاشبہ بہت کچھ منائی جاتی ہے۔ مجمع کی کثرت علماء کے مواعظ شہر کی سجاوٹ۔ پنڈال کا بننا بہت خوب ہوتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ سرکار عالی مدینہ طیبہ میں یہ عید خوب ہوتی ہے اور بلا ریب خوب ہوتی ہے اہل مکہ بلکہ کل حجاز و شام کا شد رحال کر کے حاضر دربار ہونا محمل شاہی کا حاضر ہونا غلاف شریف نذر کرنا ساری رات سرتوں میں کاٹنا واقعہ معراج کا ہر زبان پر جاری ہونا محفلیں کرنا۔ خیرات لٹانا۔ عمدہ عمدہ لباس پہننا۔ شاہی اہتمام و انتظام اور روشنی کا فزوں سے فزوں تر ہونا۔ غرض جو کچھ ہوتا ہے بہت خوب ہوتا ہے مگر آؤ اور دیکھو کہ وہ سب سے پہلی اس واقعہ کی رات کیسی رات تھی اور اس کی آمد کس ناز و ادا سے ہوئی تھی

سبحان اللہ

بھیگی ہوئی رات آبرو سے   داخل ہوئی کعبہ میں وضو سے

جھک جھک کے چھوٹی ہوئی بال گویا کہ نہا کے آئی فی الحال
اوڑھے ہوئے لیلائے گل اندام
شبنم کی ردا بقصد احرام

ہاں ہاں وہ رات ہے جس میں کعبہ کی سہرا بندی اور مکہ کی آئینہ بندی ہو رہی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا خلیفہ وہ مولیٰ کا سب سے زیادہ پیارا وہ ہماری ایمانی آنکھوں کا تارا وہ کونین کا دارین میں آسرا خواب ناز میں ہے جس کے گھر کا نام حرم اور جس کے مرکب کا نام براق اور جس کے خادم کا نام سیدنا جبرئیل (علیہ السلام) اور جس کی مملکت کا نام کونین اور جس کے ایک پامال قدم کا نام عرش اعظم ہے ؎

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
یتیموں کا والی غلاموں کا مولےٰ فقیروں کا ملجا اسیروں کا ماوا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
وہ دکھ درد میں سب کے کام آنے والا

سید المرسلین خاتم النبیین اس انجمن دنیا کے صدر نشین حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین حضرت ام ہانی کے کاشانۂ دولت میں (جو حرم کعبہ کی دیواروں میں رکن یمانی کے مقابل باب ابراہیم و باب عمرہ کے درمیان واقع ہے اور محفوظ ہے) آرام فرما رہے ہیں سیدنا جبرئیل حاضر ہوتے ہیں مگر غیر معمولی خدمت کے لیے غیر معمولی طریقہ حاضری اختیار کرتے ہیں چھت ٹوٹتی ہے۔ آرام گاہ میں پہنچکر محبوب کو مشغول راحت پاتے ہیں۔ جبین نیاز کو روشن تلووں میں لگاتے ہیں۔ سچ ہے ؎

اولیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا اصفیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

کافوری اثر ہے جو اسی دن کے لیے تھا ٹھنڈک پہنچتی ہے۔ آنکھیں کھلجاتی ہیں، ٹوٹی چھت کی حالت عرض کرتی ہے کہ آج حجابات ظاہری توڑے جائیں گے جبرئیل امین عرض مدعا کرتے ہیں کہ قاصد ہوں دعوت نامہ لیکر حاضر ہوا ہوں سامان تیار ہے صرف آپکا انتظار ہے۔ غسل فرمایا جنت کا شاہانہ جوڑا زیب تن فرمایا۔ باہر تشریف لائے۔ ملاحظہ فرمایا کہ آسمان و زمین بقعہ نور ہے سامنے فرشتے صف بستہ مؤدب کھڑے ہیں کہ شہنشاہ کو دیکھ کر آداب شاہانہ بجالائیں۔ رسل ملائکہ تیار ہیں کہ کونین کے دولھا کے جلو میں رہیں جنتی براق بصد طمطراق ہزاروں کنوٹیاں بدلتا ہے اور اپنی خوش بختی پر نہناتا ہے کہ عرش نشین آج اپنی پامالی کی عزت بخشنے والا ہے بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ اس منظر کے مشاہدہ سے رحمت بھری آنکھیں پرنم ہوگئیں جبرئیل امین نے عرض کی یا حبیب اللہ؟ یہ وقت مسرت وصال کا ہے راز و نیاز کی گھڑی آرہی ہے۔ قرب کا زمانہ سامنے ہے

ایسے وقت میں رونا کیوں اختیار فرمایا۔
فرمایا اے جبرئیل۔ کیا تمہیں خبر نہیں کہ میرے دسیع دامن سے کردروں آس بندھی ہے مجھی اپنی اُمت یاد آگئی کہ آج تو مولی کی سرکار میں میرا اسطرح جانا ہوتا ہے۔ کل میری نادار اُمت جب قبر سے ننگی اٹھے گی تو کسطرح مُنہ دکھائیگی دریائے رحمت جوش پر تھا ارشاد ہوا کہ پیارے آؤ اور خوش خوش آؤ۔ تمہاری جوتیوں کے صدقہ تمہارے عاشقونکو کل ہزاروں سامان کے ساتھ قبر سے اُٹھا کر دعوت دوں گا۔ خوب فرمایا ہے

رحمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا　　ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

حضور براق پر رونق افروز ہوتے ہیں سواری چلتی ہے حد نظر پر دوسرا قدم پڑتا ہے۔ اس طرح وادیوں اور گھاٹیوں کو طے کرتے مخلوقات کا تفصیلی مشاہدہ کرتے کوہ صیہون کی مقدس چوٹی پر سواری رکتی ہے اور مسجد اقصی میں داخلہ ہوتا ہے راستہ میں کہیں انبیاء علیہم السلام کا روحانی مجمع ہے اور باہمی سلام ہوتا ہے۔ کہیں دنیا قدموں سے لپٹنا چاہتی ہے اور ٹکالی جاتی ہے اور کہیں شیطان اغوا جمیع امت کی تدابیر عمل میں لاتا ہے اور نامراد رہتا ہے یہ کوہ صیہون وہ ہے جس کے لیے ازل میں آج کی عزت کا خلعت تجویز ہو چکا تھا اور سیدنا داؤد علیہ السلام اسی دن کی مسرت اپنے دلپذیر نغمہ میں پہلے سنا چکے تھے (دیکھو زبور) یہاں گروہ انبیاء علیہم السلام استقبال کے لیے موجود ہے اور ہر ایک تحیہ وسلام کی نذرانے سیدالانبیاء کی سرکار میں پیش کر رہا ہے اور مبارکباد جواب پا رہا ہے اشارہ اشارہ میں ہر ایک نصرت واتباع کا اظہار کر رہا ہے اور میثاق ازلی کا تکملہ ہو رہا ہے۔ حضور امام ہو گئے ہیں اور انبیاء مقتدی بنتے ہیں۔ نماز ہوتی ہے اور زمین و آسمان دیکھتے ہیں کہ محبوب خلیفۃ اللہ الاعظم وسید الانبیاء کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین۔ یہاں برکات خداوندی کا مشاہدہ کیا گیا اور سر عبادت سجدۂ معبود کے لیے جھک گیا یہی مضمون ہے جس کو قرآن کریم ان لفظوں میں بیان فرماتا ہے کہ

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا انہ ھو السمیع البصیر۔ ترجمہ۔ پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو تھوڑی سی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گردا گرد ہمنے برکت دی ہے تاکہ دکھائیں بندہ کو اپنی نشانیاں۔ بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

قرآن کریم کی یہ دو سطریں ہیں کہ آج تیرہ سو برس سے ہر قرن وصدی میں بیشمار تفسیریں لکھی گئیں مجلد کے مجلد تیار ہو گئے مگر سچ یہ ہے کہ حق تفسیر ادا نہ ہو سکا۔

اعجاز قرآن دیکھو کہ واقعہ کی تصویر کشی مخالفین کی نکتہ چینیوں کا دندان شکن جواب موقع کا اہتمام وغیرہ کثیر مضامین کو جن کیلئے ہمیں دفتر بھی کافی نہیں۔ چند لفظوں میں سب کچھ کہہ سنا کر دکھایا۔

آیئے اور اس ازلی کلام کو دیکھیے جسمیں دو سطر نے ہمکو دفاتر سے مستغنی کر دیا ہے اور روحانیت بھرے دلائل سے واقعہ کی صورت کو بے حجاب فرما دیا ہے فرماتا ہے **سبحان** یعنی پاک ہے۔

اللہ اللہ کیا شان اعجاز قرآن ہے کہ مولی تبارک وتعالی کے تمام صفات کمالیہ سے منتخب فرما کر یہاں لفظ **سبحان** فرمایا گیا ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ مسئلہ معراج پر تقریر کرنے سے پہلے اس مضمون کا عنوان لفظ **سبحان** قرار پایا ہے۔

بات یہ ہے کہ سبحان کا مادہ عربی قاعدہ سے **س ب ح** ہے اور لغت میں اس کے معنی تیز رفتاری داخل ہے اہل عرب **سبح سبوحًا** اس وقت کہتے ہیں جب گھوڑا تیزی سے دوڑتا ہوا نکل جائے۔

سبحان کی سرخی نے بتا دیا کہ آئندہ جو مضامین بیان ہونگے ان میں کسی خاص تیز رفتاری کا بیان ہوگا۔

اسی مقام پر بیان کی جانے والی تیز رفتاری کے امکان کا سوال پیش ہوتا ہے لہذا فرمایا الذی اسری یعنی جو لے گیا۔ لفظ لے گیا کے لیے عربی میں **اذھب** اور **ذھب بہ** کثیر الاستعمال ہے اور قرآن کریم میں جا بجا یہ الفاظ آئے ہیں لیکن ان کو ترک فرما کر لفظ اسریٰ اس مقام پر فرمایا گیا ہے۔

بات یہ ہے کہ اسراء اور **اذھاب یا ذھاب بہ** میں ایک باریک لغوی فرق ہے یعنی اگر لے جانے والا خود بھی ساتھ ہے تو اسراء کہا جاتا ہے اور **اذھاب** وغیرہ میں یہ ضروری نہیں۔ یہاں بتایا گیا ہے کہ سفر معراج میں قدرت کی زبردست طاقت ہمراہ بھی اور لیجانے والا جانے والے کے ساتھ ساتھ تھا۔

اگر تم قدرت کی آزادی اور اس کے نت نئے نرالے جلوے اور انوکھے مظاہر کو جانتے بوجھتے محسوس کرتے ہو تو بلاشبہ تیز رفتاری کے مسئلہ کا امکا بلکہ وقوع اسی ایک لفظ سے طے ہو گیا ورنہ مجھے اجازت دیجائے کہ آپکو کسی مشہور ڈاکٹر یا تجربہ کار حکیم کے پاس جانے کا مشورہ دوں۔ کیا دنیا میں کوئی بھی ایسا عقلمند انسان موجود ہے کہ کمزور انسان سے امید رکھتے ہوئے کہ موجودہ تیز رفتار چیزوں سے زیادہ تیز رفتار چیز بھی بنا سکتا ہے قدرت کو ایسا معاذ اللہ لولہا لنگڑا سمجھتا ہے کہ اس سے غیر معمولی رفتار کی خلقت سے مایوس ہے۔ اگر کوئی ایسا ہے تو مجھے اس کو انسان کہنے میں سخت تکلف ہے۔

مسئلہ وقوع تیز رفتاری کے کامل حل کے لیے تین باتوں کی ضرورت ہے اوّل معلوم ہو جائے کہ تیز رفتار کون تھا؟ لہذا ترتیب فرمایا گیا کہ بعبدہٖ اپنے بندے کو۔

آؤ آؤ راز روحانی معراج کے دعویداروں کے سرمایہ کا جائزہ لو اور دیکھو کہ قرآن ان کو کتنے پانی میں بتاتا ہے پوچھو اور ہاں ہاں ضرور پوچھو کہ عبد کس کو کہتے ہیں کیا بندہ سے مراد روح ہے۔ ہاں نہ کہنا ورنہ تمہارا نوکر ہر کام کے جواب میں کہدے گا کہ بندہ نواز روح بازار کا کام کرنے گئی ہے میرا جسم خدمت نہیں کر سکتا

بندہ نے نوکری تو کی ہے مگر آپ تو خود کہتے ہیں کہ لفظ بندہ روح کا نام ہے پھر کیا جسم لفظ بندہ سے مراد ہے؟ ہرگز نہیں ورنہ موت کے بعد بھی نعش سے مالک کام کی فرمائش کریگا اور عدم تعمیل کی سزا دیا کریگا۔

سلیم طبیعتیں سمجھ گئیں کہ عبد یا بندہ یا نوکر ان الفاظ کا اطلاق جسم مع روح پر ہے اور یہی صورت مشکلات کو دفع کرتی ہے قرآن کریم نے اس ایک لفظ سے ظاہر فرما دیا کہ معراج کا سفر نہ خواب وخیال تھا نہ خبازہ بیداری تھا بلکہ معراج والے آقا کا جسم و روح دونوں ساتھ ساتھ مرتبہ قرب پر فائز ہوا تھا صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔

اور مدت سفر ظاہر فرمانے کے لیے ارشاد ہوتا ہے لیلاً کو تھوڑی رات میں۔ زبان عربی میں لیلاً نکرہ ہے اور اس کے معنی میں کمی و قلت کی شان پائی جاتی ہے۔ اس لفظ نے جہاں قلت وقت کو صاف کر دیا ہے وہاں مدعیان معراج روحانی پر دوسرا قہر ڈھایا ہے کہ اگر روح کی تیز رفتاری کو اس واقعہ سے تعلق ہے تو تھوڑی سی رات میں یہ سفر کون سا عجیب واقعہ ہے جس کے بیان میں ایک ایک لفظ میں ہزاروں اہتمام رکھے گئے ہیں۔ دنیائے خواب و عالم تصور میں روح اتنی مسافت طے کرتی رہتی ہے جس کے بیان قلت کے لیے لیلاً کا لفظ بھی کافی ہے اور جس کی مقدار دہی فلسفہ کا جز ولایتجزی ہے۔ کیا قرآن کریم کو کلام الٰہی مانتے ہوئے لفظ لیلاً سے روحانی معراج کی تائید کرانا اس معجز نما کلام مقدس سے مضحکہ نہ کہا جائے گا۔

احادیث صحیحہ نے لیلاً کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ واپسی پر زنجیر مبارک متحرک اور بستر شریف گرم تھا۔ باقی رہا یہ مرحلہ کہ مسافت سفر کتنی تھی اس کے متعلق فرمایا گیا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔

مسجد حرام مکہ معظمہ کا دوسرا نام ہے اور اس پر عامہ اہل اسلام کا اتفاق ہے اور مسجد اقصیٰ جمہور کے نزدیک بیت المقدس سے تعبیر ہے (و به یفتی)

لیکن محققین کا ایک مقدس گروہ مسجد اقصیٰ کا دوسرا ترجمہ کرتا ہے ان کے نزدیک مسجد کے معنی مقام سجود ہیں اور اقصیٰ کا ترجمہ منتہی ہے یعنی وہ منتہائے مقام سجود جس کے بعد مکان عالم امکان میں غیر موجود ہے اور ایسا مقام عرش اعظم ہے۔ اس تحقیق پر مقدار مسافت مکہ معظمہ سے شروع ہو کر عرش اعظم پر ختم ہوتی ہے اس کی تائید میں آگے کے یہ الفاظ پیش کیے جاتے ہیں الذی بارکنا حولہ وہ مسجد اقصیٰ جس کے گرداگرد ہم نے برکت دے رکھی ہے۔

کہتے ہیں کہ مسجد بیت المقدس کی برکت و عظمت پر ایمان ہے لیکن اس کے گرد وپیش کے برکات منصوص نہیں ہیں لیکن عرش اعظم کا ماحول مقربین ملائک کی جبہ سائی۔ انوار و برکات کی کثرت شریعت نے ظاہر فرما دی ہے۔ لہذا اس مقام پر مسجد اقصیٰ عرش اعظم کا مرادف ہے۔

یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ مسجد اقصیٰ سے اس مقام پر یقیناً عرش اعظم ہی مراد ہے اور نہ محققین کا ارشاد ہی محض بے بنیاد ہے

لیکن اتنے حصہ پر اجماع ہے کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک کا سفر منطوق ہے اور سفر کے اتنے حصہ سے انکار کرنا صریح بے دینی ہے بقیہ سفر کو بھی قرآن کریم نے دوسری جگہ ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے دنی فتدلےٰ فکان قاب قوسین اوادنیٰ قریب ہوئے تو نزدیک پہنچے پس دو کمانوں کی مقدار تھی بلکہ اس سے زیادہ قریب ہوئے جمہور ائمہ اسلام نے جن کے خلاف کہنا سخت جہالت اور خرق اجماع ہے۔ اس آیہ کریمہ سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آسمانی سفر مراد لیا ہے۔

چنانچہ اسی سلسلہ کلام میں اس عبد مقدس وحی لہ انفداکا تذکرہ جس کے سفر معراج کی تصویر کشی قرآنی تم ابھی پڑھ چکے ہو یوں فرمایا ہے کہ فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ مااوحیٰ پس سکھایا اپنے بندہ کو جو کچھ سکھایا اللہ اللہ کیسا وجد میں لانیوالا ارشاد ہے یعنی قادر مطلق کے اختیار و قدرت اور حضور اقدس فداہ ابی وامی کے استعداد و قابلیت کا تصور کرو اور خود سمجھ لو کہ مالک نے کتنے علوم دئے ہونگے اور محبوب نے کسقدر زیور علم سے اپنے کو آراستہ فرمایا ہوگا۔ حضور کے وفور علم کے منکرین یا قدرت قادر پر ایمان نہیں رکھتے یا سرکار میں قابلیت و استعداد کی نسبت کو کمزور جانتے ہیں ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ خوب کہا ؎

لکھے نہ پڑھے جناب والا | شاگرد رشید حق تعالےٰ

بات دور جا پڑی کہنا صرف اسقدر تھا کہ ایک طرف لفظ عبد کو دونوں آیتوں سے یاد رکھو، دسری طرف احادیث شہیرہ مرویہ صحاح پیش نظر رکھو تو معراج آسمانی کے منکرین پر ضلالت کا فتویٰ ائمہ اسلام کی حق بندی پر مبنی ہے۔ کسی سفر نامہ کی تکمیل جب تک غایت سفر بیان نہ کردی جائے ناقص ہے۔ قرآن کریم نے انھیں دو سطروں میں اس کو بھی واضح کردیا اور فرمایا لنریہ من اٰیاتنا تاکہ دکھلائیں ہم اس بندہ کو اپنی نشانیاں۔ عربی قاعدہ سے آیات جمع ہے اور ضمیر متکلم کی جانب مضاف ہے اور اصول میں مبرہن ہوچکا ہے کہ ایسی صورت میں استغراق کے معنی پیدا ہوتے ہیں اور لفظ من کا یہاں معنی بعض ہونا غیر منقول ہے اس بنا پر آیہ کریمہ کا منشا یہ ہوا کہ سفر معراج تمام قدرتی نشانیوں کے مشاہدہ کے لیے ہوا تھا۔

گزشتہ اوراق کے اس مضمون کو یاد کرو کہ جناب اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم میں جہاں اس بلند و بالا سرکار کی کامل و اکمل استعداد و قابلیت کو دخل ہے وہاں قدرت قادر مطلق جل وعلا کا کامل و اکمل ظہور رہے۔

اور جسطرح قدرت کے لیے تعلیمی نقصان عیب ہے جبکہ تعلیم کا ارادہ ہو اسی طرح طریقہ تعلیم کی کمزوری بھی نازیبا ہے لہذا وحی سے زیادہ قوی طریقہ اختیار فرمایا گیا اور ماکان ومایکون کا مشاہدہ کرادیا گیا جو اعلیٰ ترین طریقہ تعلیم ہے اور اسی مشاہدہ و معائنہ کے لیے وہ اہتمام کیا گیا جسکو لکھنا مضمون کو دہرانا ہے۔

ختم مضمون پر ارشاد ہوتا ہے انہ ھو السمیع البصیر۔ بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ اس ارشاد کا

انداز بھی عجیب و غریب ہے انہ میں ضمیر ہے جسکا مرجع یا لفظ عبد ہے یا لفظ سبحان ہے اور ہر اعتبار سے معنی جداگانہ ہیں اور صحیح محمل ہیں اور ایسی حالت میں اصولین کے نزدیک دونوں معنی معتبر و منصوص ہوتے ہیں اگر مرجع لفظ عبد ہے اور اس شق کو ترجیح قرب کے سبب سے حاصل ہو تو آیت کا ترجمہ ہوگا کہ بیشک وہ بندہ سننے والا دیکھنے والا ہے اس خاتمہ بیان میں مدعیان معراج روحانی کی مزید خبر گیری ہے کہ یہ سفر محمدیہ روح و جسم کا ہوا تو سکتہ و غفلت کا بھی اسمیں شائبہ نہ تھا بلکہ مسافر نواز معراج والا آقا ہر آواز کو سنتا اور ہر مرئی کو دیکھتا جاتا تھا صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔

اور اگر مرجع ضمیر لفظ سبحان ہے تو معنی یہ ہوئے کہ بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ اور اس شق کو عام انداز قرآنی سے ترجیح ہے۔

جن لوگوں کو تلاوت قرآن کریم کا فہم معنی کے ساتھ شرف حاصل ہو اُن کو اس فقرہ میں اگر مضامین سابقہ کے اعتبار سے اجنبیت معلوم ہو تو مقام تعجب نہیں ہے قرآن کا طریقہ بیان ہے کہ جس مقام پر جس واقعہ و احکام وغیرہا کو بیان کیا ہے اور اس موقع پر حضرت حق جل وعلا کی جس صفت کمال کا ظہور و تعلق ہے اُسی صفت سے مولیٰ تعالےٰ کی حمد کی جاتی ہے۔

اس انداز کلام کا تقاضہ تھا کہ واقعہ معراج کے بعد قدرت مطلقہ کا بیان ہوتا اور فرمایا جاتا وَاللّٰہُ عَلیٰ کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر لیکن اس صفت کو ترک فرماکر صفت سمع و بصر کو بیان کرنا جس کو واقعہ معراج سے بظاہر کوئی تعلق نہیں ظاہر بیں نگاہوں میں بالکل اجنبی ہے۔ فرمان کے اس ٹکڑے کے ذوق حاصل کرنے میں آپ کو جانبازان عشق کے آستانہ پر حاضری کی تکلیف دونگا اور سرمستان بادۂ وحدت کی نیازمندی کی طرف دعوت دونگا۔ ہاں ہاں کیا آپکا دل محبت سے خالی ہے ؟ کیا آپ نے مجازی محبت کا بھی مزہ نہیں چکھا ؟ محروموں سے بحث نہیں ورنہ اقل درجہ باپ اور فرزند ماں بیٹے کی محبت کا تماشا کون ہے جو رات دن نہیں دیکھتا۔

اگر تمکو کبھی اس منظر کا لطف حاصل ہوا ہے کہ پیارا فرزند یا کوئی محبوب سفر کر رہا ہے اور چاہنے والی طبیعت آنے والے فراق کے زمانے اور ستانے والی جدائی کی گھڑیاں یاد کرکے آبدیدہ ہوکر کہہ پڑتی ہے کہ اے مسافر جا بخیریت جا اللہ تیرا محافظ و نگہبان تجھے خدا کو سونپا جو تیری بات کا سننے والا اور ہر کام کا دیکھنے والا ہے تو تمکو اس جملہ کا صحیح مطلب کھلجاوے گا کہ سفر معراج درپیش ہے رات کا وقت ہے اعزہ اقربا موجود نہیں ہیں احباب سو رہے ہیں کون الوداعی اڈریس پڑھے کون رخصتی کے کلمات کہے کون خدا حافظ و نگہبان کہے۔ اُسوقت کہ سفر بھی طویل ہے راستہ دیکھا نہیں ہے منزلیں نامعلوم ہیں مسافت کا پتہ نہیں ہمراہی

غیر جنس میں ماں باپ ہوتے تو فال نیک کے کلمے بولتے۔ اعزہ اقربا ہوتے تو باطمینان رخصت کرتے احباب تو رفاقت ہی کرتے۔ ایسے وقت ازلی محبت کے دریا میں جوش پیدا ہوتا ہے اور اس کی ایک ایک لہر پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اے مسافر زمین و آسمان سفر مبارک ہو انہ هو السمیع البصیر گھبراؤ نہیں وہاں تمہارا چاہنے والا وہی مولیٰ تعالیٰ تمہارا حافظ و نگہبان ہے۔ تمہاری ہر بات کا سننے والا اور ہر کام کا دیکھنے والا ہے یہ کارخانہ محبت کا جلوہ ہے کہ خود بلاتے ہیں اپنے ساتھ لیجاتے ہیں۔ اپنے پاس لے جاتے ہیں خود رخصت کرتے ہیں اور خود ہی میزبان بھی ہیں یعنی آسمانی سفر میں ہر آسمان پر جشن استقبال درجات جنت و طبقات دوزخ کا معائنہ جبرئیل امین کی رفاقت کا ختم ہونا حسن و جمال کا ابھار ہیبت و جلال کا رعب۔ قرب خاص شفاعت امت کامل وصال راز و نیاز عطائے خلعت فرضیت نماز و روزہ وغیرہ ہر عنوان مبسوط تحریر کا متقاضی ہے اور قصیدہ معراجیہ حضور امام اہل سنت و جماعت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طول تحریر سے مستغنی کر دیا ہے۔ استقبالی کلمات کی ادنیٰ شان یہ تھی کہ ہر آسمان پر ایک نبی مبارک سلامت کہنے کے لیے متعین ہو چکا تھا۔ بالجملہ ؎

کس شان سے دو جہان کا سرور — پہنے ہوئے حلۂ منور
کھولے ہوئے گیسوئے معنبر — باندھے ہوئے شملۂ معطر
با زینت و جاہ و شوکت و فر — گھوڑے پہ چلے سوار ہو کر
اور بہر تقسیم چرخ اخضر — بولے کہ قسیم حوض کوثر

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی۔

ادھر سے تھیں نذر شہ نمازیں ادھر سے انعام خسروی میں — سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوئے پرنور میں پڑے تھے
زباں کو انتظار گفتن تو گوش کو حسرت شنیدن — یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا جو بات سننی تھی سن چکے تھے
وہ برج بطحا کا ماہ پارہ بہشت کی سیر کو سدھارا — چمک پہ تھا خلد کا ستارہ کہ اس قمر کے قدم گئے تھے
سرور مقدم کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مہ عرب کی — جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے
طرب کی نازش کہ ہاں لچکیے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکیے — یہ جوش ضدین تھا کہ پودے کشاکش ارہ کے تلے تھے
خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروروں منزل میں جلوہ کرکے — ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آ لیے تھے
نبی رحمت شفیع امت رضا پہ للہ ہو عنایت — اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا ردی تھی کیا کیسے قافیے تھے

وصل حبیب

ملکوت سموٰت و ارض کی سیر!

نبوت کا گیارہواں سال رجب کی ستائیسویں تاریخ دوشنبہ کی شب شعب بنی طالب میں امہانی بنت ابی طالب کی دولت سرا فخر ارم بنی ہوئی ہے۔ کعبہ مقدسہ جو دنیا کی سب سے پہلی بنا اور سب سے پہلا عبادت خانہ اور تمام عالم کا قبلہ ہے روزانہ ملائکہ اس کی زیارت کو آیا کرتے ہیں اور دنیا کے حاجتمند ارمان بھرے دل لیکر اس کے پردوں میں لپٹ لپٹ کر بارگاہ الٰہی میں اپنی التجائیں عرض کیا کرتے ہیں۔ تمام جہان کے خدا پرست اپنی عبادتوں میں اسی بیت محترم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ یہ بیت محترم جس کی تعمیر حضرت خلیل اللہ کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی ہے اور جس کے لیے گارا لانے کا کام حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ انجام دیتے ہیں وہ مقدس عمارت جسکا طواف مقربین بارگاہ کی دلی تمنا ہے۔ آج اسمیں نرالی زیب و زینت ہے اس کی نورانیت کے جلوے اور انوار کی تابشیں آسمانوں تک پہنچ رہی ہیں اسکے پہلو میں امہانی کا مکان ہے اور آج کی شب اللہ کا حبیب عالم کا ہادی اس میں جلوہ افروز ہے اس کے حسن دلکش کی نورانی شعاعیں کعبہ مقدسہ کے در و بام پر جلوہ افروزی فرما رہی ہیں نصف شب گزر چکی دنیا مصروف خواب ہے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے بعد عشا آرام فرمایا ہے۔ امہانی بھی سو چکی ہیں عالم ملائکہ میں دھوم مچ رہی ہے فرحانات کو خبر ہے کہ آج ہی کی شب لیلۃ الاسرا (شب معراج) ہے۔ آسمان سے ملائکہ اتر رہے ہیں جبریل و میکائیل علیہما السلام بہشتی براق لیکر آئے۔ براق دروازہ پر حاضر ہے جبریل امین نے امہانی کی دولت سرا میں داخل ہوکر قبلہ گاہ ناز کو حسن ادب کے ساتھ بیدار کیا چشم حق نما کھولی جبریل امین کو نئے ساز و سامان کے ساتھ نرالے انداز خدمت میں مستعد و کمربستہ ملاحظہ فرمایا اور پھر خواب شیریں سے ہم آغوش ہوگئے۔ راتوں بیدار رہکر گنہگاروں کی مغفرت کے لیے دریا بہانے والی آنکھیں خدا جانے کس لطف میں خواب سے سرمگیں ہیں آج کی خواب میں کیا لذت اور کسطرح کی ربودگی ہے کہ جبریل امین نے بیدار کیا اور پھر آنکھ لگ گئی ملائکہ کی جماعتیں کی جماعتیں آستانہ معلےٰ پر جلو میں چلنے اور شرف خدمت گزاری کی تمنائیں دلوں میں لیے منتظر ہیں جبریل امین نے کچھ دیر انتظار کرکے پھر ادب و احترام کے ساتھ سلطان کونین کو بیدار کیا پھر دیدۂ دلنواز کھلی نظر جان فزا اٹھی جبریل کے قدسی پیکر کو ایک نگاہ کرم سے نوازا اور پھر آنکھ لگ گئی۔ اس محبوبانہ نازکے دلربا انداز پر کونین کی جانیں قربان قدسی آستانہ پر حاضر ہیں سردار ملائکہ خدمت پر کمربستہ ہے بار بار ادب کے عنوانوں سے شاہ عرش بارگاہ کو بیدار کرتا ہے اور نیند قدموں پر لوٹ جاتی نورانی نرگس پر قربان ہو جاتی ہے۔ مامور معذور ہے

اور اپنے مالک و مولے کے تعمیل حکم پر مجبور ہیں نئی زیب و زینت کے ساتھ آراستہ ہو چکی ہیں سمٰوٰت میں تشریف آوری کا غلغلہ بلند ہو چکا ہے آسمانی نور پیکر تمنائے دیدار میں سرشار ہیں ناچار ملکوتوں کا سردار پھر اس محبوب ذی وقار کو شاہانہ آداب کے انتہائی رعایت و لحاظ کے ساتھ بیدار کرتا ہے پھر جبریل جہاں پرور نے آنکھ کھولی قدسی پیامبر کی قسمت کھلی ایک نظر انور سے اس کی طرف ملاحظہ فرمایا جبریل امین نے بے توقف و بے درنگ حضرت رب العزت عزّ و علا تبارک و تعالیٰ کی طرف سے پیام طلب پہنچا کر کعبہ مقدسہ میں رونق افروز ہونے کی التجا کی سرور انبیا نے شرف قبول سے سرفراز فرمایا۔ قدم ناز اٹھا اور رحمت مجسم کعبہ مقدسہ میں جلوہ افروز ہوئے نورانی رخسارہ کی تابشوں سے کعبہ مقدسہ جلوہ گاہ محبوب بنا کعبہ مقدسہ میں پھر کعبہ جمال نے آرام کیا جبرائیل میکائیل اس سرور انور نور مصور صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم کے قریب لائے اور وہاں شق صدر کی خدمت انجام دی اور قلب مبارک کو سنہری طشت میں آب زمزم کے ساتھ غسل دیکر حکمت و ایمان سے لبریز کر کے سینہ مبارک میں رکھا اور سینہ شریف کو ہموار کر دیا۔ شق صدر مبارک عجیب شان کے ساتھ تھا نہ کسی آلہ کا استعمال کیا گیا نہ خون کا ایک قطرہ نکلا نہ کسی طرح کا الم نہ تکلیف محسوس ہوئی۔

یہ شق صدر سیر عالم ملکوت و قرب الٰہی و دیدار حضرت حق کے مقامات رفیعہ کے لیے وضو کی طرح ایک تطہیر تھی جس کا وہم نا فلسفہ کو یہ سنکر اختلاج قلب ہو جاتا ہے اور ان کی عقل کوتاہ اندیش و فکر نارسا شق صدر و قلب کو علت موت سمجھتی ہے مگر مومن کامل الایمان جسکو حکمت الٰہیہ سے بہرہ ہے اور کارخانہ قدرت میں اسکو کچھ نظر حاصل ہے وہ جانتا ہے کہ اسباب عادیہ سب کے تحت قدرت و اختیار ہیں خلق موت و حیات اس کے قبضہ میں ہے یہ اسباب اس کے موجب مستقل نہیں قلب شریف کو سونے کے طشت میں غسل دینا معزز و محبوب مہمان کی توقیر و تکریم ہے۔ یہ خدشہ کہ حضور کی شریعت میں سونا حرام ہے کچھ قابل التفات نہیں کیونکہ یہ حرمت دار دنیا میں ہے نہ کہ دار آخرت میں حضور انور علیہ الصلٰوۃ والتسلیمات نے فرمایا ھو لھم فی الدنیا و لنا فی الآخرۃ اور عالم معراج عالم آخرت سے ہے۔ علاوہ بریں حضور نے سونے کا استعمال نہ فرمایا استعمال کیا تو ملائکہ نے کیا اور تحریم ان کے حق میں نہیں۔ اس سب سے قطع نظر کیجیے تو ابھی تک سونا حرام ہی نہ ہوا تھا اس کی حرمت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی حکمت و ایمان سے دل کے لبریز کرنیکا مطلب یہ ہے کہ وہ نورانی جواہر بھر دیے گئے جن سے کمال حکمت و ایمان کی تحصیل ہو اور قادر مطلق کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید نہیں کہ وہ معانی کو مجسم کرے اور ایمان و حکمت کو جواہر محسوسہ کا لباس عطا فرمائے۔

قلب مبارک کو آب زمزم سے غسل دیا گیا۔ زمزم دنیا میں عجیب پانی ہے اطبا کا اتفاق ہے کہ پانی غذا نہیں مگر آب زمزم میں تغذیہ ہے۔ تقویت قلب کی ایک خاصیت خاصہ قدرت نے اس پانی کو عطا فرمائی ہے۔ اس غسل میں یہ حکمت تھی کہ قلب مبارک قوی ہو اور مشاہدہ عالم ملکوت قلب نازک کے لیے موجب دہشت و وحشت نہ ہو سکے علما نے یہیں سے ثابت کیا ہے کہ آب زمزم آب کوثر سے افضل ہے کہ غسل قلب مبارک کے لیے

وحی مقبول ہوا۔ اب جبریل براق لائے یہ ایک سواری ہے بلندی میں متوسط گھوڑے کے قریب قریب سمجھیے اس کی
تیز رفتاری کا یہ عالم کہ منتہائے نظر پر قدم رکھتا ہے۔ بلندی پر چڑھے تو اس کے اگلے پاؤں چھوٹے ہو جائیں اور پچھلے
ضرورت بلند کہ سوار کے لیے اس کی نشست ہموار رہے۔ نشیب میں اترے تو اس کے برعکس اگلے پاؤں بڑھ جائیں
پچھلے کوتاہ ہو جائیں ابلق چمکدار رنگ حسین و جمیل زمین اور ہوا میں برابر چلے۔ پہلے تو ایسا [illegible] خام اسیر [illegible]
رہے کہ کوئی جاندار یا ہوا میں اڑ جائے یہ کیسے ہو سکتا ہے کوتاہ اندیش مقدورات الٰہیہ کو اپنی نگاہ [illegible]
میں احاطہ کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں مگر اب جو [illegible] ہوا [illegible]
کچھ شرمندگی ہوئی عجیب منظر ہے محب نے محبوب کو بلایا [illegible]
اپنے بندۂ مصطفٰے کو طلب کیا ہے۔ کس تعظیم و تکریم کے ساتھ کس انعام و اکرام کے ساتھ استقبال [illegible]
بھیجی گئی ہے بہشتی براق حاضر کیا گیا ہے اخص خواص صاحب اختصاص محرم و انیس جلیس خاص کو شب کی تنہائی اور
خلوت کے وقت میں چشم اغیار سے پنہاں بلانے کے لیے بھیجا ہے۔ سلطان کونین نے سواری کا ارادہ فرمایا
براق نے شوخی کی سرکشی و سرتابی نہیں ناز و افتخار سے اسے بھی پتہ تھا کہ آج اس کا بخت رسا بیدار ہوا [illegible]
کرامت کی ساعت آئی محبوب کبریا کی سواری میں رہنے کا شرف ملا۔ جوش طرب میں پھول گیا۔ شادی و خرمی
میں مست ہوا جبریل امین نے فرمایا کہ براق ہوش میں آ دیکھ آج تو کس کی سواری کی عزت سے نوازا جا [illegible]
حضور کا نام پاک سنکر براق کو پسینہ آگیا ادب و فروتنی سے زمین پر بیٹھ گیا۔ سید انبیا سوار ہوئے جبریل نے
براق تھامی میکائیل نے باگ ہاتھ میں لی ملائکہ کا انبوہ ساتھ ہوا۔ مرحبا مرحبا کے غلغلہ سے گنبد نیلوفری گونج اٹھا
دور زمان اور چشم فلک نے جو نہ دیکھا تھا وہ جلوہ آج مشاہدہ کیا۔ محبوب کی سواری چلی۔ زمین نخلستان پر گذر ہوا
دو رکعت نماز پڑھی اس مقام پر پہنچے جہاں عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی جائے ولادت ہے یہاں بھی [illegible]
کونین نے سواری سے اتر کر نماز ادا فرمائی اس سے انبیا کے مولد اور ان کی یادگاروں کے احترام کا پتہ چلتا ہے اور ایسے مقامات
متبرکہ میں پہنچکر طاعت الٰہی میں مشغول ہونے کی سنیت معلوم ہوتی ہے پھر شاہ عالم سوار ہوئے پھر موکب اقدس بیت المقدس
کی طرف متوجہ ہوا راہ میں ایک جماعت پر گذرے جنہوں نے اس طرح سلام عرض کیا السلام علیک یا اول السلام علیک
یا آخر السلام علیک یا حاشر حضور نے جواب سلام عطا فرمایا جبریل امین نے عرض کیا یہ مقدس جماعت انبیا کی تھی
حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ سلام عرض کر رہے تھے۔ جلوس آگے بڑھا جس وقت موسیٰ علیٰ نبینا و
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر اطہر پر گذر ہوا ملاحظہ فرمایا کہ وہ اپنی قبر میں مصروف نماز ہیں وہیں سے فرمایا اشہد انک رسول اللہ
معلوم ہوا کہ انبیا زندہ ہیں اپنی قبروں میں عبادت کرتے ہیں گذرنے والوں کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ
سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر انور کے لیے خاکی پردے حجاب نہیں ہو سکتے سر راہ جاتے ہوئے [illegible]

حال ملاحظہ فرماتے ہیں بیت المقدس میں سواری پہنچی باب المسجد کے حلقہ میں براق باندھا گیا جس کو اب باب محمد کہتے ہیں حضور مسجد میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ مدت سے بیت المقدس کے در و دیوار اور ہر ہر پتھر کا دل انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کی حسرت وارمان میں موم کی طرح پگھل رہا ہوگا۔ آج شب کیا آئی دولت دارین لائی بیت المقدس بقعہ نور بنا ملائکہ و انبیا کا اجتماع ہے تمام روحانی و نورانی بابرکت نفوس کا قافلہ سالار کونین کا شہریار دارین کا تاجدار سید ابرار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوا بیت المقدس کا نصیبہ کھلا انبیا نے نماز کے لیے صف باندھی امام رسل علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے امامت کی استدعا کی اللہ کا حبیب آگے بڑھا انبیا و ملائکہ کی مقدس جماعت نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک انبیا کرام تھے انہوں نے اللہ تعالےٰ کی حمد کی حضور پر صلاۃ پڑھی اور سب نے آپ کے فضل و شرف کا اعتراف و اقرار کیا۔ مدتوں کے بعد آج وہ دن آیا کہ بیت المقدس میں انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام خطبے پڑھ رہے ہیں اور یہ تو پہلا ہی موقعہ ہے کہ انبیا و ملائکہ کا اتنا عظیم الشان اجتماع ہے اور بلیغ خطبے پڑھے جا رہے ہیں تمام انبیا کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا پروردگار عالم کی حمد و ثنا کی اپنے فضائل و خصائص اپنا فاتح و خاتم ہونا بیان فرمایا اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کا شکر کیا۔

اس سے فراغ کے بعد سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصیٰ سے باہر تشریف لائے جبریل امین نے شیر و شراب کے ساغر پیش کیے۔ ابھی تک شراب حرام نہ ہوئی تھی اور نہ وہ یہ شراب دنیا تھی حضور نے دودھ قبول فرمایا اور جبریل امین نے حضور کے اس انتخاب پر حضور کی ثنا کی پھریرے اسکے پھر پھریرے لہرائے۔ یمین و یسار ملائکہ کی صف بستہ موددب جماعتیں اور ان سب کے درمیان دونوں جہان کا سلطان خطۂ خاک سے جانب افلاک عازم ہوا۔ آن کی آن میں آسمان پر پہونچے۔ آسمانوں کے دروازے کھلوائے ہر مقام پر وہاں کے انبیا و ملائکہ نے بکمال اعزاز و آداب مراسم تسلیم و تحیۃ ادا کیے۔ آج افلاک پر نرالی دھوم دھام ہے عجیب تزک و احتشام سے خطۂ خاک سے ایک نور پاک آتا ہے افلاک و ساکنان افلاک کو اپنی نورانیت سے نوازتا ہے عالم بالا کی بلند مرتبہ مخلوق اس کی خدمت کے لیے کمربستہ اور دیدار کی تمنا میں از خود رفتہ ہے اس کے جمال افلاک افروز کو دیکھ کر ملائکہ سماوات پیکر حیرت بن رہے ہیں۔ مرحبا و خوش آمدید کے غلغلوں سے افلاک گونج رہے ہیں۔ حضور اقدس علیہ الصلاۃ والتسلیمات شوکت کے ساتھ سیر کرتے انبیا و ملائکہ کے سلام لیتے آسمانوں سے گذرتے چلے جا رہے ہیں تا آنکہ سدرۃ المنتہیٰ پہنچے یہیں تک خلق کے علوم و اعمال پہنچتے ہیں اور یہیں سے امر و احکام نازل ہوتے ہیں اور یہاں پہنچکر ملائکہ ٹھہر جاتے ہیں۔ اس مقام سے تجاوز کرنے کی کسی کو مجال نہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ ایک درخت ہے جس کو رنگا رنگ انوار نے احاطہ کیا ہے۔ یہاں بھی حضور کی خدمت میں شیر و شراب پیش ہوئے اور حضور نے شیر قبول فرمایا اور یہاں بھی حضور نے نماز ادا کی اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امامت فرمائی اب حضور کو بیت المعمور دکھایا گیا بیت المعمور کعبہ مقدسہ کے بالکل مقابل ہے اور ملائکہ کا کعبہ ہے جسکا وہ طواف

کرتے ہیں روزانہ ستر ہزار فرشتے اُس کی زیارت کے لیے آتے ہیں جنہیں دوبارہ پھر اُس کی زیارت سے نصیب نہیں ہوتی۔ یہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے ملاقات ہوئی آمد کی خبر پاکر آرزوے دید کی تمنا دل میں لیے بیت المعمور سے تکیہ لگائے تشریف فرما تھے پھر حضور کو بہشتوں کی سیر کرائی گئی بہشتی نور پیکر خورشید منظر جمال اقدس کی زیارت سے متمتع ہوئے پھر اُس شہنشاہ عرش پایگاہ نے دوزخ کا معائنہ فرمایا آیات الٰہیہ کے ملاحظہ کے بعد حضور اُس مقام قرب میں پہنچے جہاں کسی انس و ملک کو رسائی نہ تھی۔ ساتھی رہ گئے۔ ہنوز ستر حجاب نوری ہیں ہر حجاب پانچسو برس کی راہ انقطاع تام ہے محض تنہائی بے ہمت الٰہی کی اعانت و امداد سے محبوب مطلوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیرہ دہشت وہ حجابات طے کیے حضرت عزت سے ندا آئی ادن یاخیر البریہ ادن یا احمد ادن یا محمد۔ اے بہترین کائنات قریب آئیے احمد قریب آئیے اے محمد قریب آئیے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور فرماتے ہیں مجھے پروردگار عالم نے اپنے قرب سے نوازا اور وہ قرب اتم حاصل ہوا جس کو دنی فتدلٰی فکان قاب قوسین او ادنی میں بیان فرمایا اور علم اولین و آخرین عطا فرمایا۔ محب محبوب میں راز کی باتیں ہوئیں فاوحی الی عبدہ ما اوحی تمام علوم و معارف اور حقائق و دقائق کے دروازے کھول دیئے گئے اور وہ نعمتیں و دولتیں عطا ہوئیں جو احاطہ بیان سے باہر ہیں حضور نے احوال امت عرض کیا اور اُن کے حق میں زبان شفاعت کھولی ارشاد ہوا ہم اُن پر اپنی رحمتیں نازل فرماتے ہیں اُنکے گناہوں کو بخشتے ہیں دعائیں قبول کرتے ہیں سائلین کو مرادیں دیتے ہیں متوکلین کی کفایت کرتے ہیں اور آخرت میں آپکو ان سب کا شفیع بنائیں گے الفاظ اس مقام کے وصف بیان کی گنجائش نہیں رکھتے عز و کرامت کے خلعت ہائے فاخرہ سے فیض یاب ہو کر سرور اکرم حبیب داور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی دولتسرائے اقدس میں پہنچے صبح کو واقعہ معراج بیان فرمایا کفار نے تکذیب کی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ نے تصدیق کی حضور علیہ الصلاۃ والتسلیمات سے بیت المقدس کے حالات دریافت کیے گئے حضور نے تمام بتائے راہ میں جو قافلے ملاحظہ فرمائے تھے اُن کی خبریں دیں اُن کے اونٹوں کے نشان بتائے قافلے کے آگے چلنے والے اونٹ کا رنگ اور اُس کے سوار کا پتہ دیا اُنکے مکہ مکرمہ پہنچنے کا وقت بتایا قوم نے اُس دن انتظار کیا اور اُسی دن قافلہ پہنچا دشمنان خدا ذلیل ہوئے۔ واقعہ معراج میں ہزارہا دقائق و حکم اور بہت تفصیلات ہیں جن سے بنظر اختصار قلم روکا گیا و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

اعلیحضرت امیر افغانستان اور دیوبندی مُلّا

اعلیحضرت امیر صاحب افغانستان خلد اللہ تعالے ملکہ نے اپنے ورود ہندوستان کے وقت بعض مقامات میں

جو تقریریں فرمائیں اُن میں یہ بھی فرمایا کہ "ملا اور فقیر ملک میں نااتفاقی پیدا کرتے رہتے ہیں انکا وجود سلطنت کی توہین اور ملک کے لیے خطرناک ہے" ہمیں ایک اسلامی فرمانروا کی زبان سے یہ کلمے سُنکر کمال حیرت دامنگیر ہوئی کیونکہ ہم یقین رکھتے تھے کہ افغانستان کا فرمان روا دیندار اور اسلام کا حامی اور علمآ اسلام کا سلاطین اسلام کی طرح اعزاز و اکرام فرمانے والا ہے لیکن یہ کلمے سُنکر تعجب ہوا کہ ایک بادشاہ اسلام نے علماء دین کو تفرقہ انگیز اور توہین سلطنت بتایا طبقہ علمآ جو رسول کا نائب اور دین کا حامی ہے اس کے حق میں یہ کلمے کس طرح درست ہو سکتے ہیں یہ ایک عقدہ تھا جسکا حل ہمیں دشوار تھا اور ہم اس فکر میں سرا پا تھے کہ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۸ کا اخبار الانصار جو دیوبند سے شائع ہوتا ہے اور اپنے آپ کو دیوبند کا واحد نمائندہ بتلاتا ہے ہماری نظر سے گزرا اسمیں امیر ممدوح کی اس تقریر کا ذکر کرتے ہوئے علمائے ہندوستان کو جو دیوبندی خیال کے نہوں بُری طرح کوسا ہے اور اُن کی شان میں سب وشتم کرکے تفرقہ اندازی کا ثبوت دیا ہے ذیل میں ہم اس کے کلمات لکھ کر ایک ہندسہ لگاتے ہیں جن سے اس کے غیظ و غضب اور تفرقہ پردازی اور فتنہ انگیزی کی نسبت ہر صاحب عقل و انصاف بے تامل رائے قائم کرسکتا ہے۔ یہ مضمون یہ سب وشتم یہ تفرقہ پردازی یہ غیظ و غضب دیکھ کر ہم کو یقین ہوگیا کہ اعلیحضرت نے ملانوں کے جس طبقہ کا ذکر کیا تھا وہ موجود ہے اور اس نے خود اپنی آواز سُنا کر دُنیا کے سامنے اعلیحضرت کے بیان کی زندہ شہادت پیش کردی اس نے دیوبندیوں کے سوا علمآ اسلام کا نام علماء سوء رکھا ہے اور یہ کہا کہ ان کا مقصود تحصیل زر اور طلب دُنیا ہے میں اس معیار کو مانتے ہوئے الانصار سے استفسار اور کہنا چاہتا ہوں کہ وہ یہ بھی لکھ دے کہ دیوبندی خیال کے مشہور علما کی مالی حیثیت ابتدا میں کیا تھی اور انہوں نے علمی اور اس کے مزعوم تقدس کی زندگی گذار کر آخر میں کتنی دولت چھوڑی یا جو باقی رہ گئے ان کے پاس کتنی دولت ہے اور ابتدا میں اُن کی کیا حیثیت تھی اس سے معلوم ہو جائیگا کہ انہوں نے تحصیل زر فرمائی یا نہیں اور وہ علماء سوء ہیں یا نہیں۔ علمآ اہل سنت کے متعلق اگر وہ دریافت کرے تو میں بتانے کے لیے تیار ہوں اور سب سے زیادہ جس وجود گرامی اور مقبول بارگاہ الٰہی پر دیوبندیوں کو غیظ و غضب ہے وہ اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد ملت حضرت مولنا مفتی حاجی قاری شاہ محمد احمد رضا خان صاحب قدس سرہ کی ذات عالی ہے اُن کی پاک زندگی پر اگر نظر ڈالے تو معلوم ہو جائیگا کہ آبا و اجداد سے پائی ہوئی جائداد کا بیشتر حصہ مدۃ العمر خدمت دین میں صرف فرمایا اور آخر وقت نصف جائداد وارثوں کے لیے چھوڑی اور نصف امور دینیہ کے لیے وقف فرما دی تحصیل مال کہاں یہاں تو ہمیشہ انفاق فی سبیل اللہ ہی رہا اگر اس قسم کی جانچ کی تو خود انھیں کا معیار انھیں کو بتا دیگا کہ عالم سوء کون ہے۔

اس سلسلہ میں انہوں نے یہ بھی تذکرہ کیا ہے کہ علماء دیوبند پر توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلط الزامات لگائے جاتے ہیں باوجودیکہ کلمات توہین آج تک ان کی کتابوں میں چھپے ہوئے موجود ہیں کیا دنیا میں کوئی دیوبندی جرأت کر سکتا ہے کہ اس کو غلط ثابت کر دے اور کوئی تو کیا خود مولوی اشرفعلی صاحب اسکی ہمت نہ کر سکے ہر چند بارہا ان سے دعوے میں

ناشدنی کلمات توہین کو دیوبندی زبان میں مدح و ستائش کہا جائیگا۔ اگر دیوبندی صاحبان کا یہ خیال ہو کہ یہ کلمات توہین نہیں ہیں تو کیا دیوبندی ۔ ضی ہیں کہ ان کی اور ان کے بزرگوں کی نسبت یہی کلمات جلی حرفوں میں لکھ کر ملک کے گلی کوچہ میں شائع کر دیئے جائیں کہ دُنیا یہ تو سمجھ لے کہ دیوبندیوں کی نرالی زبان میں یہ کلمات توہین کے نہیں ہیں اور انکو وہ اپنے بزرگوں کی نسبت بھی بخوشی گوارا کر لیتے ہیں لیکن اگر وہ ان کلمو نکو اپنے بزرگوں کی نسبت گوارا نہ کر سکیں تو کس مُنھ سے کہا جاتا ہے کہ یہ کلمات توہین نہیں۔ جو کلمہ تمہارے بڑوں کے لیے کہنا گوارا نہو شان رسالت میں اُنھیں کلموں کو کہنا۔ لکھنا چھاپنا کسطرح گوارا کیا جاتا ہے اور کیوں ان کہنے والوں کی تائید کیجاتی ہے۔

ذیل کے الفاظ سے اخبار الانصار دیوبند میں علمائے اہل سنت کی خاطر مدارات کی گئی ہے۔ ان سے اُن کی تہذیب متانت کا بھی پتہ چلتا ہے اور اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ امیر صاحب کے جملوں کا مصداق یہی حضرات ہیں جنہوں نے اپنی طرف سے چھیڑ چھاڑ کا ایک نیا سلسلہ شروع کیا ہے (نقل الفاظ الانصار دیوبند)

(۱) فرعون مزاج ملا (۲) علماء دنیا (۳) ننگ اسلام (۴) دین فروش (۵) شقاوت وعناد پرور (۶) علماء سوء (۷) کمبخت (۸) نفس امارہ کی فریب کاریاں (۹) ابلیس لعین انکے دل و دماغ پر مسلط ہو گیا ہے (۱۰) علماء مکر و حیل (۱۱) دُنیا پرست (۱۲) حساد (۱۳) غصہ سے بے قابو ہو جانے والے (۱۴) مارد م بریدہ (۱۵) طالبان دنیا (۱۶) فتنے اُٹھانے والے۔ (۱۷) سرگشتگان کوئے ضلالت۔

دیوبند کے مہذب نمائندے نے علمائے اہل سنت کی تواضع کے لیے تو بہت سامان پیش کیا جسکا بہت بڑا ذخیرہ اس کے پاس موجود ہے اور یہ ان حضرات کا غصہ نفسانیت اور تفرقہ انداز طبیعت کا پتہ دیتا ہے تمام علمائے اہل سنت کو تو یہ حضرات جیسا سمجھتے ہیں وہ انکے ان الفاظ سے ظاہر ہے لیکن ان صاحبوں کی نچلی نہ بیٹھنے والی طبیعتیں آپس میں بھی جنگ جوئی کیے بغیر صبر نہیں کرتیں آج کل جو دیوبند میں جنگ برپا ہو رہی ہے اور جس کے سلسلہ مدت سے چل رہے ہیں انکا راز طشت از بام ہو چکا ہے اور وہ اخباروں کے صفحات میں رات دن دُنیا کے سامنے آتی ہے۔ اس وقت ملک کے لیڈروں کو دعوتیں دیجا رہی ہیں اور انکی ہاں ہاں کی جاتی ہے دیکھیے کیا انجام ہو۔ اب بھی کوئی شخص تردد کریگا کہ امیر صاحب کے کلمات کا صحیح مصداق اگر ہو سکتے ہیں تو حضرات دیوبند یا کوئی اور۔

ایسی حالت میں یہ حضرات تبلیغ کے کام کس طرح انجام دے سکتے ہیں اور آریوں کے حملوں کی مدافعت میں وہ کیا کر سکتے ہیں انھیں اپنے خانگی اور بیرونی جنگوں سے کب فرصت ہے۔ انھیں حضرات کی ان بدمزاجیوں اور سخت کلامیوں کا نتیجہ ہے کہ میر صاحب نے اس طبقہ کے متعلق یہ رائے قائم کی لیکن ہم ان حضرات کے ممنون ہیں کہ انھوں نے مسلمانوں کو زیادہ مدت تک پریشان نہیں ہونے دیا اور اپنی غلیظ طبیعت کا اظہار فرما کر بتا دیا کہ امیر صاحب کے کلام کا مصداق موجود ہے اور بول رہا ہے۔

رائل کمیشن کا بائیکاٹ

خود غرضوں کے اغوا سے بچو۔ ہندوؤں اور ہندو پرستوں کے فقروں میں نہ آؤ۔ گذشتہ تجربوں سے سبق لو۔ اپنی ہستی ہندوؤں کے پیچھے برباد نہ کرو کمیشن کے بائیکاٹ کا نام نہ لو۔ اپنے حقوق کے مطالبے اور تحفظ کی تدابیر میں سستی و غفلت نہ کرو۔

مالوی کے قدموں میں محمد علی کا سر

۴ جنوری ۱۹۲۸ء کے ہمدم میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ مسٹر محمد علی نے کانگریس کے اجلاس میں مسٹر مدن موہن مالوی کے قدموں پر سر رکھدیا۔ شوکت علی نے مالوی کو پنکھا جھلنا شروع کیا۔ اسلامی حلقوں میں یہ خبر نہایت گہرے رنج کے ساتھ پڑھی گئی۔ کاش انکا نام محمد علی نہ ہوتا کہ ایسے نام کی تو توہین نہ ہوتی افسوس کیا مسلمانوں کی غیرت وحمیت ایسے شخص کو اپنا لیڈر رکھنا گوارا کرے گی کیا وہ شخص جس نے مالوی کے قدموں پر سر رکھا ہو ہندوؤں کی جماعت میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کر سکیگا۔ کیا ہندوؤں کا ایسا پرستار مسلمانوں کی رہنمائی کا اہل ہو سکتا ہے۔ کیا اس کی آواز ہندو مقاصد کا ارگن نہیں ہوگی۔ یہ سر کبھی گاندھی کے قدموں میں بھی رکھا گیا تھا۔ مشرکوں کے قدموں میں ٹھوکریں کھانے والا کیا پرستاران توحید کا رہنما بن سکتا ہے۔

مدن موہن مالوی کی خدمات سے کون واقف نہیں ہے انکی مسلم نوازی سے کون بے خبر ہے اسوقت اس زبان سے اتحاد کے کلمات کیوں نکل رہے ہیں اس میں کیا راز ہے۔ ہندوؤں کے طرز عمل کو بغور دیکھنے والے آنکے ایسے کلمات سے مغالطہ نہیں کھاتے وہ سمجھ لیتے ہیں کہ زمانہ شناس وقت کو پہچان کر بات کرتے ہیں ہمیں آنکھ سے کام لینا چاہیے اور اتنا بدعقل نہ ہونا چاہیے کہ ہر نرکاری ہمیں ادنی گھات سے شکار کرلے۔

امیر افغانستان کا شکریہ ہندو مہاسبھا کی طرف سے

امیر افغانستان حال میں سیاحت یورپ کے دوران میں ہندوستان سے گزرے بمبئی میں انہوں نے نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ میں جیسا کہ ۲۱ دسمبر ۱۹۲۷ء کے ہمدم میں زیر عنوان مضمون خاص چھپا کہا، نہایت درجہ شرم کی بات ہے کہ ہندوستان کے مسلمان گائے کے سوال پر ہندوؤں کے جذبات کی عزت نہیں کر سکتے، الخ ابھی اسے شائع ہوئے زیادہ عرصہ گزرا تھا کہ ہمدم یکم جنوری ۱۹۲۸ء نے ہمیں کانگریس کیمپ کی ۲۹ دسمبر کی یہ اطلاع سنائی کہ آج شب کو ہندو مہاسبھا کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا جس میں طے پایا کہ مسلمانوں سے اپیل کی جائے کہ ہندو مسلم تعلقات کی بہتری اور اتحاد کے قیام کی غرض سے بطور خوراک استعمال کے لیے اور قربانی کی غرض سے ہر دو صورتوں میں گاؤکشی موقوف کی جائے۔ پنڈت مدن موہن مالویہ کی اس تجویز پر مہاسبھا نے ہز مجسٹی غازی امان اللہ خان شاہ کابل کے اس طرز عمل پر اظہار تشکر کیا جو ہز مجسٹی نے ہندوؤں کے جذبات کا لحاظ کرنے گائے کے احترام کے معاملہ میں اختیار کیا ہے اور ممدوح کی اس نصیحت پر شکریہ ادا کیا گیا جو اس معاملہ میں ہندوؤں کے جذبات سے رواداری برتنے کے متعلق ہندوستان کے مسلمانوں کو کی ہے،

امیر صاحب آئے اور چلے گئے انہوں نے مختلف مواقع پر جو تقریریں کیں ان کی طویل اور مختصر رپورٹیں بھی اخبارات نے شائع کر دیں مگر کم از کم ہم نے ان میں ایک لفظ امیر صاحب کی زبان سے ایسا نکلتے نہیں سنا جس میں انہوں نے ہندوستان کے غریب مجبور بے بس بےکس امن پسند مسلمانوں سے جو نخوت پرست ہندوؤں کے ہاتھوں گائے پرستی کے اندھا دھند جوش میں نہایت بے دردی اور سنگدلی سے لوٹے مارے جاتے ان کی جان و مال آل اولاد عزت و آبرو و مساجد و قرآن دین و ایمان پر تباہی و بربادی آتے اور نہایت گستاخانہ حملے کیے جانے پر ذرا سا بھی اظہار ہمدردی کیا ہو ہاں ان کی تقریروں میں مسلمانوں کو جن سے ان کے نام نہاد لیڈروں نے ہندوؤں کی ذلیل غلامی تک کرا چھوڑی۔ نہایت زور شور سے ہندوؤں سے رواداری برتنے کی تلقین ہے حسب بیان ہمدم ۲۱ دسمبر اسلئے غریب مسلمانوں کو ہی ہندوؤں پر ظلم و زیادتی کرنے اور انھیں کو خود اپنے مذہب سے بھی رو گردانی کا مجرم یہ کہکر بنایا جاتا ہے، "تم خود اپنے مقدس رسول کی تعلیمات کی بے حرمتی کر رہے ہو جنہوں نے اپنے مبارک عمل و ارشاد سے رواداری کی تعلیم دی تھی خود ہمارے مذہب کی تعلیمات کو غلط سمجھا گیا ہے جو دوسرے مذاہب کے محسوسات کا تمسخر کیا جاتا ہے تم خود اس طرح اپنے مذہب کا تمسخر اڑاتے ہو" اور اسلئے انھیں غریبوں کو جو اپنے شعار دین ذبح و قربانی بقر کو پہلے بھی نہایت امن پسندی سے بغیر کسی کی ناجائز اشتعال انگیزی کے ادا کرتے تھے اور اب تو ادا بھی نہ کر سکے بیچارے شورہ پشتوں کے شر و فساد سے اپنے مال و جان مساجد و قرآن کو محفوظ رکھنے کی خاطر بندش کا الزام بھی اپنے ہی لاکر ادا کرتے ہیں سخت شرم دلائی جاتی ہے کہ وہ گائے کے معاملہ میں ہندوؤں کے جذبات کی عزت

نہیں کر سکتے۔ گائے کے معاملہ میں ہندوؤں کے جذبات تو کھلے ہوئے ہیں کہ اُسے پوجا جاتا ہے تجربہ شاہد ہے کہ اس کے کم
پر وہ کسی طرح راضی نہیں ہو سکتے اور اسی وجہ سے کہ وہ اُسے اپنا معبود و مسجود جانتے ہیں وہ اُس کی ذبح و قربانی
سے جو شعار اسلام ہے مسلمانوں پر اس وقت ہندوستان میں انھیں بے یار و مددگار کمزور دیکھ کر آئے دن وہ سفاکانہ
مظالم توڑتے ہیں تو اب کیا مسلمان بھی آنکھ ان جذبات کی عزت کرتے ہوئے گائے پوجنے لگیں ہمیں بہت تامل ہے کہ
یہ خیالات امیر افغانستان کے ہوں اور ایک مسلمان بادشاہ کے منہ سے یہ کلمات نکلے ہوں مگر باوجود اس پر یقین نہ رکھنے
کے چونکہ یہ الفاظ اُن کی طرف سے اخبارات میں شائع ہو گئے اور ہندوؤں نے اس کی بنا پر ہندوستان سے شعائر
اسلام ذبح و قربانی گاؤ کو یکسر میٹ دینے اور اُلٹے غریب بے قصور مسلمانوں کو امن شکنی و فساد انگیزی کے الزام
دینے کے اپنے من گندوں میں مدد دینی شروع کر دی لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ تمام اسلامی جماعتیں اور حضرات علماء اسلام
امیر صاحب کی طرف منسوب تقریر کے ان خاص الفاظ سے خصوصیت سے پُرزور تعرض کر کے یا تو ذمہ دار
حلقوں سے ان خاص الفاظ کی صاف تکذیب کرائیں تاکہ ہندوؤں کو ایک مسلمان بادشاہ کی تقریر کے جھوٹے
حوالے پر اپنے گائے پرستانہ من گندوں کی جنبائی چننے کا موقع نہ رہے ورنہ ناواقف عوام پر اسلام و قرآن کے احکام
واضح فرما دیں کہ وہ جان لیں کہ اگرچہ دنیاوی مجازی بادشاہ نے یہ کہا مگر اُس حقیقی دونوں عالم کے شہنشاہ کا یہ حکم ہے اور
ان الحکم الا للہ"۔ (حضرت سید شاہ) محمد میاں قادری خانقاہ برکاتیہ۔ مارہرہ

شب برات

شب برات نہایت برکت والی رات ہے اللہ سبحٰنہ ارشاد فرماتا ہے حٰمٓ ۝ والکتٰب المبین ۝ انا انزلنٰہ فی
لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین ۝ فیہا یفرق کل امر حکیم ۝ امرا من عندنا انا کنا مرسلین ۝
یعنی قسم اس روشن کتاب کی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا۔ بیشک ہم ڈر سنانے والے ہیں اُس
(رات) میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔ ہمارے پاس کے حکم سے بیشک ہم بھیجنے والے ہیں یعنی جملہ احکام
ارزاق و آجال اور حوادث تمام سال کے اس شب مبارک میں تقسیم کیے جاتے ہیں اور ہر کام کے ملائکہ کو اُن کی تعمیل
پر متعین کیا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں مروی ہے عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
هل تدرین ما فی هذه اللیلۃ یعنی لیلۃ النصف من شعبان قالت ما فیها یا رسول اللہ
فقال فیها ان یکتب کل مولود بنی آدم فی هذه السنۃ وفیها ان یکتب کل هالک من بنی آدم
فی هذه السنۃ وفیها ترفع اعمالهم وفیها تنزل ارزاقهم فقالت یا رسول اللہ ما من احد
یدخل الجنۃ الا برحمۃ اللہ تعالی ثلثا قلت ولا انت یا رسول اللہ فوضع یده علی هامته

فقال ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ منہ برحمتہ یقولہا ثلث مرات (رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر) خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کیا تم جانتی ہو کہ اس شب میں کیا ہوتا ہے انہوں نے عرض کیا اے رسول خدا کیا ہوتا ہے فرمایا اس شب میں اس سال کا ہر پیدا ہونیوالا اور ہر مرنے والا آدمی لکھا جاتا ہے اور بنی آدم کے عمل (انکے رب کی طرف) اُٹھائے جاتے ہیں اور اُن کے رزق اُتارے جاتے ہیں حضرت عائشہ نے عرض کیا اے رسول خدا کوئی بہشت میں نہ داخل ہوگا مگر خدا کی رحمت سے فرمایا کوئی نہ داخل ہوگا جنت میں مگر خدا کی رحمت سے حضور نے یہ تین مرتبہ فرمایا حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا اور نہ آپ اے رسول خدا حضور نے اپنا دست اقدس سر مبارک پر رکھ کر فرمایا نہ میں مگر یہ کہ مجھ کو اللہ تعالے اپنی رحمت میں ڈھک لے اس شب میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و مغفرت کے ساتھ نزول فرماتا ہے ترمذی و ابن ماجہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فقال ان اللہ تعالی ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم کلب یعنی حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی شب کو آسمان دُنیا کی طرف اپنے رحمت و کرم کے ساتھ نزول فرماتا ہے پس بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ شمار کے گناہ بخشتا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری سے ابن ماجہ میں یہ الفاظ مروی ہیں فتغفر لجمیع خلقہ الا لمشرک او مشاحن یعنی اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی مغفرت فرماتا ہے سوائے مشرک اور کینہ ور کے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلہا و صوموا یومہا وان اللہ تعالی ینزل فیہا لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر لہ الا مسترزق فارزقہ الا مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر یعنی شب برات ہو تو اس رات قیام کرو یعنی نماز پڑھو اور اس کے دن کا روزہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شب غروب آفتاب کے وقت سے آسمان دُنیا کی طرف نزول اجلال فرماتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ کیا ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اُس کی مغفرت کروں۔ کیا ہے کوئی روزی مانگنے والا کہ میں اُس کو روزی دوں۔ کیا ہے کوئی گرفتار بلا کہ میں اس کو عافیت عنایت فرماؤں۔ کیا ہے کوئی ایسا اور ایسا۔ اسی قسم کی ندائیں طلوع فجر تک ہوتی رہتی ہیں۔ ان احادیث پر نظر کرنے سے اس شب مبارک کی برکات معلوم ہوتے ہیں۔ بندوں کو چاہیے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور سچے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہیں۔ بندوں کے حقوق جو ان پر آتے ہوں جس طرح ہو اپنے ذمہ سے اُتاریں۔ کینہ بغض۔ حسد۔ عداوت دنیوی دل سے دور کریں آپس میں ایک دوسرے سے ملکر رنجشوں اور کدورتوں کو میٹ دیں۔ رات عبادت الٰہی میں گذاریں اپنے مطالب کے لیے اللہ تعالےٰ سے دعائیں مانگیں پندرہویں شعبان کو روزہ رکھیں۔ نیکیاں جسقدر ہو سکیں زیادہ کریں خواہ بدنی ہوں یا مالی اپنی اموات کو ایصال ثواب کریں قبرستانوں میں جائیں مُردوں کو ثواب پہنچائیں یہ سُنت ہے اور حدیث شریف میں

وارد ہے کہ حضور اس شب بقیع (قبرستان) تشریف لے گئے اسی لیے ہندوستان میں اور دوسرے بلاد میں علی العموم مروج ہے کہ شب برات کو اموات کو صدقہ اور ذکر کا ثواب پہنچاتے ہیں اور اُن کی فاتحہ دلاتے ہیں اس کی اصل حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا والی حدیث ہے اور اس کا انکار جہالت و نادانی منکرین حلوے کا حیلہ کرتے ہیں حلوے ایک طیب اور حلال چیز ہے لذیذ و مرغوب چیز ہے مسلمان کو جو چیز اچھی معلوم ہو خدا کی راہ میں دے اسپر کیا اعتراض نہیں ممکن کہ مخالفین حلوے کی حرمت یا کراہت پر کوئی دلیل قایم کر سکیں خدا کا خوف کریں اور حلال چیز کو حرام بتانے سے باز رہیں یا ایہا الذین امنوا لا تحرموا طیبت ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین اے ایمان والو نہ حرام کرو ان پاک چیزوں کو جن کو اللہ تعالے نے تمہارے لیے حلال فرمایا ہے اور نہ تجاوز کرو حد سے بیشک اللہ تعالے تجاوز کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا۔ تمام عالم کے مسلمانوں کا ایک فعل پر متفق ہونا علما وصلحا کے دراز زمانوں اور قرنوں سے کسی کام کو کرتے آنا خود اسکے مستحسن ہونے کی دلیل ہے حدیث شریف میں ہے ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں اللہ کے نزدیک اچھی ہے ایسے برکت کے وقت کو لہو و لعب اور ناجائز کاموں میں صرف کرنا انتہا درجہ کی محرومی اور بدنصیبی ہے۔

افسوس ہمارے ملک میں آتشبازی کی عادتیں جاری ہیں اور لوگ یہ برکت والی رات ان کاموں میں صرف کرتے ہیں مال اور وقت کی اضاعت لہو و لعب میں اشتغال دوسروں کی ایذا و طاعت الٰہی سے محرومی کیسی کیسی برائیاں ہیں جن میں آتشبازی کی وجہ سے انسان مبتلا ہوتا ہے مسلمان ان حرکات ناجائز سے توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین۔

معروضات جناب منشی علی حسین صاحب صہبا مرادآبادی بدرگاہ بیکس پناہ حضور سید انبیا صلے اللہ علیہ وسلم

زر نہیں پر نہیں شہر کل سے معذور رہوں میں۔ کیسا مجبور ہوں میں
مائل خلد نہ شیدائے رخ حور رہوں میں۔ دونوں سے دور رہوں میں
گیسوئے شہ کی جو نسبت کا ہو فخر نصیب۔ یہ ہوئی بات عجیب
دیکھ کر جلوۂ شہ آنکھ نے اترا کے کہا۔ میرا ستارہ چمکا
ذرۂ خاک مدینہ کی ضیا نے بخدا۔ مہر و مہ سے یہ کہا
اسے تصور تجھے اللہ سلامت رکھے۔ خوب جلا یا تو نے
کھنچ سکا جب نہ مدینہ کا خیالی نقشہ یاس سے دل نے کہا
جلوہ فرمایا شہ دیں نے زمیں پر جسدم۔ دیکھا زلالا عالم

یا نبی روضۂ اقدس سے بہت دور رہوں میں۔ سخت مجبور رہوں میں
ہاں مدینہ کی ہوا آئے تو مسرور رہوں میں۔ مست ہوں چور رہوں میں
ظلمت شب نے چمک کر یہ کہا نور ہوں میں۔ غیرت حور رہوں میں
چشم بد دور کہ اب نور علیٰ نور ہوں میں۔ خوب مغرور رہوں میں
کوئی موسیٰ سے یہ کہدے شرر طور ہوں میں۔ نور ہی نور رہوں میں
کہ ہمہ وقت مدینہ میں ہوں گو دور ہوں میں۔ یوں بھی مسرور ہوں میں
ظلمت بخت سے آئینہ بے نور ہوں میں۔ غم سے معمور ہوں میں
ذرہ ذرہ نے چمک کر یہ کہا طور ہوں میں۔ حامل نور رہوں میں

یا نبی غیر مرے حال پہ ہنستی ہے بہت ۔ نفس سے گبندہ ہیں بہت
شرم ہے آپ کے ہاتھ انکا مشّوہوں میں ۔ سخت مجبور ہوں میں
حشر میں ساقی کوثر سے لطف جام پائینگے خاص و عوام
عمر بھر سے اسی امید پہ مسرور ہوا ہوں رنج سے دور ہوں میں
پھینکدے پھونکدے یہ شیشہ و ساغر تھا جو کہ دنیا کا ترا
مدنی جام ملا ہے مجھے مسرور ہوں میں چور ہوں میں

کیا ذبیحہ گاؤ کسی بادشاہ کے کہنے یا کسی قوم کے راضی کرنے کیلئے ترک کیا جا سکتا ہے

ذبیحہ گاؤ شریعت طاہرہ نے مسلمانوں کے لیے حلال کیا انکے اس حق کو نہ کوئی بادشاہ سلب کر سکتا ہے اور نہ کسی کی خاطر اسکو موقوف کیا جا سکتا ہے۔ ذبیحہ کو موقوف کر دینا عملًا ایک ایسی چیز کی تحریم ہے جس کو شریعت طاہرہ نے حلال کیا اور شریعت کے حلال کو حرام کرنا بنص قرآن کریم ممنوع۔ قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین پارہ ۷ رکوع ۲ یعنی اے ایمان والو تم اُن پاک چیزوں کو حرام نہ کرو جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال فرمایا اور حد سے نہ بڑھو بیشک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں۔ اس آیت میں حرام کرنے سے کسی حلال چیز کا ترک کر دینا مراد ہے تفسیر مدارک میں ہے ومعنی لا تحرموا تمنعوھا انفسکم کمنع التحریم۔ اس آیۂ کریمہ سے معلوم ہوا کہ کسی حلال چیز کو مثل حرام کے چھوڑ دینا ممنوع اور اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور جو بات پروردگار عالم کو ناپسند اور جس کو اُس نے منع فرمایا وہ کسی کی خاطر سے نہیں کیا جا سکتی لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ اللہ مسئلہ تو یہ ہے جو علی وجہ الاختصار بیان کیا گیا علمائے دین اس کی تائید و تصدیق میں اپنی تحریرات شائع فرمائیں غالبًا امیر صاحب کا مطلب یہ ہوگا کہ ذبح گاؤ منظر عام پر اور اسطرح نہ کیا جائے جس سے ہندوؤں کو چھیڑنا مقصود ہو۔ امیر صاحب کو کیا خبر ہوئی کہ ہندوستان کے مسلمان کس طرح گائے ذبح کرتے ہیں وہ سمجھتے ہونگے کہ ہندوؤں نے جو یہ شور و غوغا مچایا ہے تو شاید مسلمان ہندوؤں کے محلوں میں اُنکے مکانوں کے سامنے بڑے اعلانوں سے ذبح کرتے ہونگے جبھی تو وہ پریشان ہیں اور اگر اپنے محلوں اپنے مکانوں میں ذبح کریں تو ہندوؤں کو اسپر کیوں اعتراض ہو۔ انھیں معلوم نہیں کہ ہندوستان کے مسلمان گایوں کو مذبحوں میں اور قربانی کے موقعوں پر جہاں اجازت ہے وہاں اپنے مکانوں میں ذبح کرتے ہیں بازاروں میں جہاں گوشت فروخت ہوتا ہے وہاں دکانوں پر چکوں اور جالی دار کواڑوں سے پردہ کر دیا جاتا ہے۔ اگر یہ بات امیر صاحب کے علم میں آتی تو وہ غالبًا ضرور فرماتے کہ مسلمانوں کے اس اہتمام کے باوجود ہندوؤں کو شاکی نہ ہونا چاہیے کوئی شخص دوسرے ملک میں وارد ہو کر دفعۃً وہاں کی رسم و راہ سے پوری طرح آگاہ نہیں ہو سکتا۔ انصاف یہ ہے کہ ذبح گاؤ کے معاملہ میں مسلمان جس قدر ہندوؤں کا لحاظ رکھتے ہیں اگر ہندو اخلاقی طور پر اسکا بدلہ کریں تو ہندو مسلم جنگ کا خاتمہ ہو جائے۔

الٓمّٓ

ۂ بقرہ اُن اُنتیس سورتوں میں سے ہے جن کی ابتدا حروف مقطعہ کے ساتھ فرمائی گئی - یہ الفاظ جن کے ساتھ ہجا کیجاتی ہے
حروف کے اسماء ہیں جن سے کلمات مرکب کیے جاتے ہیں مثلاً قاف   قال کے حرف اوّل کا اور الف اُس کے حرف
ط کا اور لام اُس کے آخر کا اسم ہے اسی وجہ سے اسم کی تعریف (استقلال بالمفہومیت) ان پر صادق آتی ہے - اور اسم کے
ام دخواص امالہ تفخیم تعریف جمع تنکیر تصغیر وصف اضافت وغیرہ ان پر جاری ہوتے ہیں - خلیل اور ابو علی کا یہی قول ہے
پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں وارد ہوا کہ جس شخص نے قرآن پاک کا ایک
ف پڑھا اُس کو ایک نیکی ملے گی اور نیکی کا بدلہ دس گونا ہوگا - لا اقول الٓمّٓ حرف بل الف حرف ولام حرف ومیم حرف میں یہ نہیں کہتا
کل ملکر ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف اس حدیث میں الف اور لام اور میم کو حرف بتایا گیا
ا جواب یہ ہے کہ حدیث میں لفظ حرف اپنے معنی اصطلاحی   میں نہیں ہے بلکہ اُس کے معنی لغوی (کلمہ یا طرف) مراد ہیں -
تون کا افتتاح ان حروف کے ساتھ کیا گیا اس میں تنبیہ ہے کہ قرآن پاک کی نظم ان ہی حروف سے ہے جن سے سب
پنے کلام کو مرکب کرتے ہیں تو اگر یہ کتاب حضرت قادر بے مثال کی طرف سے نہ ہوتی تو تمام دنیا اور بڑے بڑے فصحا
نبان اور اس کی کسی ایک سورت کا مثل بنانے سے عاجز نہ ہوتے باوجودیکہ کلام کی ترکیب کا مادّہ اُنکے پاس موجود تھا
مثل بنانا تو بہت دور رہا قرآن پاک کے بہت غیرتیں دلانے تحدی فرمانے سے عرب کے فصحا و بلغا میں جوش مقابلہ
ہوا اور قرآن پاک کے یہ فرما دینے سے کہ تم اس کتاب مقدس کی ایک سورت کی مثل تو بنا لاؤ اپنے معبودوں سے
مدد لو اور اس کے ساتھ یہ بھی اعلان کہ یہ تم سے نہ ہو سکے گا اس کتاب کا مثل بنانا تمہارے مقدور سے باہر ہے - یہ سنکر
ن کی رگوں میں جوش کا سمندر طوفانی موجیں مارنے لگا مقابلہ کی آگ اُن کے دلوں میں بھڑک اُٹھی اور زبان دانی کے ماہر
حت و بلاغت کے عارف باہمد گر ملکر قرآن پاک کے مقابلہ میں کوئی چھوٹی سی عبارت بنانے پر تل گئے بہت عرقریزیاں
بہت کوششیں کیں - رات دن اسی دُھن میں گزار دے - مدتیں محنتوں میں بسر کیں لیکن وہ تمام محنتیں رائیگاں گئیں اور کوئی
ت ایسی ہی نہ بن سکی جو قرآن کریم کی فصاحت سے کچھ نسبت بھی رکھتی اپنی عبارتوں کو اُنہوں نے اپنے ہی ہاتھوں چاک
ر اپنے علم و دماغ کو صرف کر کے اپنے اعوان و انصار اور شہرۂ آفاق فصحا سے مدد لیکر جو کچھ بنایا اُس کو اُنہوں نے خود
پاک کے مقابل پیش کرنے کے قابل نہ سمجھا تو ثابت ہو گیا کہ یہ کلام اگر بشر کا ہوتا تو کیا وجہ تھی کہ فصاحت و بلاغت
ہر علم و ہنر کے اُستاد سب کے سب اُس کی مثل کوئی چھوٹی سی عبارت بنانے سے بھی عاجز رہتے -
ذں کے اوّل میں اسماء حروف لا کر تنبیہ فرمائی کہ اس کلام معجز کا عنصر بھی حروف ہیں جنکے موجود ہوتے ہوئے بشری قدرت
کلام پاک کا مثل نہیں بنا سکتی یہ اتم دلیل اور قوی برہان ہے کہ یہ کتاب مقدس خدا کی کتاب ہے -

دوم امی بات چیت تو کر لیتے ہیں لیکن وہ حروف کے نام نہیں جانتے تو یہ ایک اور معجزہ کا اظہار ہے کہ ایک امی صلی اللہ علیہ وسلم جس نے نہ دنیا میں کسی سے پڑھنا لکھنا سیکھا نہ لکھنے پڑھنے والوں کے ساتھ اُنکو مخالطت رہی وہ اسمار حروف کے ساتھ نطق فرمائیں۔ یہ بالکل خارق عادت اور امی سے مستغرب مستبعد ہے تو یہ وجہ ایک اور معجزہ ہے اور جب ان حروف کے ایراد کی خصوصیت پر نظر کی جاتی ہے تو یہ معجزہ اور ظاہر تر ہو جاتا ہے کیونکہ یہ اسمار قرآن پاک کی سورتوں میں اسطرح وارد کیے گئے ہیں کہ ادیب اریب فائق فن ان رعایتوں کے ساتھ اتنے حروف کے وارد کرنے سے عاجز ہے اور اگر یہ پابندیاں اُس پر لازم کیجائیں تو وہ اتنے حروف کا اس طرح ذکر کر دینا ناممکن سمجھے گا۔

کل حروف کی تعداد اُن لوگوں کے نزدیک اٹھائیس ہے جو الف کو حرف مستقل شمار نہیں کرتے اور جو الف کو حرف مستقل شمار کرتے ہیں اُنکے نزدیک اُنتیس ہے۔ مذہب ثانی پر جتنی کل حروف کی تعداد ہے اُتنی سورتوں میں حروف مقطعہ وارد کیے گئے کل حروف جو فواتح سوَر میں لائے گئے ہیں مکررات ساقط کرکے چودہ ہیں جو مذہب اول پر کل حروف کی تعداد کے نصف ہیں تو اب یہ سمجھیے کہ کل حروف کے نصف حروف اُتنی سورتوں میں لائے گئے جتنی کل حروف کی تعداد ہے مگر یہ کونسے نصف لائے گئے اور کونسے نصف چھوڑے گئے اسمیں جن دقائق اور جن نکات کی رعایت رکھی گئی ہے وہ عقل کو حیرانی میں ڈالدیتے ہیں۔ اُن میں سے ایک بات یہ ہے کہ ہر ایک حرف کے لیے کچھ صفات ہیں اُنتیس سورتوں میں نصف حروف اسطرح لائے گئے کہ ہر صفت کے حروف کا نصف اُن میں آگیا اور پھر جو نصف لائے گئے اور جو چھوڑے گئے اُنکے ترک و اتیان میں بہت لطیف و دقیق وجوہ ترجیح موجود ہیں پھر کہیں ایک حرف لایا گیا کہیں دو لائے گئے کہیں تین لائے گئے کہیں چار لائے گئے کہیں پانچ لائے گئے ان سب کی بہت باریک اور قوی وجوہ ہیں جن کو تفسیر بیضاوی میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اس ترتیب کو دیکھ کر ایک عالم متبحر اور علم و ادب کا ماہر حیرت میں پڑجاتا ہے اور وہ جزم و یقین کے ساتھ حکم کرتا ہے کہ جو بات طبقہ بشر میں کوئی بڑے سے بڑا ماہر بھی نہیں کر سکتا وہ عالم امی کی زبان سے ادا ہونا یقینا ایک بڑا معجزہ ہے۔

اب یہاں ایک بحث تو یہ ہے کہ یہ حروف مقطعہ کسی معنی پر دلالت بھی رکھتے ہیں یا نہیں قطع نظر اس سے کہ وہ دلالت تمام عوام و خواص کے لیے ظاہر ہو یا مخصوصین کے سوا اور اُس تک رسائی نکر سکیں علمائے متکلمین نے اسپر بہت زور دیا ہے کہ یہ حروف مفہمہ یعنی معنے پر دلالت رکھنے والے ہیں اور انہوں نے بہت آیات و احادیث سے اس مدعا پر دلائل قائم کیے ہیں کہ کتاب الٰہی میں کوئی چیز بے معنی نہیں ہے اور ادلہ عقلیہ سے بھی اس کی تائید کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ کلام کا مقصود ہی افہام ہے اگر کلام مفہوم نہو اور اُس سے کوئی معنی نہ سمجھے جائیں تو مخاطبت عبث اور بیکار ہوگی اور شان حکیم اس سے ارفع و اعلیٰ ہے دوسرے یہ کہ قرآن حکیم کے ساتھ تحدی کی گئی اور نامعلوم چیز کے ساتھ تحدی کسطرح ہو سکتی ہے۔ بہر تقدیر ان کا علم سے محجوب و رامستور ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر کتاب میں

ایک راز ہوتا ہے اور قرآن پاک کا راز اوائل سورہ میں بعض عارفین نے فرمایا عالم بمنزلہ سمندر یا دریا بحر ناپیداکنار کے ہے اس سے جو کھاڑیاں نکلیں انہوں نے جنگل کے جنگل بھر دیئے۔ پھر ان سے دریا نکلے پھر ان سے چھوٹے چشمے نکلے پھر ان سے جدولیں نکلیں پھر ان سے اور چھوٹی شاخیں نکلیں تو اگر جدول میں کھاڑی بہہ نکلے تو جدول غرق ہو جائے بگڑ جائے۔ اس کا نام ونشان باقی نہ رہے اور اگر سمندر کھاڑی کی جگہ آئے تو اسکا بھی یہی حال ہو بحر علم اللہ کے پاس ہیں ان میں سے رسولوں کو وادیہ (کھاڑیاں یعنی سمندر سے نکلنے والے بہت بڑے بڑے دریا) عطا فرمائے۔ رسولوں نے اپنے علوم کے اودیہ سے علما کو نہریں عنایت کیں پھر علما سے عامہ کو جداول بحسب ان کی قدرت واستطاعت کے ملیں پھر ان جداول سے چھوٹی چھوٹی شاخیں ان کے اہالی کو بقدر ان کی طاقت کے پہنچیں یعنی عقول ضعیفہ اسرار قویہ کا تحمل نہیں کر سکتیں جسطرح خفاش (چمگادڑ) کی آنکھ آفتاب کے نور کی برداشت سے عاجز ہے۔ جب تربیت انبیا علما کی عقول میں نورانیت کا اضافہ کر کے مزید استطاعت پیدا کرتی ہے تب وہ اسرار نبوت کے برداشت کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ اسی طرح علما کی تعلیم جب عوام کے عقول کو صاف کر کے قوت بخشتی ہیں تب وہ اسرار علما کے برداشت کے قابل ہوتے ہیں ایسے ہی علماً باطن جن کو دین میں حکما کہتے ہیں جب فیض نبوت سے ان کی عقلیں زیادہ متنور اور خوب روشن ہو جاتی ہیں تو وہ ان اسرار کا تحمل کر سکتے ہیں جن سے علما ظاہر عاجز ہیں۔ شعبی سے ان حروف کی نسبت دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ وہ خدا کا راز ہیں انکے درپے نہو۔

ابو ظبیان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ علما ان حروف کے ادراک سے عاجز ہیں اور **حسین** ابن فضل نے کہا کہ یہ متشابہات میں سے ہیں۔ تفسیر روح البیان میں فرمایا کہ یہ ہو سکتا ہے کہ اکثر اور تمام حروف مقطعہ من قبیل رموز ومعمیات ہوں جو دو محبوں کے درمیان معین ہوں ان کے سوا کوئی اُن پر مطلع نہو اور اللہ تعالیٰ نے ان رموز کو اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اسطرح معین فرمایا ہو کہ جہیں ملک مقرب اور نبی مرسل کی وسعت نہو سکے اور جبرئیل کی وساطت سے جو کلام کیا جائے اور جن اسرار وحقائق کے ساتھ خطاب فرمایا جائے اس پر نہ جبرئیل مطلع ہوں نہ کوئی دوسرا اس پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام کہیعص لیکر نازل ہوئے تو جسوقت انہوں نے کاف پڑھا حضور نے فرمایا علمت والسلم جب انہوں نے ہا پڑھا فرمایا علمت جب یا پڑھا فرمایا علمت جب پڑھا عین فرمایا علمت جب پڑھا صاد فرمایا علمت۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور نے کیسے جان لیا جس کو میں نے نہ جانا۔ شیخ عبدالرحمن بسطامی قدس سرہ السامی نے بحر الوقوف میں فرمایا کہ بعض انبیا اسرار حروف کو وحی ربانی والہام صمدانی سے جانتے ہیں اور بعض اولیا کشف نورانی وفیض روحانی سے اور بعض علما نقل صحیح عقل رجیح سے اور یہ حضرات کبھی اپنے اصحاب کو اُس کے بعض اسرار پر مطلع فرماتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسرار حروف کا علم اکثر امت سے مخفی رکھا ہے کہ اس میں حکم الٰہیہ اور مصالح ربانیہ ہیں۔

تاویلات

حروف مقطعات کے معلوم المراد ہونے میں علما کے کلام کا بالاختصار ذکر کیا جا چکا۔ طریق اسلم یہی ہے کہ اس کو اللہ و رسول کے درمیان راز سمجھ کر تعیین مراد کے درپے نہ ہوں اور اپنے علم کو اللہ و رسول کی طرف تفویض کریں اور جو اس کی مراد ہے اس پر سچی فرمانبرداری کے ساتھ ایمان لائیں۔ مومن کی شان یہی ہے اور خداشناسی کا یہی مقتضا ہے کہ بندہ اپنے مالک و مولےٰ کے علم و حکمت پر یقین کامل رکھے اور اسکے دقائق حکمت تک جہاں بندے کی عقل ناقص رسائی نہ کر سکے وہاں تردد و انکار کو راہ نہ دے کہ یہ شیوہ تمرد ہے اور شان بندگی سے دور۔

ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص بندوں کو ان فواتح کی مراد پر مطلع فرمایا ہو۔ اسی لیے اہل علم کا ایک طبقہ انکو معلوم المراد کہتا ہے اور ان کی مراد میں انہوں نے بہت سے وجوہ ذکر کیے ہیں۔ یہ ذکر صرف اپنی عقل اور تخیل محض پر نہیں ہے بلکہ روایات پر نظر کر کے اور دلائل میں فکر کر کے وہ جن نتائج تک پہنچے اور اللہ تعالےٰ کے کرم سے جو علم ان پر منکشف ہوا اپنی حد معلومات تک انہوں نے بیان کیا۔ ضروری نہیں ہے کہ مراد انہیں وجوہ میں منحصر ہو اور یہ بھی نہیں کہ یہ اقوال باہم متخالف و متضاد ہوں بلکہ ایک شے تک جن کو جسقدر رسائی حاصل ہوئی اور جس عنوان سے وہ جلی ہوا یا اسکے اسقدر انہوں نے ذکر کیا۔ اب ہم یہاں ان حضرات کے چند اقوال نقل کرتے ہیں۔

(۱) یہ حروف ان سورتوں کے نام ہیں جن میں یہ واقع ہیں یہ قول اکثر متکلمین کا ہے خلیل و سیبویہ نے بھی اسی کو اختیار کیا قفال نے کہا کہ عرب حروف کے ساتھ اشیاء کے نام رکھتے ہیں جیسا کہ حارثہ بن لام طائی کے والد کا نام لام ہے اور جسطرح نقد کو عین ابر کو غین اور ایک خاص پہاڑ کو قاف اور مچھلی کو نون کہتے ہیں۔ ان حروف کے ساتھ سورتوں کا نام اس لیے رکھا گیا تاکہ اس تسمیہ میں اشعار ہو کہ یہی حروف عنصر کلام ہیں تو اگر نظم قرآن وحی الٰہی نہ ہوتی تو ان حروف سے ایسے کلام کا مرکب کرنا مقدورت بشر سے باہر نہ ہوتا۔

(۲) یہ حروف اللہ تعالیٰ کے اسماء ہیں۔ حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ وہ فرماتے تھے یا کہیعص یا حمعسق (رواہ ابن ماجہ) اس طرح ندا کرنا دلالت کرتا ہے کہ یہ اسماء الٰہی ہیں۔

(۳) یہ حروف اسماء باری کا جز ہیں اگر لوگوں کو ان کا طریق تالیف معلوم ہو جائے تو وہ اللہ کے اسم اعظم پر مطلع ہو جائیں حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا الر۔ حم۔ ن۔ ان کا مجموعہ اسم الرحمٰن ہے لیکن باقی اسماء کی کیفیت ترکیب پر ہم قادر نہیں۔

(۴) ان حروف میں سے ہر ایک حرف اسماء الٰہیہ میں سے ایک اسم کا مفتاح ہے الف اسم اللہ کا لام اسم لطیف کا میم اسم مجید کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا الم میں الف اشارہ ہے اس طرف کہ اللہ احد اول آخر ازلی ابدی ہے اور لام اشارہ ہے اسطرف کہ وہ لطیف ہے اور میم اشارہ ہے اسطرف کہ وہ ملک مجید منان ہے اور کہیعص میں فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ثنا ہے جو اس نے اپنے نفس پر فرمائی اسمیں کاف کافی پر ہا ہادی پر عین عالم پر صاد صادق پر دلالت کرتے ہیں

ستیارتھ پرکاش کے قرآن پاک پر اعتراض اور انکے جواب (سلسلہ جواب اعتراض آریہ بر جنت)

حضرت سعید ابن جبیر نے فرمایا کہ ان فرشوں کے ابرے نور خالص کے ہونگے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی ان کی تعریف نہیں کر سکتا یہ حال تو وہاں کے فرش کا ہے جس پر ان تخت نشینان جنت کے سریر نصب ہیں ان جنتوں کے میوے قریب ہیں کہ کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حالت میں ان تک ہاتھ پہنچ سکتا ہے۔ دنیا میں اگر میوہ دار درخت کے پاس بھی جائے تو میوہ حاصل کرنے میں دقتیں ہیں۔ لیٹے ہیں یا بیٹھے ہیں تو اٹھنا اور کھڑا ہونا پڑتا ہے کبھی کسی چیز سے شاخوں کو پکڑ کر جھکانے کی ضرورت پیش آتی ہے کبھی درخت پر چڑھنے کی صعوبت برداشت کرنا پڑتی ہے پھر اس پھل کے قریب کہیں خشک لکڑیاں ہیں کہیں کانٹے ہیں خراشیں لگتی ہیں تکلیفیں ہوتی ہیں تب میوہ ہاتھ آتا ہے جنت کے ارباب نعمت کو کوئی تکلیف نہیں وہ کھڑے ہوں تو میوہ قریب بیٹھیں لیٹیں تو خود شاخ جھکے اور میوہ ان تک پہنچا دے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اہل جنت کے پاس میوے لیکر درخت خود آئیں گے وہ جس وضع پر ہوں کھڑے بیٹھے لیٹے اسی حال میں باادب خدمت گار کی طرح ان کی خدمت میں میوے پیش کریں گے متکئین علی فرش کے بعد جنی الجنتین کا ارشاد فرمانا بتا رہا ہے کہ اہل جنت کو جب سریر آرائی کی عزت و کرامت دی گئی اور جنتی تکیوں پر انہوں نے آرام کیا تو شاخ درخت کو انکے حضور میوہ پیش کرنا اور ادب کے ساتھ منہ تک پہنچانا اس نعمت کی تکمیل ہے کہ میوہ لینے اور کھانے کے لیے بھی اٹھنے اور آسائش کی نشست چھوڑنے کی ضرورت نہیں الحمد للہ اور یہ بات تو اہل دل کے سمجھنے کی ہے کہ بعد اور دوری کا منشا تو جسمانی کثافتیں ہیں اور اہل جنت کے اجسام لطیفہ روحانیہ ہیں ع بعد منزل نشود در سفر روحانی۔ تو پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ان مناظر دلکشا اور نعمات طرب افزا میں جہاں جنتیں بنا مل سے واسطہ سب کچھ ہے جنتیوں کے انس کے لیے دمساز سراپا ناز بھی ہیں جنکا تذکرہ اسطرح فرمایا کہ ان جنتوں میں (بی بیاں ہیں) نظر روکنے والی جنہیں ان (جنتی شوہروں) سے پہلے کسی جن و انسان نے مس نہیں کیا بی بیوں کی صفت میں فرمایا نظر روکنے والی عربی کے الفاظ کی جامعیت تو اردو کو حاصل نہیں اس لیے قاصرات الطرف کا پورا ترجمہ تو یہ لفظ ادا نہیں کر سکے مطلب یہ ہے کہ وہ نازنینان پاکیزہ انداز اپنی چشم سحر ساز کو حیا سے نیچی کیے رہتی ہیں محبوب مرغوب کی حیا محب طالب کے جذبات طلب و طرب کو بدرجہا بڑھا دیتی ہے جہاں قاصرات الطرف کے یہ معنی ہیں وہاں اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ دیدہ نگار کو غیر کی طرف دیکھنے سے روکنے والی ہیں یعنی انکے جمال کا یہ عالم ہے کہ جب انکے جنتی شوہر کی نظر ان پر پڑے تو ان کے کمال حسن سے وہ نظر وہیں رک رہ جائے ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

یہ معنی بھی ہیں کہ وہ پاک بی بیاں اپنی نگاہوں کو غیر کے دیکھنے سے روکنے والی ہیں اور یہی معنی ارجح ہیں اور رحم لطف ظہور کے لانے سے ایک عجب لطف دیتے ہیں کہ جہاں ان پاکباز اچھوتی بی بیوں کو کسی جن و انس نے نہیں چھوا ہے

وہاں ان کی نگاہوں نے بھی کسی دوسرے کو نہیں دیکھا ہے وہ حریم عفت وحجلہ عصمت کی محترمات ہیں کہ اغیار کی نگاہوں کی گرد ان کے دامن حسن تک نہیں پہنچ سکی ہے۔ باحیا انسان گوارا نہیں کرتا کہ ہرجائی سے دل لگائے یا اپنے محبوب کو کسی دوسرے کی نظر کے سامنے لائے ؎

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم　　گوش را نیز حدیثے تو شنیدن ندہم

وہ آوارہ گرد جن پر صدہا للچائی ہوئی نگاہیں روزمرہ پڑتی ہیں اور وہ دزدیدہ اور کبھی شوخ نگاہوں سے غیروں کو دیکھا کرتی ہیں ہرگز اس قابل نہیں ہیں کہ غیرتمند انسان ان کو اپنا ہمراز و دمساز بنائے انھیں دوسرا شوہر سے بہتر نظر آ گیا دل میں سما گیا تو فتنوں کا دروازہ کھل گیا اور شوہر نظر میں خوار ہو گیا اسی لیے اسلام نے مومنات کو پردہ کی عزت حفاظت عطا فرمائی جنتی بی بیوں نے اپنی نظر سے دوسرے کو دیکھا ہی نہیں ان کی نظر شوہر پر مقصور رہی اسی لیے حدیث شریف میں وارد ہوا کہ جنتی بی بیاں اپنے شوہروں کو دیکھ کر کہیں گی کہ رب کریم کی عزت وجلال کی قسم جنت جلیلہ مقام میں ہمیں کوئی چیز آپ سے پیاری نظر نہیں آئی اس کریم بندہ نواز کا شکر جس نے آپکو میرا شوہر بنایا اور مجھ کو آپکی بی بی کیا۔

جنت کی تمام بی بیوں کی یہی صفت ہے خواہ وہ حوریں ہوں جو جنت ہی میں پیدا کی گئی ہیں انھیں ان کی پیدائش کے دن سے اپنے جنتی شوہر کے پاس پہنچنے تک کسی نے نہیں چھوا (تف ہے اس نابکار پنڈت پر جو قرآن پاک کی یہ تصریح ہوتے ہوئے اپنے خبث باطن سے بیہودہ باتیں بکے) یا دنیا کی عورتیں ہوں جنہیں جنت میں نئی زندگانی ملی اور جب سے یہ جنتی زندگانی انہوں نے پائی یہاں کسی نے انھیں نہیں چھوا اگرچہ دنیا میں وہ اپنے شوہروں کے پاس رہی ہوں) ان نعمتوں کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ پھر ان جنتی بی بیوں کے حسن وجمال کا ذکر بالاجمال یہ ہے کہ وہ ایسی خوبرو ہیں گویا کہ وہ یاقوت ومرجان ہیں یعنی ان کے رخساروں کی سرخی اور جلد کی چمک سے کچھ یاقوت ومرجان مناسبت رکھتے ہیں حدیث شریف میں ان کی لطافت جسمی کا یہ عالم بیان فرمایا کہ انکا مغز ساق استخوان جھلکتا نظر آئیگا۔ پاکی صفائی یہ کہ نہ لعاب دہن ہے نہ لعاب بینی نہ کسی او قسم کا میل کچیل نہ دوسرے ناپسند و مکروہ طبع فضلات نہ وہ بیمار ہوں نہ تھکیں انکے جسموں سے وہ خوشبو مہکیں جنکے ایک ایک مہک پر تمام عالم کے گلستان قربان تو تم اپنے رب کی کون کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اس میں اشارہ ہے کہ یہ عرفانی حوریں احسانی کنیزیں تجلیات بسط وانشراح کے یاقوت ہیں اور جلوہائے جمال وکمال کے مرجان ان کی لطافت رخسار کا یاقوت احمر حالی اور طراوت فطرت کا مرجان ابیض واصف۔

نیکوکاری کا بدلہ بہترین جزا ہی ہے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آیت شریفہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے جس کو میں نے اپنی معرفت و توحید کی نعمت دی اسکا بدلہ یہی ہے

ہ میں اس کو اپنی جنت اور حظیرہ قدس میں مسکن عطا فرماؤں۔ آیت کا حاصل یہ ہے کہ نیکی کا بدلہ نیک تو طاعات کی جزا رجات اور شکر کا بدلہ مزید کرم توبہ کا قبول دعا کا اجابت سوال کا عطا استغفار کا مغفرت دنیا میں خوف الٰہی کا امن آخرت فانی اللہ کا بقا باللہ۔ بندے کی طرف سے انتہائی نیکی یہ کہ وہ عشق الٰہی میں فنا ہو جائے اور مولیٰ کی طرف سے کرم یہ کہ اس کو وجود حقانی عطا کرے تو اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اور ان دو جنتوں کے سوا دو جنتیں اور ہیں یعنی وہ دو جنتیں جنکا خائفین مقربین کے لیے وعدہ کیا گیا تھا اور ان کا ذکر ابھی گذرا ہے ان کے سوا دو جنتیں اور اصحاب یمین کے لیے ہیں۔ خائفین کی دو قسمیں ہیں مقربین اور اصحاب یمین مقربین کا مرتبہ باعتبار فضائل علمیہ و عملیہ کے اصحاب یمین سے اعلیٰ ہے اور ایک تفسیر یہ ہے کہ ہر جنتی کو جہات اربعہ میں چار جنتیں ملیں گی تاکہ ایک جنت سے دوسری کی طرف نقل میں سیر زیادہ ہو تو اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے اب ان دو جنتوں کی صفت میں ارشاد ہوتا ہے کہ وہ گہری سبز ہیں اور غائت سبزی سے سیاہی کی جھلک مارتی ہیں۔ ان جنتوں میں سبزہ اور ریاحین وہاں کی زمین پر اسقدر پھیلا ہوا ہے کہ دور سے ان کی سبزی نظر آتی ہے تو اپنے رب کی کون کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔ ان جنتوں میں دو چشمے ہیں جوش مارتے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اہل جنت پر خیر و برکت کے فوارے چلاتے ہیں اور ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ مشک و کافور کے اولیاء اللہ پر اور انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ مشک و عنبر سے اہل جنت کے گھروں میں چھڑکاؤ کرتے ہیں تو اپنے رب کی کون کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔ ان جنتوں میں میوے ہیں کھجوریں انار ہیں تو اپنے رب کی کون کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔ ان جنتوں میں پاکیزہ برگزیدہ خوبرو نیکخو عورتیں ہیں (حوریں) حدیث شریف میں وارد ہوا اگر ایک جنتی بی بی آسمان و زمین میں اپنی چمک دکھائے تو تمام زمین آسمان کی فضا میں اس کی طلعت سے عالم نور بنجائیں اور تمام دنیا اس کی خوشبو سے مہک جائے۔ اس کی چوٹی کا ایک بال دنیا و مافیہا کی دولتوں سے بہتر ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر ایک حور سمندر میں تھوک دے تو اس کی عذوبت سے تمام سمندر شیریں ہو جائے تو اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ حوریں ہیں جنتوں میں پردہ نشین کہ بیگانوں کی نظر ان پر نہیں پڑی یہ جنتی بی بیاں ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنے اولیاء کی خدمت کے لیے پیدا کیا اور انکو لباس نور عطا فرمایا اور اپنے حجاب قدس میں سریر انس پر سریر آرا کیا اور انکے لیے یاقوت و مروارید کے خیمے نصب فرمائے تو اپنے رب کی کون کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔ بی بی کی خوبی یہی ہے اور محبوب میں کمال یہی کہ ہرجائی نہ ہو نظر اغیار سے محفوظ ہو۔ ان جنتی پاک بی بیوں کے وصف میں فرمایا کہ انکے شوہروں سے پہلے انھیں کسی انس و جن نے چھوا ہی نہیں تو اپنے رب کی کون کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔

جنتی بی بیوں کے تذکرے میں ہم نے چند آیات کا ذکر کیا۔ بہت آیات و احادیث میں انکا بیان ہے اور بہت تفاصیل سے ان کے تذکرے ہیں مگر ایک صاحب نظر صاحب عقل کے لیے جنتی بی بیوں کی مرتبت معلوم کرنے کے لیے اسقدر بہت کافی ہے جتنا لکھا گیا۔

حیات دائم اور نعمت اَبَدی

[illegible] ہمیشہ [illegible] جس کے ساتھ [illegible] زوال [illegible] میں سب [illegible] گزرتا ہے کہ کسی نعمت کو بقا نہیں [illegible] کسی حالت کو قیام [illegible] جنہوں نے زندگانی دنیا پر عیش فدا کردیں [illegible] سے زیادہ افسوس کے قابل اُن کی حالت ہے جو [illegible] دنیا میں نیکی اور پارسائی کی زندگی گزارنے کا نتیجہ خدا کے یہاں سے بھی ہی [illegible] کے خیال میں ملک خدا بس اتنا ہی ہے جو اُن کی آنکھوں کے سامنے [illegible] حیات جاودانی کسی طرح کوئی سبیل ہی نہیں ہے جیسا کہ اس ملک کے ہنود کا خیال ہے مگر [illegible] نے بشارت دی کہ اسلام کے حلقہ بگوشوں کے لیے حیات دائم اور نعمت اَبَدی [illegible] جہاں ان کو امن ہے زوال نعمت کے اندیشہ سے وہ بے غم ہیں نہ ان کی نعمت چھنے [illegible] لا یذوقون فیہا الموت اور هم فیہا خالدون اور یبشرهم ربهم [illegible] و رضوان و جنات لهم فیها نعیم مقیم خالدین فیها ابدا۔ انہیں یہ بشارت [illegible] کی ایسی قدر نعمتیں اور ہمیشہ دائم و قائم لہ الحمد و لہ المنۃ۔

[illegible]

[illegible]

بہار شریعت

مسلمانوں کو دینیات کا علم حاصل کرنا ازبس ضروری ہے اور اس لیے بہار شریعت تصنیف لطیف صدر المدرسین حضرت مولانا مولوی شاہ محمد امجد علی صاحب مدظلہ العالی نہایت نفیس کتاب ہے جس میں نہایت کثیر مسائل کمال تحقیق کے ساتھ درج فرماتے ہیں مسلمانوں کو اس کتاب کا مطالعہ اپنے بچوں اور بچیوں کو پڑھانا بہت ضروری اور نافع ہے۔ آٹھ جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔

مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف حضرت مصنف سے طلب کیجیے یا رضوی کتب خانہ بریلی سے طلب فرمائیے۔

حصہ اوّل بیان عقائد اہل سنت ۵ر حصہ دوم دربیان طہارت ۸ر حصہ سوم مسائل نماز قیمت ۱۰ر

حصہ چہارم مسائل نماز ۱۰ر حصہ پنجم مسائل زکوٰۃ و روزہ ۹ر حصہ ششم دربیان حج ۱۰ر

حصہ ہفتم بیان نکاح ۶ر حصہ ہشتم دربیان طلاق زیر طبع ہے۔

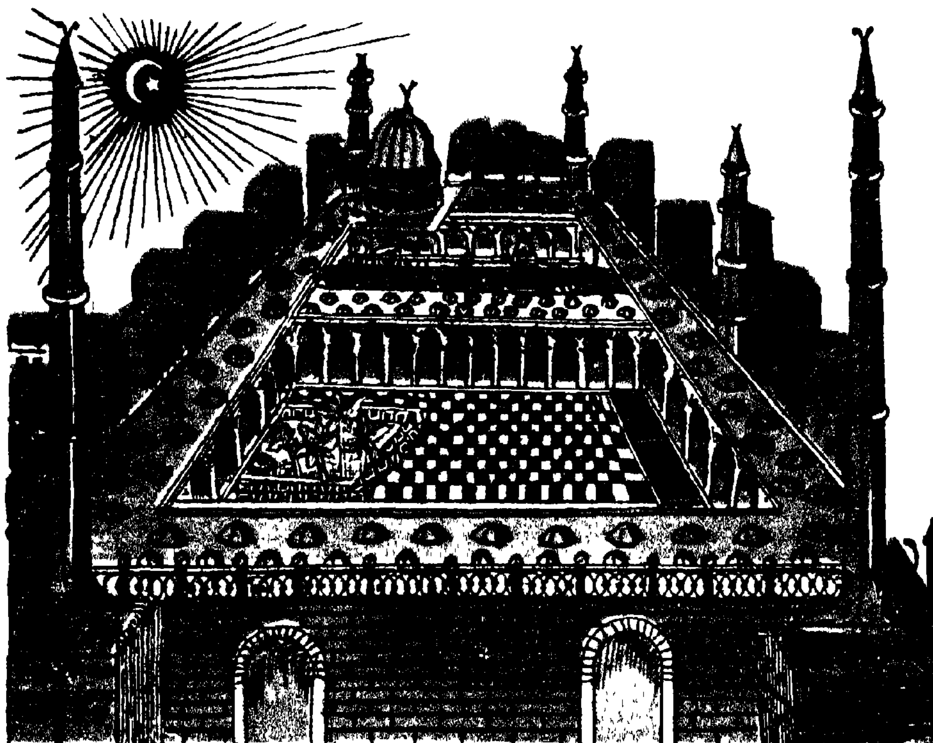


کتب ردّ وہابیہ دفتر مکتبہ نعیمیہ چوکی حسن خان سے طلب فرمایئے

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفٰی

یہ وہ بے مثل کتاب ہے جسے زمانہ زمانہ سے تلاش کر رہا تھا اور ڈھونڈے نہ ملتی تھی جس نے مخالفین کے چھکے چھڑا دیئے، ہوش اڑا دیئے، قلم توڑ دیئے دل نچوڑ دیئے علوم سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آج تک مخالفین نے جتنے اعتراضات کیے ہیں سب کے نہایت تحقیق کے ساتھ جواب دیئے گئے ہیں تصنیف لطیف صدر الافاضل استاذ العلما حضرت مولٰنا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دامت برکاتہم قیمت صرف ایک روپیہ عہ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
ملفوظ حصہ اوّل:- اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت قدس سرہ کے ملفوظات ہیں جس میں تحقیقات و ہدایت کے گرانمایہ جواہر ہیں۔	۸ر	جواہر البیان:- تصنیف لطیف حضرت مولٰنا مولوی نقی علی خان صاحب والد ماجد اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	عہ ر
ملفوظ حصہ دوم:- یہ اعلیٰحضرت کے ملفوظ کا دوسرا حصہ ہے۔	۸ر	فتاوی رضوی:- جلد اوّل کتاب النکاح	عہ ر
		فتاوی رضویہ:- جلد اول باب المحرمات	۱۴
اربعہ متناسبہ:- اعلیٰحضرت قدس سرہ کے چار رسالوں کا مجموعہ	۷ر	فتاوی رضویہ:- جلد دوم	سے ر
		دیوبندی مولویوں کا ایمان	۱۰ر
انوار ساطعہ:- فاتحہ میلاد شریف کے بیان میں بہت نفیس کتاب ہے علماء عرب وعجم کی تصدیقات کے ساتھ مصدق	عہ ر	حجۃ الواہرہ:- حج کی فرضیت کے بیان میں	۲ر
		عرفان شریعت:- اعلیٰحضرت کے بعض مسائل کا مجموعہ۔	۳ر
احوال العذاب:- قبر و برزخ کے بیان میں بے مثل رسالہ ہے۔	ــہ ر	دین حسن:- اسلام کی حقانیت اور یہ کہ اسلام دل میں کیسا گھر کرتا ہے۔	۲ر
		ہدایہ تصنیف لطیف حضرت مولٰنا مولوی نقی علی خان صاحب	۳ر
		فضل العلم والعلماء	۱ر



زخاک اے لالۂ سیراب برخیز — چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
بروں آور سر از برد یمانی — کہ روئے نشست صبح زندگانی

السواد الاعظم

ھدیہ سالانہ ایک روپیہ

مدیر (مولانا) محمد عمر نعیمی

فہرست مضامین

السواد الاعظم کی مالی حالت

حضرات ناظرین السلام علیکم السواد الاعظم مستعدی کے ساتھ اپنی خدمات باحسن وجوہ انجام دے رہا ہے اور قدر دان حضرات بڑی بلند آہنگی سے اسکا اعتراف فرما رہے ہیں السواد الاعظم ڈیڑھ ہزار کے قریب شائع ہوتا ہے اور ابتک اس کی قلیل قیمت بھی صرف تین سو خریداروں سے وصول ہوئی ہے ایسی حالت میں مالی مشکلات ظاہر ہیں براہ کرم جلد تر قیمت بھیجیے۔

اس رسالہ کی قیمت کم اس لیے مقرر کی گئی تھی کہ اشاعت عام ہو سکے اور ادا کرنا دشوار نہ ہو لیکن میں تعجب کرتا ہوں کہ قیمت بھی وقت پر وصول نہیں ہوتی۔ اپنی دینی حمیت و حمایت کو کام فرما کر اپنے اس رسالہ کی مدد کیجیے اس کی طرف سے بے التفاتی نہ فرمائیے۔

السواد الاعظم کی کثرت اشاعت سے اس میں اشتہار دیکر اصحاب تجارت فائدہ اٹھائیں۔ اشتہارات کے نرخ درج ذیل ہیں صحیح نرخ درج کیے جاتے ہیں۔ رعایت اور کمی کی درخواستیں [illegible] ہونگی۔

	ایک مرتبہ	تین مرتبہ	[illegible]	[illegible] مرتبہ
ایک صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چہارم صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

۷۸۶

عزیز مہمان یا محترم میزبان

کارخانہ عالم میں کارساز قدرت کے عجائب صنعت و غرائب حکمت کا جن بیداروں نے معائنہ کیا ہے اور مجموعہ کائنات کے لبریز حکمت صفحات کا جن اہل بصیرت کو مطالعہ نصیب ہوا ہے وہ جانتے ہیں کہ صانع نادر طراز نے ہر نقش ہستی کو کچھ خصوصیتیں عطا فرمائی ہیں۔ امکنہ و مقامات ازمنہ و ساعات بھی اس قانون حکمت کے احاطہ سے باہر نہیں ہیں۔ مشاہدات مکانی خواص کی شہادت دیتے ہیں تجربیات زمانی خصائص کے واصف ہیں قطب شمالی سے قرب رکھنے والے بلاد کی برودت خط استوا کے نیچے واقع ہونے والے شہروں کی حرارت اقالیم کے مزاجوں کا تفاوت وہاں کے باشندوں کی شکل و صورت۔ قد و قامت رنگ ہیئت عادت خصلت ضعف قوت اغذیہ و اشربہ وغیرہ کے اختلافات پیداوار کے فرق ناقابل انکار حقیقت ہیں وہی انسان ترکستان میں کیسا گورا چٹا سرخ و سفید بلند قامت قوی ہیکل خوبرو ہوتا ہے وہی زنگبار میں کالا بھجنگا پستہ قد کمرو درشت خو نظر آتا ہے اسی طرح ازمنہ و اوقات کی خصوصیتیں بھی عجیب غریب مناظر سامنے لاتی ہیں۔ موسم گرما و سرما میں ربیع و خریف میں صبح و شام میں لیل و نہار میں کس قدر انقلاب ہیں۔ ان اوقات سے ہمارے احوال میں جو تغیر و تبدل ہوتے رہتے ہیں محتاج ثبوت نہیں زمین سے جمنے والے ایک درخت کو ایام بہار میں جو نشو و نما سبزی و شادابی نزہت و طراوت حاصل ہے خزاں میں کہاں۔ گاؤں کا ایک کاشتکار بھی دانہ بکھیرنے اور بیج ڈالنے کے وقت کو پہچانتا ہے۔ سمندر کا جزر و مد بھی اوقات کی تاثیر کی گواہی دیتا ہے۔

دور ترقی

آجکل کا زمانہ جس کو دور ترقی کہتے ہیں مادیت کی تاریکی و تراکم ظلمات کا عہد تاریک ہے جسطرح نابینا اجسام کی سختی و نرمی سردی و گرمی طول و عرض تو ٹٹول اور چھو کر معلوم کر لیتے ہیں مگر نظر فریب رنگ اور دل آویز حسن و خوبی منظر سے بالکل ناآشنا و بے خبر رہتے ہیں اسی طرح عہد حاضر کے مدعیان ترقی جو مادیت کے تیرہ و تار گرداب میں غرق ہو چکے ہیں۔ روحانیت کے بصیرت افزا انوار سے قطعاً ناآشنا اور مطلقاً بے خبر ہیں وہ مادیات محسوسہ کو تو حواس کے ذریعہ سے معلوم کر لیتے ہیں اور شب و روز اسی کی الٹ پھیر میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں لیکن اُن کی مردہ بصیرت روحانیت کی روشنی کے

ادراک سے محروم ہے۔ اسی وجہ سے بہت سی حقیقتوں کے انکشاف تک ان کو رسائی میسر نہیں ہوتی۔ جب ازمنہ کے خواص و تاثیرات محسوسات میں بھی روزانہ مشاہدہ کیے جاتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک عاقل اعمال و عبادات اور ان کے فضائل و برکات میں زمانی خصوصیتوں کے تصور سے بھی گھبرا اٹھے اور اس کو حیرت و استعجاب دامنگیر ہو جائے اور یہاں تک نوبت پہنچے کہ خواص ازمنہ جیسے بے شمار مرتبے تجربہ میں آئے ہوئے امور کے انکار کا مرتکب ہو جائے جس عہد میں انسانی قابلیتوں کی یہ حالت ہو اس کو عہد ترقی سمجھنا ایسی ہی غلطی ہے جیسی ایک سونے والا خواب میں اپنے آپ کو بیدار سمجھنے لگتا ہے ؎

لاف دانش گر زند پیوستہ ناداں دور نیست   خفتہ دائم خویش را بیدار می بیند بخواب

چونکہ عاقل متیقظ ازمنہ و اوقات کی تاثیرات و خصوصیات کو بدیہی و یقینی طور پر جانتا ہے اس لیے اسکو یہ سنکر کوئی تردد نہیں ہوتا کہ رمضان شریف کے مبارک ایام و لیالی میں خیرات و حسنات طاعات و عبادات کو دوسرے ایام کی بہ نسبت بہت زیادہ شرف و برکت ملتی ہے اور اجر و ثواب فزوں تر ہوتا ہے جس طرح موسم بہار میں قدرت کی فیاضی نباتات پر خصوصیت کے ساتھ اظہار کرم فرماتی ہے اور خزاں کی تمام راہیں مسدود کر کے چمنستانوں کو ان ایام میں دغدغہ ویرانی سے مامون کر دیتی ہے۔ اسی طرح رمضان مبارک میں اعمال صالحہ و افعال حسنہ اور اہل خیر و صلاح کو مزید قرب و ثواب و رحمت و برکت اور فضل و شرف کے ساتھ سرفراز فرماتی ہے اور غارت گران اعمال و شیاطین مفسدہ پرداز کو مقید کر کے خطرۂ ہلاکت و بربادی سے امن و عافیت بخشتی ہے۔

بخاری و مسلم میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے ارشاد فرمایا۔

اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ ۝

یعنی جب رمضان مبارک آتا ہے جنتوں کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں شیاطین کو مقید کر دیا جاتا ہے۔ اس مضمون کی بہت احادیث وارد ہیں بعض روایات میں فتحت ابواب السماء بعض میں ابواب الرحمۃ اور ترمذی کی ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

فلم یغلق منہا باب و ینادی منادیا باغی الخیر اقبل و یا باغی الشر اقصر۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رمضان مبارک میں رحمت و کرم کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں اور طلبگاران کرم کے لیے کوئی در بند نہیں ہوتا جستجو   بشنگان خیر و ثواب کو صلائے عام دی جاتی ہے اور منادی

غیب ندائیں کرتا ہے کہ اُمید واران ثواب آئیں اور گناہگار گناہ سے باز رہیں۔ جیسے موسم ربیع میں سبزہ زاروں کو آب وہوا سے موافق ملتی ہے اور سموم و باد مخالف کے زہریلے اثر اور تباہ کاریوں سے ان کو محفوظ رکھا جاتا ہے ایسے ہی رمضان مبارک میں خدا شناسوں اور دینداروں کے لیے رحمت وکرم کے دروازے کھولدئے جاتے ہیں اور ان کو برباد کرنے والے دشمن (شیاطین) کو قید کردیا جاتا ہے جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور جسطرح موسم ربیع میں سبزہ کو بہت زیادہ سرسبزی وشادابی اور روز افزوں نشو ونما دیجاتی ہے۔ اسی طرح رمضان مبارک میں مومنین کے طاعات وحسنات اور اجر وثواب میں بے اندازہ زیادتی کیجاتی ہے۔

بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالھا الی سبعمائۃ ضعف قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع شھوتہ وطعامہ من اجلی یعنی بنی آدم کے اعمال براہ کرم وبندہ نوازی بڑھائے جاتے ہیں۔ ایک نیکی دہ چند سے ہفت صد چند (سات سوگنی) تک سوائے روزے کے کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ روزہ کا اجر وثواب بے اندازہ وبے حساب ہے کیونکہ وہ خاص میرے لیے ہے اور میں خود اُس کی جزا عطا فرماؤنگا۔ بندہ میرے لیے اپنی خواہشات وخوراک کو ترک کرتا ہے۔

حضور پُر نور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہ وفرحۃ عند لقاء ربہ روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں ایک فرحت وقت افطار کہ وہ بفضل الٰہی ادائے فرض سے عہدہ برآ ہوا۔ اور نفس اور اُس کی خواہشات طاعت الٰہی میں مخل نہ ہوسکے۔ دوسری فرحت اپنے پروردگار کی ملاقات کے وقت جب وہ جزا وثواب سے نوازا جائیگا۔ اس میں ایک اشارہ ہے بشارت سے لبریز اور ایک مژدہ ہے طرب انگیز کہ روزہ دار محبوب حقیقی کے دیدار سے بہرہ ور ہوگا۔ فرح وسرور کی جان اس وعدہ پر قربان کہ وہ محبوب فرمائے۔ دوسری فرحت کا مزہ میری ملاقات کے وقت معلوم ہوگا۔ پہلی فرحت تو رضائے رحمٰن ہے دوسری لقاء جمیل منان سالک کو بترتیب منازل طے کرائے جاتے ہیں غیبت سے شہود کی طرف ترقی دیجاتی ہے اوّل مقام رضا ہے اور دوسرا لقا والحمد للہ علیٰ ما انعم علینا من سوابغ نعمہ وسوابغ کرمہ لہ الحمد ولہ المنۃ وھو ذو الفضل العظیم پھر ملاقات بھی کس شان کی یہ نہیں کہ ع دیدار می نمائی و پرہیز میکنی۔

ایک جھلک دکھادی اور تڑپا دیا۔ نیم بسمل بنایا اور تڑپتا چھوڑ دیا۔ یہ بھی نہیں کہ سامنا ہوا اور نظر احتقار سے دیکھ کر شرمادیا۔ دربار میں بار تو دیا مگر التفات نہ کیا۔ ملاقات اس کرم وبندہ نوازی

کے ساتھ کہ طلبگار کی دلجوئی بھی ہے وہ اپنے حال سے شرما نہ جائے ارشاد فرماتے ہیں۔ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک روزہ دار کے مُنہ کی بو اللہ کو مشک سے زیادہ پیاری ہے اس عاشق پروری کے صدقے۔ بندہ نوازی کے قربان رمضان شریف کیسی کیسی نعمتیں کیسی کیسی دولتیں رکھتا ہے کیسے اعلیٰ منازل قرب ووصال کے مژدے دیتا ہے۔

اس ماہ مبارک کی شان سرور عالی شان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برسر منبر بیان فرمائی اور اس کو ماہ مبارک ماہ عظیم ماہ صبر ماہ مواساۃ کا لقب دیا۔ اور فرمایا یہ وہ مبارک مہینہ ہے کہ اس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ اس مہینہ میں روزہ دار کو افطار کرانا گناہوں کی مغفرت اور دوزخ کے عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے اور اس سے روزہ کا ثواب ملتا ہے۔ اس مبارک مہینہ کے لیے سال بھر جنتیں آراستہ کی جاتی ہیں۔

یہ خیر و برکت والا رمضان ہمارا مہمان ہے یا میزبان جب ہم اُس کی نعمتوں۔ دولتوں اور اُس کے سرو سامان عطایا مواہب پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑا مہمان نواز کریم میزبان ہے جو بے مثال کرم و نوال کے ساتھ ہماری مہمانداری فرماتا ہے اور ہم جب اُس تک پہنچتے ہیں ہمیں برکات وحسنات سے مالا مال کردیتا ہے۔ اُس کی نعمتوں کا سرمایہ اتنا وسیع ہے کہ ہم اُن سب کو حاصل کرنے سے بھی قاصر رہجاتے ہیں اور جس وقت ہم اپنے انتظار کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارا عزیز و پیارا مہمان ہے جس کے آنے کے دن ہم نے گن گن کر گزارے ہیں اور سال بھر کی تمناؤں کے بعد اُس کو پایا ہے۔ اب یہ فیصلہ کسطرح کیا جائے کہ وہ میزبان ہے یا مہمان اور ہم ایام شہور کی منزلیں قطع کرکے اُس تک پہنچتے ہیں اور بچپن وجوانی کی راہوں سے گزر گزر کر اُس کی ملاقات سے مشرف ہوتے ہیں یا وہ ایک عرصہ معہود کے بعد ہم پر کرم کرنے تشریف لایا کرتا ہے۔ عجب حیرت ہے یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ ہم جاتے ہیں یا وہ آتے ہیں۔ اب ہادی عالم رہنمائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار سے دریافت کیجیے تب عقدہ حل ہو کہ کون مہمان ہے کون میزبان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اتاکم رمضان شہر مبارک تمہارے پاس ... آیا رمضان تشریف لایا ان ھذا الشھر قد حضرکم بیشک یہ ماہ مبارک تم میں رونق افروز ہوا۔ احادیث کریمہ نے یہ فیصلہ فرمادیا کہ مہمان مکرم رمضان ہے اور ہم میزبان۔ اگر برکات و سعادات حاصل کرنے کے لیے ہمیں سال بھر سفر کی محنتیں اٹھانا پڑتیں اور قطع منازل و مراحل کی مشقتوں کے بعد ہم اُس کے در دولت تک پہنچتے پھر ہمیں وہ نوازتا جب بھی اُس کا کرم تھا۔ مگر اس کرم بےغایت کی کیا نہایت کہ ہمیں خود ہمارے

مطلب کے لیے بھی تکلیف سفر نہ دی اور دینی و دنیوی نعمتوں کے ذخائر عظیمہ لیکر اُس مہمان میزبان نواز نے کرم فرمایا۔

اب ہمیں ایسے عزیز مہمان کی کس خلوص سے میزبانی کرنا چاہیے اور کتنی بڑی نالائقی ہوگی اگر اُس مہمان کی قدر و منزلت خاطر مدارات میں کوئی کمی ہوئی۔ کیسی بدنصیبی ہوگی اگر وہ [illegible]ا باکرم مہمان ہماری ناقدری سے ناخوش ناراض واپس ہوا اور ہم اُس کی کریمانہ عطا پاشیوں سے سرمایۂ سعادت حاصل نہ کرسکے وہ برکات تقسیم فرماتا رہا اور ہم لہو و لعب میں مصروف رہے اُس کی طرف متوجہ ہی نہ ہوئے۔ وہ بلاتا رہا مگر ہم نے اُس کی طرف رُخ نہ کیا۔ خدا نہ کرے کہ ایسا ہو ہمیں اُس کی مہمانداری کے لیے اتم خلوص کے ساتھ تیار رہنا چاہیے اور اُس کے مبارک وقت کا ایک ایک لمحہ اُس کی خدمت میں صرف کر دینا چاہیے۔

مہمان محترم کا استقبال

میزبان کے فرائض مہمانداری میں سب سے پہلا فرض صاحب احترام مہمان کا استقبال ہے اور جب شاندار استقبال کیا جائے گا اُس سے میزبان کی لیاقت ادب شناسی شائستگی اور حسن نیت و اخلاص کا اظہار ہوگا۔ محبوب کی آمد مشتاقان دیدار کے دلوں میں پہلے ہی سے تمنائیں پیدا کر دیتی ہے اور جذبات آرزو استقبال کو جیسا شاندار بنا دیتے ہیں دوسرے اسباب سے وہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ رمضان مبارک کے جلووں کی تمنا اہل ایمان کے دلوں میں تمام سال پیدا رہتی ہے اور جتنا زمانہ قریب آتا جاتا ہے تمنا کے سمندر کی لہریں زبردست ہوتی چلی جاتی ہیں۔ رجب مرجب سے تو انتظار کرنے والے ہر ہلال کی تحقیق کرتے ہیں تاکہ اپنے محبوب رمضان کے نزول کے وقت میں کسی قسم کا اشتباہ پیدا نہ ہو شعبان کا پورا مہینہ انتظار میں گزرتا ہے۔ رمضان شریف کی یاد میں ایک ایک دن گن گن کر کاٹا جاتا ہے انتیسویں تاریخ دینداروں کے ولولوں کی انتہائی ترقی کا دن ہوتا ہے جماعتیں کی جماعتیں غروب آفتاب سے پہلے ہی ورود رمضان کی بشارت لانے والے ہلال کی طلب میں شہروں سے نکل کر جنگلوں اور بلند مقاموں میں منتظر کھڑے رہتے ہیں اور جہاں آفتاب غروب ہوا اور ہلال رمضان کی ابروئے دلجو نمودار ہوئی دھوم مچ گئی انگلیاں اُٹھنے لگیں جسے نظر آتا گیا وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور شکر و دعا میں رطب اللسان ہوا زمانہ اقدس سے آجتک ماہ رمضان کا اسی شان سے استقبال کیا جاتا ہے ابو داؤد کی حدیث میں ہے

عن ابن عمر قال تراای الناس الہلال فاخبرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی رایتہ فصام و امر الناس بصیامہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لوگوں نے چاند دیکھا

ہیں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے حضور نے روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ کا حکم فرمایا۔ انتیسویں شعبان کو چاند کی جستجو واجب ہے اگر نظر آئے تو رمضان شروع ہوگیا اور ابر وغبار ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کیے جائیں۔ جنتریوں اور نجومیوں کی خبروں کا کچھ اعتبار نہیں چاند دیکھتے وقت اشارہ کرنا مکروہ ہے اگر آسمان صاف نہو مطلع پر ابر و غبار ہو تو ایک ہی شخص عاقل بالغ مسلم عادل کی شہادت معتبر ہے کیونکہ محبوب کی آمد کا مژدہ لانے والے کو محب لنظر اعتبار سے دیکھا کرتا ہے جب تک کہ اُس کے ساتھ کذب کے علامات نہوں اس لیے ایک ہی شخص کی خبر بشرطیکہ عادل ہو ہلال رمضان کے لیے معتبر ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ایک شخص کی یہ شہادت بھی معتبر ہے کہ اُس کے سامنے فلاں شخص نے رویت ہلال رمضان کی شہادت دی ہے۔ اس شہادت میں لفظ شہادت و دعویٰ و حکم حاکم کچھ شرط نہیں۔ سننے والے پر روزہ لازم ہو جاتا ہے چاند کے دیکھنے والے سے اُس کی ہیئت و شان کے متعلق سوالات کرنا بالکل غیر ضروری ہیں جو شخص چاند دیکھے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو اُسپر لازم ہے کہ وہ اُسی شب میں شہادت دے۔ گاؤں میں اگر کوئی شخص تنہا چاند دیکھے تو اُسے اپنے موضع کی مسجد میں شہادت دینا چاہیے اور لوگوں کو اُس پر اعتبار کر کے روزہ رکھنا چاہیے بشرطیکہ وہ شخص عادل ہو۔ اگر کسی شخص نے رمضان کا چاند دیکھا اور اُس کی شہادت کو قاضی نے قبول نہ کیا تو اُس پر خود روزہ لازم ہے اور اگر وہ افطار کریگا تو اُسپر قضا لازم آئے گی پھر اگر عید کے چاند کے وقت بھی ابر رہا اور انتیس کو چاند نظر نہ آیا مگر اس شخص کے روزے تیس پورے ہو چکے جس کی شہادت مقبول نہ کی گئی تھی تو بھی یہ افطار نہ کرے، امام کا اتباع اسپر لازم ہے۔ یہ تمام احکام اُس صورت میں ہیں جبکہ مطلع صاف نہو ابر و غبار ہو اور اگر یہ کچھ نہیں ہے مطلع صاف ہے تو ایسی حالت میں ثبوت ہلال کے لیے ایسی جماعت کثیرہ کی شہادت درکار ہے جس کی خبر پر اطمینان ہو عید کا چاند بھی انتیس ۲۹ رمضان کو تلاش کیا جائے اگر کوئی شخص تنہا چاند دیکھ لے وہ افطار نہ کرے اور اگر اُس نے افطار کرلیا روزہ نہ رکھا تو قضا لازم آئے گی جس شخص نے عید کا چاند دیکھ کر شہادت دی اور اُس کی شہادت قبول نہ کی گئی تو اُس پر بھی روزہ لازم ہے نہ رکھے گا قضا لازم ہوگی اور اگر امام یا قاضی تنہا عید کا چاند دیکھے تو لوگوں کو عیدگاہ جانیکا حکم نہ دے نہ افطار کرے اگر آسمان صاف ہو تو عید کے چاند میں مثل رمضان کے جماعت کثیرہ کی شہادت معتبر ہے اور اگر آسمان پر ابر غبار ہو تو ہلال عید کے لیے دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں کی شہادت درکار ہے اور اس شہادت میں مشاہد کا حُر ہونا اور لفظ شہادت کے ساتھ گواہی دینا ضروری ہے اور جب دو مرد عید کے چاند کی ایسے موضع میں خبر دیں جو شہر نہیں ہے اور اُس میں کوئی والی اور قاضی

بھی نہیں ہے تو اگر آسمان پر ابر ہو تو لوگوں کو افطار کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ خبر دینے والے عادل یعنی غیر فاسق ہوں اگر رمضان کا روزہ ایک شخص کی شہادت پر رکھا اور تیس دن پورے ہونے کے بعد بھی عید کا چاند ابر ہونے کی وجہ سے نظر نہ آیا تو افطار کریں اور اگر آسمان صاف تھا تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت یہی ہے کہ افطار کریں اور غایۃ البیان میں اسی قول کو اصح بتایا ہے۔ اگر انتیس رمضان کو چند آدمی گواہی دیں کہ انہوں نے رمضان کا چاند شہر والوں سے ایک روز پہلے دیکھا تھا تو اگر وہ اسی شہر کے رہنے والے ہیں تو ان کی شہادت قبول نہ کی جائے کیونکہ ان پر چاند دیکھتے ہی شہادت دینا واجب تھا اسکے ترک کا انہیں الزام ہے اور اگر وہ کسی دور دراز مقام سے آئے ہیں تو ان کی شہادت جائز ہے اختلاف مطالع معتبر نہیں اگر اہل مغرب رمضان کا چاند دیکھیں تو مشرق والوں پر شہادت پاکر روزہ واجب ہو جاتا ہے اور اگر ایک جماعت نے آکر یہ شہادت دی کہ فلاں شہر کے لوگوں نے تم سے ایک روز قبل رمضان کا چاند دیکھا اور روزے رکھے ان کے حساب سے آج رمضان کی تیسویں تاریخ ہے اس حالت میں اگر یہاں چاند نہ دیکھا جائے تو دوسرے روز عید کرنا جائز نہیں نہ اس شب کی تراویح ترک کی جائے گی کیونکہ انہوں نے خود چاند دیکھنے کی شہادت نہیں دی اور نہ دوسروں کی شہادت کی شہادت بلکہ دوسروں کی رویت کی حکایت کی ہے البتہ اگر وہ یہ شہادت دیں کہ فلاں شہر کے قاضی کے پاس دو شخصوں نے فلاں شب میں رویت ہلال کی شہادت دی اور قاضی نے ان دونوں کی شہادت پر حکم جاری کر دیا تو جائز ہوگا کہ اس شہر کا قاضی ان کی شہادت پر حکم کر دے۔

یوم شک کا روزہ

اگر شعبان کی ۲۹ تاریخ کو ابر رہا اور اس وجہ سے چاند نہ دیکھا گیا شبہ رہا کہ چاند ہوا یا نہیں اس حالت میں بہ ایں نیت روزہ رکھنا کہ اگر کل رمضان ہے تو روزہ رمضان کا ورنہ نفل کا یہ مکروہ ہے ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ وغیرہ میں بروایت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے من صام یوم الذی یشک فیہ فقد عصی ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جس شخص نے یوم شک کا روزہ رکھا اس نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی البتہ جو شخص ہر مہینہ کی آخر تاریخوں میں یا ماہ شعبان کی آخر تاریخوں میں روزے رکھنے کا عادی ہو وہ بہ نیت نفل روزہ رکھے اور ایسے ہی وہ لوگ جو خالص نیت نفل پر قادر ہوں اور ان کے دل میں رمضان کا خطرہ بھی نہ گذرے ان کے لیے بھی اس دن نفل روزہ جائز ہے پھر اگر ثابت ہو جائیگا کہ چاند ہو گیا تھا تو یہ روزہ رمضان ہی کا ہو جائیگا۔ یوم شک کا حکم یہ ہے کہ اس روز صبح سے دوپہر تک لوگ کچھ کھائیں پئیں نہیں انتظار کریں کہ کہیں سے چاند کی خبر آجائے تو روزہ کی نیت کریں ورنہ بعد زوال کھائیں پئیں۔

یہ تو رمضان مبارک کا استقبال ہوا اور چاند نظر آنے کے بعد جب وہ مکرم مہمان تشریف فرما ہو جائے تو اُسکا اکرام یہ ہے کہ ہم دن میں روزہ دار رہیں اور رات کو تراویح اور قرآن پاک کے سننے میں مشغول عبادت اور اُس کے اکثر ایام بالخصوص عشرۂ آخر میں اعتکاف کریں۔

روزہ روزہ سے مُراد یہ ہے کہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک جو اُسکا اہل ہو کھانا پینا اور جماع ترک کرے۔ احادیث میں روزہ کی بہت فضیلتیں وارد ہیں حضور نے فرمایا۔

الصوم نصف الصبر یعنی روزہ نصف صبر ہے کہ صبر کے لیے اگر کوئی اندازہ مقرر کیا جائے تو روزہ اُس میں نصف کا مرتبہ رکھے گا اور قرآن پاک میں وارد ہوا انما یوفی الصابرون اجرهم بغیر حساب کہ صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر مرحمت فرمایا جائیگا اس سے معلوم ہوا کہ روزہ دار جو صبر کا حظ وافر رکھتا ہے اور صابرین میں ممتاز مرتبہ اُس کو حاصل ہے اُسکا اجر و ثواب تقدیر و حساب سے فزوں تر ہے والحمد للہ رب العالمین۔ روزہ داروں کے لیے جنت میں ایک خاص دروازہ مقرر ہے جسکا نام ریان اس دروازہ سے سوائے روزہ داروں کے کوئی دوسرا داخل نہو گا حضور نے فرمایا لکل شئ باب وباب العبادۃ الصوم ہر چیز کا ایک دروازہ ہے اور عبادت کا دروازہ روزہ ایک اور حدیث میں وارد ہے نوم الصائم عبادۃ روزہ دار کی نیند بھی عبادت ہے ایک حدیث میں آیا کہ اللہ رب العزۃ تبارک وتعالیٰ اپنے ملائکہ سے فرمائیگا اے میرے ملائکہ میرے بندے کو دیکھو اس نے میرے لیے اپنی خواہشوں اور لذتوں اور خورد و نوش کو ترک کیا۔ عبادتیں سب اللہ ہی کے لیے ہیں۔ لیکن حضرت حق تبارک وتعالیٰ کا روزہ کو اپنی ذات کریم کی طرف نسبت فرمانا اُس کی تشریف و عظمت کے لیے ہے روزہ ایک مخفی اور پوشیدہ عبادت ہے جس کو سرائر کا جاننے والا جانتا ہے اور دوسری طاعات کی طرح روزہ میں کچھ افعال ظاہرہ ایسے نہیں ہیں جو خلق کی نظر کے سامنے ہوں جیسے نماز کے افعال ہر شخص دیکھتا ہے اور دیکھ کر جانتا ہے کہ یہ بندہ طاعت الٰہی میں مشغول ہے اسی طرح حج ایسے ہی زکوٰۃ خواہ وہ چھپا کر ہی دیجائے مگر جس کو دیجائے گی وہ تو واقف ہوگا لیکن روزہ عمل باطن ہے صبر مجرد ہے اور ایک رازکی عبادت ہے ریا اور دکھاوٹ کا موقع اس میں نہیں ہے علاوہ بریں روزہ میں نفس و شیطان کی سرکوبی ہے کیونکہ شیطان کا وسیلہ اور اُس کے بہکانے کا آلہ شہوات ہیں اور وہ کھانے پینے سے قوت پاتی ہیں اس لیے حدیث شریف میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان الشیطان لیجری من ابن آدم مجری الدم فضیقوا مجاریہ بالجوع شیطان آدمی میں خون کی گذرگاہوں میں نفوذ کرتا ہے تم اُس کے رستوں کو بھوک سے بند کردو۔ معلوم ہوا کہ بھوک سے جو کسر

شہوات ہوتا ہے اُس سے شیطان کے آلاتِ شیطنت کند اور ناکارہ ہو جاتے ہیں ایک اور حدیث شریف میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے کس پاکیزہ انداز سے اس مضمون کو ادا فرمایا ہے ارشاد فرماتے ہیں قال صلی اللہ علیہ وسلم لعائشۃ رضی اللہ عنہا داومی قرع باب الجنۃ قالت بماذا قال صلی اللہ علیہ وسلم بالجوع حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تم ہمیشہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹاتی رہو عرض کیا کس چیز سے یا رسول اللہ فرمایا بھوک سے سبحان اللہ یہ بھوک اور پیاس اور ترکِ لذائذ اصلاحِ نفس و قہرِ شیطان کے لیے کیسا عجیب نسخہ اور کیسا بہترین علاج ہے نفس مادیت کے لوازم سے انقطاع کر کے تجرد کی طرف مائل ہوتا ہے اور مستعد ہوتا ہے کہ ربانی انوار اس میں متجلی ہوں اور کدوراتِ مادیہ سے فطرتِ انسانیہ کا آئینہ مجلیٰ و مصفیٰ ہو کر جمالِ حق کا تجلی گاہ بنے اس کے علاوہ پیاپے مسلسل غیر منقطع نعمتوں کی بارش جو رب العزۃ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہوتی رہی ہے اور ہر آن میں بیشمار نعمتیں بندے کو پہنچتی ہیں اور وہ غفلت میں مخمورانہ زندگی بسر کرتا ہے اور جب دنیا میں مصروف رہ کر منعمِ حقیقی اور اس کی نعمتوں کو فراموش کر دیتا ہے اور قدرِ نعمت نہ معلوم ہو کر ادائے شکر کی فضیلت و برکت سے محروم رہتا ہے اور اوجِ سعادت تک نہیں پہنچ سکتا۔ روزے میں حوائج اور مرغوباتِ نفس کو روک کر بندے کو نعمتوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے اور ہر ایک طلب کے ساتھ جو اس کے مالوفات کی انہیں کے باطن پر پیدا ہوتی ہے اُس کو اپنے رب کی نعمت اور اس کی قدر و منزلت کا پتہ چلتا ہے غفلت و بیخبری کا نشہ اترتا ہے اور وہ ہوش میں آ کر اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمتوں کا اعتراف کرتا ہے اور ادائے شکر کے فرض کو محسوس کر کے اپنے اُن نعمت دینے والے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہے

مراتبِ صوم

روزے کے تین درجے ہیں (۱) عوام کا روزہ (۲) خواص کا روزہ (۳) اخص الخواص کا روزہ۔

عوام کا روزہ وہی ہے جس کا ذکر ہو چکا اور تفصیل گزر چکی کہ اس میں خواہشات اکل و شرب و جماع کو ترک کر کے نفس کو اس کے مشتہیات سے روکا جاتا ہے اور منزلِ صبر و ضابطے کرائی جاتی ہے بار بار خواہشات میں امنگیں اٹھتی ہیں لیکن اُن کو عبدیت و استسلام (فرمانبرداری) کے چھینٹوں سے ٹھنڈا کر دیا جاتا ہے اکل و شرب وغیرہ کے تمام سامان اور ضروریات سامنے موجود ہوتے ہیں اور ان پر دسترس کامل حاصل ہوتا ہے نفس میں ان کی طلب اور خواہش بھی ہوتی ہے لیکن اس کو رضائے حق کے لیے اپنے تمام مالوفات ٹھکرا دینے کا عادی بنایا جاتا ہے۔

خواص کا روزہ اس سے بالاتر ہے ان کا ایک ایک عضو صائم ہوتا ہے۔ کان لغو اور ممنوع بات کے سننے سے

اب اس میں فجور کی باتیں ہوں یا جھوٹے قصے یا غیبت یا ممنوع راگ یا لہو ولعب کی باتیں۔ پرہیزگار صائم اپنے کان کو ایسے سننے سے بچاتا ہے اور ذکر الٰہی تلاوت قرآن کلمات خیر وعظ ونصائح مسلمانوں کی بہبودی اور مستحب باتوں کے سننے میں اپنی قوت سامعہ کو کام میں لاتا ہے اور بے ضرورت مباح گفتگو سے بھی بچتا ہے حدیث بخاری میں اسی کی طرف اشارہ ہے جہاں فرمایا من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه وشرابه جس نے لغو و باطل بات اور بیہودہ عمل ترک نہ کیا اللہ تعالےٰ کو اسکا خورد ونوش چھوڑنا درکار نہیں۔ ایک اور حدیث دارمی سے مروی ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کم من صائم لیس له من صیامه الا الظماء کتنے روزہ داروں کو اپنے روزہ سے بھوک پیاس حاصل ہوتی ہے یہ اُن لوگوں کے حق میں ہے جو کھانا پینا تو ترک کر دیتے ہیں مگر ہر ایک بات میں اپنے نفس کا احتساب نہیں کرتے خواص کا روزہ کامل احتساب کے ساتھ ہوتا ہے آنکھ کو وہ اُن چیزوں کے دیکھنے میں مصروف کرنا چاہتے ہیں جنکا دیکھنا ثواب ہو۔ زبان کو وہ اُس کلام کے تکلم میں رکھتے ہیں جسکا تکلم عبادت یا مستحب ہو اسی طرح ہاتھ پاؤں اور اپنے تمام اعضاء وجوارح کو گناہ اور بے فائدہ کاموں سے روکتے اور بچاتے ہیں اور ان سبکو طاعت ورضائے الٰہی میں مشغول و مصروف رکھتے ہیں اور بسا اوقات اس مقصد کی تکمیل کے لیے وہ ایک گوشہ مسجد میں معتکف ہو جاتے ہیں اور امور دنیویہ سے اشتغال ترک کر کے متوجہ بحق ہوتے ہیں روزے کی حکمت جاننے والے یہ سمجھتے ہیں کہ روزہ میں صرف حرام چیزوں ہی سے نہیں روکا ہے حرام تو بے روزہ کے بھی ممنوع ہیں اُن میں ملوث ومبتلا ہونا تو ہمیشہ ہی ناجائز ہے روزہ میں خصوصیت کے ساتھ اُن ہی چیزوں سے روکا ہے جو فی نفسہا مباح ہیں کسب حلال سے حاصل کیا ہوا حلال و طیب کھانا پاک پانی منکوحہ بی بی یہ سب چیزیں حلال تھیں تھیں سے روزہ میں روکا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حلال چیزیں بھی جنکا استکثار انسان کے لیے حب دنیا اور غفلت عن اللہ کا باعث ہو کم کر دی جائیں اس لیے خواص اپنے روزہ میں ایسے مباحات کو ترک کر دیتے ہیں جن پر ثواب نہیں ملتا اور جو بے فائدہ ہوں یا انکا فائدہ خالص دنیوی ہو۔ یہ حضرات جنہیں شریعت میں صالحین کہتے ہیں وقت افطار قلیل خوراک پر اکتفا فرماتے ہیں اور خوب سیر ہو کر کھانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اسی طرح انواع طعام میں بھی توسع سے بچتے ہیں اور لحاظ رکھتے ہیں کہ روزہ کا مقصود کسر ہوا وتقویت تقویٰ ہے اسی طرح یہ حضرات کثرت نوم یعنی زیادہ سونے سے بھی بچتے ہیں یعنی نفس کو بھوک پیاس کا احساس ہو اور وہ قوتوں کے ضعف وانکسار کا شعور کرے اور قلب میں صفائی پیدا ہو ہر روز ضعف قوئے

اندازہ سے ترقی کرتا رہے اور وسائل شیطان مضمحل ہو جائیں۔ ربانی انوار قوی ہوں اور شیطان حریم
کے پاس نہ پھٹک سکے حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت کبیر السن شیخ تھے اور
سن میں ضعف لازم ہی ہے آپ سے عرض کیا گیا کہ عمر شریف بہت زیادہ ہے قویٰ کمزور ہو چکے ہیں
روں سے آپکو بہت ضعف ہو جائیگا فرمایا میں ایک طویل سفر کی تیاری کر رہا ہوں اور اللہ کی طاعت
صبر کرنا آسان ہے اس کے عذاب پر صبر کرنے سے یہ حضرات روزہ کی قدر و منزلت جانتے ہیں
ان کی نظر میں روزہ کا ثمرہ اور فائدہ یہ ہے کہ جسمانیت اور اس کے لواحق کو ضعیف کر کے نفس کو
شہوات کا عادی بنایا جائے تاکہ انسان مرتبہ انسانیت سے ترقی کر کے ملکیت سے قریب ہو جائے
سکے انسان کا مرتبہ بہایم سے برتر ہے یہ کیوں اس لیے کہ وہ اپنے نور عقل سے کسر شہوت پر قادر
ہے اگر وہ شہوات میں مبتلا ہو جائے تو اس کی حالت یہانتک ردی ہوتی ہے کہ وہ اسفل السافلین
گر جاتا ہے اور بہایم سے پستی میں جا ملتا ہے بلکہ ان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ عوام ملائکہ کا مرتبہ
عام انسان سے برتر ہے جب انسان ترک شہوات و لذات کر کے روحانی ترقی کرتا ہے تو افق
ئکہ تک پہنچتا ہے اور مقربین میں داخل ہو جاتا ہے اور ان کے اخلاق اس کے نفس میں ممنود ہو جاتے
یہ صالحین کے روزہ کا ایک مختصر بیان تھا جس کو اس حدیث کی شرح سمجھنا چاہیے جو حضور اقدس
لی اللہ تعالے علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ان الصوم امانۃ فلیحفظ احدکم امانتہ روزہ امانت
ہے چاہیے کہ ہر شخص اپنی امانت کو محفوظ رکھے یہ بھی روایت میں آیا کہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ و
سلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ان اللّٰہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا اللہ تعالے
ہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں امانت والے کو ادا کرو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرما
کے اپنے دست مبارک اپنے گوش اقدس اور چشم مبارک پر رکھ کر فرمایا السمع امانۃ والبصر امانۃ
ان بھی امانت اور آنکھ بھی امانت۔

دا اپنے اعضا اور جوارح کو خدا کی امانت سمجھے وہ کیسے ان کو اس کی مرضی کے سوا دوسری چیز میں صرف
ر سکے۔ اس لیے حدیث کریم میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ان امرؤ قاتلہ او شاتمہ فلیقل
نی صائم انی صائم اگر کوئی روزہ دار سے لڑے یا اس کو گالی دے تو روزہ دار کو چاہیے اس سے
ہدے کہ میں روزہ دار ہوں میں روزہ دار ہوں یعنی میرے اعضا و جوارح اللہ کی امانت ہیں اور حالت روزہ
ں میں انکو اس کی طاعت کے سوا کسی اور کام میں صرف نہ کروں گا تو مجھ سے جنگ کرنے یا جواب دینے کی توقع
ر رکھنا چاہیے اخص الخواص کا روزہ ان حضرات کے روزہ میں اعضا و جوارح کے کاملترین روزہ کے

ساتھ ساتھ قلب کا روزہ ہوتا ہے جو ہمم دنیّہ وافکار دنیویہ کے ترک اور اعراض عن ما سوی اللہ سے عبارت ہے اس مقام میں خود اپنے نفس کی طرف بھی توجہ نہیں ہوتی اور صایم بہمہ بے بہمہ ہو کر حضرت حضرت رب العزت تبارک وتعالیٰ کی جناب میں حاضر ہوتا ہے اور اس کا قلب اسی کے لیے فارغ۔ اس مقام کی تفصیل لفظ و عبارت سے نہیں ہوسکتی اور یہ خاص مرتبہ انبیا و صدیقین و مقربین ہے۔

رمضان مبارک کے روزے

رمضان مبارک کے روزے فرض ہیں اور اُن کے لیے تین قسم کی شرطیں ہیں شرائط وجوب وہ تو اسلام عقل بلوغ ہیں تو کافر مجنون اور نابالغ پر فرض نہیں۔

شروط وجوب ادا اور وہ صحت و اقامت ہیں تو مریض اور مسافر پر فی الحال ادا واجب نہیں۔

شروط صحت ادا وہ نیت اور حیض ونفاس سے پاک ہونا ہے کہ بغیر ان دونوں شرطوں کے روزے کی ادا صحیح نہوگی۔ نیت سے مُراد قلب سے جاننا اور معین دن کے روزہ رکھنے کا ارادہ کرنا ہے۔ زبان سے نیت کا تلفظ کرنا سنت ہے رمضان کے ہر ایک دن کے لیے روزہ کی نیت ضروری ہے۔ رمضان میں سحری کھانا بھی روزہ کی نیت ہے نیت کے لیے یہ کلمات کہنے چاہئیں نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا یعنی میں نیت کرتا ہوں کہ کل روزہ رکھونگا۔ نیت کا وقت ہر دن کے لیے غروب آفتاب کے بعد سے ہے دوپہر سے قبل تک لیکن جو شخص دن میں روزہ کی نیت کرے وہ یہ نیت کرے کہ دن کے اوّل جزیعنی صبح صادق سے روزہ دار ہے۔ بعد طلوع آفتاب نیت کرنے کی صورت میں نیت کے وقت سے روزہ دار رہنے کی نیت کی تو روزہ نہوگا۔ ایسے ہی جو نیت کہ قبل غروب آفتاب ہو وہ بھی جائز نہیں۔ بہتر ہے کہ شب میں نیت کی جائے روزہ کا وقت صبح صادق سے ہے اس سے پہلے سحری کھانا مستحب ہے۔ سحری کا وقت شب کا پچھلا چھٹا حصہ ہے۔ افطار میں جلدی افضل ہے مگر نہ اتنی کہ غروب میں شک ہو۔ افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا سنت ہے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ وَصَوْمَ الْغَدِ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ نَوَیْتُ فَاغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ سحری میں اسقدر تاخیر جس میں صبح صادق ہوجانے کا شبہہ ہو مستحب ہے۔ اگر کسی شخص نے اس گمان پر سحری کھائی کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی مگر حقیقۃً صبح صادق طلوع ہوچکی تھی یا کسی شخص نے اس گمان پر کہ آفتاب غروب ہوچکا ہے افطار کرلیا باوجودیکہ غروب نہوا تھا۔ ان دونوں صورتوں میں اُسپر روزہ کی قضا آئیگی۔ اگر غالب ظن یہ ہو کہ صبح صادق کے بعد سحری کھائی گئی روزہ کی قضا لازم ہے۔ اگر آفتاب کے غروب

ہونے میں شک ہو تو روزہ افطار نہ کرے تا آنکہ یقین ہو جائے۔ اور اگر باوجود اس کے افطار کر لیا تو روزہ کی قضا لازم ہے۔ پھر اگر یہ بھی ثابت ہو جائے کہ وہ افطار واقع بھی قبل غروب ہوا تو کفارہ بھی لازم ہے اسی طرح اگر اُسے غالب گمان یہ ہے کہ آفتاب غروب نہیں ہوا باوجود اس کے افطار کر لیا تو اُس پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں۔ اگر صبح صادق کا طلوع ہونا کسی ذریعہ سے بھی نہ معلوم ہو سکے تو سحری میں تحرّی یا اندازہ کر سکتا ہے اگر اس کے اندازہ میں وہ وقت رات ہو تو سحری کھا لے جس شہر میں صحیح وقت پر سحری کے لیے طبل بجانے کا اہتمام ہو اور طبل بجانے والوں پر اعتماد ہو کہ وہ ٹھیک وقت پر بجاتے ہیں تو سحری کے لیے اُس طبل کا اعتبار کرنا جائز ہے۔ اسی طرح وقت بتانے والی جنتریوں کا حکم ہے جو جنتریاں واقف کار ماہروں نے بنائی ہوں اور اُن کی صحت کا تجربہ ہو چکا ہو سحر و افطار میں اُنکا اعتبار جائز ہے اگر اُن کی غلطی ظاہر نہ ہو۔ مرغ کی آواز سحری کے لیے کچھ قابل اعتماد نہیں ہے۔

روزے کے مکروہات کسی شے کا بے عذر چکھنا اور چبانا مکروہ ہے۔ اگر کسی عورت کا شوہر تندخو ہو اُس کے خوف سے وہ کھانے کا نمک چکھے اور فوراً کلی کر کے زبان سے اثر دور کر دے تو جائز ہے۔ اگر عورت کا بچہ بھوکا ہو اور اُس کے کھانے پینے کی کوئی چیز موجود نہ ہو اور بچہ وغیرہ ایسا کوئی شخص بھی نہ ہو جو روٹی چبا کر اُس بچہ کو کھلا سکے ایسی صورت میں عورت کے لیے جائز ہو گا کہ وہ بچہ کے واسطے کھانے کو چبائے اور جلد کلی کر کے مُنہ صاف کرے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے دیر تک مُنہ میں پانی بھرے رہنا کلی میں مبالغہ ہے روزہ میں مسواک کرنا سرمہ لگانا تیل لگانا مکروہ نہیں مسافر کو اگر روزہ سے بہت زیادہ تکلیف اور مشقت ہو تو روزہ مکروہ ہے ورنہ روزہ رکھنا ہی افضل ہے۔

روزے کے مفسدات مفسدات دو طرح کے ہیں بعض وہ ہیں جن سے صرف قضا لازم ہوتی ہے اور بعض وہ جن سے قضا مع کفارہ۔ **پہلی قسم:۔** بھولکر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر کوئی شخص کسی روزہ دار کو بھولکر کھاتا دیکھے تو اگر اُسے یہ اندازہ ہو کہ یہ شخص روزہ پورا کر سکتا ہے تو اُس کو روزہ یاد دلا دینا چاہیے اور ایسی حالت میں یاد نہ دلانا مکروہ ہے اور اگر وہ روزہ دار اسقدر ضعیف ہو کہ اُس کو روزہ پورا کرنا مشکل ہو تو دیکھنے والے کو جائز ہے کہ وہ اُس کو یاد نہ دلائے۔ کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں اگر پانی جوف میں پہنچ گیا تو اگر روزہ یاد تھا تو روزہ فاسد ہو گیا اور قضا لازم ہے اور اگر روزہ یاد نہ تھا تو فاسد نہ ہوا۔ سونے والا اگر کوئی چیز پی لے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

جو چیز عادۃً دوا و غذا میں مستعمل نہیں مثل پتھر و مٹی کے اُس کو نگلنے سے کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ اگر کنکری یا گٹھلی یا روئی یا کاغذ نگلا قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ دانتوں کے درمیان جو کھانا رہ گیا ہے اُس کو کھا گیا اگر

قلیل تھا تو روزہ فاسد نہوگا کثیر تھا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ چنے کی مقدار کثیر ہے اس سے کم قلیل۔ کلی کے بعد جو تری باقی رہی اسے تھوک کے ساتھ نگل گیا روزہ نہیں ٹوٹا۔ دانتوں سے جو خون نکلا اور حلق میں داخل ہو گیا۔ اگر تھوک اس پر غالب تھا روزہ فاسد نہوا اور اگر خون غالب تھا روزہ فاسد ہو گیا۔ دونوں برابر تھے جب بھی فاسد ہو گیا۔ مکھی روزہ دار کے منہ میں گھس کر حلق سے اتر گئی روزہ فاسد نہوا۔ اور اگر قصداً ایسا کیا فاسد ہو گیا۔ بدن کے مساموں کی راہ سے جو تیل داخل ہوا اس سے روزہ نہیں ٹوٹا۔ ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے سے جو سردی بدن میں حاصل ہوئی اس سے روزہ نہیں جاتا آنکھ میں دوا ٹپکائی اگرچہ اسکا مزہ حلق میں پایا جب بھی روزہ نگیا۔ تھوک میں سرمہ کا اثر معلوم ہوا روزہ فاسد نہوا۔ منھ بھر کر قصداً قے کرنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور اگر خود قے آئی تو فاسد نہوا۔ حقنہ کیا یا ناک میں دوا سڑکی یا کان میں تیل ٹپکا یا روزہ ٹوٹ گیا کفارہ نہیں ہے۔ کان میں پانی جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ کسی مرد نے پیشاب کے سوراخ میں دوا ٹپکائی اگر مثانہ تک نہ پہنچی تو بالاتفاق روزہ فاسد نہو عورت نے اپنی اندام نہانی میں دوا ٹپکائی روزہ فاسد ہو گیا۔ دوسری قسم وہ جس سے قضا و کفارہ دونوں لازم ہے۔ جماع فی السبیلین سے قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں انزال ہوا یا نہو۔ عورت کا بھی یہی حکم ہے اگر وہ مجبور نہ کی گئی ہو ورنہ کفارہ نہیں ہے قصداً کوئی ایسی چیز کھانا جو غذا یا دوا میں مستعمل ہوتی ہے اس سے کفارہ لازم ہوتا ہے۔ درخت کا پتا کھایا اگر وہ ایسا پتا ہے جو کھایا جاتا ہے مثل پان کے تو قضا و کفارہ دونوں ہیں اور اگر ایسا پتا ہے جو کھایا نہیں جاتا تو صرف قضا ہے۔ اگر کسی آدمی نے بھولکر کچھ کھا پی لیا اس کے بعد اسے یہ گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا تب اس نے قصداً کھایا تو کفارہ لازم نہ آئیگا صرف روزہ کی قضا کرنی ہوگی۔ اگر کسی آدمی کو قے آئی اس نے گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر اس نے کچھ کھا پی لیا تو اس پر کفارہ نہیں اور اگر یہ جانکر کھایا کہ روزہ نہیں ٹوٹا تو کفارہ لازم آئیگا اسی طرح احتلام کے بعد کھانے کا حکم ہے ماہ رمضان میں روزہ توڑنیکا کفارہ ایک غلام کا آزاد کرنا ہے یہ نہو سکے تو دو مہینے کے روزے متوالی متصل یہ بھی نہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ مسافر جو تین دن رات کے سفر کیلئے نکلے اور مریض جسکو اپنی جان کے تلف یا عضو کے نقصان یا مرض کی زیادتی کا اندیشہ ہو۔ اسی طرح حاملہ اور دودھ پلانیوالی عورت جب روزہ رکھنے سے انھیں اپنی جان یا اولاد کا اندیشہ ہو تو انھیں روزہ افطار کرنا جائز ہے اسکی قضا دوسرے زمانہ میں رکھیں حیض و نفاس والی عورت ایام حیض و نفاس میں روزہ نہ رکھے اس کے بدلے کا دوسرے زمانہ میں رکھے۔ بھوک پیاس کی شدت اگر اس حد پہنچ جائے کہ اس سے ہلاکت یا نقصان عقل کا اندیشہ ہو ایسی حالت میں روزہ افطار کرنا جائز ہے۔ ایسا کبیر السن شخص جو روزہ پر قادر نہیں اور روز بروز اسکی طاقت گھٹتی چلی جاتی ہے اور اسکو لحاظ سن آئندہ قوت حاصل ہونیکی امید بھی نہیں ہے شیخ فانی کہلاتا ہے اسکو روزہ کا افطار کرنا جائز اور ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

آیت کریمہ: وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ۔

پنڈت جی نے پہلی خیانت تو آیات کی نقل میں کی سطورہ بالا آیتوں میں سے سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم پوری کی پوری چھوڑ دی ہم نے اوپر آیات صحیح نقل کر دی ہیں لیکن ستیارتھ پرکاش میں درمیان کی ایک آیت چھوڑ دی ہے اسی طرح ترجمہ میں سے بھی اس آیت کا ترجمہ ندارد کر دیا۔ اب آپ ایک نظر آیات کے ترجمہ پر ڈال لیجیے اس کے بعد پنڈت کا اعتراض پڑھیے۔ آیات مبارکہ کا بامحاورہ ترجمہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے اسماء کا علم عطا فرمایا پھر اُنکو ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا کہ مجھے ان چیزوں کے ناموں کی خبر دو اگر تم سچے ہو اپنے اس خیال میں کہ بہ نسبت آدم کے ہم خلافت کے زیادہ مستحق ہیں اور ہمارے پہلے پیدا ہونے کی وجہ سے کوئی مخلوق ہم سے علم میں زیادہ نہیں ہو سکتی اس کے جواب میں مسمیات اُن کے سامنے پیش کر کے فرمایا گیا کہ تم ان کے نام تو بتاؤ تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہارا وہ خیال کہاں تک درست ہے اس کے جواب میں ملائکہ نے جو کچھ عرض کیا وہ اگلی آیت میں ہے) ملائکہ نے عرض کیا تو پاک ہے (تجھ پر اعتراض نہیں ہو سکتا اور یہ ہمارا سوال استفسارًا ہے نہ اعتراضًا) ہمیں علم نہیں مگر جو تو نے عطا فرمایا بیشک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔ کہ کوئی شے تیرے احاطہ علمی سے باہر نہیں اور تیرا ہر فعل حکمت ہے خواہ اس تک مخلوق کی رسائی ہو یا نہ ہو) اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تم ملائکہ کو ان مسمیات کے نام بتا دو (یہ حکم پاکر حضرت آدم علیہ السلام نے ہر شے کا نام اور اس کی حکمت جس لیے پیدا کی گئی ہے بیان فرمائی) جب آدم علیہ السلام نے ملائکہ کو ان مسمیات کے اسماء بتائے تو اللہ تعالے نے ملائکہ سے فرمایا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمینوں کے غیب جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو سب جانتا ہوں۔

آیات کریمہ کا ایک مختصر ترجمہ تھا جو ناظرین کے سمجھنے کے لیے پیش کر دیا گیا۔ اب اس پر جو پنڈت دیانند کا اعتراض ہے اس کو ملاحظہ فرمائیے کسقدر دلچسپ ہے کتنا پرمغز ہے کس علم و عقل کی خبر دیتا ہے یا کس تعصب و نفسانیت کا اظہار کرتا ہے پنڈت کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

(پنڈت کا اعتراض) بھلا اسطرح پر فرشتوں کو دھوکہ دیکر اپنی بڑائی کرنا خدا کا کام ہو سکتا ہے یہ تو ایک آڈمبر نمود کی بات ہے اس کو کوئی عالم نہیں مان سکتا اور نہ ایسی لاف زنی کر سکتا ہے کیا ایسی باتوں سے ہی خدا

اپنی کرامات جمانا چاہتا ہے۔ ہاں جنگلی لوگوں میں کوئی ایسا ہی پاکھنڈ چلا لیوے چل سکتا ہے شائستہ آدمیوں میں نہیں
ستیارتھ باب ۱۴ صفحہ ۔۔۔ لکھے پڑھے آریہ سمجھ کر بتائیں تو اس اعتراض کا حاصل کیا ہوا۔ چند بیہودہ خلاف تہذیب الفاظ لکھ دینے ایسی ہی قابلیت ہے اور اسی کو اعتراض کہتے ہیں خداوند عالم پر دھوکہ دینے کا ناپاک بہتان اٹھانا کور باطنی ہے یہ نہ بتایا کہ وہ دھوکہ کیا ہے اور آیات مذکورہ بالا میں نظر کرکے ہر شخص جس کو تھوڑا سا بھی علم ہے سمجھ سکتا ہے کہ ملائکہ نے بدیں خیال کہ وہ پہلے پیدا کیے گئے ہیں بہت سی چیزوں کو دیکھا ہے جن کو ان کے بعد کا پیدا ہونے والا شاید نہ جانتا ہو اس لیے ان کو علم وسیع ہوگا اور وہ بہ نسبت دوسری مخلوق کے زیادہ مستحق ہونگے یہ عرض کیا تھا نحن نسبح بحمدك ونقدس لك اس سوال سے مقصود ملائکہ کا اس حکمت کا دریافت کرنا تھا جو حضرت آدم کو علیہ السلام خلیفہ بنانے میں قدرت نے رکھی تھی اور ظاہر طور پر ملائکہ کی نظر اس تک نہ پہنچی تھی۔

اس کے جواب میں حضرت رب العزت تبارک و تعالے نے حکیمانہ طور پر ان کو معائنہ کرا دیا کہ آدم علیہ السلام کا علم تم سے بدرجہا زیادہ وسیع ہے اور مدار فضل و استحقاق خلافت ملائکہ علم ہی کو قرار دیتے ہیں تو اب انھیں خلافت حضرت آدم میں کوئی تردد نہ رہا اور پیا انہوں نے ذاتی طور پر معائنہ کے ساتھ پہچان لیا کہ علم کی زیادتی کچھ سبقت خلقت پر موقوف نہیں اللہ تعالے اپنے وہب و فضل سے متاخر پر کرم کرے تو وہ متقدم سے علم میں بہت زیادہ اوسع ہو جاتا ہے۔ ملائکہ نے اسکو سمجھ لیا اور اپنی شان عبدیت کے ساتھ گردن نیاز جھکا دی اور اپنے عجز و قصور علم اور اللہ تبارک و تعالے کے علم و حکمت اور آدم کو علیہ السلام خلافت عطا فرمانے کی حقیقت پر اظہار عقیدت کیا اسی مضمون کی آیت کو پنڈت جی چھوڑ گئے دھوکہ تو یہ تھا کہ دو آیتیں نقل کیں اور درمیان کی آیت قصداً چھوڑ دی مگر حیا داری دیکھیے کہ پروردگار عالم کی طرف دھوکہ کی نسبت کر دی۔ کیا لکھے پڑھے آریہ ایسے جاہلانہ اعتراض اور جھوٹے افترا دیکھ کر نہ شرمائیں گے۔ آپ کو اسپر بھی اعتراض ہے کہ خدا اپنی بڑائی کرتا ہے یہ اعتراض معترض کے خداشناسی سے بے بہرہ ہونے کی شہادت دیتا ہے۔ بیشک اللہ تبارک و تعالے بڑا ہے اور اپنی بڑائی کا اظہار کرنا اس کی شان ہے اور بندے راہ یاب جبھی ہو سکتے ہیں جب اس کی بڑائی پر ایمان لائیں۔ پنڈت جی کیا خدا کو چھوٹا سمجھتے ہیں اور اسکے اعتقاد میں کیا ایشور کو عجز و انکسار کرنا شایان ہے کیا مطلب ہے اپنے معبود کی انھوں نے کیا عزت سمجھی ہے کھل کر کہیں تو ؟

۵ یہ حروف قرآن کے اسما ہیں یہ قول کلبی سدی اور قتادہ کا ہے اسی لیے کتاب و قرآن اسکی خبر واقع ہوتے ہیں جیسے کہ الٓمٓ ذٰلک الکتاب اور المٓصٓ کتاب انزل اور الٓرٰ کتاب الحکمت وغیرہ میں۔

۶ الف سے الاء اللہ اور لام سے لطف اللہ اور میم سے ملک اللہ مراد ہے۔ عرب کا طریقہ ہے کہ وہ کلمہ کا ایک حرف ذکر کر کے کل مراد لیا کرتے ہیں جیسا راجز نے کہا قلت لہا قفی فقالت لی قاف شاعر کہتا ہے کہ میں نے اپنے مخاطبہ سے کہا قفی ٹھہر جا تو اس نے مجھ سے کہا قاف یعنی وقفت میں ٹھہر گئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب ایک حرف کو لیکر ایک کلمہ مراد لے لیا کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ نے فرمایا الالف الاء اللہ واللام لطفہ والمیم ملکہ

۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ یہ قسمیں ہیں اخفش کا قول ہے کہ اللہ تعالے نے ان حروف کے شرف و فضل کی وجہ سے اور اس لیے کہ یہ اس کے کتب منزلہ اور اسمائے اور صفات علیہ کے مبانی اور کلام امم کے اصول ہیں انکی سات قسمیں یاد فرمائیں۔

۸ ابو العالیہ کا قول ہے کہ ان حرفوں میں اقوام کی مدتوں کی طرف اشارہ ہے کہ ان کے اعداد سے سمجھا جاتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس یہود آئے آپ نے الٓمٓ پڑھا انہوں نے حساب لگا کر کہا ہم ایسے دین میں کسطرح داخل ہوں جس کی مدت اکہتر سال ہے حضور نے تبسم فرمایا تو کہنے لگے کیا اس کے علاوہ اور بھی ہے حضور نے فرمایا المٓصٓ ۔ الٓرٰ ۔ المٓرٰ تو انہوں نے کہا کہ ہم حیرت میں پڑ گئے کہ ان میں سے کس کے ساتھ حساب لگائیں (رواہ البخاری فی تاریخہ)

۹ الف اقصائے حلق سے ادا ہوتا ہے جو اول مخارج ہے اور لام کنارہ زبان سے جو وسط مخارج ہے اور میم لبوں سے جو آخر مخارج ہے۔ انکے جمع کرنے میں اشارہ ہے کہ بندہ کو سزاوار ہے کہ اس کے کلام کا اول و اوسط و آخر ذکر اللہ ہو۔

۱۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ الٓمٓ کے معنی انا اللہ اعلم ہیں۔

یہ چند قول یہاں ذکر کیے گئے اگرچہ مفسرین نے اور بھی بہت سے اقوال ذکر فرمائے ہیں مگر وہ سب ان ہی کے قریب قریب ہیں۔

ذٰلک الکتاب لاریب فیہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے اُن پر ایک ایسی کتاب نازل فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا جس کو پانی نہ مٹا سکے اور کتنی بھی پڑھی جائے پرانی نہ ہو۔ قرآن پاک نازل فرما کر ارشاد فرماتا ہے

یہ وہ ہی کتاب ہے جسکا آپ سے وعدہ کیا گیا تھا اور فی الواقع قرآن پاک میں یہ صفت ہے کہ وہ پانی سے دھو کر محو نہیں کی جاسکتی قلوب میں محفوظ ہے۔ جہانتک کسی محو کرنے والے کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا اور روزانہ اس کی تلاوت کی جاتی ہے ہر نمازیں پڑھی جاتی ہے۔ حفاظ دور کرتے ہیں رمضان مبارک میں تراویح میں ہر سال سنائی جاتی ہے پھر ایک ایک رمضان میں اسکے صدہا بلکہ بیشمار ختم ہوتے ہیں اسپر بھی اس کی لذت ہر آن ہردم تازہ ہے اور اس کی طرف شوق ہر لحظہ بڑہتا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ قرآن پاک ختم کرکے قاری کو دوسری مرتبہ پڑھنے کا ذوق پہلی مرتبہ سے زیادہ جوش کے ساتھ ہوتا ہے اس کی ہزارہا تفسیریں لکھی گئیں لیکن اس کے علوم کا بحر مواج اسی طرح موجیں مار رہا ہے معانی کے غواص اسی شوق کے ساتھ آرزومند غواصی ہیں لیکن کو اس کے دامن خوبی تک رسائی نہیں۔ یہی حال اس کے برکات کا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ ایک کتاب نازل فرمائیگا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک رسول کو مبعوث فرمائیگا جب حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی اور وہاں یہود بکثرت تھے تب یہ آیت نازل فرمائی **الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ** یعنی وہی کتاب ہے جسکا میں نے زبان موسیٰ پر وعدہ فرمایا تھا۔

ایک معنی مفسرین نے یہ بھی بیان فرمائے ہیں کہ ذلك هو الكتاب یعنی کتاب یہی ہے۔ مطلب یہ کہ وصف کمال میں یہ کتاب اپنا عدیل و مثال نہیں رکھتی تو جہاں یہ کتاب ہو وہاں اس کے مقابلہ میں دوسری کتب پر کیا نظر پڑے جسطرح کہتے ہیں روشن تو آفتاب ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ چاند اور ستارے اور شمع اور چراغ سب بے نور محض ہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ روشنی کا کمال آفتاب میں ہے اس کے مقابل اس وصف میں دوسرا کوئی قابل ذکر و التفات نہیں اسی طرح یہاں ارشاد فرمایا کہ دنیا کی تمام کتابیں اس کتاب مقدس کے اور اس کی جامعیت و کمال کے حضور شمار کرنیکے قابل نہیں جہاں یہ ہو اسی کو کتاب کہا جائیگا اور کتاب کہلائے جانیکی یہی مستحق ہوگی کیونکہ کامل کے سامنے غیر کامل ذکر نہیں کیا جاتا۔ اس کتاب کو بامعان نظر دیکھیے اور اسکے اوصاف و کمالات تک رسائی حاصل کیجیے تو یہ بات قلب میں خود بخود راسخ ہو جاتی ہے کہ بے شبہ کتاب وہی ہے جو بندوں کو خدا کی راہ بتائے اس کی عزت و جلال سے باخبر کرے اسکی ذات و صفات کے علوم پیش کرے بندوں کو سعادت و نجات کی راہیں بتائے معاش و معاد کے تمام علوم پر مشتمل ہو بلکہ سارے علوم اس میں جمع ہوں نزلنا علیك الكتاب تبیانا لكل شیء اسکی شان ہو اس کے عجائب تمام ہو سکیں اسکا مثل بنانا قدرت بشری سے باہر ہو۔ اس کے محو و فنا کردینے سے غارتگر کے ہاتھ عاجز ہوں عالم کے تغیرات جو ویرانوں کو آباد اور آبادیوں کو ویران کر ڈالنے میں

مدرسہ اہل سنت و جماعت مرادآباد

علوم اسلامیہ کی ایک کامیاب مشہور درسگاہ ہے جس کے فیض یافتگان علم ملک کے اطراف واکناف میں سرگرم درس افتا ہیں۔ اس مدرسہ نے اپنی ہفتدہ سالہ عمر میں سو سے زائد عالم پیدا کیے ہیں اسی کے قریب قریب حافظ بھی باوجود طرح طرح کی بیباکیوں کے مدرسہ کی شاندار خدمات قابل تحسین ہیں بہت سے اسلامی و تبلیغی مدارس اس مدرسہ کے زیر حمایت کام کر رہے ہیں۔ اس مدرسہ کا سالانہ جلسہ انشاء اللہ العزیز ماہ شوال میں حسب دستور شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوگا جس کی صدارت حامی ملت ناصر سنت شیخ المشائخ عمدۃ المحدثین زبدۃ العارفین حضرت مولنا الحاج الحافظ السید الشاہ المولوی پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری دامت برکاتہم فرمائیں گے۔ بابرکت نفوس کا مقدس مجمع ہوگا۔ فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی کی جائے گی۔

جذبات جناب مولوی غلام محمد صاحب تاجر جیننگ اعظم گڑھ

مومنو کو مہ رمضان مبارکباشد	روزہ رکھنا بدل و جان مبارکباشد	خلد کے پھولو کے سہرے تمہانا جوڑا	لائینگے حضرت رضوان مبارکباشد
دیکھو ہے ورد زباں صل علی صل علی	اور تراویح میں قرآن مبارکباشد	باغ فردوس میں بھی ذکر الہی صایم	سجگیا گلشن رضوان مبارکباشد
نزع میں قبر میں اور حشر میں صایم کیلئے	مشکلیں ہو گئیں آسان مبارکباشد	روح بیدار ہوئی نفس کے چھکے چھوٹے	تم سے راضی ہوا رحمن مبارکباشد

مولنا کی اس نظم پر ایک طالب علم نے نظر کی اور کسی قدر الفاظ تبدیل کر کے اسی مضمون کو فارسی میں ادا کیا وہ اشعار بھی پیش کیے جاتے ہیں ؎

مومنا ز امہ رمضان مبارکباشد	روزہ داری بدل و جان مبارکباشد	حلہ خلد معطر بنسیم فردوس	نذر از حضرت رضوان مبارکباشد
ہر زماں ورد زبانست ہمہ ورد درود	شب تراویح بقرآن مبارکباشد	ذکر اخلاص تو رسید بباغ فردوس	زینت گلشن رضوان مبارکباشد
رنج نزع و غم قبر و الم حشر ترا	بدل شد جملہ باحسان مبارکباشد	روح بیدار شد و نفس سراسیمہ شدہ	از تو راضی شدہ رحمن مبارکباشد

دیگر از مولوی غلام محمد صاحب سلمہ

وصف کیا ہو سکے مجھ سے مہ انور تیرا	خود ثنا گر ہوا جب خالق اکبر تیرا
اعتکاف اور تراویح ہے جو ہر تیرا	لیلۃ القدر ملی تجھ کو مقدر تیرا
قرن اول کا سما آنکھوں میں پھر جاتا ہے	وصف ہوتا ہے بیاں جب سر منبر تیرا

بہار شریعت

مسلمانوں کو دینیات کا علم حاصل کرنا ازبس ضروری ہے اور اس لیے بہار شریعت تصنیف لطیف صدر المدرسین حضرت مولانا مولوی شاہ محمد امجد علی صاحب مدظلہ العالی نہایت نفیس کتاب ہے جس میں نہایت کثیر مسائل کمال تحقیق کے ساتھ درج فرمائے ہیں۔ مسلمانوں کو اس کتاب کا مطالعہ اپنے بچوں اور بچیوں کو پڑھانا بہت ضروری اور نافع ہے۔

مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف حضرت مصنف سے طلب کیجیے یا رضوی کتب خانہ بریلی سے طلب فرمائیے

حصہ اول بیان عقائد اہل سنت ۵/ حصہ دوم در بیان طہارت ۸/ حصہ سوم مسائل نماز قیمت ۱۰/

حصہ چہارم مسائل نماز ۱۰/ حصہ پنجم مسائل زکوٰۃ و روزہ ۹/ حصہ ششم در بیان حج ۱۰/

حصہ ہفتم بیان نکاح ۶/ حصہ ہشتم در بیان طلاق زیر طبع ہے۔

اَلْکَلِمَةُ الْعُلْیَا لِاِعْلَاءِ عِلْمِ الْمُصْطَفٰی

یہ وہ بے مثل کتاب ہے جسے زمانہ زمانہ سے تلاش کر رہا تھا اور ڈھونڈی نہ ملتی تھی جس نے مخالفین کے چھکے چھڑا دیئے، ہوش اڑا دیئے قلم توڑ دیئے، دل بجھوڑ دیئے علوم سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آجتک مخالفین نے جتنے اعتراضات کیے ہیں سب کے نہایت تحقیق کے ساتھ جواب دیئے گئے ہیں تصنیف لطیف صدر الافاضل استاذ العلماء حضرت مولٰنا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دامت برکاتہم قیمت صرف ایک روپیہ (عہ) کتاب ہذا اور کتب مندرجہ ذیل دفتر مکتبہ نعیمیہ چوکی حسن خان سے طلب فرمائیے۔

ملفوظ حصہ اول:۔ اعلیحضرت مجدد دین وملت قدس سرہ کے ملفوظات ہیں جن میں تحقیقات و نکات کا انمول جواہر ہیں قیمت ۸/

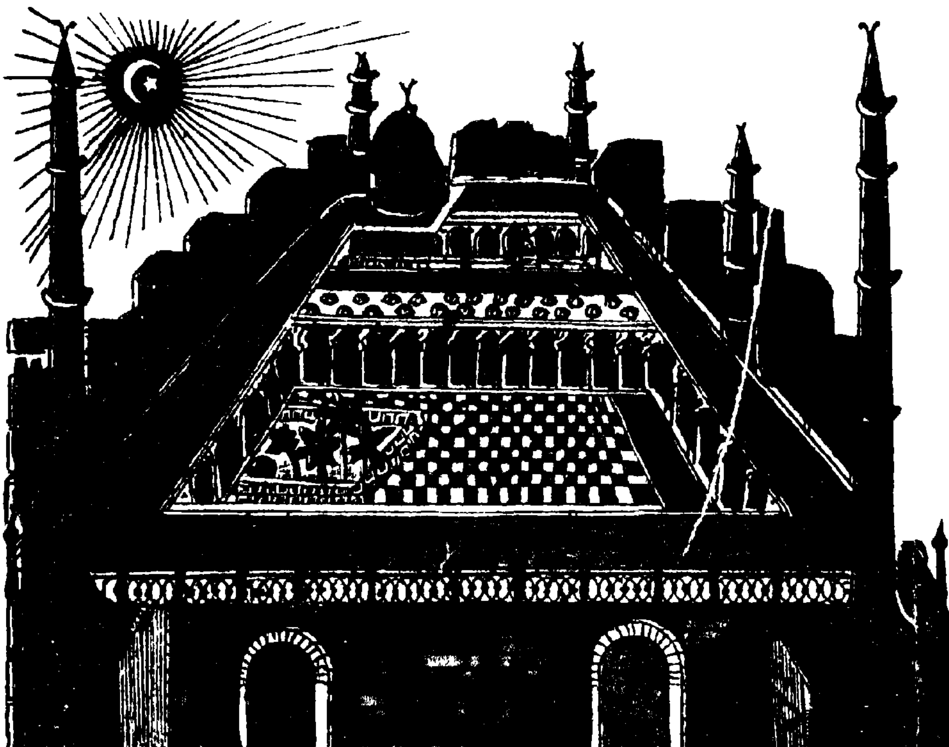
ملفوظ حصہ دوم:۔ یہ اعلیحضرت کے ملفوظات کا دوسرا حصہ ہے۔ قیمت ۸/

اربعہ متناسبہ:۔ اعلیحضرت قدس سرہ کے چار رسالوں کا مجموعہ۔ قیمت ۷/

تنویر الساطعہ۔ فاتحہ میلاد شریف کے بیان میں بہت نفیس کتاب ہے علماء عرب وعجم کی تصدیقات سے مصدق۔ قیمت عہ/

اہل العذاب۔ قبروں پر قبوں کے بیان میں بے مثل رسالہ ہے۔ قیمت ۱/

جواہر البیان:۔ تصنیف لطیف حضرت مولانا مولوی نقی علی خان صاحب والد ماجد اعلیحضرت فاضل بریلوی نعت خطب۔ قیمت عہ/



ز خاک اے لالۂ سیراب برخیز
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
بروں آور سر از برد یمانی
کہ روئے شست صبح زندگانی

السواد الاعظم

چندہ سالانہ ایک روپیہ

مدیر (مولانا) محمد عمر نعیمی

فہرست مضامین

مدرسہ انجمن اہل سنت و جماعت مراد آباد کا سولہواں سالانہ اجلاس

بصدارت قبلۂ عالم حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ شاہ پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری دامت برکاتہم — ۲۰ تا ۲۴ شوال پانچ روز نہایت شوکت و احتشام کے ساتھ منعقد ہو کر مدرسہ کا وسیع مکان ... سے بھرا ہوا تھا مقامات شہر اور دیگر اضلاع سے اہل ذوق شریک جلسہ ہوئے تھے حضرت قبلۂ عالم مدظلہ کے کلمات طیبات روح کو تازہ ایمان کو منور فرما رہے تھے ایک ... پر روح ایمان کی بخشش تھا مجمع ہو رہا تھا عجب عالم تھا حضرت مولانا مولوی محمد معراج حسین صاحب رامپوری وجناب مولانا مولوی احمد مختار صاحب صدیقی میرٹھی وجناب مولانا مولوی حکیم محمد یعقوب صاحب بلاسپوری وجناب مولانا قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی ... آفتاب صداقت و دیگر علمائے کرام کے پر اثر بیان قلوب کو تسخیر فرما رہے تھے۔ آخر روز آٹھ فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی کی گئی اور دعا کی گئی کہ اللہ تعالے اس مدرسہ کو ترقی مرحمت فرمائے جو اپنے فیض علوم سے مستفیدان سعادتمند کو نوازتا ہے۔

اطلاع

مراد آباد میں ... کی کثرت ہے ہمارے پریس کے ... بیمار ہوگئے یہاں بھی دو اموات ہوگئیں اس وجہ سے پرچہ چار روز کی تاخیر سے شائع ہو سکا۔ منیجر

ہندوستان کی فضا

ھو المعین

کئی سال سے ہندو سورماؤں کا جوش بہادری مسلمانوں پر مشق ستم کر رہا تھا ملک میں اکثریت کی ہیجا کاری کا سیلاب انتہائے طغیانی پر تھا۔ کوئی تاریخ ایسی نہ گزرتی تھی کہ اخباروں میں متعدد واقعات سنگدلی مظالم کے نظر سے نہ گذرتے ہوں مسجدوں کے سامنے باجہ بجانا اور آئے دن جلوس نکالنا ستم آرائی اور حملہ آوری کا ایک حیلہ تھا جس سے مسلمان ہر طرح کے جانی و مالی نقصانات اٹھاتے رہے اور منظم جماعتیں جو پہلے سے آمادہ جنگ تھیں اُن کو ایذا پہنچاتی رہیں۔ گزرے ہوئے چار سال میں مسلمانان ہند کے لیے امن و عافیت کی ایسی تاریخ تلاش کرنا دشوار ہے جس تاریخ میں ہندوستان کے کسی مقام پر مسلمانوں کو نہ ستایا گیا ہو اور وہ دن تمام ملک میں امن و عافیت کے ساتھ گزرا ہو۔ مسلم آزاری کا یہ دور متفقہ تجاویز اور لیڈروں کی رہنمائی میں تھا۔ ہندوؤں کے بڑے بڑے نامی لیڈر رات دن اپنی قوم کو اشتعال دلانے اور جنگجو بنکر مسلمانوں کا خاتمہ کر ڈالنے پر ابھار رہے تھے۔ جا بجا جلسوں میں مسلمانوں کے خلاف گرم تقریریں ہوتی تھیں مگر جیسے سائمن کمیشن ہندوستان میں آیا اور ہندوؤں نے اپنی مصلحت اس میں سمجھی کہ مسلمانوں کو اس کمیشن کا بائیکاٹ کرنے میں اپنا ہم آہنگ بنانا چاہیے اور انکے مدبرین نے یہ تجویز کیا کہ مسلمانوں کو اس کمیشن سے مخالفت کر کے اُن کی بربادی کی تکمیل جلد اور بآسانی ہو سکے گی اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ مسلمانوں کو موافق بنایا جائے اور وہی غریب وہی مغلوب مسلمان ہیں وہی انکا دستور زندگی اور طریق عمل ہے۔ مگر اب کل اکثریت کے سمندر میں سکون ہے طوفانی موجیں اس زور و شور سے نہیں اٹھتیں لیڈر گرما گرم تقریریں کر کے قوم کو مسلمانوں پر ستم آرائی کرنے کے لیے نہیں ابھارتے۔ باجوں کا مسئلہ خاموش ہے۔ مسجدوں کے سامنے جلوس نکالکر چھیڑ پیدا کرنے کا طریقہ بند ہو گیا ہے۔ مسلم آزاری کی رفتار بظاہر بہت دھیمی پڑ گئی۔ یہ کیوں۔ مسلمانوں نے گائے کا ذبیحہ ترک کر دیا یا گوشت خوری کا عہد کر لیا۔ یہ تو کچھ نہیں مسلمانوں کی سلامت روی کا جو انداز پہلے تھا وہی اب بھی ہے۔ اُن کی حالت میں کوئی تغیر نہیں آیا۔ مگر

مصلحت اندیش دشمن کی مصلحت اسوقت یہی مشورہ دیتی ہے کہ مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ نہ کیجائے ہمیں ان واقعات سے ملک اور سلطنت پر یہ ظاہر کر دینا منظور ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے کسی قسم کی فساد انگیزی نہ تھی اور ہندو جو مظالم کر رہے تھے وہ ایک نظم کے ماتحت تھے جبتک اُس نظم نے چاہا مسلمان جور و جفا کا نشانہ بناتے گئے اور جسوقت مصلحت یہ معلوم ہوئی کہ خاموشی کیجائے تو ایکدم تمام ملک میں سنگدلی غیظ و غضب کی آگ سرد ہوگئی اور ہندو اکثریت نے اپنے لیڈروں کے اشارہ پر اسی طرح کام کیا جیسے ترتیب یافتہ فوج اپنے سپہ سالار کے اشاروں پر کام کرتی ہے ملک کے امن و امان کے ذمہ دار اس پر غور کریں اور اکثریت کے ظلم اور اقلیت کو کچل ڈالنے کی تدابیر سے باخبر رہکر اقلیت کے حفاظت کے فرائض ادا کرنے میں اپنی قابلیت کے جوہر دکھا دیں۔

اتفاق کے پردہ میں نفاق

یقیناً اتفاق نہایت محمود اور نعمت الٰہی ہے اور شرع مطہر میں اس کی بڑی تاکید ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا لا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلث اتفاق کی بنیادیں شریعت ہی نے استوار کیں اور دین پاک اسلام ہی نے دنیا کو اس کی قدر و قیمت بتائی محارب اور جنگجو قوموں کی دیرینہ عداوتیں مٹا کر انکے قلوب کو باہمی محبت سے لبریز کیا اور انس اور وداد کی ایسی چاشنی چکھائی اور ایسا ذوق مرغوب عنایت کیا کہ مسلم کے رگ و پے میں اتفاق و اتحاد کی روح دوڑگئی صحابہ کرام کی پاک زندگیوں میں اور قرون سابقہ کے مسلمانوں میں باہمی ارتباط و اتفاق کے وہ نمونے نظر آتے ہیں جن سے دنیا حیرت میں ہے دنیوی قرابت و تعلقات کا کوئی رشتہ ایسا اتم اتحاد نہیں پیدا کر سکا جو اسلام کی حلقہ بگوشی سے اہل اسلام کو حاصل ہوا ناشکری و ناسپاسی ہوگی اور اس کے ساتھ حقیقت کا بھی انکار ہوگا۔ اگر یہ کہا جائے کہ آج مسلمان اتفاق کی نعمت سے بالکل محروم ہو چکے ہیں ایسا نہیں ہے گو زمانہ کے تغیر اور مسلمانوں کے انحطاط سے اُن کی مذہبی حالت نہایت کمزور ہو چکی ہے اور وہ ہر شعبۂ زندگی میں اپنے اسلاف کی نسبت سے بہت دور کی پستی میں گر چکے ہیں لیکن اسلام کی چمک دمک اُن میں باقی ہے۔ اور اُس کے برکات سے ایک حد تک وہ بہرہ مند ہیں اگرچہ عہد قدیم کا سا اتفاق اور باہمی یگانگت زمانہ موجودہ کے مسلمانوں کو حاصل نہیں ہے اور اُس عہد کو سامنے رکھکر حالت موجودہ کو نہایت زبوں اور افسوس ناک کہنا بالکل صحیح ہے لیکن تاہم ایک دُھندلی سی شعاع اتفاق و یگانگت کی ابھی تک مسلمانوں میں پائی جاتی ہے۔ وہ اجنبی اور ناواقف مسلمان کو دیکھکر تحیۃ و تسلیم سے اسلامی اخوت کی تحریک و سلسلہ جنبانی کے عادی ہیں فراخ دلی کے ساتھ اپنے دسترخوان پر اپنے دینی بھائی کو دعوت دیتے ہیں نومسلموں کے ساتھ ہمدردی اور اُن کی اعانت و دستگیری مسلمانوں کا فطری جذبہ ہے عیدین کو محبت و اتفاق کے روح پرور نظارے مسلمانوں کے معانقے اور مصافحے میں نظر آتے ہیں۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دیکھکر کھلجاتا ہے اور فرط محبت سے

اُسے سینہ سے لگا لیتا ہے محبت کی بجلی دلوں میں دوڑ جاتی ہے ہندوستان کی بود و باش یہاں کی آب و ہوا یہاں کے باشندوں کے ساتھ خلط و ملت و رسم و راہ سے بے علم مسلمانوں میں بہت سی عادتیں اغیار کی جاگزین ہوگئیں۔ انھیں میں سے قومی و نسبی تفرقے اور اس بنا پر غریب اقوام کو بنظرِ حقارت دیکھنے کی عادت ہے۔ اسلام نے یہ تعلیم نہ دی تھی وہاں شرافت کا معیار تقوے اور پرہیزگاری پر تھا۔ ایک خداترس پاکباز حبشی غلام کی عزت مسلمانوں کی نظر میں قیصر و کسریٰ سے زیادہ تھی۔ ہندوؤں نے ملک کی آبادی کو ذاتوں اور قوموں پر تقسیم کر کے اپنے بنی نوع میں تفرقہ کی ایسی نفرت انگیز بنا ڈالی جس نے انسانی عزت کو خاک میں ملا دیا انھوں نے برہمن کو یہاں تک بڑھایا کہ اسکو پرمیشر کے منھ سے نکلا ہوا خیال کیا اور اپنی مذہبی کتابوں میں یہ لکھا کہ تمام دُنیا اور اسکا مال و متاع برہمن ہی کے لیے ہے اور تمام جہان اس کی فرمانبرداری اور غلامی کے لیے پیدا کیا گیا ہے دوسری قومیں سب اس سے نیچ ہیں اور وہ انسانیت کے حقوق اس کی برابر نہیں پا سکتے حتی کہ وہ سخت سے سخت جرم کرنے پر بھی جسمانی سزا سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ اگر وہ نیچ قوم کے کسی شخص کو قتل بھی کر دے تو اس کے عوض میں برہمن کو قتل نہیں کیا جا سکتا بلکہ اُس کے لیے برت رکھ لینا یا تھوڑی مدت جنگل میں سکونت کرنا اس جرم سے پاک اور بری ہونے کے لیے کافی سمجھا جاتا ہے۔ چھتری اور ویش بھی برہمن کی ہمسری نہیں کر سکتے انکا درجہ اس سے بہت کم ہے باقی اقوام جن کی تعداد کروڑوں ہے اور جو ہندو ملک کی آبادی کا بڑا عنصر ہیں وہ سب شودر قرار دیے گئے ہیں اُن کی حیثیت انکے سامنے جانوروں سے بھی کمتر اور بدتر ہے۔ اگر آپ منوسمرتی پر ایک نظر ڈال لیں تو آپ پر یہ حقیقت عیاں ہو جائے گی۔ جاہل بے علم مسلمانوں نے غریب قوموں کو ذلت و حقارت کی نظر سے دیکھنا انھیں ہندوؤں سے سیکھا۔ اور اس سے تفرقہ کی بنیاد پڑی اور باہمی اتفاق و اتحاد کو بہت بڑی حد تک نقصان پہنچا۔ ہمیں جلد سے جلد اپنے چھوٹوں کو سینہ سے لگا کر عزت کے ساتھ اپنے پہلو میں بٹھا کر محبت کی نظر سے دیکھ کر اس ناجائز اور تباہ کن منافرت کو دور کر دینا چاہیے جو مسلمانوں کی کمزوری کا سب سے بڑا باعث ہو رہی ہے۔ آج کل رسالوں میں اخباروں میں اتفاق کے مضامین نکل رہے ہیں اور مسلمانوں کو اتفاق کی دعوت دی جا رہی ہے لیکن اس مہلک منافرت کی طرف جو قومی اور نسبی تفرقوں سے پیدا ہو کر مسلمانوں میں ایک سے ایک کو جدا کر رہی ہے۔ کسی صاحب نے بھی غور نہیں کیا اور اس کے مٹانے کے لیے کوئی لیڈر نہیں اٹھا بلکہ بجائے اس کے کہ اتفاق کے علمبردار اس منافرت کو دور کرنے کی طرف توجہ کرتے انھوں نے اتفاق کے پردہ میں نفاق کی آگ بھڑکائی اور مسلمانوں ہی کو اپنے تیر جفا کا نشانہ بنایا۔ اتفاق کے عنوان سے جو مضامین لکھے جا رہے ہیں وہ عیاری کے ساتھ مسلم جماعتوں پر حملے اور اپنے مخالفین کی تذلیل و توہین اور ہر طرح مورد الزام قرار دینے کے مقصد سے لکھے جا رہے ہیں۔ میں نے گذرے ہوئے مہینہ کے ایک پرچہ میں اتفاق کا ایک مضمون پڑھا جس میں مضمون نگار نے عنوان تو اتفاق کا قائم کیا ہے لیکن مضمون میں دل کھول کر اپنے مخالفین کو

سخت وسست کہا ہے اور نااتفاقی پیدا کرنیکا تمام الزام دیندار مسلمانوں کی گردن پر رکھکر دنیا کو ان سے نفرت دلانے کی کوشش کی ہے اور اتفاق کے وہ غلط معنی تجویز کیے ہیں جنکا شریعت طاہرہ میں پتہ بھی نہیں بلکہ دین پاک اسلام اور تعلیم قرآن شریف کے بالکل خلاف ہیں بجز ستم یہ ہے کہ اس مضمون نگار نے اپنے مدعائے باطل پر آیات قرآنیہ کو پیش کیا ہے اور انکے غلط معنی بیان کرکے دنیا کو مغالطہ میں ڈالا ہے۔

اتفاق کے غلط معنی ۔ انکی تمام تقریر کا محصل اسقدر ہے کہ اتفاق کے معنی یہ ہیں کہ فرق باطلہ کے تمام مخالف اسلام اور دین میں فساد پیدا کرنے والے اقوال وافعال کو خواہ وہ حد کفر تک پہنچ گئے ہوں اور صراحۃً قرآن اور حدیث اور دین کے مخالف ہوں اور ان سے اسلام کی کیسی ہی توہین ہوتی ہو مسلمان ان سب کو خوش دلی سے دیکھا کریں اور احکام شرع بیان کرنے سے اپنی زبانوں اور قلموں کو ایکدم روکدیں کسی فرقہ کے حق میں شرعی احکام کا بیان کرنا اور اس کی تضلیل وتکفیر کرنا یہ تفرقہ اندازی اور اتفاق شکنی اور بہر جرم سے بڑا جرم ہے وہ فرقے چاہے اسلام پر آوازے کسیں اعتراض کریں قرآن وحدیث کے احکام کو توڑیں دین کی بنیادوں کو گرائیں کفر کے اقوال چھاپیں شائع کریں مسلمانوں کی راہ چھوڑیں۔ ان سب کے خلاف اپنی ہوائے نفس سے نئی راہیں نکالیں ان میں سے کچھ بھی انکے مزعوم اتفاق کے خلاف نہیں لیکن مسلمانوں کا اپنے دین کی حفاظت کرنا اعداء کے حملوں کا جواب دینا ہوا پرستوں پر احکام شرعی جاری کرنا یہ تفرقہ پردازی ہے یہ اتفاق شکنی ہے یہ جرم عظیم ہے یہ قابل ملامت ہے۔ صحابہ کو گالیاں دی جائیں ان پر تبرے کیے جائیں انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیمات کی توہین ہو۔ حضرت رب العزۃ کی ذات پاک پر عیب لگائے جائیں نبوتوں کے دعوے کیے جائیں۔ تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر بنا ڈالا جائے۔ مسلمان اس سب کو خوشی سے سنا کریں ذرا چون وچرا نہ کریں مذہب کے احکام لپیٹکر رکھدیں دین کا مسئلہ بیان نہ کریں اگر ذرا جواب دیا حکم شرع بیان کیا اہل باطل کی غلطی کا اظہار کیا مسلمانوں کو حدیث وقرآن کے مطابق ایسے گمراہ فرقوں سے بچنے کا حکم دیا تو اس فرضی اتحاد کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اور سارا الزام مسلمانوں ہی کی گردن پر رہیگا۔ مولوی اسمعیل دہلوی تمام مسلمانوں کو مشرک بتائے اور اس کی تقویۃ الایمان کے جزئی احکام سے دنیا میں ایک بھی مسلمان باقی نہ رہے سب کو وہ ابوجہل اور فرعون کی برابر مشرک سمجھے۔ یہ اتفاق شکنی نہیں یہ تفرقہ پردازی نہیں ہے مگر جو یہ کہے کہ تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک قرار دیدینا غلط اور باطل ہے اور ایسا حکم یقیناً گمراہی اور تمام امت مرحومہ کی تکفیر ہے وہ صدائے حق بلند کرنے والا اتفاق کا دشمن اور تفرقہ پرداز قرار دیا جائے نجدی اکابر صحابہ کے مزارات کھود کر بے نام ونشان کر ڈالے ان کی قبروں کی توہین کرے اور اپنے ظالمانہ اور وحشیانہ افعال سے عالم اسلام میں ایک زلزلہ برپا کر ڈالے بیگناہ مسلمانوں کو مشرک سمجھے قتل کرے ان کے مال لوٹے انہیں بے طرح ایذائیں دے انکی لاشوں کو گھوڑوں کے پاؤں میں بندھوا کر کھچوائے۔ مساجد کو شہید کرائے یہ کچھ اس مزعوم اتفاق کے خلاف نہیں ہے اس کو فساد انگیزی

اور تفرقہ پردازی نہیں کہا جاتا لیکن جو ان کے ان افعال سے ناراضی کا اظہار کرے اُن کو ظلم و حرام اور توہین اسلام بتائے ایسے ظالموں کے حق میں شریعت کا حکم سُنائے اسپر اتفاق توڑنے کا الزام ہے وہ فرقہ وارانہ فساد کا بانی کہا جاتا ہے۔ مرزا اُٹھے اور اسلام کے خلاف نبوت کا دعوے کرے انبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی توہین کرے اسلام کے احکام کو بدل ڈالے مرزائی اپنی مٹھی بھر جماعت کے سوا تمام دُنیا کو کافر سمجھیں یہ کچھ اتفاق کے خلاف نہیں ہے اس سے اسلامی اتحاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا جو اس بیدینی کا رد کرے اور شرعی احکام سُنائے وہ خطاوار قرار دیا جائے اس اتفاق کا حاصل یہ ہے کہ گمراہ فرقوں کو ہر طرح کی فساد انگیزی کرلے دو مگر تم اپنے دین کا تحفظ نہ کرو اسلام کے انتظام کو چھوڑ کر الگ ہو جاؤ ایسے ملعون اتفاق کی مسلمانوں کو ضرورت نہیں نہ شریعت طاہرہ نے یہ اتفاق بتایا وہاں یہ ارشاد ہے لا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین اور یہ ارشاد ہے یایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء اور یہ ارشاد ہے لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم او اخوانھم او عشیرتھم اور ارشاد ہے ومن یتولھم منکم فانہ منھم اور یہ ارشاد ہے یایھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا اس ناپاک اتفاق کی قرآن و اسلام نے ممانعت فرمائی یہ اتفاق نہیں ہے یہ تو مسلمانوں کو دین برباد کرانے پر راضی کرنا ہے اور یہ ستم کہ اس اتفاق کی سند میں آیۂ کریمہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا لکھی جاتے جس میں ارشاد ہے کہ حبل اللہ کے ساتھ مجتمعا تمسک کرو اور تفرق نہ کرو تو لیا حبل اللہ اس بیدینی کا نام ہے استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے حبل اللہ کی تفسیر دین اللہ کے ساتھ فرمائی تو مطلب یہ ہے کہ دین اللہ کی گرفت میں سب مجتمع رہو اس میں متفرق نہو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ دین میں متفرق ہونا جرم ہے نہ یہ کہ دین سے ہٹنے والے کو تنبیہ کرنا اُس کو تفرق سے منع کرنا ایسا آیت کا مضمون اُلٹا لینا کسقدر بیدینی ہے کہیں شریعت نے بتایا ہے کہ دین کے حصے بخرے کر ڈالو اور صدہا فرقے ہو جاؤ مگر اُن تمام فرقوں کے ظلم کو خوش دلی سے گوارا کیا کرو اور کون عاقل اس بات کو گوارا کریگا اور اسے دین کی تائید سمجھے گا کہ دین میں فرقے تو پیدا ہوتے رہیں مگر ان کا رد کیا جائے نہ ولا تفرقوا کے مخالف سمجھا جائے نہ اُنکے حملوں کی مدافعت کیجائے نہ حریم دین کی محافظت۔ اسکا نام اتفاق ہو مگر اصل یہ ہے کہ فرق باطلہ یقین رکھتے ہیں کہ علمائے اسلام انکے کفر و بطلان کا اظہار فرماتے ہیں اس سے دُنیا آگاہ ہوتی ہے اور انکے پھندے میں پھنسنے سے محفوظ رہتی ہے اور جیسی وہ چاہتے ہیں اشاعت نہیں ہو سکتی اس لیے اُنھوں نے یہ فریب اختیار کیا کہ جب علمائے دین اُن کی شناعتوں شرارتوں فساد انگیزیوں گمراہیوں کا جب ہی وہ شور مچادیا کریں کہ ہائے ہائے یہ اختلاف ڈال رہے ہیں۔ اختلاف ڈال رہے ہیں تاکہ علما

عوام اس غوغا میں اپنے علما کی طرف سے بدظن ہو جائیں اور انھیں اپنی گمراہیاں پھیلانے کے لیے میدان خالی مل جائے ولکن اللہ لا یھدی کید الخائنین۔

مستورات اور پردہ

مسلم خواتین کی عزت و حرمت اور اُن کا پردہ صدہا سال سے دُنیا میں ضرب المثل ہے لیکن اس زمانہ میں مغربی تعلیم مسلمانوں کو نصرانیت کی طرف کھینچ رہی ہے اور وہ حکمراں قوم کے معائب کو بھی ہنر سمجھ کر بخر یہ تقلید پر تُلے ہوئے ہیں بیجا اصرار اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اپنے طریق عمل کو صحیح ثابت کرنے کے لیے شرعی احکام سے بھی انکار کر دیا جاتا ہے جو اصحاب بے پردگی کے حامی ہیں وہ پردہ کے خلاف تقریریں کرتے ہیں اور مسلمانوں کو اس مغالطہ میں ڈالتے ہیں کہ پردہ خود شریعت کے خلاف ہے، اس لیے ہم حضرت صدر الافاضل مدظلہ کے محققانہ فتوے کو جس سے پردہ کی شرعی حیثیت صاف معلوم ہوتی ہے مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نفع دے آمین۔

فتوےٰ

غیر محرم عورت کو بے پردہ مرید کرنا کیسا ہے؟ زید کہتا ہے جائز ہے کسی طرح کا ہرج نہیں پردہ سے بے ایمان لوگ مرید کیا کرتے ہیں اور بکر کہتا ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فتاویٰ رضویہ کتاب النکاح جلد دوم صفحہ ۲۱۱ پر تحریر کیا ہے کہ مریدہ کو اپنے پیر کے سامنے بے پردہ آنا ناجائز ہے لہٰذا ناجائز ہے تو زید کا کہنا صحیح ہے یا بکر کا قول۔

الجواب بعون الوہاب

عورتوں کے لیے شریعت طاہرہ نے غیر مردوں سے پردہ کا حکم دیا قرآن پاک میں فرمایا یاایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم یعنی اے ایمان والو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکانوں میں نہ داخل ہو جبتک اذن نہ پاؤ اس آیت سے صاف طور پر پردہ کا حکم ثابت ہے اور اس سے بڑھکر تصریح یوں فرمائی فاذا سالتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب اور جب تم اُن سے متاع مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگو۔ تفسیر احمدی میں اس آیت کے تحت میں فرماتے ہیں ھذہ الآیۃ ھی الآیۃ التی فیھا منھا ان تحتجب النساء من الرجال یعنی یہی آیت ہے جس سے یہ حکم معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں مردوں سے پردہ کریں اس آیت کا نزول اگرچہ حضور انور علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات کے ازواج کے حق میں ہے لیکن حکم عام ہے اور تمام مومنہ عورتوں کو شامل۔ تفسیر احمدی میں ہے لان موردھا ان کان خاصا فی حق ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکن الحکم عام لکل من المومنات فیفھم منہ ان تحتجب

تمیع النساء من الرجال ولا یبدین انفسھن علیھم یعنی اس آیت کا مورد اگرچہ خاص ہے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے حق میں لیکن حکم ہر ایک ایماندار عورت کے لیے عام ہے
اس آیت سے سمجھا جاتا ہے تمام عورتیں مردوں سے پردہ کریں اور اپنے نفس کو اُنپر ظاہر نہ کریں۔

دوسری آیت میں ارشاد ہوا یا ایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا۔ مطلب یہ کہ اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ داخل ہو جبتک کہ اجازت نہ لو اور سلام کرو اُن گھر والوں پر تستانسوا کے معنی تستاذنوا کے ہیں اور حضرت ابی کی قرأت میں تستاذنوا ھی آیا ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے قلنا یا رسول اللہ ما الاستیناس قال یتکلم الرجل بالتسبیحۃ والتکبیر والتحمید او یتنحنح لیوذن اھل البیت ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ استیناس سے کیا مُراد ہے فرمایا آدمی سبحان اللہ الحمد للہ یا اللہ اکبر پڑھے یا کھکارے (گلے سے آواز کرے) تاکہ گھر والے اجازت دیں دوسری حدیث میں ہے التسلیم ان یقول السلام علیکم ادخل ثلث مرات فاذا اذن لہ دخل الا رجع یعنی تسلیم سے یہ مُراد ہے کہ آدمی یہ کہے۔ السلام علیکم کیا میں داخل ہوں۔ پس اگر اُس کو اجازت دیجائے تو مکان میں داخل ہو ورنہ واپس ہو جائے۔

دوسری آیت میں ارشاد ہوا قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون وقل للمومنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن او اباءھن او اباء بعولتھن او ابناءھن او ابناء بعولتھن او اخوانھن او بنی اخوانھن او بنی اخواتھن او نسائھن او ما ملکت ایمانھن او التابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظھروا علی عورات النساء ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن وتوبوا الی اللہ جمیعا ایھا المومنون لعلکم تفلحون۔ مطلب یہ ہے کہ اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایمان والوں سے فرما دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں پست کریں اور اپنے اندام خاص کی حفاظت کریں یہ اُنکے لیے پاکیزہ ہے بیشک اللہ خبردار ہے اُسکا جو وہ کرتے ہیں اور ایماندار عورتوں سے فرما دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں چھپائیں اور اپنے اندام مخصوص کی نگہبانی کریں اور اپنی زینت مواضع یعنی اُن اعضا کو جنپر وہ سنگار رہتا کرتی ہیں ظاہر نکریں مگر جو خود ہی ظاہر ہے اور چاہیے کہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالیں اور اپنا سنگار ظاہر نکریں مگر اپنے شوہروں کے لیے یا اپنے باپوں یا اپنے شوہروں کے باپوں یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہروں کے

بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں یا اپنی عورتوں یا اپنے کنیزوں یا اپنے نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہوں یا وہ بچہ جو عورتوں کی شرم کی چیزوں پر آگاہ نہیں ہے اور عورتیں اپنے پاؤں نہ ماریں جس سے انکی چھپی ہوئی زینت جانی جاوے اور اے ایماندارو تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت مبارکہ میں چند حکم ہیں مردوں کا عورتوں کی طرف عورتوں کا مردوں کی طرف نظر نہ کرنا۔ اندام خاص کی حفاظت کرنا عورتوں کا اپنے سنگار کے مواقع یعنی ان اعضا کو ظاہر نہ کرنا جنپر وہ سنگار استعمال کرتی ہیں۔ اس حکم سے شوہروں باپوں شوہروں کے باپوں بیٹوں شوہروں کے بیٹوں بھائیوں بھتیجوں بھانجوں مسلمان عورتوں مملوکوں بے خواہش مردوں بچوں کا مستثنیٰ ہونا۔ پاؤں کو اس طرح نہ مارنا جس سے زیور کی آواز غیر مرد سنے۔

پردہ کی انتہا ہے مردوں کو عورتوں کا اور عورتوں کو مردوں کے دیکھنے کی ممانعت ہے اور شریعت طاہرہ کو پردہ میں یہانتک مبالغہ مقصود ہے کہ انکے زیور کی آواز بھی غیر مرد نہ سننے پائے البتہ ناظہر کے استثناء سے بعض روایات پر نظر کر کے ایک گروہ اسطرف گیا ہے کہ چہرہ اور ہاتھ اور قدم چھپانا ضرور نہیں ہے جبکہ نظر بد سے امن ہو چنانچہ تفسیر احمدی میں ہے والی الحرۃ الاجنبیۃ مطلقا ان لم یامن من الشھوۃ وما سوی الوجہ والکف والقدم ان امن منھا یعنی حرہ اجنبی کی طرف نظر مطلقاً حرام ہے اگر شہوت سے امن نہو اور اگر امن ہو تو چہرہ اور گٹوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں کے سوا باقی ہر حصہ بدن کی طرف نظر کرنا حرام ہے۔

آج کون کہہ سکتا ہے کہ عورتیں چہرہ کھولے پھریں اور نگاہ بد سے امن ہو کوئی بری نظر سے انھیں دیکھے ہی نہیں جب یہ بات نہیں ہے تو ہاتھ پاؤں اور قدم کا کھولنا اور ان کی طرف نظر کرنا بھی جائز نہیں یہ حکم تو اس قول پر تھا کہ لا یبدین زینتھن کو مسئلہ نظر میں وارد پایا جائے لیکن بیضاوی کی تحقیق اس کے خلاف ہے۔ وہ فرماتے ہیں الاظہران ھذا فی الصلوۃ لا فی النظر فان کل بدن الحرۃ عورۃ ولا یحل لغیر الزوج والمحرم النظر الی شیٔ منھا الا لضرورۃ کالمعالجۃ وتحمل الشھادۃ یعنی اظہر یہ ہے کہ یہ حکم نماز میں ہے کہ عورت اپنا تمام بدن سوا گٹوں تک ہاتھوں اور قدموں کے چھپائے یہ نظر کا حکم نہیں اس لیے کہ تمام بدن حرہ کا عورت اور قابل پردہ ہے اور شوہر و محرموں کے سوا کسی کو اس کے بدن کے کسی حصہ کی طرف نظر کرنا حلال نہیں مگر بضرورت مثل معالجہ اور تحمل شہادت کے کہ جب شاہد کو ضرورت ہو تو وہ موضع شہادت کو دیکھ سکتا ہے اس تحقیق کی بنا پر شہوت اور نظر بد سے امن ہونے کی صورت میں بھی تمام بدن کا مع چہرہ اور ہاتھوں اور پاؤں کے چھپانا اور پردہ کرنا لازم ہے اور کسی حصہ کی طرف بھی نظر کرنا حلال نہیں۔

احادیث

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ کہ اللہ تعالے غیر کی عورت کو دیکھنے والے پر اور جسکو دیکھا گیا

اُس پر لعنت کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر عورت کو دیکھنا مرد کے لیے ناجائز اور سبب لعنت ہے اسی طرح جو عورتیں بے پردہ رہیں اور ایسا موقع دیں کہ خواہ مخواہ لوگوں کی نگاہیں اُن پر پڑیں۔ ونیز حضور نے لعنت فرمائی۔ ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المرأۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفها الشیطان۔ عورت مستور اور قابل پردہ ہے اور اُسکا حق بھی ہے کہ وہ چھپے جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اُس کی طرف نظر اُٹھاتا ہے۔ اس حدیث میں پردہ کا بیان اور بے پردگی کی مضرت کا اظہار ہے کہ بے پردگی کی حالت میں شیطان اس کی طرف نظر اٹھاتا ہے اور اس کو اغوا کرنے اور اس کے ذریعہ سے دوسروں کو گمراہ کرنے کا موقع پاتا ہے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باہر نکلنے والی عورت کی طرف جو لوگ نظریں ڈالتے ہیں انکو شیطان فرمایا گیا ہو۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل یا رسول اللہ ارأیت الحمو قال الحمو الموت حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا تم اپنے آپ کو عورتوں پر داخل ہونے سے بچاؤ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ دیور جیٹھ وغیرہ یعنی ان لوگوں کے لیے کیا حکم ہے جو عورت کے شوہر کے رشتہ دار ہوں حمو عربی زبان میں شوہر کے رشتہ داروں کو کہتے ہیں سوائے اُسکے آباء وابناء کے حضور نے فرمایا حمو موت ہے یعنی اُس سے پردہ اور پرہیز بہت زیادہ ضروری ہے حضور نے مخنثوں تک کو مکان میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ بخاری ومسلم میں بروایت ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مروی ہے حضور نے فرمایا لا یدخلن ھؤلاء علیکم یہ لوگ ہرگز تم پر داخل نہ ہوں۔

ترمذی و ابوداؤد میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں کہ ابن ام مکتوم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ نابینا تھے باوجود اس کے حضور نے ان دونوں پاک بیبیوں کو حکم فرمایا کہ وہ پردہ کریں۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ نابینا ہیں ہمیں دیکھ نہیں سکتے۔ حضور نے فرمایا افعمیاوان انتما الستما تبصرانه۔ کیا تم بھی نابینا ہو کیا تم انھیں نہیں دیکھ سکتیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شخص نابینا سے بھی پردہ چاہیے اور عورت بھی غیر مرد کو نہ دیکھے شریعت طاہرہ میں پردہ کا کسقدر اہتمام ہے۔ ابوداؤد میں حضرت عبداللہ ابن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اتی باب قوم لم یستقبل الباب من تلقاء وجھه ولکن من رکنه الایمن او الایسر الحدیث حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی قوم کے دروازہ پر تشریف فرما ہوتے تو دروازہ کے

سامنے رخ کر کے قیام نہ فرماتے بلکہ داہنے یا بائیں بازو پر قیام فرما کر السلام علیکم فرماتے حضور کو خود یہ احتیاط ہے کہ کسی کے دروازہ پر تشریف لے جائیں تو دروازہ کے سامنے کھڑے ہو کر قیام فرمائیں کہ کہیں سامنے کھڑے ہونے سے نظر مبارک گھر والوں پر نہ پڑ جائے باوجودیکہ ان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر انور سراپا شفقت ورحمت و کرم ہے اور اس امت کے لیے آپ بمنزلہ والد کے ہیں۔ ایک روایت سے یہاں ثابت ہوتی ہے حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں قد ثبت انہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الادب بالنسبۃ الی امتہ ... حیا کا دامن اپنی نظر پاک کو اپنی کنیز پر واقع ہونے سے بچائے اس میں امت کو ... پردہ کی تعلیم ہے ... عفت ناموس و آبرو وحیا و حمیت کے لیے پردہ نہایت ضروری ہے۔ (باقی دارد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ طاعون کے دفع کرنے کے لیے اذان کہنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔ المستفتی احمد علی مدرس فارسی مدرسہ امداد ...

الجواب

اقول بتوفیقہ تعالیٰ۔ اذان دفع طاعون کے لیے شرعاً جائز بلکہ مستحب ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے ان الطاعون من طعن الجن یعنی طاعون جنوں کا چوکہا اور کونچا مارنا ہے انسان کے بدن میں۔ شامی باب الکسوف صفحہ ۵۸۳ میں ہے والطاعون المرض العام بسبب وخز الجن۔ اب ثابت ہو گیا کہ طاعون جنوں کی ایذا رسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور جنوں کی ایذا سے محفوظ رہنے کے لیے اذان کہنا حدیث میں آیا ہے چنانچہ حصن حصین میں ہے واذا تغولت الغیلان نادی بالاذان یعنی جب ظاہر ہوں جنوں کے گروہ پکار کر کہے اذان۔

در المختار میں ہے وسن الاذان لسبب قد نظمتہم فی نظم شعر فمن تحفظہم انتفعا۔ نعم للصلوۃ وفی اذن الصغیر وفی وقت الحریق والحرب الذی وقعا خلف المسافر والغیلان ان ظہرت ... السنۃ ... الخ۔ قد شرعا۔ اس سے بصراحت ثابت ہے کہ جنوں کے ظہور یعنی ایذا رسانی کے وقت اذان سنت ہے رد المحتار میں ہے وعند تغول الغیلان ای عند تمرد الجن بان یتصور فیہ اقول ولا بعد فیہ عندنا۔ اس عبارت سے بھی جنات کی سرکشی کے وقت اذان کا مسنون ہونا ثابت ہوا پس جبکہ طاعون کا سبب ایذاء اجنہ ثابت ہوئی اور ایذاء اجنہ کے دفع کرنے کو اذان سنت ٹھہری تو طاعون کے لیے اذان کا سنت ہونا ثابت ہو گیا۔ نیز وبا کے زمانہ میں عام طبائع پر غم و دہشت کا بڑا اثر ہوتا ہے حتی کہ دیکھا گیا کہ بہت آدمی صرف غم اور دہشت کی وجہ سے مر گئے اور بحمدہ تعالیٰ اذان ایسی ... علاج ہے کہ غم و دہشت اذان کی

برکت سے دور ہو جاتے ہیں اور دل کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے اس لیے کہ اذان ذکر ہے اور اللہ جل شانہ نے فرمایا الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں۔ دفع غم کے لیے بھی اذان سنت ہے چنانچہ ملا علی قاری رحمہ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ترجمہ باب فضل الاذان میں فرماتے ہیں۔

عن علی قال رآنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حزینا فقال یا ابن ابی طالب انی اراک حزینا فمر بعض اہلک یؤذن فی اذنک فانہ درء الہم قال فجربتہ فوجدتہ کذلک وقال کل من رواتہ الی علی انہ جربہ فوجدہ کذلک وروی الدیلمی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ساء خلقہ من انسان او دابۃ فاذنوا فی اذنہ کذا فی الشامی۔

حاصل یہ کہ غم اور رنج کے دفع کے لیے بھی اذان سنت ہے اس لیے کہ دیلمی کی حدیث حضرت علی سے مروی ہے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں غمگین حاضر ہوئے۔ فرمایا حضرت نے کہ اے علی میں تم کو غمگین دیکھتا ہوں تم اپنے گھر والوں میں سے کسی کو حکم کرو کہ تمہارے کان میں اذان کہے اس لیے کہ اذان غم کی دفع کرنے والی ہے۔ کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے اسکا تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا اور اس روایت کے جتنے راوی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ تک ہر ایک نے یہی کہا کہ ہم نے اسکا تجربہ کیا اور ایسا ہی دافع غم پایا۔ اور نیز دیلمی نے حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی دابہ یا انسان کو سوء خلق عارض ہو اس کے کان میں اذان کہدو۔ رد المحتار میں ہے کہ وزید ارعلیہ ودھم او غضب او مسافر فقل فی المقرر من صرعاہ اور رد المحتار میں علامہ شامی فرماتے ہیں وفی حاشیۃ البحر الخیر الرملی رایت فی کتب الشافعیۃ انہ قد یسن الاذان لغیر الصلوۃ کما فی اذان المولود والمہموم۔ ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہوا کہ غم کے دور کرنے کے لیے اذان سنت ہے۔ اب بحمدہ تعالیٰ احادیث شریفہ اور روایات فقہیہ سے اذان کا سنت ہونا طاعون کے دفع اور غم کے دور کرنے کے لیے بوضاحت ثابت ہو گیا۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ کتبہ العبد المسکین محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین المرادآبادی غفر لہ الہادی

الجواب صحیح — شگفتہ محمد گل رضوی

بعض احادیث میں آیا ہے کہ طاعون اور وبا کو نجا اور چونکہ مارنا ہے بدن آدمی میں جنوں کا اس وجہ سے جسم میں زہر پھیلتا ہے اور ہر آدمی مرنے لگتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ حکیموں کے نزدیک وبا کی حقیقت یہ ہے کہ ہوا کے فساد سے بدن میں زہر کا اثر ہو جاتا ہے بعض اہل علم نے حدیث اور قول اطبا میں یوں تطبیق دی ہے کہ وبا کبھی ہوتی ہے جنوں کے کونچہ مارنے سے اور کبھی ہوا کے فساد سے۔ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو باتیں وحی کے متعلق تھیں وہ عقل ان تک نہیں پا سکتی تھی اس کو بیان فرما دیا کہ جنوں کے سبب سے نیز وبا آتی ہے اور فساد ہوا کو نہیں فرمایا کیونکہ اس کو عقل معلوم کر سکتی ہے پس کلام فرمودہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جواب مجیب اور قول اطبا میں تطبیق بوجہ احسن ہوگئی واللہ اعلم وعلمہ اتم — فقیر محمد ابو الفضل
فی الواقع بوقت نزول کسی سخت حادثہ اور بخوف فزع شدید کے جیسے زلزلہ قویہ اور آتشزدگی اور مرض وبائی اور فساد قوم اجنہ

اور ان کی چوک اور بھول جانے سانے کے راہ کو جنگل میں اذان کہنا مستحب ہے کما حررہ المجیب نویدہ مافی شرعیۃ الاسلام یستحب لمن ضل الطریق فی ارض قفر ان یوذن فقط۔ [محمد قاسم علی] جواب صحیح ہے [محمد دایم علی]

السّوادُ الاعظم

السواد الاعظم کے معزز ناظرین کی خدمت میں ضروری معروضات

السواد الاعظم کی تاریخ اشاعت ہر قمری ماہ کی پندرہ ۱۵ ہے یہ ملحوظ رہنا ضروری ہے۔ پہلی ہی تاریخ سے رسالہ نہ پہنچنے کی شکایتیں آنا شروع ہو جاتی ہیں اسکا باعث یہی ہے کہ لوگ تاریخ اشاعت کا لحاظ نہیں رکھتے۔ رسالہ قمری ماہ کی پندرہ ۱۵ کو مراد آباد کے ڈاکخانہ سے روانہ کر دیا جاتا ہے۔

(۲) بعض حضرات کی شکایتیں آتی ہیں کہ رسالہ وصول نہیں ہوا اور انکی خدمت میں کئی کئی مرتبہ رسالہ حاضر کیا جاتا ہے ایسے حضرات براہ کرم اپنے ڈاکخانہ میں عدم وصول رسالہ کی شکایت کریں۔

(۳) جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ بھیجنا چاہیے ورنہ جواب نہ ملنے کی شکایت سے معاف فرمائیں

(۴) ہر صاحب اپنا پتہ نہایت صاف تحریر کریں اور جن مقامات پر اردو کم رائج ہے وہاں کے پتہ صاف انگریزی میں لکھیں۔

(۵) سال رواں کی قیمت بہت کم اصحاب سے وصول ہوئی ہے براہ کرم جلد تر اس سال کی قیمت ارسال فرمائیے

(۶) بہت سے حضرات شعبان ۱۳۴۲ھ کا السواد الاعظم طلب کرتے ہیں۔ انکیں چاہیے تھا کہ رجب کا رسالہ معراج نمبر بغور ملاحظہ فرماتے وہ رجب و شعبان کے دونوں رسالوں کا مجموعہ ہے اور دونے سے زیادہ حجم پر چھاپا گیا ہے اس میں عرض کر دیا گیا تھا کہ شعبان کا رسالہ اسی میں شامل ہے اب رسالہ رمضان مبارک میں حاضر ہوگا۔

(۷) الحمد للہ اس وقت السواد الاعظم کی اشاعت ہندوستان بھر کے تمام مذہبی رسالوں سے زیادہ ہے ایسے کامیاب رسالہ کی اشاعت کو اور زیادہ بڑھا کر اس کے نفع کو عام کیجیے اور اپنے مقدور بھر اسکی اور مزید توسیع اشاعت میں سعی فرمائیے۔

کتاب مقدس کی ابتدا میں اس مسئلہ کا زیر بحث لانا کہ یہ کیا کتاب ہے کس شان وصفت کی کتاب ہے اسکا مقصود اور کام کیا ہے اس نے کیا کیا علوم پہنچائے اسکا کیا مرتبہ اور کیا منزلت ہے عجیب حکمت ہے کہ کتاب کا ہاتھ میں لینے والا ابتدا ہی میں اول نظر ہی سے واقف اور باخبر ہو جاتا ہے اور اُسے پتہ چل جاتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں کیا کتاب ہے اور اس کتاب سے اس کو کیسے کیسے فوائد ومنافع پہنچنے والے ہیں کن کن ضرورتوں میں وہ اس کے کام آئے گی اس کے علوم کس اعلی درجہ یقین پر ہیں شک وتردد کی گرد وکدورت سے اس کے درس ہدایت کے دامن پاک ہیں۔ یہ معلوم کر کے طالب مطمئن ہو جاتا ہے اور ناظر منصف یقین کر لیتا ہے کہ بیشک ایسی کتاب اس کی ہدایت ونجات کی متکفل ہونے کی سزاوار ہے۔ کتاب کی عظمت وشان اس کے کتاب الہی ہونے کی خبر دیتی ہے۔

غیر مسلم لوگ جن کتابوں کے گرویدہ عقیدت ہو رہے ہیں اور جن کی نسبت انھیں دعوے ہے کہ یہ کتب الہیہ ہیں اُن کتابوں کو کھولے اور اُن کے آغاز پر نظر ڈالئے تو آپ بے تامل یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہونگے کہ قرآن پاک کے سامنے اُن کتابوں کی وہ حیثیت بھی نہیں جو آفتاب عالمتاب کے اشراق کے حضور ٹمٹماتے چراغ کی ہو سکتی ہو۔ یہ مقابلہ ہی بتا دیگا کہ وہ تمام کتابیں پریشان حال انسانوں کی پراگندہ خیالی کا مرقع ہیں۔ اور ان کو کتاب الہی وہی کہہ سکتا ہے جس نے کبھی حق طلب آنکھ سے کتاب الہی کا مطالعہ نہ کیا ہو۔

سورۂ مبارکہ میں حروف مقطعہ کے بعد پہلا کلمہ ذلك ہے زبان عربی میں یہ اسم اشارہ ہے جو مشار الیہ بعید کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ اصل میں اس کی وضع ہی بعید کے لیے ہے اور بنانیوالے نے اس کو بعید ہی پر دلالت کرنے کے لیے بنایا کیونکہ زبان عرب کے کلمات میں ایک ایسا قانون حکمت مرعی ہوتا ہے جو دوسری زبانوں کو میسر نہیں ہے۔ الفاظ کی وضع اور کونسا لفظ کس معنی کے لیے موضوع ہوا۔ اس میں نہایت لطیف وجوہ کی رعایت ہوتی ہے۔ جب ہم اس قانون حکمت کو اس کلمہ میں تلاش کرتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذلك اور ھذا یہ دونوں کلمے اشارہ کے لیے ہیں اور ان دونوں کی اصل ذا ہے۔ ایک میں ہا بڑھایا گیا ہے اور ایک میں لام کاف زبان عرب میں ذا تنہا بھی مستعمل ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوا من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً اس سے معلوم ہوا کہ اصل میں اسم اشارہ ذا ہے ھا تنبیہ کا اس پر زیادہ کیا جاتا ہے تو اس وقت اس کے معنی ہوتے ہیں کہ اے مخاطب اس چیز کے لیے متنبہ اور ہوشیار رہو جس کی طرف میں اشارہ کرتا ہوں۔ یہ کلام اس وقت مناسب ہوتا ہے جبکہ وہ شے حاضر اور پیش نظر ہو اس لیے ہذا کو قریب کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

کبھی ذا کے ساتھ کاف خطاب ولام تاکید کو ملحق کیا جاتا ہے اسطرح ذلك بنتا ہے اس میں لام تاکید دلالت کرتا ہے کہ متکلم تنبیہ میں مبالغہ کرنا چاہتا ہے اور یہ اسی وقت مناسب ہے جبکہ مشار الیہ بالکل قریب نہو

بلکہ متاخر اور بعید ہو اس لیے **ذلک** کو مشار الیہ بعید کے لیے استعمال کرتے ہیں۔
اس بیان سے یہ ثابت ہو گیا کہ اصل وضع میں بعد ماخوذ نہیں بلکہ عرف میں بعید کی طرف اشارہ کلمۂ ذلک
کے ساتھ قرینہ مذکورہ کے سبب سے رائج ہو گیا۔
اب یہاں دو وجہ ہیں ایک وضع لغوی کا اعتبار دوسرا وضع عرفی کا۔ وضع لغوی پر تو **ذلک** بعد کا مفید ہی
نہیں اور اسی لیے فصحا کے کلام میں ہذا اور **ذلک** میں سے ہر ایک دوسرے کا قایم مقام ہو جاتا ہے
وضع عرفی کے لحاظ سے **ذلک** بعد پر دلالت کرتا ہے اور اس کا مشار الیہ اگرچہ حاضر ہو مگر وہ اپنے مرتبہ اور عظمت
کے لحاظ سے انتہائی بعد رکھتا ہے وہ ایسے حکم عظیمہ اور علوم کثیرہ پر مشتمل ہے جن پر اطلاع و وقوف بشری قوی کے
لیے نہایت دشوار اور قرآن پاک اگرچہ صورۃً حاضر ہے لیکن اس کے اسرار و حقایق بہت بلند و بالا ہیں
اس کے علو شان اور بلندی مرتبہ کی طرف **ذلک** سے اشارہ فرمایا۔
اصول دین جن سے دین کے احکام ثابت ہوتے ہیں چار ہیں کتاب سنت اجماع قیاس کیونکہ دین کے
بعض احکام کتاب (قرآن شریف) سے ثابت ہیں بعض سنت سے بعض اجماع امت سے اور بعض قیاس
مجتہدین سے۔ مجتہدین کا قیاس ان کی اپنی ذاتی رائے کا نام نہیں ہے بلکہ دلائل شرعیہ میں نظر کر کے وہ اپنے
عمیق و وسیع علم سے ایک نتیجہ پر پہنچتے ہیں اور اصول ثلثہ میں سے کوئی اصل اس کا مستند ہوتی ہے
وہ حکم مستنبط کرتے ہیں اس لیے حقیقۃً وہ انھیں تین اصول کی طرف راجع ہے۔ اسی طرح اجماع
وہ بھی کتاب و سنت کی طرف مستند ہوتا ہے۔ اس کا مرجع بھی دو ہیں اور سنت خود راجع
ہے کتاب کی طرف تو اصل تمام اصول کی کتاب (قرآن شریف ہے) اس پر اتفاق ہے کہ یہاں کتاب
سے قرآن پاک مراد ہے اور کتاب قرآن پاک کا نام ہے جیسا کہ خود قرآن حکیم میں ارشاد ہوا۔
کتاب انزلناہ الیک۔ خوبی اس تسمیہ میں یہ ہے کہ کتاب کتب سے ماخوذ ہے جس کے
معنی جمع کے ہیں اس لیے لشکر کو کتیبہ کہتے ہیں کہ اس میں اجتماع پایا جاتا ہے۔ اسی مناسبت
سے قرآن پاک کا نام **کتاب** رکھا گیا کہ وہ شبہات و اوہام کے لیے ایک لشکر ظفر پیکر
ہے یا اس لیے کہ وہ تمام علوم کا جامع ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا **و نزلنا علیک الکتاب
تبیانا لکل شیء**۔
قرآن پاک کے اسما بہت ہیں ان میں سے چند ذکر کیے جاتے ہیں اور ان کے مقابل وہ آیات بھی
لکھی جاتی ہیں جن میں قرآن پاک کو اس اسما کے ساتھ موسوم فرمایا گیا ہے ساتھ ہی اس تسمیہ کی مناسبت
کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

پنڈت صاحب لکھتے ہیں کہ یہ ایک نمود کی بات ہے۔ کسقدر جہالت ہے۔ خداوند عالم اپنی ذات و صفات اور اپنی عظمت و کبریائی سے بندوں کو خبردار کرے تو یہ اُسکا کرم اور بندوں کے خداشناس اور راہ یاب ہونیکا ذریعہ پنڈت اس کو نمود کی بات سمجھے تو یہ اُس کی نادانی۔ اُس سے پوچھیے کہ خدا اپنی صفات نہ بتائے اپنی عظمت و کبریائی کا اظہار نکرے تو مخلوق اُسے کیونکر جانے کیسے پہچانے اور اگر اپنی ذات و صفات ہی کا بتانا مقصود نہو تو کتابوں کا نازل کرنا ہادیوں کا بھیجنا کیا معنی رکھتا ہے اس کو لاف زنی کہنا مناسب ہی یا نہیں کیا پنڈت جی کے اعتقاد میں وید میں خدا کے اوصاف کا بیان نہیں ہی۔ اگر نہیں ہی تو ایسی ردی کتاب کس کام کی اور اگر ہے تو کیا یہ نمود یا لاف زنی ہی مگر حقیقت یہ ہے کہ وید کے جو علوم پنڈت کے پیش نظر ہیں وہی اُس غریب کو پریشان کر رہے ہیں جب انہوں نے دیکھا ہے کہ خدا کا نام ورآٹ یعنی سونٹھ بھی ہی تو جہاں خدا کے ایسے نام سمجھے ہوں وہ دماغ عظمت الٰہی سے کب واقف ہوگا وہ تو یہیں تک سمجھ سکے گا کہ ناس لینے کے قابل ایک چیز وہ بھی ہی بھومی یعنی زمین بھی اُسکا نام ہے سورج بمعنی محب سورج یا بمعنی سورج۔ آتما بمعنی روح۔ پرتھوی بمعنی زمین۔ جل بمعنی پانی۔ اکاش بمعنی آسمان۔ ان بمعنی غلہ وسو بمعنی بستی۔ چندر بمعنی چاند اور منگل بدھ برہسپت سکر سنیچر بمعنی شنبہ چہارشنبہ پنج شنبہ جمعہ شنبہ۔ بندھو بمعنی بھائی۔ پتا بمعنی باپ پتامہ بمعنی دادا۔ پرپتامہ بمعنی پردادا۔ ماتا بمعنی ماں۔ یہ سب ایشور کے نام ہیں جو پنڈت جی خود اپنی کتاب ستیارتھ کے صفحہ تک لکھے ہیں تو جہاں خدا کے نام پاؤں کے نیچے آنیوالی زمین یا برابر کا بھائی یا ہفتہ کے ایام کے ساتھ رکھا گیا ہو وہاں عظمت سے کیا سروکار اور جن دماغوں نے یہ تعلیم پائی ہو وہ عظمت و جلال الٰہی کو کیا جانیں مگر جو دین خداشناسی کی تعلیم دیتا ہے وہ خدا کی عظمت و جلال سے بندوں کو خبردار کرتا ہے ممکن ہی کہ کسی سراپا وحشت جنگلی کو اس سے کچھ توحش ہو مگر یہ اسکا اپنا جہل ہی پھر خدا تعالیٰ کی نسبت "کرامات جتانا" یہ لفظ لکھنا پنڈت کی لیاقت کا ایک نمونہ ہے ایسے اعتراض دیکھنے کے بعد پھر سمجھدار آریوں کا پنڈت کی عقیدت میں گرویدہ ہونا نہایت تعجب خیز اور بہت قابل افسوس ہی۔ اگر آریوں میں آجکل کی تعلیم سے کچھ عقل و تدبر پیدا ہوا ہو تو انھیں پنڈت کے یہ اعتراض دیکھ کر ہی اُس کی ہمنوائی سے دست بردار ہوجانا چاہیے۔

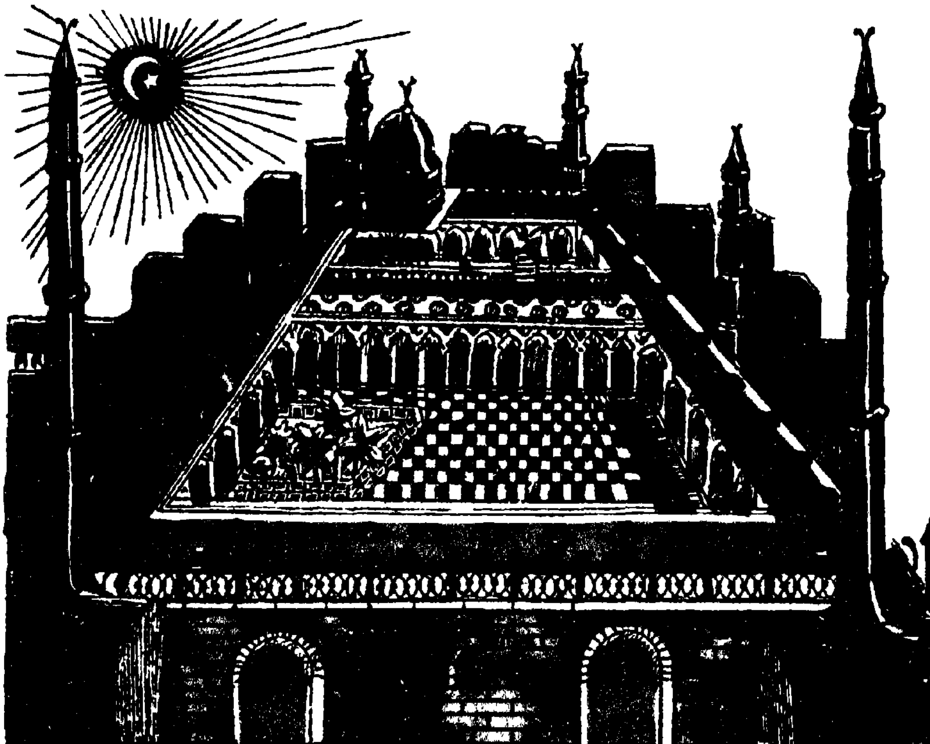
اعتراض۔ آیہ مبارکہ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا۔ الآیہ کا ترجمہ پنڈت دیانند نے اسطرح لکھا ہے:۔

جب ہمنے فرشتوں سے کہا سجدہ کرو آدم کو پس سب نے سجدہ کیا پر شیطان نے نہ مانا اور تکبر کیا کیونکہ وہ بھی ایک کافر تھا۔

اسپر پنڈت نے یہ اعتراض لکھا ہے:۔

اس سے ثابت ہوا کہ خدا ہمہ دان نہیں یعنی ماضی حال استقبال کی باتیں پورے طور پر نہیں جانتا اگر جانتا تو شیطان کو پیدا ہی کیوں کیا اور خدا میں کچھ جلال ہی نہیں ہی کیونکہ شیطان نے خدا کا حکم ہی نہ مانا اور خدا اُسکا کچھ ہی نہ کرسکا اور دیکھیے ایک کافر شیطان نے خدا کے بھی چھکے چھڑا دیئے پس مسلمانوں کے خیال میں جہاں کروڑوں کافر ہیں وہاں مسلمانوں کے خدا اور مسلمانوں کی کیا پیش چل سکتی ہے کبھی کبھی خدا بھی کسی کی بیماری چڑھا دیتا اور کسی کو گمراہ کر دیتا ہے خدا نے یہ باتیں شیطان سے سیکھی ہونگی۔

اور شیطان نے خدا سے - کیونکہ سوائے خدا کے شیطان کا استاد اور کوئی نہیں ہو سکتا **جواب**:- اس گندہ زبانی اور فحش گوئی کی کوئی نہایت ہے بھنگ خانہ کے اوباش کو بھی مات کر دیا وہ بھی ایسے بیہودہ کلمات شان الٰہی میں زبان پر لانیکی جرأت نہیں کرتے دنیا کی ذلیل سے ذلیل اور جاہل سے جاہل قومیں چمار بھنگی بھی خالق مالک کا ادب کرتے ہیں مگر آریہ دھرم کا پیشوا ادب اور تہذیب سے محروم ہے اور آپکی زبان ایسی شرمناک قابل نفرت فحش گوئی سے آلودہ رہتی ہے جس کو دنیا کا کوئی سلیم الطبع انسان سنا گوارا نہیں کر سکتا۔ یہ اعتراض ہے۔ گالیاں دینے کو اعتراض کہتے ہیں ویدک تربیت کا یہی ثمرہ ہے اور پنڈت جی اسی تہذیب کے علمبردار ہیں یہی تعلیم دنیا میں فساد انگیزی اور فتنہ پیدا کرتی ہے اور اسی سے ملک کی امن و عافیت برباد ہوتی ہے۔ اس افترا کو دیکھیے کہ خداوند عالم کے ہمہ داں ہونیکا انکار قرآن پاک کی اس آیت کی طرف نسبت کر دیا یہ کیسا صریح جھوٹ ہے آیت مبارکہ میں کونسا ایسا لفظ ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ خدا ہر چیز کا جاننے والا نہیں باوجودیکہ قرآن پاک میں **عالم الغیب والشہادۃ** چھپے اور کھلے کا جاننے والا غائب حاضر کا دانا **وھو بکل شیء علیم** وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے **لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السماوات ولا فی الارض** آسمانوں زمین میں ذرہ بھر چیز اس پر مخفی نہیں۔ ان تصریحات کے موجود ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ہمہ داں ہونیکا انکار قرآن پاک کی طرف منسوب کرنا کیسا قبیح جھوٹ اور نفرت انگیز بہتان ہے اور یہ قیاس فاسد کہ اگر جانتا تو شیطان کو پیدا ہی کیوں کیا بالکل باطل اور لغو ہے کیونکہ کسی شخص کے مفاسد کا معلوم ہونا نہ اسکی خلقت کے حکمت پر مشتمل ہونیکا منافی نہ عدم تخلیق کا مستلزم۔ ایسے تو دنیا میں جتنی ضرر کرنیوالی چیزیں ہیں سب کی نسبت یہی کہا جا سکتا ہے۔ اگر پنڈت جی سے کوئی پوچھے کہ یہ تمام مخلوقات کس نے پیدا کیں تو اگر وہ خدا کی پیدا کی ہوئی نہ بتائیں تو خالق سے جاہل اور انتہا درجہ کے گمراہ کہ انھیں عالم کے پیدا کرنیوالے کی بھی خبر نہیں اور اگر یہ کہیں کہ ایشور نے پیدا کی تو پھر آپ سے پوچھا جائیگا کہ سنکھیے کو اس نے کیوں پیدا کیا کیا اس کے ضرر کو نہیں جانتا تھا ایسا کہیں تو ایشور کے علم کے منکر اور جانتا تھا تو پیدا کیوں کیا۔ یہ انھیں کا سوال ہے جو انھیں کی گردن پر سوار ہے۔ ایسے ہی پوچھا جائیگا کہ سانپ اور بچھو کو کیوں پیدا کیا کیا انکے ضرر اور ایذا رسانی کو نہ جانتا تھا یہ کہیں تو ایشور جاہل ٹھہرتا ہے اور جانتا تھا کہیں تو بتائیں انھیں کیوں پیدا کیا اور سانپ کو ہلاک زہر اور بچھو کو ایذا دینے والا ڈنک کیوں دیا۔ انھیں سے کسی بات کا جواب پنڈت جی کے پاس کچھ نہیں بلکہ پنڈت تو خود اس حیرانی میں ہوگا کہ ایشور نے آریوں کے سوا اور دوسری قوموں کو کیوں اس کثرت سے پیدا کیا کیا نہیں جانتا تھا کہ جو بچہ مسلمان یا عیسائی یا اور کسی قوم کے گھر میں ہوگا وہ جیو ہتیا کریگا اور گئو کا ذبح عام ہو جائیگا اور وید کے دھرم نہ پھیل سکے گا خالی آریوں ہی آریوں کو اولاد دیتا اور کسی کو نہ دیتا تو اتنے ادھرمی کیوں ہوتے کیا پنڈت جی کا ایشور اتنا نہ جانتا تھا اور اسکے طریقہ یقینا نہ جانتا تھا تو پھر وہ ایشور ہی کیا ہوا۔ ہندوستان میں مٹھی بھر تو آریہ اور تمام دنیا میں بیشمار انسان انکو جاہل اور گمراہ سمجھنے والے اور انکے رد کرنیوالے تو کیا ایشور کو خبر نہ تھی کہ وہ جنکو پیدا کر رہا ہے وہ اسی کے دھرم کا ناش کرینگے۔ پنڈت جی یہ اعتراض قرآن پاک کی طرف تو متوجہ بھی نہ ہوا مگر آپکے گلے میں ہار بنکر اس طرح پڑ گیا ہے کہ اگر آپکے تمام متبعین اور احباب ملکر بھی کوشش کریں تو اس سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے



ز خاک اے لالۂ سیراب برخیز　　چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
بروں آور سر از برد یمانی　　کہ روئے تست صبح زندگانی

السواد الاعظم

چندہ سالانہ ایک روپیہ

مدیر (مولانا) عمر نعیمی

فہرست مضامین

معذرت

[illegible]للہ تعالےٰ کرم فرمائے مرادآباد میں ابھی تک طاعون کا سلسلہ چلا جا رہا ہے اسی وجہ سے پریس کی عملہ بیتا[illegible]
[illegible]ں گرفتار رہے اجیر بھی دستیاب نہ ہوسکے اس وجہ سے رسالہ کئی روز کی تاخیر سے شائع ہو رہا ہے
[illegible]مید ہے کہ معاف فرمائیں گے۔

تبلیغ

دین پاک اسلام سراسر تبلیغ ہی تبلیغ ہے۔ اگرچہ مسلمانوں کی سستی اور کاہلی سے ماضی قریب کے زمانہ میں اس فرض کی ادا میں ایک حد تک کوتاہی ہوئی اور مسلمان اپنے اس لازمی اور ضروری وظیفہ سے غافل رہے لیکن موجودہ زمانہ کے واقعات و حوادث اور ان اقوام کی سرگرمیوں نے جو آج تک مذہب کے صحیح مفہوم و مقصد سے بھی باخبر نہیں ہیں اور جن کے سربرآوردہ رہنما اپنے دین و ملت کی تعریف بیان کرنے سے بھی بالکل قاصر ہیں مگر باایں ہمہ دنیوی ساز و سامان کی امداد و اعانت سے دعوت و تبلیغ کے اونچے اونچے علم اٹھائے پھر رہے ہیں ہر مسلمان کے دل میں تبلیغ کی ضرورت و اہمیت کو جاگزین کر دیا اور اب یہ حاجت نہیں رہی کہ تبلیغ کی ضرورت دلائل سے ثابت کیجائے یا اس کے لیے زبردست تحریکات کام میں لائی جائیں۔ دیہات کے ناواقف مسلمان بھی آج تبلیغ کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں اور اگر یہی لیل و نہار رہیں تو انشاء اللہ العزیز وہ وقت قریب ہے کہ مسلمانوں کے ہر ہر فرد کو ضروریات ستہ کی جگہ سبعہ قرار دیکر ایک ضرورت تبلیغ کا بھی اضافہ کرنا پڑیگا۔

ہمارا محکمۂ تبلیغ جو مدرسہ اہل سنت و جماعت مرادآباد کی طرف سے ایک مستقل محکمہ ہے اور جس کا اصول عمل خاموش اور ٹھوس کام کرنا ہے اس کے وفود برابر دورے کر رہے ہیں۔ آج کل بھی ہندوستان کے اہم ترین مقامات میں کئی وفد سرگرم عمل ہیں اور چونکہ بنرمی و آہستگی کام کیا جاتا ہے اس لیے نتائج دیر میں مرتب ہونے کی امید ہے مگر انشاء اللہ وہ نتائج قوی اور پائیدار ہونگے اور فوری حرکت پیدا کر کے جو کام لیا جاتا ہے اس سے زیادہ مستقل اور بہتر ثابت ہونگے۔ کوشش یہ کیجاتی ہے کہ قوموں اور جماعتوں کو اعمال و اخلاق کے درس دے دیکر ان میں اسقدر تبدیل پیدا کر لیجائے کہ تبدیل مذہب کے بعد انھیں دین پاک ایک اجنبی چیز نہ معلوم ہو بلکہ پہلے سے اسکا ذوق ان کے دلوں میں جاگزین ہو لے۔ ایسی صورت میں جب وہ دین کی طرف جھکیں گے اور مائل ہوں گے

تو انشاءاللہ تعالے پھر نہ واپس ہونگے۔ اگرچہ ہمیں اس طریق عمل کے ساتھ سعی کرتے ایک سال سے زیادہ کا زمانہ گزرچکا ہے لیکن ابھی تک ہم ابتدائی منزل میں ہیں اس تعلیم و تربیت کے اثر سے بغیر کسی صریح اور کھلی تحریک کے بعضے لوگوں کے دل اسلامی روشنی سے چمک اٹھتے ہیں اور وہ اپنے جوش صادق سے حلقہ بگوش اسلام ہوجاتے ہیں ایسے لوگوں کی تعداد بھی کافی ہے اور ہمارے وفد کی تازہ اطلاع سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اس کے حلقہ عمل میں ایک بستی کے بعض سربرآوردہ لوگ دین حق کے حریم پاک میں بصد تمنا داخل ہوگئے اور انکی قوم کے تمام لوگ جو اس بستی میں رہتے ہیں دین پاک قبول کرلینے کے لیے تیار ہیں انشاءاللہ قریب تر زمانہ میں ان کے مشرف باسلام ہونے کی امید ہے۔ ان میں اکثر مرتدین ہیں جنہوں نے اسلام کی مخالفت اور مسلمانوں کی توہین و بدگوئی اپنی زندگی کا محبوب ترین شغل بنا رکھا تھا ممکن ہے کہ ان لوگوں کو داخل اسلام کرنے کے لیے ہمارے کسی جلیل القدر فاضل کو تکلیف سفر برداشت کرنا پڑے مسلمانوں کو اس اجمالی اطلاع سے ضرور مسرت ہوگی مگر یہ اطلاع پیش کرنیکا مقصد صرف اتنا ہی نہیں ہے بلکہ یہ منظور ہے کہ مختلف مقامات کے دردمندان اسلام تبلیغ کی ضرورت محسوس کرکے میدان عمل میں قدم رکھیں اور صحابہ کے طریقہ پر بغیر اظہار و اعلان و بلے نمود اپنا کام شروع کریں اور ہر حیثیت کا مسلمان اپنی حیثیت و وسعت تک اس سعی میں دریغ نہ کرے اور اپنے امکان تک عمل میں حصہ لے۔ اگر یہ خیال مسلمانوں کے دلوں میں رہے اور ہر مسلمان اپنے آپ کو اسلام کا ایک مبلغ اعتقاد کرے تو تھوڑا تھوڑا عمل کرکے بھی بڑی کامیابی حاصل کرسکتے ہیں۔

ہمارا مقصد

ہمارا مقصد کسی قوم کی دل آزاری یا کسی فرقہ کی عیب چینی نہیں ہے ہم اسلام کی پاکیزہ تعلیم پھیلانا چاہتے ہیں اور اسکے ان فوائد سے دنیا کو باخبر کردینا چاہیے جن سے عقل سلیم کسی طرح انکار نہیں کرسکتی اور ان کی حکیمانہ شوکت دلوں میں اثر کرتی ہے۔ دنیا کو اسلامی احکام بتا بتا کر اسلامی تہذیب و شائستگی اور عدل و استبدادی کے اصول سمجھا سمجھا کر اس حد تک لے آؤ کہ ان کے لیے قبول اسلام میں صرف نام بدلنے کی دیر رہ جائے۔ ہمیں ضرورت نہیں ہے کہ فلسفہ اور سائنس کے دماغ پراگندہ کرنے والے طول طویل مضامین سنا کر کسی قوم کو تھکائیں یا دوسری قوموں نے جو اسلام کی تعریفیں کی ہیں ان کو فخریہ پڑھا کریں۔ اسلام کے احکام میں اسلام کی تعلیم میں خود کشش اور بہت زبردست کشش ہے ہم کو وہی تعلیم بہت صاف اور سلیس طریقہ پر دنیا کے سامنے پیش کردینا چاہیے۔

ایک مرتبہ آپ طہارت کے اصول و احکام اور اسکے انواع و اقسام مختلف صحبتوں میں تدریج کیساتھ

کسی قوم کے ذہن نشین کیجیے وہ ضرور اُس کے دل میں جگہ کرلیں گے اور اگر بار بار اُن کو نظر کے سامنے لاتے رہیں گے تو اُن کی طرف اس قوم کی توجہ اتم ہو جائے گی اور آپکو استقلال رہا تو تھوڑے عرصہ میں وہ قوم ان احکام کو برتنے لگیگی۔ جب یہانتک نوبت پہنچ جائے تو آپ سمجھ لیجیگا کہ یہ قوم اسلام کی طرف چل پڑی پھر اسی طرح عبادات بتائے۔ معاملات کے اصول پر غور کرنیکا موقع دیجیے جب وہ قوم ان منازل کو طے کرچکے تو عقائد و الہیات کے مسائل اُسکے خاطر نشین کیجیے۔ یہانتک پہنچکر قوم اس حالت پر آجائے گی کہ اب مسلمان نام رکھنا اور کلمہ پڑھنا ہی باقی رہ جائیگا اور جسوقت وہ اسلام قبول کرے گی اُس کی گرفت اسلام پر نہایت زبردست ہوگی اگرچہ یہ طریقہ بہت دیر چاہتا ہے مگر بحمد اللہ نافع بھی بہت ہے

بقیہ فتوے متعلق پردہ (سلسلہ کے لیے دیکھو رسالہ نمبر ۶ صفحہ ۱۱)

دُرالمختار میں ہے وتمنع المرأة الشابة من کشف الوجه بین رجال لا لانه عورة بل لخوف الفتنة کمسه وان امن الشهوة جوان عورت کو مردوں میں چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے اس لیے نہیں کہ چہرہ عورت ہے بلکہ فتنہ کے خوف سے۔

ردالمحتار میں ہے والمعنی تمنع من الکشف لخوف ان یری الرجال وجهها فتقع الفتنة لانه مع الکشف قد یقع النظر الیها بشهوة مطلب یہ ہے کہ عورت کو چہرہ کھولنے سے بایں اندیشہ منع کیا جائے کہ مرد اسکا چہرہ دیکھیں گے تو فتنہ واقع ہوگا کیونکہ چہرہ کھلا ہونے کی حالت میں کبھی اس کی طرف شہوت سے نظر پڑتی ہے۔ اُن لوگوں کی عورتوں پر افسوس جو نصاریٰ کی تقلید میں اپنی عورتوں کو بے پردہ لیے پھرتے ہیں اور مجمعوں میں بیٹھتے ہیں لوگ اُن کو دیکھتے ہیں اور بدنگاہیں اُن پر پڑتی ہیں وہ مردوں سے ہاتھ ملاتی ہیں اور یہ شرع میں جوان عورتوں کے لیے کسی حال میں بھی جائز نہیں خواہ شہوت سے امن بھی ہو جدید تعلیم یافتہ عورتیں مردوں سے بے تکلف کلام کرتی ہیں۔ بلند آواز سے بولتی ہیں مجمعوں میں تقریر کرتی ہیں شعر گاتی ہیں انھیں خبر نہیں کہ عورتوں کو مردوں سے بلند آواز کے ساتھ کلام کرنا جائز نہیں شریعت میں عورت کی آواز یہانتک محفوظ رکھی گئی ہے کہ اُس کو اذان دینا بھی جائز نہیں اگر امام سہو کرے تو عورت کو سبحان اللہ کہنے کی بھی اجازت نہیں اُسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ کی پشت پر ہاتھ مار کر آواز کرے تاکہ امام اپنے سہو پر متنبہ اور آگاہ ہو۔ ردالمحتار میں نوازل سے منقول ہے نغمة المرأة عورة وتعلمها القرآن من المرأة احب اسی میں امام ابو العباس قرطبی سے منقول ہے ولا یجوز لهن رفع اصواتهن تمطیطها وتلیینها وتقطیعها لما فی ذالك من استمالة الرجال الیهن وتحریك الشهوات منهم

کلام نہ کرے ولا یکلم الاجنبیۃ ... عطست او سلمت فشمتہا ویرد السلام الیہا والا لا یعنی غیر عورت سے کلام نہ کرے سوا بوڑھی عورت کے جس کو چھینک آئے یا وہ سلام کرے تو اسکو یرحمک اللہ کہدے یا سلام کا جواب دیدے اور اگر بوڑھی نہو تو یہ بھی نہیں۔ رد المحتار میں ہے وانہ تکن عجوزا بل شابۃ لا یشمتہا ولا یرد السلام بلسانہ یعنی اگر عورت بوڑھی نہو جوان ہو تو اسکی چھینک پر تشمیت بھی نہ کرے اور زبان سے اس کے سلام کا جواب بھی نہ دے۔ قاضی خان میں ہے ان کانت عجوزا رد الرجل علیہا فی نفسہ ... ان کانت شابۃ ردعلیہا فی نفسہ عورت بوڑھی ہو تو مرد اس کے سلام کا زبان سے ایسی آواز کے ساتھ جواب دے جس کو وہ سن لے اور اگر جوان ہو اور سلام کرے تو اسکے سلام کا اپنے دل میں جواب دے۔ در مختار میں ہے فان خاف الشہوۃ او شک امتنع نظرہ الی وجہہا فحل النظر مقید بعدم الشہوۃ والا فحرام وھذا فی زمانہم واما فی زماننا فمنع من الشابۃ ... النظر والمس لحاجۃ اگر غیر عورت کے دیکھنے میں شہوت کا اندیشہ ہو یا شک ہو تو اس کے چہرہ کی طرف دیکھنا ممنوع ہے پس نظر کی حلت عدم شہوت کی قید کے ساتھ مقید ہے ورنہ غیر عورت کے چہرہ کی طرف نظر کرنا حرام یہ حکم تو زمانہ سلف کا ہے جبکہ زمانہ تقوی اور پاکبازی کا تھا اور نفوس زکی تھے لیکن ہمارے زمانہ میں جوان عورت کو منع کیا جائے گا بشرط ضرورت اسکے چہرہ کی طرف نظر جائز ہوگی۔ عدم شہوت سے مراد یہ ہے کہ شہوت نہونیکا یقین ہو چنانچہ علامہ شامی نے قہستانی سے نقل کیا وشرط لحل النظر الیہا والیہ الامن بطریق الیقین من الشہوۃ یعنی غیر مرد کے عورت کی طرف اور عورت کے مرد کی طرف دیکھنے کی حلت اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ شہوت سے امن کا یقین ہو اور شک ہونے کے معنی یہ ہیں کہ شہوت کا ہونا اور نہونا برابر ہو چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں معناہ استواء الامرین ... رد المحتار میں ہے قال فی التاترخانیۃ وفی شرح الکرخی النظر الی وجہ الاجنبیۃ الحرۃ لیس بحرام ولکنہ یکرہ بغیر حاجۃ اھ وظاہرہ الکراھۃ ولو بلا شہوۃ یعنی تاتارخانیہ اور شرح کرخی سے کہا ہے کہ آزاد غیر عورت کے چہرہ کی طرف نظر کرنا حرام نہیں لیکن بے ضرورت مکروہ ہے ظاہر مطلب یہ ہے کہ غیر عورت کے چہرہ کو بے شہوت دیکھنا بھی مکروہ ہے یعنی اگر شہوت نہونیکا یقین ہو جب بھی بے ضرورت دیکھنا جائز نہیں اور شہوت سے دیکھنا تو حرام ہے در مختار میں ہے والا فحرام شامی میں ہے ان کان عن شہوۃ حرم یہ حکم کہ غیر عورت کے چہرہ کو بے شہوت

بے ضرورت دیکھنا حرام نہیں مکروہ ہے۔ اسکی نسبت صاحب درمختار نے فرمایا کہ یہ حکم سلف صالحین کے زمانہ کا ہے جو عہد تقوے اور دین داری کا تھا اور ہمارے زمانہ میں جوان عورت کو بے ضرورت دیکھنا بغیر شہوت کے بھی حلال نہیں اب مسئلہ بعون اللہ تعالی واضح ہوچکا تو اب سمجھنا چاہیئے کہ پیر اگر عورت کا محرم نہیں ہے اجنبی اور غیر شخص ہے تو اس سے بھی پردہ لازم ہے اور اگر وہ پردہ نہیں کرتا تو گنا ہگار رہے اور عورتوں کو اس کے سامنے آنا جائز نہیں البتہ اگر پیر صاحب صلاح و تقوی اور شیخ فانی ہو جوانی کی امنگیں مرچکی ہوں اور قوائے شہوانیہ میں حرکت نہ رہی ہو تو عورتیں اس کے سامنے اپنے اعضا کو چھپا کر محرم کی طرح سے آسکتی ہیں جیسا کہ آیت کریمہ میں ارشاد ہوا غیر اولی الاربة من الرجال اور ردالمحتار میں ہے ولهاان تهلخ الشیخ فی نسفاءمن الکرمینی العجوز التی لا تشتہی والشیخ الذی لا یجامع مثلہ بمنزلۃ المحارم زید کا یہ قول کہ پردہ سے بے ایمان لوگ مرید کیا کرتے ہیں نہایت قبیح اور سخت شنیع ہے اس سے اصحاب زہد و ورع پر بے ایمانی کا الزام دیا جاتا ہے اور بے ایمان کافر ہوتا ہے چاہیے کہ زید اپنے اس نالائق کلمہ سے توبہ کرے۔

ہر ایک پیر جو جوان ہو خواہ صالح متقی ہو اس کو پردہ سے پردہ لازم۔ پیری کچھ شرع کے احکام سے مستثنی نہیں کردیتی البتہ وہ بوڑھا جسمیں شہوانی جذبات نہ رہے اور نفسانی امنگوں سے خالی ہوگیا اگر وہ صالح ہو تو عورتیں اسی طرح اُسکے سامنے آسکتی ہیں جسطرح اپنے محرم کے سامنے خواہ وہ پیر ہو یا نہو مسئلہ بعون اللہ تعالی توضیح و صراحت کیساتھ مدلل طریقہ پر عرض کیا گیا اللہ تعالی اسکو اپنے بندوں کے لیے ذریعہ ہدایت فرمائے اور ہم سب کو اپنی رضا پر چلائے آمین یارب العالمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سید الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین محمد رحمۃ للعلمین وعلی آلہ وصحابہ الطیبین الطاہرین آمین

نوساری میں اسلام شکن احکام

نوساری ریاست بڑودہ گائیکواڑ میں ایک قصبہ ہے جہاں پارسی۔ ہندو اور مسلمان ہمیشہ امن و امان کیساتھ رہتے چلے آئے ہیں۔ سنہ ۱۹۲۴ء میں شردھانند آنجہانی کے وہاں پہنچنے سے فساد کا احتمال پیدا ہوا لیکن لیکن مقامی مسلمانوں کی کوششوں سے امن ہی کی صورت قایم رہی۔

شرپسند ہندوؤں نے ۹ ستمبر سنہ ۱۹۲۷ء میں گنپتی کے نام سے فساد کی بنیاد ڈالنی چاہی اس پر بھی صلح جو مسلمانوں نے فیصلہ کی صورت نکالی اور فساد نہونے دیا۔

آخر اکتوبر سنہ ۱۹۲۷ء میں ہنود نے معاہدہ توڑا اور فساد کی ٹھہرائی مسلمان اپنی تعداد کی کمی کو دیکھتے ہوئے ہر ممکن کوشش صلح و صفائی کی کرتے رہے اور فساد نہونے دیا۔

۵ نومبر ۱۹۲۶ء کو جبکہ ہنود ایک طرف دیو دیوالی کے بھجن گا رہے تھے جو اس سال بالکل نیا سلسلہ قائم کیا گیا تھا۔ اور دوسری جانب مسلمان مسجد میں مولد شریف کی محفل منا رہے تھے جب مسلمانوں کی محفل ختم ہوئی اور مسلمان مسجد سے باہر نکلے ہنود کی کسی غلط اطلاع پر پولیس نے مسلمانوں کو گھیرا گرفتار کیا حتیٰ کہ جوتوں سمیت مسجد میں گھس گئے۔ قرآن مجید کی بے حرمتی کی۔

ریاست ہندو، حکام ہندو، کثرت آبادی ہندو، نتیجہ ظاہر۔

کہ مقدمہ ہوا اور منجملہ ۲۳ آدمیوں کے دس کو سزائے قید و جرمانہ چار آدمیوں کو سزائے جرمانہ اور تین آدمیوں کی ضمانت ہوئی۔ صرف چھ آدمی بری کیے گئے۔ مسلمانوں نے صبر و سکون سے ان مصیبتوں کو برداشت کیا اور کر رہے ہیں باوجود اسکے حکام کے احکام بے موقع و بے محل اس طرح نافذ ہو رہے ہیں کہ غریب مسلمان سخت پریشان ہیں اور ان کی مذہبی زندگی دشوار ہوتی جاتی ہے۔

کبھی حکم ہوتا ہے کہ ۸ بجے سے ۹ بجے تک رات کو کوئی مسلمان جامع مسجد میں نہ جائے کبھی حکم ہوتا ہے کہ صبح ۶ بجے سے دس بجے تک کوئی مسلمان جامع مسجد میں نہ جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ اوقات عشاء اور فجر کے ہیں اور مسلمان نماز کے وقت مسجد میں جانا کس طرح بند کر سکتے ہیں۔

لیکن ہندو حکام قصداً ایسے احکام صادر کرتے ہیں جن سے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہو۔

تعجب ہے کہ والی ریاست کو ان امور پر توجہ نہیں۔ ہم گورنمنٹ بمبئی اور گورنمنٹ ہند کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ غریب مسلمانوں کے اسلامی و مذہبی حقوق کی اس پائمالی پر غور کرے اور والی ریاست کو ان امور کی اصلاح پر مائل کر دے ورنہ آئندہ اور خطرناک شکلیں پیدا ہونیکا اندیشہ ہے

ہندوستان کے اسلامی اخبارات اور تمام اسلامی انجمنوں سے توقع ہے کہ وہ اس صورت حال پر صدائے احتجاج بلند کریں اور مسلمانان نوساری سے ہمدردی ظاہر کرکے عزت اسلام کو دشمنوں کے نرغہ سے بچائیں۔ آخر میں ہم ریاست بڑودہ کے ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں رہنے والے مسلمانوں کو اپنی ہم آہنگی پر متوجہ کرتے ہیں ورنہ ان کی خاموشی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آج جو دن اہالیان نوساری کے لیے ہے وہی کل کو ان کے لیے پیش آئے گا۔ بطور نمونہ ایک حکم کی نقل درج ہے۔

نقل اعلان ۱۱۶۷/۸۴

نوساری ضلع مجسٹریٹ درجہ اول کیطرف سے

اس اعلان کے ذریعہ نوساری کے رہنے والے اور نوساری میں باہر سے آئے ہوئے اور آنیوالے

عام مسلمانوں کو اطلاع دیجاتی ہے کہ:- آج ۳۰ مارچ ۱۹۳۱ء بروز جمعہ رات کو ساڑھے سات بجے سے ساڑھے نو بجے تک کے عرصہ میں حسب دستور شری راجی مندر میں سے نکلنے والی پالکی ہمارے احکام کے موجب نکلے گی۔ اسوقت نکلنے والی پالکی اور اسکے ساتھ رہنے والوں کو کوئی رکاوٹ پیدا نکی جائے نیز اسوقت آٹھ بجے سے ساڑھے نو بجے رات تک کوئی مسلمان جامع مسجد کے اندر یا اسکے آس پاس نہ جائے اور جمع نہوں۔ اور وہاں موجود رہنے والے مسلمان کو پولیس کے عملداروں کی اطاعت کرنی چاہیے۔ یہ اعلان ضابطۂ فوجداری ایکٹ دفعہ ۱۴۴ کے موجب شائع کیا گیا ہے اس کے خلاف چلنے والا قانونی مجرم ہوگا۔ دستخط مادہوراؤ شنی تولے مجسٹریٹ درجہ اول۔

ہندو ریاستوں کے ایسے طرز عمل کیطرف حکومت ہند کو توجہ کرنا چاہیے جس سے مسلمانوں کو امن عافیت عزت آبرو اور مذہبی عبادت خانوں کا وقار خطرہ میں پڑ گیا ہے مسلمانان نغوساری کی سرگزشت جو سطور بالا میں اس سلسلہ میں بیان کیگئی ہے نہایت المناک اور رنجدہ ہے اللہ تعالیٰ انکی مصیبتوں کا خاتمہ کرے اور انھیں امن و سلامتی کی زندگی نصیب فرمائے آمین دمدیر

وہابیہ کی فساد انگیزی

وہابی غیر مقلدین کے اخبار اسقدر گندہ دہنی وتیرہ باطنی کے ساتھ اسلام پر حملے کرنے کے عادی ہو گئے ہیں کہ اگر انکے مقابل آریہ اخبارات کو رکھا جائے تو یقیناً انکا پلہ بدزبانی و افترا پردازی میں ہرگز ان سے کم نہوگا حنفیوں پر طرح طرح کے اتہام اور بیجا بے معنی مہمل اعتراض اور طرز گفتگو تو اسدرجہ کریہہ اور گندہ کہ نقالوں کو بھی اس سے شرم آئے۔ کیا یہی کوئی اسلام کی خدمت ہے یا دین کی حمایت الٰہی یہی غلیظ اور گھنونی تبرہ بازی کا نام رہ گیا ہے۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ دنیا میں کوئی حنفی باقی نہیں رہا اور یہی چند ننگ اسلام غیر مقلد ہیں تو ان کے حساب سے مسلمانوں کی تعداد ڈھائی تین لاکھ سے زیادہ نہوگی۔ رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی جماعت کثیرہ سے نکل جانے والے من شذ شذ فی النار کے مصداق من فارق الجماعة شبرًا فقد خلع ربقة الاسلام عن عنقہ کے مورد صدق۔ سواد اعظم کے چھوڑنے والے علیکم بالجماعة اور اس کی مثل فرمان ذات رسالت کے جمیع احکام کے مخالف غیر مقلدین قطع نظر اسکے کہ وہ دین پاک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں تفرقہ اندازی کے سنگین جرم کے مجرم ہیں یہ تو سوچیں کہ غیر مسلم ... کتنی ہوئی ہیں کیا مٹھی بھر غیر مقلدین انکا مقابلہ کرسکتے ہیں یہ خود ... کے طفیل میں چین کرتے ہیں ورنہ اتنی تھوڑی تعداد کو کفار کیا ... کثیرہ انھیں علم برداران اسلام کی مخالفت انھیں پر ناپاک تبرا بازی

یقیناً کوئی … انسان غیر مقلدین کے اخبارات کی بدزبانیوں کو دیکھ کر صبر نہیں کر سکتا … ان کا یہی مشغلہ ہے کچھ آج کل کے حنفی بزرگوں اور اکابر مقلدین پر ہی منحصر نہیں بلکہ … ائمہ دین جو فخر اسلام اہل دین جن کی ذوات مقدسہ پر اسلام کو ناز ہے … کے سامنے غیر مذہب کے اہل علم نے ہتھیار رکھ دیے فلاسفہ نے گردنیں جھکا دیں دین اسلام کے علوم کی روشنی جب انہوں نے دنیا کو دکھائی تو فلسفہ کی آشوب زدہ نگاہیں جھپک کر رہ گئیں ہر فن کے اہل کمال نے ان کے آستانہ کی دریوزہ گری کو فخر جانا۔ ان اکابر امت و اساطین ملت ہداۃ شریعت و حماۃ سنت کی مقدس ذاتوں پر سفیہانہ حملے۔ انکے احسانات کی ناسپاسی و ناشکری کے علاوہ اسلام کی عظمت کے ساتھ دشمنی اور یقیناً خدا و رسول کی مخالفت و عداوت ہے حضور پرنور سید انبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے پہلے ہی اس گروہ نابکار کی خبر ارشاد فرمائی ہے ولعن اٰخر هذه الامة اولها چنانچہ انکا شب و روز کا یہی شغل ہے اور رات دن بزرگان دین و اسلاف صالحین کی جناب میں سخت بری گالیاں منہ سے نکالنا قلم سے لکھنا ہی اس گروہ ناحق پژوہ کا توشۂ عاقبت و زاد آخرت ہے۔ خود علم و فضل سے بالکل معرا اور اپنے جہل پر اسقدر مغرور عائل مستکبر کے مصداق۔ احادیث کریمہ کے صحیح تلفظ کی بھی توفیق نہیں تا معنی چہ رسد۔ فہم مطلب کا سلیقہ تو نصیب دشمنان ان سے چھو بھی نہیں گیا۔ اس میں اگر شبہ ہو … تو آئیے تو میں تمام دنیا کے غیر مقلدین کو اعلان کرتا ہوں کہ وہ اس دعوے کی … میرے سامنے آئیں کہ ان سے جس حدیث کا مطلب پوچھا جائے گا وہ نہایت شرح بسط کے ساتھ بیان کر سکیں گے اور تعارض و تناقض اور جملہ مباحث جو اسپر متوجہ ہوں ان کے کافی جواب دیں گے ان شاء اللہ العزیز دنیا بھر کے غیر مقلدین میں سے کوئی ایک بھی اس کے لیے آمادہ نہیں ہو سکتا وہ گالیاں دینے کے بہادر ہیں کسی علمی امتحان گاہ میں آکر جوہر قابلیت دکھانے کے مرد نہیں اگر آج تقلید ائمہ سے عار ہے تو فہم قرآن وحدیث کا کوئی نمونہ دکھائیں مگر ممکن نہیں کہ وہ معمولی مسائل اور روز مرہ کی ضروریات کو بھی قرآن وحدیث سے حل کر سکیں قرآن وحدیث کے سمجھنے کے لیے کچھ عقل درکار ہے کچھ علم درکار ہے … ہر … خیر نیست۔ حلوا خوردن را روئے باید۔ یا تو غیر مقلد اپنے طریق باطل پر خاک ڈالیں اور ائمہ دین کی اطاعت و تقلید کر کے اتباع سرکار ابد قرار سید ابرار سرور انبیاء احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے بہرہ یاب ہوں یا خود محقق ہونیکا دعوے رکھتے ہوں … حدیث سے استنباط مسائل و احکام کے مدعی ہوں تو اپنے بڑے سے بڑے کو

میدان میں لائیں اور دنیا کے سامنے ثابت کریں کہ انھیں قرآن و حدیث سے اخذ مطلب و فہم مراد کی اہلیت حاصل ہے اگر یہ دونوں باتیں نہ کریں تو جاہل غیر مقلد اپنے ان بہکانے والے پیشواؤں کا دامن چھوڑ دیں اور اپنی عاقبت کو ان کی محبت میں برباد نہ کریں۔ اہل فہم کے لیے یہ ایک نہایت عمدہ فیصلہ ہے جس سے وہ بآسانی حق و باطل میں امتیاز کر سکتے ہیں۔

ایک دوست نے غیر مقلدوں کے اخبار محمدی کے دو پرچے میرے پاس بھیجے ہیں جو میرے سامنے ہیں ان پرچوں میں ائمہ دین اور فقہ حنفی کے مسائل پر اسطرح مضحکہ اڑایا ہے اور اپنی جہالت سے ایسا ایسا تمسخر چڑایا ہے کہ آریہ بھی بدزبانی میں انھیں کو استاد بنائیں مگر کمزوری بیچارگی یہ ہے کہ جن مسائل پر مسخرے پن کے ساتھ خامہ فرسائی کی ہے اُنکے جواب جو غیر مقلدین کے نزدیک ہوں اور جنہیں وہ مانتے ہوں اُنکے لکھنے سے پہلوتہی کی ہے۔ فقہ حنفی کے یہ مسائل اگر غیر مقلدین کے نزدیک صحیح نہیں تھے تو اُنکے نزدیک جو مسائل صحیح تھے پہلے اُنھیں لکھتے اور پھر دلیل شرعی سے مسائل حنفی کی کمزوری دکھاتے تمسخر بہ عمدہ صفت اور بہر لیغ کلام کے ساتھ کہا جاتا ہے۔ عرب کے بد دماغ کفار کا بھی یہی حال تھا کہ وہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت اور حکمت موعظت پر عاقلانہ و عالمانہ اعتراض کرنے سے تو عاجز محض تھے مگر تمسخر کرنا انکا شیوہ تھا خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کریمہ اور خصال حمیدہ کے ساتھ سیاہ دل کفار مسخرہ پن کیا کرتے تھے۔ مسخرہ پن جس شخص کے ساتھ کیا جائے اُس کی عظمت میں کوئی کمی نہیں ہوسکتی بلکہ مسخرہ کے جہل و سفاہت حمق و دنائت کا افشا ہوجاتا ہے اگر غیر مقلدین کے نزدیک یہ مسائل جو اخبار محمدی ۵ ذیقعد ۱۳۴۶ھ میں لکھے گئے ہیں قابل اعتراض ہیں تو انھیں لازم ہے کہ پہلے وہ فقہ حنفی کے صحیح حوالوں کے ساتھ مسائل لکھیں پھر اُن کی غلطی دلیل شرعی سے ثابت کریں اور اپنے نزدیک جو صحیح جواب ہو وہ پیش کر کے دکھائیں کہ مسئلہ کی اصل حقیقت یہ تھی اور حنفیوں نے ایسا کر دیا اسوقت ہمارے ذمہ جواب لازم ہوگا۔ غیر مقلدین تیار ہوں اور اس طرح مسائل لکھیں انشاء اللہ العزیز ہم جواب دیں گے مگر یہ بات اُنکے مقدور سے باہر ہے اور حنفی مسائل کو دلیل شرعی سے باطل کرنا غیر مقلدین کی مقدرت میں نہیں ہے وہ یہی کر سکتے ہیں کہ گالیاں دیں تمسخر اُڑائیں اور اُن سے پہلے تمام دشمنان اسلام کا یہی طریقہ رہا ہے لیکن اُس کے جواب میں کسی عہد میں ہماری طرف سے وہ روش نہیں اختیار کی گئی اس لیے ہم بھی تمسخر کا جواب تمسخر سے اور گالی کا گالی سے پیش کرنے میں قاصر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمکو اور تمام مسلمانوں کو اس خصلت سے محفوظ رکھے آمین۔

فتوے

سوال (۱) آیات ذیل کی مطابقت باہمی بہ دلائل قرآنی سورہ سبا کی آیت (وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا) سے فرما دیجئے کیونکہ قرآن شریف اور آنحضرت صلعم تمام دنیا کے انسانوں اور قوموں کی ہدایت کے واسطے نازل ہوئے ہیں تو آیات ذیل میں خصوصیت خاص قوم کی کیوں کی گئی ہے جس سے شبہہ ہوتا ہے کہ آپ کی رسالت انبیاء علیہم السلام کی قوم پر تھی (۱)
لتنذر قوما ما اتھم من نذیر من قبلک لعلھم یھتدون (سورہ سجدہ آیت ۳)
لتنذر قوما ما انذر اباؤھم فھم غافلون (سورہ یٰسین آیت ۶)

(۲) نماز میں جو درود شریف پڑھے جاتے ہیں ان میں کونسی ایسی برکت و رحمت ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل میں تو موجود تھی اور آنحضرت صلعم اور آپ کی آل کے واسطے ابتداء اسلام سے اب تک برابر مانگ رہے ہیں اور وہ پوری ہوئی کہ نہیں ہوتی بظاہر اس سے فضیلت میں نقص پایا جاتا ہے (۳) نبی۔ رسول کی جامع تعریف اور انکا فرق بتائیے۔ (۴) دیگر انبیاء علیہم السلام کی امتوں پر بہروئی قرآن شریف کیا کیا فضیلت و انعامات خاص امت محمدیہ صلعم ہیں۔

الجواب بعون الکریم الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم

(۱) آیات مذکورہ میں اصلا اختلاف نہیں۔ نہ آیت سورہ سجدہ یاسورہ یٰسین سے کسی قسم کا کوئی شبہ پیدا ہوتا ہے اولا اسلئے کہ ثبوت شے نفی ماعدا کی دلیل نہیں ہوتا تو کسی قوم کے لیے آپکا نذیر ہونا دوسری اقوام کی نذیر ہونیکا انکار نہیں۔ اگر کسی شخص کو کہا جاے کہ یہ حکیم ہیں تو اس کے یہ معنی نہیں ہوسکتے کہ وہ رئیس نہیں ہیں ورنہ خصوصیت کے ساتھ حکیم ہونیکا ذکر کیوں کیا جاتا۔ یا کسی شخص کو کہا جائے کہ آپ اس گاؤں کے زمیندار ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اور کسی گاؤں کے زمیندار نہیں یا کسی استاد سے کہا جائے کہ یہ لڑکا آپ کی شاگردی میں اس لیے دیا گیا کہ آپ اسکے اخلاق کی درستی کریں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوسکتا کہ آپ اسکے سوا اور کسی لڑکے کے استاد ہی نہیں۔ ایسا سمجھنا سراسر جہل و نادانی ہے۔
قرآن پاک کی آیات خود دلالت کرتی ہیں کہ بعض مقامات پر حسب موقع بعض افراد کا ذکر نافی ومنافی عموم نہیں ہوسکتا۔ قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے **خالق کل شی**۔ اللہ تعالے نے

ہر شے کا خالق ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے واللہ خلقکم وما تعملون اللہ تعالے نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ دونوں آیتوں میں مخالفت ہے اور دوسری آیت شبہہ ہوتا ہے کہ انسان اور اس کے عمل کے سوا کائنات میں سے اور کسی چیز کا اللہ تعالی خالق نہیں ہے معاذ اللہ ایک آیت میں ارشاد ہوا یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم اے لوگو تم اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمکو پیدا کیا اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا۔ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا اے لوگو اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمکو ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی زوجہ کو پیدا کیا۔ کیا کوئی نادان کہہ سکتا ہے کہ ان آیتوں سے شبہہ ہوتا ہے اللہ تعالی صرف انسانوں ہی کا خالق ہے اور کسی چیز کا نہیں والعیاذ باللہ تعالی۔ اگر صرف ایک قوم کے لیے نذیر ہونیکا ذکر کیا جاتا تو بھی وہ دوسری قوم کے حق میں نذیر نہ ہونے کی دلیل نہ ہو سکتا۔ چہ جائیکہ سورۂ سبا کی آیت میں ارسال عام کا صاف و صریح ذکر موجود ہے پھر شبہہ کا کیا محل۔ علاوہ بریں اور بہت سی آیات اس مدعا کی مثبت ہیں وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعلمین و لیکون للعلمین نذیرا وغیرہا من الآیات ثانیاً سائل کا یہ قول کہ آیات ذیل میں خصوصیت خاص قوم کی کیوں کی گئی یہ سوال ایک غلط دعوے پر مشتمل ہے ان آیات میں کسی قوم کی خصوصیت نہیں کی گئی کہ حضور صرف اسی قوم کے لیے یا خاص اسی قوم کے لیے نذیر بنائے گئے۔ اس معنی پر دلالت کرنیوالا کوئی لفظ آیات میں نہیں۔ یہ قرآن پاک پر افترا ہے انمیں یہ نہیں فرمایا گیا لتنذر الا قوما ما اتٰھم جس سے خصوصیت سمجھی جائے۔ ذکر خاص تخصیص عام نہیں ہوتا اگر زید کو کہا جاتا کہ وہ بکر کا باپ ہے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ خالد کا باپ نہیں خاص ایک بیٹے کا ذکر کرنا زید کے باپ ہونیکی اسی کے ساتھ تخصیص نہیں کرتا ہاں اگر یہ کہا جاتا کہ زید بکر ہی کا یا صرف بکر کا باپ ہے تو تخصیص ہوتی۔ آیت میں ایسا کہاں ہے۔

ثالثاً آیات سورۂ سجدہ و سورۂ یٰسین میں قوم خاص مراد ہونے پر معترض کے پاس کونسی دلیل قطعی ہے۔ حاشیہ تفسیر جلالین جمل میں قوما کی تفسیر میں فرمایا ای العرب وغیرھم اس تفسیر پر سارے ہی عرب و عجم مراد ہیں تو خصوص بھی نہ رہا چہ جائیکہ تخصیص ارسال ۔ سوال نہایت بیہودہ ہے اور عقل و علم سے بہت ہی دور ہے اول تو مشبہ میں حقیقۃ وجہ شبہ کی کثرت و قوت ضرور نہیں شہرت کافی ہے کما لا یخفی علی اہل العلم۔ اعتراض تو یہیں ختم ہو گیا لیکن اس کو بھی تو وہ جس کو علم سے کچھ واسطہ ہو عام آدمی بھی اپنے محاورات میں اتنا سمجھتے ہیں کہ جب ایک کریم بادشاہ داد و دہش پر آئے اور اپنی غلاموں اور حاشیہ برداروں کو انعام دے اسوقت اعیان دولت اور وزرائے سلطنت عرض کریں جیسا ان غلاموں پر کرم ہوا ہے ہم نیاز مندوں پر بھی نظر توجہ ہو تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ

پانچ پانچ روپے کے ملازموں کو دس دس روپیہ انعام دیا گیا ہے تو انکی مثال پیش کر کے ہم بھی نظر عنایت کے امیدوار ہیں ہمیں سات آٹھ روپیہ یا غایت یہ کہ انکی برابر دس دس روپیہ انعام دیدیا جائے۔ ایسا کوئی انتہا درجہ کا بدعقل بھی تو سمجھ سکتا ہے ورنہ جسے اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے وہ تو یہی سمجھیگا جسطرح انکے لیے جیسا انعام شایاں تھا وہ انھیں دیا ایسے ہی ہمارے لیے تیرے کرم سے جو شایاں ہو وہ ہمیں عنایت فرما تو اب فضیلت ان وہ حاشیہ بردار فائق ہونگے یا وزرا و اعیان سلطنت۔ اتنی موٹی بات بھی سمجھ میں آجاتی تو معترض ایسا بھدا بھونڈا لایعنی اعتراض نہ کرتا۔ دوم یہ بات کسقدر بعید از عقل ہے جو وہ کہتا ہے کہ ابتدائے اسلام سے ہمارے مسلمان مانگ رہے ہیں اور وہ پوری ہونے کو نہیں آتی اسی سے اسکو حضور پرنور سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی عظمت شان معلوم ہو جاتی اگر وہ عقل رکھتا۔ ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ درود شریف حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اور آپکی آل کے حق میں دعائے رحمت و برکت ہے اور قرآن پاک میں پروردگار عالم نے اسکا حکم فرمایا تو اگر پروردگار عالم کو اس دعا کا قبول کرنا منظور نہ ہوتا تو وہ مسلمانوں کو کیوں حکم فرماتا اور اسطرح رغبت دلاتا کہ ہم بھی اس محبوب اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات پر صلوٰۃ نازل فرماتے ہیں ہمارے ملائکہ بھی درود بھیجتے ہیں تم بھی درود و سلام بھیجو تو ظاہر ہے کہ یہ سب دعائیں مقبول اور شرع میں مطلوب اور انسے اظہار شان سید کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کا منظور اور مسلمانوں کو اس محبوب اکرم کی محبت اور درود اور دعا گوئی کی برکتوں سے فیضیاب فرمانا۔ مدنظر تو اب جتنے مسلمان درود بھیجتے ہیں اور حضور کے حق میں رحمت و برکت کی دعائیں کرتے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے وہ سب مقبول اور مرضی الٰہی کے مطابق اور ہر مسلمان درود میں دعا یوں کرتا ہے کہ اے پروردگار حضور پرنور سید الانبیا محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل پاک پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرما جیسی تو نے سیدنا حضرت ابراہیم اور انکی آل پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائیں تو اگر کوتاہ نظر معترض کے طور پر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ ہر مسلمان حضور اور انکی آل کے لیے اتنی ہی رحمت و برکت مانگتا ہے جتنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکی آل کو ملی اور ہر دعا مقبول ہے تو حضور کو ہر ہر مسلمان کی ہر ہر دعا پر اتنی رحمتیں اور برکتیں ملتی ہیں جتنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکی آل کو ملیں اور قیامت تک بیشمار مسلمان یہ دعائیں مانگتے رہینگے اور پھر ایک ایک مرتبہ نہیں بلکہ ہر مسلمان عمر بھر اپنی تمام فرائض و نوافل وغیرہ میں یہ دعائیں مانگتا رہتا ہے تو حضور کی رحمت و برکت کی کیا نہایت ہوئی کریم کارساز کا مقصود ہی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم اور انکی آل کو جتنی رحمتیں اور برکتیں عطا فرمائی گئیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر غلام انکا ذکر کرکے حضور کے لیے انکی ہی اعلیٰ نعمتیں و برکتیں مانگا کرے اور انکی ہر دعا مقبول ہو اور حضور کو ہر دعا کیساتھ حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم سے زیادہ نعمتیں و برکتیں دیجائیں اور انکا سلسلہ قیامت تک جاری رہے اس فضیلت کی کچھ نہایت ہے کم عقلی پر افسوس ہے جو اس کو نقصان سمجھ گیا۔ [۲] نبی وہ آزاد مرد ہیں جنکے پاس اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو۔ رسول بشر ہی میں منحصر نہیں ملائک میں سے بھی ہوتے ہیں۔ [۳] حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی امت تو

جدول اسامی قرآن پاک

نمبر	نام جس سے موسوم ہے	وہ آیات جنمیں قرآن پاک ان اسماسے موسوم فرمایا ہے	بیان مناسب بطریق اختصار
۱	کتاب	کتاب انزلناہ الیک	اس کی مناسبت ذکر ہوچکی
۲	قرآن	انا جعلناہ قرآنا عربیا وان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پہ قرآن اور قرأت لفظ خسران وخسارت کی طرح ایک ہی ہیں اس کے معنی تلاوت کے ہیں اور اُن کی دلیل یہ آیت ہے اذا قرانہ فاتبع قرانہ قتادہ کے نزدیک قرآن جمع کے معنی میں مصدر ہے جیسا عرب بولتے ہیں قرأت الماء فی الحوض میں نے حوض میں پانی جمع کیا اب لفظ قرآن خواہ بمعنی جمع لیا جائے یا بمعنی تلاوت اس کتاب حکیم کی تسمیہ کے لیے نہایت مناسب ہے کہ یہ کتاب تلاوت کی جاتی ہے اس لیے اس کو قرآن بمعنی تلاوت کہا جائے اور اس میں سورتیں آیتیں جمع ہیں اور اولین وآخرین کے علوم جمع ہیں اس معنی سے اس کو قرآن بمعنی جمع نام رکھنا نہایت مناسب ہے۔ سفیان بن عیینہ کا یہی قول ہے
۳	فرقان	تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ بینات من الہدیٰ والفرقان	مناسبت اس تسمیہ کی یہ ہے کہ قرآن پاک کا نزول متفرق طور پر بیس سے زائد سال میں ہوا اس لیے اسکا نام فرقان رکھا گیا اور اس کے علاوہ باقی تمام کتب جملۃ یکبارگی نازل ہوئیں اور یہ بھی مناسبت ہے کہ یہ حق وباطل حلال وحرام مجمل ومبین محکم و متشابہ میں فارق ہے۔

نمبر	اسامی قرآن	وہ آیات جنمیں قرآن پاک کا اسم موسوم فرمایا	بیان مناسب بطریق اختصار
۴	ذکر	هذا ذکر مبارك انزلناه انا نحن نزلنا الذکر انه لذکر لك ولقومك	ظاہر ہے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذکر ہے جس سے اُس نے اپنے بندوں کو اپنے اوامر و احکام کی معرفت کرائی نیز ذکر کے معنی فخر و شرف کے بھی ہیں اور قرآن پاک فخر و شرف ہے اُن لوگوں کے لیے جو اُسپر ایمان لائے۔
۵	تذکرہ	انه لتذکرة للمتقین	تذکرہ یاد دلانے کو کہتے ہیں چونکہ قرآن پاک احکام الٰہی یاد دلاتا ہے اس لیے اسکا نام تذکرہ ہے۔
۶	ذکریٰ	فان الذکریٰ تنفع المؤمنین	ر ر
۷	تنزیل	وانه لتنزیل من رب العٰلمین	چونکہ یہ کتاب اللہ تبارک وتعالیٰ نے نازل فرمائی اس لیے اسکا نام تنزیل ہے۔
۸	احسن الحدیث	اللہ نزل احسن الحدیث	قرآن شریف تمام کلاموں سے بہتر ہے اس لیے اس کا نام احسن حدیث ہے۔
۹	موعظت	یا ایها الناس قد جاءتکم موعظة من ربکم	موعظة۔ نصیحت کو کہتے ہیں اور قرآن پاک سراسر پند و نصیحت ہے۔
۱۰	حکم	کذلك انزلناه حکما عربیا	یہ ظاہر ہے کہ قرآن پاک اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم ہے اس لیے اسکا نام حکم نہایت مناسب ہے
۱۱	حکمة	حکمة بالغة واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن من ایات اللہ والحکمة	حکمة اُس علم نافع کو کہتے ہیں جس سے حسن عمل میسر ہو اور سفاہت سے امن دے۔ چونکہ قرآن حکیم ایسا علم عطا فرماتا ہے اس لیے اسکا نام حکمة ہے۔
۱۲	حکیم	یٰس والقرآن الحکیم	حکمت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے حکیم نام ہوا۔
۱۳	شفا	وننزل من القرآن ما هو شفاء	چونکہ مومنین کے لیے قرآن جسمانی و روحانی امراض سے شفا دیتا ہے اس لیے اسکا نام شفا ہے۔
۱۴	ہدیٰ و ہادی	هدی للمتقین۔ ان القرآن یهدی للتی هی اقوم	راہ راست بتانے کی وجہ سے قرآن پاک کا نام ہدیٰ اور ہادی ہے۔
۱۵	صراط مستقیم	ان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه	قرآن ہی وہ سیدھی شاہراہ ہے جسکی بدولت رضائے الٰہی کو منزل مقصود تک رسائی ہوسکتی ہے اس لیے اسکا نام صراط مستقیم ہے۔

پھر مسلمانوں عیسائیوں اور تمام اُن قوموں کی نسبت پنڈت جی کیا کہیں گے جو آریہ دھرم کو نہیں مانتے بلکہ اسکا کھنڈن کرتے ہیں اور آریہ دھرم کی تعلیم کو رات دن دھڑا دھڑ توڑتے رہتے ہیں اور اسکو تہذیب و انسانیت غیرت وحمیت کے خلاف قرار دیتے ہیں کیا اُن کے محاورہ میں اس سے ایشور کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ ٹک ٹک دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا کچھ نہ کرسکا کہ اُس کے ملک میں عام طور پر اسکے قانون کی توہین کی جارہی ہے اور وہ دم نہیں مار سکتا جس شخص نے ایک شیطان کی نافرمانی کو خالق کا عجز قرار دیا ہو وہ تمام عالم کی مخالفت اور ایشوری قانون کی توہین کو بجز اس کے کیا کہہ سکتا ہے کہ ایشور ان سے دب گیا ڈر گیا اور ان کے مقابلہ میں کچھ نہ کرسکا دوسری قوموں نے حکومت کی مسند و منبر بیٹھ کر ایشور کے بھگتوں کی گردنوں میں اپنی اطاعت کی رسیاں ڈالیں اور اپنے قانون کے سامنے انکی گردنیں جھکائیں اپنی حکومتوں کا غلام بنایا مگر آریوں کا مجبور بیکس کمزور ناتوان عاجز ایشور انھیں رہا نہ کراسکا یہ پنڈت جی ہی کا اعتراض ہے جو پنڈت صاحب کی طرف عود کر رہا ہے۔ اعتراض کرتے وقت پنڈت صاحب کو یہ خیال نہیں رہتا کہ حملہ جو ہم دشمن پر کر رہے ہیں یہ ہمیں کو گھائل کر دیگا۔ اگر پنڈت جی یہ کہیں کہ دنیا اگر نافرمانی کرے تو وہ مجرم ہوگی مالک انھیں جب چاہے گا سزا دیگا جتنی چاہتا ہے مہلت دیتا ہے اس سے اس کی کمزوری نہیں پائی جاتی تو پھر اسنے کہا جائیگا کہ شیطان کی نافرمانی پر آپنے بھی کیوں نہیں سمجھا کہ وہ مجرم ہے عدالت الٰہی سے سزا پائیگا جبتک مہلت ہے اسوقت تک چھوٹا ہوا ہے جب گرفت کیجائے گی تو نہ کہیں بھاگ سکتا ہے نہ بچ سکتا ہے قادر مطلق کے اختیار میں ہے جب چاہے سزا دے قرآن پاک نے تو یہ مضمون بیان بھی فرما دیا ہے انك لمن المنظرين الى يوم الوقت المعلوم یہ اعتراض ایسا تھا کہ پنڈت جی تو لکھ گئے لیکن دیہاتی مدارس کا سمجھدار لڑکا بھی ایسا نکما اور بے سر و پا اعتراض زبان پر لانا گوارا نہ کرتا پنڈت جی نے اپنی نرالی قابلیت سے یہ بھی اعتراض کیا ہے " کہ کبھی کبھی خدا ہی کسی کی بیماری بڑھا دیتا ہے اور کسی کو گمراہ کر دیتا ہے" اس پر پنڈت جی نے ایسے ناتفس کلے لکھے ہیں جو انھیں کی تہذیب کے شایاں ہو سکتے ہیں یہ تو سب جانتے ہیں کہ دنیا میں بیمار بیمار بھی ہوتی ہے بڑھتی بھی ہے بڑھتے بڑھتے ناقابل علاج بھی ہو جاتی ہے اس سے ہلاکت بھی واقع ہوتی ہے اُن کے نزدیک یہ تمام باتیں ایشور تو کر نہیں سکتا ورنہ اسے شیطان کا شاگرد ہونا پڑے یا اگر شیطان کا وجود وہ نہ مانتے ہوں تو کسی اور مہاشے کی جوتیاں سیدھی کرنی پڑیں اس لیے بیماری و با مرض کی پیدایش اُس کی زیادتی آتشزدگی غرق سیلاب اور تمام آفات ارضی و سماوی جن سے مخلوق کی ہلاکت یا نقصان ہوتا ہے۔ یہ سب پنڈت جی کے عقیدے میں تو ضرور ایشور کے احاطہ

قدرت واختیار سے باہر ہیں تو اب پنڈت بتائے کہ ایسا کونسا ایشور کا دشمن ہے جو ایشور کی بنائی ہوئی مخلوق کو برباد اور ہلاک کر ڈالتا ہے اور ایشور کی اُس سے کچھ پیش نہیں جاتی اب اگر پنڈت جی کوئی اور دوسرا ایشور سے بڑا قادر و متصرف تجویز کریں جب تو آریہ دھرم کا دعوئے توحید باطل اور پھر مجبور قابل پرستش معبود سمجھنا حماقت اور اگر دوسرا نہ مانیں تو دنیا میں یہ تصرفات کون کرتا ہے ایشور کرتا ہے تو اس نے کس مدرسہ میں تعلیم پائی ہے اپنے ہی قاعدہ سے سوچیں اور بتائیں پنڈت اور اشت بخیال دیکھیں کہ پنڈت کے اعتراض نے خود اُسکا کام تمام کر دیا۔

اعتراض

(۲) اور کہا ہم نے اے آدم تو اور تیری جورو بہشت میں رہ کر کھاؤ تم بافراغت جہاں چاہو پھرو۔ مت نزدیک جاؤ اس درخت کے گنہگار ہو جاؤ گے۔ شیطان نے ان کو گمراہ کیا اور اُنکو بہشت کے عیش سے کھو دیا۔ تب ہم نے کہا کہ اترو بعضے تمہارے میں بعض کے دشمن ہیں اور تمہارا ٹھکانا زمین پر ہے اور ایک وقت تک فائدہ ہے۔ پس سیکھ لیں آدم نے پروردگار اپنے کچھ باتیں پس وہ زمین پر آگیا۔

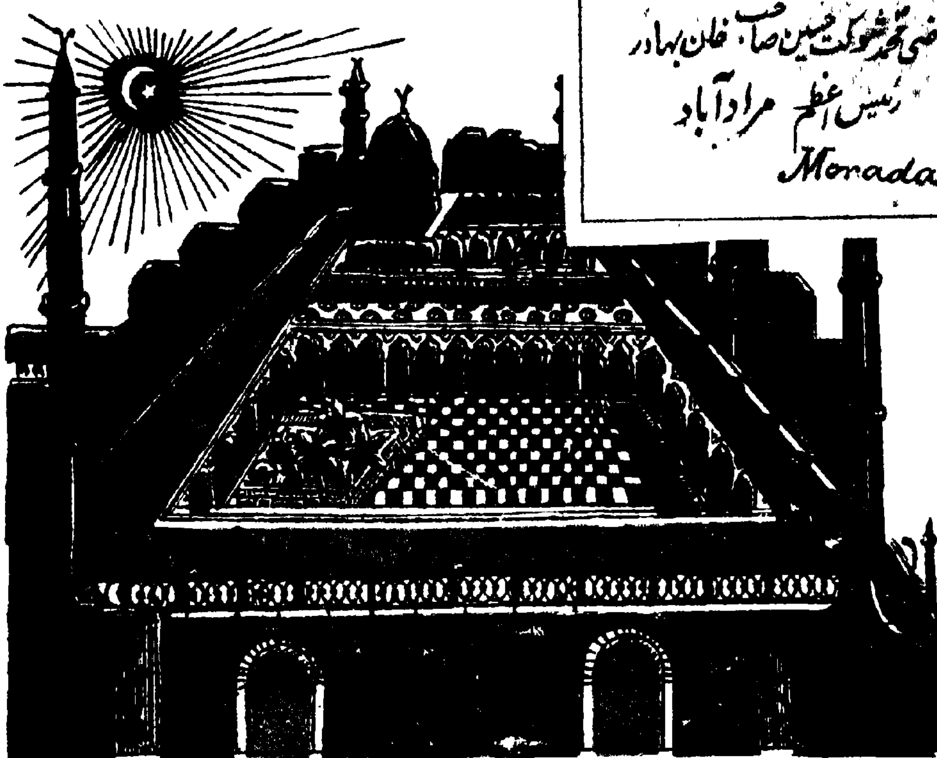
یہ تو پنڈت جی نے آیتوں کا ترجمہ گڑھا۔ اب اعتراض لکھتے ہیں۔

محقق (اپنے منہ میاں مٹھو) دیکھیے خدا کی کم علمی۔ ابھی تو بہشت میں رہنے کا اعزاز بخشا اور ابھی کہا کہ نکلو۔ اگر آئندہ کی باتوں کو جانتا ہوتا تو بہشت میں رہنے کا عطیہ ہی کیوں دیتا؟ اور معلوم ہوتا ہے کہ بہکانے والے شیطان کو سزا دینے سے قاصر بھی ہے وہ درخت کس کے لیے پیدا کیا تھا کیا اپنے لیے یا دوسرے کے لیے اگر دوسروں کے لیے تو کیوں آدم کو روکا۔ اس لیے ایسی باتیں نہ خدا کی اور نہ اس کی بنائی ہوئی کتاب کی ہو سکتی ہیں۔

جواب:۔ قرآن پاک وید کی طرح نہیں جسکا ترجمہ تلاش کرنے سے بھی نہ مل سکے بلکہ قرآن کریم کے بے شمار ترجمے اور تفسیریں ہر زبان میں ہر مقام پر بکثرت ملتے ہیں اور جو کتاب دنیا کی ہدایت و رہنمائی اور دین حق کی تبلیغ و دعوت کے لیے ہو اس کی تعلیم کا ایسا عام ہونا ضروری ہے اور جو کتاب ڈھونڈی نہ ملے اور جس کا ترجمہ بہ دقت و دشواری ہاتھ نہ آسکے اس کے طلبگار محروم ہی رہا کریں اس کتاب کی نسبت یہ دعوئے کرنا کہ وہ تمام عالم کی ہدایت و رہنمائی کے لیے ہے بالکل غلط ہے۔

رجسٹرڈ نمبر ١٩٢١

جناب قاضی محمد شوکت حسین صاحب خان بہادر
رئیس اعظم مراد آباد
Moradabad



زخاک اے لالۂ سیراب برخیز
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
بروں آور سر از برد یمانی
کہ روئے تست صبح زندگانی

السواد الاعظم

ھدیہ سالانہ ایک روپیہ

مہتمم (مولانا) عمر نعیمی

فہرست مضامین

غزل

جدھر کو رونق افزا وہ بہارِ باغ رضواں ہو
ہر اک کوچہ ہر اک بازار نگہت سے گلستاں ہو

سواری جسطرف اس تنکرین رفتار کی گذرے
تو اس صحرا کا ریگستاں تمامی شکر ریستاں ہو

پڑے پرتو جدھر کو لعل لب سے در دنداں کا
وہاں کے سنگریزوں سے ہو پیدا گوہر جاں ہو

کوئی گل باغ امکاں میں کھلا ہے اور بھی ایسا
کہ جس کے واسطے پیدا بہار باغ امکاں ہو

حسینان وجمیلان جہاں کو اس سے نسبت کیا
کہ جس کے حسن کا ادنیٰ سا پرتو ماہ کنعاں ہو

ہلال ناخن انگشت والا کے اشارے سے
عجب کیا ہے کہ دو ٹکڑے یہ قرص ماہ تاباں ہو

کلیم اللہ کی معراج کوہ طور پر ہوے
رسول اللہ کی معراج فوق عرش رحماں ہو

وسیلہ جو کرے حضرت کا درگاہ الہٰی میں
اگر کیسی ہی مشکل سخت تر ہو سہل و آساں ہو

مدینہ کی طرف پہنچوں تو پہنچوں مقصد دل کو
حصول مطلب دل ہو فخر و غ دین ایماں ہو

الہٰی یا الہٰی یا الہ العالمیں یا رب
مرے حال پریشاں پر عنایات فراواں ہو

دکھا دے بلدۂ طیب دکھادے روضہ اقدس
دکھادے گنبد اخضر کہ تسکین دل و جاں ہو

دکھادے وہ بھی دن یارب کہ حاضر ہوکے یہ کافی
حریم محترم کے آستانہ پر غزل خواں ہو

دیکھو نہ دیکھو اور نہ دیکھو | دیکھو کسی پردہ نشین کو ہرگز نہ دیکھو حیا وحمیت کی سخت ممانعت ہے اور رسالہ پردہ نشین کو ضرور دیکھو کیونکہ موجودہ رسالہ میں طبقہ نسواں کی تعلیم تربیت اور انکی درستی اخلاق وتحفظ دینداری کی طرف توجہ کرنا نہایت ضروری ہے رسالہ پردہ نشین اسی مقصد کیلئے جاری کیا گیا ہے میری رائے میں اس رسالہ کا جہاں عورتوں کے لیے بہت ضروری ہے مردوں کیلیے بھی نہایت سودمند ہے قیمت بھی نہایت کم عہ سالانہ ہے منیجر رسالہ

عید اضحیٰ

جشن وطرب فرح وسرور کے ایام واوقات دنیا کی ہر ایک قوم کے لیے معین ہیں مگر کہیں تو کسی بادشاہ کی دنیوی کامیابی اُس کی فتح یا ایک مدت دراز تک فرمانروائی کرنیکی خوشی میں جشن منایا گیا تھا مستعد اخلاص کیش جان نثاروں کو فتح وظفر کے بعد خلعتیں دیئے اور انعام تقسیم کرنے کے لیے ایک شاندار جلسہ کیا گیا تھا اُنکے بعد آنے والوں نے ابتک وہ یادگار قایم رکھی اگرچہ وہ بادشاہ وہ سلطنت نیست نابود ہوگئی اور وہ حاکمانہ اقتدار غلامی کی رسوائی سے مبدل ہوگیا لیکن فتح ونصرت کے گیت گانے اور ہزارہا برس کے پیش آئے ہوئے ایک معمولی واقعہ کا سانگ بنانے کے لیے آج تک کروروں انسان سال بھر اُس دن کا انتظار کرتے ہیں اور اس کو اپنا مقدس مذہبی تہوار ہیں ان تہواروں میں لیلا رچائی جاتی ہے سانگ کھیلے جاتے ہیں لہو ولعب اور عیش وعشرت کی گرم بازاری ہوتی ہے۔ مجھے ان تہواروں کے نام لینے کی ضرورت نہیں ہندوستان کے رہنے والے ایسے تہواروں سے خوب واقف ہیں دوسری قسم کے وہ تہوار ہیں جنکی بنیاد وقت کی پوجا اور موسم کی پرستش پر رکھی گئی ہے ایک موسم کے استقبال کے لیے کروروں انسان اپنی وضع لباس ہیئت افعال آداب میں عظیم الشان تبدیلیاں کرڈالتے ہیں کہیں چراغ روشن کرکے کروروں من تیل پھونکدیا جاتا ہے جوے اور شراب اور اسی قسم کے افعال کا دور دورہ ہوتا ہے کہیں آنے والے موسم کا استقبال لاکھوں من آگ جلاکر اور دھول اڑاکر کیا جاتا ہے۔ رنگ پھینک پھینک کر انسانوں کے لباس اور صورتیں وحشتناک بنادی جاتی ہیں مردوں اور عورتوں کے ہجوم نکلتے ہیں اور عیش وعشرت کو مخصوص حصہائے ملک میں بڑی خوشی سے بے حجاب کردیا جاتا ہے غرض اسی طرح کے جشن وجلوس عیش وعشرت کے لیل ونہار مستی اور دارفتگی کے ادعا تہوار رکھے جاتے ہیں اِن اوقات میں لذات شہوات کے عمیق سمندروں میں غرق ہوتے ہیں اور وہ ہزارہا برس کے پرانے کسی ایک واقعہ سے جوائس بعید زمانہ میں کسی ایک شخص کو پیش آیا ہو اور

اور اُسکا کوئی اثر و نشان باقی نہ رہا ہو اور اُس قوم کا اوج و عروج ایک کہانی رہ گیا ہو اپنے فرح و سرور میں جان ڈالتے ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ یہ سرور ذاتی سرور نہیں ہے جو اپنی ذاتی اُمنگوں اور اپنے قلبی ولولوں سے پیدا ہوا ہو بلکہ وہ پرائے جذبات پر سرود سرائی ہے جسطرح بے فکر لوگوں کی شادی میں باجے بجانے والے باجے بجاتے ہیں اور گویئے گاتے ہیں یہ گانا اور بجانا دوسروں کے جذبات کی ہواداری ہوتا ہے اور انکا اپنا دل ایک مزدوری سے زیادہ کوئی سرور و کیفیت اُس سے حاصل نہیں کرسکتا یہی کیفیت ان تہواروں کی بھی ہے بلکہ اتنا فرق ہو کہ وہ زندہ اور موجود شخص کے واقعی جذبات اور سچی اُمنگوں کو اپنے نقلی سرور و طرب سے ظاہر کرتا ہے اور یہ مُردہ اور زمانہ کے پامال کیے ہوئے اشخاص کے پرانے دقیانوسی ولولوں کی نغمہ سرائی کرتے ہیں نہ خود صاحب جذبہ ہیں نہ صاحب جذبہ کے ساتھی فنا شدہ قوم کے مُردہ جذبات کے گیت گاتے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ انکی تمام ہندی تہوار کے جملہ افعال و حرکات دائرہ عیش و عشرت اور بعد و لذت و شہوت کے اندر محدود ہیں اور اُن کی بنا جن جذبات پر رکھی گئی ہے وہ بھی سب جسمانی لذات و خواہشات کے احاطہ کے مقید ہیں ابتدا سے انتہا تک روحانیت کی تجلی کہیں نہیں اور انسان کے خود اپنے ذاتی جذبات کی تربیت و اصلاح سے یہ تمام تہوار عاری ہیں

ہندوستان میں قربانی کا قدیم رواج

کہیں کہیں اب بھی اور زمانہ قدیم میں بالعموم ان تہواروں کے ساتھ مختلف جانوروں کی قربانی بھی شامل تھی تاریخوں سے اور ہندوستانی اقوام کی مذہبی کتابوں سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے اور اتنی زبردست قوت کے ساتھ کہ معقول طریقہ پر اسکا انکار نا ممکن ہے حتی کہ ویدوں میں ہندوستان کے قدیم باشندوں کو قربانی نکرنے پر ملامت کی ہے مورخین کا خیال یہانتک ہے کہ ہندوستان میں علم ہیئت اور علم تشریح وغیرہ کی ضرورت ہی قربانی کی وجہ سے ہوئی (دیکھو مختصر تاریخ اہل ہند) لیکن یہ قربانی بھی اُسی حیثیت کی ہے جو حیثیت تہواروں کی ہے یعنی پرانے اقبال مند لوگ جن کو اس ملک کے دیوتا کہتے ہیں اُنکے اقبال کی تہنیت قربانی سے ادا کی جاتی ہے اسلئے قربانیاں اپنے اُن پیشرو لوگوں کی عزت و معبودیت کی عملی تصدیق کے طور پر پیش کیجاتی ہیں۔

اس بیان سے اتنا صاف طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ اس ملک کے تہوار اوقات کو عیش و عشرت اور لذات و شہوات میں مصروف کرتے ہیں اُن کی بنا گزرے ہوئے لوگوں کے مُردہ جذبات

کی کہانی دہرانے یا موسم کی پوجا کرنے پر ہوتی ہے
ان تہواروں کی بنیاد ذاتی جذبوں پہ نہیں ہوتی۔ یہ تمام تہوار روحانیت کے فیوض و برکات سے خالی ہیں۔

اسلامی تہوار

اب میں آپکو اسلامی تہواروں پر ایک اجمالی نظر ڈالنے کی دعوت دونگا آپکو غور کرنا ہوگا کہ دُنیا کے تہواروں کو اسلامی تہواروں سے کچھ بھی مناسبت ہے۔ عید ہو یا بقرعید یا شب برات۔ اسلامی شریعت نے اس کو ہر مسلمان کے لیے سرور بنایا ہے ان تہواروں میں مسلمانوں کی حیثیت شادی کے نقال کی سی نہیں ہوتی جو پرائے جذبہ پر اچھلتا کودتا ہو بلکہ وہ ایک مہینہ کامل روزہ دار رہکر نفس کی اصلاح کرکے طاعتوں اور عبادتوں میں مشغول رہکر روحانیت کو جسمانیت پر قوی اور غالب کرلیتا ہے اور قوت روحانی سے جذبات نفسانی اور شہوانی کو مقہور و پامال کرڈالتا ہے تب اس روحانی کامیابی پر اس کے لیے ایک روحانی سرور کا وقت آتا ہے اس کو عید کہتے ہیں اس عید میں وہ شہوت پرستانہ عیش و عشرت کے لیے اپنی ہستی کو بیتاب نہیں کرتا بلکہ روحانی کامیابی پر اپنے پروردگار حقیقی محبوب مالک الملک قادر مطلق کی شکر گذاری کے لیے سرنیاز جھکاتا ہے ناصیہ ارادت سے بارگاہ صمدیت میں جبین سائی کرتا ہے اتنی مدت کی ریاضت سے اگر نفس کو اپنی پاکبازی اور ریاضت پر کچھ عجب و ناز پیدا ہو تو اس کو دوگانہ شکر سے دور کردیتا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ میں نے مہینہ بھر کے روزے راتوں کا قیام لذائذ کا ترک قرآن کریم کی تلاوت نفس کو اس کے خواہشات سے روکنا ایسا عظیم الشان مجاہدہ میری ہمت و قوت کا ثمرہ نہیں ہے اے کریم کارساز یہ سب تیرے توفیق و کرم سے میسر آیا اور طاعت و بندگی کی منزل میں یہ کامیابی حاصل ہونیکا شکر تیری درگاہ میں رکھے ہوئے پیشانی ادا کررہی ہے یہ دن روحانیت کی ترقی قلب کی صفا نفس کی جلا اور انسان کی حقیقی سعادت کا دن ہوتا ہے نہ یہاں پرائے دلوں پر سرور و نشاط ہنگام ہے نہ اپنے نفس کو شہوات کے دریا میں غرق کیا جارہا ہے نہ کسی وقت کی پرستش ہے نہ کسی گذرے ہوئے شخص کی دنیوی کامیابی کی غیر مہذب مبارکباد ہے اسلام کے تمام تہوار خدا شناسوں کی روحانی کامیابیوں کے روحانی سرور کا نام ہے جس کو وہ اپنے مالک و خالق کی طاعت و عبادت سے ادا کرتے ہیں اور ان کی سب سے بڑی خوشی وہ ہی خاک میں رکھا ہوا سر ہوتا ہے جو اپنی زبان حال و قال سے حضرت قادر صمد جل جلالہ کی وحدت و کبریائی کا خطبہ پڑھتا ہے۔

دوسری عید۔ طالبان خدا و عاشقان کبریا کی ایک بڑی ریاضت حج ہے جس میں وہ اپنے محبوب وطن اور عزیز رفقا پیارے احباب اور سارے اہل و عیال اور مالوف مسکن سب کو چھوڑ کر ایک طویل اور دشوار گذار سفر راہ خدا میں اختیار کرتے ہیں وہ تمام چیزیں جو نفس کو محبوب ہیں اور جن سے انسانی خواہشات کا قوی رابطہ ہے طالب حق بڑی مردانگی سے ان سب کو چھوڑ کر محبوب حقیقی کی رضا جوئی کے لیے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے پھر اگر بادشاہ بھی ہو تو شاہانہ سطوت و جلال کیساتھ نہیں بلکہ فقیر خستہ حال کی شان میں اپنے پیکر جسمانی کو بندگی و عبدیت کا نقشہ بنا کر جاتا ہے کفن کی طرح ایک چادر لپٹی ہوئی ہے اور بس امیر ہو یا غریب بادشاہ ہو یا فقیر سب احرام پوش ہیں اور یاد الٰہی کی محویت کا یہ عالم کہ بدن کی زیب و زینت سے قطع تعلق ہے قدم قدم پر نفسانی خواہشات ذبح ہوتی چلی جاتی ہیں اسطرح خانہ کعبہ پہنچتا ہے سعی و طواف کے مجاہدوں سے خوگر آسائش نفس کو تاؤ دیکر اس کی طمانیت دور کرتا ہے اور لمحہ لمحہ طاعت و عبادت الٰہی میں گذارتا ہے جان مال آسائش راہ الٰہی میں خرچ کر ڈالتا ہے ایک اجتماع عام میں جہاں دنیا میں ہر ملک و وضع کے لوگ مختلف صورتیں مختلف عادتیں مختلف وضع مختلف لباس مختلف زبان مختلف بول چال رکھنے والے ایک ہی وضع ایک ہی شان ایک ہی لباس میں حاضر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا خطبہ سنتا ہے۔ اگرچہ اس بیت اللہ کا طواف صفا و مروہ کی سعی حج بیت اللہ اس سے پہلے بھی بزرگوں نے ادا کی ہوں لیکن یہ فقط انھیں کے جذبات اخلاص کا ترجمان نہیں ہے خود اپنے گھر سے اپنا جذبہ لیکر چلا ہے اپنے نفس کو راہ خدا میں ترک مرغوبات کی اصلاح سے شائستہ بنا چکا ہے اس لیے وہ پرائی امنگوں کا بے ذوق معتی یا نقال نہیں ہے اگرچہ اہل اللہ کی ریاضت اور ان کے اخلاص و طاعت کی نقل محض بھی روحانی ترقی کے لیے بہترین ذریعہ ہو سکتی تھی لیکن یہاں مجاہدات کی دشوار گذار منزلیں خود اس نے اپنے نفس سے طے کرائی ہیں اور جذبات خدا طلبی میں اسکا نفس محض ناقل و حاکی نہیں ہے۔ ان مراتب کو ادا کرنے کے بعد اور جانی مالی اور خواہشات نفس کی قربانیوں سے جو صفا قلب کو حاصل ہوتی ہے اور جو قرب حق روح کو ملتا ہے یہ انسانی سعادت کی ایک اعلیٰ منزل ہے جس کی کامیابی پر روحانی فرحت و سرور بالکل بجا ہے اس لیے مناسک کو ادا کر کے پھر اس کے لیے ایک فرح و سرور کا دن ہوتا ہے جسے عید اضحیٰ کہتے ہیں اس دن بھی وہ نفسانی اور شہوانی لذائذ کی طرف ملتفت نہیں ہوتا بلکہ روحانی نعمت کی شکر گزاری میں سر نیاز خاک پر رکھ کر طاعت الٰہی بجا لاتا ہے اس عید کو بھی دوگانہ ادا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا خطبہ پڑھنا ہے اور چونکہ روحانی و جسمانی عبادت ادا کرنے کی توفیق ملی ہے اور اپنے مال و متاع کو قربان کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے اس لیے خاص اللہ کے لیے اپنے ایسے مال کی قربانی کرتا ہے جو جان نثاری کا ترجمان اور بذل نفس کا حاکی ہو سکے۔

قربانی اور مسلمانوں کا طریق عمل

مذکورہ بالا بیان سے خوب واضح ہو چکا ہے کہ عید اور تمام اسلامی تہوار عبادت ریاضت اور ادائے شکر الٰہی کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان اوقات میں مسلمانوں کے قلوب اغیار کے خیال سے فارغ و خالی ہو کر اپنے رب عزوجل کی یاد میں مشغول ہوتے ہیں عشق الٰہی کے جذبات انھیں فرصت نہیں دیتے کہ وہ کسی دوسری طرف نظر ڈالیں۔

دوسری قوموں کی طرح مسلمانوں کے تہوار عیش و عشرت کا مظاہرہ نہیں ہیں جس میں انھیں دوسروں کی طرف نظر ڈالنے اور جنگ جوئی کرنے کی ضرورت پیش آئے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان بالعموم ہر مقام پر ہمیشہ اپنے تہواروں کے زمانہ میں صرف اپنی عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور کوئی چھیڑ چھاڑ یا جنگ و جدل وہ اپنے لطف عبادت کے لیے مخل جانتے ہیں اور کبھی اپنی طرف سے برسرِ پیکار نہیں ہوتے۔ قربانی۔ ایک مسلمان نعمت الٰہی کے شکر میں بجا لاتا ہے اس میں اخلاص اور محض رضائے حق اس کا مقصد ہوتا ہے۔ کسی کو چڑانے کا خیال بھی وہ اپنے اخلاص کے لیے مضر اعتقاد کرتا ہے۔ اور فتنہ و فساد جو بدترین چیز ہے اور جس کو مسلمان ہر وقت برا جانتا ہے اس کو اس وقت اور زیادہ برا سمجھتا ہے افسوس ہند و اکثریت جو مسلمانوں کو نیست و نابود کر ڈالنے کا عزم بالجزم کر چکی ہے وہ مسلمانوں کو اس وقت اپنے مشاغل طاعت و بندگی میں نہایت مصروف دیکھ کر موقع سمجھتی ہے کہ ان پر حملے کرے اور انھیں جانی مالی ہر طرح کے نقصان پہنچائے مسلمان کتنا ہی امن و عافیت کا لحاظ رکھیں مگر سنگدل جفاکار ان کی امن پسندی سے غلط فائدے اٹھاتے ہیں۔ اور ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ ڈالتے ہیں ان کی منتظم جماعتیں پہلے سے آمادۂ جنگ موقع کی منتظر ہوتی ہے وہ ایک دم مسلمانوں پر بلا بید رمان کی طرح ٹوٹ پڑتی ہے ایک جماعت حکام کے پاس دوڑ جاتی ہے وہ مظلوم مسلمانوں کو ظالم و فتنہ انگیز بتا کر انھیں قانونی شکنجہ میں کسنے کی تدبیریں کرتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان ہی پٹتے ہیں مسلمان ہی مارے جاتے ہیں مسلمان ہی لٹتے ہیں مسلمانوں ہی کے گھر اور مسجدیں جلائی جاتی ہیں اور مسلمان ہی ماخوذ ہوتے ہیں وہی گرفتار کیے جاتے ہیں انھیں کو لمبی لمبی سزائیں ہوتی ہیں۔

کیا مسلمان قربانی چھوڑ دینگے

ہندوؤں کو اس سے تو مطمئن ہو جانا چاہیے کہ اگر ان کے ظلم و ستم سے (خدانخواستہ) ہندوستان کے تمام مسلمان ذبح کر ڈالے جائیں تو بھی وہ اپنے آخری لمحہ زندگی تک اپنے دین مذہب اور اپنے فرائض کو چھوڑنے والے نہیں۔ جان کا خوف مال کا خطرہ انھیں ان کے فرائض کی ادا سے نہیں روک سکتا انکا اعتقاد ہے کہ راستبازی اور نیکوکاری حق کی حمایت اور دین کی پابندی میں موت آنا بے دینی کی ذلیل زندگی سے کروروں درجہ بہتر ہے جس کو وہ اپنے لیے عالم تصور میں بھی گوارا نہیں کر سکتے۔
اس لیے ہندوؤں کے قتل و غارت سے قربانی تو بند نہیں ہو سکتی۔ وہ مسلمانوں کا جائز حق ہے اور اس کو وہ اپنے حدود میں باحتیاط انجام دیتے ہیں ہندوؤں کا اس کے درپے ہونا شدید ظلم اور انتہا درجہ کی ناانصافی ہے۔
یہ کسقدر حیرت انگیز بات ہے کہ مسلمان تو جیو ہتیا کے جرم سے گردن زدنی قرار پائیں اور کروروں ہندو اسی فعل کے مرتکب ہوں تو ان کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔

ہندوؤں میں یہ جذبہ کس نے پیدا کیا

ایک سوال ہوتا ہے کہ مسلم کشی کا یہ جذبہ ہندوؤں میں کس نے پیدا کیا اور یہ سوال نہایت برمحل یا موقع ہے اسکا جواب ظاہر ہے کہ یہ جذبہ گذرے ہوئے زمانہ کے ہندو مسلم اتحاد نے پیدا کیا ہے خلافت کمیٹی کے عہد بیقیدی میں جس کے علم بلند کیے گئے تھے بڑے بڑے نمائشی مسلمانوں سے پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ ہندوؤں سے ہمارا اتحاد ہے گاؤکشی بند کر دو نقلی اور جعلی مولانا جو اس زمانہ میں چندہ کی بدولت بہت سے پیدا ہو گئے تھے اس مضمون پر بڑی گرم اور خونخوار تقریریں کرتے تھے ع اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست۔
لیڈروں اور مقرروں کی تقریروں نے ہندوؤں میں ایک جوش پیدا کر دیا وہ نمائشی اتحاد تو چند روز بھی نہ ٹھہرا اس کے یہ زہریلے اثرات تک باقی ہیں۔

مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے

بحالات موجودہ مسلمانوں کو اپنے حق کی حفاظت میں اپنی قدیم امن پسندانہ روش کے ساتھ

مضبوطی سے قائم رہنا چاہیے۔ اور جو لوگ مسلمانوں کی سربراہی کے لیے آگے بڑھا کرتے ہیں لیڈری کے مدعی ہیں پیشوائی کے دعویدار ہیں اور وہ حضرات جو مسلمانوں سے ووٹ حاصل کر کے ایوان حکومت میں عزت کی کرسی حاصل کرتے ہیں انھیں مسلمانوں کی حفاظت جان و مال و امن و عافیت کے لیے ایک باقاعدہ مستقل سعی کرنا چاہیے۔ مگر ان اصحاب کی بیدردی دشمن کے جفاکارانہ حملوں سے کم نہیں ہے۔ مسلمان لٹتے ہیں۔ مارے جاتے ہیں مگر ان سرمستان بادہ عشرت کو خبر نہیں ہوتی یہ مسلمانوں کی حمایت میں لب کشائی کرنے کی جرأت نہیں رکھتے۔ اگر ہندوؤں کی قوت سے اس قدر مرعوب ہو گئے ہیں تو انھیں مسلمانوں کی قیادت سے پیشوائی اور نمائندگی کے لیے آگے بڑھنا نہیں چاہیے اور آئندہ مسلمان بھی ایسے ناکارہ اور معطل لوگوں کو آگے نہ بڑھائیں جو وقت ضرورت بالکل انکے کام نہیں آسکتے۔

ہمیں گورنمنٹ سے یہ کہدینا ہے کہ جب اس نے مذہبی آزادی دینے کا اعلان کیا ہے تو وہ ذمہ دار ہے کہ ہم اس کے عہد حکومت میں اپنے دینی امور بآزادی ادا کر سکیں اور کوئی ہماری عبادات کے ادا میں مخل نہ ہو سکے ہم امن رکھتے اور امن چاہتے ہیں۔ مگر فسادیوں کی فساد انگیزی سے محفوظ رہنے میں گورنمنٹ کو ہماری اعانت کرنا چاہیے۔ یا ہمکو وہ رقبہ بتادیا جائے جہاں ہم بود و باش کر کے ستمگاروں کی دراز دستیوں سے محفوظ رہ سکیں۔

خلق

دائمی زندگانی خداوند عالم نے انسان کو پیدا کر کے خلعت اشرف المخلوقات عطا فرمایا اور اس کو دو حیاتیں عطا فرمائیں ایک جسدی دوسری ابدی حیات جسدی کے بقا اور قیام اور انتظام درست رکھنے کے لیے اس کی مناسب حال ضرورتیں پیدا فرمائیں اور ان کو مناسب طور پر استعمال کرنے کا طریقہ الہام فرمایا کچھ لوگ انھیں میں سے ایسے پیدا کر دیئے اور انکو ایسی بصیرت عطا فرمائی جس سے وہ ہر چیز کی اصل بطریق احسن معلوم کریں اور دوسروں کو بتلا دیں۔ اس طرح پر حیات جسدی کے ایک وقت تک بقا و قیام کا بندوبست کر دیا۔ اب اگر وہ تمام اشیا جن کی اس حیات میں ضرورت ہوتی ہے انسان شمار کرنا چاہے تو محال ہے۔ سیکڑوں ہزاروں قسم کی غذائیں لاکھوں قسم کے حیوانات کروروں قسم کے نباتات جن میں کسی ایک جنس کا شمار آج تک نہیں ہو سکا اسی حیات جسدی کی ضروریات میں سے ہیں۔ اس تقریر سے یہ نتیجہ نکلا کہ جب حیات جسدی کے لیے جو صرف ایک خاص وقت تک کے لیے ہے۔ اس رحمت والے نے اس قدر سامان مرحمت فرمایا ہے تو حیات ابدی جو حقیقت میں مقصود بالذات ہے

کسقدر ساماں عطا فرمایا ہوگا چنانچہ لاکھوں پیغمبروں کا مبعوث فرمانا ہزاروں صحف آسمانی کا نازل کرنا اسے حیات ابدی کے قیام و بقا کے لیے ہے لیکن افسوس ہماری غفلت و نادانی پر کہ تمام عمر اسی حیات جسدی کے انتظام میں صرف کردی اور کبھی ایک دن بھی حیات ابدی و سعادت سرمدی کا خیال نہ کیا اور اس عمر عزیز کے تمام ساعات جنکا حقیقت میں ایک ایک لمحہ سعادت ابدی کا بڑا سرمایہ جمع کرسکتا تھا ضائع کردیا۔ ان امراض کے علاج میں جنکا اثر صرف حیات فانی تک ہے ہم نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اطبا کی خوشامدیں کیں ڈاکٹروں کی فیسیں دیں دوا کی تلخی برداشت کی مہینوں اچھی غذاؤں سے پرہیز بھی کیا غرضکہ کوئی ممکن بات ہم نے چھوڑی نہیں لیکن ان امراض کی مطلق فکر نہیں کی جن سے حیات ابدی کا رشتہ ہمارے ہاتھ سے جاتا ہے اگر کبھی معمول سے کم بھوک معلوم ہوئی یا غذا کم کھائی گئی فوراً حکیموں کے پاس دوڑے۔ بمقابلہ اس کے کہ امراض قلوب کی دوا کی طرف کبھی دھیان ہی نہیں کیا۔ اب یہ بات کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ ہمارا قلب بیمار ہے اور جبتک بیماری نہ معلوم ہو علاج نہیں کیا جاسکتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ ہمیشہ بیماری علامات سے معلوم ہوا کرتی ہے جب بھوک کا نہ معلوم ہونا علامت بیماری سمجھا جاتا ہے آپ بسبب بیماری کا بھاگ کر اطبا کی خدمت میں چورن کے نسخہ کے لیے جاتے ہیں تو کیا قلب کو بالکل بھوک نہ معلوم ہونا غذا سے بالکل نفرت ہونا سبب بیماری قلب کا نہیں ہوسکتا اور یہ تو ظاہر ہے کہ جتنی اشیاء خداوند عالم نے پیدا کی ہیں ان کی کوئی نہ کوئی خاص غذا بھی پیدا کی ہے۔ پھر آپ قلب کو کونسی غذا دیتے ہیں اور اس کے مشتہی نہ ہونے کا کیا علاج کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ تر غذا نہ ملنے سے قلب کا معدہ نہایت ضعیف اور مضمحل ہوگیا ہے اچھی سے اچھی غذا کی طرف بھی خواہش نہیں رہی۔ اگر کبھی اتفاق سے مل بھی گئی تو اچھی نہیں معلوم ہوتی لہذا نہایت ضروری ہے کہ اس کے علاج کی طرف توجہ کی جائے اور جسطرح اطباء ظاہری جسم کے علاج میں سب سے پہلے معدہ کی اصلاح ضروری سمجھتے ہیں تاکہ اخلاط فاسدہ سے صاف ہوکر اچھی غذا کی طرف رغبت کرے اسی اصول سے بیماری قلب کا بھی علاج کرنا چاہیے یعنی عمدہ غذا یا دوا سے پہلے اس کو اخلاق رذیلہ سے پاک کرنا چاہیے جب یہ پاک ہوجائے گا خواہ مخواہ عمدہ غذا کی طرف رغبت پیدا ہوگی اور یہی ذریعہ حیات ابدی و سعادت سرمدی کے حاصل کرنے کا ہوگا۔ چنانچہ ہم انشاء اللہ قلب کی بیماریاں مع علاج کے بیان کریں گے۔ خدا ہم کو اور سب مسلمانوں کو توفیق عطا فرماوے کہ حیات ابدی حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔

شریعت اسلامیہ کی حفاظت

شریعت اسلامیہ کی حفاظت مسلمانوں کا سب سے اہم اور ضروری فرض ہے جس کے لیے وہ اپنی جان و مال اور ہر نعمت و دولت کو بے دریغ صرف کرتے رہے ہیں اور دم آخر تک صرف کرتے رہیں گے اور کبھی ملت طاہرہ میں تغیر آنے پر راضی نہ ہونگے کسی طرح کسی حال میں گوارا نہ کریں گے کہ دین اسلام میں کسی طرح کا فرق آئے یا اس کے حسن و جمال و خد و خال بلکہ کسی ادا میں بھی کوئی تبدل ہو۔

زمانہ موجودہ میں بلاد شرقیہ پر یورپ کی تہذیب و معاشرت حکمرانی کر رہی ہے اور سرعت و تیزی کے ساتھ یورپی خصائل و عادات ہمارے ہم وطنوں کے دل و دماغ و اعضاء و جوارح پر اپنا قبضہ و تسلط کرتے چلے جاتے ہیں اور ہمارے ملک کے قدیم رسم و رواج اور پرانا طریق زندگی نامرغوب غیر مانوس ہو رہا ہے اور وہ وقت قریب نظر آرہا ہے کہ ہندوستان کی نئی نسلیں بالکل یورپ کی شکل و صورت میں نظر آئیں اور یہاں کے باشندے کسی جبر سے بھی اپنے باپ دادا کے طریق زندگی اور وضع و انداز کو تھوڑی دیر کے لیے بھی گوارا نہ کر سکیں۔ اسی کے ساتھ یورپ کی لامذہبی بھی مشرق پر اپنا سکہ جمانے میں پوری طاقت صرف کر رہی ہے۔ اور یورپی طریق زندگی کے شیدائی مذہب کو ایک ناقابل برداشت بار کی طرح ناگوار سمجھ رہے ہیں اور بار بار جنون اور دیوانگی کے توہین آمیز کلمات سے اس کی توہین و تنقیص کرتے ہیں اور مذہبی قیود اور دینی پابندیوں کو توڑ ڈالنے کے لیے نہایت بیقرار ہیں۔

انگریزی تعلیم

انگریزی تعلیم کا یہ ثمرہ ہے کہ ہمارے نوجوان شب و روز اسی فکر میں غلطاں ہیں کہ کسی طرح مذہب کو ناپید کر ڈالیں اور ایک ایک کر کے اس کے تمام احکام کو بدل کر یورپ ہی کی جیسی لامذہبی میں گرفتار ہوں۔

سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے ہی خبر دیدی ہے کہ میری امت بدفہم لڑکوں کے ہاتھوں برباد ہوگی آج یہی دیکھا جا رہا ہے کہ ہمارے نوعمر بچے جن سے ہمیں بڑی امیدیں تھیں کہ وہ کسی قابل ہونگے تو ہمارے کام آئیں گے اپنی قابلیت سے دین اور اہل دین کو قابل قدر مدد پہنچائیں گے۔ افسوس وہ دشمنوں سے زیادہ خطرناک ثابت ہو رہے ہیں۔ روزمرہ اسلام پر انھیں کے ہاتھوں حملے ہوتے ہیں دین کی مخالفت میں وہ سرگرم ہیں آبا و اجداد سے ترکہ میں پائی ہوئی عزت و حمیت کو انھوں نے بیقدری سے

ٹھکرادیا۔ آج کل کی بیبیاں بیٹیاں بے پردہ بے حجاب سڑکوں اور سیر گاہوں میں پھرتی نظر آتی ہیں جنکی کنیز تک کا چہرہ کل تک کسی کو دیکھنا نصیب نہ تھا۔ ناموری خاندانوں کی لڑکیاں غیر مردوں سے ہاتھ ملانے اور اختلاط کرنے میں جری اور دلیر پائی جاتی ہیں اور یہ بات اُن کی نظر میں عیب ہی نہیں معلوم ہوتی لڑکیوں کا مدرسہ میں جانا اور بے قیدی کی تعلیم حاصل کرنا تو معمولی بات ہو گیا ہے بلکہ اب تو ایک خاص جماعت ایسی ہو گئی ہے جو عورتوں کے لیے مدارس کی تعلیم کو صرف معمولی ہی نہیں سمجھتی بلکہ ضروری قرار دیتی ہے۔ اسطرح زمانہ بدل رہا ہے اور دین میں رخنے پیدا ہو رہے ہیں۔

خوردسالی کے نکاح

آج کل ایک اور فتنہ برپا ہے یہ کوشش کی جارہی ہے کہ شریعت اسلامیہ نے جو ولایت کا قانون نافذ فرمایا ہے اور اولیاء کو صغیر و صغیرہ کے نکاح کا اذن و اختیار دیا ہے اس کو باطل کیا جائے اور ایسی کوشش کیجائے کہ حکومت کے قانون رائج الوقت میں اولیاء کا یہ شرعی حق جرم قرار دیا جائے اور اسی طرح دین محمدی کے قانون کو مٹایا جائے۔ کوئی شخص اپنی صغیر سن اولاد کی شادی نہ کر سکے اور اگر حسب اجازت شرع کرے تو جرم قرار دیا جائے سزایاب ہو مصیبت میں گرفتار ہو۔ لڑکے اور لڑکیاں بالغ ہو کر خود اپنی مرضی سے شادی کیا کریں اور ایک حسرت سوزش مناک زندگی کی ذلت و رسوائی میں مسلمانوں کو گرفتار کیا جائے۔

ایک معزز شخص بستر مرگ پر بیمار پڑا ہے اس کے سامنے اُس کی نور نظر لڑکیاں ہیں جنکا کوئی نگراں اس کو اپنے بعد نظر نہیں آتا بیماری سے زیادہ اس کو یہ رنج و قلق بے چین کر رہا ہے کہ اس کے بعد اس کی عزت و ناموس کی حفاظت کس طرح ہوگی۔ اس حال میں وہ اپنی تسکین خاطر کے لیے یہ تدبیر کرتا ہے کہ ایک معزز خاندان کے ہونہار لڑکوں کے ساتھ وہ اپنے جگر بندوں کا رشتہ کر دے ایسا کرکے وہ مطمئن ہو جاتا ہے کہ جس خاندان میں لڑکیوں کا عقد کر دیا ہے وہ اپنی عزت کی حفاظت کے لحاظ سے ان کی کافی نگرانی کریں گے اور لڑکیاں اس کے بعد بیکسی کی ذلیل زندگی اور خطرات سے محفوظ رہیں گی۔

صغیر سنی کے نکاح کو جرم قرار دینے کی تجویز مجبور کرے گی کہ آدمی مرتے دم اپنے ساتھ اپنی بے آبروئی اور ناموس کے خطرات کا ایک روح تڑپا دینے والا داغ بھی اپنے دل پر لے جائے۔

یہ ایک مثال تھی آپ غور کیجیے تو صغر سنی کے نکاح میں بکثرت مصالح ہیں اور اس کو جرم قرار دینے سے مسلمانوں کی زندگی ملل آبرو سب خطرے میں پڑتے ہیں۔ اور ان سب سے بڑھکر یہ کیسی مصیبت ہے

کہ شریعت طاہرہ کا قانون مٹا جاتا ہے۔ مسلمان سچے مسلمان ہوتے گوارا کر سکتے ہیں مگر ایسا قانون گوارا نہیں کر سکتے۔

علمائے اسلام

علمائے اسلام اے حامیان ملت دین کی حفاظت آپکا سب سے مقدم فرض ہے آپکے لیے اسی قدر کافی نہیں ہے کہ مدارس میں درس دیکر طلبہ کو کتب متداولہ پر عبور کرا دیجیے یا کسی مجلس میں تقریر کر کے خاموش ہو جائیے یا گوشہ تنہائی میں بیٹھکر نماز وظیفہ میں اپنے تمام اوقات صرف کر ڈالیے بیشک آپکے یہ تمام کام دینی اعلیٰ خدمتیں ہیں اور اللہ رب العزت عز جلالہ آپ کو اس کے بہترین صلے عطا فرمائیگا لیکن ان سب کے ساتھ ساتھ آپ پر یہ بھی فرض ہے کہ آپ دیکھیے کہ آج دنیا اسلام کو مٹا ڈالنے کے لیے کیا کر رہی ہے اور دین کی حفاظت کے لیے آپ کو کیا کرنا چاہیے۔ اے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نائبوا پنے خلوت خانوں سے قدم نکالو اور اسلام کی کشتی کو سنبھالو۔ اس قانون کے مخالف شرع ہونیکا اعلان کر دو۔ اور گورنمنٹ کو بتا دو کہ یہ قانون اسلام کو مٹانے کی ایک تجویز ہے جس نے تمام عالم اسلام کو بےچین کر دیا ہے۔ ہم ایک لمحہ کے لیے اس کو گوارا نہیں کر سکتے گورنمنٹ ایسا قانون منظور کرنے اور ہمارے دین و ملت میں رخنے ڈالنے سے پرہیز کرے۔

علمائے دین۔ جلد سے جلد بے تاخیر آپ اپنی مجالس میں اس مضمون کی تجویزیں منظور کر کے گورنمنٹ کے پاس بھیجیے اور اخبارات میں شائع فرمائیے۔

ساتھ میں یہ بھی واضح کر دیجیے کہ کونسل کے ممبر اور ہمارے نمائندے کوئی ایسا مسئلہ جسکا تعلق شریعت طاہرہ سے ہو علمائے دین سے استصواب کیے بغیر ہرگز نہ پیش کریں۔

اگر ایسا کریں گے تو وہ ہمارے نمائندے نہیں۔ ان سے ہمارے دین کو ضرر ہے۔

ضرورت ہے کہ جابجا اس مقصد کے لیے جلسے کر کے گورنمنٹ کو مسلمانوں کے تحفظ دین کی ضرورت سے آگاہ کیا جائے اور اس میں تاخیر روا نہ رکھی جائے۔

حادثہ فاجعہ ماہ ذی القعدہ ۱۳۴۶ھ کی ۲۱ و ۲۳ تاریخیں نہایت دردانگیز گزریں جن میں سیدی و مولائی صدر الافاضل حضرت مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم کی دو صاحبزادیوں نے دو دو روز مبتلائے طاعون رہکر دار ناپائیدار سے رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون للہ ما اخذ و لہ ما اعطی و کل شیء عندہ باجل مسمی حضرت صدر الافاضل مد ظلہ ۱۸ ذیقعدہ کو علی پور شریف روانہ ہوئے مکان پر سب کو بخیریت چھوڑا صاحبزادیوں کو کسی طرح کی کوئی شکایت

نہ تھی۔ ۲۰ رذیقعدہ کو قریب مغرب صاحبزادہ بلند اقبال مولانا ظفر الدین صاحب سلمہٗ کا تار پہنچا جسمیں آپ نے اپنی ہمشیرہ کی علالت کی اطلاع دی تھی مگر اسوقت سے صبح دس بجے تک علی پور سے کوئی گاڑی نہ چلتی تھی نہ موٹر وغیرہ کا کوئی راستہ تھا بمجبوری شب علی پور گذار کر صبح روانہ ہوئے اور ۲۲ رذیقعدہ کو صبح ۵ بجے میل سے مرادآباد پہنچے مگر صاحبزادی صاحبہ کا انتقال ۱۲ تاریخ ہوچکا تھا اور بعد انتظار شب میں انھیں دفن کیا جاچکا تھا۔ اولاد کا صدمہ اور پھر اس طرح کہ صحیح و سالم چھوڑا ہو اور شرکت جنازہ تک نہ ملے کسقدر عظیم ہے۔ ان صاحبزادی کے انتقال کے وقت ہی انکی چھوٹی بہن کو بخار آگیا گلٹی نمودار ہوگئی دو روز بھی بیمار نہ رہیں ۲۴ رذیقعدہ کو راہی جنت ہوئیں اللہ تعالیٰ انکو زاد آخرت بنائے اور حضرت صدر الافاضل مدظلہ اور جمیع متعلقین کو صبر و اجر عنایت کرے اور سب کو اپنے حفظ و امن میں صحیح و سلامت رکھے۔ ان صاحبزادیوں کی علالتوں کے زمانہ میں محبین و مخلصین اور اطبا نے کمال ہمدردی کی اور علاج و تدبیر میں انتہائی جد و جہد عمل میں لائے۔ ان سب کو اللہ تعالیٰ اجر عنایت کرے ادارہ انکے ممنون و مشکور ہیں خاصکر حکیم مولوی ابرار حق صاحب جو امروہہ کے مشہور خاندانی طبیب ہیں آپ نے علاج میں بہت کوشش کی اور اپنا مطب چھوڑ کر صاحبزادیوں کے علاج کیلیے موجود رہے اپنی نگرانی میں دوائیں بنواتے باربار ملاحظہ کرتے انکی محبت و عنایت کا دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے بکثرت حضرات تعزیت کے لیے پہنچے اور برابر تعزیتی خطوط آرہے ہیں ان تمام صاحبوں کی ہمدردی کا بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے بفضلہ تعالیٰ اب مرادآباد میں طاعون کی شکایت بہت ہی کم ہے اللہ تعالیٰ اس بلا کو دفع فرمائے اور اپنے بندوں پر کرم کرے۔

السواد الاعظم

السواد الاعظم نہایت اہتمام و احتیاط کیساتھ ہر ماہ روانہ کیا جاتا ہے پھر بھی تعجب ہے بہت صاحبوں کی شکایتیں پہنچتی ہیں کہ انہیں رسالہ نہ ملا اور انہیں دوبارہ اور سہ بارہ رسالہ روانہ کرنیکی نوبت پہنچتی ہے ایسے اصحاب کو چاہیے کہ اپنے ڈاکخانہ میں شکایت کریں اور اپنا پتہ صاف صحیح مع نمبر خریداری لکھ کر دفتر کو مطلع کریں بہت اصحاب کو یہ شکایت ہے کہ خطوط کے جواب نہیں دیئے جاتے اُن کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ جواب طلب امور کے لیے خط جوابی تحریر فرمایا کریں۔ سال کا زیادہ حصہ گزر چکا اور اب تک بہت حضرات نے قیمت نہیں ارسال کی اتنی کم قیمت اور اسکے بھیجنے میں بھی پس و پیش تعجب ہے بعض حضرات تو وی پی تک واپس فرمادیتے ہیں جس سے دفتر کو مزید زیر باری ہوجاتی ہے باوجودیکہ وی پی بھیجنے سے قبل فرمائیے انہیں اطلاع دیجاتی ہے کہ ایک ہفتہ میں روپیہ بھیج دیجیے ورنہ رسالہ وی پی ہو کر پہنچیگا۔ ایسے حضرات اگر کسی وجہ سے اس ہفتہ میں روپیہ نہ بھیج سکیں تو کم از کم یہی اطلاع دیدیں کہ فلاں وقت روپیہ بھیجینگے وی پی نہ بھیجا جائے۔ برادران اسلام اس حامی دین رسالہ کی مالی حالت کو آپ ملاحظہ کیجیے ہم کسی صاحب سے چندہ کے طلبگار نہیں صرف اتنا چاہتے ہیں کہ سالانہ قیمت شروع سال میں بھیجے کہ اس سے کتنے مشکلات پیدا ہونگے۔ ایک روپیہ کا ادا کرنا کوئی بات نہیں ہے اگر آپ توجہ کریں۔

جدول اسامی قرآن پاک

نمبر شمار	[illegible]	وہ آیات جنمیں قرآن پاک کو ان اسما سے موسوم فرمایا ہے	بیان مناسبت بطریق اختصار
۱۶	حبل اللہ	واعتصموا بحبل اللہ جمیعا	دینی امور میں قرآن پاک ہی مضبوط تھام لینے سے عذاب آخرت و وبال دنیا سے نجات ملتی ہے لہذا اس کا نام حبل اللہ ہے۔
۱۷	رحمۃ	ننزل من القرآن ما هو شفاء و رحمۃ للمومنین	درحقیقت قرآن پاک وہ رحمت ہے جس کی بدولت جہالات و ضلالات سے رہائی ملتی ہے اور عیش دائمی اور راحت ابدی میسر آتے ہیں اس لیے اسکا نام رحمت ہے
۱۸	روح	کذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ننزل الملئکۃ بالروح من امرہ	قرآن پاک ارواح کی حیات کا سبب ہے اس لیے اسکا نام روح ہے۔
۱۹	احسن القصص	نحن نقص علیک احسن القصص	متقدمین کے سچے قصے جن سے عبرت حاصل ہوتی ہے اور انسان نیک نتیجے پر پہنچتا ہے انپر مشتمل ہونیکی وجہ سے اسکا نام احسن القصص ہے۔
۲۰	بیان	هذا بیان للناس	کیونکہ قرآن پاک میں دلائل قدرت اور اسرار معرفت اور جملہ علوم کمال فصاحت کے ساتھ مذکور ہیں اس لیے بیان تبیان مبین اس کتاب کے نام ہوئے
۲۱	تبیان	نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ	
۲۲	مبین	تلک آیات الکتاب المبین	
۲۳	البصائر	هذا بصائر من ربکم	قرآن پاک باعث دلیلوں سے حق نظر آتا ہے اس لیے اسکا نام بصائر ہے۔
۲۴	فصل	انہ لقول فصل وما هو بالهزل	قرآن شریف لوگوں کے درمیان سچا فیصلہ کرتا ہے اس لیے اسکا نام فصل ہے۔

	اسماء قرآن کی	وہ آیات جنمیں قرآن پاک کے اسماء موسومہ فرمایا ہے	بیان مناسبت بطریق اختصار
۲۵	النجوم	فلا اقسم بمواقع النجوم	نجماً نجماً نازل ہونے کی وجہ سے نجوم نام ہوا۔
۲۶	مثانی	مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم	قرآن پاک کے بعض مضامین بہترین پیرایہ میں دوبارہ لائے گئے اس لیے اسکا نام مثانی ہے۔
۲۷	نعمت	اما بنعمۃ ربک فحدث	قرآن پاک سے دارین کی کامیابی حاصل ہوتی ہے اس لیے وہ اعلیٰ نعمت ہے۔
۲۸	برہان	قد جاءکم برھان من ربکم	قرآن پاک ایسی زبردست برہان ہے جس نے تمام دنیا کو اپنی ایک چھوٹی سی سورت کا مثل بنانے سے عاجز کردیا۔
۲۹	بشیر نذیر	بشیرا ونذیرا فاعرض اکثرھم	قرآن پاک فرمانبرداروں کو جنت کی بشارت دیتا ہے اور نافرمانوں کو عذاب دوزخ سے بچاتا ہے اس لیے اسکا نام بشیر و نذیر ہے۔
۳۰	مہیمن	ومھیمنا علیہ	چونکہ قرآن پاک کے ساتھ تمسک کرنیوالا دنیوی واخروی نقصانوں سے امن میں رہتا ہے اس لیے اسکا نام مہیمن ہے۔
۳۱	ہادی	ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم	چونکہ قرآن پاک رہنمائی کرتا ہے اس لیے اسکا
۳۲	نور	واتبعوا النور الذی انزل معہ	قرآن پاک سے دلی تاریکی دور ہوتی ہے اس لیے اسکا نام نور ہے
۳۳	الحق	انہ لحق یقین	باطل کا ازالہ کرنے اور حقیقۃ امر کو ہوبہو ظاہر فرمانیکی وجہ سے حق نام رکھا
۳۴	عزیز	انہ لکتاب عزیز	عزیز کے معنی غالب کے بھی آتے ہیں اور بے مثل کے بھی اور قرآن پاک کے لیے دونوں معنی مناسبت تام رکھتے ہیں کیونکہ قرآن پاک نے اعدا کو معارضہ سے عاجز کردیا اور اسکا غلبہ تمام دنیا کو تسلیم ہی کرنا پڑا اسی طرح تمام عالم اسکا مثل لانے سے عاجز رہا وہ غالب بھی ہے اور بے مثل بھی اس لیے اسکا نام عزیز ہے۔
۳۵	الکریم	انہ لقرآن کریم	قرآن پاک کا نام کریم اس لیے ہے کہ جو علوم و حکم قرآن کریم سے حاصل ہوتے ہیں وہ کسی دوسری کتاب سے حاصل نہیں ہوتے
۳۶	عظیم	لقد اتینٰک سبعا من المثانی والقرآن العظیم	قرآن پاک کا کتاب الٰہی ہونا اس کے عظیم ہونیکی کافی وجہ ہے معہذا اعظم ترین مقاصد وصول الی اللہ پر اشتمال اس کی عظمت پر
۳۷	مبارک	ھذا ذکر مبارک	قرآن پاک برکات بے نہایت ہیں اس لیے اسکا نام مبارک ہے۔

ایک سوداگر اپنی تجارت کو وسیع کرنے کے لیے مختلف زبانوں میں اشتہار چھاپ کر دنیا میں اپنے مال کی شہرت پھیلا دیتا ہے اور بچہ بچہ اس سے باخبر ہو جاتا ہے کبھی چائے اور سگرٹ کے اشتہار دیکھے ہونگے مگر تعجب ہے کہ جس کتاب کی نسبت یہ دعوے کیا جائے کہ وہ خدا شناسی کی راہ بتاتی ہے اور اس پر دنیا کی نجات کا دار و مدار ہے ہر انسان پر اس کی طاعت لازم ہے اور وہ ایشور کی کتاب ہے وہ اسقدر نایاب ہو کہ ڈھونڈی نہ ملے اسکا ترجمہ ہاتھ نہ آئے باوجودیکہ یہ بھی دعوے ہو کہ وہ کتاب ابتدائے دنیا سے ہے اور دو ارب سال کے قریب اس کو ہو گئے۔

اتنے طویل طویل زمانہ میں بھی اس کتاب کا کچھ فروغ اور اشاعت نہ ہوئی ہو۔ نہ ایشور اسکو عام کر سکا نہ اس کے معتقد اس کتاب کو پھیلا سکے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ یقینا خدا کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کا ابدی قانون نہیں ہو سکتا ورنہ ضرور وہ ہر کس و ناکس کے ہاتھ میں ہنچکر رہتا۔

نیز جو کتاب انسانوں کی ضرورتوں پر مشتمل اور انکے لیے مفید ہو اگر اسکا مصنف اس کی اشاعت میں سعی و کوشش نہ کرے تب بھی وہ عام ہو جاتی ہے اور دنیا قدردانی کے ساتھ اس کو حاصل کرنے محفوظ رکھنے اور اپنے رفیقوں کو پہنچانے پر ٹوٹ پڑتی ہے۔ تحریر اقلیدس کو اسکا مصنف نہیں بیلے پھرا نہ اس نے اپنی کتاب کی اشاعت کے لیے کوئی محنت اٹھائی مگر کتاب کے فوائد اور اس کے علمی کمال نے قدردانوں کے دلوں کو اسکا ایسا گرویدہ کر دیا کہ وہ کتاب دنیا میں پھیل گئی۔ گلستان۔ بوستان وغیرہ بچوں کے پڑھنے کی کتابیں چونکہ درستی اخلاق میں کار آمد ہیں اس لیے زمانہ نے خود ان کی قدردانی کی ہزاروں مرتبہ چھپیں اور ہر ملک کی زبانوں میں انکے ترجمے ہوئے اور دنیا میں ان کی اشاعت اسقدر عام ہوئی کہ ہر جگہ وہ کتابیں اور انکے ترجمے اور ان کتابوں کے پڑھنے پڑھانے والے بآسانی ملجاتے ہیں۔

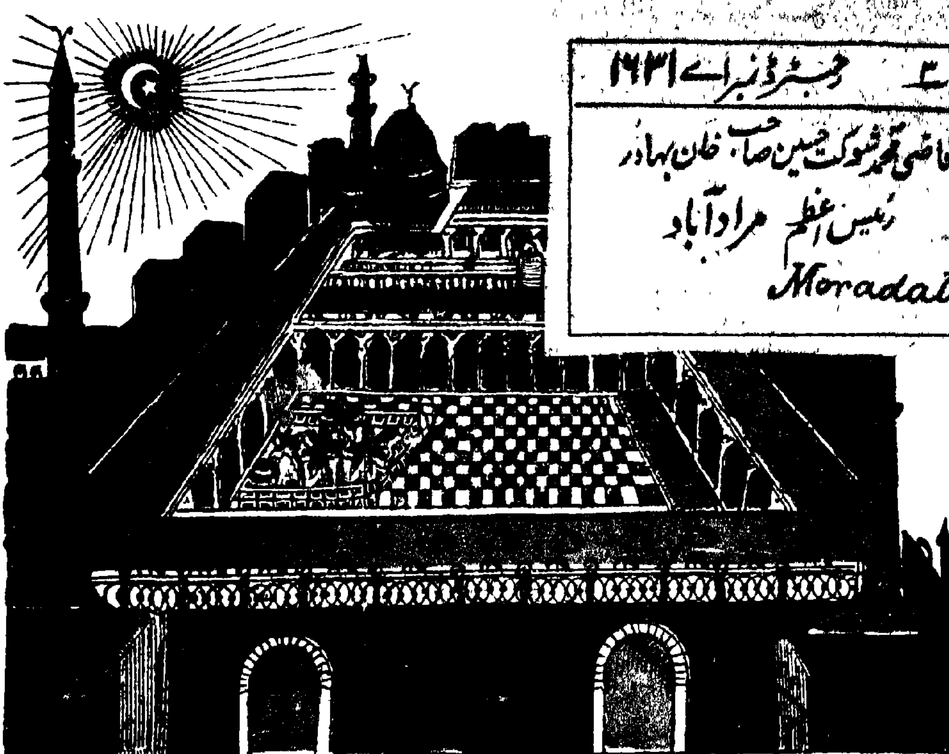
وید۔ خدا کی کتاب نہ بھی ہوتی مگر اس میں انسانوں کے حق میں کوئی مفید تعلیم یا کچھ کار آمد باتیں بھی ہوتیں تو وہ یقینا قدر کے ہاتھوں میں لی جاتی اور آج دنیا میں ہر جگہ وہ کتاب اور اس کے ترجمے اور اس کے جاننے والے بآسانی ملتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی کتاب ہونا درکنار وید کوئی مفید اور علمی کتاب بھی نہیں ہے۔

اور آج تو آریے آپے سے باہر ہیں اشد ھی کے علم لیے پھرتے ہیں دنیا کی قوموں کو اپنے مذہب کی دعوت دیتے ہیں۔ اس حالت میں تو ضرور تھا کہ وہ اپنی کتاب کے ترجمے چھاپ چھاپ کر عیسائیوں کی انجیلوں کی طرح تقسیم کرتے تاکہ آئندہ کے لیے تو یہ داغ کچھ ہلکا ہوتا کہ دنیا نے اس کتاب کو

محض بیکار سمجھا اور اس کی طرف التفات نہ کیا اور صدیوں بعد بھی یہ کتاب دنیا میں تو کیا خاص ہندوستان اور اس کے کسی ایک حصہ میں بھی نہ پھیل سکی۔ ہندوؤں میں رامائن کا تو رواج ہو جائے یہاں تک تو ذوق و شوق سے دیکھے اور پڑھے جائیں لیکن وید کو کوئی نہ پوچھے اس الزام کو دور کرنے کے لیے نہایت ضروری تھا کہ آریہ وید اور اس کے ترجمے بکثرت شائع کراتے اور ہر ہر گھر اور ہر ہر ہاتھ میں اس کی کاپیاں پہنچا دیتے اور ضرور آریہ ایسا کرتے جب وہ اشدھی کے لیے روپیہ پانی کی طرح بہا رہے ہیں تو وید کی اشاعت پر روپیہ خرچ کرنے میں انھیں کیا دریغ ہوتا اگر وہ جانتے کہ اس میں شرمناک اور قابل نفرت باتیں نہیں ہیں۔ عمدہ اور نفیس مال جس کا رائج کرنا منظور ہو ضرور منظر عام پر لایا جاتا ہے بازاروں اور نمائشوں میں ایسے طریقے سے رکھا جاتا ہے کہ ہر شخص کی اس پر نظر پڑے لیکن کھوٹا مال اور قابل نفرت چیزیں اہل نظر کے سامنے پیش کرنے کی کسی کو جرأت نہیں ہوتی۔ اس سے ظاہر ہے کہ وید کس حال میں ہے۔

قرآن حکیم بفضل اللہ الکریم ہر کتب خانہ میں موجود ہر بازار میں موجود ہر مسلمان کے گھر میں موجود ہر مومن کی زبان پر جلوہ افروز اس کے ترجمے تفسیریں ہر ملک میں ہزاروں ہیں۔ ہر براعظم میں ہر شہر و ہر قصبہ میں اور گاؤں گاؤں میں بکثرت موجود مگر پنڈت صاحب کی قابلیت پر افسوس کہ ایسی کتاب پر اعتراض کرنے بیٹھے تو کوئی تفسیر پہلے دیکھ یا پڑھ کر اس کا صحیح مطلب سمجھنے کی کوشش نہ کی قرآن پاک کے ترجمہ و تفسیر کا میسر آنا تو کچھ دشوار نہ تھا۔ خود نہ پڑھ سکتے تو کسی سے پڑھوا کر سن لیتے۔ یہ کیا اعتراض ہے کہ کلام کا مطلب تو درکنار صحیح ترجمہ بھی معلوم نہیں مگر اعتراض ہو رہا ہے اور اس پر آپ اپنے آپ کو اپنے منہ محقق بھی کہتے ہیں۔ آپ کی تحقیق کا تو یہ عالم ہے کہ جس کلام پر بڑے افتخار کے ساتھ اعتراض کرتے ہیں اس کے مفہوم و مطلب تک تو کیا رسائی ہوتی لفظی ترجمہ تک سے ناآشنا اور محض بے خبر تو جو بات آپ بغیر تحقیق کے فرماتے ہوں گے اس کا کیا حال ہوگا۔ یہ ہیں آریہ مذہب کے پیشوا اور اس تحقیق پر آریوں کو ناز ہے۔

آریو۔ میں خیر خواہی اور ہمدردی سے کہتا ہوں تعصب کی غلط کاریوں اور دروغ بیانیوں کی بلا سے بچو اور ایسے محقق سے دور بھاگو جس کے اعتراض صداقت و راستبازی کا خون کرتے ہیں۔ سچائی قبول کرو اور سچ کے شیدائی بنو۔ اسلام کے سایۂ رحمت میں آؤ اور خداشناسی و خدارسی کی نعمتوں سے بہرہ یاب ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے۔ آمین۔



رجسٹرڈ نمبر اے ۱۹۳۱

ب قاضی محمد شوکت حسین صاحب خان بہادر

رئیس اعظم مرادآباد

Moradab

زخاک اے لالۂ سیراب برخیز — چو نرگس خواب چند از خواب برخیز

بروں آور سر از برد یمانی — کہ روئے شست صبح زندگانی

السواد الاعظم

چندہ سالانہ ایک روپیہ

مدیر (مولانا) محمد عمر نعیمی

... ناظرین ... [illegible]

... [illegible]

پڑھا جاتا ہے۔

گزارش ... [illegible]

... حضرات ... [illegible] ... سال ... [illegible] ... ان السواد ... [illegible] ... قیمت ... [illegible]

اسلامی دنیا کے ... [illegible]

شائقین کرام کو شاید اطلاع نہ ہوگی ... گلستان شریعت ... بہار خزاں بوستان ... آٹھواں تر و تازہ پھول یعنی بہار شریعت حصہ ہشتم چھپ گیا قیمت ... فی جلد ۱۱/

... اظہر من الشمس ہے کہ بہار شریعت اپنی کثیر الاشاعت و مقبول عام کتاب آج ملک کے چپہ چپہ گوشہ گوشہ ... رضوی کتب خانہ شائع کر رہا ہے اور اب اسی کتاب مستطاب کا حصہ ہشتم جس ... اطلاق ... حضرت مصنف مدظلہ العالی نے ذخائر جمع فرمائے ... ناظرین کرتا ہے شائقین ... جلد ... طلب کریں ورنہ ... کا ... کرنا پڑے گا۔

ملنے کا پتہ

سید ایوب علی رضوی مہتمم رضوی کتب خانہ رجسٹرڈ ...

محلہ بہاری پور بریلی

... حصہ سوم

... ملفوظات ...

... ہوگی کہ ملفوظات کا تیسرا حصہ ... کا مجموعہ ہوتا ہے ... ہوتی ہیں اُن میں ... مسائل ہوتے ہیں بزرگان دین کے ... طریقے ہوتے ہیں غرضکہ ... مجموعہ ہوتی ہیں۔ اب صرف ... ذات کریم کے ہیں یہ ... کے ملفوظ ہیں ... حرمین محترمین کے اجلہ علما ... حال کے معتبر ... استاذ بنایا جنہیں ... امام اہل سنت کے ... خطاب ... ہندوستان میں کوئی ... ایسا نہیں جس کا رد نہ فرمایا ہو جب دین میں کوئی نیا فتنہ اُٹھا تو سب سے پہلے اسی ذات اقدس کے زبان قلم کو حرکت ہوتی اور بحمدہ تعالیٰ کمال استیصال فرما چھوڑا۔ ... کل کی بات ہے کہ ہندو مسلم اتحاد کے زمانہ ... میں ایک مبارک فرمان واجب الاذعان ... ۱۳۳۹ھ کو شائع کیا جو آج تک حرف بحرف پورا ہو رہا ہے اگر ناظرین کرام اب بھی واقف ہوئے ہوں تو ہم اس ذات گرامی کا نام نامی پیش کرتے ہیں جس کے یہ ملفوظ ہیں وہ کون حضور پرنور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا مولوی حاجی قاری مفتی شاہ

محمد احمد رضا خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مختصر یہ کہ ... اسلام جلد از جلد طلب کریں ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ سید ایوب علی رضوی مہتمم رضوی کتب خانہ رجسٹرڈ ...

محلہ بہاری پور بریلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید انبیائہ ورسلہ محمد وّ آلہ وصحبہ اجمعین

مدت سے احباب مصر تھے اور بار بار انھوں نے فرمایا کہ امامین مکرمین علی جدہما وعلیہما الصلاۃ والسلام کی شہادت کے واقعات اختصار کے ساتھ روایات معتبرہ سے لکھ دیئے جائیں تاکہ مجالس شہادت میں یہ کتاب کارآمد ہو۔ اور میں خود بھی محسوس کرتا تھا کہ واقعات شہادت کے متعلق روایات صحیحہ کا جمع کر دینا ضروری ہے کیونکہ بہت سے رسالہ اس مضمون کے شیعوں کے تالیف کیے ہوئے ہیں اور بہت رسالے اگرچہ شیعوں کی تالیف نہیں مگر انکا ماخذ شیعوں کے رسائل ہیں۔ ایسے رسالوں کے مضامین ناقابل اعتماد ہونے کے علاوہ اہل سنت کے عقائد اور انکے مذہب کے خلاف بھی ہیں۔ عام لوگ انھیں رسالوں کو پڑھتے اور سناتے ہیں اور بعض کم علم واعظ اپنے وعظ کا مادہ انھیں رسالوں سے حاصل کرتے ہیں۔ یہ رسالے رطب و یابس سے پر ہونے کے علاوہ ایسے ایسے مبالغوں اور بے اصل حکایتوں کا ذخیرہ ہوتے ہیں جو کذب محض ہیں اور انکا بیان شرعًا جائز نہیں شیعوں کے رسالے تو تبرے سے خالی ہی نہیں ہوتے وہ کسی نہ کسی پیرایہ میں ایسے طور پر تبرا کر جاتے ہیں جسکا کم علم آدمی کو شعور نہیں ہوتا اور وہ اس کو بے تردد بیان کیا کرتا ہے۔ خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرتا ہے۔ ایسے رسالوں کا پڑھنا سننا شرعًا جائز نہیں۔ اس حالت میں ایک ایسا رسالہ جمع کر دینا ضروری ہے جس میں شہادت کے صحیح واقعات ہوں۔ میں اگرچہ اس ضرورت کو عرصہ سے محسوس کرتا تھا مگر بے فرصتی نے اتنا موقع نہ دیا کہ ایک مختصر رسالہ بھی اس مقصد کے لیے ترتیب دے سکتا۔

حسن اتفاق:۔ آج کل مجھے میرے مکرم خیر مجسم حامی دین ناصر شرع متین ذی الفضائل الرضیہ والشمائل المرضیہ جناب مولانا مولوی محمد عبد العزیز خان صاحب دام مجدہم نے اپنی محبت و کرم سے یاد فرمایا ہے اور میں کلکتہ میں انکے دولتخانہ پر مقیم ہوں۔ سنہ ١٣٤٢ ہجری کے محرم کا پہلا عشرہ ہے۔ اس موقع کو غنیمت سمجھتا ہوں اور اس فرصت میں اہل بیت کرام اور شاہزادگان عالی مقام کے فضائل اور واقعات شہادت کا قلمبند کر دینا

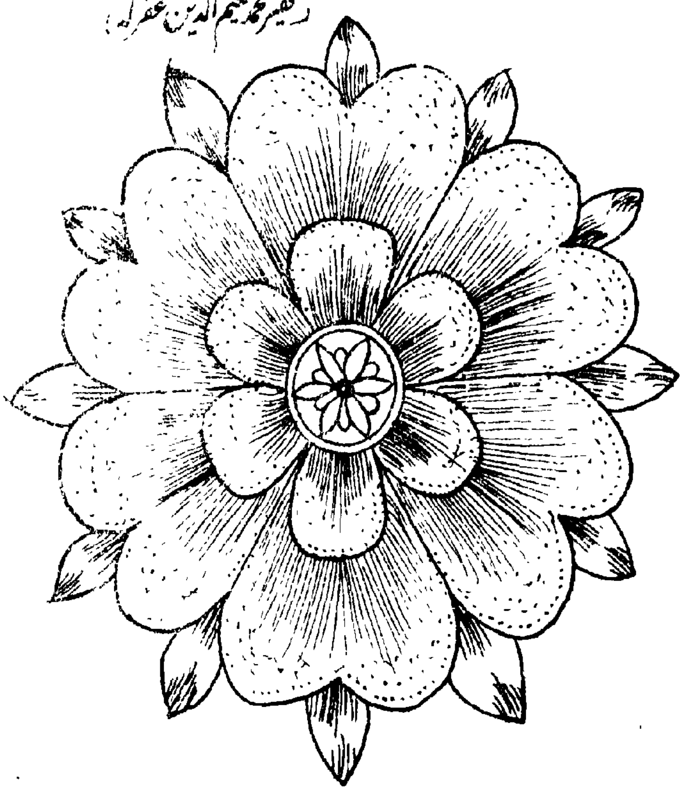
اپنی سعادت جانتا ہوں۔ اہل سنت کے لیے ان شاء اللہ العزیز یہ ایک ایسا رسالہ ہوگا جو رطب یابس سے خالی ہو اور اس کو وہ بے تکلف اپنی مجالس میں پڑھکر برکات حاصل کریں۔

اگرچہ اس میں شاعرانہ رنگ آمیزی نہ ہوگی اور سادہ و مختصر عبارت میں ادائے مطلب پہ اکتفا کیا گیا ہوگا۔ لیکن یہی اس کی خصوصیت ہے اور یہی اس رسالہ کی قدر و منزلت ہے کہ اس کا ماخذ قابل اعتبار روایات ہیں واہی اور لغو حکایات سے یہ رسالہ بحمدہ تعالے پاک ہے۔

ناظرین سے استدعا ہے کہ وہ اس قلیل البضاعۃ کاتب الحروف کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔ اور جناب حضرت مولوی عبدالعزیز خان صاحب سلمہ کے حق میں برکات دارین کی دعائیں کریں جو اس رسالہ کی تحریر کا سبب ہوئے۔

اللہ تبارک و تعالے مجھے اور انھیں اور تمام اہل سنت کو حضرات کرام اہل بیت رضی اللہ تعالے عنہم کی روز افزوں محبت عطا فرمائے اور انھیں کے غلاموں میں محشور فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

فقیر محمد نعیم الدین غفرلہ



الله اکبر

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله ذی العزة والعظمة والکبریاء والفضل والکرم والعطاء والنعمة والآلاء نحمده شاکرین علی النعماء ونشکره حامدین بالثناء وان من شیء الا یسبح بحمده فی ملکوت الارض والسماء وازکی الصلوة واطیب السلام علی سید الطاهرین امام المرسلین خاتم الانبیاء المتوج بتیجان الاصطفاء والاجتباء المتردی برداء الشرافة والکرامة والارتضاء صاحب اللواء یوم الجزاء وعلی آله البررة الاتقیاء واصحابه الرحماء علی الضعفاء والخلفاء والشهداء الذین قتلوا فی سبیله باشد الظلم والجفاء وبذلوا انفسهم لله باتم الاخلاص الرضاء خصوصا علی امام اهل الابتلاء فی الکرب والبلاء سید الشهداء ابن البتول الزهراء ومن کان معه فی الکربلاء اولئک حزب الله اخلصوا لله جاهدوا فی الله واتقوا بالله توکلوا علی الله اعتصموا بحبل الله تمسکوا بدین الله نالوا من الله رحمة وکرامة وعزة وشرفا فهم عند ربهم احیاء آمنین من الهلاک والفناء یرزقون فرحین بما آتیهم ربهم من الفضل والعطاء رضی الله عنهم ورضوا عنه

رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت

ہر شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے عقل وفہم کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ جس کے ساتھ عقیدت ونیازمندی ایمان میں داخل ہوا اور بغیر اس کو مانے ہوئے آدمی مومن نہ ہوسکے اس کی محبت تمام عالم سے زیادہ ضروری ہوگی۔ ماں باپ۔ اولاد۔ عزیز اقارب کے بھی انسان پر حقوق ہیں اور انکا ادا کرنا لازم ہے لیکن اگر ایک شخص ان سب کو بھول جائے اور اس کے دل میں ایک شمہ بھر محبت والفت باقی نہ رہے اور ان سب سے محض بے تعلق ہوجائے تو اس کے ایمان میں کوئی خلل نہ آئیگا کیونکہ ایمان لانے میں ماں باپ عزیز واقارب اولاد وغیرہ کا ماننا لازم نہ ضروری نہ تھا لیکن رسول علیہ الصلاۃ کا ماننا مومن ہونے کے لیے ضرور ہے جبتک لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معتقد نہ ہو ہرگز مومن نہیں ہوسکتا تو اگر اسکا رشتہ محبت

رسول علیہ الصلاۃ والسلام سے ٹوٹا یقینا ایمان سے خارج ہوا کہ تصدیق رسالت بے محبت باقی نہیں رہ سکتی اسی لیے شرع مطہر نے رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت ہر شخص پر اس کے تمام خویش و اقارب اعزا احباب سے زیادہ لازم کی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

آیات (۱) یاایہا الذین آمنوا لا تتخذوا آباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولہم منکم فاولئک ہم الظلمون ۝

اے ایمان والو اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو ان سے دوستی کریں وہی ظالم ہیں۔

آیت (۲) قل ان کان آباءکم وابناءکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموہا وتجارۃ تخشون کسادہا ومساکن ترضونہا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لا یہدی القوم الفسقین ۝

فرما دیجیے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں تمہیں اللہ اور اسکے رسول اور اسکی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو انتظار کرو کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا

آیت (۳) والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب الیم ۝

اور وہ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے

آیت (۴) واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مؤمنین ۝

اور اللہ ورسول کا حق زائد تھا کہ انہیں راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔

آیت (۵) الم یعلموا انہ من یحادد اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خالدا فیہا ذلک الخزی العظیم ۝

کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ ورسول کا تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے ہمیشہ اس میں رہیگا یہی بڑی رسوائی ہے۔

مومنین ومومنات کی شان میں ارشاد فرمایا

آیت (۶) ویطیعون اللہ ورسولہ اولئک سیرحمہم اللہ ان اللہ عزیز حکیم ۝

اور اللہ و رسول کا حکم مانیں یہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے

آیت (۷) ماکان لاہل المدینۃ ومن حولہم من الاعراب ان یتخلفوا عن رسول اللہ ولا یرغبوا بانفسہم عن نفسہ

مدینہ والوں اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ سے پیچھے بیٹھ رہیں اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی محبت آبا و اجداد ابنا و اولاد عزیز اقارب۔ دوست احباب۔ مال و دولت مسکن وطن سب چیزوں کی محبت سے اور خود اپنی جان کی محبت سے

زیادہ ضروری و لازم ہے اور اگر ماں باپ یا اولاد اللہ و رسول کے ساتھ رابطہ عقیدت و محبت نہ رکھتے ہوں تو ان سے دوستی و محبت رکھنا جائز نہیں قرآن پاک میں اس مضمون کی صدہا آیتیں ہیں۔ اب چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔ حدیث (۱) بخاری و مسلم۔ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ۔	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی مومن نہیں ہوتا جبتک میں اسے اسکے والد اور اولاد سب لوگوں سے زیادہ پیارا محبوب نہ ہوں۔
حدیث (۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث من کن فیہ وجد بھن حلاوۃ الایمان من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما ومن احب عبدا لا یحبہ الا للہ ومن یکرہ ان یعود فی الکفر بعد ان انقذہ اللہ منہ کما یکرہ ان یلقی فی النار (رواہ البخاری والمسلم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں جس میں ہوں وہ لذت و شیرینی ایمان کی پالیتا ہے (۱) جس کو اللہ و رسول سارے عالم سے زیادہ پیارے ہوں (۲) اور جو کسی بندے کو خاص اللہ کیلئے محبوب رکھتا ہو (۳) اور جو کفر سے رہائی پانے اور مسلمان ہونے کے بعد کفر میں لوٹنے کو برا جانتا ہو جیسا اپنے آپکو آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔

حضور سے نسبت رکھنے والی چیزوں کو محبوب رکھنا حضور کی محبت میں داخل ہے۔ قدرتی طور پر انسان جس سے محبت رکھتا ہے اس سے نسبت رکھنے والی تمام چیزیں اس کو محبوب ہو جاتی ہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والے بھی حضور کے وطن پاک اور حضور کے وطن کے رہنے والوں اور حضور علیہ الصلاۃ سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کو جان و دل سے محبوب رکھتے ہیں۔

حدیث (۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا العرب لثلاث لانی عربی والقرآن عربی وکلام اھل الجنۃ عربی (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے حضور اقدس رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اہل عرب کو محبوب رکھو تین وجہ سے وہ یہ ہیں کہ (۱) میں عربی ہوں (۲) قرآن عربی ہے (۳) اہل جنت کی زبان عربی ہے
حدیث (۴) عن عثمان بن عفان قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من غش العرب لم یدخل فی شفاعتی ولم تنلہ مودتی (رواہ الترمذی وضعفہ الضعاف فی مثل ہذا المقام مقبولۃ)	حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اہل عرب سے بغض و کدورت رکھی میری شفاعت میں داخل نہ ہوگا اور میری مودت سے فیضیاب نہ ہوگا۔

حدیث (۵) عن سلمان رضی اللہ عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تبغضنی فتفارق دینک قلت یا رسول اللہ کیف ابغضک وبک ھدانا اللہ قال تبغض العرب فتبغضنی (رواہ الترمذی وحسنہ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور اکرم رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ مجھ سے بغض نہ کرنا کہ دین سے جدا ہو جاؤ گے میں نے عرض کیا کہ حضور سے کیسے بغض کر سکتا ہوں حضور ہی کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت فرمائی فرمایا کہ عربوں سے بغض کرے تو ہم سے بغض کرتا ہے

ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضور سے نسبت رکھنے کی وجہ سے اہل عرب کے ساتھ محبت رکھنا مومن کے لیے لازم اور علامت ایمان ہے اور اگر کسی کے دل میں اہل عرب کی طرف سے کدورت ہو تو یہ اس کے ایمان کا ضعف اور محبت کی خامی ہے۔ اور اہل عرب تو حضور کے وطن پاک کے رہنے والے ہیں حضور سے نسبت رکھنے والی ہر چیز مومن مخلص کے لیے قابل احترام اور محبوب دل ہے صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور کی قدم گاہ کا ادب کرتے تھے چنانچہ منبر شریف کے جس درجہ پر حضور انور علیہ الصلاۃ تشریف رکھتے خلیفہ اول نے ادبا اس پر بیٹھنے کی جرأت نہ کی اور خلیفہ دوم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نشستگاہ پر بیٹھنے کی کبھی جرات نہ کی اور خلیفہ ثالث حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نشستگاہ پر کبھی نہ بیٹھے (رواہ الطبرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما) اس سے اندازہ کرنا چاہیے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے آل و اصحاب کے ساتھ محبت کرنا اور ان کے ادب و تعظیم کو لازم جاننا کس قدر ضروری ہے اور یقیناً ان حضرات کی محبت سید عالم علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت ہے اور حضور کی محبت ایمان۔

حدیث (۶) عن عبد اللہ بن مغفل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فیوشک ان یاخذہ (رواہ الترمذی)

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکرر فرمایا میرے اصحاب کے حق میں خدا سے ڈرو خدا کا خوف کرو انھیں میرے بعد نشانہ نہ بناؤ جس نے انھیں محبوب رکھا میری محبت کی وجہ سے محبوب رکھا اور جس نے ان سے بغض کیا وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے اس لیے اس نے ان سے بغض رکھا جنھوں نے انھیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی جس نے مجھے ایذا دی اس نے بیشک خدا تعالیٰ کو ایذا دی جس نے خدا کو ایذا دی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے گرفتار کرے۔

مسلمان کو چاہیے کہ صحابہ کرام کا نہایت ادب رکھے اور دل میں ان کی عقیدت و محبت کو جگہ دے انکی محبت حضور کی محبت ہی اور جو بدنصیب صحابہ کی شان میں بے ادبی کے ساتھ زبان کھولے وہ دشمن خدا و رسول ہے مسلمان ایسے شخص کے پاس نہ بیٹھے

حدیث (۶) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم رواہ الترمذی۔	حضور اقدس رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اُن لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کی بدگوئی کرتے ہیں تو کہدو کہ تمہارے شر پر خدا کی لعنت۔

ان احادیث سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مرتبہ اور مومن کے لیے اُن کے ساتھ محبت و اخلاص و ادب و تعظیم کا لازم ہونا اور اُنکی بدگوئیوں سے دور رہنا ثابت ہوا۔ اسی لیے اہل سُنت کو جائز نہیں کہ شیعوں کی مجلسوں میں شرکت کریں۔ اصحاب رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں سے میل جول مومن خالص الاعتقاد کا کام نہیں۔ آدمی اپنے دشمنوں کے ساتھ نشست و برخاست اور بخوشدلی بات کرنا گوارا نہیں کرتا تو دشمنان رسول و اصحاب رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ کیسے گوارا کر سکتا ہے۔ اصحاب کبار میں خلفائے راشدین یعنی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق سیدنا حضرت عمر فاروق سیدنا حضرت عثمان غنی سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مرتبہ سب سے بلند و بالا ہے۔

ابوبکر صدیق

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ ہے آپکے اجداد کے اسماء یہ ہیں۔ عبداللہ ابوبکر صدیق ابن ابی قحافہ عثمان ابن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب قرشی حضرت صدیق کا نسب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب پاک سے مرہ میں ملتا ہے۔ آپ کا لقب عتیق و صدیق ہے۔ ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں اور ابن سعد و حاکم نے ایک حدیث صحیح ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک روز میں مکان میں تھی اور اصحاب کبار صحن میں بیٹھے ہوئے اُن کے درمیان پردہ پڑا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو عتیق من النار کا دیکھنا اچھا معلوم ہو وہ ابوبکر کو دیکھے۔ اس روز سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب عتیق ہوگیا۔ آپکا ایک لقب صدیق ہے۔ ابن اسحٰق و حسن بصری اور قتادہ کہتے ہیں کہ صبح شب معراج سے آپکا یہ لقب مشہور ہوا مستدرک میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مشرکین پہنچے اور واقعہ معراج

جو انھوں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے سنا تھا حضرت ابوبکر کو سنا کر کہنے لگے کہ اب حضور کی نسبت کیا کہتے ہو آپ نے فرمایا لقد صدق انی لاصدقہ حضور نے یقیناً سچ فرمایا میں حضور کی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب صدیق ہوا۔ حاکم نے مستدرک میں نزال بن اسبرہ سے باسناد جید روایت کی کہ ہم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابوبکر کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہیں جنکا نام اللہ تعالیٰ نے بزبان جبرئیل امین و بزبان سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم صدیق رکھا وہ نماز میں حضور کے خلیفہ تھے حضور نے انھیں ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا تو ہم اپنی دنیا کے لیے ان سے راضی ہیں یعنی خلافت پر۔ دارقطنی و حاکم نے ابویحییٰ سے روایت کیا کہ میں شمار نہیں کر سکتا کتنی مرتبہ میں نے علی مرتضیٰ کو بر سر منبر یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ابوبکر کا نام صدیق رکھا۔ طبرانی نے بسند جید صحیح حکیم بن سعد سے روایت کی ہے کہ میں نے علی مرتضیٰ کو بحلف فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کا نام صدیق آسمان سے نازل فرمایا۔

حضرت صدیق حضور انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے دو سال چند ماہ بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے یہی صحیح ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت صدیق سے دریافت فرمایا کہ ہم بڑے ہیں یا تم انھوں نے عرض کیا کہ بڑے حضور ہیں عمر میری زیادہ ہے یہ روایت غریب ہے اور درواقع میں یہ گفتگو حضرت عباس سے پیش آئی تھی۔

آپ مکہ مکرمہ میں سکونت رکھتے تھے بسلسلہ تجارت باہر بھی تشریف لیجاتے تھے اپنی قوم میں بہت بڑے [illegible] اور صاحب مروت و احسان تھے زمانہ جاہلیت میں قریش کے رئیس اور انکی مجلس شوریٰ[1] کے رکن تھے معاملہ فہمی و دانائی میں آپ شہرت رکھتے تھے۔ اسلام کے بعد آپ بالکل اسی کی طرف مصروف ہوگئے اور سب باتوں سے دل ہٹ گیا زمانہ جاہلیت میں بھی آپکا چال چلن نہایت پاکیزہ اور افعال نہایت متین و شائستہ تھے ابن عساکر نے ابوالعالیہ ریاحی سے نقل کیا ہے کہ مجمع اصحاب میں حضرت ابوبکر سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپنے زمانہ جاہلیت میں کبھی شراب پی ہے فرمایا پناہ بخدا اس پر کہا گیا یہ کیوں فرمایا کہ میں اپنی مروت و آبرو کی حفاظت کرتا تھا اور شراب پینے والے کی مروت و آبرو برباد ہوجاتی ہے۔ یہ خبر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضور نے دو مرتبہ فرمایا کہ ابوبکر نے سچ کہا۔

---

[1] مجلس شوریٰ کی رکنیت ایک بڑا منصب تھا عرب میں کوئی بادشاہ تو تھا نہیں تمام امور ایک کمیٹی کے متعلق تھے جس کے دس ممبر تھے کوئی جنگ کا کوئی مالیات کا کوئی کسی اور کام کا اور ہر ممبر اپنے محکمہ کی وزارت عامہ اور اختیار کامل رکھتا تھا۔



نیۃ المنورۃ
رجسٹرڈ نمبر اے ۱۶۳۱
قاضی محمد شوکت حسین صاحب خان بہادر
رئیس اعظم مرادآباد
Moradaba
السواد الاعظم

لیجسلیٹو اسمبلی میں ہندوؤں نے کم سنی کی شادی کو جرم قرار دینے کے متعلق ایک بل پاس کرایا ہے یہ قانون ہندوؤں کی معاشرت اور ان کے مذہب پر کیا اثر ڈالتا ہے اس کو تو ہندو جانیں ہمیں معلوم نہیں کہ ہندوؤں کے دین میں کم سنی کی شادی کے متعلق کوئی آئین یا قانون ہے یا نہیں اور ان کے دین نے انھیں ایسی شادی کے لیے کیا احکام دیے ہیں مگر مشاہدہ سے معلوم ہے کہ اکثر چھوٹے چھوٹے نابالغ بچوں کے ساتھ جوان عورت کی شادی کی جاتی ہے لمبی تڑنگی دلہن ننھے نادان دولہا کے دامن سے باندھی گئی ہے اور کہیں اس کا بالکل عکس ہوتا ہے شاذ و نادر ہی کوئی شادی ایسی ہوتی ہوگی جس میں دلہن دولہا کی عمروں میں مناسبت ملحوظ ہو چونکہ صغر سنی کی شادی ہندوؤں کا عام دستور ہے اس لیے علاوہ اور مفاسد کے ایک یہ سخت مشکل پیش آتی ہے کہ جہاں نادان دولہا کی جوانی کے طویل انتظار کی تکلیف اٹھانے کے بعد حسرت زدہ دلہن اپنے شوہر کا شباب آتے ہی دنیا سے رخصت ہو گئی اور اب دولہا صاحب اس قابل ہوئے کہ انھیں دلہن کی ضرورت ہو تو سوائے خورد سال بچی کے کوئی عورت انھیں میسر نہیں آتی جس سے شادی کر سکیں ایک عورت کی زندگی تو اسی انتظار میں تلف ہو چکی ان کی جوانی دوسری کمسن بی بی کے شباب کے انتظار میں تنگ حسرتوں کے ساتھ گزر رہی ہے اگر بیوہ کی شادی بھی ہندوؤں کے رسم و رواج یا دین و مذہب میں جائز و رائج ہوتی تو یہ مشکل پیش نہ آتی کسی بیوہ کے ساتھ شادی کر کے ایک ہم سن رفیق زندگی بہم پہنچا سکتے تھے مگر بیوہ کی شادی کا رواج ہی نہیں ہے ان کا عقدہ لاینحل ہو کر رہ گیا اس لیے وہ مجبور ہیں کہ کم سنی کی شادی کو جرم قرار دیکر اس مصیبت کے پہاڑ کو اپنے سر سے ٹالیں۔

بدقسمتی سے بعض نو تعلیم یافتہ مسلمان جو ہندوؤں کی بیدار دماغی کے نہایت ہی معتقد ہیں اور کسی مسئلہ میں ہندوؤں کی آواز اٹھا دینے کے بعد وہ اپنے قوائے عقلیہ و دماغیہ سے کام لینا بالکل غیر ضروری سمجھتے ہیں ایسے حضرات نے خوش اعتقادی کی بنا پر اس تجویز کو نہایت ہی نعمت سمجھا اور بڑی بلند آہنگی سے اس کی تائید میں ہونے لگیں یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ مسلمانوں کے دینی اور ذاتی معاملات پر اس کا کیا اثر پڑے گا نہ اسی پر کسی نے غور کیا کہ مسلمانوں کے حق میں یہ قانون کہاں تک مفید ہے۔ انگریزی داں اصحاب سے تو صرف اس قدر عرض کر دینا کافی ہے کہ جن مسائل کا تعلق شریعت سے ہے ان میں وہ اپنی رائے کو پابند شریعت رکھیں اور مشاہیر علمائے اسلام سے کامل تحقیق کر لینے کے بعد لب کشائی فرمائیں۔

بہت ستم ہے کہ آج دینی مسائل میں رائے زنی کرنے کے لیے اخباروں کے ایڈیٹر اور بے علم لیڈر نہایت جری نظر آتے ہیں مسلمانوں کی معاشرت ہندوؤں سے الگ جدا ہے رسم و رواج علیحدہ ہیں اور دین کے اصول و آئین میں تو کوئی نسبت ہی نہیں پھر ہندوؤں کی تقلید میں مسلمانوں کے لیے ایسی سخت پابندی لازم

کر دینا اور مسلمانوں کے منافع اور مصالح پر نظر نہ ڈالنا خطرناک غلطی ہے۔ مسلمانوں کی تمام حیثیتوں پر دینی حیثیت غالب ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ اسلام میں مداخلت ہی نہیں بلکہ شریعت کا ابطال اور اسلام کو درہم برہم کر ڈالنے والا مسئلہ ہے شریعت طاہرہ نے اولیاء کو تزویج صغار کا حق دیا ہے اس حق کا ابطال یقیناً شریعت کی تبدیل ہے، جسے کوئی مسلمان ایک لمحے کے لیے سننا بھی گوارا نہیں کر سکتا یقیناً مصلحت وہی ہے جو شریعت نے ہمارے لیے تجویز فرمائی اور جو کوئی اس کے مخالف سوچتا ہے وہ مصلحت نہیں سراسر مفسدت ہے اور ایسی فرضی مصلحتوں کی بنا پر شریعت کے عطا فرمائے ہوئے حقوق سلب کیے جائیں اور انہیں جرم قرار دیا جائے تو سارا دین ہی تبدیل ہو جائے اور قانون کے زور اور ہاتھ شریعت کے احکام کو یکسر مٹا ڈالیں۔ آج اولیا سے تزویج صغار کی ولایت چھینی جائے اور اس کو جرم قرار دیا جائے کل طلاق قانوناً ممنوع قرار دیجائے پرسوں فسخ جرم ٹھہرایا جائے اور نکاح باستثنا بعض صورتوں کے خود بھی تو مستحب ہے اسپر پابندی عائد کردیجائے گائے کا گوشت کھانا کونسا فرائض میں سے ہے اس کو قانوناً بند کر دیا جائے قربانی کچھ گائے ہی میں منحصر نہیں تو گائے کی قربانی سنگین جرم قرار دیجائے اسی طرح سارا دین بھی بدل ڈالا جائے اس طرح کا قانون یقیناً شریعت کا مٹانیوالا اسلام کا درہم برہم کر دینے والا قانون ہے اور جس دلیل سے آپ آج تزویج صغار کو جرم قرار دینے میں اسی دلیل سے کل اور ممکن ہے کل سے پہلے اوپر ذکر کیے ہوئے تمام امور اور اس سے بہت زیادہ امور جرم ماننے پر مجبور ہونا پڑے ہر چیز کو روکنے کے لیے یہ ایک بہت آسان کلیہ ہے کہ وہ مصلحت کے خلاف ہے اور اس سے بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں شریعت کے دیئے ہوئے اختیار کو جب چاہو اس حیلہ سے سلب کر لو ایسے مہلک قانون کے لیے مسلمان ہرگز راضی نہیں ہو سکتے نہ کوئی مسلمانوں کا خیر خواہ ایسے قانون کو پسند کر سکتا ہے اور امید نہیں ہے کہ سلطنت کے مدبرین بھی مسلمانوں کے حق میں اس قانون کو منظور کریں۔ وہ چند افراد جو اپنے آپکو لیڈر کہتے ہیں وہ اپنی شخصی رائے پر اسقدر نازاں و مغرور ہیں کہ نہ انھیں ملک کے عام جذبات کی پرواہ ہے نہ مذہب و ملت کا کچھ پاس ہے نہ مسلمانوں کے انجام کار پر کچھ نظر ان کی رائے مسلمانوں کے حق میں کوئی اثر نہیں رکھتی وہ ایک ناواقف اور بے تعلق شخص کی رائے ہے جسکا مسلمانوں پر کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔

اس بات کو یہ اصحاب قطعیات کی طرح سے مانتے ہیں کہ اولیا کے لیے تجویز صغار کا حق ہونا موجب فساد ہے اول تو یہ ثابت کرنا انکے امکان سے باہر ہے بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ قوی دلائل باور کرائیں گے کہ اولیاء کے لیے تزویج صغار کا حق عین حکمت اور اعلیٰ مصلحت ہے اور اسکا سلب سراسر مضرت و مفسدت۔

بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ضعیف العمر یا مریض ہے اور زندگی کی امید نہیں رہی اُس کے چھوٹی چھوٹی بچیاں ہیں اور کثیر جائداد ہے یا بالکل کچھ جائداد نہیں ہے ہر دم اس کے دل میں یہ فکر ہے سر پر سوار ہے کہ میرے بعد ان بچوں کا کون نگراں ہوگا جائداد کا کون حافظ ہوگا اُسکو اپنا ناموس خطرہ میں نظر آتا ہے اور زندگی کا ہر لمحہ پیش آنے والے وقت کے تصور نے تلخ کر دیا ہے نادار آدمی جو اپنے کسب سے اپنے بچوں کی پرورش کرتا تھا اور اپنے بعد کوئی جائداد اور کوئی وجہ معاش اُنکے لیے نہیں چھوڑتا اس غم میں گرفتار ہے کہ میرا دم نکلتے ہی یہ بچیاں کس پریشانی میں مبتلا ہونگی کہاں دربدر ماری ماری پھریں گی انکی بیکسی کا کوئی غمخوار نہوگا اور میری عزت خاک میں ملیگی اس وقت وہ شریعت کے عطا کیے ہوئے اختیار سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اپنی قوم میں کسی لائق خاندان اور نیک چال چلن کے لوگوں میں اپنی لڑکیوں کا عقد کر کے مطمئن ہو جاتا ہے کہ ان لڑکیوں کو اس خاندان کی رفاقت حاصل ہوگی اور اُنکا عزت و ناموس ان سے متعلق ہو گیا وہ اس تعلق کی وجہ سے ان کی اور انکی جائداد کی کافی نگہداشت اور خبر گیری کریں گے اگر زیر تجویز قانون کا عمل دخل ہو تو باپ اپنی اولاد کے لیے کوئی انتظام تحفظ نہیں کر سکتا اور اُس کو مجبوری و ناچاری اپنے نام و ناموس اور اپنے جگر پاروں کی بیکسی کا داغ قبر میں اپنے دل پر لیجانا پڑیگا یہ ایک مثال ہے ایسی صدہا صورتیں بتائی جا سکتی ہیں جن میں یہ مجوزہ بل ایک ہولناک مصیبت ثابت ہوتا ہے۔ علاوہ بریں اس ملک میں لڑکا تیرہ سال کی عمر میں عموماً بالغ ہو جاتا ہے اگر اسی وقت اس کی شادی کر دی جائے تو وہ بدچلنی و بداخلاقی اور بدعادتوں اور انکے خراب نتیجوں سے محفوظ ہو جائے اور تندرستی برباد نہو اور جن لڑکوں کی شادی ابتدائے عمر میں کر دی جاتی ہے تو وہ ان آفات سے امن میں رہتے ہیں اور جن لڑکوں کی شادی میں دیر کیجاتی ہے وہ طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ایک مطب سے تعلق رکھنے کی وجہ سے مجھے یہ تجربہ ہے کہ غیر شادی شدہ لڑکے اکثر ۱۸ سال کی عمر میں ۸۰ برس کے بوڑھے کی طرح بیکار ہو جاتے ہیں اور انھیں علاج کی ضرورت پیش آتی ہے اگر باقاعدہ علاج میسر نہ آیا یا مرض ناقابل علاج ہو گیا تو اب شادی ایک مصیبت اور وبال جان ہو گئی بعض حالتوں میں لڑکے جو غیرت مند ہیں جان کھونے پر آمادہ ہو جاتے ہیں ایسے واقعات ہو چکے ہیں اس لیے ابتدائی عمر کی شادی کو روکنا بالکل مضر اور خلاف مصلحت ہے۔

دوئم سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ اس قانون کی تائید و موافقت کرنے والے کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ شریعت کا دیا ہوا اختیار حکمت و مصلحت کے خلاف ہے۔ یہ شریعت اور دین الٰہی کی توہین ہے کون مسلمان اسکو گوارا کر سکتا ہے ہندوستان کے تمام علماء اس قانون کے بالاتفاق مخالف ہیں اور اس کو شریعت کی مخالفت اور ظلم ملت سمجھتے

[redacted]

دست انداز ہی چاہتے ہیں اور ایسے قانون کا نفاذ کسی طرح جائز نہیں سمجھتے۔
فرنگی محل کے علماء میں سے جناب مولوی مفتی عنایت اللہ صاحب افسر مدرسین مدرسہ نظامیہ نے اس بحث میں ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے جسکا نام زجر الاولیاء عن الانکاح فی الصبا ہے۔
مولوی صاحب موصوف کی تحریر کا حاصل یہ ہے کہ بالاتفاق تمام علماء اس قانون کے مخالف ہیں اور صغیر سنی میں جو نکاح کیا جائے وہ قانوناً ناجائز نہیں قرار دیا جا سکتا ایسا کرنا دین میں مداخلت ہے اور اس قسم کا نکاح کرنے پر قید یا جرمانہ کی سزا بھی ناجائز ہے اور اس کی دلیل میں آپ نے یہ آیت پیش فرمائی ہے لن یجعل اللہ للکفرین علی المومنین سبیلا۔ تعجب ہے کہ یہ سب کچھ تجویز کرتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں کہ اس قانون کو ایسی صورت پر لانے کے لیے جو شریعت کے مخالف نہ ہو تعزیر کی موجودہ صورت کو بدلکر کوئی ایسی صورت تجویز کی جائے جو قوانین شرع کے مخالف نہو۔ یہ بہت حیرت انگیز بات ہے جو مولانا کے قلم سے نکلی جو تعزیر قانون گورنمنٹ کے ذریعہ سے لازم کیجائے ولن یجعل اللہ للکفرین الآیۃ کے خلاف بھی نہو یہ کسطرح متصور ہے۔ غرض مولانا کی تحریر کا نتیجہ بھی یہی نکلتا ہے کہ یہ قانون خلاف شرع اور ناجائز ہے کاش مولانا اپنی مراد کو مختصر لفظوں میں ادا فرماتے اور تفصیل و توضیح کے در پے ہوتے مولانا کے استدلال مثالیں عبارتیں حوالے بڑی حد تک قابل کلام ہیں مگر میں انکے در پے ہونا اسوقت غیر ضروری سمجھتا ہوں اسقدر عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی نکاح کی قانوناً ممانعت کر کے اس کو ہمیشہ کے لیے قابل عمل بنا دینا نسخ شریعت ہے جو سخت حرام ہے اور کوئی شرع پر نظر رکھنے والا ایسی اجازت دینے کی جرأت نہیں کر سکتا۔
مولانا نے آخر میں یہ رائے بھی دی ہے کہ گورنمنٹ سے ایک مسلم آنریری مجسٹریٹ مقرر کرایا جائے جو شریعت پر چلنے والے معاملات کے فیصلے کیا کرے وہ تین سال کے لیے ہو اور اس کو قاضی کے حکم میں کر دیا جائے اور بہتر ہو کہ مقامی علماء میں سے دو عالموں سے وہ مشورہ کر لیا کرے۔ یہ رائے نہایت پسندیدہ ہے۔ مگر ہمیں اسقدر کمزوری نہ کرنا چاہیے جب سعی کرنا ہے تو وہ سعی کیجے جو ہمیں فائدہ پہنچائے اور ہمارے دین کے موافق ہو۔ آنریری مجسٹریٹ کس کام آیگا؟ ہمیں قاضی درکار ہے اور ضرور وہ مسائل شرعیہ کا عالم ہونا چاہیے تاکہ شریعت کے مطابق فیصلے کر سکے جس مقام پر علماء نہ ملیں وہاں مسلمانوں کی رائے سے کوئی دیندار شخص اس منصب پر مامور کیا جائے وہ علماء سے فتوے حاصل کر کے فیصلے دے۔ تین سال کی قید بھی محض بے معنی ہے بلا انتخاب سالانہ کی ایک دشواری اپنے ذمہ لینا ہے۔ اس لیے جب تک وہ اپنے منصب کو خوبی کے ساتھ انجام دے سکے انجام دے۔ نکاح۔ طلاق۔ مہر۔ خلع۔ فسخ۔ نفقہ۔ ہبہ۔ وصیت۔ وقف

ث وغیرہ کے تمام مقدمات قاضی کے سپرد ہوں اگر مسلمان ممبران کونسل یہ تحریک کریں تو مسلمانوں کو مذہبی حیثیت سے بہت فائدہ پہنچے اور وہ غیر مسلم حکام کے تعصب کی مصیبتوں اور ان کے سامنے اپنے راز خانگی معاملات کے کشف کی رسوائی سے محفوظ رہیں۔

اس عقدہ کا ایک آسان حل

اس عقدہ کا آسان حل اور اس قسم کے امراض کا واحد شافی علاج قانونی جکڑ بند نہیں ہے بلکہ اخلاقی بیماریوں کا معالج قانون کو سمجھنا ایک خطرناک غلطی ہے قانونی پابندیوں سے افعال ممنوعہ کو بند نہیں کیا جا سکتا غایت یہ ہے کہ اس کے مرتکب کو سزا دی جائے اور اس سزا سے ان لوگوں کو جن کی طبیعت ابھی تک دائم اخلاق راسخ نہیں ہوئے ہیں اور ترغیبات سے مغلوب ہو کر وہ کسی فعل ناجائز کے ارتکاب کا ارادہ کرنے میں ڈر جائیں اور ممکن ہے کہ باز رہیں لیکن جرائم کے عادی اور وہ لوگ جنہیں اخلاق رذیلہ سے نفرت نہیں ہے یا جنکے حق میں اسباب ترغیب محرکہ موجود ہیں قانونی پابندیوں سے باز نہیں آتے اس لیے دیکھا جاتا ہے کہ قانونی سزائیں پانے کے بعد مجرم ارتکاب جرم سے تائب نہیں ہوتے اور بار بار ایک ہی جرم میں سزایاب ہوتے ہیں اس لیے نہایت فاحش غلطی ہوگی اگر نفسانی امراض کا علاج قانونی تشدد قرار دیا جائے قانون ضرور نظم ملک میں امداد کرنے والی چیز ہے لیکن جس زمانہ میں اخلاقی بیماریاں وبا کی طرح عام ہوں تو اخلاقی علاج تلاش کرنا چاہیے بجائے اس کے قانون کی طرف ہاتھ دوڑانا اور اخلاقی علاج کی طرف توجہ نہ کرنا ایسا ہی ہوگا جیسا کسی مجنون کو زنجیر سے باندھ دینا مگر کسی معالج اور علاج کی طرف ملتفت نہ ہونا اوپر کے مضمون میں یہ تو ذکر کیا جا چکا کہ کم سنی کی شادی مسلمانوں کے حق میں تو مضر ہی نہیں اس سے جو نقصان پہنچا ہے وہ ہندوؤں کو پہنچا ہے تو کیوں نہ ہندو اس بیماری کے علاج کے لیے جس کی تکلیف وہ محسوس کر رہے ہیں اسلام کے دار الشفا سے فیض حاصل کریں اور جس طرح ابھی ایک جماعت نے بیواؤں کی شادی کا اصول اسلام سے سیکھ کر رائج کیا ہے باقی سب لوگ بھی اس سے کیوں نہ فائدہ اٹھائیں لیکن ایک ایک اصول کی طرف وقت ضرورت التجا کرنا نفع تو دیگا لیکن نفع عام و تام کیوں نہ حاصل کریں اور ایک دفعہ ہی اسلام لا کر اسلام کے عالمگیر حکیمانہ اصول کے سایہ میں آفات و مصائب سے پناہ حاصل کریں یہ تو زمانہ محسوس کر رہا ہے کہ بغیر اسلامی اصول اختیار کیے ہوئے امن عافیت کی زندگی جس کے عواقب بخیر ہوں میسر نہیں آ سکتی اس پر ہندوؤں کو بتدریج اسلام کے اصول اختیار کرنا پڑ رہے ہیں پہلے انہوں نے بیواؤں کی شادی پر زور دیا اب وہ طلاق کی بھی ضرورت محسوس کر رہے ہیں اس طرح سے اگر وہ اپنے قانون زندگی کو مکمل کریں گے تو شاید صدہا سال میں ایک ایک کر کے اسلامی اصول اپنے اندر رائج کر سکیں اس لیے بہتر یہی ہے کہ جس دین کے حکیمانہ اصول آخر کار انکی تحقیق میں بھی قابل اتباع ہیں

ہندو اخبارونکی بدزبانی

ہندو اخبارات کے ایڈیٹر معلوم نہیں کس درسگاہ کے تعلیم یافتہ ہیں کہ انھیں دوسرے مذاہب بالخصوص اسلام کے متعلق افترا پردازی اور بدترین گالی گلوچ بہت پسندیدہ شغل معلوم ہوتا ہے اور یہ خیال انکے پاس بھی نہیں پھٹکتا کہ دنیا کا مہذب طبقہ ان تحریرات کو نفرت کی نظر سے دیکھیگا اور ان مضمون نگاروں کو کس طبقہ میں شمار کریگا نہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اخبار نویسوں کے اخلاق اور انکے مذاق پر اسکا کیا اثر پڑیگا اور ملک کی امن برباد ہو جائیگی۔ ایک سوال ہے کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں اور انکی تہذیب گرا ہی درجہ کی ہے کہ انھیں اپنی یہ حرکات ناپسندیدہ نظر نہیں آتے تو اسکی کیا وجہ ہے کہ انکی قوم کے سنجیدہ اشخاص میں سے کوئی بھی ایسے شرمناک مخرب اخلاق سفیہانہ امن شکن طریق عمل کو نفرت کی نظر سے نہیں دیکھتا اور اسکے روکنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتا ہندو قومیت اسوقت جوش کے ساتھ دنیا کی قوموں سے آگے نکلجانے کے لیے سرپٹ دوڑ رہی ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ ایسی زبردست اور تباہ کن غلطی کو روکنے کیطرف ادنی توجہ بھی نہیں کرتی۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جو ان حالات کو دیکھکر ہر شخص کے دلمیں پیدا ہوتا ہے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ افترا کرنا اور گالیاں دینا کسی دین میں عبادت ہو یا وہ کسی قوم کے لیے عزت و کامیابی کا ذریعہ ہو سکے۔ پھر ایسی ایک قوم کا شب و روز اپنے اوقات صرف کرنا اور اپنے رسالوں اخباروں کے صفحات کو اس کام کے لیے وقف کر ڈالنا اور اس قوم سے کسی کا اسکو منع نکرنا ضرور حیرت میں ڈالتا ہے اور ایک عاقل انسان یہ سوال کرنے پر مجبور ہوتا ہے کہ ان افعال کا باعث کیا ہے اور اس طریق عمل کے لیے ہندو کیوں مضطر ہیں حقیقۃ الامر حقیقت حال یہ ہے کہ اسلام کی سرعت رفتار اور ہندو قوموں کا تیزی کے ساتھ اسلام کیطرف کھینچتے چلے آنا ہندوؤں کو اس بات پر مجبور کر رہا ہے کہ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام اور کتاب اسلام کے خلاف ایک زبردست پروپیگنڈا کریں اور جسطرح ہو سکے اسلام کو بدنام کرکے لوگوں کو غلطی میں ڈالیں تاکہ اسلام کے محاسن کیطرف سے دنیا غلطی میں پڑے اور آئندہ جو ہندو قومیں اسلام کیطرف دوڑی چلی آرہی ہیں انکی رفتار میں کچھ کمی ہو اسی نتیجہ پر نظر کرکے سنجیدہ اور مہذب ہندو بھی انکو نہیں روکتے۔

مسلمانوں کا فرض

ایسی حالت میں مسلمانوں کو کیا چاہیے اس سوال کا جواب ہر عاقل کے نزدیک ظاہر ہے جس کسی کے بزرگوں پر بہتان اٹھائے جائیں گالیوں کی بوچھار کیجائے اسکا فرض یہ ہے کہ جسطرح ممکن ہو وہ گالی دینے والے منھ کو بند کرنیکی کوشش کرے اور اس گالیوں کے سلسلہ کو روکنے کے لیے اپنی امکانی کوشش صرف کر ڈالے اس لیے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ہر مقام پر جلسے کر کرکے حکومت کی معرفت ایسے گستاخوں کو سزا دینے کی پرزور اپیل کریں۔ اخبار ہندو جو آجکل اسلام قرآن عظیم شعائر اسلام کی توہین و تنقیص کر رہا ہے اور جسمیں سخت سے سخت گندی اور گھنونی گالیاں اسلام کے خلاف چھپ رہی ہیں اسکی نسبت مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہر جگہ جلسے کرکے گورنمنٹ سے اسکو عبرتناک سزا دینے کی استدعا کریں اور اسلامی جذبات حمیت و غیرت کو

صدمہ پہنچے اور مسلمانوں کی دل آزردگی کا اظہار کریں۔ ایڈیٹران اخبار اپنے اخبار و پرچے کا کالم اسوقت تک اس ضروری مطالبہ کے لیے وقف کر دیں جبتک کہ گورنمنٹ اس امن شکن و مسلمان آزار طریقہ کے خلاف مقدمہ چلائے۔ ہر اسلامی انجمن اور ہر ایک اسلامی مدرسہ اسکے خلاف آواز اٹھائے اور جلسہ کی تجاویز گورنمنٹ اور اخباروں کو بھیجے۔ مبئی کی ۵۴ انجمنوں نے ملک ہند و اخبار کے خلاف احتجاج کرنے کے لیے ایک عظیم الشان جلسہ کیا ہے ہر جگہ کے مسلمان اپنے فرض کو محسوس کریں اگر وہ عزت کی زندگی چاہتے ہیں تو وہ گونگے بہرے نہ بنیں اخبار ہند کے مضامین تو ہین آمیز مضمون اگر دیکھنا ہو تو ۲ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر دفتر السواد الاعظم سے یا سکریٹری صاحب بمبئی پریسیڈنسی سنی کانفرنس سے طلب کیجیے

ہمارا دوسرا فرض

ان حالات میں ہمارا دوسرا اس سے اہم اور اعلیٰ فرض یہ ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک اور انکے مقدس حالات زندگی سے ہندوستان کے بچہ بچہ کو واقف کرائیں اور سیرت اقدس میں ایک کتاب جسکا حجم زیادہ نہ ہو کم از کم پچاس لاکھ کی تعداد میں شائع کریں یہ کتاب ہندوستان کی تمام رائج زبانوں میں چھپکر ہر صوبہ میں شائع ہو اگر مسلمانوں نے ایسا کر لیا اور وہ اس میں کامیاب ہو گئے تو دشمنان اسلام کا منصوبہ خاک میں ملجائیگا اور دوسری قوموں کو اسلام کی طرف آنے میں اور زیادہ مدد ملے گی اور مسلمانوں کی تعداد انشاء اللہ العزیز دن دونی رات چوگنی بڑھتی چلی جائیگی۔

موت العالم موت العالم

نہایت افسوس و رنج کیساتھ اطلاع دیجاتی ہے کہ حضرت مولانا مولوی حکیم مرزا احمد رضا صاحب اشرفی قدس سرہ ناظم بمبئی پریسیڈنسی سنی کانفرنس نے ۲۴ ماہ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ بعد نماز عصر کو اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ اس قحط الرجال کے زمانہ میں ایک عالم دین کا اٹھ جانا مسلمانوں کے لیے ہمیشہ کے لیے ایک ناقابل تلافی صدمہ ہے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ عالم دین کی موت سے دین میں رخنہ پیدا ہوتا ہے حضرت مرحوم مغفور بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے اللہ تعالیٰ انکو اپنی رحمت و غفران سے مالا مال کرے اور انکے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے مرکزی سنی کانفرنس کی طرف سے حضرت مرحوم کے لیے ختم قرآن کریم کے ساتھ ایصال ثواب کیا گیا۔ جناب مولانا نذیر احمد صاحب خجندی سلمہ نے قطعہ تاریخ ارسال فرمایا ہے درج کیا جاتا ہے۔

آنکہ پیدا شد بعالم، مبتلا اندر فنا ست	ہست ایں قانون فطرت گر بداند آدمی
زندگانی چیست؟ گویم بہر عاشق حیلتے	کاندراں افزوں نماید ذوق و شوق و دلی
موت جسر گفت چوں آں واصل ربّ علی	منتظر باشند خاصاں ہم بشان عاشقی
عالم فاضل طبیب کامل و نیکو خصال	نامور مرزا کہ نامش بود احمد رضا دہی
رخت بربستہ ازیں دار فنا سوئے بقا	طالب ذات خدا و عاشق روئے نبی
چوں بد افسوس نالیدہ خجندی بہر سال	گفت فوت العالم واللہ موت العالم

۱۳۴۲　　　۱۳۴۷ھ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت میں نے قرآن شریف پڑھا اسی وقت اس کی عظمت میرے دل میں اثر کر گئی اور میں نے کہا کہ بدنصیب قریش ایسی پاکیزہ کتاب سے بھاگتے ہیں۔ اسلام لانے کے بعد آپ باجازت حضرت نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام دو صفیں بنا کر نکلے ایک صف میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسری میں حضرت امیر حمزہ یہ پہلا دن تھا کہ مسلمان اس اعلان اور شوکت کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوئے کفار قریش دیکھ دیکھ کر جل رہے تھے اور انکو نہایت صدمہ تھا آج اس ظہور اسلام اور حق و باطل میں فرق امتیاز ہو جانے پر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا ابن ماجہ وحاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے حضرت جبریل بارگاہ نبوت میں حاضر ہو اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل آسمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کی خوشیاں منا رہے ہیں ابن عساکر نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ میں جہاں تک جانتا ہوں جس کسی نے بھی ہجرت کی چھپ کر ہی کی بجز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ آپ کی ہجرت کی یہ شان تھی کہ مسلح ہو کر خانہ کعبہ میں آئے کفار کے سردار وہاں موجود تھے آپ نے سات مرتبہ بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور مقام ابراہیم میں دو رکعتیں ادا کیں پھر قریش کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور للکار کر فرمایا کہ جو اس کے لیے تیار ہو کہ اسکی ماں اسکے رونے اور اسکی اولاد یتیم ہو بیوی رانڈ وہ میدان میں میرے مقابل آئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ کلام سنکر ایک سناٹا ہو گیا کفار میں سے کوئی جنبش نہ کر سکا۔

آپکی فضیلت میں بہت کثرت سے حدیثیں وارد ہیں اور انمیں بڑی جلیل فضیلتیں بیان فرمائی گئی ہیں حتیٰ کہ ترمذی و حاکم کی صحیح حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ممکن ہوتا تو حضرت عمر بن خطاب ہوتے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے جلالت منزلت و رفعت درجت امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ظاہر ہے ابن عساکر کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان کا ہر فرشتہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توقیر کرتا ہے اور زمین کا ہر شیطان انکے خوف سے لرزتا ہے طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حضرت عمر سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے حضرت عمر رضی اللہ کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا طبرانی و حاکم نے روایت کی کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم میزان کے ایک پلے میں رکھا جائے اور و

زمین کے تمام زندہ لوگوں کے علوم ایک پلہ میں تو یقیناً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم اُن سب کے علوم سے زیادہ وزنی ہوگا ابواسامہ نے کہا جانتے ہو ابوبکر و عمر کون ہیں یہ اسلام کے پدر و مادر ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں اُس سے بری و بیزار ہوں جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر بدی کے ساتھ کرے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کرامات

آپکے کرامات بہت ہیں ان میں سے چند مشہور کرامتیں ذکر کیجاتی ہیں بیہقی و ابونعیم وغیرہ محدثین نے بطریق معتبر روایت کیا ہے کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اثنا خطبہ میں تین مرتبہ فرمایا یا ساریۃ الجبل حاضرین متحیر و متعجب ہوئے کہ اثنا خطبہ میں یہ کیا کلام ہے بعد کو آپ سے دریافت کیا گیا کہ آج آپنے خطبہ فرماتے فرماتے یہ کیا کلمہ فرمایا آپ نے فرمایا کہ لشکر اسلام جو ملک عجم میں مقام نہاوند پہ کفار کے ساتھ مصروف پیکار ہیں نے دیکھا کہ کفار اسکو دونوں طرف سے گھیر کر مارنا چاہتے ہیں ایسی حالت میں میں نے پکار کر کہدیا کہ اے ساریہ جبل یعنی پہاڑ کی آڑ لو یہ سنکر لوگ منتظر رہے کہ لشکر سے کوئی خبر آئے تو تفصیل حال دریافت ہو کچھ عرصہ کے بعد ساریہ کا قاصد خط لیکر آیا اس میں تحریر تھا کہ جمعہ کو دشمن سے مقابلہ ہو رہا تھا خاص نماز جمعہ کے وقت ہمنے سنا یا ساریۃ الجبل یہ سنکر ہم پہاڑ سے مل گئے اور ہمیں دشمن پر غلبہ حاصل ہوا یہانتک کہ اس کو ہزیمت ہوئی۔

سبحان اللہ خلیفہ اسلام کی نظر مدینہ طیبہ سے نہاوند میں لشکر کا ملاحظہ فرمائے اور یہاں سے ندا کرے تو لشکر کو اپنی آواز سنائے۔ نہ کوئی دوربین ہے نہ ٹیلیفون ہے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی غلامی کا صدقہ ہے والحمد للہ رب العلمین۔

ابوالقاسم نے اپنے فوائد میں روایت کی کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص آیا آپ نے اسکا نام دریافت فرمایا کہنے لگا میرا نام جمرہ (اخگر) ہے فرمایا کسکا بیٹا کہا ابن شہاب (آتش پارہ) کا فرمایا کن لوگوں میں سے ہے کہا حرقہ (سوزش) میں سے فرمایا تیرا وطن کہاں ہے کہا حرہ (تپش) فرمایا اس کے کس مقام پر کہا ذات لظے (شعلہ دار) میں۔ فرمایا اپنے گھر والوں کی خبر لے سب جل گئے۔ لوٹ کر گھر آیا تو سارا کنبہ جلا پایا۔ ابوالشیخ نے کتاب العظمہ میں روایت کی ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو ایک روز اہل مصر نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آکر عرض کیا کہ امیر ہمارے دریائے نیل کی ایک رسم ہے جب تک اس کو ادا نہ کیا جائے دریا جاری نہیں رہتا انھوں نے

دریافت کیا گیا کہا کہ اس مہینہ کی گیارہویں تاریخ ہم ایک کنواری لڑکی کو اسکے والدین سے لیکر عمدہ لباس اور نفیس زیور سے سجا کر دریائے نیل میں ڈالتے ہیں حضرت عمرو بن عاص نے کہا کہ اسلام میں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اور اسلام پورانی واہیات رسموں کو مٹاتا ہے پس وہ رسم موقوف رکھی گئی اور دریا کی روانی کم ہوتی گئی یہانتک کہ لوگوں نے وہاں سے چلے جانیکا قصد کیا یہ دیکھ کر حضرت عمرو بن عاص نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں تمام واقعہ لکھ بھیجا آپنے جواب میں تحریر فرمایا تم نے ٹھیک کیا بیشک اسلام ایسی رسموں کو مٹاتا ہے میرے اس خط میں ایک رقعہ ہے اس کو دریائے نیل میں ڈالدینا عمرو بن عاص کے پاس جب امیر المومنین کا خط پہنچا اور انہوں نے وہ رقعہ اس میں سے نکالا تو اس میں لکھا تھا۔

از جانب بندہ خدا عمر امیر المومنین بسوئے نیل مصر بعد از حمد و صلاۃ آنکہ اگر تو خود جاری ہے تو نہ جاری ہو اور اگر اللہ تعالی نے تجھے جاری فرمایا تو میں اللہ واحد قہار سے درخواست کرتا ہوں کہ تجھے جاری فرمادے۔ عمرو بن عاص نے یہ رقعہ دریائے نیل میں ڈالا ایک شب میں سولہ گز پانی بڑھ گیا اور اور بھینٹ چڑھانے کی رسم مصر سے بالکل موقوف ہو گئی۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا زہد و ورع تواضع و حلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ روزانہ گیارہ لقمے سے زیادہ طعام ملاحظہ نہ فرماتے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے قمیص مبارک میں دو شانوں کے درمیان چار پیوند لگے تھے۔ یہ بھی روایت ہے کہ شام کے ممالک جب فتح ہوئے اور آپ نے ان ممالک کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا اور وہاں کے امرا و عظما آپکے استقبال کے لیے آئے اس موقع پر آپ اپنے شتر پر سوار تھے آپ کے خدام خدام نے عرض کیا اے امیر المومنین شام کے اکابر و اشراف حضور کی ملاقات کے لیے آ رہے ہیں مناسب ہوگا کہ حضور گھوڑے پر سوار ہوں تاکہ آپ کی شوکت و ہیبت انکے دلوں میں جاگیر ہو فرمایا کہ اس خیال پر نہ رہیے کام بنانے والا اور ہی ہے ۔ **سبحان اللہ** ایک مرتبہ قیصر روم کا قاصد مدینہ طیبہ میں آیا اور امیر المومنین کو تلاش کرتا تھا تاکہ بادشاہ کا پیام آپ کی خدمت میں عرض کرے لوگوں نے بتایا کہ امیر المومنین مسجد میں ہیں مسجد میں آیا دیکھا کہ ایک صاحب موٹے پیوند زدہ کپڑے پہنے ایک اینٹ پر سر رکھے لیٹے ہیں یہ دیکھکر باہر آیا اور لوگوں سے امیر المومنین کا پتہ دریافت کرنے لگا کہا گیا مسجد میں تشریف فرما ہیں کہنے لگا مسجد میں سوائے ایک دلق پوش کے کوئی نہیں صحابہ

کہاں ہی دلق پوش ہمارا امیر و خلیفہ ہے ؎

بردر میکدہ رندان قلندر باشند کہ ستانند و دہند افسر شاہنشاہی
خشت زیر سر و بر تارک ہفت اختر پائے دست قدرت نگر و منصب صاحب جاہی

قیصر کا قاصد پھر مسجد میں آیا اور غور سے امیر المؤمنین کے چہرہ مبارک کو دیکھنے لگا دل میں محبت و ہیبت پیدا ہوئی اور آپ کے حقانیت کا پرتو اس دل میں جلوہ گر ہوا ؎

مہر و ہیبت ہست ضد یکدگر ایں دو ضد را جمع دید اندر جگر
گفت با خود من شہاں را دیدہ ام گرد سلطاں را ہمہ گردیدہ ام
از شہانم ہیبت و ترسی نبود ہیبت ایں مرد ہوشم در ربود
رفتہ ام در بیشۂ شیر و پلنگ روئے من زایشاں نگرداند رنگ
بس شدستم در مصاف کار زار ہمچو شیر آں دم کہ باشد کار زار
بسکہ خوردم بس زدم زخم گراں دل قوی تر بودہ ام از دیگراں
بے سلاح ایں مرد خفتہ بر زمیں من بہفت اندام لرزاں ایں چنیں
ہیبت حق ست ایں از خلق نیست ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست

حضرت عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تھا جب آپ بارادہ حج مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے آمد و رفت میں امراء و خلفاء کی طرح آپ کے لیے خیمہ نصب نہ کیا گیا۔ راہ میں جہاں قیام فرماتے اپنے کپڑے اور بستر کسی درخت پر ڈالکر سایہ کر لیتے ایک روز بر سر منبر موعظت فرما رہے تھے مہر کا مسئلہ زیر بحث آیا آپ نے فرمایا مہر گراں نہ کیے جائیں اور چالیس اوقیہ سے مہر زیادہ مقرر کیا جا (ایک اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے) کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کا مہر چالیس اوقیہ سے زیادہ نہ فرمایا لہذا جو کوئی آج کی تاریخ سے اس سے زیادہ مہر مقرر کرے گا وہ زیادتی بیت المال میں داخل کر لی جائیگی۔

کے لایق نہیں۔ مہر اللہ تعالیٰ نے عورت کا حق کیا ہے وہ اسکے لیے حلال ہے اسکا کوئی جزو اس سے کسطرح لیا جا سکتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اٰتیتم احدٰھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا آپ نے فوراً بید ربیع و انصاف دی اور فرمایا امراۃ اصابت و رجل اخطاء عورت ٹھیک پہنچی اور مرد نے خطا کی پھر منبر پر اعلان فرمایا کہ یہ عورت صحیح کہتی ہے میری غلطی تھی جو چاہو مہر مقرر کرو اور فرمایا اللھم اغفر لی کل انسان افقہ من عمر یا رب میری مغفرت فرما ہر شخص عمر سے زیادہ دانا ہے۔ سبحان اللہ زہے عدل و داد زہے عجز و انکسار۔

لَا رَیْبَ فِیْہِ

ریب نفس کے قلق و اضطراب کو کہتے ہیں کیونکہ شک کی حالت میں نفس کو کسی ایک طرف اطمینان و سکون نہیں ہوتا اور وہ ہے باہمی کے اضطراب میں گرفتار ہوتا ہے اس لیے اس حالت کو ریب کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ درحقیقت شک کرنے والا حالت اضطراب میں ہوتا ہے۔ یہاں شک کی نفی فرمائی گئی ارشاد ہوا کہ یہ کتاب محل شک نہیں مقصود یہ ہے کہ کسی طرح کا شک و اشتباہ اس کتاب حق کے پاس نہیں پہنچ سکتا نہ اس کی صحت میں شبہہ کی گنجایش نہ اس کے من عند اللہ ہونے میں نہ معجز ہونے میں کیونکہ یہ کتاب اپنی براہان کے سطوع اور روشنی سے وضوح کے اس اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ گئی ہے کہ کوئی عاقل نظر صحیح کے بعد اس کے وحی الہٰی اور معجز ہونے میں کوئی شک نہیں کر سکتا جسطرح ٹھیک دوپہر کے وقت آفتاب اپنے نور و ضیا سے ایسا واضح و ظاہر ہوتا ہے کہ آنکھ والے کو اس میں شک و شبہہ باقی نہیں رہتا۔ ایسے ہی یہ کتاب اپنے ساتھ ایسے روشن انوار رکھتی ہے جو شک و شبہہ کی ظلمت و تاریکی کو نیست و نابود کر ڈالتے ہیں البتہ جسطرح ایک نابینا آفتاب نصف النہار کی ضیا میں شک کر سکتا ہے اسی طرح کوئی بصیرت کا اندھا اس کتاب میں شک کر سکتا ہے لیکن یہ اس کی بینائی کا قصور ہے اور بے ادراکی کا فتور ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اور جس طرح علاج سے کوئی نابینا صحت پاکر اس شک کی غلطی سے نجات پا سکتا ہے اور وجود شمس کے یقین سے اطمینان حاصل کر سکتا ہے اسی طرح باطل کا اندھا بھی نظر فی الدلائل کے علاج سے صحت پاکر اس کتاب مقدس کے صدق و حقانیت کا اطمینان حاصل کر سکتا ہے اور ریب و شک کے قلق و اضطراب سے خلاص پا سکتا ہے اس لیے دوسری آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا **اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ** یعنی جس کتاب کو ہم نے خاص محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے اگر تم اس کی طرف سے شک میں ہو تو اس کی مثل ایک صورۃ بنا لاؤ۔ اس آیت میں یہ نہیں فرمایا کہ اگر تم اس میں شک پاؤ کیونکہ وہ کتاب تو شک کا محل ہی نہیں اس کے دلائل ظاہرہ باہرہ اور اس کے براہین واضحہ دلائل

کسی طرح قابل تردد نہیں ہاں اگر تم اپنی کور باطنی سے اپنے قصور نظر یا ضعف تبصر شکستاب ہو اور تمہاری بیماری تمہیں اس کتاب حق کے انوار کے مشاہدہ سے مانع ہو تو اپنے ضعف بصر کا اس طرح علاج کرو کہ اس کی مثل ایک سورت بنا کر لاؤ۔

اپنے معین و مددگار ظہیر و انصار سب کو جمع کر لو۔ عمر بھر کوششیں کرو اور تمام قومیں اس کتاب پاک کا مثل بنانے سے عاجز رہیں اور تم اس منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو تو اس وقت تمہاری آنکھوں سے پردہ اٹھ جائے گا اور اس کتاب کے من عند اللہ ہونے کی طرف سے جس شک میں تم گرفتار تھے وہ شک دور ہو جائے گا اور اس کتاب کے کلام الہی ہونے کا اور وحی ربانی ہونے کا یقین و اطمینان حاصل ہوگا۔ پھر اگر تم نے عناد کا قصد کیا تو دل کے ساتھ تمہاری زبان بھی اس کتاب کی تصدیق کرے گی۔ خلاصہ یہ کہ یہ کتاب پاک حق محض و صدق خالص ہے اور ریب شک کی ظلمت سے پاک۔

ناظر منصف بعد نظر اس کی حقیقت کا معترف ہوتا ہے اور اس کو کوئی شک و اشتباہ اس میں باقی نہیں رہتا ریب کی نفی ابتدائے کتاب میں نہایت ہی مناسب اور بہت ہی برمحل ہے۔ طالب حق ایک پیاسے کی طرح ہوتا ہے اس کے سامنے اگر سراب آئے تو وہ اس کو پانی سمجھکر خوش ہوتا ہے اور اس خیال سے کہ وہ پانی ہے پانی کی تلاش میں جد و جہد نہیں کرتا لیکن جب اس تک پہنچتا ہے اور عین ضرورت کے وقت اس کو ریگ خشک پاتا ہے تو اسکے رنج و مایوسی کی کوئی نہایت نہیں رہتی اس لیے طالب حق کو ضروری ہے کہ وہ بے ریب و شک اپنے مطلوب کی راہ پاسکے اور سراب دیکھنے والے پیاسے کی طرح ایسی چیز کا مفتوں نہو جائے جس سے انجام کار بجز حسرت و ندامت کے کچھ حاصل نہو اور اخروی زندگی تباہ ہو جائے اس لیے وہ کتاب جو دنیا کی ہدایت کے لیے آئی ہو اور طالبان حق کو اپنی طرف دعوت دیتی ہو بہت مناسب ہے کہ وہ ابتدا ہی میں اُن کو مطمئن کر دے کہ اس کے تمام علوم یقینی ہیں فلسفہ کی طرح نہیں کہ عمر بھر کی جانکاہیوں کے بعد ایک انسان جب اس میں مہارت تام حاصل کر لیتا ہے اور اس کو حقایق عالم کے ماہر ہونے کا زعم باطل اور ادعائے غلط پیدا ہو جاتا ہے اور انجام کار فلسفہ کے اغلاط اسپر کھلتے ہیں اسوقت وہ گزری ہوئی زندگی کے ضائع ہونے پر کف افسوس ملتا ہے۔ اسکا یہی باعث ہے کہ فلسفہ میں غلو کرتے وقت اس نے یہ اطمینان نہیں کر لیا تھا کہ اس فن کا مدار قطعیات و یقینیات پر ہے اور اس کے معلومات شک و تردد کی دست برد سے محفوظ ہیں۔

پنڈت دیانند صاحب نے آیۂ کریمہ وقلنا یاادم اسکن الایہ کا جو ترجمہ کیا ہے جس کو ہم اوپر مع انکے اعتراض کے نقل کر چکے ہیں اس میں زوج کا ترجمہ لفظ جورو سے کرنا مترجم کے سلیقہ اور تمیز کو ظاہر کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ وہ کس طبقہ کا انسان ہے۔ ازل کا ترجمہ "گمراہ" کیا لکھا ہے جو اضل کا ترجمہ ہوتا مگر اتنا علم کہاں سے آتا کسی اسلامی مدرسہ کا بلندی طالبعلم بھی بتا سکتا ہے کہ گمراہ کیا اضل کا ترجمہ ہو نہ ازل کا مگر پنڈت جی کو باین دعوی محققیت کچھ شعور نہیں اسی آیت کے ترجمہ میں آپ لکھتے ہیں پس وہ زمین پر آگیا آیت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جسکا یہ ترجمہ ہو۔ یہ جناب نے اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ اور فتاب علیہ کا ترجمہ بالکل ندارد کر دیا۔ یہ ہنر یاد ہیں مضمون کی قطع برید اور اسکو کچھ سے کچھ کر دینا یہ آپکا ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ پر جو اعتراض ہوگا عاقل کی نظر میں اس کی کیا حقیقت اور کیا وقعت یہ اعتراض آپ کی اپنی عبارت پر ہوا جو کتاب مقدس کے مضمون میں قطع برید کر کے بنائی ہے کتاب پاک سے اس اعتراض کو کیا علاقہ۔

اب یہ بھی غور کیجیے کہ پنڈت صاحب نے ایسا کیوں کیا اس کے دو ہی باعث ہو سکتے ہیں یا تو جہالت و نادانی یا تعصب و باطل کوشی۔ اگر جہالت سے یہ بات ہوئی تو جاہل کی نافہمی اور اسکا جاہلانہ اعتراض اہل خرد کے سامنے خود اس کو رسوا کرتا ہے اور اس کی زبان طعن اس کی سفاہت کا پتہ دیتی ہے ایسے جاہلانہ اعتراضوں سے کسی کتاب کی عزت کم نہیں ہو سکتی کیونکہ جو بے علم کودن ایک کتاب کا مضمون سمجھنے کی لیاقت بھی نہیں رکھتا وہ اعتراض کرے گا تو اپنی ہی فہم ناقص اور تخیل باطل پر کریگا۔ کتاب تک تو اسکی رسائی ہی نہیں۔ اب اس اعتراض کو جو قوم سرمایۂ ناز بنائے اس کی نادانی و جہالت کسقدر قابل افسوس ہے کہ وہ ایک فہم سے معرا علم و لیاقت سے ناآشنا شخص کے پیچھے آنکھیں میچ کر ہو لیے اور وہ اپنی بیخردی سے جو کہتا رہا یہ سب اس کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور دنیا پر ثابت کر دیا کہ سارا گھرانہ ہی علم و عقل سے کورا ہے۔

اور اگر یہ کہیے کہ پنڈت صاحب تھے تو پورے عربی داں اور فاضل مطلب سمجھنے کی لیاقت تو رکھتے تھے مگر اعتراض قایم کرنے کے لیے اصل کتاب کے مضمون میں انھیں گھٹانا بڑھانا پڑا تو یہ بات اور بھی انکو ساقط الاعتبار کرتی ہے اور اعتراض و معترض دونوں کی وقعت کھوتی ہے۔ اور یہ بھی بتاتی ہے کہ ایسا خائن بددیانت شخص جو کسی کتاب کی عبارت کا ترجمہ کرنے بیٹھے تو صرف اس لیے کہ اس کو اعتراض کا موقع ملے اس کتاب کے مضمون میں قطع برید کر جائے اس کے جملوں کا ترجمہ چھوڑ دے اور جو اس میں نہ ہوا اپنی طرف سے ملا دے نہایت سیاہ باطن اور گمراہ کن شخص ہے اس سے دور رہنا اور اس کی بات

سننے سے احتراز کرنا عاقل کے لیے ضروری ہے جو قوم ایسے شخص کو مذہبی پیشوا بنائے وہ ضرور ضرور گمراہ اور کبھی اس کو راہ راست نصیب نہ ہو سکے گی۔ مذہب کی پیشوائی کا مدعی اور صداقت کا دشمن اس کے بابِ دیانتداری اور امانت کے خوگر نہیں تو وہ دوسروں کو کیا تعلیم دیگا۔ ظاہر ہے کہ جو اسکا اتباع کریگا اسکا ہی ہم سبق سیکھیگا اس قوم کی حالت زار پر رحم جو نادانی سے ایسے شخص کو پیشوا بنا بیٹھے اور اپنی زندگی اس پر قربان کرد

اب ذرا یہ بھی ملاحظہ کیجیے کہ پنڈت نے یہ تمام مصیبت اٹھا کر اور عبارت کو کچھ کا کچھ کر کے جو اعتراض گھڑے وہ اعتراض کتنی حقیقت رکھتے ہیں۔ آپ نے آیت کے ترجمہ میں اسقدر ناجائز تصرفات اور دیانت وصداقت کا خون کر کے تین اعتراض کیے ہیں آپ دیکھیے کہ خود پنڈت کے بنائے ہوئے ترجمہ پر بھی وہ اعتراض چسپاں ہوتے ہیں یا نہیں اگر باوجود اس مصیبت و رسوائی کے جو نادان معترض نے شوق اعتراض میں گوارا کی ہے پھر بھی اعتراض بے محل ہوا تو یہ معترض کی نفسانیت کا ایک اور نیا ثبوت اور اس کی کورباطنی کی تازہ دلیل ہوگا۔ اب میں پنڈت جی کے وہ تینوں اعتراض نمبروار لکھتا ہوں ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) دیکھیے خدا کی کم علمی ابھی تو بہشت میں رہنے کا اعزاز بخشا اور ابھی کہا کہ نکلو اگر آئندہ کی باتوں کو جانتا تو بہشت میں رہنے کا عطیہ ہی کیوں دیتا۔

(۲) معلوم ہوتا ہے بہکانے والے شیطان کو سزا دینے سے قاصر بھی ہے۔

(۳) وہ درخت کس کے لیے پیدا کیا تھا کیا اپنے لیے یا دوسرے کے لیے اگر دوسرے کے لیے تو کیوں آدم کو روکا

اب آپ بالکل ناطرفداری اور انصاف کے ساتھ ملاحظہ فرمائیے کہ پنڈت صاحب یہ اعتراض قرآن حکیم سے تو کیا علاقہ رکھتے خود پنڈت جی کے گھٹا بڑھا کر بنائے ہوئے ترجمہ پر بھی چسپاں ہوتے ہیں اگر اس پر بھی چسپاں نہوں تو اس اعتراض کرنے پر کروڑ تف پہلے اعتراض میں ایک تو یہ افترا وبہتان کہ ابھی تو بہشت میں رہنے کا اعزاز بخشا اور ابھی کہا کہ نکلو یعنی اعزاز بخشتے ہی فوراً نکلوا دیا او جنت میں آدم علیہ السلام کو ٹھہرنے کا ذرا بھی موقع نہ دیا۔ یہ مضمون قرآن کریم میں ہے نہ پنڈت کے اپنے گھڑے ہوئے ترجمہ میں۔ کسقدر شرمناک بات ہے کہ کسی کتاب پر اعتراض کرنے کے لیے اپنا منھ کالا کر کے اسکے ترجمہ میں قطع برید بھی کیجائے اور پھر بھی اعتراض اس پر وارد نہو سکے تو اس کتاب پر ایک بہتان اٹھایا جائے اور جس مضمون کی اس کتاب میں اور اپنے گھڑے ہوئے ترجمہ تک میں ہوا نہ ہو اس مضمون کو کتاب کا مضمون قرار دیکر منھ چڑایا اور اعتراض کیا جائے رسوائی پر رسوائی اور پھوٹلت پر ذلت اور اخیر اور مزید ذلت یہ کہ اتنے طوفان اٹھا کر بھی اعتراض چسپاں نہیں۔ ابھی اعزاز بخشنا اور ابھی چھین لینا کیا قادر وحکیم کی قدرت وحکمت کے خلاف اور اسکے عدم علم کی دلیل ہے۔ یہ پنڈت کو کس نے بتایا۔ کیا اس نے اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا کہ ابھی بچہ پیدا ہوا اور آنکھ کھولتے ہی مرگیا۔

مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں

ہمیں یہ معلوم کرکے مسرت ہوئی کہ ہندوستان کی قدیمی درسگاہ مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں کو ترقی دیکر دار العلوم بنانا تجویز کیا گیا ہے خدا کرے کہ یہ دار العلوم مدرسہ بغداد کی شان پر پرانی قسم کا دار العلوم ہو اور دین و ملت کے لیے نافع ثابت ہو۔ نئے زمانہ کی یونیورسٹیوں کے طریقہ تعلیم سے جن میں طلبہ میں علم دین اور دینداری کا ذوق پیدا نہیں ہوتا محفوظ رہے۔ انجمن خدام الاسلام بدایوں نے اس مدرسہ کے افتتاحی جلسہ کے ساتھ ۲۱ ۲۲-۲۳ ربیع الاول کو اپنی تبلیغی و اصلاحی مجالس کا انعقاد بھی تجویز کیا ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ یہ مجالس دین و ملت کے لیے نافع ہوں۔

آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا اجلاس خصوصی

۳؍ اگست ۱۹۲۰ء بعد نماز مغرب حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم کے دولتکدہ پر بصدارت حضرت مولٰنا مولوی حافظ شاہ سید حسین احمد صاحب قادری اشرفی منعقد ہوا اور تجاویز ذیل منظور ہوئیں۔

۱۔ یہ جلسہ عمال ریاست جموں کشمیر کے اس طرز عمل پر اپنے گہرے رنج و اندوہ کا اظہار کرتا ہے جو انہوں نے قبلہ عالم حضرت مولانا مولوی پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری دامت برکاتہم کے داخلہ کو حدود ریاست میں ممنوع قرار دیکر کیا ہے اس جلسہ کی رائے میں یہ حکم ہندوستان کے تمام مسلمانوں کے لیے رنج کا باعث ہے اور جبتک یہ حکم منسوخ نہ کیا جائے مسلمان اس رنج کو محسوس کرتے رہیں گے۔

۲ الف۔ یہ جلسہ اخبار گجراتی ہند و سورت کی بدزبانی و گستاخی اور نہایت سفیہانہ افتراء و سب و شتم پر انتہائی نفرت و حقارت کا اظہار کرتا ہے جو اس نے اسلام و پیشوایان اسلام اور حجر اسود کعبہ معظمہ کی نسبت کی ہے مسلمانوں کے دل ان کلمات سے پاش پاش ہوتے ہیں اور انکے جذبات نہایت مجروح ہوگئے ہیں

ب۔ یہ جلسہ گورنمنٹ سے استدعا کرتا ہے کہ اخبار ہندو کے ایڈیٹر پبلشر پرنٹر پر مقدمہ قایم کرکے انکو ایسی عبرتناک سزا دیجائے کہ آیندہ کوئی شریر النفس ایسی جرأت کرکے امن و عام میں خلل انداز نہو سکے۔

۳۔ سلیمن ابراہیم صاحب ایڈیٹر رسالہ آفتاب اسلام احمد آباد نے ہندو کے دلخراش الفاظ کے جواب میں جو ہندو دہلی کتابوں کے واقعات لکھے ہیں ان پر مقدمہ قایم ہوا ہے۔ اسکی تمامتر ذمہ داری اڈیٹر اخبار ہندو پر ہے اس لیے

جا گ [illegible]

کتب فضائل اور رد وہابیہ کی دیگر کتابیں دفتر السواد الاعظم سے طلب فرمایئے

انوار ساطعہ یہ وہ کتاب ہے جس نے وہابیوں کی مدت ہائے درازکی محنتوں کو خاک میں ملا دیا اور فاتحہ سوم چہلم عرس گیارہویں شریف میلاد شریف قیام نعت خوانی ملک پڑھنا شیرینی تقسیم کرنا وغیرہ تمام مسائل کے ایسے زبردست ثبوت دیئے جس نے وہابیہ کو عاجز کر دیا اور کوئی جواب اُن سے بن نہ پڑا انوار ساطعہ میں انہوں نے جو عرق ریزی اور محنت اُٹھائی تھی اس کتاب کی طبع مابعد میں اس کے بھی پرخچے اڑا دیئے۔ زبان نہایت سہل طرز بیان دلنشین دلائل قوی۔ ہزارہا وہابی اس کتاب کو پڑھ کر سنی ہو گئے جس شخص کے پاس یہ کتاب ہو وہابی اُس سے گفتگو نہیں کر سکتا۔ مسائل مذکورہ کے سوا علم غیب وغیرہ کے مسائل بھی خوب بیان کیے ہیں حضرت مولانا مولوی عبدالسمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے عرب و عجم کے کثیر التعداد علماء و فضلا نے اس کتاب کو پسند کیا ہے اور اُس کی بہت تعریفیں کی ہیں عجیب نعمت ہے۔ رف کاغذ پر چھپی ہے حجم ۳۷۵ صفحے ہے قیمت ایک روپیہ جلد طلب فرمایئے کم تعداد میں باقی رہ گئی ہے

العقائد عقائد کے بیان میں حضرت صدر الافاضل مولنا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم کا یہ ایک تازہ رسالہ ہے جو تبلیغی مدارس کے لیے نہایت سہل زبان میں تصنیف کیا ہے تاکہ بچے اور بچیاں بآسانی سمجھ سکیں ہر مسلمان مرد و عورت کو اسکا پڑھنا اور سننا نہایت ضروری ہے یہ کتاب اس قابل ہے کہ اس کو کثیر تعداد میں خرید کر غریبوں میں مفت تقسیم کیا جائے۔ اور محکمہ تبلیغ مدرسہ اہل سنت و جماعت کی طرف سے بہت تقسیم کی گئی ہے۔ قیمت ۱ر

ابتدائی کتاب مدرسہ اہل سنت و جماعت مُرادآباد کے ملحقہ مدارس کی ابتدائی جماعتوں کے لیے حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم نے بجائے قاعدہ کے یہ کتاب تصنیف کی ہے اگر بچوں کو بسم اللہ کے بعد ہی یہ کتاب پڑھا دی جائے تو اس ایک ہی کتاب سے انکو اتنی قوت ہو جائے گی کہ وہ قرآن پاک بھی پڑھ سکیں۔ اردو کی کتابیں بھی پڑھ سکیں حساب بھی شروع کر سکیں اوزان اور [illegible] پہچان جائیں روپیہ آنہ پائی بھی لکھنے لگیں کسی اور دوسرے قاعدہ سے اتنا فائدہ نہیں پہنچ سکتا تمام مدارس میں ابتدائی جماعتوں کو یہ کتاب پڑھائی جائے تو بہت مناسب ہو۔ قیمت ۱ر

عمر نعیمی ۔ چوکی حسن خان ۔ مُرادآباد


المدینۃ المنورۃ
روضۃ النبی علیہ السلام
زخاک اے لالۂ سیراب برخیز
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
بروں آور سر از برد یمانی
کہ روئے تست صبح زندگانی
السواد الاعظم
حمایت مذہب اصلاح معاشرت
تہذیب اخلاق کیلئے شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین

ناظرین کرام

یہ گیارہواں رسالہ حاضر خدمت ہے ختم سال میں صرف ایک ماہ باقی ہے لیکن خریداران السواد الاعظم میں سے نصف حضرات نے بھی قیمت ادا نہیں کی ماہ گذشتہ میں نے اطلاع دی تھی کہ ماہ آئندہ کا رسالہ بذریعہ ویلو حاضر خدمت ہوگا لیکن ویلو روانہ کرنے میں اگر خریدار صاحب وصول فرمائیں تو اُنکے ۲/ زائد خرچ ہوتے ہیں واپس کریں تو دفتر زیر بار ہوتا ہے اس لیے ویلو نکیا گیا۔ اب گزارش ہے کہ جن حضرات نے سال رواں کی قیمت ادا نہیں کی ہے وہ دو روپیہ اور جن صاحبوں نے اس سال کی قیمت ادا کردی ہے وہ ایک روپیہ سال نو کا بذریعہ منی آرڈر فوراً ارسال فرمائیں اگر اس گزارش پر بھی توجہ نہ فرمائی گئی اور اسکے بعد رسالہ حاضر خدمت ہو تو معاف فرمائیں - مدیر

تصحیح

کاتب صاحب کی غلطی سے رسالہ ماہ صفر ۱۳۴۲ صفحہ ۱۳ سطر ۲۰ میں یہ عبارت رہ گئی ہے ناظرین اپنے اپنے رسالوں میں تصحیح فرمائیں بتصحیح فرمائیں
ایک بوڑھی عورت نے عرض کیا اے امیر المومنین ایسا کرنا آپکے منصب عالی

۴۸۶

سلطان کونین کا ورود مسعود

دنیا میں نبوت و رسالت کے روشن ستارے بارہا اپنی تابشوں سے عالم کو منور کرچکے تھے بحر و بر دشت و جبل اپنی روشنیوں سے بہم عالم نور بنتے رہتے تھے۔ مسجد اقصیٰ کا مبارک خطہ نبوت کے انوار سے مدتوں چمکایا گیا تھا۔ اسکے در و دیوار ربانی تجلیوں سے مشرقستان انوار ہوئے رہتے تھے۔ شب و روز ملائکہ مقربین کا نزول، رحمت کی بارشیں خداوندی احکام کا پہنچنا، معجزات انبیاء کا صدور، مرسلین کی محافل متبرکہ اور ان میں حق و ہدایت کی تعلیم۔ کتب الٰہیہ کی تبلیغ اس بقعۂ پاک کو عجب طرح کی زیب و زینت سے سرفراز فرما چکے تھے۔ مصر و کنعان کے کوچہ و بازار صحرا و کہسار یوسفی جمال اور آسمانی انوار سے خوب جگمگا چکے تھے۔ وادی ایمن حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی عاشقانہ صداؤں سے گونج رہا تھا۔ ساب آرنی انظر الیک کے پُر ارمان غلغلہ نے پہاڑ اور جنگل تک کو مست بنا دیا تھا۔ خبر نہیں اسوقت عالم بالا والوں کے وجد کا کیا حال ہوگا۔ کوہ طور کا مقدر اوج پر تھا۔ چرخ بریں کو بھی کبھی یہ دن میسر نہوا فلک باین رفعت و بلندی اس سعادت کی حسرت ہی میں رہا۔ طور پر حضرت کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو معراج ہوئی۔ جلوۂ محبوب کی ایک جھلک دکھائی گئی۔ حضرت موسیٰ تو محو دیدار ہو گئے عاشق شیدا حسن دلربا کو دیکھ کر ایسا بیخود اور وارفتہ ہوا کہ اپنی خبر نہ رہی اور پہاڑ تابش جمال کی تاب نہ لایا ریزہ ریزہ ہوگیا۔ پہاڑ کے سخت پتھروں نے عاشقان صادق کی طرح یار کا جلوہ دیکھ کر جیب و گریبان تار تار کر ڈالنے کی بجائے اپنے دل و جگر کو پاش پاش کر ڈالا ؎

جسم خاک از عشق بر افلاک شد　　کوہ در رقص آمد و چالاک شد
عشق جاں طور آمد عاشقا　　طور مست و خر موسیٰ صاعقا

طور سینا کے ریزے ریزے کو وصال محبوب کی لذتیں آج تک یاد ہونگی۔ دریائے نیل بھی ابھی موسوی سطوت و جبروت کو نہ بھولا ہوگا جو پیکر تکبر خدائی کے جھوٹے مدعی فرعون کو غرق کر کے ظاہر فرمائی گئی تھی اور اُسکا سپاہ و لشکر خدم و حشم کام نہ آسکا تھا وہی منہ جو انا ربکم الاعلیٰ کی ڈینگیں مارا کرتا تھا ذلت و عجز کی حالت میں امنت برب موسیٰ و ھارون کے نعروں سے فریاد کر رہا تھا۔ اعجاز موسوی نے چشم زدن میں فرعونی شوکت کو خاک میں ملا دیا تھا حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے احکام دریائے نیل پر نافذ تھے۔ بہتے دریا میں آپکے نیازمندوں کے لیے خشک سڑکیں

بنجاتی تھیں اور اُنکا دشمن ڈوب جاتا تھا۔ دولت کے مغرور قارون کو اُس کی دولت کے ساتھ زمین میں دھنسادیا جاتا تھا۔ بنی اسرائیل کی درخواست پر آسمان سے غذائیں نازل کر کے اُن کو تلاش معاش سے بے فکر کر دیا جاتا تھا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے بُت پرستوں کے انبوہ میں صدائے حق بلند کی نمرودی آتشکدہ آپکی استقامت کی امتحان گاہ بنا آپکے صبر و ثبات نے دُنیا کو متحیر کر دیا۔ کوسوں میں جلنے والی آگ فضل الٰہی سے گلزار ہوگئی۔ عشق الٰہی میں فرزند کی قربانی کے لیے آپ اور وہ فرزند ارجمند بہ تمنا آمادہ ہو گئے۔ مکہ مکرمہ کا مقام ایک بیابان تھا جہاں نہ سبزہ تھا نہ پانی۔ اسباب زندگانی یکسر مفقود تھے آپ نے یہاں اپنی ذریت کو آباد کیا۔ اور خلق خدا کے قبلۂ عبادت (کعبہ معظمہ) کی از سر نو اپنے دست مبارک سے تعمیر فرمائی مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کو حضرت ہاجرہ کا دوڑنا اور وہاں کی زمین کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا شدت تشنگی میں زمین پر پاؤں رگڑنا فراموش نہ ہوا ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات نے اندھوں کو بینا کوڑھیوں کو تندرست مُردوں کو زندہ کر کے فلاسفہ کی عقلیں حیران کر دیں۔

غرض دُنیا میں لگاتار انبیاء علیہم السلام کا ورود ہوتا رہا اور انکے فیضان صحبت و برکات تعلیم و اعلان حق کا فیض عام جاری رہا۔ ان مقدس ہادیوں کی صدا سے دشت و جبل گونج اُٹھے اور کائنات میں خدا پرستی کے علم بلند ہوتے رہے۔ یہانتک کہ یہ مبارک زمانے ختم ہوئے ارشاد ہدایت کی تمام مشعلیں دُنیا کے مجلس خانہ سے یکے بعد دیگرے اُٹھتی چلی گئیں آسمان نبوت کے عالم افروز انجم روپوش ہو گئے ظلمت نے غلبہ کیا بھیانک تاریکی عالم پر مسلط ہوئی ایک کالی ڈراونی رات میں خلق خدا ٹکریں مارتی پھرتی تھی اس جہانگیر اندھیرے میں معبود کے طلبگار شیطان کے دام تزویر میں پھنسکر بتوں کے پرستار ہوگئے کعبہ معظمہ جیسی مقدس عبادتخانہ میں صدہا بت رکھے گئے اور دھڑلے سے بت پرستی ہونے لگی۔ حرام و حلال کا فرق و امتیاز اُٹھ گیا جور و ستم کی گرم بازاری ہوئی قتل و غارت بے شرمی و بیحیائی کا دور دورہ ہوا انسان درندہ صفت بلکہ درندوں سے بھی بدتر ہو گئے۔ دلوں پر وہ اندھیرا چھایا کہ سفیدی کا ایک نقطہ بھی باقی نہ رہا۔ زمین کفر و شرک کی نجاست سے گندی ہوگئی۔ اہل عرب نے بتوں کو معبود بنایا اپنی لخت جگر بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا دین ٹھہرایا زمین میں فساد انگیزی انکی عادت اور خونریزی طبیعت بن گئی تجارت کی بجائے لوٹ مار رائج ہوئی اہل فارس آتش پرستی میں گرفتار ہوئے ماؤں تک کے ساتھ انھوں نے بدکاری روا رکھی۔ ترک شہر ویران

کرتے خلق خدا کو سخت ترین ایذائیں پہنچاتے اور بت پرستی کرتے تھے اہل ہند مخلوق پرستی کے شیدا تھے بیوہ کو شوہر کے ساتھ جلادیتے تھے۔ یہود کتب الٰہی کی تحریف اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تکذیب میں مشغول تھی۔ نصاریٰ حلول و تثلیث کے باطل عقیدوں کے پابند غرض دنیا کا ہر طبقہ اور روئے زمین کا ہر خطہ تاریک ہو رہا تھا۔ ہر طرف کفر و ضلالت کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں کعبہ معظمہ اور بیت المقدس کے در و دیوار اس غم میں خون در دل تھے حرم شریف فریاد کر رہا تھا بیت اللہ ہمہ تن آنکھ بنکر اس مقدس آنے والے کی راہ تک رہا تھا جس کے قدوم پاک کے ساتھ اس کی عزت و عظمت، حق کا ظہور خلق کی صلاح و درستی وابستہ تھی، صفا و مروہ گردنیں اٹھائے ہوئے اس ہادیٔ اعظم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رستہ دیکھ رہے تھے جسکی تشریف آوری کا مژدہ حضرت مسیح و خلیل ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام دیتے چلے آئے تھے۔ سرزمین حجاز کا ذرہ ذرہ محبوب حق کے قدموں سے پامال ہوکنے کی تمنا میں دل تپید ارمان بنا ہوا تھا۔ زمزم کا دل ایک بحر جود و کرم کی یاد میں پانی پانی ہو رہا تھا۔ بیت المقدس کی آنکھیں اس مقتدائے عالم کا انتظار کر رہی تھیں جسکے ورود سے اس کی دوبارہ آبادی متوقع تھی اور جو اس میں گروہ پاک انبیاء کی امامت فرمانے والا تھا بطحا کا ہر سنگریزہ اس عالم نواز ربانی نور کی قدمبوسی کا تمنائی تھا جسکی جلوہ افروزی کا غلغلہ ابتدائے عالم سے تمام دنیا میں مچا ہوا تھا اور جس کے انتظار نے لاکھوں امیدواران جمال کو مضطر و بیتاب بنا دیا تھا۔ ہاں موجودہ زمانہ کی شب تاریک کی سیاہ کملی جس آفتاب صدق و صفا کی نورافشانی سے پارہ پارہ ہونے والی تھی۔ آسمان و زمین اسکے منتظر تھے۔ وہ نور الٰہی جس کے صدقہ میں کونین کو ہستی عطا ہوئی اور جسکا نام پاک عرش و جنت میں ہر جگہ مکتوب ہے ہر غرفہ ہر قصر پر حوروں کے سینوں پر طوبیٰ و سدرہ کے پتے پتے پر ملائکہ کی آنکھوں[۱]

۱ حدیث حاکم اپنی صحیح میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضور انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی عرش پر مکتوب دیکھا اور حضرت حق تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم سے فرمایا لولا محمد ما خلقتک حبیب انور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آفرینش منظور نہ ہوتی تو اے آدم میں تمہیں پیدا نہ کرتا مواہب میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ساق عرش پر جنت کے ہر مقام پر ہر قصر ہر غرفہ پر حوروں کے سینوں پر طوبیٰ و سدرہ کے پتوں پر حجابوں کے اطراف پر ملائکہ کی آنکھوں پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اللہ تعالیٰ کے اسم پاک کے ساتھ لکھا ہوا دیکھا عرض کیا یارب یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں ارشاد ہوا کہ یہ تمہارے فرزند ہیں وہ فرزند کہ اگر وہ نہ ہوتے تو میں تمہیں نہ پیدا کرتا حضرت آدم نے عرض کی یارب اس فرزند کی حرمت سے اس والد پر رحم فرما ندا دی گئی اے آدم اگر تم تمام آسمان والوں اور تمام زمین والوں کے لئے محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شفیع لاتے تو ہم وہ شفاعت قبول فرماتے

وہ محبوب حق جسکے صدقہ میں تمام عالم کرم الٰہی سے بہرہ اندوز ہو اور اُسکی شفاعت اہل سموات و ارض کی کامیابی کا ذریعہ ہو وہ خلیفہ مطلق[۱] جسپر ایمان لانا انبیاء سابقین اور اُنکی اُمتوں پر لازم کیا گیا ہو وہ راحت القلوب جسکا نام نامی عرش الٰہی کے اضطراب کے لیے تسکین کا تعویذ ہو۔ وہ عزت وجاہ کا سلطان[۲] جسکے اظہار شان کے لیے دُنیا بنائی گئی ہو وہ حق کا نور تاباں جو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں آفتاب کی طرح چمکا ہو اور اسی کی وجہ سے ملائکہ سے حضرت آدم کو سجدہ کرایا گیا ہو وہ نور پاک جو حضرت شیث کی پیشانی میں نمایاں ہوا وہ سید الطاہرین جسکے لیے حضرت آدم علیہ السلام نے وصیت فرمائی کہ یہ نور نسلاً بعد نسل مطہرات کے تفویض کیا جائے (رواہ ابن عباس) وہ آفتاب جہانتاب جسنے طوفان کے وقت حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی پیشانی میں چمکا کر کشتی والوں کی تسکین فرمائی اور جسوقت حضرت ابراہیم آگ میں ڈالے گئے اُن کی جبین سے ظہور فرما کر آتش نمرود کو ٹھنڈا کیا وہ خداپرستی کے آئین جاری فرمانے والا جسکے لبیک پکارنے کی آواز اُسکے جد الیاس کی پشت سے سنی جاتی تھی وہ آسمان نبوت کا نیر اعظم جس کے نور کی روشنی اسکے آبا واجداد خزیمہ مدرکہ نزار معد عدنان عبدمناف ہاشم عبدالمطلب وغیرہم کے ناصیوں اور جبینوں میں جگمگاتی تھی اور امم سابقہ کے علماء واحبار اسکو دیکھ کر آداب تعظیم بجالاتے دست بوسی کرتے اور اس تاجدار کی تشریف آوری کے مژدے سُناتے حوائج ضروریات میں اس نور پاک کی وساطت سے دُعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے تھے شجر وحجر تک اُسکو پہچانتے اور اس پر سلام عرض کرتے تھے۔ عالم میں اسکی تشریف آوری جلوہ افروزی کی دھوم مچ رہی تھی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی بشارتوں نے دُنیا کو محو انتظار بنا دیا تھا آثار وخوارق کے ظہور نے شوق کے ولولے تیز کردیے تھے

---

[۱] ابوالشیخ وحاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی فرمائی کہ تم حضور پرنور سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اپنی اُمت کو اُنپر ایمان لانیکا حکم دو اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا نہ جنت ونار کو۔ میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا وہ مضطرب رہا میں نے اس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مکتوب فرمایا تو اُسکو سکون ہوا حاکم نے اس حدیث کو صحیح بتایا ۱۲

[۲] دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کی حضور فرماتے ہیں میرے پاس جبریل امین آئے اُنہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر آپ نہوتے میں جنت کو نہ پیدا کرتا اگر آپ نہوتے میں نار کو مخلوق نہ فرماتا۔ ابن عساکر نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت جبریل نے خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپکا رب کریم آپ سے فرماتا ہے کہ میں نے ابراہیم کو خلیل بنایا تو آپکو حبیب بنایا اور میں نے کوئی مخلوق اپنی بارگاہ میں آپ سے گرامی تر پیدا نہیں کی۔ اور میں نے دُنیا اور دُنیا والوں کو اس لیے پیدا کیا کہ اُنھیں آپکی کرامت منزلت سے واقف کردوں جو آپکو میرے دربار میں حاصل ہے آپ نہوتے تو میں دُنیا کو نہ پیدا کرتا ۱۲

احبار و رہبان پیہم خبریں دے رہے تھے۔ جہاں میں ایک غلغلہ بلند تھا ہر زبان پر یہی ذکر یہی تذکرہ تھا اور جسطرح آفتاب کے طلوع سے پہلے صبح صادق نمودار ہو کر خورشید کی عالم آرائی کی خبر دیتی ہے۔ اسی طرح غیبی انوار نمودار ہو ہو کر آفتاب جمال کے طلوع کا مژدہ دے رہے تھے در و دیوار چمک اٹھے تھے ہوائیں بدل گئیں تھیں۔ زمین میں نئی زندگی کے آثار پیدا ہو چلے تھے خشک سالی کی جگہ مرفہ الحالی نے لے لی تھی خشک صحرا سرسبز و شاداب ہو گئے تھے۔ بھوکے سیر اور دُبلے فربہ نظر آرہے تھے دُنیا کی کایا پلٹ رہی تھی جہان کا نقشہ تبدیل ہو رہا تھا۔

جب وہ ماہ چرخ نبوت اپنے منازل طے فرما کر منزل آخر میں پہنچا اور آباء و اجداد کی پیشانیوں کو مطلع الانوار بنا کر والدہ ماجدہ کو تفویض ہوا یہ شب تھی کہ آسمانی انوار سے زمین کو عالم نور بنا دیا تھا منگول کے سمندروں میں سرور کی موجیں اُٹھ رہی تھیں ملائکہ رحمت کا نزول تھا روحانیات ایک دوسرے کو مژدے دے رہے تھے وحوش و طیور شادمانی کر رہے تھے بے زبان جانوروں کی زبانیں فصاحت کے ساتھ کھل گئی تھیں اور وہ سلطان کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد آمد میں عجیب سرور انگیز ترانہ سنجی کر رہے تھے اس شب میں کشور کشائے نبوت و رسالت کی شہنشاہانہ سطوت کا یہ ظہور ہوا کہ تمام روئے زمین کے سلاطین کے تخت اوندھے ہو گئے۔ تمام جہان میں کوئی ایسا بتکدہ نہ تھا جسکے بت آج کی شب منہ کے بل اُلٹے نہ گر گئے ہوں حضرت آمنہ خاتون نے اس نور پاک کی روشنی میں بصرہ و شام تک کی عمارتیں ملاحظہ فرمائیں اس سے معلوم ہوتا تھا کہ مبارک آنیوالا اس عظمت و شان کا آنے والا ہے کہ اسکی تشریف آوری سے باطل کا تختہ اُلٹ جائیگا اور علوم کے سمندر دُنیا میں موجزن ہو جائیں گے جسکے نور کی جھلک سے ممالک بعیدہ صاف نظر آنے لگے جب وہ بے حجاب ظہور فرمائیگا یقیناً تمام عالم کو علوم و حکم سے معمور فرما دیگا اسکی تجلی جس دل کو نصیب ہو گی وہ آئینہ سکندر و جام جم کے قصّوں کو شرما دیگا سلاطین کے تختوں کا اُلٹ جانا اور تمام بتخانوں میں بتوں کا اوندھے منہ گر پڑنا ایسی بات نہ تھی جس سے دُنیا کی آنکھیں نہ کھلتیں عالم میں تہلکہ مچ گیا ایک طرف تو تاج و تخت کے والی حیرت میں مبتلا ہوئے اور انھیں فکر ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے دوسری طرف بت پرستی کے معابد اور سرداروں کی آنکھیں کھلیں اور انکے سامنے ایک عجیب انداز کا درس عبرت آیا کہ عمر بھر جنکو پوجتے اور معبود اعتقاد کرتے رہے انکی اس ذلت و بیچارگی کا کیا سبب ہوا ارباب حکومت و سلطنت نجومیوں اور کاہنوں کی طرف دوڑے اور علماء اہل کتاب کو تلاش کر کر کے اُنکے دروازے کھٹکھٹائے پوجاریوں نے بتوں کے واقعات کو قوم میں بصیرت پیدا ہونے کے اندیشہ سے جہانتک ممکن ہو سکا

چھپانے کی کوشش کی مگر خود اس راز کی جستجو میں بیقرار ہو کر جابجا ٹکریں مارتے پھرتے نجومیوں اور کاہنوں نے کہا کہ آخری پیغمبر کے ظہور کی نشانیاں ہیں جسکی تشریف آوری کا وقت بہت نزدیک آگیا ہے اسکا دین بتخانوں کو ویران اور بت پرستی کو باطل کریگا حکومتیں اور سلطنتیں اسکے سامنے پست ہو جائینگی کوئی قوت کوئی طاقت اسکے دین کو روک نہ سکے گی۔ علماء اہل کتاب یہ خبر سنتے ہی اچھل پڑے انھوں نے کہا کہ یہ اسی نور الٰہی کے ظہور کے آثار ہیں جسکا کتب سابقہ میں ذکر ہے اور جسکے انتظار میں آرزومندان جمال نے گھڑیاں گن گن کر کاٹی ہیں جسکے عالم افروز جلوے جہان سے کفر و ضلالت کی تاریکی کو دفع کریں گے وہ عدل و داد کے قوانین جاری کریگا ظلم و ستم اور ہر قسم کی بدکاری کو دور کریگا زمین کو طاعت الٰہی سے بھر دیگا ہر بلندی پر اسکا نام پکارا جائے گا روئے زمین کے چپہ چپہ پر اسکا دین پہنچکر رہیگا کوئی قوت اس کو روکنے میں کامیاب نہ ہوگی بڑی بڑی سلطنتیں اسکی سطوت سے مٹ جائیں گی۔ جاہل قومیں عالم بنیں گی، وحشی اقوام تہذیب و اخلاق اور معرفت و پرہیزگاری کے درس دیں گی۔

تری و خشکی میں میدان و کہسار میں شہر و قریہ میں حضور علیہ الصّلاۃ والسلام کی آمد کی خبر مشہور ہوئی ہر مجلس میں یہی تذکرہ تھا ہر محفل میں یہی چرچا تھا۔ انتظار کی ساعتیں کاٹنا دشوار ہو گئیں حمل کے ایام خیر و خوبی سے گزرے۔ آپکی والدہ ماجدہ کو کسی قسم کی تکلیف کسی طرح کا بار محسوس نہ ہوا ابھی آپ اپنی والدہ ماجدہ کے پاس ودیعت و امانت تھے کہ والد ماجد نے وفات پائی۔ ملائکہ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی یا رب تیرا نبی یتیم ہو گیا۔ اسکے پدر مہربان کا سایہ اٹھ گیا۔ ارشاد الٰہی ہوا ہم خود اسکے حافظ و ناصر ولی و نگہبان حامی و کافی معین و رزاق ہیں تم اس پر درود پڑھو اور اسکے نام مبارک سے برکت حاصل کرو۔ اس ارشاد الٰہی میں ملائکہ کو بتایا گیا کہ تمہارا خیال ہے کہ یتیم بیکس ہوتا ہے مگر یہ حبیب یتیم ہو کر بیکس نہیں بیکسوں کا فریادرس ہے عالم کی حاجت روائی کا سہرا اسکے سر ہے ملائکہ مقربین تک کو اس کے نام پاک سے برکت حاصل کرنا چاہیے

ولادت مبارکہ

اب ولادت باسعادت کا زمانہ قریب آیا حضور علیہ الصّلوۃ والسلام کے اعزہ و اقارب کو جو اس بادشاہ عرش بارگاہ کی خدمت کا شرف پانے والے تھے اور دوسرے اعیان و اشراف علماء و احبار امراء و سلاطین کو خواب ہونا شروع ہوئے جن میں اس مہر انور کے طلوع کی خبر دی گئی

رہبان و احبار نے شب ولادت کی اطلاعیں دیں اور بتایا کہ آج ہی کی شب شب ولادت ہوگی علمائے یہود نے وہ ستارہ پہچانا جو امم سابقہ کو اس سلطان ذی شان کے ظہور کی علامت بتایا گیا تھا۔ مکہ مکرمہ میں اہل کتاب کی جماعتیں کی جماعتیں رات بھر اس جستجو میں ہر گلی کوچہ کا چکر لگاتی رہیں تاکہ معلوم کریں کہ محبوب حق کس سعادتمند کے گھر کو اپنے عالم افروز جلوہ سے منور اور کس خطۂ خاک و حصۂ زمین کو اپنے قدم ناز سے بہرہ ور فرماتا ہے۔ آسمانی اور غیبی انوار نے آفاق کو بھر دیا فرش زمین عرش بریں کی روشنیوں سے جگمگانے لگا آسمانی دلربا شیدائے زمین ہوئے فلک کے نور پیکر انجم و اختر اسقدر قریب ہوئے جس سے دیکھنے والوں کو خیال ہوا کہ گر ہی پڑیں گے کارکنان عالم غیب نے تین علم نصب کیے ایک کعبہ معظمہ پر ایک مشرق میں ایک مغرب میں تاکہ معلوم ہو کہ ختم رسالت کے تاجدار کی حکومت کعبہ شریف سے ظاہر ہو کر تمام عالم میں پہنچے گی اور مشرق و مغرب میں انہیں کا سکہ رائج انہیں کا علم بلند رہیگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کی خدمت کے لیے جنتی بی بیاں آئیں جنکے چہرے چاند سے زیادہ چمکتے تھے وہ مصروف خدمت ہوئیں اور انہوں نے بہشتی شربت پیش کیا اور عرض کرنے لگیں بسم اللہ تشریف لائیے سرور انبیا صلی اللہ علیک وسلم۔ حضرت عبد المطلب کو آثار و قرائن سے بھی معلوم تھا کاہنوں نے بھی خبریں دی تھیں خوابوں سے بھی پتہ چلا تھا آج کی رات بخت کی بیداری اور طالع کی ارجمندی کی رات ہے وہ امیدوں کا ہجوم لیکر بیت اللہ شریف میں حاضر ہوئے اور کعبہ معظمہ کے طواف میں مشغول ہو گئے۔ نور بھری رات کی خیر و برکت والی ساعتیں محبوب کی آمد پر قربان ہوتی چلی گئیں صبح صادق کا سہانا اور دل لبھانے والا وقت آیا خوش الحان طیور نے غایت سرور سے نغمہ سنجی شروع کی عطر بیز خوشبوؤں نے دماغ معطر کیے کعبہ معظمہ کے درو دیوار جنبش میں آئے بت اوندھے منہ گرے شیاطین کے تخت الٹ گئے ضلالت کی شب دیجور کا پردہ چاک ہوا صدق و صفا کی صبح صادق نے جلوہ کیا حق و ہدایت کے آفتاب عالمتاب نے بے نظیر جاہ و جلال بے مثل حسن و جمال کے ساتھ اپنی طلعت مبارکہ سے حجاب اٹھایا طیب و طاہر زکی و نظیف عالم کے سلطان خدا کے محبوب ہمارے آقا سرور انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحن عالم میں قدم رکھا

ولد الحبیب ومثلہ لا یولد	ولد الحبیب خدہ یتورد
ولد الحبیب مطیبا ومکحلا	فالنور من وجناتہ یتوقد
نخل قدش کہ از چمن جان بر آمدہ	شاخ گلے بصورت انسان بر آمدہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ وبارک وسلم۔ مکہ مکرمہ کا ذرہ ذرہ معدن انوار بن گیا۔ کعبہ شریف کے در و بام ایوان تجلی نظر آنے لگے حضرت عبد المطلب کو خبر دی گئی سنتے ہی سجدہ میں گر پڑے۔ پھر آکر روئے منور کی زیارت کی تمناؤں کے ساتھ گود میں لیا اور کعبہ مقدسہ میں لیجاکر دعا کی۔ سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں آتے ہی سجدہ کیا اور انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کی نظر انور جانب سما اٹھائی زبان معجز بیان سے اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا فرمایا۔ دولتسرائے اقدس کا گوشہ گوشہ نور سے بھر گیا اسوقت بھی ایسا نور ساطع ہوا کہ والدہ ماجدہ نے مشرق ومغرب کا معائنہ فرمایا اور بصرہ وشام کے محل و بازار انکے سامنے ظاہر ہوئے۔ آپکے چچا حضرت عباس اپنے قصیدے میں فرماتے ہیں

وانت لما ولدت اشرقت الارض وضاءت بنورك الافق
فنحن فی ذلك الضیاء وفی النور وسبل الرشاد نستبق

حضرت عبد المطلب فرماتے ہیں کہ میں نے کعبہ مقدسہ میں دیکھا کہ حضور کی ولادت کے وقت بت سجدہ گر گئے اور کعبہ کی دیواروں سے یہ آوازیں آنے لگیں۔

ولد المصطفی المختار الذی تھلك بیدہ الکفار
ویطھر من عبادۃ الاصنام ویامر بعبادۃ الملك العلام

کعبہ معظمہ آپ کی ولادت شریف سے تین روز تک جنبش میں رہا نوشیرواں کے مکان میں زلزلہ آیا اور ایک آواز دہشتناک پیدا ہوئی اور چودہ کنگرے گر گئے آتشخانہ فارس کی ہزار سالہ آگ ایکدم بجھ گئی دریا ساوی کا پانی خشک ہو گیا اور بہت عجائب وغرائب ظہور میں آئے۔ ۵

لمولدہ ایوان کسری تشققت مبانیہ واختطت علیہ شئونہ
لمولدہ خرت علی شرفاتہ فلا شرف للفرس یبقی حصینہ
لمولدہ نیران فارس اخمدت فنورھم اخمادہ کان حصینہ
لمولدہ غاضت بحیرۃ ساوۃ واعقب ذالك المدجور یشینہ
کان لم یکن بالامس یالناھل وورد العلین المستھام معینہ

محفل میلاد مبارک

سپاس گزاری انسان کی بہترین صفت ہے اور شکر الٰہی بجا لانا عین سعادت اور اسپر حضرت کریم

کارسازکی طرف سے مزید نعمت کا وعدہ لئن شکرتم لازیدنکم اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری یقیناً عظیم ترین نعم الٰہیہ قال اللہ تعالیٰ واذ قال موسیٰ لقومہ یاقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ اُن سب سے بالاتر نعمت کہ پروردگار عالم نے اپنے بندوں پر اسکی منت رکھی لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم الآیہ اور نعمت کی تحدیث اور اسکا ذکر مامور بہ اما بنعمۃ ربک فحدث تو محفل مبارک میلاد شریف تحدیث نعمت الٰہیہ اور موجب برکت و رحمت ثابت ہوئی اور اسکے استحباب پر قرآن پاک کی آیات مذکورہ دال ہیں وقت ذکر ولادت قیام کرنا بیشک مستحب ہے کیونکہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور آپکی تعظیم شرع میں مطلوب و تعزروہ وتوقروہ ائمہ دین اس مجلس کو منعقد کرتے چلے آئے ہیں۔ سیرۃ حلبی میں ہے کہ حضرت امام سبکی کے یہاں مجمع کثیر علما عصر کا تھا ایک نعت خوان نے یہ اشعار پڑھے

قلیل لمدح المصطفیٰ الخط بالذھب　　علی ورق من خط احسن من کتب
وان ینھض الاشراف عند سماعہ　　قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب

یہ سنکر امام سبکی نے قیام کیا اور تمام مجلس انکے ساتھ کھڑی ہوگئی امام ابو شامہ استاد امام نووی نے فرمایا کہ ہمارے زمانہ میں کیا خوب بدعت حسنہ ہے جو سالانہ حضور کے میلاد مبارک کے دن محفل میلاد قایم کرکے صدقات دیگر نیکیاں کرکے زینت و سرور کے اظہار کے ساتھ کی جاتی ہے اس میں فقرا پر احسان کرنے کے ساتھ ساتھ مجلس کرنے والے کے دل میں حضور کی محبت و توقیر کا ہونا بھی ظاہر ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو پیدا کرکے جو بندوں پر احسان فرمایا اُسکا یہ شخص شکرگزار ہے امام سخاوی نے فرمایا کہ مولود شریف کی محفلیں قرون ثلثہ کے بعد پیدا ہوئیں اور اسوقت سے ہر شہر و دیار اور تمام اقطار میں مسلمانوں کا معمول رہیں کہ اس روز مسلمان مجلسیں منعقد کرکے طرح طرح کے تصدق کرتے ہیں مولود شریف پڑھواتے ہیں اور اس کی برکت سے فضل عظیم پاتے ہیں۔ ابن جوزی نے کہا کہ مولود شریف کی خاصیت یہ ہے کہ اسکی برکت سے سال بھر امن رہتی ہے اور مرادیں حاصل ہوتی ہیں۔ بادشاہوں میں سب سے پہلے یہ مجلس ملک مظفر ابو سعید صاحب اربل نے منعقد کی اور اسی کے لیے حافظ ابن دحیہ نے ایک کتاب التنویر فی مولد البشیر النذیر تالیف فرمائی جسپر بادشاہ نے ہزار دینار انعام دیئے یہ بادشاہ ربیع الاول میں میلاد شریف کی ایک عظیم الشان محفل منعقد کرتا تھا خود عالم تھا عادل تھا صاحب اخلاق حسن اور نہایت بزرگ شخص تھا مدت دراز تک بادشاہ رہا۔ سبط ابن جوزی نے مراۃ الزمان میں

کہا ہے کہ مجھے شاہ اربل کی محفل میں شریک ہونے والوں سے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے اہل محفل کی مہمانی کے لیے جو سامان کیا تھا اسکا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ پانچ ہزار راس بکری دس ہزار مرغ ایک لاکھ زبدیہ تیس ہزار طباق حلوہ ہوتا تھا اور مولود شریف میں اکابر علماء و صوفیہ حاضر ہوتے تھے انھیں خلعتیں دی جاتی تھیں اور اس مجلس پر تین لاکھ دینار خرچ کیے جاتے تھے۔ حافظ ابن حجر محدث نے محفل مولود مبارک کے لیے حدیث صحیحین سے اصل ثابت کا استخراج کیا وہ حدیث یہ ہے جو بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہود دسویں محرم کو روزہ رکھتے ہیں۔ وجہ دریافت کی تو یہودیوں نے کہا کہ اس دن میں اللہ تعالٰی نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسٰی علیہ السلام کو نجات دی ہم اس کے شکر میں روزہ رکھتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ انبیا پر جو نعمتیں ہوئیں اُنکی یادگار قایم کرنا اور اُن پر شکر الٰہی بجا لانے کا خوگر ہونا اور ان ایام میں حسنات و خیرات کرنا اس حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ یہودیوں کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ حضرت موسٰی علیہ السلام کی اس نعمت پر شکر ادا کرنے کے تم سے ہم زیادہ مستحق ہیں۔ دوشنبہ کے روز ولادت مبارکہ کی خبر سنکر ابو لہب کافر نے اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کر دیا کیونکہ اُس نے حضور کی ولادت کی بشارت سُنائی تھی۔ اتنی خوشی کرنے پر ابولہب کو باوجود اُسکے کفر کے یہ جزا دی گئی کہ دوشنبہ کے روز اُسکے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور جن انگلیوں کے اشارے سے اس نے خبر لانے والی لونڈی کو آزاد کیا تھا اُن انگلیوں کے ذریعہ سے اُس کو پانی پینے کے لیے ملجاتا ہے۔ اگرچہ وہ جہنمی ہے۔ تو جو مُسلمان حسن عقیدت کے ساتھ حضور کی ولادت کی خوشی منائیں اُنکو بارگاہ الٰہی سے کیا کچھ نہ ملے گا۔ اسی وجہ سے تمام عالم میں میلاد شریف کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں اور مُسلمان خوشیاں مناتے اور برکتیں حاصل کرتے ہیں لیکن وہابیوں کو اس سے بہت صدمہ ہوتا ہے اور وہ ناٹکوں اور تھیٹروں کو بھی اتنا بُرا نہیں جانتے جتنا میلاد مبارکہ کی محافل متبرکہ کو بُرا سمجھتے ہیں۔

ولادت شریف کے وقت بھی شیاطین کے تخت آلٹ گئے تھے اور حضور کی رونق افروزی کا وقت اُن کی تباہی و بربادی کا وقت تھا۔

آج بھی اگر بددینوں کے دل اس ذکر پاک سے رنجیدہ ہوں تو کچھ تعجب نہیں۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماہ جمادی الآخرہ ۱۳ھ میں مسند آرائے سریر خلافت ہوئے۔ دس سال چند ماہ امور خلافت کو انجام دیا اس دہ سالہ خلافت کے ایام نے سلاطین عالم کو متحیر کر دیا ہے زمین عدل و داد سے بھر گئی دنیا میں راستی و دیانتداری کا سکہ رائج ہوا۔ مخلوق خدا کے دلوں میں حق پرستی و پاکبازی کا جذبہ پیدا ہوا۔ اسلام کے برکات سے عالم فیضیاب ہوا فتوحات اس کثرت سے ہوئیں کہ آج تک ملک و سلطنت کے والی سپاہ و لشکر کے مالک حیرت میں ہیں آپکے لشکروں نے جسطرف قدم اٹھایا فتح و ظفر قدم چومتی گئی۔ بڑے بڑے فریدوں فر شہریاروں کے تاج قدموں میں روندے گئے ممالک بلاد اس کثرت سے قبضہ میں آئے کہ انکی فہرست لکھی جائے تو صفحے کے صفحے بھر جائیں۔

رعب ہیبت کا یہ عالم تھا کہ بہادروں کے زہرے نام سنکر پانی ہوتے تھے جنگجویان صاحب ہنر کانپتے اور تھراتے تھے تاہر سلطنتیں خوف سے لرزتی تھیں باایں ہمہ فر و اقبال و رعب و سطوت آپکی درویشانہ زندگی میں کوئی فرق نہ آیا راتدن خوف خدا میں روتے روتے رخساروں پر نشان پڑ گئے تھے۔ آپ ہی کے عہد میں سن ہجری مقرر ہوا آپ ہی نے دفتر و دیوان کی بنا ڈالی۔ آپ ہی نے بیت المال بنایا۔ آپ ہی نے تمام بلاد و امصار میں تراویح کی جماعتیں قائم فرمائیں۔ آپ ہی نے شب کے پہرہ دار مقرر کیے جو رات کو پہرے دیتے تھے۔ یہ سب آپ کی خصوصیتیں ہیں آپ سے پہلے ان میں سے کوئی بات نہ تھی ابن عساکر نے اسماعیل بن زیاد سے روایت کی کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم مسجدوں پر گذرے جن میں قندیلیں روشن تھیں انھیں دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عمر کی قبر کو روشن فرمائے جنہوں نے ہماری مسجدوں کو منور کر دیا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی توسیع کی۔ آپ ہی نے یہود کو حجاز سے نکالا آپکے کرامات و فضائل بہت زیادہ ہیں اور آپ کی شان میں بہت احادیث وارد ہیں۔ سنہ ۲۳ھ میں آپ ابو لولو مجوسی کے ہاتھ سے مسجد میں شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخم کھانے کے بعد آپنے فرمایا **کان امر اللہ قدرا مقدورا** اور فرمایا کہ اللہ کی تعریف جس نے میری موت کسی مدعی اسلام کے ہاتھ پر نہ رکھی بعد وفات شریف باجازت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب روضہ قدسیہ کے اندر پہلوئے صدیق میں مدفون ہوئے اور آپ نے امر خلافت کو شوریٰ پر چھوڑا۔ وفات شریف کے وقت ارجح اقوال پر آپکی عمر شریف تریسٹھ ۶۳ سال کی تھی آپکی مہر کا نقش تھا کفی بالموت واعظا۔

خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپکا نسب نامہ عثمان بن عفان ابن ابی العاص بن امیہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف ابن قصی ابن کلاب ابن مرہ ابن کعب بن لوی ابن غالب۔ آپکی ولادت عام فیل سے چھٹے سال ہوئی آپ قدیم الاسلام ہیں اور آپکو اسلام کی دعوت حضرت صدیق نے دی آپنے دونوں ہجرتیں فرمائیں پہلے حبشکی طرف دوسرے مدینہ طیبہ آپکے نکاح میں حضور انور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاجزادیاں آئیں پہلے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُنکے ساتھ نبوت سے قبل نکاح ہوا اور انہوں نے غزوہ بدر کے زمانہ میں وفات پائی اور انھیں کی تیمارداری کی وجہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باجازت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں رہ گئے حضور نے اُنکا سہم واجر بحال رکھا اور اسی وجہ سے وہ بدریوں میں شمار کیے جاتے ہیں جس روز بدر میں مسلمانوں کے فتح پانے کی خبر مدینہ طیبہ میں پہنچی اسی دن حضرت رقیہ کو دفن کیا گیا تھا اسکے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری صاجزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپکے نکاح میں دیا جنکی وفات سنہ ۹ھ میں ہوئی۔ علما فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا دُنیا میں کوئی اور ایسا دوسرا شخص نظر نہیں آتا جسکے نکاح میں کسی نبی کی دو صاجزادیاں آئی ہوں اسی لیے آپکو ذوالنورین کہا جاتا ہے آپ سابقین اولین اور اوّل مہاجرین اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور اُن صحابہ میں سے ہیں جنکو اللہ تعالےٰ نے جمع قرآن کی عزت عطا فرمائی۔ حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت دریافت کیا گیا تو آپنے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جسکو ملأ اعلیٰ میں ذوالنورین پکارا جاتا ہے۔ آپ کی والدہ اروی بنت کریز ابن ربیعہ ابن حبیب ابن عبد شمس ہیں اور آپکی نانی ام حکیم بیضا بنت عبد المطلب ابن ہاشم ہیں جو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے والد ماجد کی توامہ یعنی اُنکے ساتھ پیدا ہونے والی بہن ہیں حضرت عثمان غنی کی والدہ حضور کی پھوپی زاد بہن ہیں۔ آپ بہت حسین وجمیل خوبرو تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے بعد اُنکو اُنکے چچا حکم ابن ابی العاص ابن امیہ نے پکڑکر باندھدیا اور کہا کہ تم اپنے آبا واجداد کا دین چھوڑکر ایک نیا دین اختیار کرتے ہو بخدا میں تمکو نہ چھوڑونگا جب تک تم اس دین کو نہ چھوڑو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں اس دین کو کبھی نچھوڑوں گا اور اس سے کبھی جدا نہوں گا۔ حکم نے آپکا یہ زبردست استقلال دیکھ کر چھوڑدیا

یہ معلوم کرنے کے بعد کہ کتاب شک و تردد سے پاک ہے اور اسکے تمام علوم قطعی و یقینی ہیں طالب کو یہ جستجو ہوتی ہے
کہ اس کتاب کا مضمون کیا ہے اور میری کس کس ضرورت میں کس حد تک کار آمد ہے کیا علم دیتی ہے کیا فائدہ پہنچاتی
ہے جبتک یہ بات معلوم نہ ہو رغبت پیدا نہیں ہوتی اس لیے کتاب مقدس میں ابتدا ہی میں کتاب کے مقصد فائدہ
اور مضامین سے هدًى لِلْمُتَّقِين فرماکر مطلع اور باخبر کردیا کہ انسان کے لیے راہ راست کا دریافت کرنا جو
منزل مقصود تک پہنچائے اسکے حوائج میں سب سے اہم و اعلیٰ ہے اس کتاب سے وہ راہ ملتی ہے اور اس کتاب کا
متبع ہدایت سے سرفراز ہوتا ہے۔ ہدایت بھی وہ ہدایت جس سے تقوے کے رفیع مقامات تک رسائی
حاصل ہو تو معلوم ہوا کہ انسان کے اہم ترین حوائج میں یہ کتاب دستگیری کرتی ہے اور وہ علوم اسکے مضامین ہیں
جن سے بندہ تقوے کے اعلیٰ مراتب تک پہنچ سکتا ہے اخروی زندگی کی کامیابی اور ابدی سعادت جو اس ہدایت
کے نتائج ہیں وہ اس کتاب کے فوائد ہیں۔ اس میں مضمون سابق کی تاکید بھی ہے کہ چونکہ یہ کتاب حق و یقین کے
اعلیٰ مرتبہ پر ہے اس لیے اس قابل ہے کہ طلبگاران ہدایت اس سے تمسک کریں اور یقینا وہی کتاب ہدایت ہو سکتی
ہے جسکے علوم تردد و احتمال اور غلطی کے اندیشہ سے برتر ہوں اسی طرح یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ اس کتاب کی حقیقت
اس سے اور ظاہر تر ہو جاتی ہے کہ وہ متقیوں کے لیے ہدایت ہے یعنی وہ حق و یقین کے ایسے اعلیٰ مرتبہ پر ہے کہ انسانوں کا
بہترین طبقہ اس کو اپنے لیے شمع راہ بناتا ہے اور جسکو بہترین طبقہ اپنا دستور العمل بنائے اور اس سے انتفاع کیلئے
اس سے دریوزہ گری نہ کرے اس کے حق و یقین ہونے میں کسی عامی کو شبہ کرنا محض کور باطنی اور سیاہ دلی
ہے یہ قرآن کریم کی فصاحت و خوش بیانی ایک عجیب منظر ہے لَا رَيْبَ فِيهِ اور هُدًى لِلْمُتَّقِين دو
جملے ہیں کیسے پر لطف جملے کیسی عجیب نظم کہ ہر ایک ان میں دوسرے کیلئے بینہ اور برہان ہے پہلا جملہ دوسرے کو
قوت پہنچاتا ہے اور دوسرا پہلے کو ثابت کرتا ہے۔

متقیوں کے لیے ہدایت ہونا: کسی چیز کے اعلیٰ وصفوں کو بیان کر دینا اس سے فروتر باتوں کو خود ثابت
کر دیتا ہے۔ کسی عالم کی صفت میں یہ بیان کر دینا کہ علماء اسکے درس سے منتفع ہوتے ہیں کم حیثیت طالب علموں کو درس
دینے کی صفت سے غنی کرتا ہے جو کتاب متقیوں کے لیے ہدایت ہو پھر ان سے فروتر لوگوں کے لیے کسطرح ہدایت
نہ ہوگی اسی لیے قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد ہوا شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ
اب یہاں قرآن پاک کا ہدایت ہونا ہر انسان کے لیے بیان فرمایا گیا ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر اسکی مثال اسکے قریب قریب
ہے جیسے کوئی شخص ایک شاہنشاہ کی مدح میں کہے کہ اسکے جود و نوال بذل و کرم سے بادشاہ فائدہ اٹھاتے ہیں اور تاج
و دیہیم کے مالک اسکے دست سخا سے دولتیں حاصل کرتے ہیں دوسری مرتبہ اسی شاہنشاہ کی تعریف میں کہا جائے کہ اسکا
فیض عام ہر امیر و غریب کو فائدہ پہنچاتا ہے تو اگرچہ پہلی عبارت میں صرف سلاطین کے فائدے پانیکا ذکر ہے مگر جسے عقل و خرد

فوراً سمجھ لیتا ہے کہ جسکے جود و سخا کی یہ وسعت ہے کہ امراء و سلاطین کو بھی فیضیاب کرتا ہے تو ان سے کم درجہ کے لوگ اُسکے اس فیض سے کیوں محروم رہیں گے دونوں عبارتوں کا ایک ہی نتیجہ ہے مگر تبدیل اسلوب میں عجیب حکمت ہے۔ یہ ابرار کتاب ہے اور طالب اس کتاب کی جلالت و رفعت منزلت معلوم کرنا چاہتا ہے تو مناسب یہی ہے کہ یہاں بتایا جائے کہ یہ وہ کتاب ہے جس سے انسانوں کا اعلیٰ ترین طبقہ نفع پاتا ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ رہنمائی بھی طرح طرح کی ہوتی ہے حق و صواب کی طرف بھی ہو مگر اُن امور میں نہو جن سے انسانی سعادت کا قوی تعلق ہے تو طالب کو اُسکی طرف رغبت نہیں پیدا ہوتی مثلاً یہ کہ کل ہمیشہ جز سے بڑا ہوتا ہے اور زوج متساویین پر تقسیم ہو سکتا ہے۔ آسمان بلند ہے ستارے روشن ہیں یہ سب باتیں بھی حق ہیں مگر ان پر انسانی سعادت کا مدار نہیں تو انکی طرف ہدایت کرنا انسان کے دلکو اپنی طرف نہیں کھینچتا اس لیے فقط اتنی بات کہدینا کہ امور واقعیہ حقہ کی طرف یہ کتاب ہدایت ہے۔ کتاب کے ساتھ گرویدگی اور محبت کا سبب نہیں ہو سکتا جبتک کہ یہ بھی نہ بتایا جائے کہ اس ہدایت سے ہمیں کیا فائدہ ملیگا۔ اس فائدہ کو طویل عبارتوں سے ایسا ذہن نشین نہیں کیا جا سکتا تھا جیسا ایک للمتقین نے خاطر گزین کر دیا کہ یہ کتاب ایسے امور حقہ کو بتاتی ہے جن سے انسان مرتبہ تقوے پر فائض ہوتا ہے۔ فصحا کا یہ بھی دستور ہے کہ شئے کو مابؤل الیہ کے اعتبار سے تعبیر کرتے ہیں جیسے ایک شاعر کہتا ہے ع بسوے دلبر ہمی نگا ہے کردہ ام پیدا۔ تو دلبر کی طرف نگاہ پیدا کرنیکے کیا معنے۔ دلبر تو وہ جب ہوگا جب اسکی طرف آنکھ لگائی جائے گی مگر چونکہ اسکا انجام کار یہی ہے اس لیے اُسے پہلے ہی سے دلبر کہا۔ رات دن کے محاورات میں یہ طریقہ رائج ہے اس لیے جو لوگ مآل کار متقی ہیں اور انکا انجام کار تقوے ہے انکی متقی سے تعبیر فرما دینا کمال فصاحت ہے کیونکہ کسی شخص یا قوم کو اسکے بہترین حالات کے اعتبار سے تعبیر کرنا اصحاب ادب کے نزدیک محمود و ستودہ امر ہے۔ علاوہ بریں دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو وہ جن میں حق کی طلب صادق ہو خواہ وہ ہنوز حق تک رسائی حاصل نہ کر سکے ہوں۔ ایسے لوگ تو کسی رہنما کی رہنمائی سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں دوسرے وہ معاندین جو دیدہ و دانستہ بھی حق کا انکار کرتے ہیں۔ تمرد و سرکشی ضد و عناد انکی سیرت ہے کسی شخص کے جھٹلانے کے لیے روز روشن میں آفتاب کے نور و ضیا اور گرمی و حرارت کو دیکھنے اور محسوس کرنے کے بعد بھی انکار پر جمے رہنا اپنی وضعداری سمجھتے ہیں وہ رہنما کی رہنمائی سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے اس لیے یہ کہدینا بہت ہی صحیح اور بالکل حق ہے کہ اس ہدایت کا نفع اُن ہی لوگوں کے لیے ہے جو دلمیں خدا کا خوف رکھتے ہیں اور حق جوئی کی صفت کو انہوں نے عناد کے ہاتھوں برباد نہیں کرا دیا ہے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ہدایت کس کے حق میں نافع ہوتی ہے اور کون اُس سے بے نصیب رہتا ہے۔ رہنمائی تو سب کو کیجاتی ہے۔ راستہ تو سارے عالم کو دکھا دیا جاتا ہے مگر عناد کی سیاہی نے جسکی بصیرت کو باطل نہیں کر دیا ہے وہی راہ حق سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے ؎

ابر گر آب زندگی بارد ہرگز از شاخ بید بر نخوری

قادر نے ابھی اسکو زندگی کا اعزاز بخشا اور ابھی حکم دیا کہ دنیا سے نکلو اور نکال دیا۔ تو کیا یہ پنڈت کے اعتقاد میں ایشور کی کم علمی ہے کہ جسے فوراً موت دینی تھی اُسکو زندہ ہی کیوں کیا یا پیدا کرنا اور مارنا ایشور کے سوا کسی اور کا فعل ہے لاکھوں جاندار پیدا ہوتے ہیں مر جاتے ہیں کروڑوں درخت زمین سے برآمد ہوتے ہی نیست و نابود ہوتے رہتے ہیں تو کیا یہ پنڈت کے نزدیک ایشور کی بے علمی کے دلائل ہیں اور پنڈت کو یہ کہنا گوارا ہوگا کہ اگر ایشور کو معلوم ہوتا کہ انھیں پیدا کرتے ہی فنا کرنا ہوگا تو انھیں پیدا ہی نہیں کرتا۔ بندہ کو افعال الٰہیہ کی حکمت کا معلوم ہونا اُن افعال کے عبث ہونے کی دلیل نہیں اور جو ایسا سمجھے وہ نہایت گستاخ جہل مرکب میں گرفتار ہے۔ بندوں کو کسی منصب پر پہنچانا۔ عزت دینا۔ سلطنت دینا یہ سب کام خدا ہی کے ہیں اسی کی قدرت سے ہوتے ہیں پھر بہت مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کامیابی کے ساتھ ہی ناکامی بھی ہو جاتی ہے۔ کسی منصب پر پہنچتے ہی اُس سے محروم ہو جاتے ہیں سلطنت پاتے ہی اُتار ڈالے جاتے ہیں۔ اگر ان سب کو دلائل بے علمی بتایئے تو پنڈت کو اُس کے مزعوم ایشور کی بے علمی پر بے انتہا دلائل ملیں گے۔ اپنی بے علمی کو قادر علیم کی طرف منسوب کرنا آدمی کے لیے انتہائی کمینہ پن ہے حقیقت اعتراض تو ظاہر ہو گئی اور ثابت ہو گیا کہ یہ جاہلانہ اعتراض معترض کی نافہمی کی دلیل ہے۔ علاوہ بریں قرآن پاک پر اعتراض وارد ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اُس میں کہیں یہ ہے ہی نہیں کہ حضرت آدم کو جنت میں داخل کرتے ہی وہاں سے علیحدہ کیا گیا البتہ یہ اعتراض پنڈت پر وارد ہوتا ہے اور غیر متناہی مرتبہ وارد ہوتا ہے۔ پنڈت کا دوسرا اعتراض یہ ہے "کہ معلوم ہوتا ہے کہ (خدا) بہکانے والے شیطان کو سزا دینے سے قاصر بھی ہے" پوچھیے پنڈت سے کہ قرآن پاک کے کس لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کس عبارت کا یہ ترجمہ یا مطلب ہے۔ سارے اعتراض فرا ہی کی بنیاد پر ہیں جو قرآن پاک میں نہیں ہے اُس کو قرآن پاک کی طرف نسبت کر کے اعتراض کرنا بس معترض کی اتنی ہی قابلیت ہے یا اُس نے سمجھا کہ ابھی تک شیطان کو کوئی ایسی سزا نہیں دی گئی جو پنڈت کی سمجھ میں آ سکتی تو کسی مجرم کو فی الفور سزا دینا حاکم پر لازم نہیں۔ وہ بتقاضائے حکمت۔ مقدمہ کی سماعت اور فیصلہ کے لیے کوئی وقت معین کرتا ہے اور جرم کے صدور سے ایک عرصہ کے بعد سزا دیتا ہے۔ اِسکے یہ معنی کوئی نادان سے نادان بھی نہیں سمجھیگا کہ حاکم سزا دینے سے مجبور ہے اور اُسکو سزا پر قدرت نہیں۔ کیا پنڈت جی کے نزدیک مسلمان عیسائی بت پرست ملحد اور آریوں کے سوا باقی تمام قومیں جو آریہ دہرم کا ناش کرتی ہیں۔ ایشور کی مجرم اور خطا دار نہیں اگر یہ کہیے ثابت ہوتا ہے کہ آریہ دہرم باطل ہے کہ اُس کا رد کرنے والا۔ اسکو باطل سمجھنے والا۔ اُسکے خلاف عمل کرنے والا خطاوار بھی نہیں ہوتا اگر کہیے کہ مجرم ہے، تو ان مجرموں کو ایشور نے چھوڑ رکھا ہے اور چھوڑ بھی ایسا رکھا ہے کہ آریہ انکے غلام ہیں اور وہ انکے حکمران۔ یہ رعیت ہیں اور وہ انکے بادشاہ تو پنڈت صاحب کیا فرمائیں گے

اس سے ایشور کا قاصر و عاجز ہونا ثابت ہوا یا پنڈت صاحب کا علم و عقل سے بے تعلق ہونا۔ دنیا
میں کتنے بد افعال کرنے والے ہیں جو طویل زندگانی جیتے اور دُنیا کی طرح طرح کی نعمتیں پاتے ہیں
اور زندگی بھر انھیں کوئی سزا نہیں ملتی تو کیا پنڈت جی کے نزدیک انکا ایشور انھیں عمل کا بدلہ
اور سزا دینے سے قاصر و عاجز ہے۔ کس مُنھ سے پنڈت جی نے قرآن پاک پر اعتراض کیا تھا جس
صحت کی کوئی توجیہ کسی طرح ممکن نہیں ؏ تیسرا اعتراض پنڈت جی کا یہ ہے کہ وہ درخت کس کے لیے پیدا کیا،
اپنے لیے یا دوسرے کے لیے اگر دوسرے کے لیے تو کیوں آدم کو روکا" ایسے مہمل و لایعنی اعتراض اس قابل
نہیں کہ انکی طرف التفات کیا جائے مگر چونکہ آریوں کو اسپر بہت فخر ہے اور اگر کوئی اعتراض چھوڑ دیا جائے
تو اپنی جماعت میں وہ یہ کہکر راجہ بننے کی کوشش کریں گے کہ فلاں اعتراض کا جواب نہوا اس لیے ان
عقلمندی کا اظہار کر دیا جاتا ہے یہ بات تو بندہ کی شان سے بہت بعید ہے اور کسی خدا شناس کی
زبان سے نکل بھی نہیں سکتی کہ وہ درخت خدا نے اپنے لیے پیدا کیا تھا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
پنڈت جی خدا اور اسکی صفات کمال کو جانتے ہی نہ تھے ورنہ ایسا لفظ زبان پر لانیکی جرأت نہ کرتے۔ دوسری
بات یہ کہ جو چیز اپنے لیے ہو اس سے کسی کو کسی وقت میں بھی منع کر نادرست نہیں یہ بات اہل عقل کے نزدیک تو
باطل ہے پنڈت صاحب بھی ایسا کہہ سکتے ہیں۔ کیا پنڈت جی کے دھرم میں کوئی چیز ممنوع نہیں ہے
اگر ہے تو ایشور نے اپنے لیے پیدا کی ہے یا اوروں کے لیے کی ہے تو منع کیوں کرتا ہے اپنا ہی اعتراض دیکھ لیں کہ
اُنکے مذہب کی ہر ممنوع پر وارد ہوتا ہے پنڈت جی کارخانہ عالم کے اس اصول سے بالکل بے خبر ہیں
کہ بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو ایک مخلوق کے لیے قابل استعمال ہوتی ہیں دوسرے کے لیے نہیں تو
اسکی نسبت یہ سوال محض بے معنیٰ ہے کہ جب یہ خدا کے لیے نہیں ہے تو اور ونکو اس سے کیوں روکا جاتا
ہے یعنی ہر شخص اسے استعمال کرے۔ خدا تو اس سے پاک ہے کہ کسی چیز کی اسکو حاجت ہو تو اب جتنی چیزیں
دنیا میں ہیں اسکے استعمال کرنے والی مخلوق ہی ہے تو پنڈت جی کے قاعدہ سے چاہیے کہ یہاں کی کسی چیز سے
بھی کسی کو منع نہ کیا جائے مگر پنڈت صاحب کا عمل خود بھی اسکے خلاف ہے۔ ایک دانہ زمین سے جمتا ہے
اس سے دانہ اور بھوسہ دونوں پیدا ہوتے ہیں دانہ تو پنڈت جی خود کھا لیتے ہیں بھوسہ کو اپنے لیے کیوں
ناجائز سمجھتے ہیں اسوقت انھیں اپنا یہ اعتراض یاد نہیں آتا بھوسہ گائے بیل کو دیتے ہیں اور دانہ سے اسکو ماتا کہکر بھی روکتے
ہیں اور اپنا یہ اعتراض بھول جاتے ہیں۔ لاکھوں مثالیں ہیں جہاں ایک چیز کو ایک مخلوق استعمال کرتی
دوسری نہیں کرتی اور اسی کے لیے استعمال مناسب ہوتا ہے دوسرے کیلئے نامناسب اور تقاضائے حکمت یہی ہے کہ نامناسب بات سے منع کر دیا جائے
بلکہ ایک ہی چیز ایک ہی شخص کے لیے کسی وقت مناسب ہوتی ہے اور کسی وقت نامناسب جسوقت مناسب ہوتی ہے اجازت دیجاتی ہے جب نامناسب

پرجوش صدائے احتجاج:۔ ۱۴؍ اگست ۲۹ء کو بعد نماز عشاء زیر صدارت حضرت علامہ مولانا ابوالمسعود شیخ سعد اللہ صاحب مکی مدظلہ خطیب زکریا مسجد، مسلمانان بمبئی کا ایک جلاس عام مسجد نگاری محلہ میں منعقد ہوا۔
واقعات پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا نذیر احمد صاحب خجندی نے ذیل کی تجویز پیش فرمائی اور مولانا قاضی احسان الحق صاحب نعیمی نے حضرت قبلۂ عالم مدظلہ کی خدمات اسلام نمایاں فرماتے ہوئے تائید کی۔ مجمع کثیر تھا۔ حاضرین میں خاص جوش پایا جاتا تھا۔ تجویز بالاتفاق منظور کی گئی۔

تجویز:۔ مسلمانان بمبئی کا یہ اجلاس عام حضرت قبلۂ عالم مولانا حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری کے وقار و ہر دل عزیزی کو ملحوظ رکھتے ہوئے حکام کشمیر کے اس ظالمانہ اعلان کو نفرت و ناراضی سے دیکھتا ہے کہ ریاست کشمیر و جموں میں حضرت ممدوح کا داخلہ بند کر دیا گیا۔ اور پر زور الفاظ میں مہاراجہ کشمیر نیز ہز اکسیلنسی گورنر جنرل وائسرائے ہند کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ اس بندش کو توڑ کر مسلمانان اکناف و اطراف ہند کا بڑھتا ہوا جوش و اشتعال تسلی و تسکین سے تبدیل کریں (مرسلہ محمد زکریا ذاکر مہار)

بزم فاتحہ مجدد مائۃ حاضرہ:۔ ۲۶؍ صفر المظفر ۴۸ھ شب شنبہ بعد نماز عشاء بتقریب عرس امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا قاری حافظ شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز مسجد رنگاری محلہ بمبئی میں مجلس فاتحہ منعقد کی گئی۔ تلاوت کلام اللہ شریف و نعت پاک کے بعد۔ حضرت علامہ مولانا شیخ حافظ قاری ابو مسعود سعد اللہ صاحب مکی خطیب زکریا مسجد نے ممدوح مبرور کے مناقب و کرامات پر فاضلانہ تقریر فرمائی (۲) مولانا نور محمد صاحب رضوی اعظمی نے مفصل حالات و کرامات بیان فرماتے ہوئے اس پر روشنی ڈالی کہ حضرت مغفور کا فیض بنی نوع انسان تک محدود نہ تھا۔ بلکہ اجنہ بھی آپ سے مستفیض ہوتے تھے (۳) حضرت مولانا قاضی مفتی احسان الحق صاحب نعیمی نے واقعات فضائل و خصائص و تبحر علمی کو واضح فرماتے ہوئے آپ کے طریق اعلائے کلمۃ الحق کو ضروری و مناسب تر ثابت کیا (۴) خطیب العلما حضرت علامہ مولانا نذیر احمد صاحب خجندی نے طبقہ اہل سنت و جماعت کے برحق و ناجی ہونے پر ایک دلپسند مدلل نفیس اور مختصر تقریر کی۔ وہابی غیر مقلد وہابی دیوبندی۔ اہل قرآن۔ رافضی۔ نیچری۔ قادیانی اور بابی جیسے جرگوں کا باطل ہونا ثابت کیا اور بتایا کہ ہوش سنبھالنے کے بعد ہی آخر دم تک اس امام اہل سنت و مجدد مائۃ حاضرہ جیسے روشن چراغ نے سراج منیر نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منور ہو کر اسلام کے چہرہ سے ان مذاہب باطلہ کی تاریکی کو دور فرمایا (۵) امام الدین حضرت مولانا قاری شاہ احمد مختار صاحب صدیقی نے مناقب خصائص کی روشنی میں اسکو ثابت کیا کہ:۔ حضرت مبرور سچے عاشق تھے سرکار دو عالم نبی مکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فاتحہ۔ قل۔ صلوٰۃ و سلام کے ساتھ مجلس شب کو دو بجے ختم ہوئی۔ امام علی صاحب مالک آئسکریم ہوٹل نے اعلیٰ ترین ملائی کا برف نیاز میں پیش فرمایا۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ (راقم محمد ظہور الحق عرف حمانی میاں)

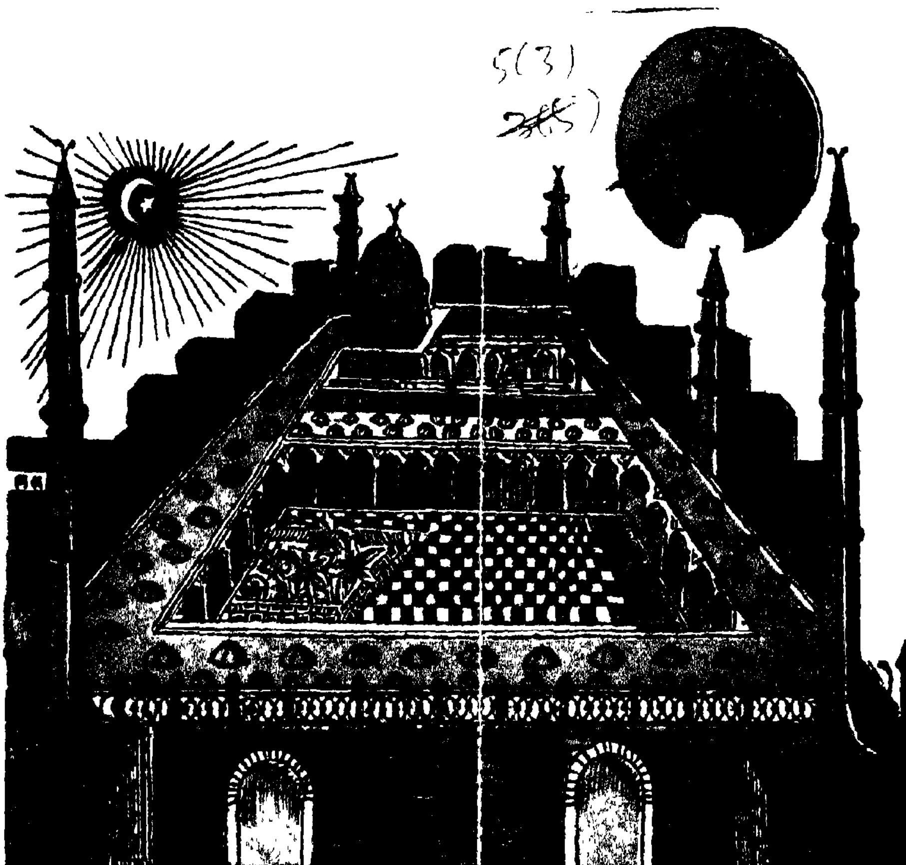
کتب ذیل اور رد وہابیہ کی دیگر کتابیں دفتر السواد الاعظم سے طلب فرمائیے

انوار ساطعہ یہ وہ کتاب ہے جس نے وہابیوں کی مدت ہائے درازکی محنتوں کو خاک میں ملادیا اور فاتحہ سوم چہلم عرس گیارھویں شریف میلاد شریف قیام نعت خوانی ملک پڑھنا شیرینی تقسیم کرنا وغیرہا تمام مسائل کے ایسے زبردست ثبوت دیئے جس نے وہابیہ کو عاجز کردیا اور کوئی جواب ان سے بن نہ پڑا۔ براہین قاطعہ میں انہوں نے جو عرقریزی اور محنت اٹھائی تھی اس کتاب کی طبع مابعد میں اُس سب کے بھی پرخچے اڑادیئے زبان نہایت سہل طرز بیان دلنشین دلائل قوی ہزارہا وہابی اس کتاب کو پڑھکر سُنی ہوگئے جس شخص کے پاس یہ کتاب ہو وہابی اُس سے گفتگو نہیں کرسکتا۔ مسائل مذکورہ کے سوا علم غیب وغیرہ کے مسائل بھی خوب بیان کیے ہیں حضرت مولٰنا مولوی عبدالسمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ عرب وعجم کے کثیر التعداد علما وفضلا نے اس کتاب کو پسند کیا ہے اور اُس کی بہت تعریفیں کی ہیں عجیب نعمت ہے رف کاغذ پر چھپی ہے حجم ۳۷۵ صفحے ہے قیمت ایک روپیہ جلد طلب فرمایئے کم تعداد میں باقی رہ گئی ہے۔

العقائد عقائد کے بیان میں۔ حضرت صدرالافاضل مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم کا یہ ایک تازہ رسالہ ہے جو تبلیغی مدارس کے لیے نہایت سہل زبان میں تصنیف کیا ہے تاکہ بچے اور بچیاں بآسانی سمجھ سکیں۔ ہر مسلمان مرد وعورت کو اسکا پڑھنا اور سُننا نہایت ضروری ہے۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ اس کو کثیر تعداد میں خرید کر غریبوں میں مفت تقسیم کیاجائے اور محکمہ تبلیغ مدرسہ اہل سنت وجماعت کی طرف سے بہت تقسیم کی گئی ہے قیمت ۲

ابتدائی کتاب مدرسہ اہل سنت وجماعت مرادآباد کے ملحقہ مدارس کی ابتدائی جماعتوں کے لیے حضرت صدرالافاضل مولٰنا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم نے بجائے قاعدہ کے یہ کتاب تصنیف کی ہے اگر بچوں کو بسم اللہ کرتے ہی یہ کتاب پڑھادی جائے تو اس ایک ہی کتاب سے ان کو اتنی قوت ہوجائے گی کہ وہ قرآن شریف بھی پڑھ سکیں اردو کی کتابیں بھی پڑھ سکیں حساب بھی شروع کرسکیں اوزان اور رقموں کو پہچان جائیں۔ پیسہ آنہ پائی بھی لکھنے لگیں کسی اور دوسرے قاعدہ سے اتنا فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ تمام مدارس میں ابتدائی جماعتوں کو یہ کتاب پڑھائی جائے تو بہت مناسب ہو۔ قیمت ۱ر

عمر نعیمی چوکی حسن خان مرادآباد



ز خاک اے لالۂ سیراب برخیز
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
بروں آور سر از برد یمانی
کہ روئے تست صبح زندگانی

السواد الاعظم

(مولانا) عمر نعیمی

ھدیۂ سالانہ ایک روپیہ

فہرست مضامین

۴۸۶

آسمانی سیر

سیر و سیاحت کے واقعات بالعموم قلمبند کیے جاتے ہیں اور اہل ذوق اُن کو دلچسپی کے ساتھ دیکھتے اور پڑھتے ہیں اس لیے سفرنامے لکھنے کا ایک عام دستور ہوگیا ہے ان سفرناموں سے علاوہ دلچسپی اور وسعت معلومات کے اور فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں لیکن خطہ زمین کی سیر کوئی امر عجیب نہیں نہ اس سے اُس مسافر کے لیے کوئی منزلت یا مزیت ثابت ہوتی ہے۔ ایک شخص اُٹھا اور جنگلوں پہاڑوں دریاؤں آبادیوں ویرانوں میں گشت کر آیا اُسکا یہ کام نہ عام طاقت انسانی سے بالاتر ہے نہ اس سفر کو اُسکے لیے قرب حق کی دلیل بنایا جاسکتا ہے لیکن کرۂ ارض سے تجاوز کرکے احاطہ کرنے والے آسمانوں سے گذرنا اور جسد بشری کا تمام فضائیں طے کرکے عالم سماوات میں سیر فرمانا یہ ایسی عجیب بات ہے جو عالم نقل و حکایت میں بھی صرف ایک ہی ذات کے لیے ثابت ہے۔ علاوہ اس کے کہ یہ سیر عقل کو حیرت میں ڈالنے والے عجائب پر مشتمل ہے اور قدرت الٰہیہ کے بدیع و رفیع مدارج و مراتب کا اظہار کرتی ہے خلق کے لیے فیض ربانی کا فتح باب اور انسانی عزت کے لیے انتہائی عزت کا تاج افتخار ہے جو اُس کو بواسطہ ایک فرد کامل کے حاصل ہوا۔

قرب کے بھی مدارج و مراتب ہیں انمیں یہ مرتبہ سب سے اعلیٰ و بالا ہے۔

سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و بارک وسلم کی شان محبوبیت کبریٰ نمودار ہو رہی ہے۔

پیاری رات

عزت و کرامت شرف و منزلت والی رات محب و محبوب کے وصال کی رات جمال و جلال کے اتصال کی رات رازدار رات پیاری رات عالم پر اُسکا خیمہ نصب ہے طنابیں کھنچی ہوئی ہیں آفتاب کو غروب کیے عرصہ گزر چکا ہے وقت ٹھنڈا ہو چکا خوشبودار ہواؤں نے عالم مہکا دیا قدسی انوار نے رات کو دن سے زیادہ نورانی بنا دیا ملائکہ مقربین میں سے ایک رسول محترم روح امین مامور کیے گئے روحانیوں کا سردار خدمت کے لیے کمربستہ ہوا۔ رب العالمین کی طرف سے پیامی بنا کر محبوب مطلوب کی خدمت میں مع براق بھیجا گیا۔ یہ وحی کا حامل ملائکہ کا محترم رسول مباشرت جمال جلال ازلی و محاضرت کمال عز ابدی کی بشارت لیکر شباشب آستان رحمت نشان حبیب ذیشان رفیع المکان پر حاضر ہوا۔ امین ادب سے سلام عرض کیا پیام پہنچایا محب و محبوب کو محبوب محب کے وصال کا مژدہ سنایا۔ براق پیش کیا عز و شان کے ساتھ سوار کیا بساط بسیط اسریٰ بعبدہ لیلا کے دست قدرت سے طے ہوا اور چشم قضا و قدر نے انگونی بلا استخلصہ

لنفسی کی نظر سے ملاحظہ فرمایا ملکوت اعلی اور سموات کے تمام عالم لنریہ من ایتنا میں آپکے لیے پیش کیے گئے کونین کے محذرات اور ملکین کے سرائر و مستورات دارین کے امور ثقلین کے علوم مجلس لقد رای من ایت ربہ الکبریٰ لکہوئے میں آپکے عقد میں لائے گئے روساء رسل آپکے ساتھی ہوئے جبکہ آپ افق اعلیٰ میں جلوہ نما تھے اور انبیاء آسمانوں کے دروازوں پر آپکی تشریف آوری کے انتظار میں حاضر رہنے پر مامور ہوئے۔ ملائکہ کے ملوک و سلاطین دربان ہوکر سدرۃ المنتہیٰ تک خدمت میں دوڑتے رہے قدسیوں کے سرداروں نے درخواست کی کہ انکی آنکھوں کو مشاہدۂ طلعت اور انکے دلوں کو ملاحظۂ بہجت سے نوازیں فیض برسر کرم ہوا کریم بندہ نواز نے اخلاص مندوں کی التجا پذیرا فرمائی۔ انوار کی بہا و ضیا اپنے اشراق سے آسمانوں کے دروازوں اور سدرۃ المنتہیٰ پر چھا گئی جمال جمیل اور جلال جلیل نے نور پیکروں صفیح اعلیٰ کے ساکنوں کی آنکھیں جھپکادیں سرادق اسنیٰ والوں کی گردنیں ہیبت سے جھک گئیں اور صوامع نور کے رہنے والوں کے سر نیچے ہوگئے آپکے کمال مجد کو دیکھنے کے لیے کروبین و روحانیین کی آنکھیں اٹھیں ملائکہ مقربین صف بستہ مودب کھڑے رہے۔ حضائر قدس تسبیح کرنے والوں کی طربناک صداؤں سے گونج اٹھے معالم تنزیہ متواجدین کے انفاس سے پُر ہوگئے۔ عرش و کرسی دیدانکی مسرت میں جھومنے لگے۔ خوش منظر جنتیں تشریف آوری کی خوشی میں مزین کی گئیں آسمانوں کے ایوان جلوۂ محبوب کی نرالی چمک سے جگمگا اٹھے عالم بالا کو افتخار ہوا چشم مختار کے لیے اسرار کھولے گئے اور صاحب انوار کے لیے حجب استار اٹھا دیے گئے جبریل امین نے وما منا الا لہ مقام معلوم تک حق خدمت انجام دیکر عرض کیا کہ حبیب قریب قرب الٰہی اور لقائے محبوب مبارک اب آگئے آپکا مقام خاص ہے یہاں سے آگے بڑھنے میں کسی کی تاب و مجال نہیں حضور منازل نور میں آگے بڑھتے۔ رسولوں کے سردار جبریل امین اپنے مقام پر رہ گئے۔ انبیاء علیہم السلام حرم حرمت میں قدم خدمت پر ستادہ رہے اور ملائکہ معارج جلال میں پائے اجلال پر قائم عشاق مقامات اشواق میں واپسی کے منتظر کہ حبیب کریم کی ذات مبارک سے نسیم محبوب کے لطف کی ہوا آئے حضور اس مقام پر پہنچے کہ صحیفۂ لوح اعظم پر اقلام وحی کی آواز سننے میں آتی تھی اب رفرف نور پر افق اعلیٰ کی طرف سیر فرمائی اور شوق کی بازوں سے مقام دنیٰ تک پرواز کی۔ قرب خاص حاصل ہوا۔ کریم مہمان نواز نے مہمان سراپا ناز کو ریاض قاب قوسین میں اتارا مقام اختصاص میں آپکے لیے فرش دنو و او ادنیٰ بچھایا گیا حضرت رفیع اعلیٰ عزوجلا تبارک و تعالیٰ کی طرف سے خطاب کریم بہ تحیۃ و تکریم ہوا۔ السلام علیک ایہا النبی فرمایا گیا۔ حبیب اکرم نے اکرام کے ساتھ اس سلام کو قبول کیا۔ حضرت جلیل قدوس نے حبیب کے قلب مبارک کو منبسط فرمایا مخاطبات شریفہ ہوئے دل اسرار منزل خزینہ بنا فاوحیٰ الی عبدہٖ

ما اوحیٰ کے رازوں کو محفوظ کیا اور لقد رأٰہ نزلۃ اخریٰ کے ظہور سے کشف فرمایا گیا۔ حضور نے جواب سلام کا ارادہ کیا قضا و قدر نے آپکا دہن اقدس کھولا اور بحر علم ازلی سے ایک قطرہ ٹپکایا جس سے علم اولین و آخرین حاصل ہوا۔ حضور کے خلق عظیم و جود عمیم نے زبان کھولی عرض کیا یہ درگاہ کرم دربار نعم معدن رحمت ایوان فضل بساط فتوت منبع خیرات ہے مکارم کے طریق میں نیازمندوں کو بھولجانا شایان نہیں اور موافات کے آئین میں اخلاص مندوں کو فراموش کرنا مستحسن نہیں حضور نے اپنے عواطف مراحم کے ساتھ توجہ فرمائی اور ان کی طرف سے اپنے عنان بر و احسان کو پھیرا اور اپنے شرف و منزلت دعوت و برکت میں انکا ایک حصہ رکھا اور انھیں وہاں یاد فرمایا جہاں یاد کرنے والے کو خود فراموشی ہوتی ہے فردحد کے ساتھ مقام انفراد اور مناجات میں غلاموں کو فراموش نہ کیا اور فرمایا السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین حبیب جلیل جل جلالہٗ نے ندا فرمائی اے سید سادات امام اہل مکرمات آپ ہی کے لیے جلالت ہے اولاً و آخراً اور آپ ہی کے لیے مفاخر ہیں باطناً و ظاہراً اور مروت و وفا فتوت و صفا آپ ہی کے ساتھ خاص ہے کیا ہمنے آپکا سینہ نہ کھول دیا کیا ہمنے آپ سے وہ بار دور نہ کیا جس نے آپ کی پشت کو شکستہ کر دیا تھا کیا ہمنے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند کیا ہم نے آپکو ازل میں تمام مرسلین پر شرف عطا نہ فرمایا۔ کیا ہمنے آپکو احمر و اسود کی طرف رسول نہ بنایا کیا ہم نے آپکو علیین میں مجد امجد کے متاع عطا نہ فرمائے کیا ہمنے عیسےٰ کو رسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد کا مبشر اور مژدہ رساں نہ بنایا اور نبی کہتے ہیں رب اشرح لی صدری اے پروردگار میرا سینہ کھول اور تم سے فرمایا جاتا ہے الم نشرح لک صدرک کیا ہم نے تمہارے لیے تمہارا سینہ کھول نہ دیا وہ کہتے ہیں رب ارنی یارب مجھے اپنا دیدار دکھا اور تم سے کہا جاتا ہے الم تر الی ربک کیا تم نے نہیں دیکھا اپنے رب کی طرف۔ تم دنیا میں اپنی امت پر شہید ہوا اور آخرت میں وہی ہوگا جو تم چاہو تو جب آپ تمہید شریعت سے فارغ ہوں تو مومنین کے لیے استغفار میں مشغول ہو جئے اور اپنی امت کے حق میں اپنے رب کی طرف رغبت کیجئے غرض محب و محبوب میں خوب راز و نیاز ہوئے ادھر جو عرض کرنا تھا حسن ادب کے ساتھ سب کچھ عرض کیا ادھر سے غایت کرم کے ساتھ بے نہایت نوازشیں ہوئیں قلب مبارک کو بیت حکمت زبان اقدس کو محل فصاحت عنصر شریف کو معدن عنایت ذکر شریف کو منبع اعجاز بنایا گیا اور ارشاد الٰہی ہوا کہ آپ جب سفر اسریٰ سے واپس ہوں تو میرے بندوں کو خبردار کیجئے کہ میں غفور و رحیم ہوں اور میری مخلوق کو آگاہ فرمایئے کہ میں قریب ہوں داعی کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرے صاحب رسالت نے زبان فصیح سے محامد عرض کرکے فرمایا یارب میں تیری ثنا کی طاقت نہیں رکھتا تیری شان عالی ایسی ہی ہے جیسی خود تو نے ثنا فرمائی۔ پھر حضور نے اہل عالم

کیطرف سعادت فرمائی۔ سردار ملائکہ نے آپکے قدم کو چوما
میں پیشانیاں ٹیکیں روح امین آپ کی فخر و منزلت کے غاشیہ
بردار اور آپکی تعظیم قدر کے لیے صفوف ملائکہ میں
طرق خوان ہوئے حضرت آدم نے آپ کی جلالت
کے علم بلند کیے حضرت ابراہیم آپ کی مہابت کے
پھریرے اڑائے غرض وہ حبیب انور وصال محبوب
کی دولت سے بہرہ ور اور تاج عز و کرامت سے
مشرف ہو کر اپنی دولت سرا میں رونق افروز ہوئے
والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالی
علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی
الہ وصحبہ اجمعین۔

مسئلہ علم غیب

سوال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم بالغیب کے
متعلق ہر جگہ گفتگوئیں ہوتی ہیں دیوبندی لوگ اس کے
انکار میں بہت مبالغہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کے سوا
اور کسی کے لیے غیب کا علم ثابت کرنا شرک ہے اور اپنی تائید
میں قرآن پاک کی آیتیں اور حدیثیں بیان کرتے ہیں
اس کی حقیقت کیا ہے جواب مدلل ارشاد فرمائیے
بینوا توجروا

الجواب بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی
علی حبیبہ الکریم والہ واصحابہ۔
حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت
تبارک وتعالے نے جمیع اشیاء کا علم عطا فرمایا۔ حاضرہ
ہوں یا غائبہ۔ صغیرہ ہوں یا کبیرہ قرآن کریم اور احادیث
شریفہ سے یہ خوب واضح ثابت ہے اللہ تبارک وتعالے
فرماتا ہے **ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ**
ہمنے آپ پر کتاب نازل فرمائی جو ہر شئے کا بیان واضح
ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور کو جمیع اشیاء کا علم ہے
اور قرآن پاک میں اُن سبکا بیان اور بلا خلاف حضور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے عالم۔ دوسری
آیت میں ارشاد ہوا **وعلمک مالم تکن تعلم وکان
فضل اللہ علیک عظیما** اور اللہ نے تعلیم فرمایا
آپکو جو آپ نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل آپ پر بہت
بڑا ہے۔ تیسری آیت میں ارشاد ہوا **ماکان اللہ
لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی
من رسلہ من یشاء** اور اللہ کی شان یہ نہیں ہے
کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے
اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ چوتھی آیت یہ ہے
**عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا
الا من ارتضی من رسول** اللہ تعالے
عالم غیب ہے اپنے غیب پر کسی کو ظاہر و مسلط نہیں
فرماتا مگر جس کو وہ انتخاب کرے اپنے رسولوں میں
سے۔ انکے علاوہ اور بہت کثیر آیات ہیں جن سے
یہ مضمون ثابت ہے۔ اب چند حدیثیں ذکر کیجاتی ہیں
حدیث (۱) بخاری شریف میں حضرت عمر رضی اللہ تعالے
عنہ سے مروی ہے **قام فینا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق
حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار
منازلھم حفظ ذلک من حفظہ ونسیہ**

من نسیہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرماکر ابتدائے آفرینش سے اہل جنت اور اہل نار کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی جسے یاد رہا یاد رہا اور جو بھول گیا بھول گیا

بخاری شریف کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مجلس صحابہ میں ابتدائے آفرینش سے دخول جنت و نار تک ہونے والے جملہ وقائع و حوادث اور تمام حالات و مکونات کی خبر دی۔

حدیث (۲) بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرمایا اور قیامت تک ہونے والی کوئی چیز نہ چھوڑی جس کا بیان نہ فرمایا ہو۔

بخاری و مسلم کی اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت تک ہونے والی ہر چیز کا بیان فرما دیا کوئی چیز چھوڑ نہ دی۔

حدیث (۳) مسلم شریف میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقہا ومغاربہا یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے میرے لیے زمین کو سمیٹا پس میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا یعنی تمام زمین کو ملاحظہ فرمایا۔

مرقات المفاتیح میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا معناہ ان الارض زویت لی جملتہا مرۃ واحدۃ فرأیت مشارقہا ومغاربہا۔ یعنی میرے لیے تمام زمین یکبارگی سمیٹی گئی پس میں نے اسکے مشارق و مغارب کو دیکھا۔

حدیث (۴) مواہب لدنیہ میں طبرانی سے بروایت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالٰی قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے میرے لیے دنیا اٹھائی میں نے اس کو اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا ملاحظہ فرمایا جیسا اپنے اس کف دست کو۔

(۵) امام احمد و ترمذی نے ایک حدیث روایت کی اور اس کو حسن و صحیح بتایا اور ترمذی نے کہا کہ میں نے امام بخاری سے اس حدیث کو دریافت کیا انھوں نے فرمایا صحیح ہے اس حدیث میں ہے فتجلی لی کل شیئ وعرفت پس مجھ پر ہر چیز ظاہر ہوگئی اور میں نے پہچان لی

ان آیات و احادیث سے خوب ظاہر و روشن ہے کہ اللہ تبارک و تعالٰی نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کے علوم عطا فرمائے اور کائنات کا کوئی ذرہ اور قیامت تک ہونے والا کوئی واقعہ د

حادثہ ایسا نہ رہا جسکا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علم نہ دیا گیا ہو۔ اب جو شخص علم اقدس کا انکار کرتا ہے وہ باطل پر ہے اور جو آیات و احادیث وہ پیش کرتا ہے ان میں علم ذاتی یعنی خود بخود جاننے کی نفی ہے کسی میں تعلیم کی نفی نہیں اور کسی ایک حدیث میں یہ نہیں کہ اللہ تعالے نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ علوم عطا نہیں فرمائے چنانچہ حضرت علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں فرماتے ہیں ان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالیٰ فامر متحقق قال اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی نفی علم ذاتی کی کی گئی ہے اور ثبوت علم بتعلیم الٰہی کا ہے جو امر ثابت ہے اللہ تعالے نے فرمایا کہ اللہ تعالے عالم غیب ہے اپنے غیب پر کسی کو ظاہر و مسلط نہیں کرتا مگر جسکو رسولوں میں سے چنے۔ خفاجی علیہ الرحمہ کی اس عبارت نے فیصلہ کر دیا کہ عبارات نفی میں علم ذاتی مراد ہے اور عبارات اثبات میں علم عطائی دونوں میں کوئی تعارض نہیں پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم عطائی کے انکار میں آیات و احادیث پیش کرنا مغالطہ اور تغلیط ہے بحمد اللہ تعالے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے علم غیب کا مسئلہ خوب واضح و روشن اور دلائل براہین سے موضح و مزین ہو چکا اب مخالف کو چاہے چون و چرا باقی نہیں بیان سطور بالا سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے لیے تعلیم الٰہی غیب کے علم کا اثبات شرک نہیں اور جو چیز نصوص سے ثابت ہو کسطرح شرک ہو سکتی ہے اسکو شرک کہنا کھلی گمراہی ہے۔ شرک کہنے والا اس بات کا مدعی ہے کہ اللہ سبحانہ کا علم بھی معاذ اللہ عطائی اور تعلیم غیر ہے ایسا کہے تو یقیناً کافر اور نہ کہے تو اثبات علم عطائی پر شرک کا حکم لگانا کذب و باطل اور جہالت و ضلالت تمام عالم کے وہابی ملکر عمر بھر کوشش کریں تو بھی علم عطائی کو شرک ثابت نہیں کر سکتے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ کی مزید تحقیق و تنقیح اور بے مثل و بے عدیل توضیح و تشریح کا شوق ہو تو حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ کی تصنیف متین الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ ملاحظہ فرمایئے جسمیں وہابیہ کے ہر ہر اعتراض کا مفصل و مدلل جواب ہے اور جس شخص کی اس کتاب پر نظر ہو وہ کبھی اس سے اس مسئلہ میں گفتگو نہیں کر سکتا۔

بیبیڑا ضلع مرادآباد میں دلدوز واقعات

ہندوؤں کے بیدردانہ مظالم۔ بیبیڑہ کے اندوہناک حادثہ کے سننے کے بعد انجمن اہلسنت وجماعت مرادآباد نے بتاریخ ۲۵ نومبر ۵۱ء کو ایک جلسہ منعقد کیا جسمیں وہاں کے حالات بیان کیے گئے۔ حاضرین زار و قطار رو رہے تھے مسلمانوں کے درد و غم کی نہایت نہیں تھی۔ اس جلسہ میں یہ رزولیوشن پاس کیا گیا کہ گورنمنٹ سے استدعا کیجاتی ہے کہ وہ ان واقعات کی تفتیش کے لیے غیر جانبدار افسروں کو مامور کرے اور غیر معمولی طریقہ پر واقعات کی جانچ کیجائے تاکہ وہاں کے پورے پورے واقعات دریافت ہو سکیں مظلومین خوف زدہ ہیں اور ظالموں نے قتل و غارت کرتے وقت آئندہ اور مزید مظالم کی دھمکیاں دی ہیں جس سے وہ اپنے حالات کا پورا پورا اظہار کرنے اور ظالموں کا

نام لیتے ہوئے ڈرتے ہیں اس جلسہ میں چندہ کی تحریک کی گئی اور ایک کمیٹی بسرپرستی انجمن اہلسنت وجماعت مظلومین کی اعانت کے لیے بنادی گئی جسکے اراکین حسب ذیل ہیں جناب منشی حاجی احمد حسین صاحب رئیس نواب پورہ صدر جناب حاجی محمد سعید خاں صاحب تاجر ظروف (امین) جناب حکیم ابرار الحق صاحب جناب حافظ امیر حسین صاحب جناب حاجی محمد حسین صاحب جناب حاجی محمد حسین صاحب جناب بابو نذیر احمد خان صاحب ممبران جناب مولنا مولوی محمد عمر صاحب نعیمی ناظم۔ اس کمیٹی کی طرف سے موقع دیکھنے اور حالات کا معائنہ کرنے کے لیے بتاریخ ۶ دسمبر ۱۹۳۶ء کو ... روانہ ہوا موقعہ کی تحقیقات سے حسب ذیل امور معلوم ہوئے

موضع میٹھا پرگنہ امروہہ ضلع مراد آباد میں ایک گاؤں ہے جو امروہہ سے تقریبًا ۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہاں مسلمانوں کے ایکسو دس گھر اور ایک پختہ مسجد ہے گاؤں کے نصف حصہ غربی میں مسلمان آباد ہیں اور شرقی میں ہندو درمیان میں ایک راستہ فاصل ہے یہاں کے باشندے بالعموم جاہ ہیں جو فطرتًا مسکین نرم مزاج بے شر ہوتے ہیں اپنے کاروبار میں مشغول رہتے ہیں یہ سب لوگ خوش حال تھے کپڑے وغیرہ کی دوکانیں بھی کرتے ہیں قرض بھی دیتے تھے۔

بنائے خصومت۔ گاؤں ایک ہندو رئیس چودھری ... سنگھ کی زمینداری ہے اس میں ہندو جاٹ بکثرت آباد ہیں جاٹوں کی قوم سرکشی اور جنگ جوئی میں مشہور ہے اور مذہبی تعصب اس پر فاضل سنہ ... اس گاؤں میں ہمیشہ سے قربانی ہوتی ہے جب سے گاؤں ہندوؤں کی زمینداری میں آیا ہے اسوقت سے یہاں کے ہندو باشندوں کے مزاج میں بہت گرمی بڑھ گئی ہے اور وہ قربانی کو روکنے کی تدبیریں کرتے رہتے ہیں مگر قربانی ابتک ہوتی رہی ہے ہندوؤں نے اسکے خلاف مقدمہ بازی کی تھی اور ہر کچہری سے وہ ناکام ہوتے رہے اس وقت مقدمہ ہائی کورٹ پہنچا ہوا تھا واقعہ سے تقریبًا ایک ہفتہ قبل الہ آباد سے یہ خبر آئی کہ ہائی کورٹ نے بھی فیصلہ ہندوؤں کے خلاف دیا اسپر انکو اور اشتعال ہوگیا۔ سال گذشتہ میں مسمی چھجو نے حکومت کو اطلاع دی تھی کہ ہندو مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو لوٹنے اور مارنے کی دھمکیاں دیرہے ہیں لوگ ان سے خائف ہیں ہندوؤں نے اس اطلاع کو غلط قرار دیا اور چونکہ وہ ... ہیں اور انکا ہر طرح کا دباؤ مسلمانوں پر ہے اسلیے پولیس کی تفتیش میں چھجو کے بیان کی تصدیق نہ ہوئی اور اس سلسلہ میں اسکو چھ ماہ کی سزا ہوگئی لیکن وہ اپیل میں بری ہوگیا اس سے ہندوؤں کا غصہ اور تیز ہوا اور اب انھوں نے مسلمانوں سے یہ کہا کہ وہ اس مضمون کا ایک اقرارنامہ لکھدیں کہ آئندہ وہ قربانی نہ کریں گے انھوں نے اس سے انکار کیا جب ہندوؤں کو اقرارنامہ کی امید باقی نہ رہی تب انھوں نے بیکس مسلمانوں کو اپنی اکثریت اور قوت سے پامال کرنے اور بدلا لینے کا فیصلہ کرلیا۔

بے کس مسلمانوں پر ستمگاری کا سیلاب

۱۴ نومبر ۱۹۳۶ء کو دوپہر کے بعد سنگھنی ... سورما گاؤں میں جمع ہو گئے پہلے سے مشورہ ہو چکا تھا اس لیے قریب قریب کے گاؤں کے ہندو بھی گاؤں میں پہنچ گئے مسلمان بالکل بے خبر تھے اور انھیں ہندوؤں کی آمادگی کا کوئی علم نہ تھا۔ فساد کی ابتدا اسطرح کی گئی کہ جب مسلمان مسجد میں نماز کے لیے گئے تو ہندوؤں کی ایک جماعت نے سنگ باری کرنے لگی دوسری جماعت ہندو آگ لگانے اور سامان لوٹنے میں مصروف ہوئی۔ ادھر سنگ باری ہو رہی تھی ادھر آگ کے شعلے

گئے
بلند ہوئے یہ حالت دیکھ کر نمازیوں نے باہر نکلنے کی کوشش کی کچھ ہندو مسجد میں داخل ہو کر نمازیوں کو مارنے لگے جو مسلمان مسجد سے باہر نکلتا تھا اُسے لاٹھیوں سے مارا جاتا تھا مسجد کے دروازہ پر ایک عمر شخص رمضانی کے سر پر ایسی لاٹھی ماری گئی کہ وہ وہیں گر گیا دوسرے نے سر میں بلم بھونک دیا وہ ابھی تڑپ رہی رہا تھا کہ اُسے مسجد کے متصل مکان میں جو جل رہا تھا زندہ ڈال دیا گیا میں نے اس موقعہ کو دیکھا ہے جہاں اس نمازی باوضو مسلمان کو جلا یا گیا تھا نصف جسم بالکل ہی خاکستر ہو گیا تھا بقیہ حصہ جسم اور ہڈیوں کی تیسرے روز تجہیز و تکفین کی گئی نمازیوں کی مظلوم جماعت جب مسجد سے نکل کر اس جگہ پہنچی جہاں آگ لگی ہوئی تھی تو ہندوؤں کی ایک کثیر جماعت جو لاٹھیوں سے مسلح پہلے سے وہاں موجود تھی اُن پر حملہ آور ہوئی پیچھے سے وہ لوگ بھی جو مسجد میں سنگ باری کر رہے تھے پہنچ گئے مسلمانوں کی یہ قلیل تعداد جماعت دونوں طرف سے گھر گئی اور انھیں جان بچانے کے لیے کوئی راہ باقی نہ رہی۔

حملہ کے لیے ایسا دن تجویز کیا گیا تھا جس روز امروہہ میں میلہ لگتی ہے اور تمام کاروباری مسلمان ضروری سامان خریدنے کے لیے بازار گئے ہوئے تھے بہت تھوڑے اشخاص گاؤں میں باقی رہ گئے تھے مدافعت کا کوئی خوف ہی نہ تھا اس لیے نہایت آزادی کے ساتھ مکانوں کو جلایا سامان لوٹا عورتوں اور بچوں کو ایذا دی اور اس بیدردی سے زیورات لوٹے کہ عورتوں کے کان ناک بھی زخمی ہو گئے میں نے ایسی کئی عورتیں دیکھیں جن کے کان ناک زخمی تھے عورتوں اور معصوم بچوں کو آہ و فغاں پر بیدردی کے ساتھ مارا جاتا تھا عورتیں مکانات چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئی تھیں ایک بھاگتی ہوئی عورت کو بھی شہید کر دیا گیا۔

پیر بخش کی ہڈیاں جلکر چونہ ہو گئیں

پیر بخش ایسی حالت میں جبکہ اُسکے مکان میں آگ لگی ہوئی تھی سامان لوٹا جا رہا تھا بچوں اور عورتوں کو مارا جا رہا تھا دروازہ پر لٹھ بند جماعت بھاگنے والوں کو مار رہی تھی یہ بھی اپنی جان بچا کر بھاگا لیکن ابھی دروازہ کے قریب پہنچا تھا کہ اُسکو لاٹھیوں سے اسقدر مارا گیا کہ وہ وہیں زخمی ہو کر گر گیا تمام کپڑے خون سے رنگین ہو گئے تمام جسم زخموں سے چور چور ہو گیا تھا۔ اس بیکسی میں وہ حسرت بھری نگاہوں سے رحم و کرم کی درخواست کرتا تھا مگر اُن بیدردوں نے اسی حالت میں اُسے جلتی ہوئی آگ میں ڈالدیا۔ آٹھ گھنٹہ کامل اس کی نعش آگ میں جلتی رہی جسم تو جسم اس کی ہڈیاں بھی جلکر چونہ ہو گئیں جب میں نے اس جگہ کا معائنہ کیا تو کچھ ہڈیوں کے ریزے راکھ میں ملے ہوئے پائے گئے۔

مسجد کی حالت: مسجد میں کپڑا بننے کا سامان اور چارپائیاں وغیرہ جمع کر کے آگ لگا دی گئی جس کے شعلوں سے مسجد کی چھت اور کڑیاں جل گئیں۔

کلام مجید بھی جلائے گئے: تین کلام مجید علاوہ اُن کے جو کہ مکانات میں تھے مسجد میں جلا دیئے گئے جلے ہوئے کچھ اوراق جو مسجد میں ملے وہ پولیس کے حوالے کیے گئے

امام بارہ بھی جلا دیا گیا: گاؤں کا امام بارہ جسمیں تعزیے اور علم رکھے ہوئے تھے آگ لگا دی گئی جس سے تمام جلکر خاک ہو گیا

پیر بخش شہید کے لڑکے کی حالت: پیر بخش مرحوم کا لڑکا اُس روز امروہہ گیا ہوا تھا وہ مجھے اُس جگہ لے گیا جہاں مرحوم کو جلایا گیا تھا اور اس راکھ میں سے اپنے مرحوم باپ کی ہڈیاں چننے لگا تو اُس سے گریہ ضبط نہ ہو سکا مرحوم باپ کو اس درد

یادگر تا تھا کہ سننے والوں کا کلیجہ منہ کو آتا تھا۔

زخمیوں اور شہیدوں کی تعداد:۔ تین اشخاص شہید ہوئے جن میں دو مرد اور ایک عورت ہے۔ زخمیوں کی تعداد ۳۰ بتلائی گئی۔ آٹھ شدید زخمی تھے جو ہسپتال میں زیر علاج ہیں، ان میں سے بعض کی حالت بہت نازک ہے۔ ایسی عورتیں جنکے ناک کان زخمی ہوگئے ہیں متعدد ہیں۔ کچھ لوگ لاپتہ ہیں، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انھیں بھی شہید کر دیا گیا یا وہ کسی دوسری جگہ پناہ گزین ہیں، حملہ کے وقت مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی حملہ آوروں کی تعداد دو ہزار سے زیادہ بتلائی جاتی ہے۔ اب تک ۴۲ ہندوؤں کا چالان ہوا ہے مسلمانوں کا بھی چالان ہوا ہے جو ضمانت اور مچلکہ پر رہا ہیں، پولیس دوسرے روز بعد دوپہر موقعہ پر پہنچی۔

موضع کی حالت:۔ ایک سو دس مکانات جلائے گئے ہیں، مسلمانوں کا کوئی مکان ایسا نہیں ہے جو جلنے سے محفوظ رہا ہو۔ ان مظلوموں کے پاس نہ رہنے کو مکان نہ کھانے کو ناج نہ پہننے کو کپڑا۔ بچے بوڑھے سب مصیبت میں ہیں کچھ دردمند مسلمانوں نے کپڑے کا انتظام کیا ہے چھپروں کے لیے بھی سامان مہیا کیا جا رہا ہے مقامی امدادی انجمن کی جانب سے اس وقت ۴۹۱ آدمیوں کو کھانا دونوں وقت دیا جاتا ہے لیکن ضرورت ہے کہ انکو ایسا سامان بہم پہنچایا جائے جس سے وہ اپنا کاروبار جاری کر سکیں، بالفعل ساٹھ کارگاہوں کیلئے بننے کا ضروری سامان مہیا کرنا ازبس ضروری ہے تاکہ وہ اپنا کاروبار شروع کر کے اپنی حالت درست کر سکیں، جو کمیٹی انجمن اہل سنت وجماعت مرادآباد کی سرپرستی میں قائم ہوئی ہے وہ ایسے سامان کی بہم رسانی کی فکر میں ہے اور جلد سے جلد اس ضرورت کو جسقدر بھی ہو سکیگا پورا کرے گی مسلمانوں کو اس کمیٹی کا ہاتھ بٹانا چاہیے۔

نقصان کا اندازہ:۔ حملہ آوروں نے نہایت اطمینان کیساتھ لوٹا تمام مکانات کے دفینے کھودے۔ میں نے جتنے مکانات کا معائنہ کیا وہ سب کھدے ہوئے ملے کم و بیش نقصانات کا اندازہ چھ ہزار روپیہ کیا گیا ہے۔ کلکٹر صاحب بھی کئی مرتبہ موقعہ پر تشریف لا چکے ہیں مسلمانوں کو تسلی بھی دی اور جیب خاص سے مبلغ پچاس روپیہ بطور امداد مرحمت فرمائے ڈاکٹر شفاعت احمد خان صاحب نے بھی موقعہ ملاحظہ فرمایا ہے۔

آئندہ تحفظ کا کیا انتظام ہوگا:۔ یہاں کے مسلمان بہت خوف زدہ ہیں تسلی بخش الفاظ ان کی تسکین کے لیے ناکافی ہوتے ہیں انھیں خطرہ ہے کہ آئندہ ہندو اس سے زیادہ ان پر ظلم کریں گے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کو آئے دن جس بیدردی سے قتل و غارت کیا جاتا ہے انکے تحفظ کا انتظام ایک ایسا سوال ہے جس کی اہمیت روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ شاہانہ دادگستری اور نصفت شعاری کو کام میں لا کر قلیل التعداد مسلمانوں کی حفاظت کا ایسا کافی انتظام فرماوے جس سے آئندہ ایسے واقعات کا سد باب ہو سکے۔

قاضی محمد احسان الحق نعیمی
ناظم محکمہ تبلیغ دار العلوم اہل سنت وجماعت
مرادآباد۔

ہندو اور مسلمانوں کا طریق عمل

آج ہندوستان کی سرزمین میں ہندو قومیت اس خیال میں محو ہے کہ ہندوستان صرف انھیں کا ہے اور مسلمانوں پر ہزار کی تعدی اور ظلم روا ہے۔ لیڈر اس کی تحریک کرتے ہیں قوم روزمرّہ غریب مسلمانوں پر جور وجفا کے پہاڑ توڑتی رہتی ہے تمام ہندوستان میں کوئی بھی ایسا ہندو نظر نہیں آتا جو ہندوؤں کے ان وحشیانہ مظالم پر ناخوش ہو اور اظہار نفرت کرے اُنکے نزدیک جانوروں کی حیات حفاظت واعانت کی مستحق ہے مگر مسلمانوں کی زندگی بیدردی سے مٹا ڈالنے کی قابل ہے پر وہ عمل کر رہے ہیں خودغرضی کے موقعوں پر ہندو مسلم اتحاد کی صدا بلند کرنے والے لیڈر بھی ہندوؤں کی اس دراز دستی پر اعتراض نہیں کرتے ایسی حالت میں مسلمانوں کا جو طریق عمل ہندوؤں کے ساتھ ہے کہ وہ اُن کی ہر صدا پر لبیک کہتے ہیں اور اُنکے پسینے کے عوض اپنی خون بہانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں یہ مسلمان قومیت کے لیے سخت مضر اور ہلاکت انجام روش ہے خونخوار کی حمایت یقیناً اپنی خون کی دعوت ہے لاجپت رائے اور پولیس میں تصادم ہو تو مسلمانوں کو لاجپت رائے کی ہمدردی میں صدائیں بلند کرنیکا کیا حق ہے کبھی لاجپت رائے نے بھی مسلمانوں کی مصیبت کے وقت ان کی حمایت میں کوئی آواز اُٹھائی تھی۔ ایسے موقع پر ہندوؤں کی ہمدردی میں آواز اُٹھانا خوشامدی بنکر اپنے آپ کو ذلیل کر دینا ہے اور اس سے ہندو قومیت یہ نتیجہ نکالتی ہے کہ یہ قوم ایسی بے حمیت اور جوتے خور ہو گئی ہے کہ رات دن پٹنے کٹنے کے بعد بھی ہماری خوشامد میں لگی رہتی ہے مسلمانوں کو ایسے موقع پر خاموش رہنا چاہیے وہ اپنے وقار کا تحفظ کریں اور اپنے آپ کو ذلیل خوشامدی نہ بنائیں۔

مملکت افغانستان

افغانی سلطنت کے ساتھ مسلمانان ہند کو دینی اخوت کے علاقہ سے دیرینہ محبت ہے اور اس کی کامیابی انکے روحانی سرور کا باعث ہوتی ہے۔

آج کل جو تشویشناک خبریں دولت افغانستان کے متعلق اخباروں میں شائع ہوتی ہیں انہوں نے مسلمانوں کو سراسیمہ کر دیا ہے اور ہر مسلم قلب رنج و غم سے گھائل ہو رہا ہے اتنی دور دراز کی خبریں اور ایسی غیر متوقع خبریں تردد کیساتھ سُنی جاتی ہیں اور مسلم طبائع انکی صحت پر جزم کرنے میں بڑی حد تک تامل رکھتی ہیں اگر درحقیقت یہ خبریں بے اصل و بے بنیاد غلط و باطل ہیں تو خداوند عالم کا لاکھ لاکھ شکر اور ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا ایسا ہی کرنے لیکن اگر ان خبروں میں واقعیت ہے اور حالات کی حقیقت وہی ہے جو اخبار کی صفحات میں نمایاں ہو رہی ہے تو بر [illegible] سے دعا ہے کہ وہ افغان قوم اور افغان سلطان کے حال پر رحم فرمائے اور اُنھیں راہ راست پر رہنے کی توفیق عنایت کرے

اصلاحات: اصلاحات کے نام سے جو عظیم الشان تغیر افغان قوم کی دینی و مذہبی زندگی میں بزور حکومت بنایا

جاتا ہے بہت خطرناک ہے اور ایسے انقلاب سلطنتوں کی بنیادیں اکھاڑ ڈالتے ہیں اسلامی معاشرت رکھنے والی قوم عزت و حمیت جس کا فطری جذبہ ہو وہ یہ سننا بھی گوارا نہیں کر سکتی کہ اپنی عفت مآب خواتین کو بے پردہ پھرا اور دیندارانہ زندگی بسر کرنے والے جن میں مذہبیت رگ و ریشہ کے اندر ایسا حلول کر چکی ہے یہ سننا گوارا نہیں کر سکتے کہ داڑھیاں منڈاؤ و ہیٹ لگاؤ ایسے احکام اور اصرار یقیناً دینداراً با حمیت ملک میں انقلاب پیدا کرنے کا قوی باعث ہو سکتے ہیں جو بادشاہ یہ روش اختیار کرے وہ اپنی سلطنت کے ساتھ دشمنی کرتا ہے۔

امیر افغانستان کی خدمت میں معروض

حضرت امیر کبیر مالک تاج و سریر والی دولت خداداد افغانستان خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و سلطنتہ و دفعہ لاعلاء دینہ و احیاء اخلاقہ ہم ہند مسلمانوں کا ہدیہ سلام قبول فرمائیں حضور والا ہندوستان میں یہ خبریں بہت گرم ہیں کہ آپ نے سیاحت یورپ کے بعد یورپی طرز معاشرت و طریق زندگانی کے اجراء کے لئے سعی بلیغ کی ہے اور اسلامی طرز زندگی کو آپ بکوشش تمام تبدیل کر رہے ہیں بے پردگی کو آپ عام طور پر رائج کرنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کو ہیٹ لگانے داڑھی منڈانے پر مجبور کرتے ہیں یا ترغیب دیتے ہیں لڑکیوں کے اسکول بھی آپ نے جاری کئے ہیں جنہیں تعلیم کے اثر سے لڑکیوں کو یورپی فیشن میں لایا جاتا ہے۔ جن علماء نے آپکے اس طریق عمل کی مخالفت کی اور ان باتوں کو منظور نہ کیا آپ انکے ساتھ سختی سے پیش آئے اور یہی باعث ہوا کہ آپکے ملک میں بدامنی پھیل گئی اور قبائل آپ سے منحرف ہو گئے یہ خبریں ہندوستان کے مسلمانوں کو نہایت بےچین اور بہت مضطرب کر رہی ہیں عرض یہ ہے کہ براہ کرم ہمیں جلد مطلع فرمائیے کہ ان خبروں میں کچھ اصلیت ہے یا نہیں اور اگر خدا ناکردہ یہ خبریں صحیح ہوں تو ہم آپ کی خدمت میں اسلامی محبت و اخلاص کے ساتھ باادب عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ طریق عمل واجب الترک ہے اگر ان امور کے لئے آپ کے خیال مبارک میں کچھ وجوہ ہوں تو وہ دنیائے اسلام کو مطمئن اور آپ کے ساتھ متفق نہیں کر سکتے۔ کوئی قوم اپنی صدہا سالہ رسم و راہ کو جس کی وہ خوگر ہو چکی ہو آسانی نہیں چھوڑ سکتی خواہ وہ عقل و دین کے مخالف بھی ہو اور دنیا کی دوسری قومیں اس کو برا بھی جانتی ہوں چہ جائیکہ وہ عادات و اطوار جو مسلمان شریعت ملت کا حکم سمجھکر اختیار کر رہے ہوں انکے چھڑانے کا لفظ بھی دلوں کو ناگوار گذرتا ہے اور دنیا اس کے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتی اس سے سلطنت کی بنیاد متزلزل ہوتی ہے اور حکومت کے زوال کا اندیشہ ہوتا ہے۔ دوسرا پہلو ان امور کا یہ ہے کہ ایسے احکام شرعاً ناجائز و ممنوع ہیں اور اکثر اصرار یقیناً حرام ایک مسلمان بادشاہ کو اپنے دین کے ہدایات و احکام کی حمایت میں سرگرم رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ آپکو اپنی اطاعت پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور دینی و دنیاوی کامیابیاں عطا فرمائے۔ آمین والسلام محمد نعیم الدین

افغان اخبارات اس مضمون کو اعلحضرت امیر افغانستان کی نظر انور تک پہنچانیکی [illegible] مجبوراً [illegible] اعلحضرت کی خدمت میں ارسال کیا جاتا ہے۔

مناظرہ سنبھل

اہلسنت و وہابیہ کے درمیان اکثر مناظرے ہوتے رہتے ہیں اور عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ وہابی جواب سے عاجز رہتے ہیں اور جلسہ میں انکو شکست فاحش ہوتی ہے۔ اہلسنت کو اس گروہ ناحق پژوہ کے مقابل فتح پانا کوئی بڑے فخر کی بات نہیں ہے اسی وجہ سے بہت مناظرے ہوتے ہیں جن کی کامیابی کی اشاعت کی پرواہ بھی نہیں کیجاتی ماہ گذشتہ سنبھل ضلع مرادآباد میں مولوی منظور حسین (وہابی) اور مولنا مولوی ابو الفتح حافظ حشمت علی خان صاحب سنی حنفی رضوی لکھنوی کے درمیان تین روز تک مناظرہ رہا جناب حضرت مولنا ابو الفتح نے اصرار فرمایا کہ فریق مقابل جن کی اہانت کے لیے پیر [illegible] وہابی خیال کے علما [illegible] طرح اپنے اکابر کے کفر سے بری ہونے کے متعلق گفتگو کرے اور انکے اسلام کو جرأت کے ساتھ ثابت کرے مگر [illegible] ہوا تھا [illegible] اس یقین پر پہنچ گئی کہ وہابیہ کو اپنے اکابر کا اسلام ثابت کرنا اسقدر دشوار ہے کہ وہ اس بحث پر گفتگو کرنے [illegible] تیار ہی نہیں ہو سکتے اس کے بعد حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے علم بالغیب کے متعلق گفتگو ہوئی اور حضرت مولنا ابو الفتح نے زبردست براہین و دلائل سے اپنے مقابل کو مجبور و لاچار کر دیا جلسے کے [illegible] حضرت مولنا کے سر پر انھیں ہار پھول پہنائے گئے حاضرین نے بکثرت شیرینیاں منگا کر تقسیم کیں اور لٹائیں اور انکی فتح کے نعرے بلند کیے بازاروں میں شوکت و شان کیساتھ جلوس نکلا مولانا کی خدمت میں نذریں پیش ہوئیں فتح کی خوشی کا جلسہ ہوا رخصت کے وقت مولنا کا موٹر پھولوں سے بھر دیا گیا ہزارہا مسلمان انکو غایت عالم کے ساتھ نعرے تکبیر بلند کرتے جا رہے تھے وہابی صاحبان جلسہ مناظرہ سے مع اپنے چند رفیقوں کے بخاطر افسردہ و دل مردہ گردنیں جھکائے واپس ہوئے اس مناظرہ کے متعلق دیوبند سے ایک غلط اشتہار شائع ہوا ہے اسلیے سنیوں کی آگاہی کے واسطے یہ سطور لکھی گئیں مفصل حالات روئداد مناظرہ سے ظاہر ہونگے۔

مصیبت زدگان بیٹرہ کی امداد

انجمن اہل سنت مرادآباد کی کمیٹی مصیبت زدگان بیٹرہ اور اس کے اعوان برادران انصار کی سعی سے اب تک [illegible] جمع ہوئے انمیں سے مندرجہ ذیل چیزیں بیٹرہ کو بھیجی گئیں ان مساعی میں جناب حافظ امیر حسین صاحب، محمد وزیر صاحب، شیخ عبد المجید صاحب، منشی غلام رسول صاحب، شیخ مسیت اللہ صاحب و دیگر برادران محلہ اصالت پورہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ دوسرے اور حضرات بھی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اس موقعہ پر اسلامی ہمدردی کا ثبوت دیا

فہرست اشیاء مرسلہ

بانس ۱۱۲ کوڑی قیمتی [illegible] بلیاں ۲۰ عدد قیمتی [illegible] محصول چنگی [illegible] باربرداری [illegible] متفرق [illegible] کپڑے [illegible] مالی ۳۰۰ استعمالی کپڑوں کے سوا [illegible] صرف [illegible] باقی رہے۔ اس سے انکے لیے سامان جامہ بافی تیار کرایا جا رہا ہے اور کپڑا بننے کے لیے سوت خرید کر انشاء اللہ عنقریب بھیجا جائیگا۔ مزید پونجی کی ضرورت ہے اہل ہمت [illegible]

وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ

اور نماز قایم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔ محاورات عرب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامت جس سے کلمہ **ویقیمون** ماخوذ ہے چند معانی میں مستعمل ہے یہاں محاورات کی چند مثالیں لکھی جاتی ہیں تاکہ یہ بات ذہن نشین ہوسکے کہ محاورہ عرب کے اعتبار سے یہ کلمہ کن کن معانی پر دلالت کرتا ہے۔

(۱) عرب میں ایک یہ محاورہ معروف ہے **اقام العود** جب لکڑی بنانیوالا اسے ہموار کرکے کجی دور کرتا ہے اور لکڑی کو سیدھا کر دیتا ہے تو اسوقت عرب یہ محاورہ بولتے ہیں مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس نے لکڑی کو سیدھا کر دیا اور اس میں کہیں کجی باقی نہ رہی جب کسی چیز کی نسبت یہ محاورہ بولا جاتا ہے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اس شے کو نہایت استوار اور درست حالت میں کر دیا اور اس میں کسی قسم کا خلل و نقصان باقی نہ رہا۔ اس لحاظ سے آیت کے معنی یہ ہونگے کہ وہ نماز کو اس خوبی سے ادا کرتے ہیں کہ اس کے ارکان میں کسی طرح کا خلل و نقصان نہ رہے بلکہ اس کے فرائض سنتیں مستحبات سب بے نقصان ادا ہوں۔

(۲) ایک محاورہ ہے **قامت السوق واقامها** یہ محاورہ اس وقت بولا جاتا ہے جبکہ کوئی چیز رائج کیجاتی ہو اسی معنی میں شاعر کہتا ہے **اقامت غزالة سوق الضراب لاهل العراقين حولا قميطا**۔

واقعہ یہ تھا کہ شبیب خارجی کو حجاج نے قتل کیا اس کی عورت غزالہ اپنے شوہر کا بدلہ لینے کے لیے اسیر لشکر ہوئی اور جنگ و جدل کی گرم بازاری ہوئی اس کو شاعر نے اس شعر میں ادا کیا ہے وہ کہتا ہے کہ غزالہ نے اہل عراقین یعنی کوفہ و بصرہ والوں کے لیے ایک سال کامل جنگ کا بازار رائج رکھا۔ اس شعر اور اس محاورہ سے معلوم ہوا کہ زبان عرب میں لفظ اقامة۔ مواظبت و رواج کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے اس تقدیر پر آیت کے معنی یہ ہونگے کہ وہ نماز پر مواظبت و مداومت کرتے اور اس کو بہ پابندی و رغبت ادا کرتے ہیں۔

(۳) **اقامت** عرب میں مستعدی و کوشش کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے محاورہ ہے **قام بالامر و اقامه** یہ محاورہ اسوقت بولا جاتا ہے جب کوئی شخص کسی کام کو نہایت چستی و مستعدی سے انجام دیتا ہے اور اس میں سستی و کاہلی پاس نہیں آنے دیتا اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہونگے کہ وہ نماز کو نہایت مستعدی و کوشش سے بغیر کسی سستی و کاہلی کے ادا کرتے ہیں۔

(۴) **اقامت** بمعنی ادا بھی مستعمل ہوتا ہے۔ اس میں آیت کے معنی ہونگے کہ وہ نماز کو ادا کرتے ہیں چونکہ نماز قیام پر مشتمل ہے اس لیے اس کے ادا۔ اقامت کے ساتھ تعبیر کی گئی جس طرح رکوع و سجود و تسبیح کے ساتھ تعبیر کی جاتی ہے۔ ایسے محاورات قریب قریب ہر زبان میں رائج ہیں۔ جنگ کرنے کو کہتے ہیں کہ تلوار ہاتھ میں لی کیونکہ جنگ تلوار اٹھانے پر مشتمل ہے۔

یہ تمام معنی محاورات پر نظر کرنے سے راست معلوم ہوتے ہیں اور مقام سے بھی مناسبت رکھتے ہیں فصحا کے لطائف میں سے ہے کہ وہ ایسی عبارت لائیں جن کی وجوہ دلالات فوائد کثیرہ کے مثمر ہوں۔ ان تمام معانی میں معنی اول یعنی تعدیل ارکان سب سے راجح تر ہیں۔ اس رجحان کی چند وجوہ ہیں پہلی وجہ تو یہ کہ یہ معنی رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ یہ معنی مشہور ہیں۔ تیسری وجہ یہ کہ مقام مدح سے اس معنی کو مناسبت زیادہ ہے۔ چوتھی وجہ یہ کہ یہ معنی مراد لینے پر اوامت و مواظبت خود بخود لازم آتی ہے لفظاً بھی اور معنی بھی۔ لفظاً تو اس لیے کہ صیغہ مضارع استمرار تجددی پر دلالت کرتا ہے اور معنی اس لیے کہ جن کی صفت یہ ہے کہ وہ نماز کے فرائض و واجبات سنن و مستحبات خشوع و خضوع کی محافظت کرتے ہیں اور کسی ایک مستحب کو ترک نہیں ہونے دیتے وہ کسطرح گوارا کر سکیں گے کہ نماز ہی پوری کی پوری ترک کر دیں ان وجوہ سے یہ معنی راجح معلوم ہوتے ہیں لیکن بعض مفسرین معنی ثانی یعنی ادامت کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی دوسری آیات اس معنی پر دلالت کرتی ہیں جیسے ارشاد فرمایا

والذین هم علی صلوتهم دائمون

صلوۃ:۔ افعال مخصوصہ کا نام ہے جو تحریم سے شروع ہو کر تحلیل پر ختم ہو جاتے ہیں اور جن کی صحت ادا کے لیے شرائط معینہ ہیں وہ افعال فرائض واجبات و آداب پر مشتمل ہیں مقصود انکا اللہ تبارک تعالے کی عبادت اور اسکی بارگاہ میں قرب حاصل کرنا ہے۔ یہ تو صلوۃ کے شرعی معنے ہیں اور بحمد اللہ ہر مسلمان اس کو جانتا ہے۔ ہندوستان میں اور فارس وغیرہ بعض ممالک میں یہ نماز کے نام سے مشہور ہے۔ نماز مثل درود فرشتہ بہشت دوزخ وغیرہ الفاظ کے مصطلحا شرعیہ میں سے نہیں ہے بلکہ یہ عجمی زبان کا لفظ ہے جو ایک عبادت کے معنی میں مستعمل ہو گیا لیکن اسکا استعمال ایسا عام ہوا کہ یہی معنی اسپر غالب آ گئے اور ایسے غالب آ گئے کہ اس سے پہلے اس کے کیا معنی تھے نسیاً منسیا ہو کر رہ گئے حتی کہ اس لفظ کو سنکر کسی کا ذہن اسطرف نہیں جاتا کہ اس لفظ کے کچھ اور معنی بھی ہیں۔

صلوۃ نماز کے سوا اور بھی چند معانی کے لیے مستعمل ہے مثلاً دعا جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا **صل علیهم** دوسرے معنی درود و ثنا کقولہ تعالے **ان اللہ وملائکتہ یصلون** تیسرے معنی قرأت کما قال اللہ تعالے **ولا تجهر بصلاتك** چوتھے معنی رحمۃ کما فی القرآن **اولئك علیهم صلوات من ربهم** نماز کو ان تمام معانی سے مناسبت ہے اس لیے اسکا نام صلوۃ بہت ہی درست اور نہایت ہی مناسب ہے زمخشری کا یہ قول باطل و مردود ہے کہ صلوۃ تحریک الصلوین سے ماخوذ ہے نہ اسکی کوئی نقل معتمد ملتی ہے اور عدم شہرت کا خود زمخشری کو بھی اقرار ہے۔ اب صلوۃ مطلق نماز کو کہتے ہیں خواہ فرض ہو یا واجب یا نفل۔ مفسرین اس سے نماز فرض مراد لیتے ہیں اور اس مراد پر **ویقیمون** کو قرینہ قرار دیتے ہیں۔

ہم خود پنڈت جی سے پوچھتے ہیں کہ اُنکے اعتقاد میں جب وید ایکدفعہ آگیا اور وہ عالم کی ہدایت کے لیے کافی تھا تو پھر بار بار ایڈیشن کرنے اور نئی کتابیں چھاپنے اور ستیارتھ بنانے کی فضول حرکت کیوں کیجاتی ہے اس سے پسے ہوئے کے پیسنے کی مثال صادق آتی ہے یا نہیں مثال بھی اپنے حسب حیثیت کیا عمدہ دی ہے اس بات سے تو پنڈت جی کیا باخبر ہوتے جس کو اصول ہدایت و ارشاد کا جاننے والا سمجھ سکتا ہے کہ اقوام کے عادات مزاج طبائع احوال افعال جُداگانہ ہوتے ہیں وقتوں اور صحبتوں کے خصوصیات سے مختلف قرنوں میں دماغوں کی مختلف حالت ہوتی ہے اور ذہنیت کچھ سے کچھ ہوجایا کرتی ہیں ایک زمانہ بت پرستی کا ہوتا ہے دنیا اوہام میں گرفتار ہوتی ہے سحر اور جادوگری کا چرچہ ہوتا ہے طبیعتیں افعال عجیبہ اور آثار غریبہ کی طرف مائل ہوتی ہیں اس زمانہ میں ہادی کو اوہام پرستی مٹاکر بت پرستی چھڑانے کی طرف اپنی توجہ منعطف کرنا پڑتی ہے اور زبانی تاثیرات سے سحر کی قوتوں کو باطل کرکے قوم کو راہ راست کی طرف دعوت دینا ضروری ہوتا ہے۔ اگر بجائے اس کے فقط علم بُرہان پر اکتفا کیا جائے تو دماغ صالح نہیں ہیں کہ اُس تعلیم سے فیض حاصل کرسکیں اس لیے اُس زمانہ کے لیے ایک قانون ہدایت ہونا چاہیے جس میں اُس قوم کی خصوصیت کا لحاظ ہو اس کے بعد قرن بدلے دُنیا کا مذاق کچھ کے کچھ ہوجائے کواکب پرستی کا چرچہ ہو۔ علم ہیئت کا رواج ہو اُسوقت ہادی کو کواکب پرستی کی گمراہی سے بچانے کے لیے دقائق ہیئت سے استدلال کرکے وجود حق ثابت کرنا چاہیے اور قوم کو باطل سے نکالکر راہ راست پر لانا چاہیے کیونکہ اُن کی طبیعتیں اس وقت اسی علم کے ساتھ مانوس ہوچکی ہیں دوسری بات اگر اثر نکرے گی یہ تعلیم ہی ایک عرصہ جاری رہے اور ان تعلیموں سے دُنیا میں شائستگی پیدا ہو بصیرت حاصل ہو پھر قرن بدلے اور انسانوں کی خیرہ سری پہلی گمراہیوں کا پردہ فاش دیکھ کر یہ یقین کریں کہ حق کے ہادیوں کی تعلیمیں اب اُن طریقوں کو پورے طور پر رائج نہیں ہونے دیں گی اور نیا طریقہ گمراہی نکالیں آتش پرستی شروع کردیں۔ اس زمانہ میں فلسفہ کا شغل ہو منطق کی گرم بازاری ہو تو اب اس زمانہ کے ہادی کو اس زمانہ کے مناسب حال اسلوب ہدایت اختیار کرنا ناگزیر ہے وہ مدعیان حکمت کو دعوت دیگا اور مذہب حق کو زبردست قاہر استوار براہنوں سے ثابت کریگا اور علم برہان کے جاننے والوں کو اطمینان دلادیگا کہ حق اُس کی زبان پر ناطق ہے اسطرح جب بہت سے ادوار گزر چکیں اور دُنیا کی قومیں طرح طرح کے سبق اور قسم قسم کی تعلیمیں حاصل کرچکیں استعدادیں ترقی کرجائیں اور دماغوں کے لیے مختلف قسم کے ذوق مختلف طرح کے سامان طرح طرح کے علوم بکثرت اقوام کے احوال کا سرمایہ جمع ہوجائے اُسوقت اقتضائے حکمت ہے کہ ایک قانون مکمل دیا جائے جسمیں ہر قسم کے امراض ضلال کا علاج ہو اور جو ہر صاحب ذوق کی تشفی کرسکے اور جو جمیع اسالیب ہدایت و ارشاد کا جامع ہو یہ قدرت کی حکمت بالغہ ہے جو پنڈت جی بیچارے تو کیا سمجھیں مگر کارخانہ عالم میں نظر رکھنے والا شخص یہاں کی ہر چیز میں اس

اصول حکمت کو کارفرما دیکھ لیتا ہے ایک دانہ جس کو بیج یا تخم کہتے ہیں قوی کا ایک اجمالی خزانہ ہوتا ہے عالم تفصیل میں آنے کے لیے جب وہ اپنا پہلا قدم زبان خانہ ابہام سے نکالتا ہے تو اس میں سے سوئیاں سی پھوٹتی ہیں ایک نیچے اور ایک اوپر یہ ایک پودے کی ابتدائی حالت ہے نہ بہار برگ ہے نہ بار نہ شگوفہ نہ گل نہ اثمار و وساد سے ہوتے ہیں ایک اوپر کی طرف چلتا ہے ایک نیچے زمین میں پھیل جاتا ہے اب اس میں ترقی شروع ہوتی ہے کونپلیں نکلتی ہیں شاخیں پیدا ہوتی ہیں پتے نکلتے ہیں زمین کو گھیرتا ہے سایہ کرتا ہے بہت سا پانی پی جاتا ہے تناور ہوتا چلا جاتا ہے کلیاں آتی ہیں کھلتی ہیں پھول اس سے زینت چمن ہوتا ہے پھل لگتے ہیں شیرینی خوشگواری خوشبو سب چیزیں اس سے حاصل ہوتی ہیں تو اب پنڈت جی کہیں کہ جب اس دانہ کو یہ تن توش شاخیں پتے کلی پھول پھل پتے کو پھل یہ ساز و سامان دینا تھا تو ایشور نے پہلے ہی کیوں نہیں دیدیا اس دن کو پھل کیا تھا اسی طرح خود پنڈت جی اپنے وجود پر بھی نظر ڈالیں کہ یہ قد و قامت تن و توش اعضا و جوارح دانت داڑھی مونچھ تمام چیزیں پہلی منزل میں ہی انکے ساتھ تھیں جب والدہ کے شکم میں قیام کی ابتدا تھی تو کیا وہ یہ سوال کریں گے کہ یہ چیزیں جواب دے گئی ہیں کیا اس وقت دینا ایشور بھول گیا تھا جو جواب اس کا دیں وہی جواب کتاب کی نسبت بھی سوچ لیں۔

(۲) پنڈت جی کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ بات جو بائبل و قرآن میں لکھی ہے کہ اس کو معجزہ کرنے کی طاقت دی تھی قابل تسلیم نہیں اور اسکی دلیل پنڈت کے نزدیک یہ ہے کہ اگر ایسا ہوا تھا تو اب بھی ہوتا اگر اب نہیں ہوتا تو پہلے بھی نہیں ہوا تھا۔

جواب:- پنڈت جیسا کی عقل پر کہاں تک افسوس کیا جائے انہیں ابھی یہ معلوم نہیں کہ واقعات کا ثبوت کس چیز سے ہوتا ہے اور اس کے انکار کے لیے کیا سر و سامان درکار ہوتا ہے۔ آپ اگر خدانخواستہ کسی بدبخت قوم کی بدنصیبی سے کہیں کے مجسٹریٹ ہو جاتے اور پیش ہوتا آپکے سامنے ایک چور اور ثابت کیجاتی اس کی چوری شہادتوں سے تو واقعہ کو جھٹلانے اور ناقابل تسلیم بنانے کے لیے آپکے پاس یہی حجت کافی ہوتی کہ اگر اس نے پہلے چوری کی تھی تو اب چوری کیوں نہیں کرتا اور اب چوری نہیں کرتا تو اس نے پہلے بھی چوری نہیں کی تھی آپکی مجسٹریٹی کا زمانہ اگر صدیوں تک دراز ہوتا تو پولیس کی تفتیش اور شاہدوں کا بیان کسی ایک شخص کو بھی مجرم ثابت نہ کر سکتے اور آپکی یہ انوکھی دلیل سب ہی کا رد کر ڈالتی۔ یہ تو میں آپکو کیا بتاؤں کہ واقعہ کا ثبوت خبر معتبر پر ہوتا ہے اور اس کے انکار کے لیے مخبر کا کوئی نقص خواہ وہ اس کے حافظہ نگاہ دیانت وغیرہ کے متعلق ہو یا اس کے صدق و دیانت کے متعلق یہ امر قادح قرار دیا جاتا ہے یا اسی کے بیان کو اسکا مکذب بنا کر پیش کیا جاتا ہے تب واقعہ کی تکذیب ہو سکتی ہے۔ یہ بات تو کسی عاقل سے چھپنے کی ہے مگر آپکو آسانی سے اسطرح سمجھا دینا ہو کہ آپ بھی اس پیمانہ سے اپنے گھر کی کایا تولیے اور اپنی ہی میزان میں اپنی پونجی تولکر دیکھیے



زخاک اے لالۂ سیراب برخیز
بروں آور سر از برد یمانی
السواد الاعظم

فہرست مضامین

از رشحات فیض حضرت استاذ الاساتذہ مولانا مولوی محمد معین الدین صاحب نزہت مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

تو وہ یکتا ہے کہ تجھسا تو ہوگا نہ ہوا ۔۔۔ تیری قدرت سے بھی ثانی تری پیدا نہ ہوا

مالک کون ومکاں [illegible] ۔۔۔ جو نہ چاہے گا نہ ہوگا جو نہ چاہا نہ ہوا

کونسی جا [illegible] ۔۔۔ [illegible]نا سر ہے کہ جس میں ترا سودا نہ ہوا

نوری نا[illegible] ۔۔۔ [illegible]رے حسن دل افروز کا شیدا نہ ہوا

آدمی [illegible] ۔۔۔ [illegible]س سے رتبہ میں فرشتہ کوئی اعلیٰ نہ ہوا

عر[illegible] ۔۔۔ ایسے یکتا ہیں کہ سایہ بھی تو پیدا نہ ہوا

۴۰۶

رمضان مبارک

رمضان مبارک سے فضائل برکات روزہ کے مسائل سواد الاعظم میں ایک سے زیادہ مرتبہ شائع ہوچکے ہیں [illegible] السواد الاعظم کی جلدوں کو بہت حفاظت [illegible] رمضان مبارک سے قبل سالہا [illegible] کہ جن میں رمضان اور روزہ کا بیان [illegible] بھولی ہوئی باتیں پھر یاد آ جائیں۔ [illegible] کہ زمانہ انحطاط پر ہے دین کی [illegible] روز بروز بڑھتی جاتی ہے [illegible] اور بے عقیدتی زوروں پر ہے۔ انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ [illegible] بالکل بیگانہ ہی ہوچکا ہے وہ مسلمانوں کی نیابت [illegible] اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں کرسی پانے [illegible] کا اعلان کرتا ہے اور اسلام کے نام کو اپنے مقصد کے لیے تو کارآمد سمجھتا ہے کہ اسکی بدولت [illegible] کرتی ہے۔ باقی اس کے علاوہ اسلام کے اصول آئین کا دشمن ہے الا ماشاء اللہ۔ اس طبقہ کے نزدیک اسلامی احکام کی مخالفت بالاعلان اور اسلامی زندگی کی تحقیر فخر ہوگئی ہے۔ وہ رمضان مبارک میں بیدر[illegible] عامہ پر کھاتے پیتے ہیں انکی دیکھا دیکھی بہت [illegible] بھی جری ہوگئے ہیں اور اس خشک دماغی کو [illegible] ہیں کسقدر عقل میں فتور ہے اپنے ہی قلعہ کی بلند و بالا [illegible]

اپنے ہی ہاتھوں منہدم کرنا ترقی سمجھا جاتا ہے کوئی قوم اپنے امتیازات کو مٹا کر اپنی خصوصیات کو برباد کرکے ہرگز زندہ نہیں رہ سکتی ہلاکت کا راستہ چلتے ہیں اور اسکو ترقی جانتے ہیں اللہ تعالے ہدایت کرے۔ حیرت ہے کہ انکے قوائے عقلیہ انکو کسطرح باور کرا دیتے ہیں کہ یہ ترقی ہے بعض اسلامی فرمانروا آج ہیٹ اور انگریزی لباس اور پردہ کی مخالفت اور مسائل نکاح میں قطع برید کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں اور زور حکومت سے کام لے رہے ہیں ان کی توجہ کا مرکز سلطنت کی مالی اور ملک کی علمی حالت کی درستی نہیں ہے اسطرف سے غافل ہیں اور دین کی قطع برید میں اسقدر شغف رکھتے ہیں کہ قوم اور ملک بیزار اور بددل ہوجائے اس کی پروا نہیں معلوم انہوں نے کس فلسفہ سے سمجھا ہے کہ ہیٹ اوڑھنا اور پردہ توڑنا تمام عالم کی سلطنت حاصل کرنے کی کلید ہے مسلمان اگر رمضان مبارک میں بے روزہ دار نظر آئیں کھلے بندوں کھاتے پیتے پھریں ماہ مبارک کا احترام نکریں تو [illegible] اپنے عمل سے ثابت کرنا [illegible] اسلام کا احترام [illegible] اسلامی [illegible] حفاظت کے لیے تیار [illegible] اس سے مسلمانوں کو قوت پہنچے گی یا ضعف ہوگا

خدارا اس پر غور کیجئے اور اپنے مآل پر نظر ڈالیے۔ آخرت تو آپکو یاد ہی نہیں ہے اور واحد قہار کی گرفت سے تو آپ دم واپسین تک (خدا نکرے) غافل ہی رہتے نظر آرہے ہیں لیکن دنیا جس کی آپکو بہت چاہت ہے وہ بھی آپکے اس طرز عمل سے آپکے ہاتھ نہیں آتی۔ اس لیے میں برادران اسلام سے دردبھری استدعا کرتا ہوں کہ وہ رمضان مبارک میں آپ کو ایک بڑا مسلمان [illegible] احترام کرنیوالا ثابت کریں اور اپنی کشتی کو غرق ہونے سے بچائیں۔ ہر مسجد میں تراویح کی جماعتیں ہوں عام مسلمان بھائیوں کے ساتھ اتفاق کے جھوٹے علم بلند کرنے والے جنٹلمین بھی دوش بدوش کھڑے ہو کر بیس رکعت ادا کریں۔ ایک مہینہ یہ عمل کر کے دیکھیے تو آپکو حقیقی اتحاد کا جلوہ نظر آجائیگا۔ اسٹیجوں کی دھواں دھار تقریریں اور اتحاد کی نمائشی دعوتیں جنمیں نفسانی کاوشیں درپردہ جلوہ افروز ہوا کرتی ہیں اتحاد کی منزل تک پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوسکتیں اگر اتحاد منظور ہے اور اتحاد کے سچے طلبگار ہو۔ اتفاق کی دل میں قدر ہے اور اس کے جویا ہو تو مساجد کی دیواروں کے سایہ میں آؤ یہیں سب کا اجتماع ہوگا۔

مسئلہ علم غیب کے متعلق ایک استفتا

ماہ گذشتہ میں حضرت [illegible] ایک فتوے حضور اقدس [illegible] غیب کے اثبات میں [illegible] عنایت فرمانے استفسار کرتے ہیں کہ آیت کریمہ [illegible]

كُلِّ شَيْءٍ وارد ہے کیا دلیل ہے کہ وہ کل احاطہ ہی کے لئے ہے اور جمیع اشیاء ہی مراد ہوں ممکن ہے کہ اس سے احاطہ مقصود نہ ہو جیسے قرآن پاک میں دوسری جگہ واوتیت من کل شیء وارد ہوا ہے اور وہاں کل سے احاطہ جمیع اشیا کا مراد نہیں ہے۔

جواب

کلمہ کل احاطہ کے لئے موضوع ہے اور الفاظ اپنے موضوع لہ پر دلالت کرتے ہیں [illegible] وضع کیا گیا ہے اور لغت میں اعتبار [illegible] جواب شبہ کا [illegible] کے لیے کافی تھا مگر [illegible] کے لیے عرض کیا جاتا ہے کہ کسی کلمہ کا کسی محل پر معنی مجازی میں مستعمل ہو جانا یہ لازم نہیں کرتا کہ ہر جگہ اس سے وہی معنی مجازی مراد لیے جائیں اور کہیں بھی وہ اپنے حقیقی معنی میں مستعمل نہ ہو یا حقیقی معنی مراد ہونے کے لیے کسی اور دلیل کی حاجت پڑے بلکہ جبتک کوئی صارف موجود نہ ہوگا کلمہ اپنے حقیقی معنی ہی میں مستعمل رہیگا۔ الکلمۃ العلیا میں اسکو بہت شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور ماہ گذشتہ کے رسالہ میں عرض کردیا گیا تھا کہ اس مسئلہ کی کامل تنقیح و تحقیق الکلمۃ العلیا میں ہے اگر ہمارے مخاطب فرما الکلمۃ العلیا کا مطالعہ کرتے تو انہیں زحمت سوال برداشت کرنا نہ پڑتی۔ آپ یہ غور کیجئے کہ قرآن پاک میں شیٔ کے اوپر کل کا لفظ اور جگہ بھی آیا ہے ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ وهو بكل شيء عليم۔ وكان الله بكل شيء محيطا تو کیا آپ کے نزدیک سب جگہ کل بمعنی بعض ہی ہے اگر نہیں تو بتایئے کہ کل شیء میں کل بمعنی بعض ہونے میں

اس کے پاس کونسی نص موجود ہے۔ علاوہ بریں ہمارے مہربان نے فتوے میں احادیث دیکھی ہونگی سب میں لفظ کل نہیں ہے بلکہ مختلف عبارات سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جمیع اشیاء کا علم ثابت ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے اخبرنا عن بدء الخلق حتے دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمکو ابتدائے آفرینش سے اہل جنت و نار کے اپنے اپنے منازل میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔ اس میں لفظ کل نہیں ہے مگر یہ عبارت بتاتی ہے کہ قیامت تک کے جمیع حوادث و وقائع علم اقدس میں ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے ما ترک شیئا یکون فی مقامہ ذالک الی قیام الساعۃ قیامت تک ہونے والی کوئی چیز چھوڑ نہ دی۔ اس سے بھی قیامت تک کی جمیع اشیاء کا علم معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا کہ کل میں احتمال تخصیص نہیں کیونکہ اس عبارت کے ساتھ فرمایا کہ کوئی چیز چھوڑ نہ دی مسلم شریف کی حدیث میں فرمایا زوی لی الارض فرایت مشارقھا ومغاربھا زمین میرے لیے سمٹی اور میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا۔ طبرانی کی حدیث میں ہے انا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ میں دنیا کو اور اس میں قیامت تک کے ہونے والے جملہ امور کو ملاحظہ فرما رہا ہوں۔ یہ سب احا[illegible] کیا اس مدعا کی تائید کے لیے ناکافی ہیں کہ آیت [illegible] لفظ کل اپنے احاطہ اور استغراق پر ہے اور احتما[ل] تخصیص عاطل و باطل میں امید کرتا ہوں کہ اسقدر تحریر میرے عنایت فرما کی تسکین خاطر کے لیے کافی و وافی ہوگی وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ ونور عرشہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

سوال

(۱) قرآن مجید میں جو مولی تعالی نے دن اور رات سورج قمر زیتون انجیر وطور سینا وغیرہ کی قسمیں اٹھائی ہیں اسکی کیا ضرورت تھی اور اس میں کیا راز ہے۔

(۲) وما اھل بہ لغیر اللہ کے بارہ میں تو جملہ مفسرین کا اجماع عند الذبح کی قید پر ہے لیکن درمختار میں مذبوح لقدوم الامیر کی حرمت کا فتوے دیا گیا ہے گو اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو بحوالہ کتب فقہیہ مفصل تشریح فرماویں امید ہے کہ آپ تھوڑا سا قیمتی وقت صرف فرما کر مختصر طور پر مگر جامع و مانع بحوالہ کتب جواب تحریر فرماویں گے آپ کی عنایت ہوگی۔ میں معترض نہیں بلکہ تطمین قلبی کا خواہاں ہوں۔ غلام رسول

الجواب بعون الکریم الوہاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

قرآن شریف میں قسمیں یاد فرمانیکی حکمت

(۱) اللہ تعالے جل جلالہ وعم نوالہ ضرورت سے پاک ہے [illegible] نہیں وہ سب سے بے نیاز ہے [illegible] و علامت امکان ہے۔ [illegible] عن ذالک علوا کبیرا واللہ غنی عن العالمین [illegible] اس کے ہر کام میں حکمت ہے خواہ بندوں کی فہم اسکی

حکمت تک رسائی کرے [illegible]
یاد فرمائی گئیں اس میں [illegible]
پاک محاورہ عرب میں نازل ہو [illegible]
حلف و یمین عرب کا طریقہ [illegible]
پر ہونا مناسب۔

امام فخر الدین رازی قدس سرہ نے فرمایا والقرآن انزل بلغۃ العرب و اثبات المطالب بالحلف والیمین طریقۃ مالوفۃ عند العرب۔ دوم اصول ہدایت ارشاد کا اقتضاء ہے کہ رہنمائی کے تمام مدارج و مراتب پورے کردیئے جائیں اور قوم کے لیے کوئی عذر نہ چھوڑا جائے پھر بھی وہ انکار ہی کرتی رہی تو اس کی بدبختی۔

جہال کا یہ بھی ایک طریق ہے کہ براہین کی اقامت اور دلائل کے وضوح کے بعد وہ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم علم میں آپ کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ تم نے ہمیں علمی قوت سے دبا لیا مدعی پر اطمینان نہیں ہوا۔ ایسی حالت میں اور صرف دلائل قائم کرنا [illegible] ہوتا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ انکے اطمینان اور قطع عذر کے لیے کلام کو موکد بقسم کیا جائے تاکہ انہیں عذر کرنے کا موقع نہ رہے کہ دلائل [illegible] تو ہمیں رسائی نہ تھی قسم یاد کی جاتی تو ہماری تسلی ہوجاتی۔ اس لیے قرآن کریم میں اثبات دلائل و براہین کے ساتھ مطالب پر اطمینان لانے اور عذر رفع فرمانے کے لیے قسم یاد فرمائی [illegible]
سوم عرب جھوٹی [illegible]
تھے انکا اعتقاد تھا کہ جھوٹی قسم کھا [illegible]
ہوجاتا ہے۔ قرآن پاک میں قسمیں ذکر فرمائیں اور

دین اسلام ہر ایک ترقی میں [illegible] ایک [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ہیں انہیں غور کیجیے تو وہ سب کی سب مدعا کی زبردست دلائل ہیں۔ پیرایہ قسم کا ہے اور مضمون برہان قوی۔ الحمد للہ العلیم الحکیم۔ اس کے علاوہ اور بہت [illegible] حکمت میں استدلال میں اسی قدر پر اکتفا کیا گیا۔

مسئلہ ما اہل بہ لغیر اللہ اور عبارت درمختار کا مطلب

(۲) قرآن کریم میں ذبح کے متعلق دو حکم [illegible] اسپر خدا کا نام لیا گیا ہو [illegible] فکلوا مما ذکر اسم اللہ [illegible] ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ [illegible] یہ کہ غیر کا نام نہ لیا گیا ہو جیسا کہ وما اہل بہ لغیر اللہ [illegible] سے ظاہر ہے یہ دونوں حکم وقت ذبح کے [illegible] یا اسکا [illegible] قبل ارسال [illegible] ذبح [illegible] اختیاری [illegible] جائز ہوسکتے ہیں کہ اسپر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو یہ بات بحث طلب نہیں ہے کہ تسمیہ عند الذبح یا عند الارسال معتبر ہے آیت صاف طور پر اس مدعا کو ثابت کررہی ہے اور تمام امت کا اسپر اتفاق ہے اسی درمختار میں ہے وتشترط التسمیۃ من الذابح حال الذبح او الرمی لصید او الارسال اور ظاہر ہے کہ تسمیہ قبل یا بعد مفید حلت نہیں۔ درمختار ہی میں ہے ولو سمی الذابح ثم اشتغل باکل او شرب ثم ذبح ان طال وقطع الفور حرم والا لا۔

اب خوب ظاہر و روشن ہو گیا کہ تسمیہ عند الذبح معتبر ہے درمختار میں ہے [illegible] فلا تحل [illegible] التسمیۃ قبل [illegible] [illegible] ذبح بنام [illegible] ہو جہاں ذبح اختیاری ہو وہاں عین وقت ذبح تسمیہ ضروری ہے اور جہاں غیر اختیاری ہو وہاں جو اس کا قائم مقام ہو مثل ارسال ورمی وغیرہ اسپر ضروری اور ایک گھنٹہ قبل تسمیہ و تکبیر کا وظیفہ پڑھتا رہا تھا مگر وقت ذبح خدا کا نام نہ لیا تو یہ ذبیحہ حلال نہ ہوگا۔

ذبح میں تسمیہ یعنی بنام خدا ذبح کرنا اس وقت پورا ہوتا ہے جبکہ اس کے نام پاک کے ساتھ اور کسی کا نام شامل نہ کیا ہو ورنہ ذبح خاص [illegible] نام پر [illegible] [illegible] اهل [illegible] لغیر اللہ [illegible] مسئلہ پر نظر کرنے والا [illegible] [illegible] پہنچتا ہے [illegible] طرح تسمیہ عند الذبح ضرورت اسیطرح غیر کے نام سے مجرد ہونا بھی عند الذبح لازم ہے اسی سے عامہ مفسرین عند الذبح کی قید لگاتے ہیں اور یہ بالکل حق ہے فقہائے کلام میں اسکی مخالفت کہیں نہیں پائی جاتی۔

اب یہ بات قابل لحاظ ہے کہ ذکر الٰہی کے ساتھ ذکر غیر کی کئی صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ غیر کا نام خدا کے نام کے ساتھ صورۃً و معنیً دونوں طرح موصول ہو۔ دوسرے یہ کہ فقط صورۃً موصول ہو نہ معنیً۔ تیسرے یہ کہ معنیً موصول ہو نہ صورۃً۔ اس میں سب سے اخف شکل وصل صوری کی ہے کہ اس میں حقیقۃً وصل نہیں پھر بھی اس میں فقہا نے بہت کلام فرمایا ہے باقی دونوں صورتوں میں وصل ہی فرق اتنا ہے کہ ایک میں صریح ہے دوسرے میں غیر صریح مگر ذکر الٰہی کی تجرید کمینفی دونوں میں [illegible] یہ دونوں صورتیں ما اهل به لغير الله میں داخل [illegible] درمختار میں ہے وان عطف حرمت نحو باسم اللہ واسم فلان او فلان لانہ اهل بہ لغیر اللہ رد المحتار میں ہے لان الاهلال للہ تعالیٰ لا یکون الا بذکر اسمہ مجردا لا شریک لہ۔ اب معلوم ہو گیا کہ اہلال للہ یہ ہے کہ وقت ذبح صرف اللہ کا نام لیا جائے اور ذکر الٰہی مجرد رہے اور جہاں یہ بات نہ ہو بلکہ ذکر غیر بھی ملا لیا گیا ہو تو وہ اہلال لغیر اللہ ہے خواہ صورۃً و معنیً دونوں طریقہ سے ہو جیسا کہ درمختار کی عبارت سے ابھی ظاہر ہوا خواہ فقط معنیً ہو صورۃً نہ ہو اسکی مثال درمختار کا مسئلہ ذبح لقدوم الامیر ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جس حالت میں نہ گوشت کا خود کھانا منظور ہو نہ امیر یا اسکے خدام کو کھلانا نہ [illegible] سے کسی اور طرح کا انتفاع بلکہ اراقت دم کا مقصد امیر کی طرف تقرب ہو تو گو صورۃً ذکر امیر نہیں مگر معنیً ذکر امیر موجود ہے خواہ زبان سے عمر بھر بھی امیر کا نام نہ لیا ہو تو اب وقت ذبح بسم اللہ اللہ اکبر کے ساتھ امیر کا نام حکماً مذکور ہے گو صراحۃً نہیں رد المحتار میں ہے لکن لما کان قصد ذا لا لتعظیم له لكن التسمية مجردة لله تعالى حكما كما لو قال باسم اللہ واسم فلان تو [illegible] وقت ذبح غیر کے اس ذکر حکمی [illegible] طرح ہو گئے کہ اہلال لغیر اللہ [illegible] باسم غیرہ ہے اور اس میں وقت [illegible] اعتبار نہیں جب لغیرہ ہے تو اتنا نہیں بلکہ

کہ یہ سب وقت ذبح ہی کے تو احکام ہیں۔ ردالمحتار میں
اس کی شرح میں فرمایا اعلم ان المدار علی القصد
عند ابتداء الذبح اور جو اہلال لغیر اللہ کے معنی
رفع الصوت لغیرہ لیتے ہیں انکے نزدیک تو ذبح لقدوم
الامیر محض قصد سے حرام ہونا ہی نہ چاہیے کہ اس میں
رفع صوت باسم الامیر کا نام ونشان بھی نہیں،
رفع صوت باسم اللہ ہے وہ کس منہ سے اس کو حرام
کہیں گے۔ خلاصہ یہ کہ جس طرح تارک التسمیہ ناسیا کو ذاکر
حکماً قرار دیا گیا ہے اسی طرح قاصد تقرب امیر ذاکر
اسم امیر عندالذبح قرار دیا گیا اور ما اہل بہ لغیر اللہ کا
محل وہی ذکر غیر عندالذبح رہا تفاسیر سے اس میں
اصلا مخالفت نہیں نہ مسئلہ نذر اولیا سے قطعاً کوئی
مناسبت کہ وہاں مقصود ایصال ثواب ہے نہ تقرب کما ہو الظاہر
اب ثابت ہو گیا کہ عبارت درمختار تفاسیر کے بالکل مطابق
ہے اور مخالفین کے مدعائے باطل کو اس سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا
واللہ سبحانہ تعالے اعلم وعلمہ عز اسمہ اتقن واحکم
کتبہ العبد المعتصم بحبلہ المتین محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں
(۱) مسجد اہل سنت وجماعت میں حنفی امام کے پیچھے وہابی
نماز پڑھتے ہیں اور آمین بالجہر کہتے ہیں انکو منع کرنے
سے زیادہ فساد ہوتے ہیں [illegible]
آپکو کوئی حق روکنے کا نہیں [illegible]
ضرور کہیں گے ایسی حالت میں انکو [illegible]
روکا جاوے اور نہ ماننے پر مسجد میں آنے سے منع کیا جاوے تو
کیا خلاف مسئلہ ہو گا۔
(۲) اگر وہابی لوگ مسجد مذکور میں بعد ممانعت کے حنفی
امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور اپنی جماعت علیحدہ
قایم کرکے آمین بالجہر بالاعلان کہیں تو کیا انکو وہ جماعت
قایم کرنے دی جائیگی یا وہ اگر جماعت قایم کرکے نیت
باندھ چکے ہوں اور آمین بالجہر بالاعلان کہہ رہے ہوں
تو ایسی حالت میں کیا کرنا ہوگا کیونکہ ہر وقت ایسے اتفاق
سے بلوہ کا اندیشہ ہے اور وہ لوگ آمادہ فساد ہیں۔
بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب

الجواب بعون الکریم الوہاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم
اہل سنت کی مسجد صرف اہل سنت کے لیے ہے کوئی شخص
خارجی وہابی بدمذہب اس میں دخیل نہیں ہو سکتا
واقف کا وقف خواہ مسجد ہو یا مدرسہ اس میں بدمذہب کو
دخل نہیں پہنچتا۔ ردالمحتار میں ہے مدرسہ موقوفۃ علی
الحنفیۃ [illegible] احد ان محلہا لاھل مذھب
اخر مذہب حق صرف مذہب اہل سنت ہے باقی سب
فرقے گمراہ اور ناری ہیں یہی صراط مستقیم ہے یہی طریق
مسلمین ہے اسپر قایم رہنے کا شرع مطہر نے حکم فرمایا
اس کے چھوڑنیوالے کے حق میں وعید وارد ہوئیں
قرآن کریم میں ارشاد ہوا ویتبع غیر سبیل المومنین
نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا
(ترجمہ) اور جو مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے
اسکے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل
کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے طریقہ کا اتباع لازم اور اس کی مخالفت حرام ہے تفسیر مدارک میں ہے ای السبیل الذی هم علیه من الدین الحنفی وهو دلیل علی ان الاجماع حجة لا تجوز مخالفتها کما لا تجوز مخالفة الکتاب السنة لان الله تعالی جمع بین اتباع غیر سبیل المؤمنین وبین مشاقة الرسول فی الشرط وجعل جزاءه الوعید الشدید فکان اتباعهم واجبا کموالاة الرسول تفسیر خازن میں ہے و ذالك لان اتباع غیر سبیل المؤمنین وهو مفارقة الجماعة حرام فوجب ان یکون اتباع سبیل المؤمنین ولزوم جماعتهم واجبا تفسیر احمدی میں ہے ویتبع غیر سبیل المؤمنین من عمل واعتقاد اور اسی میں ہے هذه الآیة هی التی تدل علی ان الاجماع کالکتاب والسنة اسی میں ہے الآیة تدل علی حرمة مخالفة الاجماع نیز اسی میں ہے اذا کان اتباع غیر سبیلهم حرما کان اتباع سبیلهم واجبا لان ترك اتباع سبیلهم ممن عرف سبیلهم اتباع غیر سبیلهم هذا لفظه فعلم ان اتباع سبیل المؤمنین ای ما علیه المؤمنون بجمعهم واجب وذالك سمی بالاجماع فیکون حجة قطعیة یکفر جاحده کالکتاب والسنة المتواترة ان عبارات سے ظاہر ہے کہ اعمال و عقائد میں طریق مسلمین کا اتباع واجب مخالفت ناجائز مستوجب وعید شدید اور جماعت مسلمین سے مفارقت حرام اور جس امر پر مسلمان متفق ہوں

وہ واجب اسی کو اجماع کہتے ہیں وہ حجۃ قطعیہ ہے کہ اسکا منکر کتاب و سنت کے منکر کی طرح بیدین ہے یہ مضمون بکثرت نصوص سے ثابت ہے حدیث شریف میں ہے اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار یعنی بڑی جماعت کا اتباع کرو کیونکہ جو اس سے جدا ہوا جہنم میں ڈالا جائیگا۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہوا ان الله لا یجمع امتی علی ضلالة ید الله علی الجماعة یعنی اللہ تعالے میری اُمت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائیگا۔ جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے۔ اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ جس امر پر اُمت متفق ہو وہ باطل نہیں ہو سکتا کہ اس امت مرحومہ کا خدا نگہبان ہے والله خیر حافظا ان ادلہ شرعیہ سے ثابت ہے کہ صراط مستقیم مسلمانوں کی راہ ہے جسپر وہ عامل ہوں اور جو اس راہ سے جدا ہو جہنمی گمراہ بیدین ہے اور ظاہر ہے کہ تمام مسلمان تقلید شخصی کرتے ہیں اور صدہا سال اسپر عمل کرتے گذر گئے تو اسپر مسلمانوں کا اجماع ہوا اور اسکا ماننا بحکم خدا و رسول واجب و لازم۔ تفسیر احمدی میں ہے قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للاربع یعنی اسپر اجماع ہو چکا کہ فقط ائمہ اربعہ کا اتباع جائز ہے نیز اسی میں ہے وینبغی ان یکون التقلید منحصرا المذهب معین خاصة یعنی ضروری ہے کہ تقلید [illegible] معین میں منحصر ہو۔ اور اسی میں ہے [illegible] لذ فرق الاهواء من المعتزلة والروافض والخوارج وغیرهم و یتعین الحق

فی مذهب اهل سنة وجماعة۔ یعنی ایسی ایل ہوا
فرقوں کی ضلالت کے قائل ہیں خواہ وہ معتزلہ ہوں یا
روافض یا خوارج یا انکے سوا اور کوئی۔
اشباہ میں ہے وما خالف الائمة الاربعة مخالف
الاجماع قد صرح فی التحریر ان الاجماع انعقد
علی عدم العمل بمذهب مخالف للاربعة
لانضباط مذاهبهم وکثرة اتباعهم یعنی جو
قول یا حکم ائمہ اربعہ کے مخالف ہو وہ اجماع کے مخالف
ہے۔ امام ابن ہمام نے تحریر میں تصریح فرمائی کہ ائمہ
اربعہ کے مخالف مذہب پر عمل کے ناجائز ہونے پر
اجماع منعقد ہو چکا کیونکہ انکے مذاہب منضبط ہیں
اور سواد اعظم انکا اتباع کرتی ہے اب بحمد اللہ تعالے
خوب اچھی طرح پایہ ثبوت کو پہنچا کہ حق مذہب اہل سنت
وجماعت ہے اور وہ ائمہ اربعہ کے مقلدین میں منحصر اور
تقلید شخصی پر اجماع منعقد لامحالہ اسکا منکر اجماع کا
منکر گمراہ بددین بند ہوا ہے انکو مسجد میں آنے دینا
تو کیا جائز ہو سکتا ہے غیر مسجد میں بھی انکے ساتھ
مصاحبت وہمنشینی جائز نہیں اللہ تعالے فرماتا ہے
لا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین
تفسیر احمدی میں اسی آیہ مبارکہ کے تحت میں فرمایا
ان القوم الظالمین هم المبتدع والفاسق
والکافر والقعود مع کلهم ممتنع یعنی قوم
ظالمین میں اہل بدعت اور فاسق و کافر سب
داخل ہیں ان سب کے ساتھ قعود ممنوع ہے
اور بکثرت احادیث ان فرق باطلہ کے ساتھ مجالست

ومخالطت کے ممنوع ہونے میں وارد ہوئی ہیں اور
مسلمانوں کو ان سے علیحدہ رہنے کی تاکید فرمائی گئی ہے
حدیث شریف میں ہے ایاکم وایاهم لا یضلونکم
ولا یفتنونکم اپنے آپکو ان سے بچاؤ اور انھیں
اپنے سے دور رکھو کہیں تمہیں گمراہ نہ کریں اور فتنہ میں
نہ ڈالدیں جب ان گمراہ قوموں سے بچنا اور انھیں اپنے
سے دور رکھنا لازم ہے تو اہل سنت کے لیے اپنی
مساجد میں [illegible] کس طرح جائز ہو سکتا ہے
[illegible] فتنہ سے انکو بچاؤ
بچاؤ اور ان لوگوں [illegible] آنا یقینا باعث فتنہ ہے
جہاں یہ [illegible] فتنہ بگھر شروع کی۔
سیکڑوں جگہ [illegible] ہوئی ہے مقدمہ بازی تک
نوبت پہنچی [illegible] مشاہدہ میں ہے ومنها
ما یترتب علی ذلک فی تنزیہ المساجد من
اجتماع الفساد اهل البطالة ولعبهم ورفع
اصواتهم وامتهانهم بالبصاق والتهالک
حرمتها وحصول [illegible] وغیر ذلک
من المفاسد التی یجب صیانة المساجد عنها
تو اہل اہواء کے آنے سے فساد کا قوی اندیشہ ہے
انھیں مسجد میں آنے کی اجازت دینا کسطرح جائز
ہو سکتا ہے خلاصہ یہ کہ اہل سنت کی مسجد میں وہابی و
غیر مقلد کو کوئی حق نہیں اس کے آنے سے فساد سے اور
فسادی سے مسجد کو بچانا واجب نیز اس کی صحبت مسلمانوں
کے لئے جائز نہیں علاوہ ان سب کے اس کا آنا اور غیر مقلدانہ
حرکات مسلمانوں کے لیے ایذا ہے اور جس سے ایذا ہو

اُس کو مسجد سے روکنے کا مسلمانوں کو حق ہے ردالمحتار میں ہے والحق بالحدیث کل مؤذی الناس بنفسه لسانه و به رفتی ابن عمر وهو اصل فی نفی کل ما یناذی به۔ لہذا مسلمان غیر مقلدین کو اپنی مسجد میں نہ آنے دیں۔ وہ نہ مانیں تو قانونی طور پر انھیں رکوا دیں واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ عز اسمہ اتقن و احکم کتبہ محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین۔

حیف صد ہزار حیف

ہندوستان بھر میں اپنی خصوصیتوں اور خوبیوں میں یکتا اہل سنت کا ایک ہی رسالہ تھا السّواد الاعظم اس نے جو کام انجام دیئے جو اسلامی خدمت کی مسلمانوں کی وقت پر جیسی رہنمائی کی معلومات کی نفیس ذخائر سے ہندوستان کے گوشہ گوشہ کو بھر دیا بے دینوں کے حوصلے پست کر دیے بد مذہبوں کو کبھی سر نہ اٹھانے دیا۔ ہندوستان بھر کے گمراہ فرقے اس سے کانپتے اور لرزتے ہیں۔ افسوس آج اس کی زندگی خطرہ میں ہے اور دوستوں کی بے مہری سے وہ نزع کی حالت کو پہنچ گیا ہے بار بار کے عرض و معروض اور متعدد طریقوں کی اطلاعوں کے بعد بھی خریداران السواد الاعظم نے التفات نہ کیا اور اس کی قلیل قیمت ادا کر کے اسکو مالی مشکلات سے نہ بچایا۔ بہت سے حضرات برسوں تک رسالہ وصول کرتے رہے اور وی پی بھیجا گیا تو واپس اور جن حضرات کے پاس رسالہ جاری ہے بار بار کی یاد دہانیوں کے بعد اُن کو کچھ فکر نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک روپیہ بھیجدیں ان اصحاب سے رسالہ کو جاری رکھنے میں قرض کا کافی بار ہو گیا اور اب زیادہ کا تحمل نہ رہا اس لیے بہزار رنج و غم یہی گوارہ کیا جاتا ہے کہ اس مفید خلق حامی ملت رسالہ کو بند کر دیا جائے۔ جن حضرات کی قیمتیں بابت سال رواں وصول ہو چکی ہیں وہ مستحق ہیں کہ آپکے پاس بارہ پرچے پہنچیں اس لیے یہ انتظام کیا جائیگا کہ جسقدر پرچے آپکے باقی ہوں وہ یکجائی چھاپکر ایک مرتبہ ان کی خدمت میں بھیجدیئے جائیں اور حساب صاف کر دیا جائے۔ ابھی وقت ہے اگر آپ اپنے اس حامی اسلام رسالہ کو باقی رکھنا چاہیں تو بلا تاخیر اس کی مالی اعانت کیجئے ورنہ ایک ماہ کے انتظار کے بعد مجبوراً وہی ناگوار شکل اختیار کرنا پڑے گی جو ابھی ذکر کی گئی ہے بخدا مجھے السواد الاعظم کے بند ہونیکا سخت صدمہ ہو گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ مسلمانوں کی ایک عظیم برکت اور دینی فیض سے محرومی ہو گی مگر میں مجبور ہوں کیا کروں اپنی تمام طاقت صرف کر چکا بار قرض میری برداشت سے زیادہ ہو گیا اور اکثر خریداران صاحبان کو پرواہ نہیں۔ اگر یہ رسالہ زندہ رہتا تو مسلمانوں کی اصلاح و درستی اور دینی و دنیوی کامیابیوں کی بہت سی توقعات اور امیدیں اسکے دامن سے وابستہ تھیں اور [illegible] مسلمانوں کو قیمتی فوائد پہنچتے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ میں اس خادم اسلام رسالہ کو کامیاب زندگی عطا فرمائے اور اسکے حامیوں کو توفیق اعانت عنایت کرے آمین

حکومت افغانستان

افسوس حکومت افغانستان لودہ خطرہ لاحق ہوکر رہا جسکا پہلے سے اندیشہ تھا اور حالات افغانستان سے اسوقت مسلمانوں کے دل اندوہ آگین ہو رہے ہیں اخباروں میں انقلاب حکومت افغانستان کے سلسلہ میں ہر طبقہ کے لوگ اپنی خیال آرائیاں کر رہے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ حکومت کا سبب بر سر جنگ ہونا کبھی خطرہ سے خالی نہیں ہو سکتا اور دنیا کی کوئی حکومت بھی مذہب کے اہم اصول ... پاس ... نہیں بچا سکتی عاقل انسان واقعات سے سبق لیتے ہیں یورپی تہذیب کے دلدادوں کو آنکھیں کھولنا چاہئیں اور بے پردگی کے جنون کو جلد تر دماغوں سے دور کرنا چاہیے بہت سے حضرات افغانی حکومت کے تازہ واقعات کے سلسلہ میں قلم اٹھاکر ہندوستان میں ایک نئی فتنہ انگیزی کی بنا ڈال رہے ہیں اور علمائے دین پیشوایان مذہب پر سب و شتم اور تبرا کر کے یہاں کے مسلمانوں میں ایک زہریلا اثر پھیلانا چاہتے ہیں۔ اپنی قوم کے اکابر کو گالیاں دینا کوسنا الزام لگانا تفرقہ پردازی کی بنیاد ہے خدارا اس سے احتراز کرو اگر تم مسلمانوں میں کوئی بہتر جذبہ نہیں پیدا کر سکتے تو انکی موجودہ حالت کو اور زیادہ بدتر کرنے کی سعی تو نکرو ہندو قوم اپنی تنظیم کر رہی ہے شب و روز وہ اپنی شیرازہ بندی میں مصروف و مشغول ہو کر رہے ہیں نو تعلیم یافتہ ترقی کا راز اسی میں منحصر سمجھتے ہیں کہ اپنی بزرگوں پیشواؤں عالموں و درویشوں اور با برکت ہستیوں کو تہ تیغ کر ڈالیں اور انکا نام و نشان باقی نہ چھوڑیں۔ ۲۶ جنوری کے ستیا میں حکیم عبداللہ خان صاحب نصر اجملی اسسٹنٹ ہاؤس سرجن طبیہ کالج کا ایک مضمون چھپا ہے جس میں انہوں نے علما پر بہت بیدردی سے حملے کیے ہیں ایسے لوگ اور ایسے مضامین ملک میں فساد کی آگ مشتعل کرنیکا بڑا سبب ہیں اور اپنی ناعاقبت اندیشی سے اپنے ہی بزرگوں کا گلا گھونٹنے کو وہ اپنی کامیابی سمجھتے ہیں ایسے حکیم تو خود محتاج علاج ہیں اگر شاہ امان اللہ خان بھی طبقہ علما و مشائخ کے ساتھ ایسی سوء عقیدت نہ رکھتے اور انکو نظر حقارت سے نہ دیکھتے تو انکی حکومت کا یہ انجام نہ ہوتا

حکومت افغانستان کا انجام

سابق شاہ امان اللہ خان جب آخر اپنی کوششوں میں کامیاب ہو کر اپنے ملک کے ایک حصہ کے مستقل فرمانروا قرار پا جائیں یا پھر وہ اپنی قوت واثر سے وہ گیا ہوا ملک واپس پالیں لیکن تخت ... سے قبل جو قوت انہیں حاصل تھی وہ پچاس سال کی کوششوں میں بھی وہ نہیں کر سکتے اور جو ہر دلعزیزی انکو اپنے اس نئے طریق زندگانی سے قبل حاصل تھی اسکا پھر واپس پانا نہایت مشکل ہے جبتک کہ وہ اپنے طریق زندگانی میں پوری تبدیلی نکریں۔ اسلام کا ہر فرزند خواہ وہ گدا ہو یا فرمانروا اس کو اسلامی احکام کا فرمانبردار ہونا چاہیے اور پیشوایان اسلام کیساتھ اسکے دل کی گہری عقیدت اور زبردست نیازمندی اس منزل میں اسکی بہتر رفیق حال ہو سکتی ہے تمام سلاطین اسلام کا یہی دستور رہا ہے۔ یاد رکھو علما کی دشمنی تمہاری ہلاکت ہے اس طبقہ سے لڑکر کوئی قوم فلاح نہ پائے گی

اور بکثرت احادیث ان ... بالعدت ...

اہل بیت نبوت

حضرات کرام خلفاء راشدین کا ذکر کیا گیا انکی ذوات مقدسہ مقربین بارگاہ رسالت میں سب سے اعلیٰ مرتبہ رکھتی ہیں اور حق یہ ہے کہ حضور انور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس کسی کو ادنیٰ سی بھی نسبت ہے اس کی فضیلت اندازہ اور قیاس سے زیادہ ہے اُس آقائے نامدار سرکار دولتمدار صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ اتنی نسبت کہ کوئی شخص آنکے بلدہ طاہرہ اور شہر پاک میں سکونت رکھتا ہو اس درجہ کی ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہوا من اخاف اهل المدينة ظلما اخافه الله وعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين جس نے اہل مدینہ کو ظلماً ڈرایا اللہ تعالےٰ اُسپر خوف ڈالیگا اور اُسپر اللہ کی اور ملائکہ کی اور سب لوگوں کی لعنت (رواہ قاضی ابو یعلی) ترمذی کی حدیث میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے قال صلی اللہ علیہ وسلم من غش العرب لم يدخل في شفاعتي ولم تنله مودتي حضور اقدس علیہ الصلاۃ نے ارشاد فرمایا جس نے عربوں سے بغض رکھا میری شفاعت میں داخل نہ ہوگا اور اُس کو میری مودت میسر نہ آئے گی۔ اتنی نسبت ایک شخص عرب کا باشندہ ہو اُس کو اس مرتبہ پر پہنچا دیتی ہے کہ اُس سے خیانت کرنیوالا حضور کی شفاعت و مودت سے محروم ہوجاتا تو جن برگزیدہ نفوس اور خوش نصیب حضرات کو اس بارگاہ عالی میں قرب نزدیکی اور اختصاص حاصل ہے انکے مراتب کیسے بلند و بالا ہونگے اسی سے آپ اہل بیت کرام کے فضائل کا اندازہ کیجئے ان حضرات کی شان میں بہت آیتیں اور حدیثیں وارد ہوئیں۔

آیت (۱) انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا - اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ تم سے رجس (ناپاکی) دور کرے۔ اے اہل بیت رسول اور تمہیں پاک کرے خوب پاک۔

اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے حق میں نازل ہوئی اور قرینہ اس کا یہ ہے کہ عنکم اور اسکے بعد کی ضمیریں مذکر ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ اس کے بعد ہی ارشاد ہوا واذکرن ما یتلی فی بیوتکن اور یہ قول حضرت ابن عباس کی طرف منسوب ہے اسی لیے انکے غلام حضرت عکرمہ بازار میں اس کی ندا کرتے تھے ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد خود سرور دولتمدار کی ذات عالی صفات ہے تنہا دوسرے مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت حضور کی ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہے علاوہ اس کے کہ اسپر آیہ واذکرن ما یتلی فی بیوتکن دلالت کرتا ہے یہی اس کی دلیل ہے کہ دولت سرائے اقدس ازواج مطہرات ہی کا مسکن تھا۔

حضور کے اہل بیت حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے نسبی قرابت کے وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے ایک جماعت نے اسی پر اعتماد کیا اور اسی کو ترجیح دی اور ابن کثیر نے بھی اسی کی تائید کی ہے احادیث پر جب نظر کیجاتی ہے تو مفسرین کی دونوں جماعتوں کو اُن سے تائید پہنچتی ہے امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت پنجتن پاک کی شان میں نازل ہوئی پنجتن سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی و حضرت فاطمہ و حضرت امام حسن و حضرت امام حسین ہیں (صلوٰۃ اللہ تعالےٰ علی حبیبہ وعلیہم وسلم) اسی مضمون کی حدیث مرفوع ابن جریر نے روایت کی طبرانی میں بھی اس کی تخریج کی مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے ان حضرات کو اپنی گلیم مبارک میں لیکر یہ آیت تلاوت فرمائی یہ بھی بصحت ثابت ہوا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ان حضرات کو تحت گلیم اقدس لیکر یہ دُعا فرمائی اللّٰهم هؤلاء اهل بيتي وخاصتي اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا - یارب یہ میرے اہل بیت اور میرے مخصوصین ہیں ان سے رجس و ناپاکی دور فرما اور انھیں پاک کردے خوب پاک یہ دُعا سنکر ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا وانا معهم میں بھی انکے ساتھ ہوں فرمایا انك على خير تم بہتری پر ہو۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضور نے حضرت ام المومنین کے جواب میں فرمایا بلیٰ بیشک اور انکو کسا ر گلیم میں داخل کر لیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت واثلہ نے عرض کیا کہ میرے حق میں بھی دُعا ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم حضور نے انکے لیے بھی دُعا فرمائی۔ ایک صحیح روایت میں ہے واثلہ نے عرض کیا وانا من اهلك میں بھی آپکی اہل میں سے ہوں فرمایا وانت من اهلي تم بھی میری اہل میں سے ہو۔ یہ کرم تھا کہ سرکار نے اس نیاز مند خالص العقیدت کو مایوس نفرمایا اور اپنی اہل کے حکم میں داخل فرما دیا وہ حکماً داخل ہیں ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور نے اس حضرات کے ساتھ اپنی باقی صاحبزادیوں اور قرابت داروں اور ازواج مطہرات کو ملایا ثعلبی کا خیال ہے کہ آیت میں اہل بیت سے تمام بنی ہاشم مراد ہیں اسکو اس حدیث سے تائید پہنچتی ہے جسمیں ذکر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ردا مبارک میں حضرت عباس اور انکی صاحبزادیوں کو لپیٹ کر دُعا فرمائی یارب هذا عمي وصنو ابي وهؤلاء اهل بيتي فاسترهم من النار كستري اياهم بملئتي هذه فامنت اسكفت الباب وحوائط البيت یعنی یارب یہ میرے چچا اور بمنزلہ میرے والد کے ہیں اور یہ میرے اہل بیت ہیں انھیں آتش دوزخ سے ایسا چھپا جیسا میں نے اپنی چادر مبارک میں چھپایا ہے۔ اس دُعا پر مکان کے در و دیوار نے آمین کہی خلاصہ یہ کہ دولتسرائے اقدس کے سکونت رکھنے والے اس آیت میں داخل ہیں کیونکہ وہی اسکے مخاطب ہیں چونکہ اہل بیت نسب کا مراد ہونا مخفی تھا اس لیے آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فعل مبارک سے بیان فرما دیا کہ مراد اہل بیت سے عام ہیں خواہ بیت مسکن کے اہل ہوں جیسے کہ ازواج یا بیت نسب کے اہل بنی ہاشم و مطلب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے آپنے فرمایا میں اُن اہل بیت میں سے ہوں جن سے اللہ تعالےٰ نے رجس کو دور کیا اور انھیں خوب پاک کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں بیت نسب بھی اسی طرح مراد ہے جس طرح بیت مسکن۔

نماز ایک عجیب پیاری و محبوب عبادت ہے اور اس میں وہ لذت و شیرینی ہے وہ لطف دلنوازی ہے جو عارف کو مست بنا دیتا ہے اور جب مصلی نماز کو اس کے ظاہری و باطنی حقوق کے ساتھ ادا کرتا ہے تو جذب صادق کی لذتیں اس کو از خود رفتہ کر دیتی ہیں اور جمال محبوب کی تجلیات سے دل کی آنکھیں بہرہ اندوز ہوتی ہیں اس لیے حدیث شریف میں کا نلت تراہ ارشاد ہوا اور الصلوٰۃ معراج المومنین بھی اسی مقام کا بیان ہے سید انبیا صلوٰۃ اللہ تعالےٰ علیہ وسلامہ ارشاد فرماتے ہیں قرۃ عینی فی الصلوٰۃ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ کیوں نہ ہو جب جلوۂ محبوب کا لطف حاصل ہو۔ نمازی علی قدر درجہا تہم نماز کے انوار و برکات سے متمتع ہوتے ہیں ادنیٰ معیشت رکھنے والا انسان جو اپنی زندگی کے اوقات بہایم کی خدمت میں گذارتا ہو اور شب و روز ان کی نجاستوں میں آلودہ رہتا ہو وہ بھی جس وقت نماز کے لیے حاضر ہوتا ہے تو نجاستوں کے لوث سے اُسکا جسم اُسکا کپڑا اُس کی جا نماز پاک ہوتی ہے اور وہ کامل طہارت کے ساتھ اپنی بہترین حالت میں اپنے رب کے حضور حاضر ہوتا ہے جس نے کبھی سلاطین تو کیا امرا کی مجلسیں بھی نہیں دیکھی ہیں اور وہ معزز طبقہ کے انسانوں کی مجالس کے آداب سے بھی واقف نہیں ہے وہ بارگاہ الٰہی میں اس انداز ادب سے حاضر ہوتا ہے کہ اُس سے بہتر ادب مقربین ملوک کے وہم و تصور میں بھی نہیں آسکتا۔ ایک ادنیٰ درجہ کا انسان ادب شناسی کے مدارج میں کتنی ترقی کر جاتا ہے پھر ابتدا نماز سے آخر نماز تک اُسکا قدم جگہ سے جنبش نہیں کرتا اور طاعت پر استقامت کا اعتراف وہ اپنی حال کی زبان گویا سے بجا لاتا ہے۔ چہرہ قبلہ کی طرف ہے واحد لاشریک لہٗ کا پرستار اپنی یکسوئی سے اپنی عبادت خالصہ اور معبود کی یکتائی کا اظہار کرتا ہے۔ نیچی نگاہیں کہہ رہی ہیں کہ عزت و جلال کے حقیقی سلطان کے سامنے نظر اُٹھنا خلاف ادب ہے اور بندۂ عاصی شرمندہ معاصی ہے گویا آنکھوں کا سجدہ گاہ کو دیکھنا دل کی ندامت کا ترجمان ہے۔ بندھے ہوئے ہاتھ اظہار کر رہے ہیں کہ بندہ بندگی کا معترف ہے اور مالک الملک کے حضور میں طاعت و فرمانبرداری کے سوا اِبا، و سرکشی کا شائبہ بھی نہیں رکھتا اس نیازمندانہ وضع اور فرمانبردارانہ انداز نے کبر و نخوت سرکشی و انکار کے شیطانی جذبوں کو ذبح کر ڈالا زبان پر حمد و ثنا تسبیح و تکبیر ہے اور دل کبیر متعال کے خوف سے لبریز اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم شوق طاعت کبھی رکوع کراتا ہے کبھی سجدہ میں گراتا ہے بندہ کی یہ ادائیں پکار رہی ہیں کہ میں وہ فرعون نہیں جو انا ربکم الاعلی پکاروں میرا سر رکوع میں تیرے حضور خم ہے اور میری زبان پر سبحان ربی العظیم کا وظیفہ ہے۔ سجدہ میں پڑا ہوا عرض کرتا ہے میں وہ ابلیس نہیں جو سجدے سے انکار کرے۔ میری آرزومند جبین سائی پیشانی کی نہایتی عزت تیری بارگاہ کی ناصیہ فرسائی ہے اور میں سبحان ربی الاعلی کا ورد اپنی سعادت کا تمغہ جانتا ہوں شکرگذاری اور ادب کے مختلف عنوان کبھی کھڑے ہو کر حمد و ثنا ہے کبھی جھک کر تسبیح ہے کبھی خاک پر سر رکھ کر ذکر ہے کبھی بیٹھ کر اظہار نیاز ہے۔ ہر حال میں اُسی کی یاد ہے۔ یہ عملی اقرار ہے کہ حق بندگی یہی ہے کہ ہر حال میں

دل مولیٰ کی یاد سے مالا مال ہو۔ اور اعضاء جوارح اُس کی طاعت و عبادت میں مشغول رہیں بدن کا ایک ایک عضو مشغول طاعت ہیں خالق کی طرف مشغول ہو کر خلق سے یکسر بے تعلقی کر لی ہو وتبتل الیہ تبتیلا کے لطف اٹھا رہا ہے نہ کسی سے سلام ہو نہ کلام۔ نامہ نہ پیام۔ نہ مصافحہ نہ معانقہ نہ دوستوں کی طرف نظر ہے نہ اقارب کیطرف التفات بندہ بندگی کا مجسمہ اور طاعت و فرمانبرداری کا پیکر بنا ہوا ہے اس عبادت کے برکات و ثمرات نہایت نہیں کتنی نماز اخلاص سے ہو شرائط و آداب کی رعایت سے ہو تو حقیقی کے انعام و اکرام کا کوئی کیا اندازہ کریگا۔ دینوی مشکلات بھی اس سے حل ہو جاتے ہیں استعینوا بالصبر والصلوٰۃ یہ تو ادنیٰ مومن کی نماز کا بیان تھا جو دُنیا میں سب سے کمتر زندگی گذارتا ہو۔ اعلےٰ مرتبے والے عُلما و صلحا اور اُن سے برتر اولیاء و عرفا کی نماز اور ہی لطف رکھتی ہے۔ یہ جو اوپر ذکر کی گئی یہ تو صورت نماز تھی جس کے اسقدر برکات ہیں اصحاب عرفان و وجدان جو حقیقت نماز سے بہرہ اندوز ہیں اُن کی روحانی لذتوں کی تصویر الفاظ کے قالب میں ظاہر کرنی مشکل ہے تاہم جو کچھ اختصاراً کہا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ نماز کے شرائط ارکان سُنن آداب ہئیات سب میں اسرار ہیں راز ہیں جن کی تفصیل تو بہت طویل ہے مثال کے طور پر یہ ملاحظہ کیجئے کہ نماز کے شرائط میں سے وضو طہارت ہے اور وضو کے جتنے فرض سنت مستحب ہیں اُن میں سے ہر ایک میں ایک راز ہے جو ایسی طہارت کی طرف اشارہ کرتا ہے جس سے بندہ اقامت صلوٰۃ کی لیاقت پیدا کر سکے۔ ہاتھ دھونے میں اشارہ ہے کہ نفس کو معاصی اور قلب کو حیوانی سبعی شیطانی ذمیم صفات سے پاک کرے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا وثیابك فطھر اس کی ایک تفسیر یہ ہے ای قلبك فطھر جسطرح وہاں کپڑوں کی پاکی طہارت قلب کی طرف مشیر ہے اسیطرح یہاں ہاتھوں کی طہارت تلوث سیئات سے بچنے کی طرف اشارہ ہے جوارح میں نفس کے بڑے کارکن ہاتھ ہی ہیں تو ہاتھوں کی نسبت طہارت کا حکم نفس کے لیے اُس کے منہیات مذمومہ سے روکنے کے لیے ایک تازیانہ ہے چہرہ بدن کا ایک شریف حصہ ہے اسی سے مواجہت واقع ہوتی ہے اسی سے محبوبات و مرغوبات کی طرف اقبال کیا جاتا ہے یہی لذائذ دنیا حاصل کر کے شگفتہ ہوتا ہے یہی اُن سے محرومی پر افسردہ ہو جاتا ہے۔ مرغوب شئے نہ ملی تو چہرہ اُتر گیا۔ یہی چہرہ صاف ستھرا ہو تو دیکھنے والے اچھی نگاہوں سے دیکھتے ہیں یہی میلا کچیلا گندہ ہو تو ہر نظر حقارت و نفرت کرتی ہے۔ وضو میں چہرہ دھونے کا حکم ہے اس میں اشارہ ہے کہ مرغوبات و لذائذ کی طلب سے چہرہ کو پاک کرو اور حب دُنیا کی سیاہی کے داغ دھو کر وجاہت حقیقی حاصل کرو تا کہ عالم قدس کی نگاہیں حقارت و نفرت سے نہ دیکھیں۔ نماز کے شرائط میں سے قبلہ کی طرف منہ کرنا بھی ہے۔ تمام سمتوں سے منہ موڑ کر خاص ایک طرف متوجہ ہو جانے میں اشارہ ہے کہ بندہ حضرت ربوبیت کی طرف متوجہ ہوا اور اُس نے بارگاہ قرب و مناجات کی طرف رخ کیا۔

ذرا یہ تو ملاحظہ فرمائیے کہ آپکے عقیدے کے بموجب اگر ایشور نے پہلے چار آدمیوں کو ویدکا الہام کیا تھا تو اب کیوں نہیں کرتا اگر اب نہیں کرتا تو پہلے بھی نہیں کیا تھا بقول آپکے یہ خود غرض لوگوں کا فریب ہوگا۔ اور سُنیئے آپنے اسی ستیارتھ میں یہ لکھا ہے کہ ابتداؔ دنیا میں ہزاروں جوان آدمی بغیر ماں باپکے پیدا ہوئے (ستیارتھ صفحہ ۲۹۴) اگر یہ بات سچی ہے تو اب کیوں نہیں ہوتے اگر اب نہیں ہوتے تو پہلے بھی نہیں ہوئے تھے۔ بقول آپکے خود غرض لوگوں نے فریب کیا ہوگا۔

اب آپ بتائیے کہ آپکی یہ میزان جسپر آپ قرآن شریف اور بائبل کو تول رہے تھے۔ وید اور وید کے دعاوٰی کو کیسا بتاتی ہے اس حالت میں آپ اپنی اس میزان کو جھوٹا کہیں گے یا وید کو۔ فیصلہ تو کیجئے۔

اعتراض نمبر ۳:۔ اگر خدا نے ذلیل بندر ہو جانا محض ڈرانے کے لئے کہا تو اُسکا کہنا جھوٹا ہوا یا اُس نے دھوکا دیا جو ایسی باتیں کرتا ہے وہ خدا نہیں اور جس کتاب میں ایسی باتیں ہوں وہ خدا کی طرف سے نہیں ہوسکتی۔

جواب:۔ پنڈت جی نے آیت لکھی اور قطع برید کی **فقلنا لھم** سے شروع کیا اور اُس سے پہلا جملہ ولقد علمتم الذین اعتدو امنکم فی السبت چھوڑ دیا جسکے اوپر **فقلنا لھم** مرتب تھا اس آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ اور یقیناً تم ان لوگوں کو جانتے ہو تم میں سے جنہوں نے ہفتہ کے معاملہ میں سرکشی کی تو ہم نے فرمادیا اُن سے کہ تم ہوجاؤ بندر ذلیل پس ہم نے اس واقعہ کو اس بستی کے اگلے پچھلوں کے لئے عبرت اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت کردیا ترجمہ سے مطلب صاف طور پر سمجھ میں آتا ہے کہ ہفتہ کے متعلق احکام الٰہی کی نافرمانی اور سرکشی کرنے کی سزا میں پروردگار عالم نے اُن لوگوں کو بندر ہوجانیکا حکم دیا اور اُنکا بندر ہوجانا اُس بستی کے آگے اور پیچھے والوں کے لیے عبرت اور پرہیزگاروں کے لئے موعظت و نصیحت کردیا۔ یقیناً کسی قوم کو سرکشی اور بغاوت پر جو سزا دیجاتی ہے وہ دوسروں کے لیے عبرت و نصیحت ہوتی ہے۔ آیت کے ترجمہ سے معمولی فہم کا انسان بھی اتنا بآسانی سمجھ لیتا ہے مگر پنڈت جی صاحب کی دیانت یہ ہے کہ انہوں نے آیت کا پہلا حصہ ہی چھوڑ دیا اور باقی حصہ کا ترجمہ نہایت بیڈھنگا اور غلط کیا پھر اپنی نافہمی پر اپنی حسب عادت دریدہ دہنی اور بدزبانی کے ساتھ اعتراض کیا۔ پنڈت جی کا یہ کہنا کہ محض ڈرانے کے لیے کہا تو اسکا کہنا جھوٹا ہوا اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ بندر نہیں ہوئے۔ یہ پنڈت جی نے آیت میں کہاں پایا اگر اردو ترجمہ سمجھنے کی بھی لیاقت ہوتی تو حیادار انسان ایسی بے سروپا بات کہنے کی جرأت نکر سکتا۔

پروردگار عالم اپنی مخلوق کو سزا دے اور تکوینی حکم جاری فرمائے اور اسکا نفاذ نہو۔ یہ کوئی کوڑ مغز ہی سمجھ سکتا ہوگا پھر عقل کے پورے اتنا بھی نہ سمجھے کہ اگر وہ بندر نہ بن گئے تو عبرت کیا چیز ہوئی اس سمجھ پر محقق ہونیکا دعوےٰ اتنا علم تو مکتب کے مبتدی بچوں کو بھی ہوتا ہے کہ امر و نہی قسم انشا سے ہیں اور صدق و کذب کا تعلق خبر سے ہوتا ہے نہ کہ انشا سے اگر کسی کو حکم دیا جائے اور اس حکم کی مطابقت نہ بھی ہو تو حکم دینے والے کو کوئی پاگل بھی کاذب کہیگا۔ بد دماغی کی انتہا ہوگئی۔ ایک تو اگر اپنے دل سے تراشی اور قرآن پاک کے مضمون کے خلاف ایک بات گھڑکر براہ بدویانتی

[redacted]

قرآن شریف کیطرف نسبت کردی اور اسپر جاہلانہ اعتراض شروع کر دیئے یہ کہاں کا سلیقہ ہے سچائی کی کوئی رمق تو اپنے کلام میں آنے دو اور اسکے اوپر یہ تفریع کہ جو ایسی باتیں کرتا ہے وہ خدا نہیں ہے اور جس کتاب میں ایسی باتیں ہیں وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ بے ایمانی کے سر پر کیا سینگ ہوتے ہیں یہ طوفان جوڑنا بہتان باندھنا بھی قابلیت اور محققیت ہے جس دین کے پیشوا کی یہ حالت ہو اسکی قوم کس منزل پر پہنچیگی اور اسکا کیا انجام ہوگا۔ آریو اپنے حال پر رحم کرو سچائی سے محبت پیدا کرو۔ صدق و دیانت سے رشتے جوڑو۔ امانت اور راستبازی سے تعلقات قائم کرنیکی کوشش کرو۔ آؤ آؤ اسلام کے سایہ میں تمکو یہ نعمتیں ملیں گی۔ اسلام سے بھٹک کر تمہیں ایسا ہی محقق ہاتھ آئیگا جسکی تحقیق کا لب لباب افترا و بہتان ہو۔

اعتراض نمبر ۱۵۔ آیت مبارکہ کذالک یحیی اللہ الموتی و یریکم ایاتہ لعلکم تعقلون پنڈت جی اس آیت کا ترجمہ لکھتے ہیں اسطرح خدا مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمکو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے کہ تم سمجھو۔ اسپر پنڈت جی کا اعتراض یہ ہے اگر مُردوں کو خدا زندہ کرتا تھا تو اب کیوں نہیں کرتا کیا وہ قیامت کی رات تک قبروں میں پڑے رہیں گے کیا آجکل دورہ سپرد ہیں کیا اتنی ہی خدا کی نشانیاں ہیں کیا کائنات میں یہ گوناگون مخلوقات سامنے نظر آتی ہے یہ کوئی کم نشانیاں ہیں" یہ ہے پنڈت جی کے عقل و دماغ اور علم و ہنر کا کمال آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ جسطرح اللہ تعالے نے اس مقتول کو زندہ کیا اسی طرح اللہ تعالے مُردوں کو زندہ کریگا اور تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے تاکہ تم سمجھو آیت میں یہ کہیں نہیں ہے کہ مُردوں کو زندہ کرتا تھا جسپر پنڈت جی نے اپنے اعتراض کی بنا رکھی ہے۔ ایک قوم کے سامنے ایک واقعہ آیا کہ مقتول کو اللہ تعالے نے حیات دی جو لوگ اس کو جانتے ہیں ان سے فرمایا جاتا ہے کہ جسطرح یہ ایک مُردہ زندہ ہونا تمہارے علم و یقین میں آیا ایسے ہی اللہ تعالے روز قیامت مُردوں کو زندہ فرمائیگا اور وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ یقیناً ایک مُردہ کا زندہ کرنا متردد دین کو اطمینان دلاتا ہے اور یہ انکے لیے قدرت کی نشانی ہے جس سے وہ اس یقین تک پہنچ جائیں کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے اس مُردہ کو زندہ کیا وہ تمام مُردوں کو جب چاہے زندہ کر دے۔ کسقدر دلنشین مضمون ہے اور اصول ہدایت کے کسقدر مطابق ہے کہ کسی امر عجیب کا نمونہ سامنے آتے ہی ایک قوم کو پیش آنیوالے واقعات سے مطمئن کیا جاتا ہے اسپر پنڈت جی کا یہ اعتراض کہ اگر مُردوں کو خدا زندہ کرتا تھا تو اب کیوں نہیں کرتا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید قرآن شریف میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ پہلے زمانہ میں دستور ہی یہ تھا کہ تمام مُردے زندہ کر دیئے جاتے تھے اب کچھ دنوں سے یہ بند ہو گیا ہے تو پنڈت جی گھبرا رہے ہیں مگر پنڈت کا تراشیدہ طبع اور منگھڑت مضمون قرآن پاک میں نہیں ہے یہ اس کی سچائی ہے کہ وہ قرآن شریف کی طرف ایسی چیز کی نسبت کیا کرتا ہے جو قرآن پاک میں نہو پھر بھی سوال کی معقولیت پر نظر ڈالیے یہ سوال کیا عاقلانہ ہے کہ پہلے کیا کرتا تھا تو اب کیوں نہیں کرتا۔ ایک نادان بچہ اسکا جواب دے سکتا ہے کہ قادر مختار ہے جو چاہے جب چاہے کرے اسپر کوئی پابندی عائد نہیں

جلسہ مدرسہ اہل سنت وجماعت مرادآباد

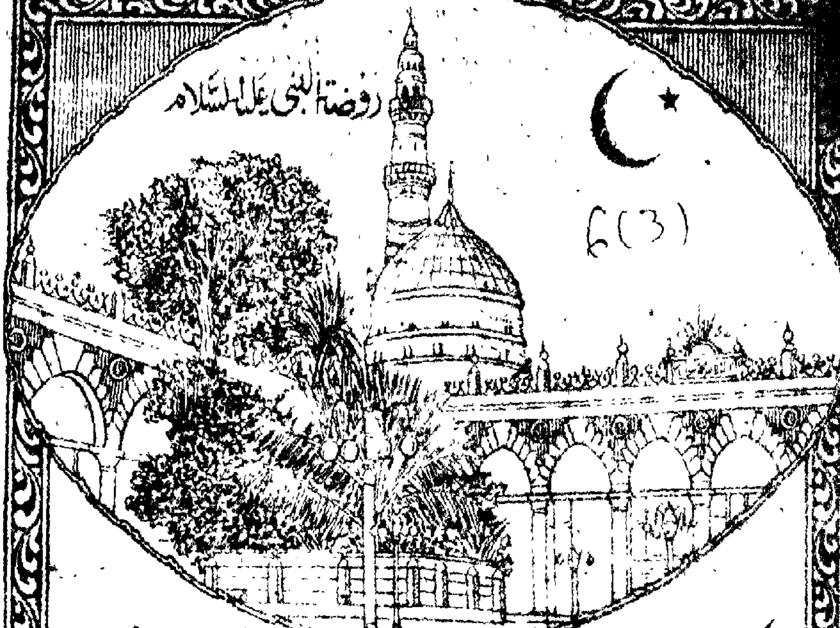
مدرسہ اہل سنت مرادآباد علوم اسلامیہ کا مرکز ہے اس مدرسہ نے ہندوستان کے گوشہ گوشہ کو علم سے معمور کردیا اور اس کے کثیر فیض یافتہ ملک کے طول و عرض میں علم دین کے نشرو اشاعت میں مشغول ہیں مدرسہ کا سالانہ جلسہ ۲۶-۲۷ رجب ۱۳۵۷ھ کو بہت شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوا۔ مدرسہ کی وسیع عمارت حاضرین سے کھچا کھچ بھری رہتی تھی مقررین کی تقریروں اور واعظین کے بیانوں نے سامعین کے ایمانی جذبات کو موجزن کردیا۔ فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی ہوئی اور بحمد اللہ جلسے نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوئے۔ اس مدرسہ کے متعلق اور بھی بہت سے مدارس ہیں جنکا باقاعدہ اس سے الحاق ہے۔ تبلیغی خاموش کام مدرسہ کیجانب سے مستقل طور پر جاری ہے مدرسہ کی آمدنی غریب مسلمانوں کے قلیل چندہ پر منحصر ہے۔ اہل ہمت وکرم اس طرف توجہ فرمائیں اور جود و نوال کے ہاتھ بڑھا کر اس چمنستان اسلام کی آبیاری کریں۔ مدرسہ کی حالت بہت کمزور ہے اور اختتام سال پر مدرسین کی قرض لیکر تنخواہیں دی گئیں ہیں جب وہ رخصت کے ایام گذارنے کے لیے اپنے وطن روانہ ہوسکے ہیں۔ مقامی مدرسوں کی تنخواہیں ابتک بھی ادا نہیں ہوئیں، زکوٰۃ صدقات وغیرہ سے مدرسہ کی اعانت فرماکر ماجور ہوجئے۔

مالیگاؤں میں حضرت تاج العلما کی آمد

مسلمانان مالیگاؤں خدا کے فضل وکرم سے بیدار ہوگئے ہیں اور انھوں نے اس بات کو محسوس کرلیا ہے کہ جبتک اہلسنت میں مذہبی تعلیم کو ترقی نہ دیجائیگی بدمذہبی و دہریت وہابیت و دیوبندیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنا دشوار ہے اسلیے انھوں نے ارادہ کرلیا ہے کہ خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے اہلسنت و جماعت کا ایک مدرسہ عربیہ انجمن ہدایت الاسلام مالیگاؤں کی سرپرستی میں کھولا جائے اور اس میں سنیوں کے بچوں کو دینی ومذہبی تعلیم دیجائے اس مدرسہ کی افتتاح کی تقریب پر حضرت تاج العلما حامی سنت ماحی بدعت گل گلزار قادریت شمع شبستان چشتیت مسندنشین سرکار مارہرہ مولنا مولوی حافظ قاری مفتی سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ کو تشریف لانیکی تکلیف دی گئی ہے۔ امید ہے کہ حضرت ممدوح دامت برکاتہم العالیہ مسلمانان مالیگاؤں پر نظر کرم فرماتے ہوئے عنقریب اپنے قدوم برکت لزوم سے سرزمین مالیگاؤں کو انشاء اللہ تعالے شرف وعزت بخشیں گے اور مدرسہ عربیہ کا افتتاح اپنے مبارک ہاتھوں سے فرمائیں۔ حضرت قبلہ مدظلہم العالی کی تشریف آوری کی تاریخ سے انشاء اللہ تعالے اطلاع دی جائے گی۔

فقیر قادری محمد یعقوب قادری برکاتی غفرلہ۔ ناظم انجمن ہدایت الاسلام مالیگاؤں ضلع ناسک

نوٹ:۔ خریداران السواد الاعظم خط وکتابت میں نمبر خریداری ضرور تحریر فرمایا کریں۔



زخاک اے لالۂ سیراب برخیز — چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
برون آور سر از برد یمانی — کہ روئے تست صبح زندگانی

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار

السواد الاعظم

تہذیب، اصلاح معاشرت، تہذیب اخلاق کے لئے شائع ہوتا ہے

جذبات عقیدت و اخلاص جناب شیخ محمد شہاب الدین صاحب عاصی رئیس ضلع ...

قصیدہ معراجیہ

رسول ... سلام علیکم | ملائک کے مولیٰ سلام علیکم | دلوں کی تمنا سلام علیکم | امیدوں کے ماویٰ سلام علیکم
حضور معلّے سلام علیکم | شہنشاہ ... سلام علیکم | صبا آج لائی نوید طرب زا | جناں میں ہے شہرا سلام علیکم

زمیں آسماں ذرہ ذرہ جو بولا | سلامی تمہارا سلام علیکم
ز ... جب شہنشاہ عالم | تو جبریل بولا سلام علیکم
در شاہ پر جب براق آیا بولا | کہ حاضر ہوں آقا سلام علیکم
سواری ہوئی یا بقعہ تو جبریل | ہو تم جادہ آرا سلام علیکم
جب اقصیٰ میں آیا وہ اسریٰ کا دولہا | قدسی جھک کے بولا سلام علیکم
رکھا سعادت نے روح الامیں کے | وظیفہ تھا ان کا سلام علیکم
حجابات نوری ... سکا پہنچے | تو اکرام حق تھا سلام علیکم
سر عرش پہنچا وہ ظل الٰہی | ہوا عرش گویا سلام علیکم
ہوئی قاب قوسین میں جبکہ خلوت | تو خلوت میں پایا سلام علیکم
بندھا سر پہ علم لدن کا سہرا | پیارا سجیلا سلام علیکم
عطا ہو گئی سب خزانوں کی کنجی | خزانوں کے مولے سلام علیکم
جو خلوت سرا سے وہ محبوب آئے | تو کعبہ پکارا سلام علیکم

وہ روح مقدس جناب نبی ... | یہ پیغام لایا سلام علیکم
تبسم کناں لب پہ دائم صلاتیں | ہمیشہ ہمیشہ سلام علیکم
جو رہوار نوری کا تھا نور ... | تھا نذرانہ اس کا سلام علیکم
قدمبوس سرعت ہے مرکب کی تیزی | تجھے شان شاہا سلام علیکم
خدا نے بلایا شہ دوسرا کو | کہ آؤ حبیبا سلام علیکم
وہ ماہ منور جو سدرہ پہ پہنچا | تو سدرہ نے پکارا سلام علیکم
بڑھے جبکہ انوار غیبی سے ... | تو رفرف پکارا سلام علیکم
پریشانی کچھ قلب نازک پہ آئی | تو سننے میں آیا سلام علیکم
سلام خدا یا کہ فرمایا تم نے | سلام علینا سلام علیکم
ہوئے راز محبوب میں اور محب میں | مبارک ہو آقا سلام علیکم
ہوئی رخصتی جبکہ نوشہ کی واں سے | تو یہ غلغلہ تھا سلام علیکم
ترے آستانہ پہ نذر محقر | ہے عاصی کی مولے سلام علیکم

لقاءِ حبیب

ہستی کی دولت سرا میں نفیس اور دلکش نعمتوں کی شمار نہیں اور ہر نعمت میں دلربائی - ایک دل کے لیئے کروڑ دل
جذب بے انتہا کششیں - ہر نعمت اپنی طرف کھینچتی ہے اور حضرت دل اُسکے مبتلا ہوتے ہیں شیدا بنتے ہیں اور
اس کو اپنا کر لینا چاہتے ہیں اور پھر صبر نہیں قرار نہیں ایک بڑی سے بڑی نعمت پا کر قناعت ہو جائے یہ نہیں جبتک
ایک چیز کی طلب تھی اس کی تمنائیں کرتے تھے حصول کے دن گنتے تھے میسر آئی تو اب دل دوسری طرف کھنچنے
لگا تہے زری میں مال کی خواہش ہوتی ہے اور دل اس کے لیئے دیوانہ بنا رہتا ہے امید اور یاس کی صورتیں عالم تصور میں خوشی اور
غم کے نقشے پیش کرتی رہتی ہیں کبھی امیدیں بنجاتی ہیں کبھی ٹوٹ جاتی ہیں اور دولت کا ہاتھ آنا بہت ہی بعید نہایت ہی دشوار
نظر آتا ہے لیکن اگر مقدر نے یاوری کی اور کوئی خزانہ ہاتھ آگیا تو اب حضرت دل جاہ کی طرف مائل ہوئے یا حکومت
کا شوق پیدا ہوا غرض کوئی دولت ملے کوئی نعمت ہاتھ آئے انھیں قرار نہیں آتا انکی پیاس نہیں بجھتی ہاں مگر ایک چیز ایسی ہے
کہ جب اس کی طلب کے ولولے دل میں پیدا ہوں اور قلب کو بیچین کر دیں پھر وہ خوش نصیبی سے میسر آجائے تو
وہ اسطرح دل میں گھر کرتی ہے کہ دوسری کسی چیز کی طلب یا خواہش کے لیئے قلب کی بے نہایت وسعت میں
گنجائش باقی نہیں رہتی اور حضرت دل اسی کے ہو رہتے ہیں اس سے انھیں کامل تسلی حاصل ہو جاتی ہے -
یہ ایک ہی نعمت ہے دوسری کوئی نعمت اس مرتبہ کی نہیں یہ نعمت لقاءِ حبیب ہے کہ حبیب کو جب حبیب ملجائے
تو مراد حاصل ہے اور دل اس طرح اس مراد سے ہم آغوش ہوتا ہے کہ اس کو کسی دوسری چیز کی طرف التفات نہیں رہتا
حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب مبارک میں محبوب حقیقی کے دیدار کا ولولہ اٹھا - عاشق کے دل میں صبر کہاں
اور جو عاشق صادق ہو اس سے ضبط کسطرح ممکن - دل میں مچلنے والی تمنائیں زبان پر آئیں آرزوئے دیدار التجا کے
پیرایہ میں لب تک پہنچی وارفتگی نے سب سے چھڑا یا آبادی و عمران سے قدم نکالا جنگلوں اور پہاڑوں کی تنہائیوں میں
پہنچے دنیا و مافیہا نظر میں خار کی طرح کھٹکنے لگی - لقاءِ حبیب کی تمنا نے تمام ماسوا کو نظر سے گرا دیا اور شوق دیدنے
رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ کا وظیفہ شروع کرا دیا لگے ارمان طلب کی آواز بنکر سنسان جنگل میں گونجنے لگے والہانہ
التجا کی صداؤں نے عالم بالا والوں تک کے دل گرما دئے تمنائیں تو سب کے دلوں میں ہیں مگر ایسی اخلاص بھری
تمنا ایسا صادق ولولہ ایسا بلند حوصلہ ایسی کامل وارفتگی ہوتی تو دوسرے بھی یہ عرضداشت پیش کرتے وادی پاک

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی شیدایانہ صداؤں سے لرز گیا شجر و حجر رعب جلال کی ایک کیفیت خاص طاری ہوگئی کلیم اللہ کی پیہم طلب اور مسلسل التجاؤں کے جواب میں شان ناز نے لن ترانی فرمایا۔ یہ جملہ بھی عجیب تھا جس نے عاشق کے دل میں چٹکی بھی لی اور مرہم بھی رکھی طالب لقا کو جواب انکاری دینا تو محبوب کی شان ناز سے کچھ بعید نہیں مگر طالب دیکھا جاتا ہے اگر اس کی طلب اور اس کا صدق کامل ہے تو انکاری جواب اس کی جان نازک سے کسطرح برداشت کیا جائیگا اس لیئے انکار بھی ہے مگر اس شان میں کہ تم نہ دیکھ سکوگے یہ نہیں فرماتے کہ ہم سے یہ امید نہ رکھو ہم بہرہ ور نہ کریں گے کہ اس سے عاشق صادق کو قطعاً مایوسی ہوجاتی ہے محبوب نے صدق طلب کی حرمت فرمائی اور ارشاد کیا تو یہ کیا کہ تم نہ دیکھ سکوگے جس سبب ہوا کہ طلب جاری رہی جس کے معنی یہ تھے کہ میرا حوصلہ نہیں ہے تو تیرا کرم سب کچھ کر سکتا ہے ؎

تو چوں ساقی شوی دردہ ہے تنگ ظرفی نمی ماند — بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلہا

الحاصل ادہر سے طلب اور نیاز عرض کرتی رہے اودہر سے جواب لن ترانی رہا آخر کے ایک [illegible] پرتو سے نوازا مگر وہ محبوب جو حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات جیسے صدق طلب ارمان بھری التجاؤں کے جواب میں لن ترانی فرماتا ہے اور صفاتی تجلی کی ایک جھلک سے [illegible] سے قبل اس مقام کے آداب کی اسطرح تلقین فرماتا ہے فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی پاپوش اتار نے دیکھئے آپ طوی کے پاک میدان میں ہیں۔ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی وارفتگی بھی عذرخواہ نہ ہوسکی اور جمال محبوب کے خیرمقدم کرنے کے لیئے آداب کی انتہائی رعایت ضروری ہوئی وہی محبوب عربی تاجدار کے آستانہ پر براق بھیجتا ہے تم موسیٰ نہیں جو التجا کرنے کے لیئے آبادی چھوڑکر جنگل میں جاؤ اور پہاڑوں کے دل ہلادینے والی صداؤں سے عرض نیاز کرو تم وہ محبوب ہو کہ خواب ناز میں آرام کرو تو قدسیوں کا سردار براق لیکر آستانہ پر حاضر ہو وہ محبوب جسکی طرف سے حضرت موسےٰ کو لن ترانی کا جواب ملے وہ آپکو خود بلائے۔ جو حضرت موسےٰ سے فاخلع نعلیک فرمائے وہ آپکے لیئے سواری بھیجے بر و بحر اور ملکوت سمٰوٰت و ارض کے تمام کارخانے بندکر دئے جائیں روز آمد محبوب کی دھوم مچے بیت المقدس میں انبیاء و ملائکہ کی جماعتیں منتظر ہوں آسمانو نپر فلک نشین بادب محو انتظار رہیں جنتیں آراستہ کیجائیں۔ عالم میں زالی زیب و زینت ہو۔ قدسیوں کا گروہ محبوب سراپا ناز کو براق پر سوار کرکے لیے چلے اور بیت المقدس میں امام بناکر تمام انبیاء و ملائکہ پر اسکی فضیلت و سیادت اور شان و شوکت کا [illegible] پھر یہ سواری عالم بالا کو چلے آسمانوں کے دروازے کھلیں مقربین سلام عرض کریں دیدار

بہرہ ور ہوں یہانتک عروج ہوکہ جبریل امین کے منازل کی انتہا ہوجائے اور کوئی ملک مقرب بھی وہاں سے آگے بڑھنے کی مجال نہ رکھے بہشتی براق کو بھی یارا نہو۔ اب رفرف (نوری بستر) مرکب بنے اور منازل طے ہوتے چلے جائیں۔ قرب خاص میں پہنچیں تو لن ترانی فرمانے والا محبوب خطاب فرمائے اُدنُ یا محمد قریب آیئے اے محمد مصطفے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم اور ہر مرتبہ حضور قریب تر ہوتے جائیں اب یہاں نہ مکان ہے نہ مکانی بعد نہ مکانی قرب قرب ذات کے مدارج طے ہو رہے ہیں اور ہر مرتبہ کے ارشاد میں رفعت شان مصطفے منزلوں بڑھ جاتی ہے جب وہ فرماتا ہے ادن یا محمد تو کمالات منازل قرب میں اسقدر ترقی کر جاتے ہیں کہ اپنا سابق حال اس کی نسبت سے دور تر نظر آنے لگتا ہے یہانتک کہ قرب بیان کی حد سے گزرا اور نقل و حکایت کو تعبیر کی مجال باقی نرہی۔ راز و نیاز ہوئے فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ لقائے حبیب کے لطف اٹھائے امت کی شفاعت کی علوم عطا ہوئے ملکوت سماوات و ارض دکھائے گئے جنت و نار کی سیر فرمائی شان حبیب اہل سماوات اور ساکنین جنت و نار کو دکھائی گئی پھر اس عزت و احترام کے ساتھ مکہ مکرمہ میں و لشہر اقدس پر رونق افروز فرمایا۔ والحمد للہ وصلی اللہ تعالے علی حبیبہ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

مسٹر تصدق احمد خان صاحب شروانی اور دنیائے اسلام کی مخالفت

تحدید عمر ازدواج یا کم سنی کی شادیوں کے انسداد کے لئے سارد ایکٹ کے نام سے جو قانون منظور ہوا ہے اس سے دنیائے اسلام میں ایک سنسنی پیدا ہو رہی ہے اور تمام عالم اسلام بیک آواز فریاد کر رہا ہے۔ ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے مخالفت کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں مختلف طبقے اور فرقے اس قانون کی مخالفت میں ہم آہنگ ہیں اور ہندوستان کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ہر جگہ اور ہر مقام کے مسلمان اس قانون سے مضطرب و متنفر ہیں۔ سب اس کو مداخلت فی الدین بلکہ ابطال ملت کا جزو اولین سمجھتے ہیں یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں مسلمان متحد ہیں اور اُن میں قرون اولے سے آجتک یہ مسئلہ اتفاق کے ساتھ تسلیم کیا گیا ہے۔ مسٹر تصدق احمد خان صاحب ممبر لیجسلیٹیو اسمبلی نے اسمبلی میں اس قانون کی تائید و موافقت کی اور مسلمانوں کے حسیات کا کچھ لحاظ نہ کیا باوجودیکہ قوم کے نائب ہونے کی حیثیت سے آپ پر مقدم تھا کہ وہ محض اپنے خیال کو پیش نظر رکھ کر قانون کی تائید نہ فرماتے بلکہ جس قوم نے انھیں منتخب کیا تھا اس کے اعتقاد و احساسات کو پیش نظر رکھتے کیونکہ کونسل کے ممبر اپنے حلقہ کے ترجمان اور اُنکے حقوق کے محافظ بنا کر بھیجے جاتے ہیں اگر کسی مسئلہ میں آپکا عقیدہ انتخاب کنندوں کے عقیدے کے خلاف ہو تو آپکو انھیں کا لحاظ رکھنا چاہیئے

خیر یہ تو انتخاب کرنے والے سمجھیں گے کہ آپ نے اُن کے حقوق کا کہاں تک لحاظ رکھا اور نیابت کے فرض کو کس احسن طریقے سے انجام دیا ہے، ہم تو صرف اتنا دیکھنا ہے کہ آپ نے اسمبلی ہی میں اس قانون کے منظور کرانے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ آپ نے اس سے باہر بھی اپنے خیال کی ترویج و اشاعت سے اور مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی زبردست کوشش کی ہے کہ یہ قانون دین میں مداخلت نہیں بلکہ عین منشا شریعت ہے۔

میرے پاس مسٹر محمد شفیق صدیقی خان صاحب کی اُس تحریر کے متعلق جو انھوں نے اس قانون کی حمایت میں چھاپ کر بکثرت شائع کی ہے اور اخبارات میں بھی چھپی ہے بہت سے استفسار پہنچے بعض حضرات نے وہ پرچے بھی میرے پاس بھیجے جن میں شروانی صاحب کے مضامین شائع ہوئے ہیں اس بنا پر مجھے ضرورت ہوئی کہ میں مسلمانوں کو اس تحریک کی حقیقت اور واقعیت سے آگاہ کر دوں جو جناب شروانی کے قلم سے نکلی ہے اور جس سے مسلمان رنجیدہ ہو رہے ہیں۔

حقیقتاً شروانی صاحب نے ایک ایسی جرأت کی ہے جس کی نظیر کم ملے گی یعنی جو مسئلہ مسلمانوں میں عہد نبوت سے آج تک بلا نکیر و اختلاف تسلیم ہوتا چلا آرہا تھا اور جس میں کہیں بھی کوئی نزاع نہ تھا اُس میں آپ نے صاف انکار فرمایا اور اتنے بڑے عظیم الشان اجماع کی مطلق پرواہ نہ کی اسمبلی میں جو آپ رائے دے چکے ہیں اس کو صحیح ثابت کرنے کے لیے آپ نے مسلمانوں میں ایک نئے اختلاف کی بنا رکھی شاید آپ کے نزدیک اس قانون کے منافع اتنے قیمتی ہونگے جنکے لئے مسلمانوں میں ایک نیا اختلاف پیدا کر دینا بھی گوارا کیا جا سکتا۔

فقہ سے ترک تعلق

مسٹر شروانی جناب اس قانون کو شرعی جامہ پہنانے کے لئے سب سے پہلے فقہ سے ترک تعلق کرنے پر مجبور ہیں چنانچہ انہوں نے فقہ کی نسبت ایسے الفاظ لکھے ہیں جو مقلدین کے سینو پر نوک نشتر کا کام کرتے ہیں اس سے قطع نظر کہ صراط مستقیم پر چلنے اور دین کے احکام پر حضرت شارع علیہ السلام کی منشا کے مطابق عامل ہونے کے لیئے فقہ نہایت ضروری چیز ہے اور یہ قرآن و حدیث کے مضامین کا وہ لب لباب ہے جو وسیع العلم جید الفہم ماہرین کی صدہا سالہ جانکاہیوں اور عرقریزیوں کا نتیجہ ہے اور ہزار برس سے زیادہ کا طویل عرصہ گزرا کہ دنیا کے بہترین عقل و دماغ اور علم و فضل والے حضرات فقہ کو اپنا دستور العمل بنائے ہوئے ہیں اور اطاعت خدا اور رسول کے لیئے اس کو بہترین ذریعہ و وسیلہ جانتے ہیں بیشمار محققین نے عمریں صرف کر کے اپنی گردنیں اس کے سامنے جھکا ئی تھیں اور در حقیقت اہل کمال کی بڑی بڑی زبردست جماعتوں نے قرآن و حدیث کے معانی میں غواصی کر کے مدت ہائے دراز میں قابل قدر

ذخیرہ بہم پہنچایا ہے اور مسلمانوں کو اس پر فخر ہے ناز ہے۔ دُنیا کی دوسری قومیں اس دقیقہ رسی سخن شناسی ہمگیا نہ انداز محکم نظم نفیس ترتیب اور جامعیت کو دیکھ کر حیران ہیں اور اس سے اسلام کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ یہ قرآن و حدیث کی بہترین تفسیر ہے اور اس سے اقوام عالم کو قرآن کریم کی ہدایت اور احادیث رسول کریم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی جامعیت اور دین اسلام کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ مقبولان اُمت نے دین پاک کی سب سے بڑی اور بہتر خدمت جو انجام دی ہے وہ فقہ ہے۔ فقہ اور فقہا کی فضیلت قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور اُس کی جامعیت علم تقویٰ۔ دیانتداری راستبازی للہیت میں وہ بلند پایہ رکھتے ہیں جسکا مسلمان تو مسلمان دوسری اقوام کو بھی اعتراف ہے۔ اس سے قطع نظر کہ ایسی کامل تحقیقات کے مقابل کسی ایسے شخص کا لب کشائی کرنا جو اُن حضرات کے ذلہ ربائوں اور خوشہ چینوں کے سامنے بھی کوئی علمی حیثیت نہ رکھتا ہو اور ایسے شخص کا اپنی رائے لگانا اور اپنی بات کو بلند سمجھنا ایک مضحکہ خیز بات ہے۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کیا تصدق احمد خاں صاحب نے یہ یقین کر لیا ہے کہ دُنیائے اسلام اُنکے اشارہ پر غیر مقلد بن جائیگی اور فقہ سے دست بردار ہو بیٹھے گی اگر ایسا جان لیا ہے تو بہت تعجب خیز ہے مسلمان فقہ کے ساتھ ایسا کچا اعتقاد اور خام تعلق نہیں رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج مسلمانوں کے تمام معاملات نکاح طلاق میراث وغیرہ کے موجودہ حکومت فقہ کے مطابق طے کرتی ہے اور جب یہ بات یقینی ہے کہ مسلمانان ہند بالعموم مقلد ہیں اور انکا فقہ سے بہت زبردست تعلق ہے اور وہ یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ فقہ قرآن و حدیث کا لب لباب اور احکام الٰہی کا ایک مشرح مجموعہ ہے اور مسلمان اُس کو کسی حال میں چھوڑنے والے نہیں تو فقہ پر حملہ کرنا آپکو کیا مفید۔ فرض کیجئے کہ آپ فقہ کے معتقد نہیں لیکن تمام مُلک فقہ کا معتقد ہے تو آپکی رائے یقیناً دُنیائے اسلام کے مذہبی عقائد کے خلاف ہوئی۔ جس زمانہ میں ساری دُنیا غیر مقلد ہو جائے (خدا نہ کرے) اُس وقت آپکو اپنے اجتہادات پیش کرنیکا موقع ملسکتا ہے بشرطیکہ دُنیا آپکو مجتہد تسلیم کر بھی لے

ایک عام مغالطہ

تمام بدمذہب عموماً اور غیر مقلد خصوصاً اپنے خیالات فاسدہ کی ترویج کے لئے یہ مغالطہ دیا کرتے ہیں کہ قرآن پاک کی آیات اور احادیث کریمہ کو پیش کرکے اُس کے ذیل میں اپنا مطلب بیان کرتے ہیں اور اس مطلب کو آیات و احادیث کیطرف بیدھڑک نسبت کر دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم قرآن و حدیث کے مقابل کسی کا قول ماننے کے لئے تیار نہیں اس سے اُنکا مُدعا یہ ہوتا ہے کہ عوام یہ سمجھ لیں کہ ان کے

عقائد قرآن و حدیث کے مطابق ہیں اور اہل اسلام جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ تخیل محض ہے۔ یہ ایک دام ہے ایک جال ہے جو عوام کو پھانسنے کے لیئے لگایا جاتا ہے مسلمانوں کے عقائد پر جو نصوص ناطق ہیں انکو تو مخالف پیش نہیں کرتا اس سے عوام کو یہ دہوکہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے اس عقیدہ کی تائید آیات و حدیث سے نہیں ہوتی وہ بیچارے کیا جانتے ہیں کہ عیار نے عیاری سے دین حق پر دلالت کرنے والے آیات و احادیث کو چھپا لیا ہے اور جو آیات اس نے پیش کی ہیں اُن سے اسکا مدعا کسی طرح ثابت نہیں بہت سے کم فہم اسطرح شکار ہو جاتے ہیں اور اپنا دین برباد کر بیٹھتے ہیں مرزائی چکڑالی سب یہی کرتے ہیں اپنے مدعا کی تائید میں آیات و احادیث پیش کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتا مگر وہ آیات اس مدعا کو ثابت نہیں کرتیں ان کو جاہل بیچارے کیا جانیں مصیبت میں پھنس جاتے ہیں دہوکہ کھا جاتے ہیں یہی کام غیر مقلدین نے کیا ہے اور تعجب ہے کہ یہی راہ مسٹر تصدق احمد خان صاحب چل رہے ہیں آپنے تحدید عمر ازدواج کے مسئلہ پر قلم اٹھاتے ہی آیات کثیرہ کے حوالے دیدیئے کہ مسلمان کانپ جائے کہ اللہ اکبر جس مسئلہ پر قرآن کریم کی اس قدر آیات ناطق ہوں وہ کیسے شریعت کے خلاف ہو سکتا ہے۔ اور حال یہ ہے کہ اُن میں سے ایک آیت بھی عمر ازدواج کے لیئے کوئی حد نہیں معین کرتی اور جس مدعا کی تائید وہ کرنا چاہتے ہیں اس کی کوئی ضعیف سے ضعیف رمق بھی آیات و احادیث میں نہیں پھر اپنے خیالات کو آیات کی طرف منسوب کرنا اور یہ کہدینا کہ ان آیات کے مقابل میں فقہ کو ماننے کے لیئے تیار نہیں ہوں نہایت جرأت اور فقہ پر ایک دلخراش اور دلدوز حملہ ہے یعنی فقہ قرآن و حدیث کی عداوت میں بنائی گئی ہے معاذ اللہ کہ اس میں قرآن و حدیث کے خلاف احکام دیئے گئے ہیں۔ یہ الزام مسلمانوں کے دلوں کو پاش پاش کرتا ہے ایک طرف فقہائے کرام کی وسیع العلم جماعتیں کی جماعتیں قرآن و حدیث میں عمریں صرف کر کے نہایت للہیت و پاکبازی سے مسائل بیان کریں اور ایک طرف مسٹر تصدق احمد خان صاحب آیات سامنے رکھ کر ایک نتیجہ نکالیں تو دوسروں کو چھوڑیئے کیا مسٹر تصدق احمد خان صاحب کے نزدیک دنیا کے لیئے انکا استخراج ائمہ دین و فقہائے کاملین کے استنباط سے زیادہ معتبر ہوگا کیا وہ اسی پائے کا علم رکھتے ہیں کیا اُن کا تقوی و پرہیزگاری اُنکی دیانت و امانت ائمہ دین کے ہم پایہ ہے کس حیثیت سے وہ یہ کہتے ہیں کہ ان آیات سے میں نے جو نتیجہ نکالا ہے اُس کو مانو اور کرو۔ اُن ائمہ اور علما نے جو قرآن و حدیث پر اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ قربان کرتے تھے جو کچھ نتیجہ نکالا ہے وہ مت مانو اُس کو چھوڑ دو۔ کیا تصدق احمد خان صاحب کے نزدیک قرآن کریم کی وہ آیات جو وہ پیش کر رہے ہیں ائمہ و فقہا کی نظر سے

نہیں گزری تھیں لکھی چھپی ہوئی تھیں کتاب الٰہی میں محفوظ نہ تھیں معاذ اللہ یا انکے علم نے اور ایک دو کے نہیں لاکھوں ائمہ اور کروڑوں علماء کے علم نے تیرہ سو برس تک اس نتیجہ تک رسائی نہ کی ایسے زبردست مسئلہ میں قلم اٹھانے کی جرأت کرنا ہی عاقل کے نزدیک افسوس ناک اور ننگ و عار ہے آئندہ یہ ظاہر ہو جائیگا کہ اس دعوے دانائی کے ساتھ آپکی علمی رسائی کا کیا مرتبہ ہے۔ آپنے بہت سی آیات کے حوالے دینے کے بعد یہ تو خود تسلیم کیا کہ تین آیتوں کے سوا باقی آیات کو مسئلہ زیر بحث سے کوئی علاقہ نہیں اب یہ تین آیتیں انمیں ایک بھی ایسی نہیں جو آپکے مدعا پر صراحۃً یا اشارۃً دلالت کرے آپکا طریقہ استدلال تعجب میں ڈالتا ہے کہ ایک صاحب فہم و فراست کسطرح ان آیات کو اس مدعا کے لیے سند بنا سکتا ہے آپ نے ان تینوں آیتوں سے دو باتیں ثابت کی ہیں ایک یہ کہ فانکحوا میں ناکح مخاطب بذات خود ہے اسکا نتیجہ یہ نکالا ہے کہ اس سے ولایت مفقود ہوتی ہے۔

۲ دوسرے یہ کہ نکاح کے لئے النساء منتخب کی گئی ہیں اس کی نسبت فرماتے ہیں کہ میرا دعویٰ ہے کہ نسا، گو اسم جنس ہے مگر اسکا اور رجل رجال کا اطلاق ہمیشہ کامل اور کامل پر ہوتا ہے پورے مرد اور پوری عورت پر۔

اب دونوں باتوں کو جانچ کر دیکھئے ان میں کہانتک صحت واقفیت تعمق نظر اور وسعت علم ہے

پہلا نتیجہ یہ کہ مخاطب ناکح بذات خود کیا گیا ہے اس میں چند باتیں دریافت طلب ہیں اول یہ کہ صرف ایک آیت میں یا جملہ آیات میں بر تقدیر اول حصر کا فائدہ کس چیز سے حاصل ہوا بر تقدیر ثانی ثبوت شے کو نفی ما عدا کی دلیل قرار دینا کونسا اصول علم ہے۔

دوم کیا خطاب کی توجہ کسی خاص کی طرف دوسرے وں سے اُس حکم کی نفی کی دلیل ہے۔ یہ کونسا علمی اصول ہے۔ اور حیرت گزری کہ آپکے اجتہاد نے زیادہ باریک بینی سے کام نہ لیا ورنہ کہیں اگر اسپر بھی جناب کی نظر جاتی کہ مخاطب نکاح خاص مرد ہے تو نکاح ایکیلے شوہر ہی کے اختیار میں دیدیا جاتا اور اپنے اصول سے آپکو ماننا پڑے گا کہ مخاطب نکاح مرد ہے تو عورت کو اُس میں کچھ دخل نہیں راضی ہو یا ناراض ہو۔ کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں کہ قرآن کریم میں جہاں جہاں خطاب کے صیغے آئے ہیں اُن احکام کو صرف مخاطبین تک محصور کر دیں پھر تو نماز زکوٰۃ روزہ سب مردوں ہی کے لیئے رہیگا عورتیں مستثنیٰ ہوجائیں گی اقیموا الصلوٰۃ اتوا الزکوٰۃ اتموا الصیام سب مذکر کے صیغے ہیں۔ یہ ہے آپکی دقت فہم اور کمال علم جسپر فقہ کا مقابلہ کرنے کی ہمت ہے

سوم فانکحوا جزا ہے ان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتمٰی کی تو آپ کے طرز استدلال سے نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ جواز نکاح مشروط ہو شرط سابق الذکر کے ساتھ اور جس شخص کو یتامی کے حق میں عدم عدل کا اندیشہ نہ ہو سکے

لیے نکاح ہی جائز ہو۔ اجتہاد ہو تو ایسا تو ہو۔

چہارم آیت شریف تو آپنے تحریر فرما دی اور اس سے استدلال کرنیکی تکلیف بھی فرمائی مگر یہ غور نہ فرمایا کہ یہ آیت جناب کے مدعا کی گردن بھی قطع کر رہی ہے اور اس سے نابالغات کا نکاح اور ولایت دونوں ثابت ہوتے ہیں کیونکہ فانکحوا جب ہی شرط مذکور ہوا اور وہ شرطیہ ہے کہ **وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمٰی فانکحوا ما طاب لکم من النساء** اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کروگے تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں۔

آیت شریفہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یتیم نابالغ لڑکیوں کے ساتھ اولیاء کا نکاح کر لینا جائز ہے اور اگر اولیاء کو اس نکاح سے عدم عدل کا اندیشہ ہو تو وہ دوسری اور عورتوں سے نکاح کر لیں۔ یہ تو شروانی صاحب کو تسلیم ہے کہ نابالغ اذن کا اہل نہیں تو نابالغ کے ساتھ نکاح کی یہی صورت ہے کہ اُسکی طرف سے ولی قبول کرے لہذا آیت سے ولایت بھی ثابت اور تزویج نابالغات بھی۔

اب میں ایک تفسیر کی عبارتیں بھی نقل کر دوں جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ آیت کریمہ کا جو کھلا ہوا مطلب ہے اور میں نے بیان کیا ہے یہ میری رائے مجرد نہیں ہے بلکہ تفسیریں اس کی شہادت دیتی ہیں تفسیر بیضاوی میں ہے **ان خفتم الا تعدلوا فی یتامی النساء اذا تزوجتم بهن فتزوجوا ما طاب لکم من غيرهن اذ کان الرجل يجد يتيمة ذات مال وجمال فيتزوجها ضنا بها فربما يجتمع عنده منهن عدد ولا يقدر على القيام بحقوقهن** تفسیر ابو السعود میں ہے **انهم کانوا يتزوجون من يحل لهم من اليتامى اللاتی يلونهن لكن لا لرغبة فيهن بل فی مالهن ويسيئون فی الصحبة والمعاشرة ويتربصون بهن ان يمتن فيرثوهن وهذا قول الحسن** یعنی زمانہ سابق میں لوگ اپنے زیر ولایت یتیم لڑکیوں کے ساتھ اُنکے مال کی وجہ سے نکاح کر لیتے تھے اور اُنکے ساتھ بدسلوکی کرتے تھے اور منتظر رہتے تھے کہ وہ مر جائیں تو اُنکے وارث بن بیٹھیں اس میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اسی تفسیر میں ایک قول زہری کا نقل فرمایا ہے **قيل هی اليتيمة تكون فی حجر وليها فيرغب فی مالها وجمالها ويريد ان ينكحها بادنى من سنة نسائها فنهوا ان ينكحوهن الا ان يقسطوا لهن فی اكمال الصداق وامروا ان ينكحوا ما سواهن من النساء** یعنی یہ آیت اُس یتیم لڑکی کے حق میں ہے جو اپنے ولی کی تربیت میں ہو اور وہ ولی اُسکے مال و جمال میں رغبت کر کے اپنی بیبیوں سے کم مہر پر اُس کے ساتھ نکاح کرنا چاہے ان اولیاء کو منع فرما دیا گیا کہ وہ اپنی زیر تربیت لڑکیوں کو نکاح میں نہ لائیں جبتک کہ مہر کامل کر کے اُنکے ساتھ عدل نکریں اور ایسی صورت میں انھیں حکم

دیدیا گیا کہ دوسری عورتوں کے ساتھ نکاح کریں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں دوسری عورتوں کے ساتھ نکاح کا حکم اپنی زیر ولایت لڑکیوں کے ساتھ نکاح کرکے عدل نہ کرنے کے اندیشہ پر مرتب ہے۔ اور اگر اپنی زیر ولایت لڑکیوں کے ساتھ عدل کرسکے تو انکو اپنے نکاح میں لے آنے کی اجازت اس سے مستفاد ہوتی ہے تفسیر کبیر میں اس آیت پاک کی تفسیر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک حدیث مروی ہے اس میں بھی آیت کا یہی مطلب بتایا ہے حدیث کے الفاظ یہ ہیں وعن عروۃ انہ قال قلت لعائشۃ ما معنی قول اللہ وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فقالت یا ابن اختی ھی الیتیمۃ تکون فی حجر ولیھا فیرغب فی مالھا وجمالھا الا انہ یرید ان ینکحھا بادنی من صداقھا ثم اذا تزوجھا عاملھا معاملۃ رذیئۃ لعلمہ بانہ لیس لھا من یذب عنھا ویدفع شر ذلک الزوج عنھا فقال تعالی وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامی عند نکاحھن فانکحوا من غیرھن ما طاب لکم من النساء اب بحمداللہ تعالیٰ تفسیر معتبر اور حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے روشن ہوگیا کہ آیت کریمہ سے ولایت اور نابالغات کی تزویج دونوں ثابت ہیں مقام حیرت ہے کہ شیروانی صاحب انہیں دونوں باتوں کے انکار کے لئے خاص اس آیت کو پیش کرتے ہیں۔

یہ ہے فہم قرآن اور اسی فرقہ کو چھوڑنیکا ارادہ ہے

آیت کریمہ میں یتامی سے بالغات تو مراد لے ہی نہیں سکتے کیونکہ اولیاء کا بالغات خود ان سے نکاح کرلینا ممکن ہی نہیں ان کے اموال میں تصرف کا موقع باقی نہ رہا اپنی رائے محض سے مقرر کرسکتے ہیں تفاسیر میں اس کی شہادتیں موجود ہیں تفسیر احمدی میں ہے ولفظ الیتامی علی التعمیم لان الیتامی من مات ابوھم وکانوا صغیر بالغین ذکورا اوانا ثا فھو جمع یتیم ویتیمۃ یعنی لفظ یتامی یتیم لڑکوں اور یتیم لڑکیوں دونوں کے لئے عام ہے کیونکہ یتیم اس نابالغ کو کہتے ہیں جس کا باپ مرجائے۔

اب شیروانی صاحب کے اس استدلال کا بطلان بدلائل واضحہ ثابت روشن ہوگیا جو انہوں نے لفظ فانکحوا سے کیا تھا بلکہ نہ فقط استدلال کا بطلان بلکہ انکے دعوے کا خلاف قرآن ہونا اسی آیت سے ثابت ہے جس کو انہوں نے پیش کیا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

شیروانی صاحب کا دوسرا استدلال

آپکا دوسرا استدلال لفظ نساء سے ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ میرا دعوی ہے کہ نساء گو اسم جنس ہے مگر اسکا اور رجل اور رجال کا اطلاق ہمیشہ کامل بالغ پر ہوتا ہے یعنی پورے مرد اور پوری عورت پر آپکا یہ دعوی تو ہے مگر اس دعوے کی کوئی دلیل آپ نے بیان نہیں فرمائی

ایک ہی نہیں سینکڑوں ہیں بلکہ اس سے زیادہ مثالیں اگر آپ ایسی پیش فرمادیں جسمیں نسا کا اطلاق بالغات پر ہوا ہو تو یہ اس کی دلیل نہیں کہ اس لفظ کا اطلاق ہمیشہ بالغات ہی پر ہوتا ہے اور دعوے ہی ہے تو سورۂ نساء کی آیت،، و آیت،، اکا پیش کرنا محض بے محل و بے فائدہ ہے۔ علاوہ بریں ان آیات میں آپ یقین کے ساتھ حکم نہیں کرسکتے کہ ولدان سے نا بالغ ہی مراد ہیں جیسا کہ تفاسیر سے ظاہر ہے تفسیر بیضاوی میں ہے ان اس یدبه المماليك فظاهر نیز اسی تفسیر میں پہلی آیت کے تحت فرمایا وقيل المراد به العبيد و الاماء وهو جمع وليد جمل علی الجلالین میں ہے وقيل العبيد والاماء يقال للعبد وليد وللامة وليدة فغلب المذكر على المؤنث لاندراجه فيه ان تفاسیر کے اعتبار سے ولدان سے ممالیک مراد ہیں خواہ مرد ہوں یا عورت اور اگر ولدان سے نابالغ ہی مراد لیجئے تو پہلے اسباب نزول کو ملحوظ رکھ کر دونوں آیتوں کے معنے تو بیان فرمادیجئے اس کے بعد فرمائیے کہ ولدان کے رجال و نسا میں داخل نہ ہونے پر اس آیت سے استدلال کیا جاسکتا ہے یا نہیں حقیقت یہ ہے کہ آپ کے استدلال کی بنا اس تخیل پر ہے کہ اگر ایک لفظ اپنے عموم سے دوسرے کو شامل ہو تو ثانی کا ذکر بعد اول بہر صورت ناجائز ہے اس کے جواز کی کوئی وجہ ہو ہی نہیں سکتی گویا ہر تخصیص بعد تعمیم آپکے نزدیک نادرست ہے۔ مگر افسوس آپکا یہ تخیل علم لسان کے اصول کے بالکل خلاف ہے خود قرآن کریم سے اسکی صدہا مثالیں پیش کیجا سکتی ہیں اور آپ بھی اگر غور فرماتے تو یہ سمجھ لینا کچھ دشوار نہ تھا کہ بسا اوقات عام کے بعد خاص کا ذکر مخصوص فوائد کے لئے ہوتا ہے۔ اگر اتنا خیال گرامی میں آجاتا تو جناب یہ آیتیں پیش نہ فرماتے۔

رجال و نساء کا عموم و شمول تو ایک طرف ذکر ولدان کی توجیہ بیان کرنی پڑے گی حضرات مفسرین کرام نے اسکی توجیہات بیان فرمادی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیتوں میں ولدان کا ذکر رجال و نساء کے بعد کن حکمتوں سے فرمایا گیا۔ تفسیر مدارک میں ہے ذكر الولدان تسجيلا بافراط ظلمهم حيث بلغ اذاهم الولدان غير المكلفين ارغاما لآبائهم وامهاتهم ولان المستضعفين كانوا يشركون صبيانهم في دعائهم استنزالا لرحمة الله بدعاء صغارهم الذين لم يذنبوا كما فعل قوم يونس عليه السلام۔ اس تفسیر میں ولدان کو ذکر کرنے کی دو حکمتیں بیان فرمائی ہیں ایک یہ کہ کفار کے شدت ظلم کی تسجیل منظور ہے کہ انکا ظلم اس درجہ پہنچ گیا کہ انہوں نے غیر مکلف بچوں کو بھی ایذا رسانی سے نہ چھوڑا اور انکے ماں باپ کو ستانے اور انکے دل دکھانے کے لئے چھوٹے بچوں کو بھی تکلیفیں دیں۔

دوسری حکمت یہ ہے کہ مستضعفین بامید نزول رحمت اپنے بے گناہ چھوٹے بچوں کو شریک دعا کرتے تھے تاکہ پروردگار انپر رحم فرماکر اس مصیبت کو دفع فرمائے۔

غرض یہاں ذکر وجہ خاص ہو اسپر فائدہ مرتب ہوا اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں کہ اگر رجال و نساء کے احاطہ میں بچے آسکتے تو ولدان کا ذکر محض بے فائدہ رہ جاتا۔

اگر شروانی صاحب غور فرماتے تو انھیں اپنے محاورات اور رات دن کی بول چال میں اس کی بہت مثالیں ملجاتیں سعدی علیہ الرحمہ نے بوستاں میں فرمایا ؎

پرستار امرش ہمہ چیز و کس بنی آدم و مرغ و مور و مگس

اسپر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ہمہ چیز میں مذکورات مابعد داخل نہ تھی یا کس میں بنی آدم کا شمول نہ تھا۔

غرض شروانی صاحب کی یہ وجہ کسی طرح قابل استدلال بلکہ لایق ذکر بھی نہیں ہے۔ اس سے عجیب تر یہ ہے کہ آپ کے نزدیک صیغہ مذکر میں ولدان (اطفال) داخل نہیں ہوتے۔ مہربانی کر کے اطفال کے لیے کوئی اور صیغہ بنا دیا جائے مذکر کا صیغہ تو جوانوں کے ساتھ خاص ہوگیا یہ عجیب صرف ہو علم ادب کی تازہ جدت ایسی تو ہو لڑکیوں کے لیے نیا صیغہ وضع ہوگا۔

اس سے اور زیادہ حیرتناک آپکا یہ نتیجہ ہے کہ لہذا ولدان کا نکاح کلام پاک سے ثابت نہیں۔ اس نتیجہ کی دلیل میں آپنے فرمایا ہے کیونکہ رجال لفظ فانکحوا میں مضمر ہے چونکہ صیغہ مذکر ہے اس دلیل سے تو نتیجہ یہ برآمد ہونا چاہیئے کہ ولدان اور نساء دونوں کا نکاح کلام پاک سے ثابت نہیں کیونکہ فانکحوا میں اگر بقول آپکے صیغہ مذکر ہونے کی وجہ سے لڑکے لڑکیاں داخل نہ ہوسکیں تو عورتیں کیسے داخل ہو جائیں گی۔ اور آپکا یہ قول کسطرح صحیح ہوگا کہ مخاطب نکاح ولدان نہیں ہیں بلکہ رجال و نساء ہیں - یہ عقدہ جناب حل فرمائیں کہ اب نساء کسطرح مخاطب نکاح ہوگئیں اور فانکحوا کا صیغہ مذکر انکو کسطرح شامل ہوگیا۔

یہ دعوے کہ ولدان کا نکاح قرآن پاک سے ثابت نہیں ازبس غلط ہے ذرا قرآن پاک دیکھئے فرمایا ہے وَاُحِلَّ لَکُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ۔ اس ماورا سے لڑکے اور لڑکیاں کسطرح خارج ہو سکتے ہیں اور آپنے جو آیات پیش فرمائی ہیں اُن میں آیت ۱ کا ترجمہ خود آپ نے یہ لکھا ہے اگر تمکو اس بات کا اندیشہ ہے کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف رکھ سکوگے تو نکاح کرو تم عورتوں میں سے اپنی مرضی کی مطابق۔ آپکا یہ ترجمہ پکار کر کہہ رہا ہے کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں ناانصافی کا اندیشہ نہ ہو تو اُنکے ساتھ نکاح جائز ہے پھر آپ کیسے فرماتے ہیں کہ ولدان کا نکاح قرآن پاک سے ثابت نہیں۔

بہرحال نہ آپکا یہ دعوے درست نہ وہ کہ لفظ نساء کا اطلاق ہمیشہ پوری عورت پر ہوتا ہے۔ یہ تو آپکے استدلال کی رکاکت ظاہر کی گئی اور آپکا دعوے تو خود قرآن پاک باطل فرماتا ہے۔ سورۂ نساء کی

پہلی آیت میں ارشاد ہوا وبث منہما رجالا کثیرا ونساء یعنی پھیلا دیئے حضرت آدم و حوا علیہما السلام سے بہت سے رجال اور نساء ظاہر فرمایا ہے

اب فرمایئے کہ کیا اس آیت میں رجال کے اندر لڑکے اور نساء میں [illegible] داخل نہیں ہیں

تفسیر مدارک میں رجال و نساء کی تفسیر میں فرمایا و ھما البنون والبنات [illegible] اسی سورۂ نساء اسی رکوع میں ایک دوسری آیت میں ارشاد فرمایا للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون یعنی [illegible] سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے اور عورتوں کے لئے حصہ ہے [illegible] فرمایئے کیا رجال سے مردوں میں لڑکے اور نساء [illegible] کے بموجب تو لڑکے لڑکیاں ماں باپ کی میراث کے ترکہ سے محروم [illegible] اور اسپر بس نہیں اپنا اعتراض کی بحث اسی سورۃ کے دوسرے [illegible] فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک وان کانت واحدۃ فلھا النصف یعنی اگر نری لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر تو ان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اسکا آدھا۔ اس [illegible] لفظ نساء سے اگر آپ کے دعوے کے بموجب پوری عورت مراد لی جائے تو لڑکیاں محروم۔ اسپر آپکو یہ دعویٰ ہے کہ لفظ نساء ہمیشہ پوری عورت پر اطلاق کیا جاتا ہے مگر آپ کے اس دعوے کو قرآن پاک نے باطل کر دیا۔

یہ تو آپکا سرمایۂ علم ہے اور اسپر فقہ سے بے نیازی ہے۔ فقہ کی بے پرواہی کا یہ انجام ہے۔

شروانی صاحب کا دعوےٰ بحمد اللہ تعالے اس قوت کے ساتھ باطل ثابت ہوا کہ انھیں اب کسی قسم کی جگہ نہ رہی اور اب اسپر کچھ اور لکھنے کی حاجت نہیں لیکن آخر میں آپ نے اپنے اس مدعا پر لغت کی شہادت بھی پیش کی ہے۔ اس میں یہودی کے قول لقد تزوجت امرأۃ کی مراد ان لفظوں میں بیان کی ہے یرید امرأۃ کاملۃ کما یقال رجل ای کامل فی الرجال۔ یہ بات بہت زیادہ افسوس کے قابل ہے کہ آدمی لغت سے بھی صحیح نتیجہ اخذ نہ کرسکے اس کو دیکھنے والے بجز اسکے کیا کہیں گے کہ لغت دیکھنا بھی نہ آیا۔ پہلے تو یہ بتایئے کہ ایک کلمہ سے اس کے خاص فرد یا کوئی فرد معین مراد لینا اس کلمہ کے اطلاق کو ہمیشہ کیلئے اس میں منحصر کر دینا ہے انا ارسلنا الی فرعون رسولا میں لفظ رسول سے خاص حضرت موسیٰ علیہ السلام مراد ہیں تو کیا لفظ رسول کا اطلاق ہمیشہ کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خاص ہوگیا اور کسی رسول کو کہا ہی نہ جائے گا۔ پھر یہ بتایئے کہ یہاں کامل اور کاملہ کس چیز سے مراد لیا

صرف لفظ امرأۃ سے اگر یہ کہئے تو لغت میں اس پر دلالت کرنیوالا کونسا لفظ ہے۔ وہ بتائیے اور اگر کوئی اور چیز اس پر دلالت کرتی ہے تو لفظ امرأۃ کو آپ پوری عورت کے ساتھ ہمیشہ کے لئے کس دلیل سے خاص کر رہے ہیں۔ دوسری ایک اور بڑی عجیب و غریب بحث جناب کی یہ ہے کہ النسوء مبالغہ کا صیغہ ہے اس کے معنی المرأۃ المظنون بھا عن بلا الحمل ہیں لہذا ایک فصیح زبان کے قواعد کی رو سے اگر لفظ نساء کا اطلاق ناقابل حمل عورت پر ہو تو اس لفظ سے قابل حمل عورت کا استغراق نہ ہو سکتا۔

اس کو منطق نہیں اور کہیں فلسفہ کہیں کیا کہیں۔ عجب لطیفہ۔ اس کی بنا پر ناقابل حمل عمر رسیدہ عورت بھی نساء سے خارج ہوئی اب صرف جوان جوان رہ گئیں۔ قابل داد نکتہ آفرینی ہے۔

اور یہ قاعدہ تو عربی مدارس کے صرف خوان طلبہ کو بہت مشہور ہوگا کہ صیغہ مبالغہ سے جو معنی حاصل ہوتے ہیں انکا مظہر کلمہ ہونا ضروری ہے جناب نے غور نہ فرمایا کہ وہی معنی نفس کلمہ میں ہوں تو ایک فصیح زبان میں اتنی ہی معنی کے لیے مبالغہ کا صیغہ کیوں بنایا جائے۔ یہ فصاحت تو نہ ہوئی لغویت ہوئی کہ معنی تو رہے جو ان کے قول ان میں تو کوئی اضافہ نہوا اور صیغہ مبالغہ کا بن گیا۔ بنا ریں تغیر اور صیغہ کی وضع محض بے فائدہ رہی۔ سبحان اللہ کیا ادب دانی ہے۔ اس سرمایہ علم و فضل پر قرآن کریم سے بس ایسے ہی نتیجے نکالے جا سکتے ہیں

اس مسئلہ میں شروانی صاحب کی تقریر کی جان یہی استدلالات تھے جنکا بطلان بحمد اللہ بہت زبردست طریقہ سے ظاہر ہوگیا۔ آخر میں آپ نے دو آیتیں اور پیش کی ہیں ایک وابتلوا الیتامی حتیٰ اذا بلغوا النکاح اس آیت سے آپ نے یہ نتیجہ نکالا ہے "کہ عمر نکاح بلوغ ہے"۔ مگر سوق آیت کا اس مقصد کے لیے نہیں نہ یہاں نکاح یا عمر نکاح کا بیان بلکہ بلغوا النکاح کنایہ بلوغ سے ہے کیونکہ نکاح بمعنی وطی بھی آتا ہے اور بمعنی احتلام بھی تو مطلب یہ ہے کہ یتیموں کی آزمایش کرتے رہا کرو یہانتک کہ جب بلوغ کا وقت آجائے تو اگر تم انکی سمجھ ٹھیک دیکھو تو انکے مال انکے سپرد کردو۔ آیت میں اولیاء کو تفویض مال یتامی کا وقت بتایا گیا ہے نہ کہ عمر نکاح اور شروانی صاحب کے طور پر فرض بھی کرو کہ نکاح سے عقد مراد ہے اور بلوغ سے بقول انکے وہ زمانہ جس وقت آدمی اچھی طرح اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرنے لگے تو اوّل تو احساس کے لیے کوئی عمر معین نہیں طبیعتوں اور تربیتوں کا اختلاف اثر رکھتا ہے بعض ہوشمند لڑکے بلوغ سے پہلے ہی اپنے نیک و بد پر نظر اور اپنی آیندہ زندگی کے امور پر غور و فکر رکھتے ہیں اور انھیں پیش آنے والی ذمہ داریوں کا پہلے سے احساس ہوتا ہے اور بعض ایسے کم فہم ہوتے ہیں کہ انھیں ۲۵ برس کی عمر میں بھی جیسا چاہیئے احساس نہیں ہوتا تو اس کے لیے عمر کا کوئی پیمانہ کس طرح معین کیا جا سکتا ہے اس لیے یہ کہنا تو باطل ہوگا کہ نکاح کے لیے ایک عمر معین ہے ہاں یہ کہہ سکتے ہیں

نکاح کا بہتر وقت وہ ہے جبکہ بچے سمجھدار ہوجائیں اور اپنے نفع نقصان کو سمجھنے لگیں لیکن اس کی نسبت بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جواز نکاح کے لیے یہ وقت ہے اور اس سے پہلے نکاح جائز نہیں اس معنی کو آیت کے مضمون سے کوئی بھی لگاؤ نہیں۔ اس کے بعد آپنے آیہ ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المومنات فمما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات یعنی تم میں سے جو شخص بے مقدوری کے سبب ایماندار آزاد عورتوں کے ساتھ نکاح نہ کرسکے تو ایماندار کنیزوں کے ساتھ نکاح کرے۔ اس آیت سے شروانی صاحب نے یہ نتیجہ نکالا ہے "نکاح کے لیے اس کی ذمہ داریوں کی استطاعت لازمی ہے جو سب نابالغوں میں مفقود ہوتی ہے"

کہاں یہ نتیجہ اور کہاں آیت کا مضمون آیت میں تو عدم استطاعت متعلق نکاح امہ مرتب فرمایا گیا یعنی اگر ناداری کی وجہ سے حرائر کے ساتھ نکاح کی قدرت نہ ہو تو ایماندار کنیزوں کے ساتھ نکاح کرو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عدم استطاعت مانع نکاح نہیں بلکہ الٰہی [illegible] غیر مستطیع کو بھی نکاح کی ہدایت فرمائی [illegible] نتیجہ نکالتے ہیں اور استطاعت کو شرط نکاح قرار دے دیتے ہیں اور پھر حکم کرتا ہے تمام نابالغوں کو غیر مستطیع قرار دیدیا۔ کیا آپ کے نزدیک ہر نابالغ نادار ہوتا ہے۔ قرآن پاک کے مضامین بدلنے اور غلط نتیجہ نکالنے سے احتراز کرو واللہ ھو الموفق وھو المعین شروانی صاحب کی تحریر کا تمام زور اسی تحریر پر تھا جسکا تفصیلا رد کردیا گیا اور اگر انہوں نے غور فرمایا اور انصاف سے کام لیا تو عجب نہیں کہ وہ قبول حق میں جرأت سے کام لیں اس کے بعد آپ نے چند احادیث لکھی ہیں ان سے بھی جو نتیجہ برآمد کیے گئے ہیں انکو بھی اسی پر قیاس کیجیے جو آیات میں دیکھا۔

افسوس ہے کہ میرے پاس جو اخبار بھیجے گئے ہیں ان میں شروانی صاحب کا مکمل مضمون نہیں ہے ورنہ باقی حصہ کے متعلق بھی کچھ عرض کیا جاتا۔ شروانی صاحب نے اعداد وشمار کے سلسلہ میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ہزاروں لڑکیاں پانچ سال کی عمر میں بیوہ ہوگئیں اس سے آپکا مدعا یہ ہے کہ عوام بیوہ کے لفظ سے پریشان ہوکر ساردا قانون کو بہتر سمجھنے لگیں مگر عوام ایسے بے عقل نہیں جو یہ نہ سمجھیں کہ پانچ سال میں بیوہ ہونیوالی لڑکی کا کوئی بھی حرج نہیں ہے وہ کواری لڑکی کیطرح بیاہی جائے گی لیکن جو عمر قانون نے مقرر کی ہے یعنی چودہ سال اس کے بعد بیوہ ہونیوالی لڑکیاں اتنی آسانی سے شوہر نہ پاسکیں گی اور انکو ویسی جگہ حاصل کرنا دشوار ہوگی جیسی پانچ سال والی عمر کی بیوہ کو اور شوہروں کی رغبت بھی ان کی طرف اس سے بدرجہا کم ہوگی آپنے بچپن کی شادیوں کو گڈے گڑیوں کا کھیل تو بتادیا مگر اسپر لحاظ نہ کیا کہ بسا اوقات بڑے زبردست مصالح ان شادیوں کے ساتھ متعلق ہوتی ہیں اور تحدید عمر کے مضرات کیطرف بالکل التفات ہی نہیں فرمایا۔ جن ممالک میں ازدواج

کی ایک عمر مقرر ہے۔ وہاں کی حرام کاریوں اور حرامی بچوں کی بھی ایک فہرست مرتب کی ہوتی اور بھی بتایا ہوتا کہ اس قانون کے خوف سے اتنے حمل ضائع کردیئے گئے اور اتنے بے گناہ بچے مار ڈالے گئے تو دنیا کو آپ کی نسبت یہ رائے قائم کرنیکا موقع ملتا کہ اپنے مسئلہ زیر بحث کا دوسرا رُخ بالکل نظر انداز نہیں فرما دیا ہے۔ نیز اس تحدید عمر سے نوجوانوں میں جو غلط کاریاں بدکرداریاں ترقی پکڑینگی اور اُن سے صحتوں کو نقصان پہنچیں گے اس کی طرف آپ نے بالکل التفات نہیں کیا۔ اس قانون سے حرام کاریوں کا بازار گرم ہو جائیگا کیونکہ ایک نوجوان لڑکی کے لیے نکاح کرنا تو جرم ہے مگر بازاری زانیات سے منھ کالا کرنے پر کوئی سزا نہیں۔

غرض یہ قانون شریعت میں مداخلت بھی ہے۔ اخلاق خراب کرنے والا بھی۔ صحت کا دشمن بھی۔ معاشرت کے لیے مضر بھی۔ جرائم کے ارتکاب کا موجب بھی مگر تعجب ہے شروانی صاحب اور اس قانون کے تمام حامی ان جملہ مفاسد سے غافل ہیں اور خلق خدا کو ترغیب دلاکر اس مہلکہ میں مبتلا ہونے کی ترغیب دلاتے ہیں جب مدعیان رہنمائی کی یہ حالت ہو تو قوم کا کیا انجام ہوگا واللہ تعالےٰ

بچپن کی شادی کا قانون۔ قانون تحدید عمر ازدواج جو ساردا ایکٹ کے نام سے مشہور ہے مسلمانوں کے حق میں مذہبی مداخلت اُن کی معاشرت و اقتصادی زندگی کے لیئے نہایت مضر اور ناقابل برداشت ہے اور اُس کے بہت خطرناک نتائج ہیں صحت اور اخلاق کے لیئے اُس سے بہت خطرے ہیں اس لیئے اس قانون کی ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے مخالفتیں ہو رہی ہیں اور تمام مسلمان اس سے بےچین ہیں اور گورنمنٹ سے استدعا کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کو اس قانون سے مستثنیٰ کرے اس سلسلہ میں ایک جلسہ بتاریخ ۲ دسمبر ۱۹۲۹ء آل انڈیا سُنی کانفرنس (الجمعیۃ العالیہ) کیطرف سے بصدارت عالی جناب مولوی محمد یعقوب صاحب ڈپٹی پریسیڈنٹ لیجسلیٹو اسمبلی منعقد ہوا اور مذکورہ بالا مقاصد کے تجاویز بالاتفاق منظور کیئے گئے جو گورنر جنرل کی خدمت میں ارسال کیئے گئے اور اخبارات میں شائع ہوئے۔

انجمن خدام الصوفیہ کا جلسہ:۔ انھیں تجاویز کی تائید میں ایک جلسہ انجمن خدام الصوفیہ مراد آباد کی جانب سے بتاریخ ۶ دسمبر ۱۹۲۹ء کو منعقد ہوا جس میں مذکورہ بالا تجاویز بالاتفاق منظور ہوئیں۔

انجمن رونق الاسلام پادرہ کا جلسہ:۔ ۹ دسمبر ۱۹۲۹ء کو انھیں تجاویز کی تائید میں جلسہ منعقد ہوا اور گورنر جنرل اور اخبارات کو تجاویز کی نقول بھیجی گئیں۔

انجمن اہل سنت وجماعت پادرہ کا جلسہ:۔ ۹ دسمبر کو اہل سنت وجماعت پادرہ نے بھی تجاویز بالا کو بالاتفاق منظور کرکے گورنر جنرل و اخبارات کو اطلاع دی۔

دورِ حاضر میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ظہور

اس آفتابِ حق و ہدایت کی تجلیوں پہ قربان جس کی پُرنور شعاعیں تیرہ سو برس کے بعد آج بھی جلوۂ بے مثالی دکھا رہی ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم) اس نیرِ اعظم رسالت کے صدقے جسکے معجزات کی روشنیاں صدیوں دور پڑی ہوئی مخلوق کی رہنمائی فرما رہی ہیں (علیہ وعلیٰ آلہ الف الف صلوٰۃ وسلام) صدیوں کے انقلاب اور لیالی و ایام کے دورے دنیا میں بڑے بڑے عظیم الشان انقلاب آئے سلطنتیں پیدا ہوئیں بڑھیں اور فنا ہو گئیں، قومیں ترقی کے میدانوں میں سبقت کے نیزے ہلائیں ان کی شوکت و شان کے پھریرے اڑے پھر چشمِ عبرت نے [illegible] ان کا نام و نشان [illegible] رونق و [illegible] صحرا آباد ہو گئے شہر آباد [illegible] ویران ہو کر [illegible] سب کچھ [illegible] مٹ گئے اور دنیا سے [illegible] فرق [illegible] کا ولولہ [illegible] دنیا [illegible] واقعات [illegible] لازوال [illegible] ہمیشہ دل نوازی کرتی رہیں عہدِ نبوت کو تیرہ سو صدی سے زائد زمانہ ہو گیا لیکن آج بھی تاجدارِ نبوت و رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم کے معجزاتِ باہرہ کا ظہور جاری ہے آنکھ والے دیکھتے ہیں اور ان کے ایمانوں کو قوت ہوتی ہے اور بدمعاند تو عہدِ پاک میں بھی محروم ہی رہے۔

غیب کی خبریں:- حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزاتِ باہرہ میں سے اخبار بالغیب بھی ایک معجزہ ہے۔ غیب کی بہت خبریں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی بیان فرمائیں جنکی تصدیق زمانہ اقدس دیکھنے والوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی اس کی نسبت حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

فان قال فی یوم مقالۃ غائب — فتصدیقہا فی ضحوۃ الیوم او غد

یعنی اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی غیب کی خبر فرماتے ہیں تو اسی روز چڑھتے دن یا اگلے روز اسکی تصدیق ہو جاتی ہے۔ اس معجزہ کا اس کثرت سے ظہور ہوا اور غیبی انباء حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے اس کثرت سے بیان فرمائے کہ کفار کے ذہنوں میں یہ بات راسخ ہو گئی کہ غیبی خبریں دینا منصبِ نبوت کا

ایک خاص کام ہے اور اسی لئے وہ بار بار خدمت اقدس میں حاضر ہو ہو کر غیب کی باتیں دریافت کرتے تھے کبھی انکے جواب میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ میرا کام صرف حلال وحرام کا بیان اور عربی عبارت کی تعلیم اور صفات الہی کے ذکر تمام ہوجاتا ہے۔ غیبی خبریں دینا کچھ ہمارے منصب کے لئے ضروری نہیں ہے بلکہ جب انہوں نے کوئی سوال کیا اسکا تشفی بخش جواب دیا گیا۔ ابوجہل سنگریزے چھپاکر ہاتھ میں لاتا ہے اور دریافت کرتا ہے کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے تو اسکا جواب دینے سے انکار نہیں فرمایا جاتا بلکہ بتادیا جاتا ہے کہ سنگریزے ہیں انکی تعداد اتنی ہے ان سے اپنی رسالت کی شہادت دلوادی جاتی ہے اور بدر میں مرنے والوں کے نام اور انکی موت کے مقام معین فرما دئے جاتے ہیں زمین پر نشان لگادئے جاتے ہیں اور جن کے لئے جو جگہ معین فرمائی وہ وہیں مرتا ہے۔ اس سے خطا نہیں کرتا۔ اسطرح رات دن ہزارہا واقعات بیان فرمائے جاتے تھے جس سے دنیا کو رائے قائم کرنے کا موقع ملتا تھا کہ وہ زبان جو غیبی واقعات بیان فرماتی ہے اور کبھی خطا نہیں کرتی وہ اگر آخرت کے حالات بیان فرمائے تو ضرور قابل اطمینان ہیں اس تسکین کے ساتھ سرکار ابد قرار نے اپنے زمانہ پاک ہی کی مخلوق کو مخصوص نہیں فرمایا بلکہ بعد میں آنے والوں کے لئے بہت سی خبریں ارشاد فرمادیں جو ہر عہد کے مسلمان اپنے اپنے وقت میں دیکھتے چلے آئے اس زمانہ کے متعلق بھی احادیث میں بکثرت خبریں ہیں جنکا ظہور بالکل اسی طرح ہورہا ہے جس طرح ارشاد فرمایا ہے۔ اگر وہ تمام خبریں درج کیجائیں تو ایک مستقل کتاب تیار ہوجائے۔ اس وقت میں جس مدعا کے درپے ہوں اس سے تعلق رکھنے والی ایک خبر درج کرتا ہوں

امام احمد و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ و بیہقی نے حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کی

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لا الفین احدکم متکیا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما امرت بہ او نہیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعنا

اسی مضمون کی ایک دوسری حدیث ابو داؤد دارمی ابن ماجہ نے مقدام ابن معدیکرب سے روایت کی۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الا انی اوتیت القران ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بھذا القران فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وانما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ الحدیث

ان دونوں حدیثوں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے اس فرقہ کی خبر دی جو احادیث رسول کریم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کا انکار کریگا اور فقط قرآن پاک کے اتباع کا مدعی ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس فرقہ کی ابتدا ایسے شخص سے ہوگی جو مالدار ہوگا متکبر مغرور ہوگا اس خبر کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے

مسلمانوں کو متنبہ فرمادیا کہ اس گمراہ کے کہنے میں نہ آئیں اور حدیث رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ و بارک وسلم کو نہ چھوڑیں کہ حضور کی حدیث بھی وحی ہے۔ صد ہا برس یہ حدیث روایت ہوتی رہی اور مسلمان سمجھتے رہے کہ آخر زمانہ میں کوئی ایسا وقت بھی آئیگا جبکہ کوئی مدعی اسلام یہ آواز بلند کریگا کہ فقط قرآن پاک کو مانو حدیث کا اتباع نہ کرو لیکن یہ خبر ہمارے زمانہ میں پوری ہوئی اور عبداللہ چکڑالی نے اہل قرآن نامی ایک فرقہ نکالا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جسطرح خبر دی تھی بعینہ ویسا ہی ہوا کہ اس خود متکبر نے احادیث کا انکار کیا اور اب اسکا فرقہ طرح طرح سے مسلمانوں کو غلطی میں ڈالنے اور احادیث سے منحرف کرنے کی فکریں کر رہا ہے رسالہ نگار جو لکھنؤ سے شائع ہوتا ہے وہ بھی اسی فرقہ کا ایک ارگن ہے اور انھیں خیالات کا پھیلانا اس نے اپنے ذمہ لیا ہے اور اس فرقہ کے دوسرے لوگ بھی اخباروں اور رسالوں میں اس قسم کے مضمون شائع کرکے مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں چنانچہ پانچویں اکتوبر ۱۹۲۹ء کے رسالہ تہذیب نسواں میں بھی اسی قسم کا ایک مضمون شائع کیا گیا ہے اس قسم کے مضامین خود حدیث شریف کی تصدیق اور حضور کے اخبار بالغیب کا ایک ظہور ہیں اور اس وجہ سے وہ اپنے بطلان کی خود دلیل ہیں مگر یہ رسالے حلقوں مسلم جماعتوں میں مسلم لائبریریوں میں مسلم کلبوں میں مسلم زنانہ مدارس میں جاتے ہیں کم علم نوجوان لڑکے اور لڑکیاں انکو دیکھتے ہیں اس سے ان کے دین میں خلل آنے اور عقائد فاسد ہونے کا قوی اندیشہ ہے مسلمان ایسے رسالوں کی اشاعت یکدم بند کردیں۔ خریدار خریداری چھوڑ دیں مفت بھی نہ لیں۔ اپنی لائبریریوں کلبوں مدرسوں میں نہ آنے دیں۔

علمائے دین:۔ علماء دین بیدار ہوں اور اس فتنہ عظیمہ کا ابتدا ہی سے سد باب کریں اپنی تقریروں سے تحریروں سے مسلمانوں کو ایسے رسالوں کے مطالعے سے روکیں یہ انکا اہم ترین فرض ہے۔

اس موقع پر سستی اور سہل انگاری سے کام نہ لیا جائے۔ علماء پر فرض ہے کہ وہ اپنی پوری جد و جہد اس فتنۂ عظیمہ کو روکنے میں صرف فرمادیں مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ ایسے رسالوں اخبارو اور تحریروں سے اجتناب کریں اور اپنے امکان تک دوسروں کو ان پر نظر ڈالنے سے روکیں اور جو بددین اس قسم کی بددینی پھیلا رہے ہیں انکے خلاف نفرت و حقارت کی صدائیں بلند کرکے انکو انکے شناعت افعال پر متنبہ کیا جائے یہ ہوا پرست بندگان نفس کفار کی خواہشیں پوری کرکے دنیا دنی کی ناپایدار دولت اس کمینہ طریق عمل سے جمع کرنا چاہتے ہیں **خذلہم اللہ تعالےٰ**

احادیث کا انکار شریعت و قرآن کا انکار ہے احادیث کریمہ قرآن حکیم کی تفسیر ہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **کلامی تفسیر کلام اللہ** میرا کلام کلام الٰہی کی تفسیر ہے تو جب تفسیر کو چھوڑیگا

توقرآن پاک کے صحیح مطالب تک رسائی کا کیا ذریعہ ہے۔ اب اپنے ہوائے نفس کا اتباع رہگیا اور احادیث کا انکار کرنے سے یہی مقصود بھی ہے اللہ رب العزت تبارک وتعالےٰ نے ارشاد فرمایا
ما اتاکم الرسول فخذوہ و ما نہاکم عنہ فانتھوا جو رسول علیہ السلام تمہارے پاس لائیں اس کو اخذ کرو قبول کرو اور جس سے وہ منع فرمائیں اس سے باز رہو اس میں ارشادات رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبول کا صریح حکم ہے۔ احادیث کا انکار اس حکم قرآنی کی کھلی مخالفت ہے دوسری آیت میں ارشاد ہوا۔
ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ (معصوم نبی صلے اللہ علیہ وسلم) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں فرماتے نہیں وہ مگر وحی جو انکی طرف بھیجی جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام وحی الٰہی ہے اور حدیث کا انکار وحی خداوندی کا انکار ہے کہ شیطان کا کتنا عظیم الشان مکر ہے کہ وہ مسلمانوں کو وحی الٰہی سے محروم کرنے کے لیئے احادیث بیگانہ بنانے کی کوشش کرے۔
تہذیب نسواں نام کا رسالہ جو بیشتر کم علم ناواقف عورتوں کے مطالعہ میں آتا ہے اس میں "جمع احادیث" کے عنوان سے ایسے گمراہی بھرے مضامین شائع کیئے جاتے ہیں جن سے نادانوں کے عقائد خراب ہوں اور وہ دین کی دولت سے محروم ہو جائیں یہ بات خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہیئے کہ وہ تمام لوگ جو اس قسم کی کوششیں کرتے ہیں اور لوگوں کو احادیث کی طرف سے بدگمان بنانے کی سعی میں رہتے ہیں وہ شریعت کے نظام کو درہم برہم کرنے والے یہود و نصاریٰ سے بڑھکر دشمن اسلام ہیں انکو مسلمان سمجھکر کوئی مغالطہ نہ کھائے۔

احادیث کریمہ

واقعات کا ثبوت خبر پر موقوف ہے اس لیئے دنیا میں تاریخ اور اخبار کا وجود ہے اور اُنپر کروروں روپیہ صرف کیا جاتا ہے محض تخیل فاسد اور وہم باطل سے کشف واقعات نہیں ہوسکتا اس سے بڑھکر جاہل کون ہوگا جو واقعات ثبوت تخیلات روبیہ پر منحصر کرے۔ دنیا میں جسقدر ادیان و ملل ہیں جسقدر اقوام ہیں جسقدر عقلا ہیں عام از یں کہ وہ کسی ملک کے ہوں کسی عہد و قرن کے ہوں واقعات کا ثبوت نقل و خبر سے چاہتے ہیں اور تاریخ و اخبار کو اس مقصد کے لیئے وسیلہ بناتے ہیں ملکی مہمات خبر و نبر مرتب ہوتے ہیں سلطنتوں کے نظام اسی پر منحصر رہتے ہیں مقدمات کے فیصلے قضایا کے تصفیے خبر ہی سے سرانجام پاتے ہیں اگر آج دنیا سے شہادت کا اعتبار اٹھا دیا جائے اور نقل و خبر نا معتبر قرار دے دیجائے تو دنیا کا نظام فاسد ہو جائے جب انسانی ضروریات میں خبر اس حد تک دخیل اور موثر ہے تو اس سے دستبرداری کی صلاح دینے والا عقل و انسانیت کا دشمن ہے طبقہ عقلا کے لیئے ایسے شخص کی گفتگو کی طرف التفات کرنا عار ہونا چاہیئے ان منکرین کو یہ عذر پیش کرنے کی گنجائش نہیں ہے کہ وہ مطلقاً خبر و حکایت کے منکر نہیں ہیں اور شہادتیں اور بیانات

انکے نزدیک یکسر نامعتبر نہیں ہیں بلکہ وہ صرف احادیث کے منکر ہیں کیونکہ احادیث اخبار معتمدہ و نقول معتبرہ کا فرد اکمل ہیں دُنیا کی کونسی تاریخ ہے عالم کا کونسا اخبار ہے جو اسلامی تاریخ (احادیث صحیحہ) کے سامنے قابل ذکر بھی ہو آج اگر ہم ایک صلائے عام دیں اور دُنیا کی قوموں کو قابل وثوق تاریخ پیش کرنے کی دعوت دیں تو دُنیا میں کون قوم ہے جو سر اُٹھا سکے کس کی حیثیت ہے کہ سامنے آسکے اور ہر خبر کا مبدء و منتہیٰ اور اُسکے جملہ ناقلین کے مفصل احوال انکا طریق زندگی انکا تقویٰ و راست بازی انکا صدق و دیانت انکا تسلسل ہمارے سامنے پیش کرسکے اور اسطرح ایک ایک واقعہ کی جانچ کرادے ایسا اعلان دیجئے تو دُنیا کا کچھ ... دُنیا کی کوئی تاریخ سامنے نہیں آسکتی اور اپنے صدق و اثبات کی ذمہ داری نبھانے سے ... اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ انکے پاس توثیق خبر کے ایسے ذرائع موجود نہیں ہیں اور نقل روایات میں یہ اہتمام کبھی کسی قوم کسی ملت کسی سلطنت میں نہیں کیا گیا یہ فخر صرف اسلام کو حاصل ہے۔ اس کے اخبار احادیث صحیحہ مروی ہیں اور ہر خبر کے ساتھ اُس کے راویوں کا سلسلہ محفوظ موجود ہے ہر راوی کے مفصل حالات معتبر ذرائع سے قلمبند ہیں جانچ کرنے والوں نے اصلا رعایت سے کام نہیں لیا اور بے دریغ جانچ پڑتال کی ایسے اخبار کا انکار کردینے والا اور ان کو نامعتبر قرار دینے والا دُنیا کی دوسری خبروں کے انکار کرنیوالے سے بدرجہا بدتر ہے اب نگار کا ایڈیٹر ہو یا تہذیب نسواں کا نامہ نگار جو کوئی بھی احادیث کا منکر ہے وہ اپنے لئے جگہ تلاش کرے مجلس عقلا میں تو انکو باریابی نہیں ہوسکتی ان صاحبوں کو یہ بھی تسلیم ہے کہ جمیع احادیث میں کمال اہتمام کیا گیا انتہا درجہ کے پاکباز صداقت شعار راویوں نے کمال پرہیزگاری کے ساتھ حدیث کی خدمت کی پھر بھی احادیث کا انکار کرکے یہ لوگ اپنے لئے بہایم سے بدرجہا زیادہ پستی کا ثبوت پیش کرتے ہیں کون صاحب عقل ہوگا جو ایسی لغو اور لایعنی اس قدر لچر اور خلاف عقل باتوں کو سُننے یا انکی طرف توجہ کرنے میں اپنے اوقات کو ضائع کریگا۔ احادیث کے انکار کے لئے ان لوگوں نے جو وجوہ قایم کئے ہیں وہ اپنی بے علمی ہے جہاں اپنی نارسائی اور بے ادراکی سے دو خبروں میں تعارض معلوم ہوا تو اس کی کوشش نہیں کہ اُس علم کے جاننے والوں سے اپنا عقدہ حل کرالیں بلکہ اپنی اُس نادانی کو تمسک اور دستاویز بناکر احادیث کے انکار پر تل گئے اگر ہر فہم نارسا کو اختیار دیدیا جائے کہ وہ جب کسی سلسلہ کے دو مضمونوں میں تطبیق سے عاجز ہو تو اُس سلسلہ ہی کو ساقط الاعتبار کردیا کرے ایسی حالت میں دُنیا کا کوئی علم کوئی کتاب ساقط الاعتبار ہونے سے نہ بچے گی فلسفہ کے صدہا مسائل ایک دوسرے سے ٹکراتے نظر آئیں گے منطق کے مسائل باہم لڑیں گے طب کے مباحث ایک دوسرے کے خلاف معلوم ہونگے

تو دنیا سے سارے علوم ہی کا خاتمہ کر دیجئے۔ ایسا کوئی دیوانہ ہی کر سکتا ہے حتیٰ کہ سب سے افضل و اعلیٰ قرآن پاک ہی جنکو اُسکا علم نہیں اُنکو قرآن پاک کے مضامین میں تخالف نظر آئیگا تو کیا اپنی فہم نارسا اور نادانی کی بنا پر یہ دشمنان عقل و دین کتاب الٰہی کا بھی انکار کریں گے اور حقیقۃً احادیث کا انکار قرآن پاک ہی کا انکار ہے اِن لوگوں کا یہ دعوےٰ کہ وہ قرآن پاک کو تسلیم کرتے ہیں بالکل جھوٹا اور غلط ہے اسکا بیان اوپر ہو چکا ہے اور لطف یہ ہے کہ احادیث معتبرہ سنن صحیحہ کے منکرین اپنے اپنے اغراض و اغواض انھیں احادیث سے تیار کرتے ہیں اور اپنے مقصد کی تائید میں انھیں روایتوں کا نام لیتے ہیں جنکے وہ بالکل منکر ہیں یہ کہاں کی دانائی ہے کہ جو چیز آپکو تسلیم نہیں جسکا آپکو سرمو بھر اعتبار نہیں اُسی پر آپکا مدار کار ہے اُسی پر آپ کے دعاوی کا انحصار ہے ع یکے بر سرِ شاخ و بن می برید

انھیں صاحبوں کی شان ہے اب آگے رہجاتی ہے فہم قرآن اسکا دعوےٰ باطل ہے میں اعلان دیتا ہوں کوئی چکڑالوی امتحان دینے کے لیئے تیار ہو جائے کہ اُس کو فہم قرآن میسر ہے تو میں ایک آیت دو آیت کے متعلق استفسارات کروں تو اس کو پتہ چل جائیگا کہ فہم قرآن تو بہت دور ہے ہنوز وہ طفل مکتب کے مرتبہ کو بھی نہیں پہنچا مگر بات یہ ہے کہ دنیا پرستان دین فروش دشمنان اسلام کے خوش کرنے والے اور اُن سے دنیوی نفع حاصل کرنے کی طمع میں ایسی ایسی خلاف عقل باتیں کہنی گوارا کرتے ہیں میں نے اصولی طور پر انکا رد کر دیا اور انشاء اللہ العزیز اس کے جواب میں کوئی معقول بات وہ ہرگز نہیں لکھ سکیں گے اور جب انکا اصول حدیث کا نہ ماننا ہی باطل ہو گیا تو اسپر نماز وغیرہ کے انکار کی جسقدر تفریعات مرتب کی ہیں وہ سب باطل ہو گئیں و الحمد للہ برادران اسلام نماز کا منکر شریعت کا منکر احادیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر یقیناً قرآن اور خدا کا منکر ہے وہ کافر ہے خارج از اسلام ہے ایمان کی رمق بھی اُس میں نہیں خدارا اُس کے فتنہ سے بچو میں آئندہ ان جزئیات پر بھی بحث کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں جو ان اعدا عقل و دانش نے بے سرو پا لکھ ڈالی ہیں انشاء اللہ تعالےٰ۔

نماز کا انکار

دعویٰ اسلام اور نماز کا انکار یہ تو ایسی متضاد باتیں ہیں جنکا جمع ہونا متصور نہیں بشرطیکہ دعوےٰ میں صداقت کا شائبہ بھی ملحوظ ہو البتہ اگر مدعی کو صداقت سے وراستی سے بالکل سروکار نہیں تو وہ ہر ایک بات کا دعوےٰ کر سکتا ہے اور ایسے باطل دعاوی ارباب عقل و دانش سننا بھی گوارا نہیں کرتے مگر بھی

نادانوں کی غلطی میں پڑنے کے [illegible] سے بھی بحث کرنا پڑتی ہے ۔ نگار نامی ایک
رسالہ لکھنؤ سے شائع ہوتا ہے جسکے [illegible] ان جناب کا نام تو مسلمانوں کا سا ہے اور
اپنے آپ کو مسلمان ہی ظاہر کرتے ہیں [illegible] دعوے کی حقیقت صرف دعوے کے الفاظ پر ختم
ہو جاتی ہے انکے قلم سے [illegible] خیالات سے لبریز ہو جاتا ہے جنکو
اسلام سے مباینت کلی ہے [illegible] کرتے تو بے علم مسلمان مغالطہ
نہ کھاتے اور جب [illegible] تو ان کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ
اپنے کو مسلمان کہیں [illegible] کہ قرآن پاک سے نماز ثابت
نہیں ہے اور خداوند [illegible] اور قرآن پاک میں
جہاں کہیں صلوٰۃ کا لفظ آیا ہے [illegible] کسی عاقل کو زبان
وقلم سے ادا ہونا صد ہزار حیرت [illegible] فرضیت اور ثبوت میں کلام کرنا
ہی دیوانگی سے کم نہیں اگر نماز کے ثبوت میں [illegible] حدیث ہوتی جب بھی
انکار ممکن نہیں تھا کیونکہ کسی چیز کا تواتر [illegible] بندگان خدا کا ہر قرن پر
اسکا عامل رہنا ثبوت کی ایسی محکم دلیل ہے [illegible] کی کوئی عاقل جرأت نہیں کرسکتا
ہمکو معلوم ہے کہ بغداد ایک شہر ہے [illegible] ہے تو کیا آج کوئی شخص
بغداد کی شہریت کا منکر ہو اور لفظی بحث [illegible] واقعہ میں بغداد کوئی شہر نہیں یہ لفظ
باغ داد ہے ۔ ہر باغ جس میں [illegible] داد گر کیطرف منسوب ہو
وہ بغداد ہے ۔ بغداد ایک شہر قرار [illegible] ہے اس قسم کی باتیں مہملات
بے سرو پا ہونگی اور وہ خبر [illegible] ہیں کوئی تردد اور اشتباہ در راہ
نہ پاسکے گا کیونکہ تواتر کی دلیل قطعی نے ہمکو بغداد کی شہریت کی طرف سے ایسا مطمئن کر دیا ہے کہ منکر
اپنی لفاظیوں سے اگر [illegible] تو ہمارے یقین میں ادنےٰ سا ضعف بھی نہیں
آسکتا بلکہ وہ جسقدر زیادہ تاکید اور [illegible] سے انکار کریگا اتنا ہی ہمکو اس کی جہالت و کوردلی کا
یقین بڑھتا جائیگا ۔ بغداد کی شہریت کا تواتر اتنا زبردست نہیں ہے جتنا نماز کی فرضیت کا کہ عہد پاک
رسالت اور زمانہ نزول وحی سے آج تک نماز کی فرضیت ہم تک ایسے تواتر سے پہنچی ہے جو انقطاع سے
بالکل پاک ہے ہر قرن میں کروروں بلکہ بے شمار انسان اس تواتر کے حامل و عامل رہے ہیں مسلمانوں

میں خلافات بھی ہوئے وہ اختلافات نہایت تک بھی پہنچے مگر نماز کی فرضیت نکیر و اختلاف سے بالاتر رہی ایسا زبردست تواتر جن اعمال کا شاہد ہو اُن کا انکار کفر ہونے کے علاوہ شرافت انسانیت کی تذلیل و توہین ہے اور ایسا منکر معاند اس قابل نہیں کہ اُس کو ذوی العقول میں شمار کیا جائے اُس کی بصیرت کا نور اسقدر محو ہو چکا ہے کہ وہ بدیہیات یقینیہ کو محل کلام و مورد بحث قرار دیتا ہے۔

یہ ایک ہی دلیل اُس کے بطلان کے لیئے کافی و وافی ہے لیکن اس طرف بھی ایک نظر ڈال لیجئے کہ قرآن کریم میں نماز کا ثبوت ہے یا نہیں نماز کا انکار کرنے کے لیئے یہ گم کردہ راہ احادیث کریمہ کے انکار پر مجبور ہوا جو قرآن کریم کی تفسیرات ہیں کیونکہ وہ جانتا تھا کہ آیات الٰہیہ کی بہترین تفسیر احادیث رسول ہیں انکو تسلیم کر کے نماز کا انکار بہت زیادہ دشوار ہو جائیگا اس لیئے اُس نے انکار احادیث کے جرم عظیم کا ارتکاب کیا اور یہ انکار بدرجہا بدتر ہے جیسا کہ کوئی شخص کسی مضمون کا انکار کرنے کے لیئے اُس زبان کے تمام لغات کو نا معتبر قرار دے جس میں وہ مضمون ادا کیا گیا ہے۔ اور لفظوں کے اپنے حسب مدعا جو معنے چاہے گھڑ لے ایسا کرنے سے ہر ایک عبارت کو کچھ کا کچھ کر سکتا ہے لیکن ایسا کرنیوالا علم و عقل والے دنیا کی نگاہوں میں بہائم و سباع سے بدرجہا بدتر قرار پائے گا۔

قرآن کریم میں نماز کے لیئے لفظ صلوٰۃ وارد ہے اور جا بجا وارد ہے اُس کے انکار کے لیئے کہدینا کہ صلوٰۃ نماز کے معنیٰ ہی میں نہیں ہے علم و عقل سے ایسی عداوت ہے جس کی مثال تلاش کرنی دشوار ہے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ دیوان حافظ میں لفظ حافظ جہاں کہیں آتا ہے وہاں اس سے خاص شخص مراد لینا بالکل غلطی ہے اور میں یہ ماننے کے لیئے تیار نہیں ہوں کہ حافظ کسی خاص شاعر کا تخلص ہے بلکہ حافظ ہر اس شخص کو کہتے ہیں جس کو قرآن پاک یاد ہو چنانچہ خود دیوان حافظ سے اس کی سند پیش کیجا سکتی ہے اس میں موجود ہے ع حافظا در مدرسہ دردی کشم در میکدہ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حافظ سے کوئی خاص شخص مراد نہیں ہے۔ ایسے لغویات کو تسلیم کرنے کے لیئے دنیا میں کوئی شخص تیار ہوگا اور یہ گفتگو لایعنی کس شخص کو باور کرا سکے گی کہ حافظ کسی شاعر کا تخلص نہ تھا اور دیوان حافظ کے مصرعہ سے سند پکڑنا کیا مفید ہو سکیگا اس سے بدرجہا زیادہ جہالت یہ ہے کہ کہدیا جائے کہ صلوٰۃ کے معنے نماز نہیں ہیں اور اس کی دلیل یہ بیان کی جائے کہ قرآن میں یہ لفظ کسی اور معنی میں بھی مستعمل ہوا ہے۔ یہ بات وہ شخص کہے جو علم زبان سے بالکل بے بہرہ ہو عربی ہی پر موقوف نہیں دنیا کی تمام زبانوں میں بکثرت ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جن کے کئی کئی معنی ہیں کبھی لفظ مشترک ہو تا ہے

اور چند معانی کے لیے اس کی وضع ہوتی ہے کبھی ایک معنی کے لیے حقیقت اور دوسرے کے لیے مجاز کبھی یا شرعی میں حقیقت لغویہ دوسرے معنے میں حقیقت اصطلاحیہ کے طریقہ پر مستعمل ہوتا ہے تو کسی لفظ کا اپنا کسی دوسرے معنے میں استعمال ہونا دوسرے معنی کے لیے اس کے موضوع نہ ہونے یا استعمال نہ کیے جانے کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی میں صلوٰۃ بمعنی نماز مستعمل نہیں ہوا تو سارے قرآن میں کہیں بھی اس کے معنی نماز نہیں ہو سکتے ایسی مہمل بات ہے کہ کوئی لکھا پڑھا اس کو زبان پر لانا گوارا نہ کرے گا [illegible] جہالت اور [illegible] قرآن کا دعوے جس آیت کو سند میں پیش کیا اس میں قرینہ صارفہ موجود جو معنی محتاج قرینہ ہوا ان معنی کی لفظ کا مستعمل ہو جانا حقیقت اصطلاحیہ کے متروک ہو جانے کی دلیل سمجھا گیا [illegible] اصول زبان والی سے لفظ اپنے حقیقی معنی پر خواہ وہ حقیقت لغویہ یا شرعیہ بے قرینہ دلالت کرتا ہے اور دوسرے معنی پر دلالت کرنے کے لیے حاجت قرینہ ہوتی ہے تو جس معنی پر دلالت کرنے کے لیے محتاج قرینہ ہو اس معنی میں کبھی مستعمل ہو جانے سے حقیقت کے متروک ہو جانے کا حکم نرالی ہی زبان دانی ہے۔ اسد کا لفظ شیر کے معنی میں حقیقت لیکن نیاز صاحب کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ وہ کبھی کبھی شجاع کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے اس لیے اسد کے معنی شیر ہونے کا انھیں انکار ہے ان کے نزدیک خواہ [illegible] عاقلانہ ہو مگر اطفال مکتب کے نزدیک بھی ابن [illegible] کی حکایات سے زیادہ مضحکہ خیز ہیں [illegible] آیت وما کان صلاتھم عند البیت الا مکاء وتصدیۃ [illegible] معانے باطل کی تائید کے لیے پیش کی ہے اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ اس ایک ہی آیت میں نہیں بلکہ اور دس جگہ بھی صلوٰۃ کا لفظ نماز کے سوا کسی اور معنی میں آیا ہو تو یہ نماز کے معنی میں نہ آنے کی دلیل کب ہو سکتا ہے یہ تو [illegible] ہے۔ ان مزخرفات بیہودہ [illegible] ہے اس پر ثابت کرنا کہ اس آیت میں صلوٰۃ بمعنی [illegible] ہے باطل محض اور جھوٹ خالص ہے اردو جاننے والے بھی اتنا سمجھ لیتے ہیں کہ جس کے سمجھنے میں اس مدعی فہم قرآن کا دماغ نارسا رہا ایک شخص دوسرے سے دریافت کرتا ہے کہ صاحبزادے کچھ لکھتے پڑھتے ہیں اس کے جواب میں کہتا ہے کہ ان کا لکھنا پڑھنا تو ہاکی و فٹ بال رہ گیا ہے نیاز صاحب [illegible] گے تو اس محاورہ کو سند بنا لیں گے کہ لکھنا پڑھنا نوشت و خواند کے معنی میں کہیں آتا ہی نہیں چنانچہ ہاکی و فٹ بال کی نسبت یہ لفظ کہہ دینا اس کی دلیل ہے۔ یہ استدلال انھیں کے علم و فضل کے ساتھ خاص ہے۔ دنیا کا اور کوئی ہوشمند یہ بات نہیں کہہ سکتا آیت میں کفار کے حق میں یہ فرمایا تھا کہ کعبہ کے پاس ان کی نماز

سیٹی وتالی رہ گئی ہے تو اب عذاب چکھو اپنے کفر کا بدلہ اس کے صاف معنی یہ تھے کہ بجائے نماز کے سیٹیاں اور تالیاں بجانے کی بیہودہ حرکات میں مبتلا ہیں اور اس کو اپنے حق میں نافع اور موجب قرب سمجھتے ہیں۔ یہ کفار کی شناعت حال کا بیان تھا کہ انہوں نے اسقدر حد سے تجاوز کیا کہ نماز کی جگہ تالیاں سیٹیاں بجانے لگے اور اسی کو عبادت ٹھہرانے لگے پروردگار عالم اس پر گرفت فرماتا ہے یا تصدیق کرتا ہے کہ یہی نماز ہے کیا حواس درست نہیں ہیں یا دیدہ ودانستہ مغالطہ دینا ہے اس کو کون کہہ سکتا تھا کہ صلوٰۃ سیٹی وتالی کے معنی میں آگئی ایسے مہملات واباطیل آپ کی حجتیں ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور جب آپ کو یہ تسلیم ہے کہ یہ نماز بایں ہیئت زمانہ اقدس میں پڑھی جاتی تھی حضور بھی پڑھتے تھے صحابہ بھی پڑھتے تھے تو آپ خود بتایئے کہ صلوٰۃ کا لفظ اگر نماز کے معنے میں نہ ہو تو اس نماز کو کیا کہتے تھے ہو معلوم تو کوئی دوسرا لفظ بتایئے قرآن پاک میں دکھایئے۔ تف ہے اس بیدینی پر جس کے کسی پہلو میں بھی راستی کا شائبہ نہیں علاوہ بریں قرآن پاک میں لفظ صلوٰۃ کا جس جس طریقہ ادا سے استعمال ہوا ہے وہ یہ تسلیم کرنے کے لیے مجبور کرتا ہے کہ صلوٰۃ بھی نماز ہے یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ۔ اِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی۔ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ۔ یہ آیات اور انکے سوا اور بکثرت آیات ہیں جن میں کلام کا اسلوب صلوٰۃ بمعنی نماز ماننے پر مجبور کرتا ہے روز روشن میں آفتاب کے انکار کرنے سے زیادہ شنیع تر نیاز کا یہ قول ہے کہ قرآن پاک میں صلوٰۃ بمعنی نماز نہیں اب آپکا یہ قول کہ خدا کی بتائی ہوئی عبادت کسی رسم ورواج ظاہری نقوش وحرکات کی پابند نہیں ہو سکتی خود آپ کی اپنی رائے ہے یا قرآن پاک میں بتایا گیا اگر قرآن پاک میں بتایا گیا ہو تو آیت پڑھئے ورنہ بتایئے۔ خداوند عالم کی مقرر کی ہوئی عبادت کے لیئے آپکو قیود وپابندیاں تصنیف کرنیکا کیا حق حاصل ہے اور یہ کیا شان عبدیت ہے کہ معبود کو اپنے تخیل کا تابع بنانا چاہتے ہیں کتنا بڑا کفر ہے نفس کا جب اسقدر استیلا ہو جائے تو انسان کسطرح راہ پا سکتا ہے پھر جو اصول بھی آپ نے تراشا وہ اس قدر لغو اور رکیک خدا کے بنائے ہوئے انسان جب جسم جہت حرکات سکنات اوضاع کے پابند اور مقید ہو سکتے ہوں تو ان کے لیئے خدا کا تجویز فرمایا ہوا طریق عبادت بھی ان امور کا پابند ہو سکتا ہے یا آپ نے بات کیا کہی اس کو عقل ودانائی

سے کیا واسطہ ہے جب اللہ تعالے نے ہاتھ پاؤں آنکھ زبان اعضا جوارح عطا فرمائے ہیں تو ان کے لیئے کسی انداز خاص کے ساتھ عبادت مقرر فرما دینا اور اُنکے حق میں ادائے عبدیت لازم کر دینا عین مقتضائے حکمت ربانیہ ہے اس میں استبعاد کیا وحشت کیا ہے۔ طرفہ تر یہ کہ آپکو یہ تسلیم بھی ہے کہ زمانہ اقدس میں نماز پڑھی جاتی تھی سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور حضور کے صحابہ اسپر عامل تھے اور ظاہر ہے کہ اسی کو صلوٰۃ کہا جاتا تھا پھر یہ کیا سودا ہے کہ قرآن پاک میں صلوٰۃ کا لفظ دیکھ کر اس کی تاکیدیں پڑھکر اس کے احکام پاکر سب سے تعامی کیجائے اور نابینا لایعقل بنکر کہدیا جائے کہ قرآن پاک میں صلوٰۃ سے یہ نماز مراد نہیں ہے۔ ایسی انسانیت کو خیرباد دینے والی بات کسطرح کہی گئی اتنی ظاہر البطلان تحریفوں کی یہود و نصاریٰ کو بھی جرات نہ ہوئی تھی۔

جلسۂ دستاربندی

مدرسہ عالیہ اہلسنت جماعت مرادآباد کا انیسواں سالانہ جلسہ ۱۷-۱۸-۱۹ شعبان ۴۲ھ کو مدرسہ کی عمارت میں منعقد ہوا اگرچہ موسم نہایت سرد تھا مگر سامعین سے مدرسہ کی وسیع عمارت کھچا کھچ بھری رہی اور شب کے ۲ بجے تک جلسے رہے فارغ التحصیل طلبہ کی دستاربندی کی گئی بیرونجات سے ممتاز مقررین تشریف فرما ہوئے تھے سب سے زیادہ مسرت اس بات کی ہے کہ اس جلسہ کو امام العرفا الواصلین قدوۃ الکملاء العارفین شیخ المشائخ مرشدنا حضرت مولانا الحاج المولوی السید الشاہ ابو احمد علی حسین صاحب اشرفی جیلانی زینت سجادہ کچھوچھہ مقدسہ دامت برکاتہم کی صدارت کا فخر حاصل تھا حضرت ممدوح نے مدرسہ کے حق میں بہت دعائیں فرمائیں اور مدرسہ کی اسلامی خدمات اور اس کے تعلیمی برکات ملاحظہ فرماکر حضرت بہت مسرور ہوئے۔

مدرسہ کی عسرت قابل لحاظ ہے

مدرسہ کا یہ سال نہایت عسرت میں گزرا۔ بہت رنج ہے کہ سالانہ جلسہ کے بعد بھی مدرسین و ملازمین کی کئی کئی ماہ کی تنخواہیں ادا کرنے کی کوئی سبیل نہ تھی۔ ان کی صعوبت و تکلیف ایک رنج فرسا صدمہ ہے پروردگار عالم جلد تر مدرسہ کو قرضہ کے اس بار سے سبکدوش فرمائے اہل کرم توجہ کریں اور زکوٰۃ و فطرہ وغیرہ سے اعانت فرماکر اس حامی دین مدرسہ کی دستگیری فرمائیں قرضہ کی مقدار چھ سو روپیہ کے قریب ہے دیندار اہل ہمت

بہت ممکن تھا کہ یہ خطرہ قلب پر گذرے اور اس سبب سے محبوب کے نازک دل کو اندیشہ و فکر ہو اس سے تشفی فرمادی کہ آپ کے لئے کوئی فکر کی بات نہیں آپ کی تبلیغ و ہدایت آپ کے اجر و ثواب میں کوئی نقصان نہیں آپ نے منصبی فرض بخوبی ادا فرما دیا۔ آیات و نذر پیش کر دیئے۔ دلائل واضحہ قائم فرما دیئے خلق خدا ان سے منتفع ہو کر مرتبہ تقوے و فلاح کو پہنچی جن بدنصیبوں نے آپ کی ہدایت سے فائدہ نہیں اٹھایا یہ ازلی شقی ہیں۔ انہوں نے اپنی استعداد کو ایسا برباد کیا ہے کہ انکے لئے انذار و عدم انذار برابر ہے اور ایمان کی راہ مسدود ہو گئی ہے

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ وَعَلٰی سَمْعِہِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِہِمْ غِشَاوَۃٌ وَّلَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ

اللہ نے انکے دلوں اور کانوں پر مہر فرما دی اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور انکے لئے بڑا عذاب ہے

لغت میں قلب ایک گوشت پارہ کا نام ہے جس کی شکل صنوبری ہوتی ہے اور سینہ کا بایاں کا واک اسکی جگہ ہے یہی روح حیوانی کا مقام ہے اور یہ روح کہ جو منشاء حس و حرکت ہے اسی مقام سے بوساطت شرائین تمام بدن میں پہنچتی ہے گویا تمام بدن کا دار السلطنت اور صدر مقام یہی ہے یہ قلب بہائم بلکہ اموات کے لئے بھی موجود ہے اغراض دینیہ اس کے ساتھ متعلق نہیں ہیں۔

شریعت کی اصطلاح میں قلب (دل) اس لطیفہ انسانی کا نام ہے جس کے ساتھ انسان کی انسانیت وابستہ ہے اور شریعت کے اوامر و نواہی کا اتباع اور احکام الٰہیہ و تکلیفات شرعیہ کے مطابق عمل کا مدار اسی پر ہے وہ درست ہو تو تمام اعمال درست اور وہ فاسد ہو جائے تو تمام اعمال فاسد اس لئے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ یعنی اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو دل رکھتا ہو۔ یہاں قلب سے یہی لطیفہ مراد لیا گیا کیونکہ ادراک علم عرفان کا علاقہ اسی لطیفہ کے ساتھ ہے اور یہی مخاطب و معاقب اور معاتب و مطالب ہوتا ہے قلب جسمانی کے ساتھ اس کو ایک علاقہ ہے عام خلق کی عقلیں وجہ تعلق کے ادراک میں حیران ہیں کبھی اس کو نفس اور کبھی روح کے ساتھ بھی تعبیر کیا جاتا ہے اس آیت میں قلب سے یہی لطیفہ مراد ہے اس لئے کہ دلیل سے استدلال کرنا اور مدلول تک پہنچنا اسی لطیفہ کا کام ہے اور یہی مشعر الٰہی و محل الہام ربانی ہے۔ جب اس لطیفہ پر مہر لگا دی گئی تو استدلال و الہام اور ذوق و کشف کی تمام راہیں مسدود ہو گئیں اسی پر اکتفا ہوا کہ دل ہی پر مہر لگا کر چھوڑ دیا جاتا بلکہ فرماتا ہے وَعَلٰی سَمْعِہِمْ یعنی قوت سامعہ پر بھی مہر لگا دی گئی جس سے دوسروں کا استدلال بھی نہ سن سکیں اب یہ ایک شکل باقی رہ گئی تھی کہ جو لوگ

استدلال صحیح کی راہ چلتے تھے اور انہوں نے کمال حاصل کیا تھا ان کو دیکھ کر یہ فائدہ اٹھاتے اور خود بھی ان کمالات کی تحصیل میں مشغول ہوتے یہ راہ اسطرح بند کردی گئی کہ عَلٰٓی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ اُن کی بینائیوں پر پردے پڑے ہیں دوسروں کا حال دیکھ کر بھی منتفع نہیں ہوسکتے خلاصہ یہ کہ کفر و معاصی کی محبت اور ایمان و طاعات کی نفرت اور گمراہیوں کے ساتھ خوگر ہونا اور نظر صحیح سے اعراض کرنا یہ چیزیں ان کفار میں ایسی راسخ ہوگئیں جنہوں نے انکے لیئے ہدایت کی راہوں کو بند کر دیا اور دلوں کی ایسی حالت ہوگئی کہ ان تک وصول حق کی کوئی صورت نہ رہی اور کانوں نے صدائے حق سننا چھوڑ دیا اور یہ دونوں ایسے ہو گئے جیسا کہ کسی چیز کی بندش مضبوط کرکے اسپر مہر لگا دیجائے۔ آنکھوں کا یہ حال ہوگیا کہ انفس و آفاق میں قدرت پر دلالت کرنے والی بیشمار آیات موجود ہیں جن سے اصحاب بینائی فائدہ اٹھاتے اور راہ پاتے ہیں لیکن ان کفار کے حق میں آیات کا موجود ہونا کچھ نافع نہوا تو گویا آنکھوں پر پردے پڑ گئے اور بینائی نے کام نہ دیا یہ کیوں ہوا۔ ارشاد ہوتا ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ انکے لیئے بڑا عذاب ہے کہ انکے کفر اور پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ عناد کا یہ انجام ہے کہ ان کے دل اور کانوں پر مہر لگا دی گئی اور آنکھوں پر پردے ڈالدیئے گئے۔ جب ان اشقیا نے آیات الٰہیہ و دلائل قدرت کو نہ دیکھا انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم و ارشاد کو نہ سنا اپنے انجام و مآل اور دین حق کی معرفت میں تدبر سے کام نہ لیا دل کان آنکھ جو ادراک کے وسائل تھے ان سب کو معطل کرکے گمراہی میں مبتلا رہے تو اس بات کے مستحق ہوئے کہ انکو اسی حالت پر چھوڑا جائے۔ یہاں یہ سوال نہیں ہوسکتا کہ خداوند عالم نے خود انکے لئے ہدایت کی راہیں بند کر دیں تو وہ کفر پر مجبور ہو گئے کیونکہ یہ سب انکے کردار کا نتیجہ اور انکے اعمال کی شامت ہے

تفسیری نکات

عَلٰی سَمْعِهِمْ کو قُلُوْبِهِمْ پر معطوف کرکے ختم کے تحت میں داخل کیا گیا اور بصر کے ساتھ حکم غشاوہ میں داخل نہیں کیا گیا باوجودیکہ نظر بر عبارت دونوں باتیں ہوسکتی تھیں اس کی وجہ یہ ہے کہ القرآن یفسر بعضہ بعضا۔ دوسری جگہ قرآن پاک میں حکم ختم میں داخل فرمایا گیا ہے حکم غشاوہ میں داخل نہیں کیا گیا جیسا کہ ارشاد ہوا خَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشَاوَةً یہ آیت تفسیر ہوکر سمع کے قلوب پر معطوف ہونے کی دلیل ہے اب رہی یہ بات کہ دل اور کان کے لیئے مہر اور بینائی کے لیئے پردے کی تخصیص میں کیا حکمت ہے حالانکہ تینوں کے حق میں مہر لگانا فرمایا جاتا یا پردہ ڈالا جانا فرمایا جاتا تو بھی یہی معنی ہوتے اور مراد حاصل ہوتی۔ نکتہ اس میں یہ ہے کہ اندر کی کسی چیز کو باہر نمودار ہونے سے روکنا مقصود ہوتا ہے تو پردہ استعمال کیا جاتا ہے اور باہر کی کسی شئے کو اندر آنے سے روکنا مقصود ہوتا ہے تو مہر لگائی جاتی ہے۔ مہر لگانیکا

یہ مطلب ہوتا ہے کہ اب باہر کی کوئی چیز داخل نہیں ہو سکتی دل کے مدرکات جو اس سلیمہ اور خبر صادق وعقل ہیں اور کان کے سمجھنے کا ذریعہ ہوائے متکیف بکیفیت صوت کا صماخ میں پہنچنا ہے یہ دونوں چیزیں جب باہر سے اندر آئیں تب قلب و گوش کام کریں اس لئے قلب و گوش کے عدم انتفاع کو مہر سے تعبیر فرمانا نہایت مناسب و قرین حکمت ہے اور آنکھ کا مرئیات کو دیکھنا چونکہ شعاع بصر کے خروج اور مرئی تک پہنچنے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لئے آنکھ کے عدم انتفاع کو پردہ کے ساتھ تعبیر فرمانا اس کے حال کے مطابق ہے۔ اب رہی یہ بات کہ سمع مفرد ہے اور ابصار جمع اس کی حکمت یہ ہے کہ قوت سامعہ کا محل ایک پٹھہ ہے جو کان کے سوراخ میں بچھا ہوا ہے اور قوت بینائی کا محل مختلف طبقات اور متعدد رطوبات ہیں ہر طبقہ سے شعاع کا خروج ہوتا ہے اور ہر رطوبت میں عکوس کا انطباع تو رویت کے کام میں ہر طبقہ اور ہر رطوبت کو دخل ہے۔ نظر بر تعدد محال بصر کا جمع لانا مناسب ہوا اور سمع کا واحد لانا کہ اسکا محل واحد ہے۔

اس آیت مبارکہ میں سمع کو بصر پر مقدم کیا گیا ہے حالانکہ حکماء کے نزدیک بصر سمع سے افضل ہے کیونکہ اسکا تعلق نور سے ہے اور سمع کا ہوا سے نیز سمع اتنی دور کام نہیں کرتی جتنی دور بصر کام کرتی ہے۔ عجائب صنعت الٰہی بھی بصر کی پیدائش میں زیادہ ہیں شرعی نظر سے بھی اگر دیکھا جائے تو بظاہر بصر کو فضیلت معلوم ہوتی ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علےٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو کلام الٰہی کا سماع بغیر خواہش و سوال اور بے طلب عطا ہوا مگر دیدار بصری کے لئے تمنائیں کیں اور انپر انکار ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بصر کا مرتبہ سمع سے برتر ہے۔ علاوہ بریں جسم انسان میں محل بصر (آنکھ) چہرہ کے حسن کا رکن اعظم ہے اور سمع کے محل کان کو یہ مرتبہ حاصل نہیں۔

نفس انکشاف پر اگر نظر کی جائے تو بصر سے حاصل ہونیوالا انکشاف تمام انکشافات سے اقویٰ و اکمل ہوتا ہے اس لئے عرب میں مشہور ہے لَيْسَ وَرَاءَ الْعَيْنِ بَيَانٌ ان تمام امور کو ملحوظ کرنے کے بعد سماع کو مقدم کرنے کی حکمت دریافت طلب ہوتی ہے اسکا بیان یہ ہے کہ ان وجوہ مذکورہ میں بصر کا سماع سے افضل ہونا تقدیم کا مقتضی نہیں ہو سکتا کس لئے کہ یہاں ہدایت و ضلالت کا بیان ہے انھیں وجوہ کی رعایت مناسب ہے جو معرفت حق میں موجب ترجیح ہوں اسی لئے دل کو سمع بصر دونوں پر مقدم فرمایا کہ اس کی معرفت راجح تر اور اقویٰ ہے اور قوت سامعہ کو ہدایت قرآن ارشاد پیغمبر علیہ السلام و انذار و تبشیر سے انتفاع میں دخل کلی ہے اسقدر بینائی کو حاصل نہیں ہے اس لئے اس مقام میں اس وجہ کی رعایت اولیٰ و انسب ہے معہذا سمع کو ایک خصوصیت بھی ہے جو بصر کو حاصل نہیں وہ یہ ہے کہ قوت سامعہ کی سلامتی بعض علمائے نبوت

جنکو ثقل سماع عارض ہوتا اور اُن کی قوت سماعت میں نقصان راہ پاتا باصرہ کو یہ شرف حاصل نہیں اور انبیاء کے لیئے اسکا ظاہری آفات سے محفوظ ہونا ضروری نہیں چنانچہ حضرت یعقوب اور حضرت شعیب علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بصر بظاہر اپنی حالت طبعی پر نہ رہی تھی سمع کی یہ فضیلت بہت فائق ہے اور مقام ہدایت وضلالت کے بیان میں اسکی رعایت بہت اوجہ واوقع ابصار ہا انکشاف پر نظر کرنا اُس کے لحاظ سے بھی سمع و بصر میں فرق جتنی ہے وہ یہ کہ بصر اپنے محسوسات کا شکار کرتی ہے اور اسکا کام محسوسات اور فقط اپنے محسوسات پر تمام ہوجاتا ہے قوت سمع اگرچہ صوت کا ادراک کرتی ہے مگر اسکا ہاتھ معارف و نتائج تک پہنچتا ہے جو الفاظ کے قالب میں جان کی طرح محمول ہوتے ہیں اور فقط اپنے ہی مدرکات تک محدود نہیں رہتی بلکہ دوسروں کی بالاتر عقلوں سے جو نتائج حاصل کیئے ہوتے ہیں وہاں تک اسکو رسائی حاصل ہوجاتی ہے اس کے علاوہ ایک اور فرق بھی ہے وہ یہ کہ بصارت صرف ایک جہت میں کام کرتی ہے یعنی مقابل کو دیکھتی ہے اور قوت سامعہ کسی جہت کی پابند نہیں خلاصہ یہ کہ کفار کا ہدایت قرآن اور انذار پیغمبر علیہ السلام سے منتفع ہونا اس میں زیادہ دخل قوت سامعہ کے تعطل کو ہے اس لیئے مہر بر گوش کا پردہ چشم پر مقدم فرمانا مقتضائے حکمت بیان ہے آیت میں بہت دقیق کلامی مسائل کا بیان بھی ہے مگر چونکہ اُردو کی تفسیر کا زیادہ تعلق عوام سے ہے اس لیئے وہ باریک مسائل یہاں ذکر نہیں کیئے جاتے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ اور کچھ لوگ کہتے ہیں ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں۔ سورت مبارکہ کی ابتدا میں کتاب کریم قرآن عظیم کا وصف بیان فرمایا اور اس سلسلہ میں مومنین مخلصین اور کفار مجاہرین کا ذکر آیا اب ایک تیسری قسم مذبذبین کی باقی رہی کلام کی جامعیت کا اقتضا ہے کہ اسکا ذکر بھی فرمایا جائے یعنی پہلے اُن مردان کامل کا ذکر کیا گیا جنہوں نے حق و صدق کے اظہار میں کمال جرأت وجسارت سے کام لیا اور اُنکا دامن اخلاص تردد واوہام کے خس و خاشاک اور شکوک کے داغ دھبوں سے پاک صاف رہا وہ کھلے مومن ہیں اُنکا ظاہر و باطن یکساں ہے کسی کی رو رعایت اور کوئی اندیشہ و خوف اُن کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتا۔ ظاہر میں بھی صادق اور باطن میں بھی صادق زبان اور دل دونوں موافق اُنکے مقابل وہ لوگ ہیں جنہوں نے کجروی اختیار کی گمراہ ہوئے۔ آیات الٰہیہ کا انکار کیا اور جسطرح اُنکا قلب کفر کی گندگی سے آلودہ اور ناپاک تھا ویسا ہی اُنکی زبانیں دین حق کے انکار میں تیز تھیں وہ ظاہر و باطن میں کافر تھے ہدایت الٰہیہ کی طرف انہوں نے التفات ہی نہیں کیا وہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے وہ بالکل منتفع نہ ہوئے انھیں کافر مجاہر کہتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۱۹۔ اور بالتحقیق دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور پیچھے ہم پیغمبروں کو لائے اور دیئے ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو معجزے ظاہر اور قوت دی ہم نے اُس کو ساتھ روح پاک کے پھر بھلا جب آیا تمہارے پاس پیغمبر ساتھ اُس چیز کے کہ نہیں چاہتے جی تمہارے۔ تکبر کیا تم نے پس ایک فرقہ کو جھٹلایا تم نے اور ایک فرقہ کو مار ڈالتے ہو۔ منزل اوّل سیپارہ اوّل سورۃ البقر آیت (۸۷) (محقق) جب قرآن میں شہادت ہے کہ موسیٰ کو کتاب دی تو اسکا ماننا مسلمانوں کے لیئے لازم آیا اور جو جو اُس کتاب میں نقص ہیں وے بھی مسلمانوں کے مذہب میں آ گئے اور معجزے کی باتیں سب فضول ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کے بہکانے کے واسطے لکھ دی گئی ہیں کیونکہ قانون قدرت اور علم کے برخلاف تمام باتیں جھوٹی ہی ہوا کرتی ہیں اور اگر اُس وقت معجزے ہوتے تو اب کیوں نہیں ہوئے چونکہ اس وقت نہیں ہوتے اُس وقت بھی نہیں ہوتے تھے اس میں کچھ بھی شک نہیں۔

جواب حضرت موسیٰ علیہ السلام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء کی کتابوں پر مسلمان ایمان رکھتے ہیں۔ پنڈت جی کو کیا وہم ہوا جو کہتے ہیں کہ حضرت موسےٰ کی کتاب کا ماننا مسلمانوں کے لیئے لازم آیا یہ تو مسلمان ہونے کے لیئے لازم ہے جو ان کتب کو نہ مانے مسلمان نہیں بیشک قرآن پاک میں کتب انبیاء کی شہادتیں ہیں اور ہم اُن تمام کتب پر ایمان رکھتے ہیں اب اس میں اعتراض کیا ہے۔ پنڈت جی نے بھی سوچا کہ یہ بات کچھ اعتراض کی ہوتی نہیں تو آپ نے حسب عادت اپنی طرف سے ایک بہتان جوڑ کر اس کے ساتھ شامل کر دیا وہ یہ کہ جو جو اُس کتاب میں نقص ہیں وے بھی مسلمانوں کے مذہب میں آ گئے۔

پنڈت جی کو اتنی بھی تو خبر نہیں جب وہ معترض بنے ہیں تو اتنا تو جانتے ہونگے کہ یہود و نصاریٰ نے کتب الٰہیہ میں جو تحریفیں کیں اور اپنی ہوائے نفسانی سے مضامین بدلکر کچھ کے کچھ کر ڈالے اس پر قرآن پاک نے اُن کی گرفت فرمائی تو یہود و نصاریٰ کی تحریفات تو کتاب الٰہی ہی نہیں کتاب الٰہی وہی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء پر نازل فرمائی اُس میں نقص بتانا پرلے سرے کا کمینہ طوفان ہے۔ قرآن پاک میں اگر یہ بتایا گیا ہوتا کہ اُن کتابوں میں نقص ہے معاذ اللہ تو یہ کہا جا سکتا تھا کہ قرآن پاک نے اُن کتابوں میں نقص بھی بتایا اور پھر مسلمان مانتے ہی ہیں تو اس سے اُن کے دین میں نقص لازم آیا مگر قرآن پاک تو اُن کتابوں کو ہدایت و رحمت فرماتا ہے۔ یہ نقص پنڈت کا اپنا ہے جو دوسروں کی طرف منسوب کرتا ہے اس طرح کے تعصب سے جو اعتراض کیئے جائیں وہ شہادت دیتے ہیں کہ معترض انسانی فضیلت اور ضمیر کی صفائی سے محروم ہے اس کے بعد پنڈت نے کہا ہے کہ معجزے کی باتیں سب

فضول ہیں کیسا جاہلانہ انکار ہے واقعات جو خبر صادق سے ثابت ہو جائیں اور کروڑں معاندین خود اُس زمانہ کے اُن کی صحت میں کلام نہ کر سکیں اُن کو یہ کہدینا کہ سب فضول ہی کہانی دانشمندی ہے یہ کلمہ ہر جاہل ہر چیز کی نسبت کہہ سکتا ہے تو کیا اس سے واقعات کے ثبوت اور صداقت میں کوئی کمزوری آسکتی ہے اب رہا یہ کہنا کہ معجزات قانون قدرت کے خلاف ہیں۔ یہ اور زیادہ جہل کی بات ہے۔ خداوند عالم کے لیئے قدرت واختیار کے حدود معین کرنیکا دعوےٰ شان عبدیت کے بالکل خلاف ہے اُس شخص کو خدا شناسی کی ہوا ہی نہیں لگی جو ایسی لغو و بیہودہ بات زبان پر لائے کبھی پنڈت جی نے قانون قدرت کی کوئی کتاب بھی دیکھی ہے جس میں خدائی اختیار کے لیئے حدود معین کیئے گئے ہوں۔ یہ بات کیا کہتے ہیں اور پھر اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالا جاتا کہ ابتدائے دُنیا میں ہزاروں جوان جوان آدمیوں کا بے ماں باپ کے زمین سے پیدا ہونا تسلیم کر کے اپنے قانون قدرت کی کیسی بے حرمتی کی وہاں پنڈت جی کیوں نہیں کہتے کہ اگر اُس وقت آدمی بے ماں باپ کے پیدا ہوتے تھے تو اب کیوں نہیں ہوتے چونکہ اب نہیں ہوتے اس لیئے اُس وقت بھی نہیں ہوئے تھے یہ پنڈت جی ہی کے کلمے ہیں جو انہوں نے معجزے کی نسبت کہے ہیں مگر عائد ہوتے ہیں اُن ہی کے عقیدے پر۔ یہ تو بڑی جاہلانہ بات ہے کہ جو چیز آپ نے اپنے زمانہ میں ہوتی ہوئی نہیں دیکھی اُس کی نسبت انکار کر دیا کہ کبھی ہوئی ہی نہیں۔ ویدکا الہام آپ کے عقیدے میں آج کسی کو نہیں ہوتا تو آپ مانئے کہ پہلے بھی کسی کو نہیں ہوتا تھا کیونکہ آپ نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جو چیز اب نہیں ہوتی وہ پہلے بھی نہیں ہوئی۔ یہ اعتراض تو پنڈت جی کے دین و مذہب کا خاتمہ ہی کر دیتا ہے اور پھر اسکا کچھ بھی اثر نہیں کیونکہ اول تو اس کے سب مقدمات باطل اور اُس سے قطع نظر ثبوت قطعی اخبار صادقہ موجود اور بہت سے معجزوں کے آثار ابتک باقی کہانتک انکار کرنے والا انکار کریگا اور پھر آپکے پر تو اولیاء کی کرامتیں اس وقت بھی معائنے میں آرہی ہیں۔ امروہہ ضلع مُراد آباد میں شاہ ولایت صاحب کے مزار پر بے انتہا بچھو ہیں اینٹ اُٹھایئے بچھو نکل آئیگا مگر احاطہ درگاہ میں ممکن نہیں کہ وہ بچھو کسی کے کاٹ لے بچھوؤں کے ہار بنا کر گلے میں ڈال لیتے ہیں ہاتھوں میں لیئے پھرتے ہیں ڈنک پر ہاتھ رکھدیتے ہیں مگر وہ اپنا ڈنک موڑتا چلا جاتا ہے مجال نہیں کہ کاٹ لے پھر وہاں سے کسی محدود عرصہ کی اجازت لے کر آپ بچھو کو جس مقام پر چاہیئے لے جایئے اُس میعاد کے اندر ہرگز نہ کاٹے گا۔

ہزاروں کرامتیں اولیاء کی آج معائنہ کی جاتی ہیں انکار کرنے والا پنڈت آئے دیکھے اور ایمان لائے۔

فہرست مضامین

عرض

رسالہ کے وقت پر شائع ہونے کا مجھے بھی سخت افسوس ہے لیکن مجبوری یہ ہے ابھی تک اس سال کی قیمت تو کیا پچھلے سال کی قیمت بھی وصول نہیں ہوئی اس لیئے گزارش ہے کہ جن حضرات کے ذمہ قیمت واجب الادا ہے جلد ارسال فرما دیں تاکہ رسالہ وقت پر شائع ہو سکے۔ (مدیر)

جذبات اخلاص جناب حافظ غریب اللہ صاحب بسمل نعیمی مدہولپوری

زہے ارتفاع کمال محمد — زہے اعتلائے جلال محمد
ہر اک ذرۂ عالم حسن و خوبی — ہے آئینہ دار جمال محمد
نہ کیوں ہو کشت خلد بہ گلشن دل — جب آئے بہار خیال محمد
فدا مستیاں تجھ پہ سو میکدوں کی — خمار شراب وصال محمد
دکھا جلوۂ طور پیش نظر ہو — کہ ہوں محو حسن و جمال محمد

نہیں حاجت شیشہ و جام مجھکو — میں ہوں مست کیف جمال محمد
دو عالم کو شوق وصال خدا ہے — خدا کو ہے شوق وصال محمد
وہ بن جائے تاج سر عرش اعظم — جو ہو گرد پامال محمد
کٹا یا گلا راہ حق میں انکی — زہے ہمت و صبر آل محمد
اسے حشر کا خوف کیا جو ہو بسمل — غلام غلامان آل محمد

کتب ذیل اور دوسری کی دیگر کتابیں دفتر السواد الاعظم سے طلب فرمایئے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ [illegible]

[illegible] چھنی حسن خاں مراداباد

روضۃ النبی علیہ السلام



زخاک اے لالہ سیراب برخیز | چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
بروں آور سر از برد یمانی | کہ روئے تست صبح زندگانی

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار (ابن ماجہ)

السواد الاعظم

مدیر عمر نعیمی

ہدیہ سالانہ

حمایت مذہب اصلاح معاشرت تہذیب اخلاق کیلئے شائع ہوتا ہے

قد طبع عمر النعیمی فی المطبع النعیمی الواقع فی بلدۃ مراد آباد واشاع

فہرست مضامین ماہ رمضان و شوال

[illegible]

[illegible] | [illegible] جاتے
[illegible] | [illegible] جاتے
[illegible] | [illegible] جاتے
[illegible] | [illegible] جاتے
قدم [illegible] | [illegible] جاتے
خواب [illegible] دولت [illegible] | [illegible] جاتے

[illegible] کو دنیا سے زندہ کرتے
لب اعجاز اگر آپ ہلاتے جاتے

۶-۸-۶

دُنیا و دین

وہ قلوب جو روشنی سے محروم و تاریک ہیں اور جن کو چشم بصیرت حاصل نہیں ہے زبان شرع میں اُن کو کفار کہتے ہیں خواہ انہوں نے اپنا نام کچھ بھی رکھا ہو اور اُن کے طریق زندگانی باہم مختلف ہوں لیکن ظلمت قلب میں وہ سب یکساں شریک ہیں۔ اُن کی ظاہر بین نگاہیں دُنیا کی فانی اور ناپائدار چیزوں تک پہنچتی ہیں اس سے آگے انھیں رسائی میسر نہیں اس لیئے وہ نظر فریب آب و رنگ پر اپنی زندگی قربان کر جاتے ہیں اور زندگی کا اعلیٰ ترین مقصد اُنکی نظر میں صرف اتنا ہی ہوتا ہے کہ دُنیا کی ساتھ نہ دینے والی دولت کے ساتھ شیفتگی کیجائے اور اپنی حیات کی گرانقدر متاع کو بیدردی سے اُسپر نثار کر ڈالا جائے۔ یہ عقیدہ کفار کے قلوب میں خوب راسخ ہے اور اُنکا ہر ایک عمل اسی نصب العین کا تابع ہے قرآن کریم میں انکے اس عقیدہ کو بہت صراحت و فصاحت کے ساتھ اس طرح بیان فرمایا ہے اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیٰ ان لوگوں کے نزدیک انسانی بقا حیات دنیویہ کے احاطہ میں محدود ہے اور حیات دنیویہ کی کامیابی ان کی نہایت مراد و غایت تمنا ہے لیکن افسوس وہ کسی کے لیئے بھی اختیاری نہیں اور دنیا کی کوئی کوشش بھی اطمینان نہیں دلاتی کہ جدو جہد کرنے اور مشقتیں اُٹھانے کے بعد شاہد مقصود مل ہی جائیگا۔ مریض تندرستی چاہتا ہے اس کے لئے سعی کرتا ہے محنت اُٹھاتا ہے مال و دولت خرچ کر ڈالتا ہے۔ حاذق معالجوں کیطرف رجوع کرتا ہے قیمتی دوائیں بہم پہنچاتا ہے پرہیز کی سختیاں جھیلتا ہے لیکن حصول صحت یقینی نہیں کوئی ضمانت نہیں کر سکتا کہ یہ کوشش یقیناً کارگر ہوگی اور یہ سعی ضرور ثمرہ لائے گی۔ ایک مسافر گھر سے نکلتا ہے اور سفر کے بہترین وسائل اختیار کرتا ہے میل ٹرین میں بیٹھتا ہے لیکن کون اطمینان دلانے والا ہے کہ وہ یقیناً صحت و سلامتی کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچ جائیگا اور درمیان میں کوئی خطرہ لاحق نہو گا ایک طالب علم اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیئے شب و روز کی محنت میں اپنے بدن کو گھلا دیتا ہے اور آسائش و آرام کو قربان کر ڈالتا ہے لیکن کون ہے جو اُس کی کامیابی کی ذمہ داری کرے اور کامیاب ہو جائے تو ملازمت ملنے کا یقین دلائے اور بعد تکمیل تحصیل اُس کے زندہ اور سلامت رہنے اور آفات و امراض سے محفوظ رہکر اُن مدارج کے حصول کا وعدہ دے سکے جنکے لیئے اُس نے یہ جانکاہیاں کیں تھیں ایک کاشتکار اپنے آرام و آسائش پر لات مار کر گھر سے نکلتا ہے اور دن بھر

گرد اور کوڑے میں اٹا رہتا ہے۔ جانوروں کی طرح بلکہ اُن سے زیادہ محنت کرتا ہے اور مدتیں اِن عرق ریزیوں میں گزارتا ہے مگر عالم میں کون ہے جو اُس کو وثوق کے ساتھ وعدہ دے سکے کہ وہ اِس کھیتی سے اپنا سوچا ہوا نفع حاصل کر سکے گا اور اُس کی کھیتی بھی تمام ارضی و سماوی آفات سے محفوظ رہے گی اور خود اُس کی ذات کو بھی کوئی گزند نہ پہنچیگا۔ ایک شخص باغ لگاتا ہے کن کن کوششوں سے درخت جمع کرتا ہے ملک ملک سے پودے منگاتا ہے اُنکی پرورش میں رات دن مصروف رہتا ہے اُس کو کسطرح یقین دلایا جا سکتا ہے کہ اُس کی یہ محنت بارآور ہوگی اور رائیگاں نہ جائیگی غرض دنیوی دولتوں میں سے کسی کو محبوب بنائے اور اُس کے شیدا ہو جایئے اپنے آپ کو اُس پر فدا کر ڈالیئے لیکن مراد کا حصول کسی طرح یقینی نہیں ہوتا تو دولت دنیا اُمیدوں تمناؤں اور ظنون و اوہام کا نام ہے اِنْ هِيَ اِلَّا اَمَانِيُّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ جس چیز کا حصول یقینی نہ ہو اُس کے لئے یقینی حقیقی چیز کو قربان کر ڈالنا کہاں کی دانائی ہے۔ اب فرض کیجئے کہ مساعی کی راہ میں ناکامیاں حائل نہوں ہر کوشش تمام ہو جائے اور ساعی منزل مقصود کو پہنچ جائے تو دیکھنا یہ ہے کہ اُس نے ایک عمر کی محنتوں کے بعد کیا پایا کیا کوئی باقی رہنے والی دولت اُس کے ہاتھ آ گئی ایسا نہیں ہے اگر سلطنت بھی مل گئی تو اُس کے ساتھ لاکھوں غم اندیشے فکریں تھیں اِن سب سے بھی قطع نظر کر لیجئے تو حاصل سلطنت اِس سے زیادہ کچھ نہ تھا کہ معدہ کی فضا کو پر کرنے کی قدر غذا اُس میں بھر دی جائے اور وہ اُس جنس کی ہو جو مرغوب طبع ہوتی ہے خود اُس غذا کا مرغوب ہونا کچھ ضروری نہیں یہ طبیعت پر موقوف ہے جسوقت اُس کو خواہش ہو تو سوکھے ٹکڑے اور بھنے چنے بھی لذت دیتے اور مرغوب معلوم ہوتے ہیں اور حالت انقباض میں نفیس مطعومات بے مزہ ہو جاتے ہیں لیکن فرض کیجئے کہ چند سال مرغوب غذائیں میسر آئیں اور بدن کو پسندیدہ لباس سے آراستہ کیا آرام دہ مسکن میں رہے دل کشا مناظر کی سیریں کیں اور آخر حیات تک یہ تمام چیزیں ساتھ رہیں اب وقت نزع اُس سے پوچھئے کہ حاصل زندگانی کیا ہے تو اُسکا جواب یہی ہوگا کہ موت کی تلخی اور حسرتوں کا انبار ایسے بے وفا عیش کے لئے ظلم بھی کئے بے مروتی اور بد عہدی بھی کی بنی نوع کے خون بہائے دُنیا کے سبزہ زاروں کو ویران بھی کیا میدان کارزار گرم کئے حرص و آز کے اشتعال سے جہان میں آگ لگا دی مگر وہ تمام دولت و مال و جملہ سرو سامان اپنی جگہ رہگیا اور حریص طماع کو خالی ہاتھ زیر زمین جانا پڑا۔

یہ تو کفار کی کامیاب زندگی کا ایک نقشہ تھا کہ اگر اُس کو انتہائی کامیابی میسر آئے تو نتیجہ زندگانی حسرت افسوس رنج و قلق کے سوا کچھ بھی نہیں اور جنہیں ایسی کامیاب زندگی میسر نہیں اُن کی حالتوں کا تصور بہت رنجدہ و المناک ہے۔ طالب دُنیا بھی ہیں حرص و طمع کے اسیر بھی مگر زندگی کا عرصہ فلاکت میں بسر کریں کھاتے

زرگیا تو نہ عیش دنیا میسر ہی نہ راحت عقبیٰ۔ نہ یہاں کے ہوئے نہ وہاں کے ہوئے۔
ی ملک گیری کی ہوس میں جنگ کرتی ہیں ماتحوں میں خونریزی کا سودا ہوتا ہے رشک وحسد کے جذبات
ٹے رہتے ہیں ایک دوسرے سے ملک وزمین چھیننے کے لیئے ہرطرح کی کردنی وناکردنی حرکات کرتا ہے
ر ہ تک جاری رہتی ہے اور لاکھوں بنی آدم اپنا خون خاک میں ملاکر بے نام ونشان ہوجاتے ہیں
چھتا رہا جس کی طلب میں چلے تھے اپنی جگہ لہلہاتا رہ جاتا ہے عاشق دنیا کا یہ انجام ہے اس کی زندگی
فسوس جس نے دولت حیات کو اس ناقدری سے ضائع کیا اور اس بے وفا چیز کی طلب میں ہلاک
نیا جو اس کے ساتھ ہرگز رفاقت کرنے والی نہ تھی ایسی سیاہ باطنی سے خدا بچائے کہ انسان کا مطمح نظر
ہو اور وہ اپنی زندگی کے مقصد اصلی کو کبھی نہ دیکھ سکے۔ ترقیات کے دعاوی سرمایہ عزور ہیں اگر
پ نے بجلی سے روشنی کی مشینیں چلائیں یا ہوائی جہازوں کے ذریعہ فضا میں پرواز کی۔ یا سمندر
تہ میں غواصی کرتے رہے تو یہ ایک غرور تھی تھا فہم کی غلطی تھی نادانی کا جوش تھا کہ اس چیز کو آپ
میابی اور ترقی سمجھتے رہے جو آپ کی زندگی یا جوانی کو اس کی حد سے ایک شمہ آگے نہیں بڑھا سکتی
دم رخصت آپکو مطمئن نہیں کرسکتی کہ آپ کی دیرینہ کدوکاوش کا کچھ بھی نتیجہ وثمرہ ہے موت کے قریب
کھلتی ہے اس وقت ہر لیاقت وحیثیت کا انسان جو دنیا کی طلب میں سرگرم رہا تھا سمجھ لیتا ہے کہ زندگی
کی محنتوں کا کچھ بھی نتیجہ نہیں اور یہ سارا وقت اس نے نہایت نادانی سے ضائع کردیا اس وقت اسکو
بے باکیوں بدعملیوں ستم رانیوں اور تمام بیجا حرکتوں کا رنج ہوتا ہے جنکو عمل میں لاتے وقت وہ
ت خوش ہوتا تھا اور اپنی کامیابی سمجھتا تھا

انسانی زندگی کا دوسرا پہلو

بندارانہ زندگی:۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بصیرت افروز تعلیم سے جو قلوب منور ہوتے ہیں انمیں
ب حق کا ایک جذبہ صادقہ پیدا ہوتا ہے اسی کو وہ مقصد حیات اور حاصل زندگانی سمجھتے ہیں انکے
م اعمال اسی مرکز کے گرد گردش کرتے رہتے ہیں رضائے الہیٰ انکا نصب العین ہوتی ہے اور اسکے لیئے جو
ت وریاضت کرنا پڑے اس کو وہ راحت روح جانتے ہیں ان کی زندگی کا عرصہ کسی حالت اور
یثت سے بھی پورا ہو خواہ تخت شاہی پر حکومت کرتے کرتے موت آئے یا فقیرانہ بے سروسامانی
بز رجائے دم آخر ان کی نظر کے سامنے عقبیٰ کی کامیابی اور اخروی زندگی کی دائمی راحتوں کا منبع کو

مسرور کر دینے والا منظر ہوتا ہے موت اُنکی نظر میں دلکش اُمیدوں کے حصول کا دروازہ ہے اور دیندار آدمی مرتے وقت مطمئن ہوتا ہے کہ اُس کی زندگی کا قابل قدر نتیجہ ہے جو عنقریب اُس کو ملنے والا ہے۔ دنیا میں جو کلفتیں اور ناکامیاں پیش آئی ہوں اُنکا اس کے دل پر مطلق اثر نہیں ہوتا اور دنیا کے سر و سامان اور دولت و ثروت کا فراق اس کو رنجیدہ اور غمگین نہیں کر سکتا وہ جانتا ہے کہ [illegible] دولت میں آلودہ ہو کر اپنے خالق و مالک کو نہیں بھولا اور اُس نے عبدیت کے [illegible] ہیں کی رحمت و غفران کے وعدے اور نعیم مقیم کی بشارتیں اُس کو عالم آخرت کا [illegible] بناتی ہیں اور وہ بڑے اطمینان اور سرور کے ساتھ منزل گاہ دنیا سے [illegible] دنیا میں آتے وقت نیک و بد مقبول و مردود ایک حال میں ہوتے ہیں ان کی لوح فطرت نقوش [illegible] عمل سے سادہ ہوتی ہے اور ہر قسم کے افکار و خیالات سے دماغ خالی [illegible] میں مبتلا ہوتا جاتا ہے اُس کے دماغ پر کبر و نخوت کا تسلط ہوتا ہے [illegible] طمع بغض و حسد [illegible] امراض سے اسکا دل بیمار ہو جاتا ہے اور بدترین جذبات میں وہ گرفتار ہو کر خدا فراموشی کرتا ہے [illegible] اور چوپایوں سے زیادہ بدتر شیطانی زندگی چاہتا ہے اور جو خیالات اور جذبات اُس کے ساتھ [illegible] کے مطابق عمل کر کے دنیا کو گندہ کرتا ہے اسطرح نامرادی کے دن پورے کر کے جہان سے چل بستا [illegible] اور راحت عقبٰی سے محروم ہو جاتا ہے لیکن دیندار انسان کے سر میں بجائے کبر و غرور کے [illegible] جاگزین ہوتے ہیں رحم و کرم محسن شناسی سپاس گزاری [illegible] قناعت رضا توکل حسن اخلاق [illegible] رفیق حال ہوتے ہیں اسکا وجود پھول کیطرح اپنے ہمسایوں کو آرام پہنچاتا ہے اور کسی پر بار نہیں ہوتا۔ اُس کے اخلاق کی خوشبو سے جہان مہک جاتا ہے خدا شناسی اور ذوق عبادت اسکا سب سے پیارا محبوب ہوتا ہے اور ان ہی اوصاف کے حسب اقتضا اُس کے تمام اعمال ہوتے ہیں اگر یہ خدا شناس بندہ ریل کے فرسٹ کلاس میں نہ بیٹھے ہوائی جہاز میں نہ اڑے تخت سلطنت پر متمکن نہ ہو زمین کے کسی ایک چپہ کی ملک و سلطنت کا دعوے نہ رکھے حکومت کے مزے سے آشنا نہ ہو دنیوی سر و سامان کے لحاظ سے مفلسانہ زندگی گزارے مگر اُس کے دل میں ذوق طاعت ہو جبین پر نشان ناصیہ فرسائی ہو قدم راہ حق پر ثابت ہوں ہاتھ ظلم و جفا اور خیانت و نافرمانی کے جرائم سے پاک ہوں تو یہ سعید ہے خوش نصیب ہے کامیاب ہے بامراد ہے اس نے ترقی کی دنیا سے ایک کام آنے والا اندوختہ لے گیا اور آخرت کی دائمی راحتوں کا مژدہ اُس کو مل گیا جسطرح ایک مدرسہ میں بہت طالب علم ہوں ان میں بعضے ایسے سیخی باز اور متصنع ہوں جو

ہر وقت اپنی نمود و نمایش اور اپنے آرام و راحت کی فکروں میں رہیں اور انکا خیال یہ ہو کہ اچھا لباس پہننا اچھی غذا کھانا آرام کی جگہ بیٹھنا دل لگی اور مزاح کی باتوں میں وقت گزارنا روزانہ دونوں وقت سیر کرنا اور طرح طرح کے کھیلوں میں مشغول رہنا استادوں کی حکومت کو نہ ماننا انکے احکام کی پابندی نہ کرنا ہی کامیابی ہے اور چند دوسرے طلبہ اس خیال میں محو ہوں کہ مدرسہ عیش و راحت کیلئے نہیں ہے بلکہ آئندہ زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے محنت کرنے کی ایک جگہ ہے وہ رات دن کتابیں رٹتے رہیں نہ انھیں کھانے کی فکر ہو نہ پہننے کا خیال ہو نہ اپنی سجاوٹ بناوٹ میں وقت کا ضائع کرنا وہ گوارا کریں نہ سیر و سیاحت کو نکلیں نہ ہنسی اور دل لگی کی طرف کبھی انھیں توجہ ہو جب کھانا مل گیا کھا لیا اور جیسا لباس میسر آیا پہن لیا ان کو پہلے طلبہ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں انکے میلے کپڑے اور تھکا بدن محنت کشیدہ چہروں کی افسردگی اور قیدیوں کی طرح ایک جگہ پڑا رہنا دیکھ کر وہ ان پر طعن و طنز کرتے ہیں انکا مذاق اڑاتے ہیں انھیں ذلیل سمجھتے ہیں کم حیثیت اور بدحوصلہ جانتے ہیں احمق اور بیوقوف انکا نام رکھتے ہیں مگر یہ سب کچھ سنتے ہیں اور صبر کرتے ہیں امتحان کا وقت بتا دیگا کہ اپنے بناؤ سنگھار میں مشغول رہنے والے ناکام ہو گئے اور سربلندی کا سہرا انکے سر رہا جن کو یہ ہمیشہ ذلیل سمجھتے اور احمق جانتے تھے اسطرح اگر ایک دیندار کو مغروران دنیا نظر حقارت سے دیکھیں تو وہ دھوکے میں ہیں انھیں معلوم نہیں کہ سعادت و خوش نصیبی اسکا حصہ ہے اور دنیا پرست اس سے محروم۔

وما لهم في الاخرة

انسان کی سعادت

انسان کی سعادت یہ ہے کہ وہ دیندارانہ زندگی اختیار کرے اسی کو کامیابی اور ترقی جانے اور غافلان خدا فراموش کے دھوکے میں نہ آئے ضرورت کے لئے دنیا کے اسباب سے بھی جو تعلق ہو وہ خدا کے لئے ہو قلب غافل ہونے پائے اور دل کی لگن محبوب حقیقی سے لگی رہے۔ ایسی زندگی کو کامیاب زندگی کہتے ہیں اور اسی کی دعوت دینا ہر اس انسان کا فرض ہے جس کو انسانی شرافت سے بہرہ ہے۔

حسن نظامی اور جھٹکے کا گوشت

بے دینی کا سیلاب زور شور سے امنڈتا چلا آرہا ہے اور بہت سے دنیا پرست اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے دنیا کو مغالطہ دے رہے۔ دین میں فساد ڈالنا اور مسلمانوں میں اختلاف پیدا

کرنے کی کوشش کرنا بہت سے مدعیان رہنمائی نے اپنا شیوہ بنا لیا ہے دین کے وہ مسلمات اور ایسے
مسائل جنمیں آج تک کوئی اختلاف نہیں ہے اور تمام دنیا کے مسلمان اتفاق کے ساتھ اسپر عامل ہیں ان
انکار انکار کرنا اور کفار کے خوش کرنے کے لیے مسلمانوں کے دین میں تغیر و تبدیل کی سعی کرنا نتیجہ اس کے
کیا کہا جاسکتا ہے کہ کفار کے روپیہ کی طمع ہے اور جہاں کفار اسلام کے خلاف سخت روپیہ صرف کر رہے
کی جد و جہد میں مشغول ہیں وہاں ایک وار یہ بھی ہے کہ انھوں نے چند نام کے مسلمانوں کو دام میں
گرفتار کر لیا ہے اور طمع کے جادو نے انپر یہ اثر کر لیا ہے کہ وہ اعداء اسلام کی بولی بولنے لگے کوئی
نماز کا انکار کرتا ہے کوئی احادیث کے ماننے اور تسلیم کرنے سے گریز کرتا ہے کوئی قربانی بند
کرنے کی تحریکیں اُٹھاتا ہے غرض آئے دن اسطرح کے مفسدے پیدا ہوتے رہتے ہیں یقیناً اگر
کفار بے حجاب سامنے آتے اور اسطرح کی گفتگوئیں کرتے تو اُسکا ضرر ہرگز اسقدر نہ ہو سکتا
جتنا اُن لوگوں کی تحریکوں سے ہو سکتا ہے جو اپنے آپکو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔
مسلمانوں میں نئے نئے اختلافات کی بنیادیں ڈالنا اور اُنکے شیرازۂ اتفاق کو درہم برہم کرنیکی
تدبیریں کرنا کیسے بڑے دشمن اسلام کا کام اور کتنا بڑا جرم عظیم ہے۔ اگر ایسے مجرموں کو بھی مسلمان
دشمن دین نہ سمجھیں اور اُن سے اجتناب احتراز نہ کریں تو یہ غایت درجہ کی بدنصیبی ہے مگر دیکھا یہ جاتا ہے کہ یہ دشمنان
دین جو ملت طاہرہ کے درہم برہم کر ڈالنے کے لیئے ہر وقت مستعد رہتے ہیں اپنے آپکو اسلام کا
مبلغ ظاہر کر کے مسلمانوں کی جیبیں خالی کرتے رہتے ہیں اور مسلمان سادہ لوحی سے ان دشمنان دین
کو لاکھوں روپیہ دیکر دین برباد کرنے میں تقویت و امداد پہنچاتے ہیں مسلمانو ہوش میں آؤ خواب
غفلت تابکے۔ آنکھیں کھولو دشمنان دین کو پہچانو انکی مکاریوں کیادیوں سے باخبر رہو اپنے دین کا تحفظ کرو
غارتگران اسلام کو چندہ دیکر تقویت مت پہنچاؤ مسلمانوں کا بچہ بچہ واقف ہے کہ مشرکین کا ذبیحہ حرام ہے
دینیات کی تمام کتابوں میں اسکا ذکر ہے قرآن پاک اور احادیث میں اسکا بیان ہے تمام عالم کے مسلمانوں
کا اسپر اجماع و اتفاق ہے مگر حسن نظامی صاحب نے سکھوں کی محبت میں جھٹکے کا گوشت جائز کر لیا
اور اخبار جمہور کلکتہ میں جھٹکے کے گوشت کے متعلق جو انکا مضمون چھپا ہے اُس میں انھوں نے صاف طور
پر کہدیا کہ میں ذاتی طور پر جھٹکے کے گوشت کو حرام بھی نہیں سمجھتا اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے
کہ حسن نظامی صاحب کی ذاتی حیثیت سبیل مومنین کے خلاف اور اجماع مسلمین سے جدا ہے رہی
ذات سے تو وہ مختار ہیں اسلامی طریقہ چھوڑیں اور مسلمانوں کے خلاف راہ و روش اختیار کریں تو

آج دنیا میں انھیں کون روک سکتا ہے اور خدا کے یہاں جو اس کی جزا ہے وہ خود انھیں بھگتنا پڑے گی لیکن اسکا انھیں کیا حق ہے کہ وہ مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالیں اور انھیں تحریک کریں کہ تم جھٹکے کے گوشت سے نفرت نہ کرو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ حرام چیز سے نفرت کرے اور نفرت ہی اجتناب کا ذریعہ ہے جس چیز سے نفرت باقی نہیں رہتی اُس سے آدمی اجتناب بھی نہیں کرتا حسن نظامی صاحب کی دلیل یہ ہے کہ سکھ لوگ جھٹکے سے جانور کو مارتے وقت اللہ کا نام لیتے ہیں اس لئے جھٹکے کا گوشت جائز ہے کیا حسن نظامی صاحب اس سے بے خبر ہیں کہ مشرکین کا تسمیہ (خدا کا نام لینا) معتبر نہیں قرآن پاک میں الا ما ذکیتم فرمانا اس کی دلیل ہے اور اہل شرک کے ذبیحوں کی حرمت میں متعدد حدیثیں وارد ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کما لا ینفع الاسم الشرک لا یضر النسیان فی الاسلام یعنی جیسا مشرک کا تسمیہ (خدا کا نام لینا) بیکار ہے اسی طرح مسلمان کا بھول جانا غیر مضر ہے درحقیقت اعتبار اصل حال کا ہے جب دل تاریک ہے اور شرک کی گندگی سے آلودہ تو زبان سے اللہ کا نام لینا کیا قابل اعتبار۔ دوسری حدیث میں انھیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے اذا ذبح المجوسی وذکر اسم اللہ تعالےٰ فلا تطعم جب مجوسی ذبح کرے اور خدا کا نام بھی ذکر کرے تو اس ذبیحہ کو نہ کھاؤ اور مشرک خدا کا نام ہی کیا ذکر کریگا وہ خدا کو جانتا ہی کب ہے سبحان اللہ عما یصفون حسن نظامی صاحب کو یہ اقرار ہے کہ سکھ اذان سے برہم ہوتے اور چڑ جاتے ہیں تو جس شخص کو خدا کا نام پیارا ہوگا وہ کسطرح اذان سے چڑ جائیگا۔ اذان میں خدا ہی کا نام لیا جاتا ہے اس کی توحید و کبریائی کا اعلان کیا جاتا ہے حسن نظامی صاحب کا یہ خیال خام ہے کہ سکھ خدا کے نام پر ذبح کرتے ہیں قرآن پاک اسکا رد کرتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے اذا ذکر اللہ وحدہ اشمازت قلوب الذین لا یومنون بالاخرۃ اس سے ظاہر ہے کہ اللہ وحدہٗ کا ذکر مشرکین کو نہایت ناگوار ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اذان سے چڑتے ہیں مگر حسن نظامی صاحب کو قرآن پاک کی ہدایات کا کیا لحاظ مسلمانوں کے حرام میں مبتلا ہونیکا کیا اندیشہ انھیں سکھوں کی خوشامد اور رضاجوئی منظور ہے مسلمان ایسے شخص سے اجتناب کریں اور اس کی تحریروں کو دیکھنے سے پرہیز کریں حسن نظامی صاحب کی یہ پہلی ہی جرأت نہیں ہے آپ ہمیشہ ایسے ہی کام انجام دیتے رہتے ہیں کبھی ترک گاؤکشی کے نام سے رسالہ لکھتے ہیں کبھی مسجد میں جوتے پہنکر آنے کی تحریک کرتے ہیں کبھی ڈھیلے سے استنجا کرنے کی مخالفت پر قلم اٹھاتے ہیں اور ایسے ہی حرکات کرتے رہتے ہیں اسپر بھی آپکو اسلام کا مبلغ بھی مشہور کرتے ہیں واللہ یھدی من یشاء

عبادت

گزشتہ اشاعت میں نگار باطل نگار کے مغالطات کا پردہ فاش کیا گیا تھا اور نماز کے انکار میں جو لچر اور لایعنی گفتگو اُس نے کی ہے اُس کے بطلان کو واضح کر دیا گیا تھا اس مرتبہ عبادت کا جو مفہوم اُنہوں نے تجویز کیا ہے اُسپر ایک منصفانہ نظر ڈالکر بتا دینا ہے کہ نیاز کے پراگندہ خیالات ایک ماؤف الدماغ بڑھیا یا فیونی کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے آپ نے عبادت کی نسبت لکھا ہے۔

اِن تمام الفاظ (عبادت صلوٰۃ رکوع سجود) کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے اوپر کیف عبودیت پیدا کرے اور عبودیت نام ہے قوانین فطرت رموز قدرت اور سنن الٰہیہ پر کاربند ہونیکا اور اُس قوت بے ہمتا کے برکات و نعایم پر شکر ادا کرتے ہوئے اُن سے فائدہ اُٹھانے کا صلوٰۃ کو تسبیح و تہلیل کہنا اسی بنا پر ہے اور رکوع و سجود کو عبادت ہی کے لئے پیدا کرنیکا یہی منشا ہے ورنہ صرف خدا کے نام کو اُنگلیوں پر شمار کرتے رہنا محض جھک جانا یا سجدہ میں گر پڑنا بالکل فعل عبث ہے اور اس سے کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہوتا۔

ملاحظہ کیجئے یہ کیسی مہمل اور لایعنی عبارت ہے جسکا مفہوم خود قائل کے ذہن میں بھی متعین نہیں معلوم ہوتا ہے کہ چند الفاظ کہیں گوش زد ہو گئے ہیں اور اُن کے معنی معلوم کئے بغیر اُنکو ایک سلسلہ کلام میں ٹھونس دیا گیا ہے عبادت کے یہ معنی بتانا کہ اپنے اوپر کیف عبودیت پیدا کیا جائے اور پھر یہ کہنا کہ خدا کا نام اُنگلیوں پر شمار کرتے رہنا محض جھک جانا سجدہ میں گر پڑنا بالکل فعل عبث ہے جس شخص کے ذہن میں کیف عبودیت کی صورت حاصل ہو وہ رکوع سجدہ اور ذکر کو کسطرح کہہ سکتا ہے کیف عبودیت کے معنی نیاز صاحب نے یہ لکھے ہیں کہ "وہ نام ہے قوانین فطرت رموز قدرت اور سنن الٰہیہ پر کاربند ہونیکا اور اُس قوت بے ہمتا کے برکات و نعایم پر شکر کرتے ہوئے اُن سے فائدہ اُٹھانے کا" اوّل تو حضرت رب العزت عزوعلا تبارک و تعالےٰ کی ذات کو قوت سے تعبیر کرنا نیاز صاحب کے علم و لیاقت کی ایک سند ہے۔ اس سے قطع نظر کیجئے اور اصل مقصد کو لیجئے تو قوانین قدرت رموز فطرت اور سنن الٰہیہ سے اُن کی کیا مراد ہے یہی کہ قدرت نے پاؤں میں چلنے ہاتھ میں پکڑنے مارنے آنکھ میں دیکھنے زبان میں چکھنے مزہ لینے دانتوں میں چبانے حلق میں نگل جانے کی لیاقت رکھی ہے اسی طرح اور اعضا میں ان کے کاموں کی تو آپ کے نزدیک قوانین فطرت اور رموز قدرت کا اقتضا یہ ہے کہ پاؤں چلے کوئی راہ ہو کچھ قید نہیں کیونکہ وہ چلنے ہی کے لئے بنایا گیا ہے۔

ہاتھ پایا ہے اور مارنے اور نفس کے حرص و غضب کا آلہ بنا رہے اس لیئے کہ وہ لینے اور مارنے ہی کے لیئے بنایا گیا ہے لہٰذا بغیر کسی ضابطہ کے وہ اس عمل میں مصروف رہے۔ کسی کا مال ہو حرام ہو یا حلال ہو لینے سے مطلب اور کوئی شخص ہو اُسے واجب و ناواجب ہر طرح مار دینے سے کام یعنی انسان تہذیب و شائستگی کے احاطہ سے قدم باہر نکالکر رہزن و قزاق بنجائے تو آپ کے نزدیک وہ قوانین فطرت و رموز قدرت پر کاربند ہوا۔ دانت چابنے اور زبان چکھنے کے لیئے ہے جو چیز سامنے آئے اُس کو کھا جائے نگل جائے جائز و ناجائز کا خطرہ دل میں نہ لائے اب اس میں سور کا گوشت ہو یا گردن مروڑی مُرغی یا غیر مذبوح مُردار جانور یا گندی ناپاک چیزیں یا شراب کچھ بھی ہو جو چابنے اور نگلنے کے لائق ہو نیاز صاحب کے نزدیک حصول عبادات پر عامل ہونے کے لیئے بے امتیاز ایسی چیزوں کو کھانا اور پینا اور شکر گزاری کرنا اتنا ہی نہیں کہ جائز ہو بلکہ عبادت ہے اور عبادت اسی میں منحصر ہے اسی طرح جو اعضا قوائے شہوانیہ کے حامل بنائے گئے ہیں اُن کو عمل میں لانا اور مباح و ممنوع کا امتیاز نہ کرنا یہ نیاز صاحب کے طبعزاد فلسفہ کے بنا پر عبادت ہے مطلب یہ ہے کہ انسان انسانیت کی منزلوں سے پیچھے ہٹ کر بہیمیت بلکہ شیطنت کے مقام میں پہنچ جائے اور حرص و ہوا میں ایام گزاری کرے عالم سے تہذیب شائستگی دینداری تقوی دیانت کا خاتمہ ہو جائے جس انداز پر نیاز صاحب کلام کر رہے ہیں یہی طرز سخن اختیار کیا جائے تو ناممکن ہے زنا جیسے قبیح فعل کی حرمت ثابت ہو سکے بلکہ زنا بھی شکر گزاری کے ساتھ کیا جائے تو آپ کے اصول پر وہ عبادت ثابت ہوگا کیونکہ وہ فعل خلاف فطرت نہیں ہے۔ اب رہی یہ بات کہ قرآن کریم میں اس سے نہی وارد ہوئی ہے تو جو شخص صلوٰۃ کے معنیٰ سے انکار کر سکتا ہے اُس کو زنا کے معنی سے انکار کرنا کیا دشوار ہے جسطرح اُس نے صلوٰۃ کے ایک معنی اپنے دل سے گھڑ لیئے اسطرح زنا کے لیئے بھی وہ ایک نئے معنی تجویز کر سکتا ہے۔ دین کا تو نیاز کو کیا الزام دیا جائے اسکا تو شائبہ بھی انہوں نے اپنے پاس نہیں رہنے دیا مگر انسانیت کو بھی ذبح کر ڈالا ہے مجھے معلوم نہیں کہ دُنیا میں ان سے پہلے بھی اس دماغ کا کوئی شخص پیدا ہوا ہو جسنے عبادت کے ایسے باطل معنی بتائے ہوں اور جو ایسے قبائح کو جائز رکھنا سنن الٰہیہ کی پابندی خیال کرتا ہو اس شخص کی نظر حرص و ہوا کے احاطہ سے باہر نہیں پڑی اور وہ انسان کی زندگانی کا بہترین مقصد صرف اتنا سمجھتا ہے کہ دُنیا میں چند روز کے لیئے عیش کر لیا جائے چنانچہ آپ نے لکھا بھی ہے:-

ایک بے رحم قزاق جو قافلے کے قافلے تباہ و برباد کر کے متعدد بے گناہ جانوں کے خون سے اپنے ہاتھ کو

پوری کرکے فارغ ہوتا ہے کہ دفعتہً مغرب کی اذان ہوتی ہے وہ فوراً اپنے ہاتھ اور دامن سے خون کے دھبے دور کرکے نماز میں مشغول ہو جاتا ہے۔ دوسرا شخص جو تمام دن دھوپ میں محنت شاقہ برداشت کرکے اپنے متعلقین کے لئے حلال روزی فراہم کرتا ہے۔ گاؤں کے بچوں بوڑھوں یتیموں بیواؤں کی خدمت کے لئے اپنی محنت و دولت زندگی سب کچھ وقف کئے ہوئے ہے لیکن شام کو وہ نماز پڑھنے کی بجائے ناقوس پھونکتا اور مسجد میں جانے کی بجائے وہ مندر کا رخ کرتا ہے۔ اب ایک مسلمان مولوی سے ایک متعصب غیر اسلام سے دریافت کیجئے وہ نہایت آزادی سے بلا پس و پیش کہدیگا کہ بہر حال اس قزاق کو نجات ملنی چاہئے کیونکہ وہ مسلمان ہے اور اس دوسرے کو آخر کار دوزخ میں جانا ہے کیونکہ اس نے بت پرستی کی اور اسلام کو قبول نہیں کیا۔ پھر اگر اسلام نام اسی وسعت نظر و انصاف کا ہے اگرچہ اسے مستقیم اسی کو کہتے ہیں اگر وامر بالقسط کا یہی مفہوم ہے اگر دین محمدی کا یہی مدعا ہے تو میں مشورہ دونگا کہ آپ بھی بہت ساتھ کافر ہو جائیے کیونکہ پھر تو خدا کفر ہی میں تلاش کرنے سے ملے گا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

کفر کا تو نیاز نے خود اقرار کر لیا اور کلمات ایسے گستاخانہ کہے کہ سمجھدار کافر بھی اس انداز پر لب کشائی گوارا نہ کرتا۔ اس سے اس شخص کے ضمیر کا پتہ چلتا ہے اور دریافت ہوتا ہے کہ اس کا منتہائے نظر خورد و نوش اور جمع مال تک محدود ہے وہ خدا پرستی کی کوئی قدر و قیمت نہیں جانتا اور ایک آدمی کا اپنے کنبہ کے لئے سامان غذا بہم پہنچا لینا ذریعہ نجات قرار دیتا ہے اور ایسا ذریعہ نجات کہ اس کے باوجود خداوند عالم کی عظمت کا انکار اور بت پرستی کی لعنت بھی اس کے نزدیک کوئی جرم نہیں رہتی۔ اسلام کے عدل و انصاف کا فیصلہ یہ ہے کہ قاتل کو اس کے قتل کی سزا ملے گی دنیا میں حکومت اسلام جان کا بدلہ جان قرار دیتی ہے **النفس بالنفس** اور آخرت میں قاتل کے لئے سخت تر عذاب ہے مگر قاتل کا یہ جرم خدا پرستی کی نیکی کو برباد نہیں کر سکتا اس لئے ایک عالم دین کا ضرور یہ فتویٰ ہوگا کہ قاتل اپنے کردار کی پاداش پاکر اپنے جرم کا سخت ترین عذاب برداشت کرنے کے بعد اپنی نیکی کا صلہ بھی پائیگا کس قدر ظلم ہے کہ انسان کا خون تو جرم سمجھا جائے اور اس کے ساتھ بے رحمی انتہا درجہ کا گناہ مانا جائے لیکن خالق عالم کی تکذیب اور اس کا انکار اس سے بغاوت اور اس سے سرکشی قابل گرفت بھی نہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے نزدیک زندگانی کا مقصد سوائے آسائش دنیا کے اور کچھ نہیں وہ خدا اور اس کی عظمت و فرمانبرداری کی کوئی ادنیٰ قدر بھی نہیں کرتا اس لئے اس شخص کے عرف و محاورہ میں قوانین فطرت و رموز قدرت اور سنن الٰہیہ کے معنی وہی ہو سکتے ہیں جو ہم نے بیان کئے اور اس کا مقصد اس حد سے

تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس صورت میں تکیف عبدیت کے معنی نیاز کے مذاق پر یہی ہونگے کہ انسان ہوسپرستیوں اور شہوت رانیوں میں مستغرق رہے اور اُس کی زندگی کا ہر ایک لمحہ بہیمی اور شہوانی حرکات میں گزرے اس خیال کا انسان انسانوں کی صف میں جگہ پانیکا مستحق نہیں ہے۔ تکیف عبدیت کے لفظ سے اُس نے نہایت فاسد معنی ارادہ کیئے جنکا تحمل وہ لفظ کسی طرح نہیں کرتا اور وہی معنی ذہن میں ملحوظ رکھکر ذکر رکوع اور سجدہ کو اُس نے عبث بتایا کیونکہ اس سے کوئی لذت شہوانی حاصل نہیں ہوتی اور اُس کے خیال میں مقصود زندگی یہی ہے اور جن افعال سے وہ پورا نہو وہ اُس کی رائے میں عبث ہیں افسوس کیسے بُرے معنی کو کتنے عمدہ لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ تکیف عبدیت بندہ پر ظاہر ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ بندہ ہونے کے آثار اُس کے افعال و حرکات سے اُس کے اوضاع و اطوار سے ظاہر ہوں اور خداشناسی و خداپرستی کا جذبۂ صادقہ جو دل میں ہے جوارح اُس کے شاہد نظر آئیں یہ بات ایک انسان کو شریعت کی پابندی سے حاصل ہوتی ہے۔ ایک دہقان وقت آنے پر اپنا کام چھوڑ دیتا ہے اور عبادت کے وقت یکسوئی کے ساتھ شان ادب سے بارگاہ الٰہی میں عرض نیاز کے لئے متوجہ ہو جاتا ہے اُس کے اوضاع بتاتے ہیں کہ وہ ایک ایسی عظیم الشان ہستی کے آداب عظمت بجالانے کے لئے کھڑا ہوا ہے جس کے حضور پہنچکر وہ تمام دُنیا و مافیہا سے بے تعلق ہو جاتا ہے اور دُنیا کی کوئی طاقت کوئی قوت کوئی زور کوئی حُسن کوئی جمال اُس کو ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتا اُسکے قلب میں اپنے معبود کی یہ عظمت ہے کہ کبھی وہ اُس کے حضور جھک جاتا ہے کبھی پیشانی خاک پر رکھدیتا ہے زبان سے اُس کی عظمت و ثنا بیان کرتا ہے دل اُس کی یاد اور اُس کے عشق و محبت سے معمور ہوتا ہے نام کا نیاز اگرچہ اس حقیقت کے سمجھنے سے قاصر ہو اور اُس کے لئے یہ فلسفہ کا دقیق مسئلہ ہو مگر خداشناس دہقانی بھی وجدانی طور پر اس لذت سے باخبر ہے اور ایک وقت کی نماز ادا کرنے کے بعد دوسرا وقت آنے تک اُس کے قلب کو انشراح رہتا ہے اور اسکا دل عبادت کے مزے لیا کرتا ہے دنیوی معاملات میں نماز اُس کو برائیوں سے روکتی ہے۔ نیاز کی وہ فرضی مثال کہ ایک قزاق قتل و غارت کرکے وقت پر نماز پڑھتا ہے نہایت مستبعد ہے۔ نمازی آدمی بفضل الٰہی ایسے افعال میں بہت کم آلودہ ہوتے ہیں اور اگر نماز کا وقت آنے پر اس کو اپنے گذشتہ افعال پر ندامت ہوئی اور اُس کے نفس نے اپنی خطا کا اعتراف کیا تو یہ بھی نماز کی ایک عظیم الشان برکت ہے۔ اب یہاں اختصار کے ساتھ یہ بھی بتا دیا جائے کہ افعال ظاہرہ کا نفس کے ساتھ کیا علاقہ ہے اور قلب پر کیا اثر پڑتا ہے اس سے واضح تر ہو جائے گا کہ نیاز کا یہ قول کہ ذکر اور رکوع و سجدہ

بحث ہیں رموز فطرت و اصول قدرت سے ناواقفی پر مبنی ہے۔
نفس اور بدن میں نہایت قوی تعلق ہے اسی کو حیات سے تعبیر کرتے ہیں اسی کا اثر ہے کہ اعضا نفس کے
ارادہ پر حرکت میں آجاتے ہیں اور اس کے حسب منشا مصروف عمل رہتے ہیں تمام جوارح ایک سلطنت کے
عمال کیطرح نفس کی حکومت تسلیم کر کے اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں مستعد و سرگرم رہتے ہیں
جسطرح رعایا کو بادشاہ کی اطاعت ناگزیر ہوتی ہے اسی طرح بادشاہ بھی رعایا کے جذبات سے متاثر
ہوتا ہے اور ان کی رعایت اس کے لیئے ضروری ہوتی ہے ایسے ہی نفس بھی اعضا کے افعال سے متاثر ہوتا
ہے اور جو افعال اعضا سے سرزد ہوتے رہتے ہیں انکا ایک نقش نفس میں حاصل ہوتا ہے اسی کو ثمرات
اعتیاد کہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ابتدا میں ایک انسان بری صحبتوں کی تاثیر اور بدکرداروں کے اغوا سے یا مجبوری
سے چوری جیسے عیب کا مرتکب ہوتا ہے اس حالت میں نفس اس فعل کو پسند نہیں کرتا بلکہ اسپر ملامت کرتا ہے
اور وقوع کے بعد منفعل ہوتا ہے لیکن چند مرتبہ ایسا فعل واقع ہونے کے بعد نفس میں خود چوری کا داعیہ
پیدا ہوجاتا ہے اسی طرح جملہ حرکات شنیعہ و افعال رذیلہ جو اعضا سے صادر ہوتے ہیں ان سے نفس خوگر
ہوجاتا ہے اور اسکا ذوق فاسد ہوجاتا ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ پہاڑی اور خانہ بدوش انسان وحشیانہ زندگی
کے خوگر ہو گئے اور انکو مہذب اور شائستہ طریق زندگانی ایک عذاب معلوم ہوتا ہے انکو
رہنے کے لیئے مکان پہننے کے لیئے کپڑے کھانے کے لیئے معقول غذا دیجاتی ہے تو جیسے انکو قید گراں
کی طرح تکلیف دہ معلوم ہوتی ہیں اور وہ ان نعمتوں کو مصیبت سمجھ کر بھاگتے ہیں تو اب ثابت ہوگیا کہ اعضا
جوارح کے افعال نفس پر گہرا اثر کرتے ہیں اور اس کے ملکات و اوصاف پر انکا زبردست اثر پڑتا ہے
جسطرح برے افعال سے نفس میں ذمائم صفات کا دخل ہوتا ہے ایسے ہی اچھے افعال سے محامد و محاسن
کا حصول اور ذوق صحیح کا پیدا ہونا یقینی ہے۔ اب ذکر و رکوع و سجدہ کو دیکھیے محبت کا نشان ہے کہ محب
کی زبان پر محبوب کا ذکر جمیل خوب ترین اوصاف کے ساتھ بکثرت آیا کرے اور اس کو اس ذکر سے راحت
و لذت حاصل ہو۔ علی ہذا جس کے ذکر کی کثرت کیجائے گی اور حمد و ستائش کے ساتھ اسکا ورد رکھا جائیگا
ضرور اس کی محبت نفس میں راسخ ہوگی اور اس کی طرف میلان و شیفتگی پیدا ہوگی بندے کے لیئے یہ کمال
سعادت ہے کہ اسکا نفس حضرت قادر ذوالجلال جل مجدہٗ کی محبت میں وارفتہ ہو اور اس کی توجہ کا مرکز حق تعالیٰ
کی ذات و صفات ہو اور وہ اس کے ذکر میں لذت پائے اور اس کی یاد میں مصروف مشغول رہے اسی کو
تکیف عبدیت کہتے ہیں کہ عبدیت کا کیف بندہ کے افعال میں ظاہر و نمایاں معلوم ہو ذاکر زبان رابطہ نیاز کی

تا ہے اور رکوع وسجود صدق عقیدت و نیازمندی کا ترجمان۔ جو سر کسی کی طرف نہ جھکے اُس کی راہ میں
جھکے اور جو گردن کسی کے لیئے خم نہ ہو اس کی بارگاہ میں جبین سائی کرے تو بندہ کا یہ حال اُس عظمت خداوندی
اظہار ہے جو اُس کے نفس میں مرکوز ہو چکی ہے تحیت عبدیت کا منظر تو فقط اسلامی زندگی اور اسلامی عبادات
نظر آتا ہے جو اسکو عبث کہتا ہے وہ عبدیت و کیف عبدیت دونوں سے بے خبر ہے اس لئے بدنصیب
کہ یہ الفاظ نہیں اُس کے گوش زد ہو گئے ہیں اور انکے معانی کے تصور سے بھی اُسکا ذہن آشنا نہیں وہ دقت
نقت سے وہ مراحل دور ہے اور اُس کی نظر بقدر سطحی ہے کہ وہ خور و نوش اور بچوں کے کھلانے پلانے میں
ادت کے معنی کو منحصر سمجھتا ہے اُس کو اتنا ہوش نہیں آتا کہ یہ باتیں ہمیں زندگی کے اعراض عامہ میں سے ہیں
سان کی شرافت میں انکو ذکر کرنا جہالت کے اسفل السافلین میں پہنچتا ہے رکوع سجدہ جس پر اعتراض کیا جا
رہا ہے نمازی کی وارفتگی اور صدق و اخلاص کے نقشے دیکھ کر کفار میں حق پرستی کے جذبے پیدا ہو جاتے
ہیں اور اسی ذوق میں وہ اپنے آبائی دین کو ٹھوکر مار کر اسلام کے حلقہ بگوش بن جاتے ہیں نیاز نے کہا ہے
اس طریق عمل سے آپ دوسروں کو اپنی طرف جذب نہیں کر سکتے یہ نہایت ہی کوری و نابینائی ہے
ن کو یہ نظر نہ آیا کہ اس مقدس طریق زندگانی نے کروروں بندگان خدا کو جذب کر کے فرمانبردار
اسلام بنا دیا کفار بت خانے و کلیسا توڑ توڑ کر اسلام کے قدموں میں آئے اور باطل پرستی کے معبد مٹا
انہوں نے حق پرستی کے معابد تعمیر کیئے اور آج روزانہ ہزارہا باطل پرست حریم اسلام میں داخل
ہوتے چلے جا رہے ہیں کفار نے اپنی تمام طاقتیں اسلام کے مقابل صرف کر دی ہیں مگر اسلام کے
شیدائی انکے روکے نہیں رکتے اور پروانہ وار اسلام کی دلنواز روشنی پر فدا ہو جاتے ہیں کونسا ملک
ہے کونسا خطہ زمین ہے جہاں اسلام کی کشش کا زبردست ہاتھ نہ پہنچا ہو اور کفرستانوں کے ایوان
زلزلہ سے تھرتھرا نہ رہے ہوں۔ ہندوستان کے کفار اپنے تحفظ کے لیئے کسقدر مضطرب ہیں
شدھی اور سنگھٹن کی تحریکیں اور اُنپر کروروں روپیہ صرف کر ڈالنے کے علاوہ ہر طرح کے دباؤ اثر
ور قانونی حربوں سے کام لیا جاتا ہے مگر ان کی جماعت اُنکے قبضے سے باہر ہے اور اسلام کی کشش اُنکے بہترین
افراد کو مسجد میں حاضر کر کے واحد لا شریک لہ کا ساجد بنا دیتی ہے اُنکے مبلغین کے پہلوؤں میں سے لا الٰہ
الا اللہ کی صدائیں بلند کرنے والے اُٹھتے ہیں اور مسجدوں میں جا کر سربسجود ہو جاتے ہیں شدھی کے حامیوں
نے اسلام کی سرعت رفتار کی جو رپورٹیں شائع کی ہیں اُن سے اندازہ ہوتا ہے کہ قریب ترین عرصہ میں
ہندوستان کے تمام باشندے اسلام کے فرمانبردار نظر آئیں گے انشاء اللہ تعالےٰ۔

اشد العقاب
علیٰ
کشف الحجاب

وہابیہ نجدیہ دیوبندیہ نے جیسی کچھ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہینیں کیں اُن سے کوئی واقف نہیں عیاں راچہ بیاں اُن کی کتب مذہب کلمات کفریہ سے پُر ہیں۔ علمائے کرام اہلسنت نے ایک دو دفعہ نہیں بلکہ سیکڑوں دفعہ وہابیوں کی کفریہ عبارتوں کو طشت از بام کیا اور ہر منصف صاحب عقل کو یہی کہتے بن پڑا کہ ان عبارات ملعونہ کے معتقدین دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

اس قدر ایک رسالہ کشف الحجاب جس کو اراکین انجمن حنفیہ کانپور نے شائع کیا ہے ہمارے پیش نظر ہے جس میں [illegible] سوال اور اُن کے جوابات درج ہیں ان جوابات میں نانوتوی صاحب گنگوہی صاحب انبیٹھی صاحب تھانوی صاحب اور دہلوی صاحب کو اقوال کفریہ سے مبرا و پاک ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی گئی ہے۔ مگر لطف یہ ہے کہ مجیب صاحب نے اُن اقوال کفریہ کو نقل نہیں کیا جن پر علمائے کرام حرمین شریفین نے فتوے کفر صادر فرمایا ہے ناظرین اسی سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

مجیب صاحب نے جواب لکھتے وقت یہ غور نہ کیا کہ میرے جوابات کو صرف میرے ہمخیال ہی نہ پڑھیں گے جو بے چون و چرا آمنا و صدقنا کے نعرے لگانے لگیں گے بلکہ یہ جوابات سُنیوں کی نظر سے بھی گزریں گے اور وہ فوراً کفریہ عبارتوں کو پھر طشت از بام کریں گے پس جوابات میں محض اُن عبارتوں کے نقل کر دینے سے کیا نتیجہ جو ان صاحبان نے عوام الناس پر اپنا اثر قایم رکھنے کے لیے کہیں کہیں لکھدیا ہے علاوہ اسکے اپنے باطل مذہب کو مثل رافضیوں کے چھپانا وہابیہ نجدیہ کا شعار ہے چنانچہ فقہ کی معتبر کتاب رد المحتار جلد ۳ ص ۳۰۹ میں ہے کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتی کسر الله تعالی شوکتهم وخرب بلادهم وظفر بهم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف۔

یعنی جیسا ہمارے زمانہ میں پیروان عبدالوہاب میں واقع ہوا جنہوں نے نجد سے خروج کر کے حرمین طیبین پر تغلب کیا وہ لوگ خلاف واقع اپنے آپ کو حنبلی کہتے تھے لیکن درصل اُنکا اعتقاد یہ تھا کہ مسلمان صرف

جانتے ہیں اور جو انکے اعتقاد کے مخالف ہیں وہ سب مشرک ہیں اسی وجہ سے انہوں نے اہل سنت اور انکے علما کے قتل کو مباح کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کی شوکت توڑ دی اور انکے شہروں کو ویران کیا اور ۱۲۳۳ھ میں اسلامی لشکروں کو اُن پر فتح دی۔

دیکھو صاحب رد المحتار کیسا صاف صاف فرما رہے ہیں کہ پیروان محمد بن عبدالوہاب اپنے آپ کو خلاف واقع حنبلی کہتے تھے یعنی وہ حنبلی نہ تھے لوگوں کو بہکانے کی غرض سے اپنے باطل مذہب کو چھپاتے تھے اسی سنت محمد بن عبدالوہاب نجدی کا اتباع کرتے ہوئے وہ عبارتیں جن کو مجیب نے نقل کیا ہے ان صاحبان نے تحریر کی ہیں اور یہ ہمارے کیا مضر ہیں۔ اسی محمد بن عبدالوہاب نجدی نے کتاب التوحید تصنیف کی تھی جس میں اُس نے تمام عالم کے مسلمانوں کو کافر و مشرک بتایا اور انکا قتل مباح ٹھہرایا۔ تیرھویں صدی ہجری میں نجدیوں نے مسلمانوں پر وہ وہ ظلم و ستم ڈھائے کہ الامان الامان۔ اور اب ہمارے زمانہ میں پیروان محمد بن عبدالوہاب نے جو جو ستم حرمین شریفین میں ڈھائے ہیں اُن سے کون واقف نہیں مکہ معظمہ مدینہ منورہ اور طائف شریف کی پاک زمینیں نجدیوں کے ظلم و ستم کی وجہ سے مسلمانوں کے خون ناحق سے رنگین پڑی ہیں۔ طائف شریف میں مردوں۔ عورتوں۔ بچوں کو بلا تمیز جو سامنے آیا اسے تہ تیغ کیا اُنکے گھروں کو لوٹا جسم سے کپڑے اُتار لیئے وہ عورتیں جنکا ناخن تک بھی کسی غیر محرم نے نہ دیکھا تھا صرف زانو سے کمر تک رومال لپیٹے ہوئے تمام بدن ننگا کر کے طائف سے نکالی گئیں۔ مآثر و مساجد و مقابر کو ڈھایا اور اُن کی بے حرمتی میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا باوجود ان تمام ظالمانہ حرکات کے ابن سعود کو دیوبند سے تہنیت و مبارک بادی کے تار گئے جو اس امر کا بین ثبوت ہے کہ یہ سب کے سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں

کون نہیں جانتا کہ اسی کتاب التوحید کا ترجمہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے کیا اور تقویۃ الایمان نام رکھ کر تمام ہندوستان میں پھیلایا گنگوہی صاحب نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے اعتقادات کی تعریف و توصیف کی حالانکہ علمائے مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ و دیگر بلاد اسلامیہ نے اُس کی تکفیر کی۔ اور تکفیر کیوں نہ کی جاتی مخبر صادق عالم ماکان و مایکون حضور پُرنور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس قرن الشیطان کی پہلے ہی سے خبر دیدی تھی۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور پُرنور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی اللھم بارک لنا فی شامنا و یمننا یارب ہمارے لیئے ہمارے شام و یمن میں برکت فرما۔ قالوا و فی نجدنا لوگوں نے عرض کیا کہ حضور ہمارے ملک نجد کے لیئے دُعا فرمایئے حضور نے پھر شام و یمن کے لیئے دُعا فرمائی نجد کیلئے

دعا نہ فرمائی تو دوبارہ پھر نجد کے لئے حضور سے درخواست کی گئی۔ آخر حضور نے دعا نہ فرمائی بلکہ یہ فرمایا هناك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان کہ ملک نجد میں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور اس سے شیطانی امت نکلے گی جس کا مصداق ہے محمد بن عبد الوہاب ظاہر ا۔ مقام غور ہے کہ ایسے خلیفۃ الشیطان کے متعلق گنگوہی صاحب نیک حسن خیال ظاہر فرمائیں اور اس کی تعریف و توصیف کے ترانے گائیں اور پھر یہ سنی حنفی کہلائیں العجب ثم العجب۔ سچ تو یہ ہے جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے کہ یہ سب کے سب پیرو ان محمد بن عبد الوہاب ہیں اگر کسی کو شک ہو تو مجیب صاحب ہی پوچھ دیکھیں کہ دیوبندیوں کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں کیا بمصداق حدیث شریف محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اس کی اتباع کو شیطانی امت کہنے کو تیار ہیں اگر ہاں تو گنگوہی صاحب کا قرن الشیطان کی تعریف و توصیف اس کے مذہب کے اعتبار سے کرنا مجیب صاحب کے نزدیک گنگوہی صاحب کو بھی شیطانی امت میں داخل کردیگا اور اگر نہیں تو از روئے فتوئے علمائے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و دیگر بلاد اسلامیہ اور بمصداق حدیث شریف اس شیطانی امت اور گنگوہی صاحب تو مجیب صاحب کی نسبت جو کچھ حکم شرعی ہے وہ ظاہر ہے۔

اب ہم اُن اقوال کفریہ کو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جنکی بنا پر علمائے حرمین شریفین نے فتاوے حسام الحرمین میں گنگوہی صاحب۔ نانوتوی صاحب۔ تھانوی صاحب اور انبیٹھی صاحب کو ایسا کافر فرمایا کہ جو اُنکے اعتقادات پر مطلع ہوکر اُنکے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر من شك فى كفره وعذابه فقد كفر وهو هذا.

(۱) بیشک نانوتوی صاحب نے صریح ختم نبوت کا انکار کیا ہے دیکھو تحذیر الناس صفحہ ۱۴ بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپکا خاتم ہونا بدستور قائم رہتا ہے۔ پھر اسی تحذیر الناس کے صفحہ ۳۳ پر کہا۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ اور پھر کہا کہ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں مسلمانو! ایمان لگتی کہنا کیسا صریح ختم نبوت کا انکار ہے جس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں نانوتوی صاحب نے ان کفریہ عبارتوں میں ختم نبوت سے انکار ہی نہیں کیا بلکہ حضور پر نور کو سب سے آخر نبی ماننا عوام کا خیال بتایا والعیاذ باللہ تعالے۔ مجیب صاحب کے نزدیک نہ معلوم

منکر نبوت کے سپنک ہوتے ہیں جواب کشف الحجاب میں لکھا ہے کہ کسی تصنیف میں ختم زمانے کا انکار نہیں کیا حضرت موصوف کے نزدیک ختم نبوت زمانہ منجملہ ضروریات دین اور اُسکا منکر کافر ہے۔

مجیب صاحب کا یہ لکھنا کہ اعلیٰحضرت عظیم البرکۃ امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معاذ اللہ تحذیر الناس کی عبارتوں میں قطع برید کی ہے محض افترا ہے ہم نے عبارتیں مع حوالہ صفحہ نقل کر دیں ہر وہ شخص جس کے دو آنکھیں ہیں تحذیر الناس میں پڑھ کر دیکھ لے گا کہ یہ عبارات کفریہ ہو بہو تحذیر الناس میں موجود ہیں۔ قطع و برید کا اتہام سخت شنیع افترا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

(۲) بیشک گنگوہی صاحب کے نزدیک خدا سے وقوع کذب ہو۔ ملاحظہ ہو گنگوہی صاحب کا فتوے۔

مستفتی کیا فرماتے ہیں ... مسئلہ میں کہ ... تیسرے سے کہا میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کذب کا قائل نہیں ہوں ... ایسے قائل مسلمان ہیں یا کافر بدعتی خیال ہیں یا اہل سنت وجماعت باوجود قبول کرنے کے وقوع کذب باری تعالیٰ کو۔ الجواب اس کو کافر کہنا یا بدعتی وضال کہنا نہ چاہیئے وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے (۲) ثالث کو کوئی سخت کلمہ کہنا نہ چاہیئے دیکھو حنفی شافعی پر طعن نہیں کر سکتا۔ ایسے ثالث کو تضلیل وتفسیق سے مامون کرنا چاہیئے۔ فقط واللہ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد (مہر) ۔۔۔ اھ ملخصا

مجیب صاحب کا یہ لکھنا کہ یہ نسبت غلط ہے بالکل بے بنیاد ہے مجیب صاحب بتائیں کہ گنگوہی صاحب نے اپنے زمانہ حیات میں وہ کونسی کتاب شائع کی ہے یا کرائی ہے جسمیں یہ لکھا ہے کہ یہ نسبت غلط ہے میں ایسا کیسے لکھ سکتا ہوں ھات ھذہ العبارۃ ان کنت من الصادقین۔

چاندپوری صاحب کے اس کہنے کو کیونکر باور کیا جا سکتا ہے کہ انکو گنگوہی صاحب نے ایسا لکھا اور اگر لکھتے بھی تو محض انکار کسی مجرم کو بری نہیں کر سکتا علاوہ بریں واقعات سے چاندپوری صاحب کے اس دعوے کی تردید ہوتی ہے سنئے۔ یہ فتوے جس میں اللہ تعالیٰ کو صاف صاف کاذب جھوٹا مانا ہے اور جسکی اصل مہری دستخطی اس وقت تک محفوظ ہے ۱۳۰۸ھ میں رسالہ صیانۃ الناس کے ساتھ مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ میں مع رد کے شائع ہوا پھر ۱۳۱۸ھ میں مطبع گلزار حسنی بمبئی میں اُسکا اور مفصل رد چھپا پھر سنہ ۱۳۲۰ھ میں پٹنہ عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں اُسکا قاہر رد مدلل چھپا اور گنگوہی صاحب کا ۱۳۲۳ھ میں انتقال ہوا مگر مرتے دم تک ساکت رہے نہ یہ کہا کہ وہ فتوے میرا نہیں حالانکہ خود چھاپی ہوئی کتابوں سے فتوے کا انکار کر دینا سہل تھا نہ یہی بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو علمائے اہل سنت بنا رہے ہیں بلکہ

… اس کی زندگی و تندرستی اور ہوش حواس
یہ مطلب یہ ہو مقام غور ہے کہ زید سے اسکا ایک جبری فتوے … اس کی اشاعت ہوتی ہے اگر اسکا رد چھاپا
کی درستی میں لیا جائے او قطعاً یقیناً صریح کفر ہو … اور سب کچھ سمجھنے اور
کریں زید کو اس کی بنا پر کافر بتایا کریں زید اس کے بعد … تک کہ وہ
اس فتوے کی اپنی طرف نسبت سے انکار … اس کی نسبت سے زید
نکل جائے کیا کوئی عاقل گمان کر سکتا ہے کہ یہ فتویٰ … کہ قطعاً یقیناً
کو انکار رکھا یا اسکا مطلب کچھ اور رکھا ہرگز … مصنف صاحب …
یہ تکذیب خدا کا ناپاک فتویٰ … اس میں … ہی عقیدہ ہے اور وہ
یقیناً کافر تھا خدا ان واقعات کے … مولوی صاحب … اس فتوے کی تردید نہیں
کسی تحریر کا ہونا محض لغو ہے۔ ہاں کوئی تحریر … صاحب کے نام سے بنالی ہو تو دوسری بات ہے
وہ جنہوں نے کتب کے نام دل سے تراش لئے۔ مطبع بنا لئے صفحے … تصنیف
کرلیں اور کمال حیاداری سے علمائے اہل سنت کی طرف ان کی نسبت کر دی انکو اپنے اکابر کے نام
سے کسی تحریر کا بنا لینا کیا مشکل ہے۔ اور فرض کرو گنگوہی صاحب انکار بھی کرتے تو کیا وہ کفر
دھل جاتا اور انکا مہری دستخطی فتویٰ موجود ہوتے ہوئے کالعدم سمجھا جاتا ہرگز نہیں بلکہ جرم کے بعد
انکار کذب ہوتا ہے ایک کذب انکا اور ثابت ہوتا۔ چاندپوری صاحب اگر یہ کہتے کہ اس فتوے
سے گنگوہی جی نے توبہ کی تو انھیں کچھ نافع ہو سکتا۔ اگر اس کی اصل ہوتی محض انکار کیا فائدہ دیگا
ہر مجرم جرم کے بعد انکار کیا کرتا ہے۔ چوری میں پکڑے آتے ہیں اور صاف مکر جاتے تو کیا یہ انکار
انھیں بے گناہ بنا دیتا ہے۔

(۳) انبیٹھی صاحب نے یقیناً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم … سے ابلیس لعین کا علم بڑھایا
دیکھو براہین قاطعہ طبع دوم صفحہ ۵۱ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی …
کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان کو یہ وسعت … فخر عالم کی وسعت علم کی
کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔
للہ انصاف۔ کیسی کھلی توہین ہے کیسا صاف صاف ابلیس لعین اور ملک الموت کے علم کو حضور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ بتایا جاتا ہے۔ ہر عاقل سے پوچھئے … کہ شیطان کی وسعت علم
تو یقینی دلائل سے ثابت ہے اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم پر کونسی دلیل قطعی ہے۔

شیطان کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر علم میں ترجیح دیتا ہے یا نہیں؟ وہ یہی کہیگا کہ ان ناپاک کلمات کا لکھنے والا ضرور ابلیس لعین کے علم کو زیادہ بتاتا ہے کسی سے کہہ دیکھو علم میں شیطان کے ہمسر کیا وہ برا نہ مانیگا پھر یہاں تو برابر بتانا یا کم کہنا کیونکر توہین نہ ہوگی۔

پھر وہ کونسا مسلمان ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کو کفر نہ جانتا ہو اور توہین کرنے والے کو کافر نہ مانتا ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسے ناپاک اقوال پر مطلع ہو کر بھی ان اقوال کے مصنفین کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

(۴) تھانوی صاحب نے قطعاً و یقیناً حفظ الایمان میں تحریر کیا ہے کہ جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو ہے ایسا علم غیب تو زید و بکر بلکہ ہر بچہ اور پاگل اور جانور اور چارپایہ کو حاصل ہے چنانچہ حفظ ایمان کی عبارت یہ ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل ہے۔ مسلمانو! ایمان لگتی کہنا کیا ان الفاظ کی صریح توہین ہونے میں کوئی شبہ ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں حفظ الایمان کے مصنف نے اتنا نہ سوچا کہ زید و عمر و دیگر عوام الناس کو غیب کی کوئی بات معلوم ہوگی بھی تو محض بطور ظن حاصل ہوگی امور غیب پر علم یقینی تو اصالۃً خاص انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملتا ہے۔ ہاں غیر انبیاء کو جن امور غیب پر یقین حاصل ہوتا ہے وہ انبیاء ہی کے بتانے سے ہوتا ہے پھر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم سے غیر انبیاء کے علم کو کیا نسبت۔

ہم مجیب صاحب سے یہ پوچھتے ہیں کہ وہ شخص جو کہے کہ تھانوی صاحب کی ذات پر علم کا حکم کیا جانا اگر صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں تھانوی صاحب کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر بچہ پاگل کتے سور وغیرہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے صاف صاف تھانوی صاحب جیسا علم گدھے۔ کتے سور کو نہیں بتاتا۔ اور یہ مجیب صاحب کے نزدیک تھانوی صاحب کی توہین ہوئی یا نہیں اگر ہوئی اور یقیناً ہوئی تو یہ کلمات تھانوی صاحب کے بجائے کسی اور سے کہہ دیکھیے دیکھنا کیسا غصہ میں لال ہو کر مجیب صاحب کے مقابلہ پر ہر امکانی کوشش کو کام میں لائیگا کہ جان بچانا دشوار ہو جائیگا غرض کہ تھانوی صاحب کی اس عبارت کے صریح کفر ہونے میں کسی مسلمان کو شک و شبہہ نہیں ہو سکتا۔ مجیب صاحب نے بسط البنان سے جو عبارت نقل کی ہے اسکے رد میں علمائے اہلسنت کے رسائل قعقعات السنان الی حلق المسماۃ بسط البنان کی عبارت جو صفحہ ۱۴ پر ہے اور ادخال السنان الی حنک الحلقی ببسط البنان کی عبارت جو ۹ صفحہ پر ہے ملاحظہ ہو۔

(۵) مجیب صاحب نے اس سوال کا جواب بھی حسب عادت [illegible] تقویۃ الایمان
کی ابتدا میں شرک کی کچھ قسم بتائی [illegible] اجمالی [illegible] کی پانچ فصلیں مقرر
کیں ان فصلوں میں جو کچھ ہے وہ اسی اجمالی بیان کی [illegible]
حاجتیں برلانی اللہ ہی کی شان ہے کسی انبیا و اولیا [illegible] وقت انکو پکارے
مشرک ہوجاتا ہے۔ اسی میں صفحہ ۲ پر لکھا [illegible]
ان باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے ان چار [illegible] اس لئے
اس باب میں پانچ فصلیں کیں ملخصین [illegible] کتاب اس
دعوے کا بیان و ثبوت اب یہ دعوے [illegible] شرک [illegible] کے ثبوت
کی فصلوں میں اسکا بیان سنئے صفحہ ۲۹ [illegible] کی نا کچھ
فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے [illegible] ناکارہ لوگوں کو ثابت [illegible]
دیکھو کیسا اولیا و انبیاء علیٰ نبینا و علیہم افضل [illegible] ناکارہ اگر
اولیائے کرام و انبیائے عظام [illegible] صفحہ ۱۹ [illegible] خالق اللہ ہے اور اسی نے ہمکو
پیدا کیا تو ہمکو بھی چاہیئے کہ اسی کو [illegible] کوئی ایک بادشاہ
کا غلام ہوچکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی [illegible] اور کسی [illegible]
چمار کا تو کیا ذکر ہے۔ دیکھو انبیائے کرام و اولیا [illegible] صفحہ ۲ [illegible]
ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار [illegible] مخلوق بڑا ہو
یا چھوٹا میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام [illegible] سے بھی
ذلیل بتایا۔ مجیب صاحب ہنوز آپکو معلوم ہوا [illegible]
اس کو بے اصل اور بے بنیاد بتانا [illegible]

صراط مستقیم صفحہ ۹۵ [illegible] خیال مجامعت
زوجہ خود بہتر ست و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں [illegible] بچندیں مرتبہ
بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود ست کہ خیال آں [illegible] انسان [illegible]
بخلاف خیال گاؤ و خر کہ نہ آں قدر چسپیدگی [illegible] اجلال غیر کہ
در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک می کشد

مسلمانو غور کرو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کیطرف نماز میں خیال لیجانا ظلمات بالائے ظلمت ہے۔ کسی فاحشہ رنڈی کے تصور اور اس کے ساتھ زنا کے خیال کرنے سے بھی برا ہے اپنے بیل و گدھے کے تصور میں ہمہ تن ڈوب جانے سے بھی بدرجہا بدتر ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ کوئی مسلمان ان الفاظ کو کہنا تو درکنار سننا بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ نہ معلوم ایسے شخص کو حضرت شہید مرحوم کس دل سے کہا جاتا ہے ایسے شخص کو دشمن رسول نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔ کیا دشمن رسول کے سینگ ہوتے ہیں۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۵۵ و ۶۴ جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار اسطرح سے ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں۔ مسلمانو! وہابیہ کے یہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی یہ قدر ہے کہ گاؤں کا زمیندار یا قوم کا چودھری بتایا جاتا ہے۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۸۱۔ انکو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم چھوٹے اور صفحہ ۸۰ پر لکھا سو بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ مسلمانو! دہلوی صاحب کے نزدیک رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا مرتبہ جنپر ہمارے تمہارے ماں باپ قربان باپ کے برابر بھی نہیں۔ دہلوی صاحب کی حمایت میں گنگوہی صاحب نے اپنے فتاوے حصہ صفحہ ۱۵ میں لکھا کہ خود آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھکو بھائی کہو۔ عجیب صاحب ہیں وہ عبارتیں جن میں جناب حبیب خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بڑا بھائی بتایا گیا ہے۔ غرضکہ امام الوہابیہ کی تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم اسی قسم کی ناپاک عبارتوں سے بھری پڑی ہے جن کو نقل کرتے ہوئے ہر مسلمان کا قلم کانپتا ہے بوقت ضرورت نقل کفر کفر نباشد خیال کر کے طوعاً و کرہاً ان عبارتوں کو لکھا جاتا ہے دہلوی صاحب انبیٹھی صاحب گنگوہی صاحب تھانوی صاحب وغیرہم کے اس قسم کے اقوال کی تفصیل دیکھنا ہو تو رسالہ وہابی عقائد نامہ حصہ ۱ و ۲ ملاحظہ ہو۔

دہلوی صاحب کے ان اقوال کفریہ پر حضور پرنور اعلیحضرت عظیم البرکۃ امام اہل سنت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا فتوےٰ رسالہ الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ سے نقل کیا جاتا ہے جس سے ہر شخص خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ مجیب صاحب کا یہ لکھنا کہ جن عبارات کے یہ مطالب کفریہ گھڑے جاتے ہیں انکے بارے میں خود فاضل بریلوی کا بھی یہی فیصلہ ہے الخ روز روشن میں آفتاب کو جھٹلانا ہے۔ و ھو ھذا۔

باقی آئندہ۔

جمعیۃ العلما کی طرف سے سول نافرمانی کا اعلان

ساردا ایکٹ کا نفاذ مسلمانوں کے لیے سخت ناگوار مصیبت ہے اور اس سے ہندوستان بھر کے مسلمان مضطر اور بےچین ہیں گوشہ گوشہ سے اس کے خلاف احتجاج کی صدائیں بلند ہو چکی ہیں مسلمانوں کا ہر طبقہ اس سے بیزاری کا اعلان کر چکا ہے ساردا قانون مذہب میں مداخلت بھی ہے شرعی حقوق پر ناروا دست اندازی بھی اور مسلمانوں کی معاشرتی و اقتصادی زندگی کے لیے تکلیف دہ و ضرر رساں بھی [illegible] کے اعتبار سے [illegible] صحت بھی ہے ہندوستان میں ایک شور برپا ہے اور [illegible] مسلمان اس سے [illegible] ہے بجز دو چار یا دس بیس خود رائے لوگوں کے جن کی آواز مسلمانوں [illegible] نہیں رکھتی ہر چند مظاہرے کیے گئے لیکن ابھی تک کوئی [illegible] بہت سے اجتماع ہوئے بہت تدبیریں اس کے لیے [illegible] کی مخالفت کے لیے آگے بڑھے ان میں [illegible] جاتا ہے ہر ایک جداگانہ طریق عمل بتاتا ہے [illegible] دیتا ہے دلی میں ابھی اس کے متعلق دو جلسے ہوئے ہیں [illegible] ہے ایسی حالت میں کیا انتظام [illegible] سول نافرمانی کا ایک اعلان شائع ہوا ہے اور اس میں سول [illegible] نہیں رکھا گیا بلکہ شہری جماعتوں کو درستی قوانین کی [illegible] بحث درمیان میں نہیں لاتے کہ جمعیۃ علما کی طرف سے سول نافرمانی [illegible] اور جو لائحہ عمل پیش کیا گیا ہے وہ کیسا ہے ہمیں سب سے مقدم [illegible] تحریک کے محرک اور اتنے عظیم الشان مہم کے قافلہ سالار کی شخصیت [illegible] اعتبار اور کتنے اثر و اقتدار رکھنے والے حضرات ہیں یہ اعلان مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلما کے نام سے حضرت قبلۂ عالم پیر سید جماعت علی شاہ صاحب [illegible] علی پوری جنہوں نے بڑی [illegible] کے ساتھ اس قانون کی مخالفت فرمائی ہے یہ جماعت [illegible] کامیاب ہوئی بریلی مرادآباد بدایوں رام پور فرنگی محل کے وہ علما جنکا ملک میں [illegible] اور پیشوا جانتے ہیں کس وجہ سے ان صاحبوں کے [illegible]

دیوبندی سلسلہ کے علماء میں سے مولوی اشرف علی صاحب وغیرہ مشہور لوگ کیوں علیحدہ رہے۔ غیر مقلدین میں سے مولوی ثناء اللہ مولوی ابو القاسم اور غزنوی خاندان کے لوگ کیوں انکی صدا پر لبیک کہنے سے قاصر رہے یہ معمہ حل کیا جائے کہ ان حضرات کی کیسی شخصیتیں ہیں جو ملک کے کسی طبقہ کے با اثر اور صاحب اقتدار حضرات کو اپنے ساتھ شامل کرنے میں کامیاب نہ ہوئیں۔ یا ایسے ہی لوگ عساکر اسلامیہ کی قیادت کے اہل ہیں اور کیا ایسا وقت آگیا ہے کہ ہر شخص ایک لٹھ لیکر مسلمانوں کو جسطرف چاہے ہانک دے اور مسلمان آنکھیں بند کرکے اس کے پیچھے ہو جائیں یقیناً کسی قوم کی قیادت و پیشوائی ان حضرات کو پہنچتی ہے جنکے تقدس و بزرگی دیانت و امانت ہمدردی و کاردانی تدبر و دانائی استقلال و استقامت جرأت و ہمت کی طرف سے مسلمان عام طور پر مطمئن ہوں اور انہوں نے اپنے طریق زندگانی سے عام اعتماد حاصل کیا ہو اور انکی نسبت ملک یقین رکھتا ہو کہ وہ کسی اثر سے متاثر نہوں گے اور ان پر کوئی طاقت کارگر نہ ہو سکے گی انکا اخلاص بے لاگ رہیگا اتنے اہم کام میں قدم رکھنے اور آگے بڑھنے کے لیئے ایسی بے اثر جماعت کا سامنے آنا مسلمانوں کے وقار کو صدمہ پہنچاتا ہے اور جس قوت سے مقابلہ کرنے کے لیئے اٹھے ہیں ان کی نظر میں ذلیل و خوار کرتا ہے۔ ہندو آج کل سول نافرمانی کر رہے ہیں لیکن انکی قیادت کے لیئے رام سروپ پٹواری اور پرشادی لال و لال نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ آگے بڑھکر میدان میں آئے ہیں جنہوں نے زندگی بھر اپنی قوم کی خیر خواہی مخلصانہ ہمدردی اعلیٰ قابلیت عزم کی پختگی استقلال کے سخت سے سخت امتحان دیے ہیں اور تمام ملک انکی طرف سے مطمئن ہے اور انکے تمام ساختہ پرداختہ کو شائع ہوا ہے اور تجاویز کی تحریک تائید میں جو چند نام شائع کیئے گئے ہیں وہ یہ ہیں۔ مولوی عبد العلیم صاحب صدیقی مولوی محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔ مولوی حفظ الرحمن صاحب مولوی عبد السلام زیارت کاکا صاحب محمد اسلم صاحب ننگیانہ مولوی محمد قاسم صاحب مولوی بشیر احمد صاحب کرتپوری۔ قاضی زین العابدین صاحب۔ بشیر محمد خان صاحب کرنال لدھیانہ۔ مولوی اختر حسین صاحب یہ ہیں وہ حضرات جو تمام مسلمانان ہند کے قائد بنے ہیں اور جن کے اشتہار پر چلنے کی دعوت تمام مسلمانان ہند کو دی گئی ہے اس جماعت میں نہ مقتدر رئیس نظر آتے ہیں نہ وکلا نہ ایڈیٹران اخبار نہ مشہور سیاست دان نہ تجربہ کار لیڈر نہ ایسے با اثر مشہور علماء جنکے ساتھ ملک میں عام گرویدگی اور عقیدت ہو نہ مشہور مشائخ۔ بلکہ غیر معروف لوگ ہیں نہ انکے علم و قابلیت کی طرف سے ملک مطمئن ہے نہ انکے تدبر و دانائی دور اندیشی موقع شناسی کا ملک میں اعتماد ہے نہ وہ اپنی دولت یا قانون دانی یا کسی منصب کے ذریعہ سے اثر عام رکھتے ہیں ہم نہیں سمجھتے کہ ایسے غیر معروف اور مستور الحال اصحاب

حضرات اسلامی کشتی کے لیے یہ قیادت اور رہنمائی کس طرح درست ہوسکتی ہے اور کس زور و قابلیت پر یہ
کے ناخدا بنے ہیں اور کیا سبب ہے کہ انکے ساتھ دعویداران اسلام کی کسی جماعت کے مقتدر و باثر
اصحاب کیوں شامل نہیں لیکن ان اصحاب کی عزت و حرمت اور انکے اثر و اقتدار کا یہ عالم ہے کہ ملک کے
باثر اور صاحب اقتدار اصحاب کو اپنے ساتھ شامل نہ کرسکے اور اس تحریک میں انکو آگے نہ بڑھا سکے
تو وہ آئندہ پیش آنیوالی دشواریوں کا کیا حل کرسکیں گے۔ ملک کے تمام [illegible] بڑے سارے [illegible] مخالف ہیں لیکن وہ ان صاحبوں کے ساتھ کیوں شریک عمل نہیں [illegible] اخبارات
کے اڈیٹران کیوں ان سے علیحدہ ہیں جنہوں نے سارداقانون کی [illegible]
کیا یہ جماعت انھیں تدبر و قابلیت کا اعتقاد [illegible]
اس قانون کی زبردست مخالفت کرچکے ہیں اسی طرح [illegible]
رہے اسی طرح طبقۂ مشائخ میں سے وہ حضرات [illegible]
دعوت پر ملتفت ہوئے، خاص کر نظر اعتماد سے دیکھتا ہے وہ [illegible]
رکھتے ہیں اعلیٰ درجہ کے قانون داں بھی ہیں بڑے بڑے متمول [illegible] مقابلہ میں [illegible]
ایسے لوگ پیش ہوتے ہیں جو مذکورہ بالا حیثیتوں میں سے کسی طرح کی حیثیت [illegible] انکو مسلمانوں
میں اعتماد و اعتبار حاصل نہیں ہے اور مسلمانوں کے کسی طبقہ کے باثر لوگوں کو وہ اپنے مقصد میں آگے
بڑھانے کے قابل نہ ہوسکے تو کیا اطمینان ہے کہ ایسے لوگ اپنی اس مجبوری و بیکسی کے باوجود اغیار کے
ہاتھ کی کٹھ پتلی نہ بنجائیں گے تجاویز جو انہوں نے منظور کی ہیں ان میں اسکی [illegible] اور معلوم ہوتا
ہے کہ انکے پیٹ میں کچھ بول رہا ہے۔ کانگریس نے مسلمانوں کے حقوق کا لحاظ نہیں کیا اور ہندوؤں
نے اپنی خود غرضی کو مقدم رکھ کر مسلمانوں کی طرف سے بے اعتنائی [illegible] وجہ ہے کہ [illegible]
کانگریسی لیڈر کانگریس کو چھوڑ کر علیحدہ ہوگئے اب کانگریس کے لیے نئے شکار چاہتے ہیں کہ سنافرت
اسلام کے نام سے مسلمانوں میں [illegible] آئندہ
سے پرہیز کریں اور اپنے ان مقتدر [illegible] حد
پالیبازی کا اطمینان دلانگی سے ان صاحبوں کو [illegible] لوگوں کے
ہاتھ میں دیتے یا اگر ہوسکتا تو انھیں آگے بڑھا [illegible]
انکی کو انکے ناموں سے مسلمانوں کے سامنے پیش کرتے۔

تیسری قسم مذبذبین کی ہے یہ عجب قسم کے لوگ ہیں زبانوں سے ایمان کا اظہار اور دلوں میں کفر و انکار رکھتے ہیں کہ ہم خدا پر اور روز آخر پر ایمان لائے دونوں علموں کا دعویٰ ہے علم توحید کا بھی اور علم معاد کا بھی اس سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ مشرکین میں سے نہیں ہیں جو حق سے محجوب ہیں اور نہ اہل کتاب سے ہیں جو دین معاد سے محجوب ہیں تو انکا دعویٰ یہ ہے کہ انکے دونوں حجاب رفع ہو گئے اور تمام ضروریات دین کو اوّل سے آخر تک انھوں نے مان لیا اور حقیقت یہ ہے کہ یہ دعویٰ زبانی کذب محض ہے واقعیت سے عاری۔ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ وہ ایمان والے نہیں شریعت میں اس گروہ کو منافق کہتے ہیں۔

نفاق کے اقسام

نفاق کی چند قسمیں ہیں پہلی قسم تو یہ ہے کہ زبان سے ایمان کا اظہار کرے اور دل میں بالکل منکر ہو اسکا دعوئے ایمان محض فریب اور خالص دھوکہ اور یہ اخبث کفر میں سے ہیں اور اللہ تعالے کے نزدیک نہایت مبغوض کہ کفر کی نجاست پر ملمع کاری کرتے ہیں اور مومنین کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں انکے حق میں ارشاد ہوا اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ اور انھیں کی شان میں وارد ہوا اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ دوسری قسم وہ منافقین ہیں جو ظاہر و باطن میں مذبذب متردد ہیں کسی طرف جزم و اطمینان نہیں انکے حق میں ارشاد ہوا اِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا۔

تیسری قسم وہ لوگ ہیں جو گناہوں کی کثرت اور معاصی کے ہجوم حب دنیا کی افراط اور رذائل اخلاق کے اجتماع سے انکا ایمان نہایت ضعیف اور اسقدر کمزور ہو گیا کہ ضرر اخروی کے مقابل ضرر دنیوی کو نہیں برداشت کر سکتے اور نفع آخرت کو نفع دنیا پر نہیں ترجیح دے سکتے وہ علو ہمت جو مومن کی نظر میں لذائذ نفسانیہ و مرغوبات دنیویہ کو مرضیات الٰہیہ و درجات عالیہ آخرت کے مقابل پست اور حقیر دکھاتا ہے انکو میسر نہیں ان کی تصدیق اسقدر ضعیف ہے کہ لذائذ دنیویہ کے مقابل وہ درجات آخرت کو ترجیح نہیں دے سکتے اس تصدیق کا وجود و عدم برابر ہے کیونکہ عقلا کا مسلمہ ہے اَلشَّيْءُ اِذَا خَلَا عَنْ مَقْصُوْدِهٖ لَغَا جب شے اپنے مقصود سے خالی ہو بیکار ہے۔ ان لوگوں کے حق میں ارشاد فرمایا وَمِنْهُمْ مَنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ بہر حال نفاق میں ظاہر و باطن موافق و مطابق نہیں ہوتا منافق ظاہر

تو دین حق کا اقرار کرتا ہے لیکن اسکا باطن یا اعتقاد حق کا مخالف ہوتا ہے یا کم از کم اس سے خالی یہ کافر اصلی سے بدرجہا بدتر ہوتے ہیں کیونکہ کفر کے ساتھ ساتھ فریبی بھی ہیں اور مسلمانوں کو دہوکا دینا انکا مقصد ہوتا ہے اور یہ طبیعت بھی رذیل رکھتے ہیں کیونکہ کافر اگرچہ حق کا معاند اور دشمن ہے لیکن وہ مردانہ طبیعت رکھتا ہے کہ اس کا ظاہر باطن کے خلاف نہیں ہوتا اور منافق مخنث کی طرح ہوتا ہے کہ شکل تو مرد کی سی ہے مگر اوصاف رجولیت کا نام ونشان نہیں علاوہ بریں کفار اپنے دین کے بیان میں جھوٹ سے راضی نہیں ہیں اور منافق دین کے باب میں جھوٹ بولنے ہی کو کامیابی سمجھتا ہے قرآن پاک میں انکے خبث وجہل کو طویل بیان کیا گیا ہے یہاں کافروں کے ذکر میں دو آیتیں آئیں اور منافقوں کی شناعت حال وفساد احوال کا تیرہ آیتوں میں ذکر فرمایا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منافق کا جرم کافر سے عظیم تر ہے اور انکا دفع شر کفار کے دفع شر سے زیادہ اہتمام کے لائق ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اقرار زبانی سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جبتک کہ اس کے ساتھ قلبی تصدیق [illegible] نہو

شان نزول

یہ آیت کریمہ عبداللہ بن ابی ابن سلول اور معتب بن قشیر اور جد بن قیس وغیرہ کے حق میں نازل ہوئی ان میں سے اکثر یہودی تھے اور نفاق میں نہایت پختہ دل میں کفر رکھتے تھے اور اسلام کا اظہار کرتے تھے اور انکا حال صبح وشام متغیر متبدل ہوتا رہتا تھا انکا یہ کہنا کہ ہم اللہ اور روز آخر پر ایمان لائے مسلمانوں کو اس مغالطہ میں ڈالنے کے لیے تھا کہ وہ مومن راسخ الایمان ہیں اور انکے دینی اعتقاد میں کسی طرح کا خلل نہیں عقائد دو طرح کے ہیں بعض وہ جو مبدء سے متعلق ہیں جیسے صانع اور اس کے صفات واسماء اور اس کی توحید ویکتائی کا اعتقاد بعض وہ ہیں جنکا تعلق معاد سے ہے جیسے بعث ونشر صراط ومیزان اور باقی احوال آخرت بالیوم الآخر کہکر انہوں نے اس کی طرف اشارہ کیا مراد یہ ہے کہ ہمارے عقائد مبدء سے لیکر معاد تک پختہ ہیں تاکہ مسلمانوں کو انکے دین وایمان کی طرف سے اطمینان کامل ہو جائے قرآن پاک نے **وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ** فرما کر انکا پردہ فاش کر دیا اور ایمان کی ان سے بالکل نفی فرمائی۔

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ

فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں شعور نہیں

خدع حیلہ اور مکر کو کہتے ہیں اس کے لغوی معنی اخفا کے ہیں اور مخادع اس شخص کو کہا جاتا ہے جو

اپنے ضمیر کے خلاف اظہار کرے۔ عرب لوگ بولتے ہیں خادع الضب گوہ نے دھوکہ دیا۔ گوہ اپنے بل کے کئی سوراخ بناتی ہے۔ اور ہر ایک سوراخ کو ایک خفیف پردے سے بند کرتی ہے ایک سوراخ کھلا رکھتی ہے اور شکاری کو دیکھ کر کھلے ہوئے سوراخ میں نمودار ہو کر اس کو دھوکہ دیتی ہے کہ اسطرف آرہی ہے اور دوسرے راستہ سے نکل جاتی ہے اس کو خداع کہتے ہیں اسی وجہ سے لفظ خداع دھوکہ دینے اور اخفاء حال کے معنی میں مستعمل ہوا اللہ تعالےٰ پر کوئی شے مخفی نہیں اور کفار بھی جانتے تھے کہ انکا فریب خداوند عالم پر پوشیدہ نہیں رہ سکتا اس لئے ظاہر ہے کہ انہوں نے خداوند عالم کو فریب دینے کا قصد نہ کیا ہو بلکہ ان کی مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فریب دینا ہو اس صورت میں يُخَادِعُونَ اللّٰهَ فرمانا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان علو مکان کا اظہار کرتا ہے کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو دھوکہ دینا خدا کو دھوکہ دینا ہے اور جو معاملہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ کیا جا اللہ تعالےٰ اس کو اپنی طرف نسبت فرما لیتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی اس منزلت کبریٰ کا اظہار قرآن پاک کی متعدد آیات سے ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں جز این نیست کہ وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے ایک اور آیت میں ارشاد ہوا مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ جو رسول کی اطاعت کرے بیشک اس نے خدا کی فرمانبرداری کی چونکہ حضور اللہ تعالےٰ کے خلیفہ و نائب ہیں اور خلیفہ و نائب کے ساتھ جو معاملہ کیا جاتا ہے وہ منیب کیطرف رجوع کرتا ہے اور اسی کیطرف نسبت کیا جاتا ہے اس لئے جو معاملے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے جائیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور خداوند عالم خود انھیں اپنی طرف منسوب فرماتا ہے۔ اس ایک نکتہ سے ہزار ہا مسائل حل ہو جاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب خدا کا ادب انکے دربار میں بے ادبی بارگاہ الہی میں بے ادبی انکی رضا حق کی رضا انکا غضب حق کا غضب نعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ و نسئلہ رضاہ ورضاء حبیبہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہی باعث تھا کہ جلیل القدر صحابہ اور خلفاء راشدین بارگاہ رسالت میں کانپتے اور لرزتے رہتے تھے اور جبین قدس پر شکن دیکھ کر مضطرب و بیچین ہو جاتے تھے چہرہ اقدس سے اگر گراں خاطری کا کچھ بھی اثر محسوس کرتے تو ضرغام اسلام سیف الحق فاروق اعظم جیسے پیکر شجاعت و بسالت پانی پانی ہو کر غلامانہ شان اور حلقہ بگوشانہ ادا سے کھڑے ہو کر اپنے ایمان کی شہادتیں دینے لگتے تھے اور اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم

کی ناراضگی سے پناہ مانگتے تھے وہ کامل یقین رکھتے تھے کہ اس آقائے نامدار کی ناخوشی یقیناً حضرت پروردگار عز وعلا کی ناراضی ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آیت میں مضاف محذوف ہے تقدیر عبارت یخادعون رسول اللہ ہے اس تقدیر پر بھی حذف میں اشارہ ہوگا کہ چونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فریب دینا خدا ہی کو فریب دینا ہے اس سبب مخادعت رسول کو مخادعۃ اللہ کے پیرایہ میں بیان فرمایا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ انکے افعال کو خداع سے تعبیر فرمانا محض بلحاظ صورت ہے کسی چیز پر ایک لفظ کا اطلاق کبھی محض صورت کے لحاظ سے ہوتا ہے کبھی غرض معنی کے اعتبار سے کبھی دونوں ملحوظ ہوتے ہیں یہاں منافقین کے فعل کی صورت یعنی ایمان کا زبان سے ظاہر کرنا اور کفر کا چھپانا [illegible] اور فریب ہے اس لیے [illegible] خداع سے تعبیر فرمایا گیا اس [illegible] ارادہ کریں یا انکا اعتقاد یہ ہو کہ خدا پر انکا فریب چل سکتا ہے [illegible] محقق [illegible]
ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ کفار اپنی [illegible] اور [illegible] سے اس [illegible] میں گرفتار تھے کہ اللہ سے انکا حال چھپ جائے گا اور اسپر بھی انکا فریب چل جائیگا اسی بنا پر انہوں نے خدا کو دھوکہ دینا چاہا کفار میں علم الٰہی کی نسبت بڑے بڑے اختلاف ہیں بعضے کفار دہریہ جواہر کا علم اسکے لیے ثابت کرتے ہیں اور علم اعراض کے منکر ہیں بعض [illegible] صرف کلیات میں منحصر کرتے ہیں اور علم جزئیات کی اس سے نفی کرتے ہیں بعض [illegible] کہ جو کچھ اس سے صادر ہوا اضطراراً و وجوباً ہوا اسمیں علم و ارادہ کو دخل ہی نہیں [illegible] بہر حال انسے کچھ تعجب نہیں کہ وہ اللہ کو دھوکہ دینا چاہیں اور اپنے زعم میں یہ سمجھیں کہ انکا مکر اسکی بارگاہ میں بھی چل جائے گا۔

پہلی آیت میں یہ بیان تھا کہ بعض لوگ ایمان کے مدعی ہیں اور حقیقت میں ایماندار نہیں اسپر یہ سوال ہوتا تھا کہ جب وہ مومن نہیں ہیں تو اظہار ایمان کیوں کرتے ہیں اس آیت میں اسکا جواب ارشاد فرمایا کہ یہ اظہار براہ مکر و فریب ہے اور اس سے انکا مقصد یہ ہے کہ مسلمان ان سے محاربت نکریں اور جو معاملے کفار کے ساتھ کیے جاتے ہیں وہ انکے ساتھ نہ کیے جائیں بلکہ مومنین کی طرح انکے ساتھ اکرام تعظیم اور اسی کے سلوک کیے جائیں نیز یہ بھی مطلب تھا کہ اظہار اسلام کرکے وہ مسلمانوں کے ساتھ اختلاط پیدا کریں اور اس ذریعہ سے انکے رازوں پر مطلع ہو کر کفار کو خبریں پہنچائیں بدیں نیت وہ باین اغراض فاسدہ اپنے آپکو مومن ظاہر کرتے ہیں اور خیال کرتے کہ وہ اللہ و رسول اور ایمانداروں کو دھوکہ دیکر فائدہ اٹھائینگے انکی نسبت ارشاد فرمایا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُم

(۲۰) (پنڈت کا اعتراض) جسطرح تم غیر مذہب والوں کو کافر کہتے ہو اسی طرح کیا وہ تم کو کافر نہیں کہتے اور وہ اپنے مذہب کے خدا کی طرف سے تمہیں لعنت دیتے ہیں پھر کہو کون سچا اور کون جھوٹا ہے جب غور سے دیکھے ہیں تو سب مذہب والوں میں جھوٹ پایا جاتا ہے۔ اور جو سچ ہے وہ سب میں یکساں ہے۔
(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۶۹)

جواب:- آیت میں یہ مضمون تھا کہ یہود و نصاریٰ حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت مبارک کے وقت تک حضور کے نام پاک کے توسل سے مصیبت کے وقتوں میں دعائیں کیا کرتے تھے اور اپنے دشمن مشرکین کے مقابلہ میں فتح حاصل کرنے کے لیے اس نام کے ذریعہ مدد طلب کرتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے حضور کے ظہور نبوت تک تو انکی عقیدت کا یہ حال تھا اور انکا بچہ بچہ حضور کے نام پاک کی برکت کا معتقد تھا اور انھیں تجربے حاصل ہوئے تھے کہ اس نام پاک کے توسل سے فتح و کامیابی حاصل ہوتی ہے لیکن جسوقت وہی جانے اور پہچانے ہوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سریر نبوت پر جلوہ فرما ہوئے اور آفتاب رسالت کی عالم افروز شعاعوں نے جہاں کو منور کیا تو حسد و عناد سے یہ لوگ جل مرے اور حضور کے ساتھ کفر کر بیٹھے۔ اس آیت میں کفار کی نابینائی اور انکے کمال عناد کا بیان ہے کہ حضور کے ظہور سے قبل تو نام پاک کا ورد وظیفہ رکھتے تھے چاہیے تھا کہ ظہور کے وقت اس نعمت عظمیٰ کی دل سے قدر کرتے اسلام لانے میں دوسروں سے سبقت کرتے ایسا نہیں کیا جان پہچان کر حضور کے فضائل و کمالات کا مدتوں اعتراف کرنے کے بعد ظہور کے وقت منکر ہو گئے اور حسد ورآنکھوں سے حضور انور کی سیادت و اقبال کا جلوہ نہ دیکھا گیا اور اس دشمنی میں انھوں نے اپنی عاقبت خراب کرلی اور کفر جیسی تاریکی میں گرفتار ہو گئے۔ ایسے معاندین بیشمار لعنت و ملامت کے مستحق ہیں اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہود و نصاریٰ نے توریت و انجیل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور آپکی تشریف آوری کی خبریں پڑھکر مدتوں آپکا انتظار کیا مشکلوں میں آپ کے نام کی برکت سے فائدے اٹھائے۔ باوجود اس کے آپ کی تشریف آوری کے وقت منکر ہو گئے انکا یہ کفر انکے اپنے اعتراف و اقرار سے انکے حق میں موجب ملامت ہے اور اس ملامت کو کوئی صاحب عقل و انصاف نظر اعتراض سے نہیں دیکھ سکتا۔ پنڈت صاحب نے حسب عادت ان تمام واقعات سے نظر بچا کر ایک نہایت بھونڈا اعتراض کر دیا کہ جسطرح تم غیر مذہب والوں کو کافر کہتے ہو اسی طرح وہ تمکو کافر نہیں کہتے۔

اول تو الحمد للہ تمام زمانہ کے کافر یہود و نصاریٰ مجوس ہنود وغیرہ کوئی بھی مسلمانوں کو کافر نہیں کہتا۔

پنڈت صاحب [illegible] پر بھی نظر ڈال لی جائے کہ کیا اگر اور مذہب
والے بھی مسلمانوں [illegible] کہا ہے یہ بزعم انہوں نے
کہاں سے نکالا [illegible] دوسرے کو جھوٹا مذہب کرتا ہو
تو پنڈت صاحب [illegible] جو مقدمات پیش ہوتے ہیں
اُن میں بالعموم ہر فریق دوسرے کو جھوٹا [illegible] فیصلہ لکھنا جائز ہوگا کہ
کیونکہ ہر دو فریق ایک دوسرے کو [illegible] مقدمہ ہمارے ہاں اگر پنڈت جی
کسی دیوانی کچہری کے حاکم یا کسی [illegible] تو وہ یہ فیصلہ لکھتے کہ
فریقین میں سے ہر ایک زمین یا مکان کو اپنی ملکیت [illegible] کا دعویٰ کرتا ہے
لہٰذا دونوں جھوٹے ہیں [illegible] اگر ایسا نابینا کو کوئی اندھا
کہے اور وہ نابینا جواب میں اس کو اندھا [illegible] وہ نہیں اندھا کہتا ہے لہٰذا دونوں
جھوٹے ہوئے لیکن [illegible] عقل [illegible] اس بات میں کتنی سچائی ہے۔
کسی شخص کے واقعی جرم پر [illegible] کرنے والے کو گالی دے
اور وہ بھی لفظ کہے تو کیا اس سے وہ مجرم بے گناہ [illegible] کی اہلیت قرار پائیگا
ایک آوارہ اور بدچلن شخص کو اگر کوئی بدمعاش کہے [illegible] بدمعاش اس ناصح کو بدمعاش
کہے تو محض اس کہنے سے ناصح بدمعاش [illegible] معاش عالی اور نیک چلن ہو جائے گا
یہ نمونہ ہے پنڈت صاحب کے [illegible] پنڈت صاحب نے [illegible] کرتا مذہبوں کو
جھوٹا بتا دیا ہے اور کسی مذہب کو بھی استثنا نہیں کیا دوسرے مذہب والے تو پنڈت صاحب
کے اس الزام کو کیوں مانیں گے لیکن پنڈت صاحب [illegible] اپنے مذہب پر
ضرور پڑیگا اور یہ کہنا بالکل صحیح ہوگا کہ انہوں نے اپنے مذہب کو [illegible] کی مخالفت کے ضمن میں
جھوٹا مان لیا اور جب جھوٹا مان لیا تو وہ اور اُنکے [illegible] ایسے مذہب کی دعوت کیوں دیتے
ہیں جو اُن کی اپنی نظر میں بھی جھوٹ سے پاک نہیں [illegible] جھوٹا بتانا خود پنڈت جی
کے بیان کردہ اصول سے اُنکے دین کے باطل اور جھوٹے ہونے کی دلیل ہے چنانچہ وہ اسی ستیارتھ
پرکاش کے صفحہ ۱۹۱ میں لکھتے ہیں جو دوسرے مذہبوں کو کتب کے ہزاروں [illegible] کا معتقد ہوں جھوٹا
بتلا دے اور اپنے کو سچا ظاہر کرے اس سے بڑھکر جھوٹا اور مذہب کون ہو سکتا ہے۔ یہ پنڈت جی کا

اپنا فیصلہ ہے اس کی بنا پر وہ تمام مذاہب کو جھوٹا بتا کر خود جھوٹے ہوئے اور انہوں نے اپنے مانے ہوئے اصول سے اپنے مذہب کے کذب و بطلان کا فیصلہ صادر کر دیا یہ وہ فیصلہ ہے جس کا اپیل بھی نہیں۔ پنڈت جی نے اعتراض کیلئے جو اصول قائم کیا ہے ارباب عقل کے نزدیک وہ نہایت جاہلانہ اصول ہے انھیں یہ بھی نہ سوجھا کہ اسکا اثر کیا پڑتا ہے۔ وہ جینیوں سناتنیوں وام مارگیوں کو برا اور باطل بہت کہتے ہیں اور وہ لوگ آریوں کو تو پنڈت جی کو اپنے انہی اصول سے ماننا پڑے گا کہ دونوں جھوٹے ہیں۔

(۲۰) (پنڈت جی کا اعتراض) جب مسلمان کہتے ہیں کہ خدا لاشریک ہے تو پھر یہ فوج کی فوج شریک کہاں سے کر دی گیا جو اوروں کا دشمن ہو وہ خدا کا بھی دشمن ہو اگر ایسا ہے تو ٹھیک نہیں کیونکہ خدا کسی کا دشمن نہیں ہو سکتا۔

جواب: - پنڈت جی کا یہ اعتراض آیت مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ پر ہے اس آیت کریمہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو خدا کا اور خدا کے مقبول اور اس کی راہ بتانے والوں کا دشمن ہو (وہ کافر ہے) اور خدا کافروں کا دشمن ہے یہ تو ہر صاحب عقل جانتا ہے کہ خدا کی دشمنی کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس سے ناخوش ناراض ہے اور اسے سخت ترین سزا دیگا یہ معنی ہماری بول چال اور ہمارے محاورات میں بھی مستعمل ہیں رات دن کہا جاتا ہے کہ زید جھوٹ کا دشمن ہے اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ اس کو جھوٹ سے انتہا درجہ کی نفرت اور بیزاری ہے اس کے یہ معنی کوئی نہیں سمجھتا کہ وہ جھوٹ سے برسر جنگ ہوتا ہے اور جھوٹ اس کے مقابلہ میں صف آرائی کرتا ہے یقیناً جو خدا کے مقبولوں اور اس کی راہ بتانے والوں سے عداوت کرے خداوند عالم ضرور اس سے ناراض ہوگا اور اس کو سخت سزا دیگا سلطنت کے عمال اور اس کے احکام نافذ کرنے والوں کی مخالفت کرنیوالا سلطنت کا باغی سمجھا جاتا ہے۔ ایک وائسرائے کا دشمن بلکہ منصبی حیثیت سے ایک کانسٹبل اور چپراسی کا دشمن حکومت کا دشمن سمجھا جاتا ہے اور حکومت کی مخالفت کے الزام میں اس کو گرفتار کر کے سزا دی جاتی ہے تو کیسے ممکن ہے کہ خدا کے مخصوص بندوں کا دشمن خدا کا دشمن نہ ہو یہ بات اسقدر صاف تھی جس کے معنی میں کسی ادنیٰ فہم والے کو بھی تامل نہ ہوتا مگر پنڈت صاحب چکرا رہے ہیں اور ان کیلئے یہ بات معمہ لاینحل ہو رہی ہے۔

سب سے پہلے تو پنڈت صاحب کی دیانت اور راستی قابل داد ہے جو یہ فرماتے ہیں کہ یہ فوج کی فوج شریک کہاں سے آ گئی۔ آیت میں ملائکہ و مرسلین اور جبریل و میکائیل کو شریک کب بنایا ہے وہ کونسا لفظ ہے جس کے

نے نعمہ پنڈت صاحب شریک کرتے ہیں بڑا افسوس کہ پنڈت جی صاحب کا منبائے اعتراض افترائے محض اور بہتان
بالنص ہوا اور اس افترا کا قرآن پاک میں ہزار جگہ صراحت و فصاحت کے ساتھ رد کیا گیا ہے اسکو
قرآن پاک کی طرف منسوب کر دیا باوجودیکہ آیت میں کوئی ایسا کلمہ نہیں جس سے اس معنی کا ایہام
ہوتا ہو۔ پنڈت صاحب کی حیاداری کی داد دینا چاہیے جس مذہب کے پیشوائی راستی کا
یہ حال ہو اس مذہب کی سچائی کا کیا پوچھنا۔

اعتراض ۲۲ وَقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ کا ترجمہ پنڈت جی نے
یہ لکھا اور کہو کہ معافی مانگتے ہیں ہم معاف کریں گے تمہارے گناہ اور زیادہ دیں گے نیکی کرنے
والوں کو۔ اسپر آپ نے یہ اعتراض کیا ہے۔

(پنڈت کا اعتراض) بھلا یہ خدا کی ہدایت سب کو گناہگار بنانے والی ہے یا نہیں کیونکہ گناہ معاف ہونیکا
سہارا آدمیوں کو ملتا ہے تب گناہوں سے کوئی بھی نہیں ڈریگا اس واسطے ایسا لکھنے والا خدا اور یہ خدا کی بنائی
ہوئی کتاب نہیں ہو سکتی وہ عادل ہے بے انصافی کبھی نہیں کرتا اور گناہ معاف کرنے سے تو بے انصاف
ہو جاتا ہے کیونکہ جیسا قصور ہو ویسی سزا دینے سے ہی عادل ہو سکتا ہے۔

جواب:- آیت کا صحیح ترجمہ تو کبھی پنڈت کو نصیب ہی نہیں ہوا اسکی کہاں تک شکایت کیجائے اب
آپکے اعتراض کو دیکھئے کسقدر عقل و دانش سے دور ہے امید عفو کو آپ سبب گناہ قرار دیتے ہیں
یہ فاحش ترین غلطی ہے آپکو یہ کیا معلوم ہوگا اور آپ کب جانتے ہونگے کہ مغفرت و معافی سے مایوسی ہی اکثر اوقات
آدمی کو گناہوں میں مستغرق رہنے پر مجبور کرتی ہے دنیا میں ہر ایک مجرم کو فیصلے بلکہ نتیجہ اپیل کے وقت تک اپنی برات
کی امید لگی رہتی ہے اور یہی امید اس کو مزید فراغ سے ارتکاب سے روکتی ہے طیش میں آکر ایک غضبناک انسان دوسرے
کو قتل کرتا ہے مگر اس کیساتھ اسکے روکنے کا ایک ہجوم ہوتا ہے کہ شاید قتل کا ثبوت نہ پہنچے شاید وکیلوں کی جرح ثبوت
کی شہادتوں کو نکما کر دے شاید ترحم خسروانہ کے سلسلہ میں میرے اس جرم سے درگزر کیجائے شاید
کوئی اور صورت رہائی کی نکل آئے شاید مجھے بھاگ کر جان بچانیکا موقع مل سکے یہ امیدیں اس کو ایک قتل
کے بعد دوسرے اور قتل کرنے سے روک دیتی ہیں لیکن اگر وہ قتل کے ساتھ ہی اپنی رہائی سے بالکل
مایوس ہو جائے اور خفیف سی کوئی امید بھی باقی نہ رہے اور یقین کامل ہو کہ اس کو ضرور پھانسی لگے گی تو
وہ جہانتک ہو سکے اپنے اور دشمنوں پر بھی ہاتھ صاف کرتا چلا جائے اور یہ سوچے کہ میری جان
تو اب بچے ہی گی نہیں تو اب میں کسی کے ساتھ کیوں رعایت کروں۔

اطلاع

[illegible] باعث [illegible] مقتدائے اہل یقین یعنی مولوی حاجی شاہ محمد رکن الدین [illegible] مصنف مشہور و معروف رسالہائے رکن دین [illegible] نے کیسا زبردست [illegible] کتب اردو زبان میں تصنیف فرما کر چھپایا ہے اور آپکا سوال و جواب طرز بیان [illegible] خیال سے کہ پیروان طریقت کو اسکے حاصل کرنے میں سہولت [illegible] ہم نے بھی ان کا اپنے ہاں خاص طور سے انتظام کیا ہے [illegible] زیادہ تر نفع مقصود نہیں ہے بلکہ دراصل اشاعت حق منظور ہے۔ کوئی کتب [illegible] مقبول عام تصنیفات سے خالی نہیں ہونا چاہیئے۔

(۱) رسالہ [illegible] اردو زبان میں پہلی کتاب ہے جس میں ہر ایک مسئلہ بطور سوال و جواب [illegible] یکساں مفید ہے قیمت بلا جلد ۱۲؍ مجلد [illegible]

(۲) [illegible] اہل سنت و جماعت کے بیان میں [illegible] اس زمانہ پر فتن میں ایسی ہی کتاب سے [illegible] جب تک عقائد درست نہوں۔ کوئی اعمال مقبول نہ ہوگا [illegible] بطور سوال و جواب [illegible] رکھنے کے قابل قیمت بلا جلد [illegible]

(۳) [illegible] شریف کا ایک قابل قدر مجموعہ ہے جس میں ہر مسلمان کو کم از کم [illegible] گروہ علماء میں محشور کیا جائے گا۔ اس ثواب کو بسہولت تمام [illegible] مسلمین کے واسطے یہ رسالہ لکھا گیا قیمت صرف ۲؍

(۴) رسالہ مولود [illegible] شریف حضرت ختم المرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم۔ مزین بہ نظم [illegible] قیمت بلا جلد ۱۲؍ مجلد عہ؍

(۵) رسالہ [illegible] کے متعلق مجرب اور مفید نسخہ جات معالجات عملیات کا ایک [illegible] بلا جلد [illegible] صرف۔

(۶) [illegible] حضور قلب کیساتھ نماز پڑھنے کے طریقے اور ہر منزل کی نمازیں درج ہیں [illegible] بطور سوال و جواب اسکو رسالہ رکن دین کا تکملہ کہنا چاہئے۔ قیمت ۳؍

کتب ذیل اور رد وہابیہ کی دیگر کتابیں دفتر السواد الاعظم سے طلب فرمائیے

انوار ساطعہ یہ وہ کتاب ہے جس نے وہابیوں کی مدت ہائے دراز کی محنتوں کو خاک میں ملا دیا اور فاتحہ سوم چہلم اس گیارہویں شریف میلاد شریف قیام نعت خوانی ملکر پڑھنا شیرینی تقسیم کرنا وغیرہ تمام مسائل کے ایسے زبردست ثبوت دیے جس نے وہابیہ کو عاجز کر دیا اور کوئی جواب اُن سے نہ بن پڑا۔ براہین قاطعہ میں انھوں نے جو عرقریزی اور محنت اٹھائی تھی اس کتاب کے طبع ہونے کے بعد میں اس سب کی دھجیاں اڑا دیئے زبان نہایت سہل طرز بیان دلنشین دلائل قوی ہزارہا وہابی اس کتاب کو پڑھکر سنی ہوگئے جس شخص کے پاس یہ کتاب ہو وہابی اُس سے گفتگو نہیں کرسکتا۔ مسائل مذکورہ کے سوا علم غیب وغیرہ کے مسائل بھی خوب بیان کئے ہیں۔ حضرت مولانا مولوی عبد السمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ عرب و عجم کے کثیر التعداد علماء و فضلاء نے اس کتاب کو پسند کیا ہے اور اسکی بہت تعریفیں کی ہیں عجیب نعمت ہے رف کاغذ پر چھپی ہے حجم ۲۰۵ صفحے ہے قیمت ایک روپیہ جلد طلب فرمائیے کم تعداد میں باقی رہ گئی ہے

العقائد عقائد کے بیان میں۔ حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم کا یہ ایک تازہ رسالہ ہے جو تبلیغی مدارس کے لئے نہایت سہل زبان میں تصنیف کیا ہے کہ بچے اور بچیاں آسانی سے سمجھ سکیں۔ ہر مسلمان مرد و عورت کو اس کا پڑھنا اور سننا ضروری ہے۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ اس کو کثیر تعداد میں خرید کر غریبوں میں مفت تقسیم کیا جائے اور انجمن تبلیغ مدرسہ اہل سنت و جماعت کی طرف سے بہت تقسیم کی گئی ہے۔ قیمت ۲ر

ابتدائی کتاب مدرسہ اہل سنت و جماعت مراد آباد کے ملحقہ مدارس کی ابتدائی جماعتوں کے لئے حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم نے بجائے قاعدہ کے یہ کتاب تصنیف کی ہے اگر بچوں کو بسم اللہ کرتے ہی یہ کتاب پڑھا دی جائے تو اس ایک ہی کتاب سے اُن کو اتنی قوت ہوجائیگی کہ وہ قرآن شریف بھی پڑھ سکیں۔ اردو کی کتابیں بھی پڑھ سکیں حساب بھی شروع کر سکیں اوزان اور رقموں کو پہچان جائیں۔ پیسہ آنہ پائی بھی لکھنے لگیں کسی اور دوسرے قاعدے سے اتنا فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ تمام مدارس میں ابتدائی جماعتوں کو یہ کتاب پڑھائی جائے تو بہت مناسب ہو۔ قیمت ایک آنہ

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ یہ وہ بے نظیر و بے مثل کتاب ہے جسے زمانہ زمانے سے تلاش کرتا تھا اور ڈھونڈھی نہ ملتی تھی اس کتاب نے مخالفین کے چھکے چھڑا دیئے ہوش اڑا دیئے قلم توڑ دیئے دل مجروح کر دیئے۔ حضور اقدس نبی اکرم سرور مصور جان مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اولین و آخرین کے اثبات میں وہ دلائل و براہین قائم فرمائے کہ مخالف کو جائے دم زدن باقی نہ رہی مخالفین کے تمام رسائل جمع کر کے جملہ اعتراضات کے شافی و وافی مکمل جواب دیے گئے ہیں اس کتاب کے بعد کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی تصنیف لطیف حضرت صدر الافاضل دامت برکاتہم۔ قیمت علاوہ محصولڈاک ایک روپیہ

عمر نعیمی چشتی حسن خاں مرادآباد

رجسٹرڈ نمبر اے ۱۹۲۱

قاضی محمد شوکت حسین صاحب خان بہادر
رئیس اعظم مرادآباد
Moradaba



السواد الاعظم

فہرست مضامین ماہ ذیقعدہ و ذوالحجہ [illegible]ھ

ناظرین کرام

[illegible] الاعظم کی مفید خلق زندگی میں پرخطر زمانہ [illegible] ضروری ہے [illegible] بیان نہیں۔ مگر [illegible] وقت معین پر شائع نہ ہونا مجھے بہت گراں ہے۔ اور ناظرین [illegible] تکلیف اس کے انتظار میں ہوتی ہے اور تاکیدی خطوط دفتر میں پہنچتے ہیں وہ اور زیادہ شاق گزرتے [illegible] باعث رسالہ کی حقیر قیمت سالانہ کا [illegible] نہ ہونا ہے۔ اس لئے گذارش ہے کہ قیمت سالانہ جلد از جلد ارسال فرمائیے [illegible] کا نصف حصہ گذر چکا۔

ماہ گذشتہ دفتر میں کثیر رسالے واپس آئے [illegible] پر نام [illegible] گئی تھی اور یہی باعث ہے کہ وہ خریداران تک نہ پہنچے اور دفتر میں واپس آگئے [illegible] لئے گذارش ہے کہ جن حضرات کو رسالہ نہ ملا ہو وہ دفتر سے دوبارہ طلب فرمالیں۔

(مدیر)

مناجات

حضرت صدر الافاضل قبلہ دامت برکاتہم نظم سے بہت کم اشتغال فرماتے ہیں مگر یہ نظم جو پیش کیجاتی ہے ایک وعظ کے آغاز میں ایک مصرعہ زبان مبارک پر آیا اس کو پڑھکر سنایا اتنے میں دوسرا مصرعہ موزوں ہوگیا اس طرح یہ نظم ایک معتد بہ حد تک پہنچ گئی اور مجمع میں کسی کو محسوس ہوا کہ ذہن صائب فی الحال اشعار پیدا کر رہا ہے اور طبع فیاض ان جواہر گرانمایہ کے ساتھ جود فرما رہی ہے۔ میں اپنے احباب کے لئے اس مبارک مناجات کو بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں

(عمر نعیمی)

کھول دو سینہ مرا فاتح مکہ آ کر
کعبۂ دل سے صنم کھینچ کے کر دو باہر
پردے غفلت کے لگا ہوئے اٹھا دیکھو
مجھ سیاہ کار پہ فرما دو عنایت کی نظر

نور ایماں سے مرا سینہ منور کر دو
دل میں عشق رخ پر نور کا جذبہ بھر دو

دل تاریک کرم ہو تو مجلے ہو جائے
تیرہ آئینہ توجہ سے مصفیٰ ہو جائے
سینہ انوار گہ جلوۂ مولا ہو جائے
دل میں تم آؤ تو دل عرش معلےٰ ہو جائے

نور ایماں سے مرا سینہ منور کر دو
دل میں عشق رخ پر نور کا جذبہ بھر دو

دل میں حرص و ہوس خواہش دنیا نہ رہے
آپکا عشق رہے غیر کا خطرہ نہ رہے
آپکی یاد ہو سر میں کوئی سودا نہ رہے
دل مدینہ بہ رہے اور دیر و کلیسا نہ رہے

نور ایماں سے مرا سینہ منور کر دو
دل میں عشق رخ پر نور کا جذبہ بھر دو

جلوہ فرمائیے قالب میں مرے جاں ہو کر
سلطنت کیجئے اس جسم میں سلطاں ہو کر
آپ میں ہو کے فنا آپ پہ قرباں ہو کر
قدسیوں کو بھی تو دکھلا دوں میں انساں ہو کر

نور ایماں سے مرا سینہ منور کر دو
دل میں عشق رخ پر نور کا جذبہ بھر دو

بندۂ درگہ عالی یہ نعیم بے کس
شامت نفس سے ہے آہ گرفتار ہوس
کیجئے اُس کو رہا توڑئیے سب بند قفس
ورد لب تا دم آخر رہے نام اقدس

نور ایماں سے مرا سینہ منور کر دو — دل میں عشق رخ پر نور کا جذبہ بھر دو

کانگریس اور مسلمان

آج کانگریس اور گاندھی کی سرگرمیوں کا ملک میں عام شہرہ ہے۔ اخبار انھیں خبروں سے بھرے نکلتے ہیں ہر مجلس بزم میں ہر کوچہ و بازار میں اسی کا چرچا ہے۔ ہمارے پاس روزانہ بکثرت استفتا و استفسار پہنچتے ہیں کہ مسلمان کانگریس کی تحریکوں پر عمل کریں یا نہیں۔ بہت اصحاب کو جواب دیے گئے مگر چونکہ سوال اس قدر عام ہو گیا ہر حصہ ملک کے مسلمان اس کو دریافت کرنا چاہتے ہیں [illegible] جا سکتے ہیں لہٰذا السواد الاعظم کے ذریعہ سے [illegible]

کانگریس کا [illegible] مقصد کے لیے ہر طرح کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہے [illegible] حکومت کے خلاف [illegible] بند کر دیا [illegible] ہم بلحاظ اپنی دولت و تعداد اور اتفاق اتحاد کے خیال کرتی [illegible] حکومت کا مقابلہ کرے [illegible] حاصل ہے [illegible] جد و جہد میں کامیاب ہوگی۔ تمام [illegible] یقین ہے کہ [illegible] حکومت انکے ہاتھ میں آجائے گی اور ہندوستان کی سرزمین [illegible] ہندو راج ہوگا [illegible] سوراج کہتے ہیں [illegible]

[illegible] اظہار کرتے ہیں مگر انھیں یقین ہے کہ انکو ضرور کشت و خون کرنا پڑیگا ہندوؤں [illegible] خیال ہر ہیں خواہ انکا گورنمنٹ سے سیاسی تعلق [illegible]

[illegible] ہندوؤں کو یہ خیال [illegible] کامیاب ہو سکتے ہیں یا نہیں [illegible]

[illegible] مسلمانوں کو کانگریس کے ساتھ [illegible] اور انکے [illegible] ہندوؤں [illegible]

اس سوال کے جواب [illegible] مشکل نہیں [illegible] اگر آپ [illegible] خیالات خالی کر کے صرف اپنی فکر سے کام لیں تو [illegible] اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کو [illegible] ہندوؤں کی شرکت کچھ ضروری نہیں ہے۔ اور [illegible]

[illegible] اگر مسلمان [illegible] ہندوؤں کی شرکت کریں تو اس کا نتیجہ ہوگا کہ ہندو انھیں انگریزوں سے

مٹا کر برباد کر دیں گے اُنکے لئے یہ بھی سوراج ہے۔ ایک دشمن ہلاک ہوا تو مُراد حاصل ہے پھر انگریزوں سے یارانہ کر لیں گے خلافت کمیٹی کے زمانہ میں اسکا تجربہ ہو چکا ہے۔

تیسرا سوال یہ کہ مسلمانوں کو ہندوؤں سے کیا توقعات ہیں اسکا جواب اس سے ظاہر ہے کہ جو قوم بدیشی اور غیر ملکی ہونے کی بنا پر حکمران قوم کو بھی ملک بدر کرنے پر تلی ہوئی ہے اور اپنی محکومی اور کمزوری کے باوجود اس خیال میں پختہ ہے [illegible] کو ملک سے باہر کر دیا جائے وہ حکومت و اقتدار حاصل کر کے مسلمانوں کو ایک لمحہ کے لئے بھی ہندوستان میں رہنے دیگی۔ [illegible] مسلمان ہندوستان سے چلے جائیں یا ہندو [illegible] شدھی کی تحریک کا یہی منشا ہے۔

مسلمانوں نے اپنے عہد حکومت میں ہمیشہ ہندوؤں کے ساتھ فیاضانہ احکام کئے اور انکی عنایت و کرم کے ناقابل انکار ثبوت آج سرزمین ہند میں شاہان اسلام کی ہندو نوازی کی شہادت دے رہے ہیں لیکن ہندو ہمیشہ ان سے برسر پیکار رہے [illegible] کم ہوا۔

خلافت کمیٹی کے زمانہ میں مسلمانوں نے ہندوؤں کے اشاروں پر جان نثار کیا [illegible] مگر ہندوؤں کی طرف سے جو سلوک ہوئے وہ آرہ [illegible] کٹار پور وغیرہ کے واقعات سے ظاہر ہے ہندوؤں کی نسبت یہ خیال کرنا [illegible] مسلمانوں کی طرف سے [illegible] واقعات [illegible] خیال خام ہے ہندو اپنا دھرم تو [illegible] بتاتے ہیں لیکن مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہیں۔

انگریز کافر ہیں مسلمان نہیں [illegible] لیکن انھیں گائے کی قربانی سے چڑ نہیں ہے اور وہ ایک گائے کے بدلے صدہا مسلمانوں کے خون بہانے کا جذبہ اپنے دلمیں نہیں رکھتے مسجدوں کے سامنے باجے بجانے اور شور و غل مچا کر عبادت میں خلل انداز ہونے کی انھیں عادت نہیں مسجدوں کو ڈھانے آگ لگانے نمازیوں کو مارنے اور ایذا دینے کے وہ خوگر نہیں ہیں تعزیہ سے انکے چوٹ نہیں لگتی غرض مسلمانوں کے مذہبی امور اور رسم ہندو قوم کے لئے ناقابل برداشت ہیں اور وہ کسی طرح انپر صبر نہیں کر سکتے اس حالت میں کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ انکے ساتھ اتحاد و اتفاق ممکن ہے مسلمان انکے ساتھ سب کچھ مہربانی کر سکتے ہیں لیکن انکی ایذا رساں طبیعت نہیں بدلی جا سکتی ہندوؤں کے مظالم کی داستانیں بہت طویل ہیں اور سالہا سال تک وہ مسلمانوں کو لوٹتے اور مارتے رہے ہیں لیکن علمبرداران اتحاد لیڈروں میں سے کسی نے انکے ظالمانہ حرکات پر اظہار نفرت تک نہیں کیا بلکہ بجائے اس کے عام جلسوں میں اشتعال انگیز تقریریں کیں ہندوؤں کو ابھارا ان سے کہا تم بہادر ہو قوی ہو۔ عورتیں چھری پاس رکھیں ان سب سے بڑھکر یہ ستم ہے کہ بندگان دین پیشوایان اسلام اور ان سب کے آقا حضور پُرنور سیدنا نبینا صلی اللہ

تعالےٰ علیہ وسلم کی شان عالی میں ہندو اخبارات ورسائل سخت اور شنیع گستاخیاں و بے باکیاں کرتے رہے جس سے مسلمانوں کے قلب و جگر پارہ پارہ ہو گئے مگر کسی ایک ایڈیٹر نے اُف تک نہ کی اور ان کمینہ حرکات پر ملامت نہ کی ان حالات میں ہندوؤں کے ساتھ اتحاد واتفاق کا خیال جنون نہیں تو کہاں کی دانائی ہے خدانخواستہ اگر ہندوؤں کو سوراج ملجائے تو ایک دن بھی وہ مسلمانوں کو ہندوستان میں نہ ٹھہرنے دیں گے اور کسی مسجد کا نام ونشان سرزمین ہند میں باقی نہ چھوڑیں گے۔ مسلمانوں کو اسکا تجربہ ہو چکا ہے اور وہ ہندوؤں کی ذہنیت سے پوری طرح باخبر ہیں اس لیئے کانگریس کے ساتھ انہوں نے اشتراک عمل نہیں کیا اور تمام ہندوستان کے مسلمان اس تحریک سے علیحدہ ہیں معدودے چند اشخاص غلط فہمی یا کسی اثر کا شکار ہو گئے ہیں انکی شرکت مسلمانوں کی شرکت نہیں سمجھی جا سکتی مگر ہمیں اُن سے بھی عرض کرنا ہے کہ وہ ٹھنڈے دل سے غور کریں فکر سے کام لیں اور مسلمانوں کی جمہوریت سے علیحدہ نہوں ہندوؤں کی ذہنیت پر نظر ڈالیں اور میٹھی میٹھی چکنی چپڑی باتوں میں نہ آئیں اس قوم نے کبھی وفا نہیں کی ہے اور اس سے وفا کی اُمید خیال خام ہے۔ یہ تو واقعات کی بنا پر گزارش کیا گیا اور نہ ٹلنے والی بات تو یہ ہے جو قرآن حکیم میں ارشاد فرمادی گئی لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ الآیہ لہذا کانگریس کی شرکت اور ہندوؤں کے ساتھ ضم ہونا مسلمانوں کے لیئے عقلاً وشرعاً ہر طرح ناروا ہے۔

مسلمان اپنی درستی کریں

کانگریس میں ضم ہونے اور ہندوؤں کے اشاروں پر خردانہ کار بند ہونے کی بجائے مسلمانوں پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنی کمزوریاں دور کریں اور اپنی حالت درست کرنے میں مصروف ہوں ہندوؤں کی قوت درست ہے انتظام استوار ہے ان کا سرمایہ فراواں ہے جماعت متحد الخیال ہے اُن کی بقا خطرہ میں نہیں ہے ہر طرح کا سامان آسائش ضرورت سے بدرجہا زیادہ ہے وہ اگر دوسری طرف نظر کریں تو اسقدر بعید از عقل نہیں ہے جتنا ہمارا اپنی حالت کو فراموش کرکے کسی اور طرف متوجہ ہو جانا یہاں اپنی جان کے لالے پڑے ہیں اپنی بقا خطرہ میں ہے بزرگوں کی چھوڑی ہوئی جاگیریں قبضہ سے نکل گئیں رہنے کے لیئے جھونپڑا بھی میسر نہیں جو ہے وہ کسی مہاجن کے پاس مکفول ہے۔ تجارتیں ہمارے ہاتھ میں نہیں ملازمتیں ہمیں نہیں ملتیں پیشوں سے ہمکو عار رہی ہے اور بے ہنری بے روزگاری۔ افلاس قرضداری۔ ہماری جاگیروں پر تو ہندو پہلے ہی قابض ہو گئے تھے لیکن اب ہماری رائے پر اور ہمارے عمل پر بھی انکو قبضہ حاصل ہو گیا ہے بہت سے مسلمانوں کو قرضہ کے دباؤ سے رائے بدلنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ بھائی کے

قابل بھائی اب اوقات ایسی ہی مجبوریوں میں شہادت دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں حالت ایسی ہو گئی ہے کہ ہندو اپنی چھری ہمیشہ مسلمانوں کو ہمارے ہی ہاتھوں سے ذبح کرا لیتے ہیں اور انکے اتنے دباؤ ہیں کہ ہر ایک معاملہ میں ہم میں سے ہمارے بدخواہ ساتھی پیدا کر لیتے ہیں الیکشنوں میں بہت دفعہ مسلمانوں کو ہندوؤں کی مرضی کے مطابق اپنی منشاء کے خلاف رائے دینا پڑتی ہے۔ اس زبوں حالت میں مسلمان کسطرح زندہ رہیں گے ترقی کی منزل تو بہت دور ہے یہاں اپنی بقا ہی سخت خطرہ میں پڑی ہوئی ہے اور اسپر ستم یہ کہ اپنے ضعف و کمزوری کا اپنی مجبوری و لاچاری کا اپنی بے زری و ناداری کا مطلق احساس نہیں دوسرے ملکوں کا انتظام کرنے کیلئے [illegible] ہو جاتے ہیں اور اپنے گھر کی گتھیاں سلجھانے نہیں سمجھتے زمینیں قریب قریب کل مسلمانوں کے قبضہ سے نکل چکی ہیں اور ہندوستان کے باشندہ کی حیثیت مسلمان کھو بیٹھے ہیں اب اسوقت محض ایک کرایہ دار یا سرائے کے مسافر کی سی حیثیت باقی رہ گئی ہے مسلمان ان حالات کا احساس کریں اور جلد تر اپنی حالت درست کرنے کی طرف متوجہ ہوں دوسرے تمام مشاغل ترک کر دیں ذرائع معاش پیدا کریں اور بے روزگار بھائیوں کے لئے کارآمد تدابیر سوچیں اور عمل میں لائیں اپنے خرچ آمدنی سے گھٹائیں تمام فضول مصارف قطعاً ترک کر دیں کھیل اور تماشے میں روپیہ ضائع کرنا موقوف سگریٹ موقوف چا موقوف ہر وہ چیز موقوف جو حاجت سے زائد ہے اور جس کے بغیر زندگی گزارنا دشوار نہیں جسطرح ممکن ہو قرض ادا کریں ایک دوسرے کو ادائے قرض میں مدد دیں یہ اسیروں کی رہائی ہے۔ مردہ قومیت کے لئے جان بخشی ہے اگر تمام دماغ جو مختلف افکار میں آوارہ و پریشان رہا کرتے ہیں اسطرف متوجہ ہو جائیں اور سارے ہی خواہان قوم مسلمانوں کی حالت درست کرنے میں مصروف عمل ہوں تو وہ دن دور نہیں کہ مسلمانوں کا شمار بھی زندہ قوموں میں ہو اور دنیا کی قومیں خود بخود انکا اعزاز و وقار تسلیم کریں علماء مشائخ اور تمام خیرخواہان قوم اس مدعا پر خامہ فرسائی کریں اہل زبان تقریروں سے مسلمانوں میں جذبۂ عمل پیدا کریں اور ایک عرصہ کے لئے تمام جد و جہد کا مرکز اپنی درستی اور ضائع شدہ طاقت کا استرداد ہو۔ ہمیں افسوس ہے مسلمانوں نے بڑے بڑے کام کئے لیڈروں نے بڑی ہلچل مچائی دنیائے اسلام میں بارہا تلاطم پیدا ہوئے مگر رہنماؤں نے اس مقصد پر زور نہ دیا اور کبھی سرگرم عمل نہ ہوئے کاش اب بھی احساس کریں۔

مسئلہ وقف

اوقاف کی نگرانی و حفاظت کے لئے ایک کمیٹی شہر بشہر دورہ کر رہی ہے اس کے پریزیڈنٹ ہائی کورٹ الہ آباد کے ایک مسلمان جج ہیں اور اس کے اراکین بیشتر لیجسلیٹو کونسل کے ممبر ہیں اس کمیٹی کا منشاء یہ ہے کہ وہ اوقاف کی نگرانی و حفاظت

کے متعلق کوئی قانون بنائے اور ایک نیا نظام مرتب کرے افسوس ہے کہ اس کمیٹی میں جہاں تک ہمیں علم ہے کوئی مستند عالم نہیں باوجودیکہ مسئلہ کا پورا تعلق دین سے ہے شرعی احکام کے نہ جاننے والے قانون شریعت کی کس طرح محافظت کر سکیں گے۔ ایسی ہی کمیٹیوں کا نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ ایسے قوانین پاس کر دیتی ہیں جو شریعت کے خلاف ہوتے ہیں اور پاس ہونے کے بعد تمام عالم اسلام پریشان ہوتا ہے۔ ہر طرف سے مخالفت کی آوازیں اٹھتی ہیں ریزولیوشن پاس کیے جاتے ہیں اگر پہلے ہی سے ان کمیٹیوں میں علمائے دین کی اکثریت ہو اور مذہبی امور کے تحفظ کا ہر طرح لحاظ کیا جائے تو ایسے افسوسناک نتائج نہ آئیں ہم علمائے اسلام سے بھی یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس کمیٹی کی کارروائیوں پر غائر نظر ڈالیں اور کمیٹی کو مطلع کر دیں کہ وہ وقف کے متعلق دینی امور میں علمائے دین سے پورے طور پر واقفیت حاصل کریں اور جو تجویزیں ان کے خیال میں آئیں ان پر کافی غور و خوض کرنے کے لیے علماء کو موقع دیں اور ملک کے مشہور علماء کی تائید حاصل کریں اگر انہوں نے ایسا نہ کیا اور قانون شریعت سے ہٹ کر کیا تو مسلمان ہرگز اس کو منظور نہ کریں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ علماء کو وقف کمیٹی سے اس کی ابتدائی تمام کارروائیاں طلب کرنی چاہئیں اور فوراً وقف کمیٹی کو چاہیے کہ وہ اپنی کارروائی سے علماء کو مطلع کرے اوقاف کے لیے کوئی ایسا نظم بنانا شرعاً جائز نہ ہوگا جس سے ابطال تولیت لازم آئے واقفوں کی منشاء کی مخالفت ہوتی ہو کمیٹی کو بھی اس کا لحاظ لازم ہے اور اگر کبھی اسی وقت اس کی خبر گیری لازم اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بعض متولی وقف کے اموال کو اس کے مصارف میں نہیں صرف کرتے اور وہ اپنی خدمت دیانت داری کے ساتھ انجام نہیں دیتے لیکن اس طرز عمل سے وہ اشخاص قابل گرفت مستحق سزا ہیں نہ یہ کہ منصب تولیت کو باطل کیا جائے۔ اگر متولی نالائق ہو غیر دیانت دار ہو تو اس کو ہٹا کر دوسرا متولی مقرر کر دیا جائے۔ تمام محکموں میں جملہ اہلکار معصوم و بے گناہ نہیں ہوتے ہیں لیکن اگر اہلکاروں کی غلطی ثابت ہو تو اس سے وہ عہدے توڑ دینا اور منصب نیست و نابود کر دینا کون سی عقل و دانائی ہے۔ متولی کی جگہ کوئی جماعت یا دوسرا شخص نگراں مقرر کیا جائے اور اس سے بھی خیانت سرزد ہو تو کیا وہ کمیٹی توڑ دی جائے گی یا نگراں کا عہدہ ہی اٹھا دیا جائے گا۔ خلاصہ یہ کہ تولیت ایک منصب ہے جو شریعت نے مقرر فرمایا اس کے حقوق کا ابطال شریعت میں دست اندازی ہوگی نیز واقف جو اپنی جائداد کا مستقل مالک تھا وقف کرتے وقت اپنی اولاد یا اقارب کو متولی بناتا ہے اور انہیں سے کسی متولی کے نااہل ثابت ہونے پر شرط کرتا ہے کہ اسی کے خاندان کا کوئی دوسرا شخص متولی بنا دیا جائے اگر تولیت توڑ دی جائیگی تو واقف کے منشاء کی مخالفت ہوگی اور جو اپنی جائداد وقف کی ہے اس کے جائز حقدار اس کو ہاتھ لگانے سے بھی محروم ہو جائیں گے۔

اشد العقاب

علی

کشف الحجاب

(گزشتہ سے پیوستہ)

بالجملہ ماہ نیم ماہ و مہر نیم روز کی طرح ظاہر و زاہر کہ اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسمٰعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم اور بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام واصحاب فتویٰ اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد و کافر باجماع ائمہ ان سب پر اپنی تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع اور از سر نو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض و واجب اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم اسی رسالۂ مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ اس طائفہ خائفہ خصوصاً انکے پیشوا کا حال مثل یزید پلید علیہ ما علیہ ہے کہ محتاطین نے انکی تکفیر سے سکوت پسند کیا مسلمانو! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حرمت پر مٹ جانے والو! اب تو آپ پر واضح ہوگیا ہوگا کہ مجیب صاحب نے کیسا جیتا جاگتا افترا امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیا ہے اور اسی افترا کی بنا پر حکم صادر فرمایا کہ کسی معتقد اعلیحضرت کو ہرگز ہرگز روا نہیں کہ خواہ مخواہ مضامین شنیعہ کو شہید مرحوم کی طرف منسوب کرے۔ جناب آپ کو لزوم و التزام میں فرق نہیں۔ اقوال کا کلمات کفریہ ہونا اور بات ہے اور قائل کو کافر مان لینا اور بات ہے سکوت کے یہ معنی نہیں کہ یہ کلمات کفریہ امام الوہابیہ کے نہیں نکلے جو آپ نے سنیوں کو نصیحت فرمائی کہ دہلوی صاحب کی طرف ان مضامین شنیعہ کی نسبت نہ کریں۔

(۶) مجیب صاحب کے چھٹے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ایصال ثواب تو جائز مگر تعین وقت بدعت و حرام ہے اس جگہ پر ہم اعلیحضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ متعلق سوم نقل کر دینا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ اہلسنت کا اس مسئلہ میں کیا مسلک ہے۔

مسئلہ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میت کے تیسرے دن مسلمانوں کو جمع ہو کر قرآن مجید و کلمہ طیب پڑھ کر اور چنوں وغیرہ پر کچھ پڑھکر تقسیم کرنا جسے سوم یا تیجا کہتے ہیں جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب - صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ نیک اعمال کا ثواب مردہ کو پہنچتا ہے اور یہ بھی حدیثوں میں آیا ہے کہ وہ ثواب پا کر خوش ہوتا ہے اور ثواب بھیجنے کا منتظر رہتا ہے تو قرآن شریف و کلمۂ طیبہ پڑھکر ثواب پہنچانا اچھی بات ہے اور تیسرے دن کی خصوصیت بھی مصالح عرفیہ شرعیہ کی بنا پر ہے اس میں بھی حرج نہیں حدیث میں ہے صیام السبت لا لک ولا علیک اور جو کچھ تقسیم کیا جائے محتاجوں کو دیا جائے کہ یہ بھی ثواب کی بات ہے۔ غنی لوگ اس میں سے نہ لیں باقی جو بیہودہ باتیں لوگوں نے نکالی ہیں مثلاً اس پر شادی کے سے تکلف

کرنا عبث ہے ... جانا یہ باتیں بیجا ہیں اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ ثواب تیسرے ہی کو پہنچتا ہے یا اُس دن زیادہ پہنچے گا اور روز کم تو یہ عقیدہ بھی اسکا غلط ہے اسی طرح چنوں کی کوئی ضرورت نہیں نہ چنے بانٹنے کے سبب کوئی برائی پیدا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس فتوائے مبارکہ سے شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کی عبارت کا مطلب بھی جس کو مجیب نے نقل کیا ہے صاف صاف عیاں ہے کہ تیسرے دن کی خصوصیت کہ ثواب اُسی دن پہنچتا ہے یا اس دن زیادہ پہنچے گا اور روز کم تو یہ عقیدہ غلط ہے۔ اسی کو شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بدعت فرماتے ہیں نہ کہ تعیّن وقت ہی کو بدعت ٹھہراتے ہیں جیسا کہ مجیب صاحب نے سمجھ رکھا ہے اور شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اُس قسم کی تخصیص و تعیین کو جس کا ذکر مسئلہ کرنا بالا فتوے میں ہے کیا منکر بدعت فرماتے کہ اس کا متعدد اسنادات سے ثبوت دیتے ہیں

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین ہر سال کے سرے پر شہدائے احد کی قبور پر تشریف لیجاتے اور سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار فرماتے۔ ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال احد شریف تشریف لیجاتے اور جب گھاٹیاں سامنے آتیں قبور شہدا کو سلام کرتے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار فرماتے یعنی سلامتی ہو تم پر اسکے بدلے کہ تم نے صبر کیا پس کیا اچھا ہے عاقبت کا گھر۔ اور خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بھی ایسا ہی کرتے۔

تعیین اور تخصیص دو طرح کی ہوتی ہے۔ شرعی۔ عادی۔ اول وہ کہ شرع مطہر نے خود کسی کام کے لئے کسی وقت کو خاص کر دیا ہو کہ اُسکے سوا کسی دوسرے وقت میں نہ ہو سکے جیسے ایام نحر اضحیہ کے لئے کہ اُس سے تقدیم و تاخیر درست نہیں یا اسقدر ثواب کہ اس وقت میں ہے دوسرے وقت میں نہیں جیسے ثلث لیل عشا کے لئے۔ دوم یہ کہ از جانب شرع اطلاق ہو جب چاہیں بجا لائیں کسی وقت گناہ نہیں ہر وقت جائز ہے جیسے ایصال ثواب کہ روز ولادت اور روز وفات یا جس دن کرے ہر روز درست ہے مگر جب خارج میں اسکا وجود ہوگا کسی زمانہ میں کسی ہیئت خاص ہی کے ساتھ ہوگا کہ مطلق من حیث ہو بلا تعیین و تخصیص خارج میں موجود نہیں ہو سکتا۔ پس عرس ہو یا دہم۔ سوم۔ چہلم جو کچھ بھی ہوگا ضرور کسی ہیئت خاص تعیین و تخصیص ہی کے ساتھ ہوگا۔ اگرچہ یہ تعیین ایک ہفتہ ایک ماہ قبل کیا جائے یا یہ فعل اضطراری ہے کہ بلا ارادہ تخصیص و تعیین لوگ جمع ہو جائینگے۔ اور فاتحہ درود ہونے لگے گی۔ جب امر اختیاری ہے تو انتظام کے لئے تعیین یوم و تخصیص تاریخ ضروری ہے آخر اپنے مدرسہ دیوبند کے لئے کوئی فتویٰ نہ دیا کہ طریقۂ معینہ مدرسہ ہذا کا طریقہ سنت کے خلاف ہے لہٰذا بدعت ہوا اور ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت فی النار ہے اور بلا تعیّن اوقات مدرسہ و افعال مدرسین و احکام متنظمین درست ہے یا اس کے لئے کوئی خاص حکم آیا ہے کہ (۱) ۲۳ ذی الحجہ ۷ بجے صبح سے تقسیم انعام کا جلسہ منعقد ہو۔ (۲) طلبۂ قرات خوان کی شیرینی کے لئے ۵۰ روپیہ مدرسہ دے اور دو روپیہ فلاں صاحب (۳) دس دس بارہ بارہ روپیہ کے وظائف ایک مدت معینہ کے واسطے [illegible] انٹرنس پاس طلبا کو دئے جائیں (۴) ہر سال کم از کم ایک دفعہ عام ممبران مدرسہ کا اجتماع ضروری ہے (۵) اہل شوریٰ ایسے ہوں کہ ان کو شریک ہونے کا حتی الوسع التزام و اہتمام ہو (۶) وقت درس موسم سرما میں ۷ بجے سے ۱۱ بجے تک اور

۲ بجے سے چار بجے تک اور موسم گرما میں ۶ بجے سے ۱۱ بجے اور ۳ بجے سے ۔ بجے تک ہوں ۔ (۷) پابندی وقت جملہ طلبا کو ضروری (۸) امتحان سالانہ کے لئے شعبان کی تعیین ہو (۹) مدرسہ کی تعطیل کے واسطے ۲۵ شعبان سے ۳ شوال کا تعیین ہو (۱۰) عربی خواندگی کی آٹھ جماعتیں ہوں اور ہر سال مقررہ مندرجہ نقشہ کی خواندگی ضرور پوری ہوجائے ۔ کیا یہ تعجب خیز بات نہیں کہ یہ سب تخصیص و تعیین تو جائز اور ایصال ثواب کا کسی تعیین کے ساتھ ہونا بدعت و حرام ۔ مجیب صاحب بتائیں کہ ان دونوں میں فرق کیا ہے

مسلمانو ۔ وہابیہ کے سامنے دلائل کا پیش کرنا بالکل فضول ہے مگر میں تم کو وہ بتاؤں جس سے ایمان تازہ ہو سنو ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد قبا تشریف لیجانے کو یوم شنبہ معین فرمایا بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یأتی مسجد قباء کل سبت ماشیا وراکبا روزہ شکر ولادت و رسالت کو یوم دوشنبہ مقرر فرمایا ۔ مسلم شریف میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قال سئل رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت و فیہ انزل علی ای فاصوموا شکرا لہما تین النعمتین سفر جہاد کے لئے روز پنجشنبہ کی تعیین فرمائی کما فی الصحیح البخاری عن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال قلما کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یخرج اذا خرج فی سفر الا یوم الخمیس انہیں سے ہے ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خرج یوم الخمیس فی غزوۃ تبوک وکان یحب ان یخرج یوم الخمیس ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعظ و تذکیر کے لئے اسی دن کو مقرر فرمایا ۔ علما نے بدایت درس کے لئے روز چہارشنبہ کو خاص فرمایا ۔ تو کیا اسکا یہ مطلب ہوا کہ سوائے روز شنبہ کے مسجد قبا جانا ۔ سوائے روز دوشنبہ کے صوم شکر رسالت رکھنا ۔ سوائے یوم پنجشنبہ کے سفر جہاد یا پند و نصیحت کرنا وغیرہ وغیرہ کسی اور دن جائز ہی نہیں ۔ یا اس قدر ثواب کہ اس دن ہو اور دن نہیں ۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں ۔ یہ سب توقیتات عادیہ سے ہیں جو مجیب صاحب کے نزدیک بدعت و حرام ہیں مگر مجیب صاحب نے نہ سوچا کہ اُن کے اس فتوے کی بنا پر عامۂ مسلمین بلکہ علمائے دین بلکہ ائمۂ مجتہدین بلکہ تابعین بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امور خیر کے لئے تعیین و تخصیص ایام و اوقات فرماکر فعل حرام کے مرتکب ٹھہرتے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ ۔ اور مجیب صاحب نہ معلوم تھانوی صاحب وانبھی صاحب کے پیر حاجی امداد اللہ شاہ صاحب کی نسبت بھی یہی حکم لگائینگے یا اُن کی کچھ رعایت فرمائیں گے بہر حال حاجی صاحب کے فیصلہ ہفت مسئلہ کی عبارت پیش ہے ملاحظہ ہو ۔ چونکہ ایصال ثواب مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل ہوئے ہیں انکا زیادہ حق ہے ادہر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب ازدیاد محبت و تزائد برکات ہے اور نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں اُن میں سے جس سے عقیدت ہو اُس کی غلامی

اختیار کرے اس لئے مقصود ایجاد رسم سے یہ تھا کہ سب سلسلے کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہو جائے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن وطعام کا ثواب بھی پہنچایا جائے یہ مصلحت ہے تعیین یوم میں رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اس میں اسرار مخفی ہیں جنکا اظہار ضروری نہیں۔ لطف یہ کہ شاہ عبد العزیز صاحب بھی تعیین کو ضرور فرما کر محیب صاحب کے نزدیک مرتکب حرام ٹھہر گئے۔ شاہ صاحب مفتی عبد الحکیم پنجابی کے اس اعتراض کہ اینکہ اقوال آنہا مطابق افعال شاں نیستند عرس بزرگان خود مثل فرض دانستہ سال بسال بر مقبرہ اجتماع کردہ طعام و شیرینی در آنجا تقسیم نمودہ مقابرا و ثنا بیدمی کنند آہ ملخصاً کے جواب میں رسالہ ذبیحہ مطبوعہ مجموعہ زبدۃ النصایح میں فرماتے ہیں قولہ عرس بزرگان خود الخ ایں طعن مبنی ست بر جہل بہ احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ را ہیچکس فرض نمی داند آرے زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشاں باہدائے ثواب و تلاوت قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علما و تعیین روز عرس برائے آنست کہ آں روز مذکر انتقال ایشاں می باشد از دار العمل بدار الثواب والا ہر روز کہ ایں عمل واقع شود موجب فلاح و نجات است و خلف را لازم است کہ سلف خود را بہ ایں نوع بر و احسان نماید۔ لیجئے محیب صاحب۔ اب تو حاجی امداد اللہ شاہ صاحب و شاہ عبد العزیز صاحب بھی بندگان ہوا و ہوس آپ کے نزدیک ہو گئے اور یہ وہ حضرات ہیں جن کو آپ بھی تعظیمی القاب و آداب سے یاد کرتے ہیں۔

مجمع الروایات میں ہے اگر کسی کی فاتحہ کرنے کا ارادہ ہو تو چاہئے کہ موت کے دن موت کے وقت کرے جس وقت روح اُس کی دار فانی سے منتقل ہو کر دار جاودانی کو گئی ہے اُس وقت کھانا کھلائے یا پانی پلائے کہ اموات کی روحیں اس سے خوش ہوتی ہیں اور اس کے واسطے دعا کرتی ہیں۔ پھر اگر تعیین وقت کے لئے کوئی دلیل بھی نہ ہوتی تو کہیں ممانعت بھی نہیں۔ اور یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ الاصل فی الاشیاء الاباحۃ اصل اشیاء میں اباحت ہے جب تک کوئی مانع شرعی موجود نہ ہو ممنوع نہیں ہو سکتی پس تخصیص و تعیین وقت کی ممانعت کا ثبوت محیب کو دینا چاہئے جو بدعت و حرام کی پکار پکار رہے ہیں علاوہ اس کے ایصال ثواب کو جم غفیر و جماعت کثیرہ علما و مشائخ اسلام تعیین و تخصیص کے ساتھ کرتے چلے آئے ہیں اور جماعت کثیرہ گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ یعنی میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔

بخوف طوالت ہم نے تخصیص و تعیین وقت کے متعلق اگرچہ مختصراً لکھا ہے مگر ایک حق پسند کے واسطے بہت کافی و وافی ہے اور ہٹ دھرم کے واسطے دفتر کے دفتر بھی بیکار ہیں۔

مرزا محیب صاحب کا یہ لکھنا کہ علماء دیوبند ایصال ثواب کو منع نہیں کرتے ہیں وہ اور ان کے جملہ معتقدین ایصال ثواب کے قائل ہیں الخ قطعی غلط بلکہ اس مثل کا مصداق ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں۔ ہم سے سنیئے

مجیب صاحب کے اکابر فاتحہ میں قرآن شریف کی تلاوت کو وید پڑھنت کے مشابہ بتاتے ہیں اور یہ کہ رسم مشابہ رسم ہنود ہے دیکھو براہین قاطعہ صفحہ ۹۷ - تشبہ ہنود کا بھی اس میں مقرر ہو کیونکہ تمام ہنود میں رسم ہے اور انکا یہ شعار ہے کہ طعام پر بید پڑھواتے ہیں - تحفۃ الہنود میں ہے کہ ہر سال جس تاریخ کوئی مرا اسی تاریخ ثواب پہنچاتے ہیں اور اس کو ضروری جانتے ہیں اور پنڈت اس کھانے پر بید پڑھتا ہے انتہی پس اگر اس کو رسم ہنود کہیں بہت بجا اور حق ہے -

للّٰہ انصاف کیا دربارۂ ایصال ثواب جمہور اہل سنت و الجماعت کا یہی عقیدہ ہے جو گنگوہی صاحب اور انبٹھی صاحب کا براہین قاطعہ کے حوالہ سے اوپر گزر اکیا شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی نے فاتحہ میں قرآن شریف پڑھنے کو کہیں منع فرمایا ہے یا اسکا پڑھنا معاذ اللہ وید پڑھنت کے مشابہ بتایا ہے جو یہ افترا شیخ عبد الحق صاحب پر کیا کہ محض ہمارا ہی تصور نہیں حضرت شیخ عبد الحق صاحب دہلوی بھی ان رسوم مروجہ بعد الموت سیوم و دہم وغیرہ کو صریح الفاظ میں بدعت و حرام فرما رہے ہیں -

(۷) مجیب صاحب کا یہ لکھنا بھی کہ نفس ذکر ولادت شریف کو نہ ہم منع کرتے ہیں نہ کوئی ادنی مسلمان منع کر سکتا ہے اسی طرح قطعی غلط ہے جیسا کہ مجیب صاحب کا جواب دربارۂ ایصال ثواب - مجیب صاحب کو خبر نہیں کہ گنگوہی صاحب انبٹھی صاحب نفس ذکر ولادت شریف ہی کے دشمن ہیں سنیئے بلکہ غور سے سنیئے - یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپکی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکت قبیحہ حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھکر ہو گئے وہ تاریخ معین پر کرتے ہیں انکے یہاں کوئی قید نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں -

دیکھئے کیسا صاف صاف نفس ذکر ولادت شریف کی ممانعت ہو رہی ہے اور ممانعت ہی نہیں بلکہ ذکر شریف کو جنم کنھیا کا سانگ بتایا جا رہا ہے کہئے مجیب صاحب تو گنگوہی صاحب اور انبٹھی صاحب خود آپ ہی کے منھ سے ادنے مسلمان بھی نہ رہے خدا کی شان ہے کہ کفر کو ان لوگوں سے اسقدر محبت ہے کہ سنی مسلمان تو انکو بحکم فتاوے مبارکہ حسام الحرمین شریفین کافر سمجھتے ہی ہیں مگر کبھی کبھی انکے معتقدین بھی انکو ادنی مسلمان کے دائرے سے خارج مانکر کافر کہہ دیا کرتے ہیں اور یہ سب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی توہین کا نتیجہ ہے والعیاذ باللہ تعالے -

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی منقولہ عبارت ہمارے کیا مضر ہے ہم نے خود رسالہ عرفان ہدایت میں زیر عنوان "میلاد شریف" بہت سے ان امور قبیحہ کا ذکر کیا ہے جو جہلا نے بعض بعض جگہ پیدا کر لیئے ہیں مثلاً غلط

روایت کا پڑھنا۔ فاسق معلن سے پڑھوانا۔ ذکر شریف کے وقت باتیں کرنا وغیرہ وغیرہ پس اسی قسم کے ناجائز امور کی جانب مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اشارہ ہے ان امور کے ارتکاب سے نفس ذکر میلاد شریف کے عدم جواز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

کیا مجیب صاحب ثبوت دے سکتے ہیں کہ مجدد صاحب نے کہیں ذکر ولادت شریف کو جنم کنھیا کا سانگ بتایا ہے یا نفس ذکر میلاد شریف کو ناجائز قرار دیا ہے۔

ہاں مجیب صاحب جب تک ان کتب کو جن میں یہ ناپاک الفاظ ہیں پھاڑ چیر کر صفحہ ہستی سے نیست و نابود نہ کر دیا جائے اور انکے مصنفین کو علی الاعلان کافر و مرتد نہ مان لیا جاوے اسوقت تک دعوے ایمان کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ مسلمانان ان اقوال کفریہ کی بناء پر انکے مصنفین دیوبندیوں وغیرہم کو ضرور وہابی متبعین نجدی دشمن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دکہیں گے کیونکہ علمائے حرمین شریفین نے صاف صاف فرمایا ہے کہ من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔

مسلمانوں اب تو آپ پر عیاں ہو گیا کہ مجیب صاحب کے اکابر کا دامن انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی توہین سے ہرگز ہرگز پاک نہیں ان دشمنان رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی مذہبی کتب اس قسم کی عبارتوں سے بھری پڑی ہیں جنکو پڑھکر ہر مسلمان کی آتش غیظ و غضب بھڑکتی ہے۔

مسلمان نہ تو انبیا کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو خدا مانتے ہیں نہ اللہ تبارک تعالے کا شریک جانتے ہیں اور نہ وہابیہ کی طرح انکو معاذ اللہ گاؤں کا چودھری یا بڑا بھائی یا چمار سے ذلیل یا شیطان سے علم میں کم مانتے ہیں اور نہ انکے علم کو چارپایوں۔ بچوں۔ پاگلوں۔ جانوروں کے برابر جانتے ہیں بلکہ خدا کے بعد تمام عالم انکو افضل و اعلےٰ مانتے ہیں۔ وہ نہ تو انبیائے کرام و اولیائے عظام کی قبور کو سجدہ کرتے ہیں نہ اُن کے مزارات کا طواف کرتے ہیں اور نہ وہابیہ کی طرح روضۂ منورہ کی زیارت کو جانا ناجائز سمجھتے ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ؎

حب احمد نہیں اس شخص کے دل میں اصلا جو مدینہ نہ گیا حاجی کعبہ ہو کر
صلے اللہ علیہ وسلم۔

والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر المذنبین۔ خاتم النبیین و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

حررہ الفقیر عرفان علی قادری رضوی بیسلپوری عفی عنہ

ہندوستان اور اسلام

آج میں ناظرین کرام کے سامنے "ہندوستان اور اسلام" نامی ایک بصیرت افروز رسالہ پیش کرتا ہوں جس کو حضرت صدر الافاضل مدظلہ العالی نے اپنے کوہستانی تبلیغی دوروں کے وقت کوہستانی اقوام کی بصیرت کے لئے تصنیف فرمایا۔ اس رسالہ کا پہاڑی زبان میں ترجمہ بھی ہوگیا ہے مگر افسوس کہ ابتک سرمایہ نہ ہونے کی وجہ رسالہ چھپکر پہاڑی اقوام کی نظر سے نہیں گزرا ورنہ امید قوی تھی کہ یہ تحریر منیر ان کے لئے باعث ہدایت ہوتی حضرت صدر الافاضل مدظلہ العالی کی تقریر و تحریر کا آج تمام ملک میں شہرہ ہے اور اہل ذوق حضرت کے ایک ایک کلمہ کو بار بار مطالعہ کرتے ہیں اور حضرت کے رشحات قلم اہل علم کی مجلسوں کی زینت ہوتے ہیں تقریریں وہ شیریں ہے کہ دشمن بھی مدح کرنے پر مجبور رہتا ہے قوت دلیل زور بیان کے سامنے کسی سرکش کی مجال نہیں کہ گردن اٹھا سکے ہندوستان کے بڑے بڑے مشہور افاضل جنکے علمی فیض کا حلقہ بہت وسیع ہیں انہوں نے عام مجمعوں میں حضرت صدر الافاضل کا وعظ سنکر بے تکلف فرمادیا ہے کہ یہ حقایق یہ علوم یہ طرز بیان حضرت صدر الافاضل کے ساتھ خاص ہے۔ آج تک ان علوم سے کان آشنا نہ ہوئے تھے قرآنی علوم کے بیان کرنے میں اللہ تعالے نے حضرت کی زبان مبارک کو ایک خاص منزلت عطا فرمائی ہے ہر گوشہ ہند کے مسلمان تقریر سننے کی تمنا میں رہتے ہیں اور جہاں حضرت کی تقریر کا اعلان ہوتا ہے دور دراز طالبان صادق سفر کرکر کے پہنچتے ہیں السواد الاعظم کو یہی فخر حاصل ہے کہ وہ حضرت کے افادات سے آرزو مندان صادق کو بہرہ اندوز ہونیکا موقع دیتا ہے میں اسوقت حضرت کا یہ مختصر رسالہ پیش کرتا ہوں ضرورت ہے کہ ہندوستان کی مختلف زبانوں میں یہ رسالہ چھپ کر ہر خطہ ملک میں بھیجا جائے اور ہندوستان کے تمام قدیم باشندے خواہ وہ شمال مغرب میں سکونت رکھتے ہوں یا مشرق کے پہاڑوں اور صحراؤں میں غرض بنگال اڑیسہ بہار سندھ مدراس میسور وغیرہ تمام ممالک میں ایک مرتبہ یہ صدا پہنچ جانی چاہئے اللہ تعالے کسی صاحب ہمت کو توفیق دے کہ وہ اس اہم تبلیغی خدمت کو انجام دیں آمین۔ ناکارہ عمر نعیمی

ہندوستان اور اسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم۔ ہندوستان ایک وسیع وزرخیز ملک ہے۔ ہر قسم کی نعمتیں یہاں بکثرت پائی جاتی ہیں پیداوار کی فراوانی میں دوسرے ملک اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ طرح طرح کے پھول طرح طرح کے پھل انواع واقسام کے غلے

ہر قسم کے جانور۔ غرض انسانی راحت کے لئے جو چیزیں درکار ہیں وہ بہت افراط سے یہاں موجود ہیں۔ دودھ دہی۔ گھی۔ میوے اور آسائش کی چیزیں اتنی ملتی ہیں جو اس ملک والوں سے بچکر دوسرے ممالک کی ضرورتوں کے لئے بھی کافی ہوتی ہیں۔ غلہ۔ گوشت۔ ہڈی۔ چمڑہ۔ روئی۔ سوت۔ لاکھوں من دوسرے ملکوں کو چلا جاتا ہے۔ ہر قسم کی کانیں ہر طرح کے چشمے یہاں موجود ہیں۔ سرسبز و شاداب ملک آب ہوا لطیف ہر خطہ اس ملک کا اپنی خصوصیتوں میں ایک عجیب چیز ہے۔

زمانہ قدیم

قدیم زمانہ میں ہندوستان کے باشندے بہت آزاد نہایت بے تکلف شادی و خرمی کی زندگی بسر کر رہے تھے یہاں کی ہر چیز کے وہ تنہا مالک تھے۔ اس طویل عریض ملک کی فضا پر بلا شرکت غیرے انکا قبضہ تھا ہندوستان میں جو بچہ پیدا ہوتا تھا وہ جاگیردار زمیندار سب کچھ ہوتا تھا کھانے پینے پہننے کرنے کے لئے ہر چیز بے فکر ملتی تھی ناداری و افلاس کی شکل کبھی خواب خیال میں بھی انکے سامنے نہ آئی تھی۔ دوسری قوم کی حکومت کا جوا انکے کندھوں پر کبھی نہ رکھا گیا تھا۔ نہ کوئی ٹیکس وصول کرنے والا تھا۔ نہ بیگار لینے والا۔ بچہ بچہ اپنے گھر کا بادشاہ تھا۔ دنیا آزادی کے لطف میں بسر کر رہی تھی۔ یہ لوگ ہندوستان کے قدیم باشندے تھے جن کی نسلیں آج اکثر پہاڑوں میں بستی ہیں اور کمتر دیگر مقامات میں بھی ہیں۔ یہ لوگ ڈھرے ٹھٹے باڑے اوہار سنتھال۔ بھیل جوانگ اور دوسرے اقطاع ملک میں گنجر۔ چمار۔ بھوڑے۔ بھانتو وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہیں انمیں بود و باش اور طریق زندگی کے لحاظ سے باہم فرق بھی ہے اور اسی وجہ سے یہ جابجا مختلف ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔ اس ملک کے ہندو ان لوگوں کو شودر اور اچھوت کہتے ہیں یہی لوگ ہندوستان کے قدیم باشندے ہیں اور قدیم الایام میں یہی یہاں کے حکمراں تھے۔ گڑھیاں اور قلعے بناتے تھے۔ پتھر کے ہتھیاروں سے کام لیتے تھے۔ اپنے ملک میں بے دغدغہ عیش کرتے تھے ہندوستان کی تاریخ میں اسکا اقرار کیا گیا ہے۔

سوال و جواب مختصر تاریخ اہل ہند مرتبہ پنڈت شیام لال بک ایجنٹ متھرا مطبوعہ ودیا مہودیہ پریس متھرا کے صفحہ ۱۲ و ۱۳ سے ثابت ہوتا ہے کہ

"ہندوستان کے اصلی باشندے جنکی نسل مخلوط نہیں ہے وہ کئی کروڑ ہیں یہ لوگ لکھنے پڑھنے سے ناواقف تھے مٹی کے عمدہ اور خوش قطع برتن بناتے لوہے کے ہتھیاروں سے کام لیتے سونے تانبے کے زیور

پہنتے تھے۔ ان سے پہلے لوگ دھات سے بالکل ناواقف تھے شکار کھیلتے اور لڑائی کیلئے تیر اور دوسرے اوزار چقماق پتھر سے بناتے۔ انمیں بہت لوگ دولتمند اور صاحب رتبہ تھے ملک کے اکثر حصوں پر حکمرانی کرتے تھے گڑھیاں اور قلعے بناتے تھے نئی زندگی کی خواہش کرتے تھے۔ مُردوں کو تحفہ تحائف کے ساتھ پتھر کے مقبروں میں دفن کرتے تھے ہندوستان کے وسیع و عریض ملک ہموار میدانوں۔ زرخیز خطوں پر انھیں کا قبضہ تھا بفراغت عیش کرتے تھے۔ تاریخ ہند کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ ہندوستان کے قدیم باشندے جنہیں ہندو شودر اور اچھوت کہتے ہیں اس ملک کے تنہا حکمراں تھے اور بڑی آزادی اور فارغ البالی سے بسر کرتے تھے۔ اس ابتدائی زمانہ کے لحاظ سے وہ ہنرمند صاحب حرفت اور شائستہ بھی تھے آئین حکومت و ملک داری بھی رکھتے تھے اور دولت و مرتبہ بھی۔ مُردوں کے لئے سنگین مقبرے بنانے اور تحفہ تحائف کے ساتھ دفن کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بالکل وحشی نہ تھے۔ مرنے کے بعد آخرت کی زندگی پر انکا اعتقاد تھا۔ دفن کی رسم اور ہدیہ و صدقہ کے ذریعہ سے مردوں کو فائدہ پہنچنے کا خیال مسلمانوں سے ملتی جلتی باتیں ہیں اور ہندوؤں کے مذہب کے خلاف ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے طریقے مسلمانوں سے ملتے جلتے تھے۔ شاید انھیں کسی ذریعہ سے انبیا علیہم السلام کی تعلیم پہنچی ہو اور یہ بہت ممکن ہے اس لئے کہ قرآن شریف میں بتایا گیا ہے وان من قریۃ الا خلا فیھا نذیر۔ یعنی کوئی بستی ایسی نہیں جس میں احکام خداوندی سنانے والے نہ پہنچے ہوں۔ قدیم باشندگان ہند کے رسوم سے پتہ چلتا ہے کہ انھیں انبیاء کی تعلیم کسی نہ کسی ذریعہ سے پہنچی اور وہ مسلمان تھے گو انکا نام اس زمانہ کی زبان میں کچھ بھی ہو۔ لکھنے پڑھنے کا دستور نہ ہونے سے انکے حالات مفصل طور پر محفوظ نہ رہ سکے۔

ہندوؤں کا حال

اس وقت جو لوگ ہندو کہے جاتے ہیں یہ وسط ایشیا میں بستے تھے (تاریخ مذکور صفحہ ۱۸) اور وہاں کے سبزہ زاروں میں اپنے مویشی لیئے جا بجا خانہ بدوش پھرتے تھے (صفحہ ۱۸) کہیں گھر در نہ تھا۔ وحشیانہ حالت تھی (صفحہ ۱۸) ذات پات کا کچھ لحاظ نہ تھا (صفحہ ۱۹) گائے کے گوشت سے انھیں کچھ پرہیز نہ تھا (صفحہ ۱۹) ان میں قربانی کا دستور تھا اور قربانی کے لئے وقت مقرر پر جانور کاٹے جاتے تھے قربانی کے اوقات دریافت کرنے کے لیئے علم ہیئت کی ضرورت ہوئی (صفحہ ۲۴) چونکہ قربانیوں میں جانوروں کے خاص خاص حصے خاص خاص دیوتاؤں کے لیئے مقرر تھے اسی لیئے

انہوں کو جانوروں کے کاٹنے میں علم تشریح کی ضرورت ہوئی (صفحہ ۲۴) انکی تہذیب و تمدن کا یہ حال تھا کہ ایک عورت کئی کئی خاوند کر سکتی تھی چنانچہ دروپدی پانچ بھائیوں کی بیوی ہوئی (صفحہ ۲۶) ہندوستان میں یہ لوگ پنجاب کی طرف سے داخل ہوئے (صفحہ ۱۸) پوجا کے طریقے انہوں نے ہندوستان کے اصلی باشندوں سے جنہیں وہ شودر اور اچھوت کہتے ہیں حاصل کئے (صفحہ ۴۳) ہندوستان میں آکر ان میں قومی تفرقے پیدا ہوئے (صفحہ ۲۱) اور اب ہندوؤں میں تین ہزار ذاتیں جدا جدا ہیں انمیں سے ایک دوسرے کے ساتھ نہ شادی بیاہ کر سکتے ہیں نہ کھا پی سکتے ہیں (صفحہ ۴۱) خدا اور وید کے ماننے میں بھی ان میں بڑے اختلافات ہیں اور ہر قوم کے عقائد دوسری قوم سے بالکل جداگانہ ہیں اسی طرح رسوم اور طریق عبادت بھی۔

تاریخ کے اس بیان سے ثابت ہے کہ ہندو ہندوستان کے اصلی اور قدیم باشندے نہیں ہیں یہ دوسرے ملکوں کے براہ پنجاب ہندوستان پہنچے اور اس وقت اُن کی تہذیب کا یہ نمونہ تھا کہ ایک عورت پانچ بھائیوں سے شادی کر لیتی تھی۔ قربانی کے لئے علم ہیئت کی ضرورت سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت گوشت پرستی کرتے تھے اور گوشت سے کچھ پرہیز نہ تھا خاصکر گائے کے گوشت سے بھی یہاں آکر یہ ہندوستان کے قدیم باشندوں کے مہمان ہوئے اور پوجا کے طریقے بھی ان سے اخذ کئے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ان میزبانوں اور اُستادوں کے ساتھ کیا سلوک کئے۔

ہندوؤں نے ہندوستان کے اصلی باشندوں کیساتھ کیا سلوک کیا

ہندوؤں نے ہندوستان کے اصلی باشندوں کو بہت آزار پہنچائے اُنکے ملک مال چھین کر انکی حکومتیں تاخت و تاراج کر کے اُنھیں غلام بنایا (صفحہ ۱۲) ذلیل سے ذلیل کام اُن سے لیئے اُنکے آرام و راحت کو برباد کر کے تکلیف و مصیبت میں گرفتار کیا۔ انکا نام دسیو یعنی دشمن اور داس یعنی غلام رکھا (صفحہ ۱۳) اُنکو بیدردی کے ساتھ قتل کیا جو بچے اُنھیں ملک میں کسی جگہ رہنے نہ دیا (صفحہ ۱۲) حتی کہ اس وسیع ملک میں اُنھیں جان بچانے کی کوئی جگہ میسر نہ آسکی اور یہاں کی کوئی آبادی بجز غلامی کی ذلت و کلفت کے کسی طرح انھیں جگہ نہ دے سکی۔ انھیں اس ملک میں ٹھہرنا اسقدر مشکل ہو گیا کہ بمجبوری وہ جنگلوں اور پہاڑوں میں جان لیکر بھاگے (صفحہ ۱۳) جنگل اور پہاڑ کے وحشی درندوں میں خطرناک زندگی کرنے پر مجبور ہوئے۔ ایسی حالت میں آبائی خانہ ویرانی اور قتل و غلامی کی جیسی مصیبتیں اُنپر آئیں اُسکا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ شیروں بھیڑیوں اور طرح طرح کے جنگلی موذی جانوروں کی پرواہ نہ کر کے وہ بنوں

پہاڑوں کے غاروں میں چھپنے پر مجبور ہوئے پھر بھی ان بے رحموں کو صبر نہ آیا اور انہوں نے ان کا نام دیو اور راکشش رکھا۔

ویدوں میں ہندوستان کے اصلی باشندوں کا ذکر

عام ہندوؤں کی مذہبی کتاب وید ہے جسکو انکے اکثر فرقے مختلف طریقوں سے مانتے ہیں اور آج کل دنیا کو اسی کتاب کے ماننے اور تسلیم کرنے کی دعوت دیتے ہیں ویدوں میں بھی ہندوستان کے اصلی باشندوں کا ذکر ہے مگر بڑی تحقیر اور توہین کے ساتھ چنانچہ پنڈت شیام لال صاحب اپنی اسی کتاب سوال وجواب مختصر تاریخ اہل ہند کے صفحہ ۱۴ میں لکھتے ہیں۔

ہندوستان کے اصلی باشندوں کو آریہ لوگ (عام ہندو) حقارت سے دیکھتے تھے اور انکو دسیو یعنی دشمن اور داس یعنی غلام کہتے تھے۔ ویدوں میں بھی ان کا ذکر بڑی تحقیر کے ساتھ کیا گیا ہے یعنی قربانیوں میں خلل ڈالنے والے کچا گوشت کھانے والے مطلق العنان قربانی نہ کرنے والے کوئی دیوتا یا رسوم مذہبی نہ رکھنے والے لکھا ہے۔ وے کہتے ہیں کہ ان کے دیوتاؤں نے داسوں کو قتل کیا۔ اور آریہ لوگوں کی حفاظت کی۔ اور سیاہ قاموں کو آریاون کا مطیع کیا۔ جب ان غیر تربیت یافتہ لوگوں نے جنگل میں پناہ لی تو آریہ لوگ ان کو راکشش اور دیو کے نام سے نامزد کرنے لگے ؂

ہندوؤں کی مرتب کی ہوئی اس تاریخ سے ثابت ہے کہ ہندوستان کے قدیم باشندوں کی مصیبت کا یہ عالم تھا کہ ہندوؤں کی مذہبی کتاب وید میں بھی ان کی توہین کی گئی۔ تاکہ ہندو انہیں قتل کرنا اور غلام بنانا دھرم سمجھیں اور جب تک ہندوستان میں وید مانا جائے گا کسی طرح ہندوؤں کے دلوں سے ان لوگوں کی حقارت نہیں نکل سکتی۔

پنڈت شیام لال اپنی اسی تاریخ کے صفحہ ۲۱ میں لکھتے ہیں۔

برہمنوں کا یہ خیال کہ برہمن خالق کے منہ سے چھتری باہوں سے دیش جانگھوں سے اور شودر پیروں سے نکلے ہیں اس معنی میں صحیح ہے کہ برہمن اون کی قوت ذہنی چھتری ان کے قوت بازو تھے ویش کو غلہ پیدا کرنا ہوتا تھا جو پیٹ کے واسطے درکار ہے اور شودر پامال شدہ غلام تھے۔

ہندوؤں کے یہی عقیدے ان بیچارے غریب قدیم باشندگان ہند کے لئے ہلاکت اور تباہی کا باعث تھے اور اگر ہندوؤں کی مطلق العنانی کا زمانہ کچھ اور دراز ہوجاتا تو ہندوستان میں ان قوموں کا

خیریت یہ ہوئی کہ ہندوستان میں مسلمان آ گئے۔ مسلمانوں کا آنا ان مظلوم قوموں کے لئے رحمت ہو گیا۔ اور ظلم و ستم کا بڑھتا ہوا سیلاب رک گیا۔ جور و جفا کا دور دورہ بہت کم ہو گیا۔ مسلمانوں نے حریت و مساوات کے اصول جاری کئے جن کی وجہ سے شودروں کو بیدریغ کھلم کھلا قتل کرنا اور غلام بنانا موقوف ہو گیا۔ اور اُن کی بدولت ان کی جانیں بچیں۔

قاتل کی سزا۔ انصاف یہ ہے کہ قاتل کو قتل کیا جائے۔ ہندوؤں کے نزدیک شودروں کا خون کرنا کوئی بات ہی نہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شودر غلامی اور ستم سہنے کے لئے ہی پیدا کئے گئے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے دین کا انصاف بتاتا ہے کہ انسان چھوٹے درجہ کا ہو یا بڑے درجہ کا عالی نسب اور اونچے خاندان کا ہو یا نیچ ذات کا کسی کا خون ناحق جائز نہیں۔ قرآن شریف میں ہے النفس بالنفس جان کا بدلہ جان ہے۔ ہر بادشاہ اپنے قانون پر عمل کرتا ہے اور مسلمان تو اپنی حکومت کے عہد میں اپنے مذہب کی بہت زیادہ پابند رہے وہ ہندوستان میں شودروں کا بے دردانہ قتل اور اُن کی افسوسناک بربادی کیسے دیکھ سکتے تھے۔ ہندوؤں کو تو شودروں پر ظلم کی عادت پڑی ہوئی تھی اور وہ ان کا قتل و غارت اور ان کی جانوں کا ہلاک کرنا معمولی بات سمجھتے تھے۔ مسلمان گورنمنٹ بے رحم قاتلوں کو سزائے موت دینے پر مجبور تھی۔ جب انہوں نے قاتلوں کو قتل کیا تب غریب شودروں کی جانیں بچیں۔ اسی وجہ سے ہندو آج تک بادشاہان اسلام کو بُرا کہتے اور ظالم بتاتے ہیں۔ لیکن اگر مسلمان بادشاہ ایسا نہ کرتے تو آج دنیا میں اچھوت قوموں کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا ہوتا۔

یہ نہیں ہے کہ مسلمانوں نے اپنی سلطنت کے زمانہ میں خواہ مخواہ بلاوجہ ہندوؤں کو قتل کر ڈالا ہو۔ یہ اُن کے دین میں جائز نہیں ہے۔ اور اگر وہ ایسا کرتے تو سات سو برس سے زیادہ کی زبردست سلطنت کے بعد اس وقت ہندوؤں کا تخم بھی نہ ملتا۔

مسلمانوں نے اپنی سلطنت کے زمانہ میں ہندوؤں پر بہت مہربانیاں کیں۔ انھیں جاگیریں دیں۔ ریاستیں دیں۔ انعام و اکرام دیئے۔ عہدے دیئے وزارتیں دیں تعلیم دی۔ بڑے بڑے احسان کئے مگر ہندو یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان بادشاہ ان سے اپنی غریب رعایا (شودروں) کو بے رحمی کے ساتھ برباد بھی کراتے رہتے اور کسی ظلم و ستم پر پوچھ باز پرس نہ کرتے۔ اس کو ان کے انصاف نے گوارا نہ کیا نہ کوئی منصف گورنمنٹ گوارا کر سکتی ہے۔

مندر توڑنے کا الزام

ہندو یہ بھی الزام لگاتے ہیں کہ مسلمان بادشاہوں نے اون کے مندر توڑے اور ان کی جگہ مسجدیں بنائیں۔

واقعہ کچھ بھی ہو۔ لیکن انصاف سے دیکھا جائے تو مندر توڑنے پر مسلمانوں کو الزام دینا اور ان کے طریقِ عمل کو ظلم اور خلاف انصاف کہنا درست نہیں ہو سکتا۔

کیونکہ ہر گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ بد امنی اور فساد و ظلم کے اسباب کو روکے اور امن عامہ کی حفاظت میں نہایت مستعد رہے۔ جس چیز سے نقضِ امن کا اندیشہ ہو اُس کو دفع کرے۔ مندر ملک میں منافرت اور بالخصوص قدیم باشندگان ہند کے خلاف جذباتِ حقارت و عداوت پیدا کرنے کا ایک مرکز ہے۔ جہاں برہمن اور شودر کی حقارت آمیز تفریق کی جاتی ہے۔ اور ملک کے کثیر التعداد غریب باشندوں کو (جو کسی وقت اس ملک کے حکمران تھے) ذلیل نجس ناپاک قرار دیکر اُن کے دلوں کو پاش پاش کیا جاتا ہے۔ کسی طرح کسی حال میں انہیں اس عمارت میں قدم رکھنے کے لائق نہیں سمجھا جاتا۔ ذی اقتدار مغرور قوم کے دل میں غریب باشندگان ملک کی طرف سے عناد و عداوت بغض و نفرت کے جذبات کو مشتعل کرنے کے لئے یہ مقام ایک زبردست عملی پروپیگنڈا کا اسٹیشن ہے۔ ہر برہمن جو مندر میں داخل ہوتا ہے اس کے دل میں یہ خیال تازہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کو وہ فراموش نہیں کر سکتا کہ وہ اس مندر میں آزادی کے ساتھ داخل ہو سکتا ہے۔ مگر شودر اس قابل نہیں کہ کسی حال میں بھی اس مندر کے دروازے میں قدم رکھ سکے۔ وہ کتے اور بندر سے زیادہ ذلیل ہے۔ جب مندر میں ہندوؤں کے یہ خیال روزمرہ تازہ ہوتے ہیں تو کس طرح وہ شودر کو انسانی عزت اور انسانی حقوق دے سکتے ہیں۔ اور ان کی ظالمانہ و بے رحمانہ روش میں کیسے کمی ہو سکتی ہے۔ انصاف پرور بادشاہ اپنی رعایا میں نفرت کے جذبات کا بھڑکانا کس طرح گوارا کرتا۔ اس لئے اگر مسلمان بادشاہوں نے اپنے عہد عدالت میں مندر گرایا ہو تو یہ شان انصاف کے بالکل موافق ہے۔ کیونکہ مندر ایک عبادت خانہ یا پرستش گاہ ہونے کے بجائے حریت و مساوات کا مذبح بنے ہوئے تھے۔

پھر اگر یہ صحیح ہو کہ مندر کی جگہ مسجد تعمیر کی گئی تو یہ بات نہایت مناسب ہوگی کیونکہ مسجد عبادت خانہ ہونے کے علاوہ حریت و مساوات اور باہمی روابط محبت و اتحاد کا صدر مقام ہے جہاں ایک اچھوت شودر اور ایک وسیع ممالک کا فرمانروا دونوں یکساں داخل ہو سکتے ہیں۔ اور چھوٹے سے چھوٹا آدمی بڑے سے بڑے کے

دوش بدوش کھڑا ہوکر اپنے رب کی عبادت کرسکتا ہے۔ سلطنت کا مالک ایک فقیر خرقہ پوش کو بھی نظر حقارت سے دیکھ کر مسجد سے باہر نہیں کرسکتا۔ تو جذبات نفرت و عداوت کی ترقی دینے والی عمارت (مندر) گرا کر اس کی جگہ حریت و مساوات اور انسانی قدر و عزت کی عملی درسگاہ (مسجد) تعمیر کرنا یقیناً انصاف پرور سلاطین کی قابل قدر معدلت گستری ہے۔ گو ظلم کے بانی اور جور کے عادی اس کی شکایت کریں۔ بھیڑیئے سے بھیڑ کو چھوڑانے والا بھیڑیوں کی جماعت میں ضرور ظالم کہا جائیگا۔ مگر اس کے رحم و کرم کی تعریف مظلوم بھیڑ سے پوچھئے جس کی جان اس کی بدولت بچ گئی۔

جن کے اعتقاد میں شودر غلامی اور ظلم سہنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں وہ ضرور کہیں گے کہ مسلمان بادشاہوں نے اُن پر بڑا ظلم کیا۔ شکار چھین کر آزاد کردیا۔ مگر سلاطین اسلام کے رحم و انصاف کو مظلوم شودروں کے دلوں سے پوچھئے جن کی گردنوں سے انہوں نے ظلم و ستم کے جفا شعاروں کے پھندے کاٹ کر پھینکدیئے۔ اور انہیں انسانوں کی طرح زندہ رہنے کا موقع دیا۔

ہندوؤں کے مذہب میں شودروں کے حقوق

ہندو شاستر کے احکام

ہندوؤں کا مذہبی شاستر جو اُن کا دستور العمل اور اُن کے مذہب کی مستند کتاب ہے اس میں شودروں کے جو حقوق و مراتب مقرر کئے ہیں وہ نیچے لکھے ہوئے حوالوں سے معلوم کیجئے۔ منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۳۱ میں ہے۔ براہمن کے نام میں لفظ منگل یعنی خوشی اور کشتری کے نام میں لفظ بل یعنی طاقت اور ویشیہ کے نام میں لفظ دھن یعنی دولت اور شودر کے نام میں لفظ نند یعنی حقارت شامل کرنا چاہئے۔

دیکھئے نام سے فرق شروع کیا گیا ہے۔ نفرت و حقارت کی انتہا ہے کہ نام میں بھی لفظ تحقیر شامل کیا جائے مسلمانوں نے غلاموں کے نام بھی باعزت رکھے۔ لوگ کتوں کے ناموں میں بھی لفظ تحقیر شامل نہیں کرتے۔ مگر ہندو شاستر ملک کے اصلی باشندوں کے ناموں میں لفظ تحقیر شامل کرنا لازم کرتا ہے۔ باوجودیکہ جانوروں کی محبت کی تعلیم دیتا ہے۔

منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۸۷۔ براہمن سب جانداروں سے محبت رکھے۔

اس تعلیم کو ملاحظہ کیجئے۔ سب جانداروں میں سور بھی ہے۔ کتا بھی ہے تمام وحشی اور درندے بھی ہیں۔ نجاست خوار جانور اور نجاست کے کیڑے بھی ہیں۔ ان سب سے براہمن محبت رکھے مگر شودر کا نام بھی سیدھا

طرح نہ لے اُس میں لفظ تحقیر ضرور شامل کرے کیا ظلم اور انسانیت کا بیدردانہ خون ہے۔

منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۳۶ براہمن کستری ویش کا جنیو کرنا چاہیئے۔ اور جس کا جنیو نہ ہو وہ شودر کہلا یگا۔

معلوم ہوا کہ جنیو ایک امتیازی علامت ہے جس سے شودروں کو بنظر تذلیل منع کیا گیا منوسمرتی میں شودروں کو جنیو کا مستحق نہیں قرار دیا گیا۔ پھر آج کل جو شدھی کے کارکن ڈورے ڈال رہے ہیں اس میں کیا راز ہے سمجھئے۔ منوسمرتی ادھیائے ۳ شلوک ۱۵ برہمن کشتری ویشیہ تینوں ورن اگر محبت کی وجہ سے نیچ ذات کی لڑکی کے ساتھ وواہ کریں تو اولاد اور اپنے کل کو جلد ناش کر دیتے ہیں۔

منوسمرتی ادھیائے ۳ شلوک ۱۷ شودر کی لڑکی کو اپنے پلنگ پر بٹھانے سے برہمن نرگ میں جاتا ہے۔ اور اس کے لڑکا پیدا ہونے سے دھرم کرم سے الگ ہو جاتا ہے۔

شلوک ۱۸۔ جس براہمن کے گھر میں شودر کی کنیا دیوکرم اور پترکرم کرتی ہے اُس کے دیئے ہوئے ہبیہ اور کبیہ کو دیوتا اور پتر نہیں لیتے اور برہمن سورگ میں نہیں جاتا۔

شلوک ۱۹ جو برہمن شودر کی لڑکی کے لب سے لب لگائے یا اس کے مُنہ کی بالو کو اپنے بدن میں لگنے دے اور اس سے اولاد پیدا کرے اس کا پراشچت نہیں۔

ان اشلوکوں میں شودروں کی کس قدر اہانت تذلیل تحقیر ہے کہ شودروں کی لڑکی سے کوئی بیاہ کرے تو اوس کی اولاد اور سب خاندان برباد ہو پلنگ پر بٹھائے تو نرگ میں جائے۔ اوس سے اولاد ہو تو دھرم کرم سب اکارت۔ برہمن کے گھر میں شودر کی لڑکی نیک کام بھی کرے تو اوس کی سزا میں برہمن بھی سورگ سے محروم۔ شودر کی لڑکی کے منہ کی ہوا اگر برہمن کو لگجائے تو برہمن کی توبہ بھی قبول نہیں اس قدر نجس اور ناپاک اور خبیث ہو جاتا ہے۔ جہاں شودروں کے متعلق یہ تعلیم دی گئی ہو اور جس قوم کے شاستر کے یہ اصول ہوں کیا کبھی وہ قوم شودروں کے حال پر رحم کر سکتی ہے۔ اور جس مذہب میں یہ بے رحمانہ انسانیت سوز تعلیم دی گئی ہو کیا وہ دین خدا کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں کیا ایسے دین کو قبول کر کے انسان نجات پا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں کیا ہندوؤں نے کسی پلید سے پلید جانور کی بھی ایسی تحقیر کی ہے۔ ابھی کیا ہے تھوڑا اور مطالعہ کیجئے۔

منوسمرتی ادھیائے ۳ شلوک ۱۷۸۔ شودر کی یگیہ میں یگیہ کرانے والا برہمن اپنے انگوں سے جتنے براہمنو کو چھوتا ہے اتنے براہمنوں کے دینے کا پھل داتا نہیں پاتا۔

اس اشلوک سے معلوم ہوا کہ شودر ایسا نجس ناپاک اور مجسم پاپ اور متعدی جرم ہے کہ اگر برہمن بھی اسکی گندگی کرائے تو وہ مجسم [illegible] ایک نجس اور ناپاک ہو جاتا ہے کہ وہ جتنے برہمنوں کو چھو دے وہ سب

مہا پاپی ہوجائیں۔ اور اُن کے دینے کا کچھ پھل نہ ہو۔ اور کوئی اُنھیں ٹکڑا نہ دے۔ بھوکے مر جائیں تو جس شودر کی یگیہ کرانے والے کے چھوئے ہوئے لیسے بخس اور پاپی ہو جائیں اُس شودر کے نجاست اور اس کے پاپ کی کیا انتہا۔ سارے سمندروں سے دہو یا جائے جب بھی پاک نہو۔ بلکہ سمندر چھو جائے تو سارا سمندر ناپاک ہوجائے گا شودر واب سمجھو شدھی کیا چیز ہے۔ اس کی تہ میں کیا مطلب ہوگا۔

منوسمرتی ادھیائے ۳ شلوک ۲۴۱ سور سونگھنے سے مرغا پر کی ہوا دینے سے کتا دیکھنے سے شودر چھونے سے ناش کرتا ہے۔

اس اشلوک میں سور کا سونگھنا اور شودر کا چھونا برابر کر دیا۔

منوسمرتی ادھیائے ۴ شلوک ۱ ۶ جس گاؤں میں شودر کا راج ہے اور جس میں ادھرمی یا کھنڈی چانڈال آدمی فساد کرتے ہوں اس گاؤں میں نہ رہے۔

شودر کا راج تو ہندو کیا گوارا کرتے مگر اس اشلوک کا لحاظ کر کے ہندوستان سے کہیں اور کو چلتے ہو جائیں کیونکہ یہاں ادھرمیوں کا راج ہے۔

منوسمرتی ادھیائے ۴ شلوک ۰ ۸ شودر کو صلاح نہ دے سوائے داس (غلام) کے اور شودروں کو جوٹھا ان نہ دے جو ہبیہ نہ ہوں کرنے سے بچ رہا ہے وہ شودر کو نہ دے اور دھرم کا اپدیش بھی شودر کو نہ دے۔

اس اشلوک میں بتایا ہے کہ شودر جوٹھا کھانا دینے کے بھی قابل نہیں اور آج کتنے برہمن شودروں سے مانگتے پھرتے ہیں۔ یہ کتنا بڑا ستم ہے کہ شودر کو صلاح اور نیک مشورہ بھی نہ دے۔ اب شودر خوب سمجھ لیں کہ ہندو شودروں کو جو کچھ بتاتے ہیں وہ نیک مشورہ تو ہو نہیں سکتا ضرور اس میں اونہیں کا کچھ مطلب ہوگا۔

اس اشلوک سے شدھی کا راز بھی کھل گیا۔ کیونکہ جہاں شودر کو دھرم کا اپدیش دینا بھی جائز نہیں وہاں شدھی کیسی۔ یہ کوئی سیاسی چال ہے۔ ہوش میں آؤ منوسمرتی ادھیائے ۴ شلوک ۸۱ جو شخص شودر کو دھرم اور برت کا اپدیش دیتا ہے وہ مع اس شودر کے اسمبرت نام نرگ میں جاتا ہے۔

جب دھرم کا اپدیش دینے والا بھی نرگ میں جاتا ہے تو اس اپدیش سے شودر کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اگر شودر کسی اپدیشک کے کہنے میں آکر دھرم قبول بھی کرے تو مع اپدیشک کے اسمبرت نام نرگ میں جائیگا۔ ایسے نرگ میں جانا ہو تو ہندو دھرم قبول کرو۔

منوسمرتی ادھیائے ۴ شلوک ۹۹ شودر کے پاس نہ پڑھے۔

یعنی دھرم شاستر شودر کے قریب بھی نہ پڑھے اُس کے کان میں کوئی لفظ وید اور شاستر کا نہ پڑنے

یاد رہے۔ اب شودر غور کریں کہ جب وید وشاستر کو اس طرح شودر سے بچانے کا حکم ہے تو کس طرح ان کو دہرم کا پرچار کیا جا سکتا ہے۔ شودر دہوکے سے بچیں۔

منوسمرتی ادھیائے ۴ شلوک ۱۴۰۔ اور شودر کے ساتھ اکیلے کہیں نہ جائے۔

(اس بے اعتباری اور نفرت کو دیکھئے)

منوسمرتی ادھیائے ۴ شلوک ۲۲۳ وودان برہمنوں کو شودر کا پکا یا ہوا کھانا نہ کھانا چاہیئے۔

منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۲۰ جو ذات ہی میں برہمن ہو اور برہمن کا کام کچھ بھی نہ کرتا ہو۔ اور مورکھ ہو تو بھی وہ راجہ کو دہرم کا اپدیش کر سکتا ہے اور شودر کیسا ہی ہو وہ اپدیش نہیں کر سکتا۔ (اس نیاضی کو دیکھئے شودر کو کس فراخدلی سے انسانی حقوق دیئے ہیں)

منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۱ جس راجہ کے دھرم کا بچار شودر کرتا ہے اس راجہ کا راج اس کے دیکھتے ہی دیکھتے مٹ جاتا ہے جیسے دلدل میں گئو پھنس کر مر جاتی ہے۔

اس عقلمندی کو تو دیکھئے شودر بچار تو کرے دھرم کا اور مٹے راج۔

منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۲۶۷ اگر کشتری کسی براہمن کو چور کہے تو سو پن ڈنڈ دیوے۔ اور اگر ویشیہ ایسی بات کہے تو ڈیڑھ یا دوسو پن دیوے اور اگر شودر ایسی بات کہے تو قطع عضو کے لائق ہے یہ تفصیل کچھ نہیں کہ یہ بات سچی ہو یا جھوٹی۔ ہر صورت میں سزا ہے چاہے برہمن چوری کرے۔ مگر اس کو چور کہنے والا مجرم ہے۔ پھر یہ انصاف تو دیکھئے ایک ہی جرم اور سزائیں مختلف کشتری اور ویش تو ڈنڈ دیکر چھوٹ جائیں مگر شودر کی زبان کاٹے بغیر نہ چھوڑا جائے۔ جس زمانہ میں یہ قانون رائج ہوگا اس زمانہ میں شودروں کی جان کس مصیبت میں ہوگی اور انہوں نے کیسی کیسی مصیبتیں جھیلی ہونگی۔

منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۲۷۰۔ اگر شودر یعنی جاہل خدمت گار عالم سپاہی اور بیوپاری سے سخت کلامی سے پیش آئے تو اس کی زبان چھید کرنے کے لایق ہے۔ کیونکہ وہ جن لوگوں کی خدمت کے واسطے مقرر ہوا ہے۔ بجائے ان کی خدمت کے ان کی توہین کرتا ہے (اس منصفانہ حکم کو غور کرو)

منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۲۷۱ جو شودر (اے تو فلانے برہمن سے نیچ) ایسا آواز ملنا برہمن وغیرہ کے نام اور ذات کو کہے تو اس کے منہ میں بارہ انگل کی میخ آہنی جلتی ہوئی ڈالنا چاہیئے۔

برہمن کے ساتھ وغیرہ بھی ہے یعنی کسی کھتری یا بنیئے کو کہے جب بھی یہی سزا۔ اور سزا تو ملاحظہ کیجئے شودر کی جان ان کے نزدیک جانور کی برابر بھی نہیں۔

منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۲۷۲ جو شودر غرور سے دہرم کا اپدیش کرنے والا ہو اس کے منہ اور کان میں

گرم تیل ڈلوا دے۔

دھرم کے اپدیش کی یہ سزا ہے۔ پھر شودر کو دھرم کون بتائیگا۔ اور دھرم کا لفظ اس کو زبان پر کون لانے دیگا اب تو آپ کو یقین ہو گیا ہوگا کہ شدھی کی چال محض دھوکا ہے۔ ذرا اس سزا پر بھی غور کیجئے سزا تجویز کرنیوالے دل رحم کے تصور سے بھی آشنا نہ تھا۔

منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۲۸۱ چھوٹا آدمی۔ بڑے آدمی کے ساتھ ایک آسن پر بیٹھے تو اس کی کمر پر نشان کرکے نکال دیوے۔ خواہ اس طرح اس کے چوتڑ کو کاٹ دے کہ وہ مر نہ جائے (یعنی) سمجھے شودر ہندوؤں کی نشست بھی نہ بیٹھے ورنہ کمر میں نشان کرکے جلا وطن کیا جائے یا اس کا سرین کاٹ ڈالا جائے جس زمانہ میں منوسمرتی کا قانون نافذ تھا اور اس وقت شودروں کی تعداد کافی تھی جو روستم کا تختہ مشق بنی ہوئی تھی۔

منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۲۸۲ غرور سے بدن پر تھوکے تو دونوں ہونٹ چھید ڈالے۔ اور پیشاب کرے تو عضو تناسل کاٹ ڈالے اور براز کرے تو معدہ کاٹ ڈالے (شودر کی یہ قدر و منزلت ہے)

منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۲۸۳ جو شودر براہمن کے بال پاؤں داڑھی گلا و فوطہ کو غرور سے پکڑنے والا ہے اس کا ہاتھ کاٹنا چاہئے یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ اس کو تکلیف ہوگی۔ (شودر کی تکلیف کا کیا خیال بال پکڑنے پر ہاتھ کاٹ ڈالنے کی سزا)

منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۳۷۴ براہمن کشتری ویشیہ کی عورت شوہر وغیرہ سے محفوظ نہ ہو خواہ محفوظ ہو اس سے جماع کرنے والے شودر کا عضو تناسل قطع کرنا و تمام دولت چھین لینا و سزائے قتل دینا چاہئے۔

عورت کے لئے کچھ حکم نہیں یہ سب سزا شودر ہی کے لئے ہے پھر قطع عضو پر صبر نہیں دولت چھین لینے پر بس نہیں آخر میں قتل بھی کر ڈالنا ہی ضروری ہے)

منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۴۱۳ برہما نے شودر کو براہمنوں کی خدمت کے واسطے بنایا ہے۔ اس واسطے خواہ شودر خریدا ہوا ہو یا ملازم ہو اس سے کام برابر لینا چاہئے (یہ اعتقاد ہے کہ شودر براہمن کی خدمت ہی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔)

منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۴۱۷ براہمن داس شودر سے دولت لے لیوے اس میں کچھ بچار نہ کرے۔ کیونکہ دولت کچھ اس کی ملکیت نہیں ہے وہ بے زر ہے اور جو دولت فراہم کرے اس دولت کا مالک اس کا سوامی ہے۔

منوسمرتی ادھیائے ۱۰ اشلوک ۱۲۳ برہمنوں کی خدمت کرنا شودروں کا سب سے بڑھ کر دھرم ہے۔ اور جو شودر اس کو چھوڑ کر اور کام کرتا ہے وہ اپنی زندگی نسپھل کرتا ہے۔

(مطلب یہ ہے کہ شودر عمر بھر برہمنوں کی غلامی کرے کچھ کام نہ کرے جو کمائے وہ برہمن لے لیں)

منوسمرتی ادھیائے ۱۰ اشلوک ۱۲۶ شودر کے واسطے کوئی پاپ اس سے زیادہ نہیں کہ وہ عالموں کی خدمت نہ کرے۔

منوسمرتی ادھیائے ۱۰ اشلوک ۱۲۹ شودر طاقت رکھنے پر بھی دولت جمع نہ کرے کیونکہ شودر کے پاس ہو جانے سے وہ براہمنوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ جب جاہل کے پاس دولت ہوتی ہے تو وہ عالموں کی خدمت چھوڑ دیتا ہے اور ان کو حقیر سمجھنے لگتا ہے اس واسطے دولت سے شودر کا دھرم ناش ہو جاتا ہے۔

منوسمرتی ادھیائے ۱۰ اشلوک ۹۶ اگر نیچ ذات یا کم لیاقت والا آدمی لالچ سے بڑی لیاقت والوں کے کام سے گزارہ کرے تو راجہ اس کی تمام دولت ضبط کر کے ملک سے باہر کر دے۔

یہ تھوڑے سے اشلوک بطور نمونہ لکھے گئے ہیں ایسے مضامین کے اشلوکوں سے کتاب بھری ہوئی ہے۔ اب سوچنا یہ ہے کہ جس قوم کا دھرم یہ ہو اور شاستر میں اس کو یہ تعلیم دی گئی ہو۔ صدیوں سے وہ اس قوم کو اپنا غلام سمجھتی ہو اور اس کا یہ اعتقاد ہو کہ شودر برہمنوں کی خدمتگاری ہی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور وہ دنیا میں کوئی کام کر کے کسی دولت کے مالک نہیں ہو سکتے کیا ایسے قوم سے ہمدردی اور مہربانی کی امید رکھنا کسی طرح درست ہو سکتا ہے۔

شودر اقوام جو صدیوں سے ہندوؤں کی جفا کاریوں کا شکار ہوتی رہی ہیں اور جن کو انہوں نے جانور سے بدتر دیکھا ہے اور ہمیشہ اون پر بیدردی سے ظلم کئے ہیں۔ اگر آج وہ اپنی ترقی چاہتی ہیں تو غور کریں کہ ان کو کس پارٹی میں شامل ہونا چاہئے۔ اور کون مذہب فرقہ (ا) کے ساتھ اونہیں انسانی حقوق دے سکتا ہے۔ حریت و مساوات کے اصول سے انہیں عزت عطا کر کے تمام پچھلی مصیبتوں اور کوفتوں کی تلافی کر سکتا ہے۔

دنیا کے مذاہب پر نظر ڈالنے سے اسلام کے سوا اور کوئی مذہب ایسا نہیں معلوم ہوتا جو دریا دلی سے انسانی عزت دے سکے۔ اسلام بیشک اپنے پیروؤں کو بے دریغ عزت دیتا ہے۔ قومی اور نسلی تفرقوں کو مٹا کر سچی یگانگت اور پر لطف محبت کا مزہ اسلام ہی میں ملتا ہے۔ آج ہی ایک شودر اسلام لا کر شیخ کا معزز لقب پا سکتا ہے۔ اور بڑے سے بڑے خاندانی مسلمان کے ساتھ ایک دسترخوان پر بلکہ ایک پیالہ میں کھا سکتا ہے۔

اسلام کا کلمہ مسلمانوں کے اعتقاد میں انسان کو پاک کر دیتا ہے اس لئے مسلمان کلمہ پڑھ لینے کے بعد بے تکلف نومسلم کا جھوٹا کھا پی لیتے ہیں اور اس کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔ حقارت سے دیکھنے کو انکے مذہب نے منع کیا ہے۔ اور قرآن پاک میں یہ تعلیم دی ہے انما المومنون اخوۃ ایماندار آپس میں بھائی ہیں۔ ایسی منصفانہ تعلیم یقین دلاتی ہے کہ بے شک یہ دین خدا کی طرف سے ہے:۔ (تمت)

جمعیۃ العلما کی ہندو پرستی

دیوبندی خیال کے لوگوں کی ایک جماعت عرصہ سے جمعیۃ العلماء کے نام سے قائم ہے جس کے صدر مولوی کفایت اللہ ، ناظم مولوی احمد سعید ہیں۔ ۳۔۴۔۵ مئی ۱۹۳۰ء کو اس جمعیۃ کے اجلاس جامع مسجد امروہہ میں منعقد ہوئے۔ یہ پہلے سے مشہور تھا کہ جمعیۃ ہندوؤں کے اشاروں پر چل رہی ہے۔ علماء بھی بہت تھوڑے تھے۔ مسلمانان ہند کی نیابت کا دعویٰ کسی طرح قابل قبول نہیں ہے بیشتر دیوبندی طبقہ نظر آتا تھا۔ ہندو بکثرت جلسہ میں شریک تھے اور مراد آباد تک سے جاکر شریک ہوئے مراد آباد کانگریس کمیٹی کے ہندو ارکین و عہدہ دار نمایاں نظر آرہے تھے۔ جامع مسجد میں ہندوؤں کو ممتاز جگہ دی گئی تھی ہندوؤں کی تعداد کا اندازہ کم از کم دو ہزار بتایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے لوگ جمعیۃ کے جلسہ کو ہندوؤں کا جلسہ کہہ رہے ہیں۔ گذشتہ تجربات نے مسلمانوں کو یقین دلا دیا ہے کہ ہندوؤں سے مسلمانوں کو کسی بہتری کی امید رکھنا خیال باطل ہے۔ اس بناء پر تمام ہندوستان کے مسلمان عام طور پر کانگریس اور گاندھی کی تحریکات سے بالکل علیحدہ ہیں اور ان چند اشخاص کو بہت نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جنہوں نے دینی احکام مذہبی غیرت اسلامی جمہوریت سب کے خلاف ہندوؤں کی غلامی عقیدہ کر لیا ہے اور وہ آنکھیں میچ کر ہندوؤں کی تقلید کرنا چاہتے ہیں۔ خیال تھا کہ جمعیۃ العلماء میں اہل علم کا مجمع ہوگا وہ ملک کی حالت ہندوؤں کے گذشتہ سلوک اور موجودہ طرز عمل پر نظر کرکے مسلمانوں کو ان سے علیحدہ رہنے کی تاکید کرینگے لیکن ع خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔

جمعیۃ العلماء میں اہل علم تو معدودے چند ہی تھے وہ بھی ایسے جن کی ذہنیت ہندوئیت سے پورے طور پر متاثر ہو چکی تھی اور کانگریس کی تقلید کا سودا اون کے دل و دماغ پر مسلط ہو چکا تھا انہوں نے کانگریسی تحریکات کے سامنے سر نیاز خم کر دیا اور سول نافرمانی میں کانگریس کے ساتھ اتفاق کی تجویز منظور کرکے

اپنی ہندو پرستی کا ثبوت دیا تمام مسلمان اس فرضی جمعیتہ العلماء کی اس غیرت سوز تجویز پر لعنت کر رہے ہیں۔ اور اسلامی حلقوں میں اس جمعیتہ کو ذلت و حقارت کی نگاہوں سے دیکھا جا رہا ہے۔ جمعیتہ العلماء میں عالم نام کے صرف چند شخص رہ گئے ہیں۔ وہابیوں کے بھی اکثر سربرآوردہ اور مشہور عالم جمعیتہ کی اس روش سے ناخوش ہیں۔ اور اس کے متفق نہیں۔ عام طور پر مشہور ہے کہ ہندوؤں کا روپیہ جمعیتہ سے اپنی بولی بلوا رہا ہے۔ خدا جانتا ہے حقیقت حال کیا ہے مگر جس حال میں ہندو مسلمانوں کے لئے اون کے تحفظ حقوق کا پورا ذمہ نہیں لیتے کوئی اطمینان نہیں دلاتے جمعیتہ العلماء کا کانگریس کے گیت گانا اور مسلمانوں کو اون کے پیچھے گردن کٹانے کیلئے دھکیلنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اس کا کون محرک ہے۔ جمعیتہ العلماء نے ملک کے تمام سربرآوردہ علماء مشائخ۔ امراء لیڈر۔ قانون پیشہ، ایڈیٹر اور عوام کے خلاف ہندوؤں سے اتحاد کیا اور وہ سب لوگ جمعیتہ سے ناراض ہوگئے لیکن اس کو ان تمام مسلمانوں کا چھوٹنا گوارا ہے اور اپنے حقیقی بھائی ہندوؤں کا چھوٹنا کسی طرح گوارا نہیں ایسی جمعیتہ کو اگر ہندو جمعیتہ نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے۔ اُن بیوقوفوں پر افسوس ہے جو اس ہندو جمعیتہ العلماء کے دہوکہ میں آئیں اس نے اپنے گذشتہ عہد میں بھی ہندوؤں کی غلامی کے سوا اسلام کی کونسی خدمت انجام دی ہے۔ مولوی کفایت اللہ یا مولوی احمد سعید صاحب کبھی راجپوتانہ میں حمایت اسلام کے لئے ارتداد کا سیلاب روکنے گئے تھے۔ کبھی شردہانند کو اوس کے اسلام سوز حرکات سے روکا تھا کبھی ہندوؤں کے مظالم کے خلاف مسلمانوں کی حمایت میں کوئی مؤثر کارروائی کی تھی۔ خلافت کمیٹی کے زمانہ میں جب مسلمان قشقے لگاتے تھے بتوں کی نقاب کشائی کے لئے جاتے تھے ہولی میں گلال ملتے اور رنگ کھیلتے تھے۔ اس وقت کوئی حکم اسلام کا اون کو سنایا تھا کوئی فتویٰ شائع کیا تھا۔ جمعیتہ العلماء کی حمایت کا سارا عہد اسلام کی خدمات سے خالی ہے اوس کو اگر کوئی فخر حاصل ہو تو یہی کہ اوس نے ہندوؤں کی متابعت سے کبھی منھ نہیں پھیرا۔ شردہانند کے قاتل غازی عبدالرشید کو جنت کی خوشبو سے محروم کرنیکی جراءت جمعیتہ العلماء کے صدر مولوی کفایت اللہ صاحب نے کی اپنے ان مفاخر پر وہ جتنا چاہیں ناز کریں مسلمان اب جمعیتہ العلماء کو خوب جان گئے ہیں اور عام لوگوں کی زبانوں پر ہے۔ کہ یہ ہندوؤں کی جمعیتہ ہے۔ اور الحمد للہ تمام ہندوستان کے مسلمان ہند و جمعیتہ العلماء کے خلاف اسلام طرز عمل سے ناخوش اور متنفر ہیں اور انشاء اللہ العزیز اب اُسکا سکہ نہ چلیگا۔ حضرت صدر الافاضل مولنا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم نے امروہہ کے اجلاس جمعیتہ کے موقع پر مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیتہ کے پاس ایک مکتوب ارسال فرما کر اون کو اس خطرناک طریق عمل سے متنبہ فرمایا تھا۔ مگر اون پر کچھہ ایسے اثر ہو چکے تھے کہ اُنھوں نے اس ہدایت کی کچھہ پروا نہ کی اُس گرامی نامہ کی نقل مسلمانوں کے ملاحظہ کے لئے حاضر ہے:۔

وہو ھذا

(خط) عنایت فرمائے من جناب مولوی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء زاد عنایتہ
بعد ما ہو المسنون کے بعد گذارش ہے۔ میرے پاس جناب کے خطوط اور دعوت نامے پہنچے ہیں جناب سے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ آپ اس کا احساس فرمائیں کہ گذشتہ تجربات نے یقین دلا دیا ہے کہ ہندو مسلمانوں کی تباہی و بربادی کو سوراج سے زیادہ عزیز جانتے ہیں۔ انہیں کسی طرح گوارا نہیں ہے کہ سرزمین ہند میں مسلمانوں کا وجود رہے۔ اگر یہ تجربے نہ ہوتے تو بھی مسلمانوں کو قرآن پاک پر یقین ہے۔ مشرکین کی شدت عداوت قرآن پاک میں وارد ہے۔ ان سے نفع کی امید اور وفاداری کی توقع خیال باطل ہے۔ اسی وجہ سے ہندوستان کے مسلمان بالعموم گاندھی اور کانگریس کی تحریکوں سے اس وقت تک قطعاً علیحدہ ہیں۔

آپ جمعیۃ کو ایسے طریق عمل سے بچائیے جو گاندھی کی تحریک کا ہم معنی یا اس کی تائید ہو۔ اگر اس کا لحاظ نہ کیا گیا تو علاوہ ان مصائب کے جو ہندو پرستی کی بدولت اٹھانے پڑینگے۔ مسلمانوں کی جماعت کے انتشار اور ان کے اس نئے اختلاف کا وبال بھی آپ کی گردن پر ہوگا۔ جو اس نئی تحریک سے پیدا ہو۔ اگر جمعیۃ نے قانون شکنی میں گاندھی کی روش اختیار کی تو یقیناً مسلمانوں کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے اور آپس میں کٹ مرینگے۔
آپ کو نہایت دانائی اور احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ وما علینا الا البلاغ۔

پھر کیا ہوا

اس خط کا کوئی جواب نہ آیا نہ انہوں نے اپنی تجاویز ہی میں اس عظیم خطرہ کا کچھ لحاظ کیا بلکہ وہ ہندوؤں سے بڑھ گئے۔ مسلمانوں کو چھوڑنا اور ان کی بڑی جماعت سے علیحدہ ہو جانا سرمستان بادۂ ہندو پرستی نے گوارا کیا مگر اپنے محسن ہندوؤں کو چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ کانگریس کی تائید میں سول نافرمانی پاس کردی اور کچھ لحاظ نہ کیا کہ مسلمانوں پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ اب اس ہندو جمعیۃ العلماء کے مولوی ہندوؤں کی مداحی کرتے پھر رہے ہیں۔ ان کے واعظوں میں ذکر خدا و رسول کی جگہ گاندھی اور ہندوؤں کی تعریف ہوتی ہے اور وہ کانگریس کی تحریک پر عمل کرنے کے لئے مسلمانوں کو ابھارتے اور اغوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالے اس فتنۂ عظیمہ سے بچائے اور مسلمانوں کو ہوش و خرد دے کہ ان بلبلان اسیر قفس صیاد کے ترانہ کو آزادی نہ سمجھیں۔ اب یہ ہزار داستان صیاد کی بولی بولتا ہے اور مشاکلت ظاہری سے دھوکہ نہ کھاؤ اپنا تحفظ کرو اور ہوشیار رہو اور دنیا کو آگاہ کردو کہ ہند و جمعیۃ العلماء میں ہندو پرستی تو پہلے ہی تھی مگر اس میں بعض ایسے اصحاب شامل تھے جو اس کے جذبہ کو دباتے اور اس راہ سے روکتے رہتے تھے۔ اب جمعیۃ نے انہیں اسی کھٹکنے والا کانٹا سمجھ کر نکال دیا ہے اور وہ کھل کر ہندوؤں میں جذب ہو گئی ہے۔

ومایخدعون الا انفسھم ومایشعرون ۔ اس میں بتا دیا گیا کہ اون کی یہ امید غلط اور خیال باطل ہے اون کا دہوکہ کسی پر نہ چلے گا۔ اور اس سے کسی کو ضرر نہ پہنچیگا۔ اللہ تعالےٰ جل جلالہ بالذات عالم ضمائر و سرائر ہے اس سے کوئی ذرہ چھپا نہیں اوس کو دہوکہ دینا ممتنع و محال اور رسول کریم رؤف و رحیم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم باعلام الٰہی ان کے احوال سے واقف و خبردار اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خبر دینے سے مومنین پر بہی ان کی حقیقت آشکارا تو اب اس دہوکہ کے چل جانے کی کوئی صورت نہیں ایسی حالت میں فریب کاری کا وبال خود انکی اپنی جانوں پر پڑتا ہے۔ اور اپنے دہوکہ میں وہ خود مبتلا ہوتے ہیں۔ یعنی وہ اپنی جانوں کو دہوکہ دے رہے ہیں کہ اللہ و رسول و مومنین کو دہوکہ دیدینگے۔ اور اسی دہوکہ میں وہ دولت ایمان سے محروم ہوکر اپنے لئے عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ اور ان کی اس تمام فریب کاری کا وبال خود اون کی طرف رجوع کرتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے افشا فرمانے پر دنیا میں خواری و رسوائی اور اپنے کردار ناقص کی سزا آخرت میں اونکا حصہ ہے۔ وما یشعرون اونہیں شعور نہیں کہ اون کے فریب کا وبال اونہیں کی طرف راجع ہے۔ اور وہ اپنے ہاتھوں سے خود گرفتار ہو رہے ہیں شعور حس کے ذریعہ سے جو علم حاصل ہوتا ہے اوس کو شعور کہتے ہیں۔ وما یشعرون فرمانے میں اشعار ہے کہ اون سے اس فعل کا ضرر اون کے حق میں مثل محسوس کے ہے اور ان کی غفلت اس درجہ پہنچ گئی ہے کہ وہ اُس کے ادراک سے ہی محروم ہیں۔

اس آیت سے تقیہ کا حال بہی معلوم ہوا کہ وہ نہایت قبیح و مذموم ہے اور اس کا ضرر تقیہ والے کو پہنچتا ہے تقیہ کرنے والا کم از کم مومنین کو دہوکہ دینے کی نیت کرتا ہے اور اسی فعل پر اس آیت شریفہ میں منافقین کی مذمت کی گئی ہے۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا ولھم عذاب الیم بما کانوا یکذبون۔ اون کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے اون کی بیماری اور بڑہائی اور اون کے لئے دردناک عذاب ہے بدلہ اون کے جھوٹ کا۔ مرض دو طرح کا ہوتا ہے جسمانی و روحانی۔ مرض جسمانی وہ ہے جو بدن کو اوس کے اعتدال خاص سے خارج کرے اور اس کے افعال میں خلل کا موجب ہو اور مرض نفسانی یا روحانی وہ ہے جو نفس کے کمال میں مخل ہو جیسے جہل بدعقیدگی حسد بغض حب معاصی۔

جس طرح امراض جسمانی دو قسم کے ہوتے ہیں بعض وہ جیسے بدن کے افعال میں خلل آئے مگر وہ ہلاکت تک موودی نہ ہوں۔ دوسرے وہ جن کا نتیجہ ہلاک ہو اسی طرح امراض روحانی بھی دو قسم کے ہیں ایک وہ جو نفس کو تحصیل فضائل سے مانع ہوں دوسرے وہ جو حیات حقیقیہ ابدیہ کے زوال کے موجب ہوں حیات حقیقیہ ابدیہ سے سعادت مخلدہ مراد ہے اور خلود عذاب یا جہنم کی مخالف حیات۔ حیات حقیقیہ کہلانے کے

منافقین کے دلوں کی بیماری ایک تو اون کا لایق نہیں۔ آیت ان دو نو قسم کے امراض روحانی کی محتمل ہے۔ منافقین کے دلوں کی بیماری ایک تو اون کا وہ رنج والم اور وہ سوزو کاوش تھی جو اون کے دلوں میں اپنی ریاست وسرداری فوت ہونے سے پیدا ہوئی تھی۔ اور رسول کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ثبات امر اور روز بروز علو شان دیکھہ کر جو حسد اون کے دل میں پیدا ہوتا تھا اور غم زیادہ ہوا کرتا تہا وہ اون کے دلوں کے لئے ایک تکلیف دہ مرض تھا دوسری بیماری سوء اعتقاد اور نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عداوت اور مثل اس کے اور کفریات یہ اون کے اصل امراض ہیں اب جسقدر وحی نازل ہوتی ہے احکام اُترتے ہیں۔ حضور کو دشمنان دین پر فتح دی جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ بلند و بالا کرتا ہے اوتنا ہی ان کی آتش حسد وعناد اور بھڑکتی ہے اور عناد میں ترقی ہوتی ہے۔ اس لئے فرمایا فزادھم اللہ مرضا اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا علو مرتبت دشمنان حق سے دیکھا نہیں جاتا اور یہ اون کے دلوں کیلئے روحانی مہلک بیماری ہے۔

منافقین کا تردد و نفاق اون کی بیماری تہا زمان نزول قرآن میں اللہ تعالےٰ جتنی آیتیں اور نازل فرماتا ہے اونہیں اون کے متعلق بھی شک ہوتا جاتا ہے اور وہ مبدم جتنا قرآن پاک نازل ہوتا جاتا ہے اوتنا ہی ان کا یہ مرض بڑھتا جاتا ہے۔

منافق شک کی بیماری میں مبتلا اور تردد میں گرفتار رہتا ہے یکسوئی اور اطمینان اوس کو حاصل ہی نہیں ہوتا۔ حدیث شریف میں ہے مثل المنافق کمثل الشاة العائرة بین الغنمین۔ منافق اوس بکری کی مثل ہے جو دو گلونکے درمیان متحیر ومتردد ہو کبھی ادھر جائے اور کبھی اُدہر کبھی طرف اوس کو اطمینان وقرار حاصل نہ ہو کذب، جو چیز کسی شان پر ہو اوس کے برخلاف خبر دینا کذب ہے اور یہ بدترین عیب اور حرام ہے۔ کیونکہ اس آیت میں استحقاق عذاب کذب ہی پر مرتب فرمایا گیا ہے ۔ ایک قرات میں یکذبون بہی آیا ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ اپنے دلوں میں یا تنہائیوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے اور جہٹلاتے ہیں۔ بہر تقدیر آیت سے یہ ظاہر ہے کہ مرض کا زیادہ کرنا اور بڑھا دینا سزا ہے وبال ہے اور اوس کا باعث اون کا جھوٹ بولنا دہوکہ دینے کے لئے آمنا کہنا یا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنا اس کا باعث ہے اون کی سوء عقیدت اور فریب کاری ان کے مزید خسران وخزلان کی موجب ہوئے اور حضور نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جو رحمت مجسم اور اپنی امت پر والدین سے زیادہ اشفق وارحم ہیں اون کے ساتھہ عداوت وعناد ان کی اور زیادہ تباہی اور بربادی کا موجب ہوا ہادی سے دشمنی کرنے والا اپنے لئے رہنمائی کے رستے بند کر لیتا ہے۔ محرومی اونہیں کے کردار کا نتیجہ ہے:-

پنڈت جی کی فہم یہاں تک نہ پہونچی اور درحقیقت یہ اون کے مذہب کا قصور ہے جس نے خدا کو صفت عفو سے
عاری سمجھا ہے لیکن جس حال میں کہ پنڈت جی کا یہ اعتقاد ہے کہ گناہ معاف کرنا خلاف عدل و انصاف ہے۔ اور
اون کے ایشور کو اسپر قدرت ہی نہیں تو دنیا کو ویدک دھرم کی دعوت دینا ایک لاحاصل بات ہے۔ کیونکہ جن لوگوں
نے عمر بھر بت پرستی کی پرانوں کو مانا مورتیوں کو پوجا ویدوں کو برہما کے چار موہوں سے نکلا ہوا مانا اور وید کے
خلاف عمل کرتے رہے یا جو مسلمان ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ گائے کی قربانی کرتے ہیں۔
اوس کا گوشت کھاتے ہیں اور عمر بھر انہیں افعال میں گذری ہے ہزاروں گائیں انہوں نے ذبح کر ڈالی ہیں پنڈت جی
کے اعتقاد کے مطابق ایشور اونکا جرم تو معاف کر نہیں سکتا صدہا جونوں تک اونہیں سزا بھگتنی ہے۔ اس جون میں
اتنے گناہ ہوگئے تو اگلی جون میں کیا اطمینان ہے کہ کوئی گناہ نہو گا۔ اور ضرور ہوگا۔ اور ایشور معاف کر نہیں سکتا۔
تو پھر اوس کے بدلے اور جونوں میں سزا ملے گی۔ اور اوس میں بھی گناہ ہوگا۔ تو ہمیشہ سزا بھگتنی ہی رہے گی۔
نجات کی ساعت کبھی نہ آئے گی تو اب بتائیں کہ کسی ہندو یا مسلمان یا عیسائی کو آریہ بنانے سے کیا نتیجہ اور کس طرح
شدہ ہو سکتا ہے جب پاپ معاف نہیں ہوتا گناہ بخشا نہیں جاتا نجات متصور نہیں تو اب آدمی اپنا دین تبدیل کرے
تو کیوں اور کس لئے اور جو لوگ آریہ ہیں اون سے کیا گناہ نہیں ہوتے ہیں صدہا گناہ اون سے صادر ہوتے ہیں۔
اور معاف نہیں ہو سکتے تو نجات کا راستہ اون کے لئے ہی بند ہے پنڈت جی کے اس اصول نے یہ بتایا کہ اونکے
دھرم سے نجات کی توقع کرنی۔ نئے اور پرانے آریہ دونوں کے لئے باطل و غلط ہے اب ذرا یہ بھی دیکھیے کہ پنڈت
جی کے دھرم میں غلط اور نمایش کی باتیں کس قدر ہیں ستیارتھ پرکاش میں ایشور کے ناموں کے سلسلہ میں لکھا ہے۔
(وایو) چونکہ وہ (ایشور) متحرک اور ساکن جہان کو قائم اور زندہ رکھتا اور فنا کرتا ہے اور تمام قادروں سے
قادر ہے اس لئے اوس پرمیشر کا نام وایو ہے۔ یہاں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ایشور قادر ہے اور فنا و بقا اوسکو
اختیار میں ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک نے جو صفات الٰہیہ کے شاندار درس دیئے ہیں اوس کی نقل
اوتاری جاتی ہے اور محض نمایش کے لئے یہ صفتیں پیش کی جاتی ہیں۔ ورنہ جو فرقہ تناسخ کی قائل ہو اور مادہ کو
ذرے ذرے اور ایک ایک جیو کو قدیم مانے وہ کس طرح اوس کی فنا کی قائل ہو سکتی ہے ایشور کے لئے فنا کا نام
اختیار ظاہر کرنا ویدک دھرم کے مسلمہ اصول کے خلاف اور محض دکھاوے کی بات ہے اسی طرح اوس کو قادر بلکہ
اقدر القادرین کہنا یہ بھی ایک مغالطہ ہے۔ کیونکہ جو شخص آریہ دھرم میں کسی مجرم کا خفیف سا جرم ہی معاف نہیں کر سکتا
اوس کو قادر یا اقدر القادرین کہنے کے کیا معنی ہیں۔ بالکل ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی شخص کسی کی نسبت کہے کہ
اوسے اندھیرے اجالے میں کچھ نظر نہیں آتا ایک شہتیر کو دن دہاڑے نہیں دیکھ سکتا۔ پہاڑ تک اوس کو نہیں
سوجھتا مگر ہے وہ بڑا بینا حدید البصر تیز نظر جیسی یہ تعریف ایک تمسخر اور یادہ گوئی ہے ایسا ہی عفو جرائم سے

مجبور مانتے ہوئے ایشور کو اقدر القادرین کہنا تمسخر از صرف نمائشی بات ہے جیسے پرمیشر کی سچائی انصاف رحم کامل قدرت اور کامل علم وغیرہ بیشمار صفتیں ویسی دیگر کسی بے جان یا جاندار کی نہیں ہیں ۔ ستیارتھ ۔

رحم اور کامل قدرت کا یہ حال ہے کہ ایک خطا کار کا چھوٹے سے چھوٹا گناہ معاف نہیں کر سکتا اتنے بڑے رحیم کو خطا بخشنے سے مجبور اور ایسی کامل قدرت رکھتے ہیں کہ ایک ذرہ بھر قصور معاف کرنے کا اختیار نہیں۔ انصاف کی عینک لگا کر دیکھئے کہ یہ صفتیں محض گنانے یا شمار کرانے کے لئے لکھی گئی ہیں۔ اور حقیقۃً اعتقاد ہے کہ ایشور بیچارا مجبور محض اور عاجز و ناچار ہے۔

ملے چونکہ کامل جاہ و حشمت رکھنے والا پرمیشر ہی ہے اس لئے اس کو اندر بھی کہتے ہیں ۔ ستیارتھ یہ صفتیں بھی نرے دکھاوے کی ہی ہیں۔ کامل جاہ کا تو یہ حال کہ کسی قدر ... ر کی تقصیر سے درگذر ... باعرا اور حشمت و دولت کی یہ کیفیت کہ ایک دانہ بے عوض کسیکو نہیں دے سکتے ... ساری کائنات کے مگر ایک جو دینے کا اختیار نہیں کیا شان عالی ہے اور کیا صفت کامل ہے ...

ملے وید منتر میں ایک التجا ہے۔

اے پرمیشر آپ ہی عالم القلوب (انتریامی) ہونے سے بالتحقیق ... ہیں کیونکہ آپ ہر جگہ موجود ہونے کی وجہ سے سب کے لئے قابل حصول ہیں ۔ جو آپ کا صحیح حکم ویدوں میں ہے میں سب کو اوسکا اپدیش اور خود بھی عمل کرونگا سچ بولونگا سچ مانونگا اور سچ ہی عمل میں لاؤنگا پس آپ میری حفاظت کیجئے آپ مجھ آپت یعنی راستگو کی حفاظت کیجئے تاکہ میری عقل آپ کے فرمانوں میں قائم رہ کر الٹی کبھی نہ ہو صفحہ ۱۱۱ ستیارتھ ۔

اس منتر میں دعا کا جو پیرایہ اور نمائش کیلئے یہ ظاہر کیا ہے کہ ایشور دعا کے قبول کی حیثیت رکھتا ہے تاکہ اوس کے صفات رب العلمین کے اس مرتبہ سے گھٹ نہ جائیں جو اسلام اور قرآن نے بتایا ہے اور مجیب الدعین کی صفت سے ایشور محروم اور کورا نہ رہ جائے مگر اس کی حقیقت نمائش سے زیادہ کچھ بھی نہیں کیونکہ ویدک دھرم میں اگر پچھلے عمل اوس کو مستحق حفاظت کرتے ہیں تو دعا و التجا بیکار ہے ۔ ایشور پر خود ہی حفاظت کرنا واجب ہے ۔ بلکہ اگر منع بھی کیجئے تو وہ حفاظت کریگا اور حفاظت کرنے پر حسب اعتقاد آریہ مجبور ہوگا اور اگر پچھلے عمل ایسے نہیں ہیں تو آپ لاکھ کہئے کبھی حفاظت نہ کرے گا اور کرے گا تو بقول پنڈت جی کے اوس کا انصاف جاتا رہے گا ۔ دونوں حالتوں میں ایشور بیچارا دعا کے قبول کرنے سے عاجز و مجبور ہے اب جو یہ دعا کی گئی یہ محض دکھاوا اور مسلمانوں کی نقل نہیں تو اور کیا ہے ۔ اس منتر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدھی راہ چلنے کی توفیق دینا بھی ایشور کے ہاتھ میں ہے اگر ایسا ہے تو کارخانہ تناسخ باطل ہے کہ وہاں سوائے عمل صالح کے کوئی سبب نعمت نہیں ہو سکتی اور بغیر جزاء کے کوئی سلوک نیا سکے کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا ۔ نقل تو کی اھدنا الصراط المستقیم کی مگر اوس اعتقاد حق سے محروم تھے جو اس دعا کے حق ہونے کا مدار ہے ۔

مسلمانوں کیلئے صحیح راہِ عمل شریعت مطہرہ کا حکم

سوال: درحالیکہ ہنود نے جو مسودہ قانون خود اختیاری کا ہندوستان کیواسطے نہرو کمیٹی کی رپورٹ کے نام سے تیار کیا تھا اس میں مسلمانوں کے مذہبی و سیاسی حقوق پر کوئی لحاظ نہیں کیا۔ اور درحالیکہ دسمبر گذشتہ میں کانگریس نے بمقام لاہور جو ریزولیوشن آزادی ہند کے نام سے پاس کیا ہے اس میں مسلمانوں کے مذہبی و سیاسی حقوق کے تحفظ کی کوئی ذمہ داری نہیں لی گئی اور درحالیکہ ہندو لیڈر مسلمانوں کے ساتھ کسی قسم کی مصالحت اور سمجھوتہ کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور درحالیکہ گاندھی نے عدم تعاون اور قانون شکنی کی جو تحریک اس زمانہ میں جاری کی ہے اون کا مقصد کانگریس اور ہندو مہاسبھا کی مندرجہ بالا رویہ کی حمایت اور تائید کرنا ہے۔ ایسی حالت میں علماء دین کی رائے میں مسلمانوں کیواسطے گاندھی کی تحریک میں شریک ہونا یا جداگانہ طور پر اس تحریک کو اختیار کر کے گاندھی کی قوت میں اضافہ کرنا کہاں تک جائز اور مناسب ہے۔

الجواب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم۔ کانگریس یا گاندھی کی تحریک کی شرکت یا علیحدہ کوئی ایسی تحریک جو گاندھی کی شرکت کے ہم معنی ہو مسلمانوں کے لئے ہرگز روا نہیں۔ مذکورہ بالا سوالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندو قومیت مسلمانوں کے حقوق کا بالفاظ صریح بھی اس قدر لحاظ گوارا نہیں کرتی ایسی حالت میں تو دنیا کا کوئی عاقل ایسی خود غرض قوم کیساتھ اشتراک عمل نہیں کر سکتا اور مسلمانوں کو تو ہنود کا وہ رویہ مطمئن نہیں کر سکتا تھا یعنی گاندھی اور ہندو مسلمانوں کو تو قعات کا سبز باغ دکھاتے رہے اور مسلمانوں کو اون پر اعتماد کرنا اور کامیاب ہونا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔ لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین۔ یعنی ایماندار ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جا سکتا۔ یہاں تو مرتوں ارشاد ہوا۔ اور مسلمان بہ مرات کثیرہ ہندو دوستوں کی بیوفائیوں کا تجربہ کر چکے ہیں۔ اور کوئی تجربہ نہ ہوتا تو قرآنی ہدایت ہمارے لئے کافی ہے اس پر ہمارا ایمان ہے۔ اس کی کوئی بات ٹل نہیں سکتی اور جب کبھی اس ہدایت کی طرف سے تغافل کیا گیا نقصان اوٹھانا پڑا۔ قال اللہ تعالیٰ

یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواہہم وما تخفی صدورہم اکبر قد بینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون ہا انتم اولاء تحبونہم ولا یحبونکم وتؤمنون بالکتب کلہ واذا لقوکم قالوا آمنا واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور ان تمسسکم حسنۃ تسؤہم وان تصبکم سیئۃ یفرحوا بہا وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدہم شیئا (اے ایمان والو غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے ان کی آرزو ہے کہ ایذا انہیں پہونچے دشمنی ان کی باتوں سے جھلک اٹھی اور وہ جو سینہ میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے اور ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنا دیں اگر تمہیں عقل ہو سنتے ہو یہ جو تم ہو۔ تم اونہیں چاہتے ہو اور وہ تمہیں نہیں چاہتے ہیں اور حال یہ ہے کہ تم سب کتابوں پر ایمان لاتے ہو اور وہ جب تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور اکیلے ہوں تو تم پر انگلیاں چبائیں غصہ سے تم فرماؤ کہ تم مر جاؤ اپنی گھٹن سے اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی باتیں تمہیں کوئی بھلائی پہونچے تو انہیں برا لگے اور تم کو برائی پہونچے تو خوش ہوں اور اگر تم صبر اور پرہیزگاری کئے رہو تو ان کا داؤں تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا۔) مسلمانوں کے لئے یہی راہ عمل ہے اونہیں یقین رکھنا چاہئے کہ ہندو مسلمانوں کی تباہی و بربادی سے خوش ہوتے ہیں ان کی کسی کامیابی سے راضی نہیں سالہا سال سے تجربے ہو رہے ہیں۔ ہندو قومیت مسلمانوں کی ایذا رسانی سے سیر نہیں ہوتی اور برسوں تک قتل و غارت مساجد و قرآن حکیم کی توہین۔ لوٹ مار کا سلسلہ جاری رہا ہے اور ہندو لیڈروں نے عوام کو اور اکسایا اور بڑھایا ہے۔ گائے کے ذبیحہ پر اونہیں غصہ ہے اذان کی آواز سے انہیں اشتعال پیدا ہوتا ہے لا الہ الا اللہ سے وہ چڑتے ہیں اور ان تمام باتوں پر درپئے ایذا رسانی ہوتے ہیں۔ مسلمانوں پر مظالم توڑتے ہیں۔ مسلمانوں کی کسی محکمہ میں اون کی تعداد کے تناسب سے جگہ ملنے پر بھی راضی نہیں۔ ان حالات میں کون کہہ سکتا ہے کہ وہ اپنی مقدور تک ہمارے برباد کرنے میں درگذر کرنے والے ہیں۔ ان کا اتحاد پر اعتماد اپنی ہلاکت کو دعوت دینا ہے۔ قرآن پاک میں اُن سے علیحدہ رہنے اور ترک موالات کرنے کا حکم دیا ہے ارشاد ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء۔ اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ اور بکثرت آیات میں اس کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ لہٰذا مسلمان گاندھی اور کانگریس کی تحریکات اور اُن کی تحریکات کو تائید پہونچانے والی حرکات سے قطعاً مجتنب رہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

کتب ذیل اور حضرت کی دیگر کتابیں مطبع السواد الاعظم سے طلب فرمائیے

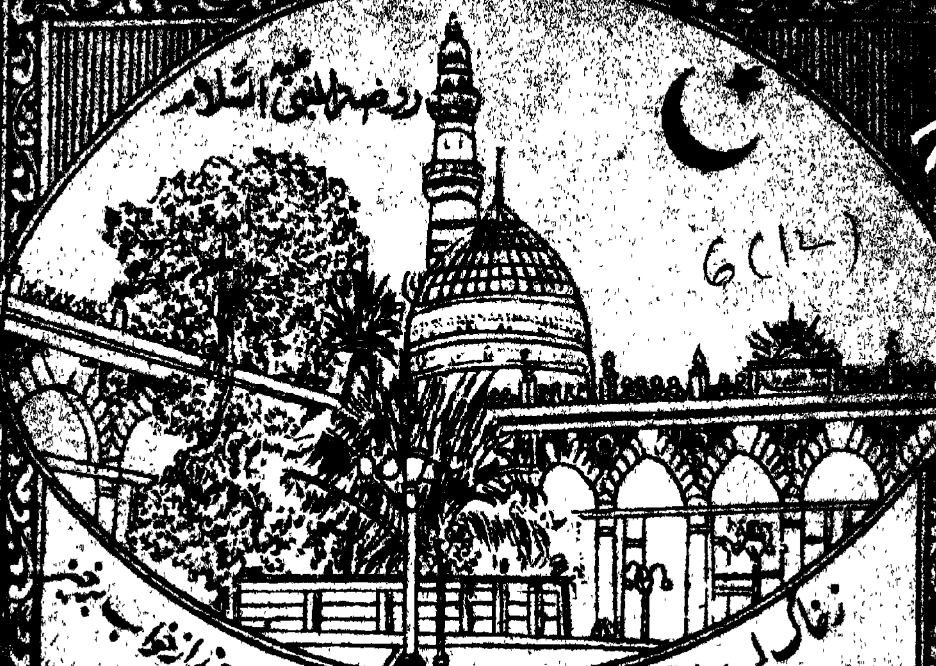
انوار ساطعہ — یہ وہ کتاب ہے جس [illegible] کی منقوں کو خاک میں ملا دیا اور فاتحہ سوم [illegible] اس کتاب میں [illegible] نگر [illegible] تقسیم [illegible] وغیرہ تمام مسائل کے لیے [illegible] ثابت [illegible] قاعدے میں اصول سے [illegible] [illegible] اور حصہ [illegible] اس کتاب [illegible] نہایت سہل طرز بیان دلنشین دلائل قوی [illegible] گفتگو نہیں کر سکتا مسائل مذکورہ کے [illegible] مسائل [illegible] مولانا مولوی [illegible] محمد اسد علی کی تصنیف ہے [illegible] تعریف کی ہیں عجیب صنعت ہے [illegible] میں باقی [illegible]

العقائد — عقائد کے بیان میں [illegible] یہ ایک تازہ رسالہ ہے [illegible] آسانی سے سمجھ سکیں ہر مسلمان مرد و عورت کو [illegible] اس کو کثیر تعداد میں خرید کر غریبوں میں مفت تقسیم کیا جائے [illegible] بہت تقسیم کی گئی ہے۔ قیمت ۲ر

ابتدائی کتاب — [illegible] مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین [illegible] کے یہ کتاب تصنیف کی ہے اگر بچوں کو بسم اللہ کرتے ہی یہ کتاب [illegible] اس [illegible] قوت ہو جائیگی کہ وہ قرآن شریف بھی پڑھ سکیں اردو کی کتابیں [illegible] حساب بھی [illegible] اوزان اور [illegible] کو پہچان جائیں [illegible] بھی لکھنے لگیں [illegible] نہیں پہنچ سکتا۔ تمام مدارس میں ابتدائی جماعتوں کو یہ کتاب پڑھائی جائے تو بہت مناسب ہو۔ قیمت ایک آنہ

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ — یہ وہ بے نظیر و بے مثل کتاب ہے جسے زمانہ زمانے میں تلاش کرتا تھا اور ڈھونڈھے نہ ملتی تھی اس کتاب نے مخالفین کے چھکے چھڑا دیئے ہوش اڑا دیئے [illegible] دل توڑ دیئے۔ حضور اقدس نبی اکرم [illegible] محبوب جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اولین و آخرین کے ثبوت میں دلائل و براہین قائم فرمائے کہ مخالف کو جائے دم زدن باقی نہیں مخالفین کے تمام رسائل جمع کر کے ایک ایک اعتراضات کے شافی و وافی مکمل جواب دیئے گئے ہیں اس کتاب کے بعد اور کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی تصنیف لطیف حضرت صدر [illegible] فاضل دامت برکاتہم قیمت علاوہ محصولڈاک ایک روپیہ

مطبع نعیمی چوکی حسن خاں مرادآباد



زنہار کہ دے لا ادری سے بہ رجز ۔ چو نرگس خواب چشمہ از خواب بشنیز
میں آؤ دو سرے شیبانی ۔ کہ روئے تست صبح زندگانی

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار

السواد الاعظم

فہرست مضامین

غزل

مٹا دیتی تمہاری یاد گر نام و نشاں میرا
تو رہتا نہ کرہستی پہ ہمیشہ بے گماں میرا

تمہاری مدح پڑھنے سے تمہارا نام لینے سے
رہے خوش کام دائم یہ زبان میری دہاں میرا

تمہاری مدح پڑھنے کے لیے منہ چاہیے شاہا
نہیں زنہار اس لائق زبان میری دہاں میرا

خدا قرآن میں جب آپکا خود مدح گستر ہے
تو پھر مداح میں کیا اور کیا نطق و بیاں میرا

ہے ایماں سلامت اور مجھے توبہ میسر ہو
نہ ہو جانا جہاں سے یا الٰہی ناگہاں میرا

[illegible]
تو ہو ظل لوائے حمد یا رب سائباں میرا

[illegible] بخشش کی مجوز ہت
شفیع روز محشر ہے آقا [illegible] میرا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مومن کا نصب العین

دُنیا کے دل فریب مناظر اور حیرت انگیز طلسم ارباب عقل و خرد کو حیران و سرگردان کر ڈالتے ہیں گزرگاہ عالم سے گزرنے والا ہر نفس جب چمنستان عالم کی تازگی و طراوت اور عجائب و غرائب کو دیکھتا ہے تو بیخود و سرشار ہو کر اُسی کے عشق میں اسیر و گرفتار ہو جاتا ہے۔ یہاں کی ہر چیز اُسپر جادو سے زیادہ اثر کرتی ہے امید اور حرص کے دام میں پھنسکر اپنے آپ کو بے قابو بنا دیتا ہے۔ اسکا ورود دُنیا میں کسی طرح ہوا ہو خواہ بادشاہ کے گھر اُس کو ولادت میسر آئی ہو اور وہ خاندان سلطنت کا چشم و چراغ بنا ہو یا گدائے بے نوا کے جھونپڑے میں پیدا ہوا ہو اور ابتدا ہی سے بھوک اور دوسری تکالیف میں مبتلا رہا ہو۔ مصائب و آلام کے ہجوم میں اُس نے عمر کا بڑا حصہ گزارا ہو مگر دُنیا کا عشق اسدرجہ مسلط ہوتا ہے کہ وہ ان تمام تکالیف کو گوارا کرتا ہے مگر دُنیا کو ترک کرنا گوارا نہیں کرتا۔ موت کا لفظ بھی اُسے شاق گزرتا ہے یہ دیکھ کر بھی کہ دُنیا میں لاکھوں ہی تاج و تخت کے مالک ہوئے مگر انجام سبکا دُنیا کی تمام نعمتوں کو چھوڑ کر غربت و تنہائی کا سفر ہوا۔ دولت دُنیا کی بے وفائی اُسکو دُنیا کی طرف سے سیر اور افسردہ خاطر نہیں کرتی اور تمام عمر اُسی کی تحصیل و جستجو میں صرف کر ڈالتا ہے اور اپنی زندگی کے قابل قدر سرمایہ کو اس پر قربان کر جاتا ہے۔ دُنیا کے ساتھ عشق و وارفتگی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپکو اور اپنے مقصد حیات کو عمر بھر فراموش کئے رہتا ہے اور کبھی اسطرف نظر نہیں ڈالتا کہ وہ خود کس کام [illegible] ہے اور اُس کی زندگی کا مقصد کیا ہے۔ دُنیا کی کتنی حقیقت ہے اور اُسکے ساتھ کتنا تعلق [illegible] اسی ناپائدار دُنیا کی محبت میں اندھا ہو کر عزیزوں قریبوں سے جنگ [illegible] بہاتا ہے۔ زمین کے ایک قطع پر لڑ مرتا ہے۔ فوج کشی ہوتی [illegible] ن سے بنادی جاتی ہے جو اس زمین پر قبضہ کرنے کی نیت سے [illegible] ہاں لی جائے گی یہ کسطرح خود اُسی کا پیوند خاک ہو جاتا ہے وہ زمین اُس کو [illegible]

دیتی مگر یہ مفتوں اسکا شیدا ہی بنا رہتا ہے۔ انسان پر یہ بڑی مصیبت ہے اور جو عاقل دُنیا میں آتا ہے اس کی زیب و زینت دیکھ کر جان باختہ ہوجاتا ہے اس مہلکہ سے نجات دلانے والا کون ہے۔

اے اسلام

اے اسلام اے سچے دین اے مبارک رہنما جان و دل تجھ پر قربان تو نے حقیقت کو بے نقاب کیا تو نے باطل کے پردے چاک کیے تو نے غلطی کے قعر عمیق سے نکالا تو نے مدہوشی و بے عقلی کے قید و بند سے رہائی دی تو نے عشق دُنیا کی قید گراں سے آزاد کیا تو نے آنکھوں میں بینائی دی تو نے بتایا وما الحیوٰۃ الدنیا الا متاع الغرور دُنیا کی زندگانی دھوکے کی متاع ہے تو نے انسان کے سامنے اُسکی زندگی کا مقصد پیش کیا ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کہ جن و انسان کی خلقت عبادت کے لئے ہے دنیا کی تمام قومیں زمین کے لیے لڑ لڑ کر مین پر فدا ہوگئیں مگر جس کی آنکھ میں تیرا سُرمہ لگا تھا وہ دُنیا کا مبتلا ہوا حسن باطل اُس کو فریب نہ دے سکا جھوٹی چمک دمک کے شعبدے اُس پر اثر نہ کر سکے تو نے زہد و تقوے کے درس دیئے تو نے ترک و انقطاع کے سبق پڑھائے تو نے ریاضت و مجاہدہ کے آئین سکھائے تو نے اصلاح نفس کے اصول قائم کئے تو نے فضائل و رذائل کے حدود کو ممتاز کیا تو نے حق و باطل میں تفرقے کئے جو تیری مجلس کے حاضر باش ہوئے دُنیا اُنھیں فریب نہ دے سکی تیرے شیدائیوں کا نصب العین رضائے الٰہی رہا جو ہر خوبی کا منبع اور ہر سعادت کا سرچشمہ ہے ایک مُسلمان جب کسی مقصد کے لیے جنبش کرتا ہے جب کسی کام کے لیے اُٹھتا ہے جب کسی عمل کے لیئے سرگرمی کرتا ہے جب کسی جدوجہد کا آغاز کرتا ہے پہلے دیکھ لیتا ہے کہ اسکی سعی و عمل سے اسکا مقصد اصلی رضائے الٰہی میسر آنے کی اُمید ہے۔ اگر ایسا ہو تو بحیثیت ایک فرمانبردار اسلام کے اُس کام کو نہایت ذوق سے انجام دیتا ہے اور اپنے عمل کی برکت سے دُنیا کو صلاح و فلاح سے معمور کر دیتا ہے اور جو عمل رضائے الٰہی کا سبب نہ ہو سکے مسلمان کو بحیثیت دین اُس سے کوئی علاقہ نہیں ہوتا اس لیئے تمام اہل دُنیا کی زندگی بیکار ہو سکتی ہے رائیگاں جا سکتی ہے معرض ہلاکت و فنا میں رہتی ہے لیکن ایک شیدائے اسلام کی زندگی کا لمحہ لمحہ کارآمد اور موجب برکت ہے وہ کھاتا اور پیتا ہے پہنتا اوڑھتا ہے چلتا پھرتا ہے سلطنت و حکومت کرتا ہے تبلیغ بناتا ہے جنگ کے لیے صف آرائی کرتا ہے یا گوشۂ تنہائی میں خاموش بیٹھتا ہے بھوکا پیاسا

رہتا ہے غرض جو کچھ کرتا ہے رضائے الٰہی کے لیئے اسکی ہر سعی کا اُسکی ہر جنبش و حرکت کا مقصد وہ دائمی اور لازوال ہے جس کے دامن تک فنا کی گرد و کدورت نہیں پہنچ سکتی۔

شریعت طاہرہ نے اُس کے لیئے وہ مضبوط اصول قائم کر دیئے ہیں جنپر کاربند رہنے سے وہ مہالک و خطرات کا شکار نہیں ہو سکتا حب الدنیا راس کل خطیئة دنیا کی محبت ہر بدی کا سر ہے یہ وہ زرین اصول ہے جسکا ملحوظ رہنا ہر خدا شناس و طالب رضائے حق کا اوّلین فرض اور جسکی مراعات انسان کو گناہوں اور بدکاریوں سے نجات دیتی ہے جو کام کرے حب دُنیا سے ہو رضائے مولا کے لیئے ہو ہر گز وہ کام فاسد ہو گا خراب ہو گا مومن کے لیئے یہ ضرور ہے کہ وہ اپنا نصب العین رضائے الٰہی مقرر کرے اور فاقد البصر و البصیرت کفار کیطرح شیدائے دُنیا ہو جائے۔

ہرتال

کاروبار کا معطل کرنا آئے دن بازار بند کرتے رہنا شرع میں تو اسکی کچھ اصل نہیں اور اسلام کے کسی قرن و عہد میں اسکا رواج نہوا نہ یہ مسلمانوں کا معمول رہا بڑے سے بڑے حوادث پیش آئے سخت سے سخت صدمے رونما ہوئے لیکن کبھی ہرتال نہ کی گئی آج کل جمعیۃ العلما نام رکھنے والی جماعت جو حقیقۃً وہابیہ کا ایک گروہ ہے کانگریس کے اتباع میں ہرتال کی تحریکیں کیا کرتا ہے اس جماعت کو ائمہ دین و سلف صالحین کے اتباع میں تو بہت چون و چرا ہے اور اُن حضرات کی تقلید میں بہت گفتگوئیں ہیں مگر مشرکین ہند کی تقلید انکے اعتقاد میں بے دغدغہ درست ہی نہیں بلکہ فرض ہے حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ذکر ولادت مبارک کی محفل تو ان صاحبوں کے لیئے بدعت ہے مگر گاندھی اور اُس کی قوم کے تمام اختراعات واجب العمل ہیں۔ بزرگوں کے عرس کو تو یہ شرک جانتے ہیں مگر کانگریس کے حکم سے ہرتالیں کرانا فرض سمجھتے ہیں اپنے دینی مدارس ان تحریکات کے سلسلہ میں بند کرتے ہیں مگر لطف یہ ہے کہ ایک دوکاندار دوکان بند کرے تو اُس دن کی کمائی سے محروم رہتا ہے مولوی صاحب مدرسہ بند کریں تو تنخواہ سے محروم نہیں ہوتے اسکا جو کچھ اثر پڑتا ہے وہ تعلیم پر کبھی اس مسئلہ پر غور نہیں فرمایا کہ جن لوگوں کے چندہ سے یہ مدرسہ جاری ہے اُن کے وہم و خیال میں بھی ہرتال کا مفہوم نہ تھا ان کی بلے اجازت جو ہرتال کی جائے گی یہ کسطرح

جائز ہوگی اور ہڑتال کے دن کی تنخواہ اُن کانگریسی مولوی صاحب کے لئے حلال رہے گی یا حرام۔ ستم ہے کہ مدرسوں کا نام تو اسلامی مدرسہ ہے مگر طالب علم بجائے پڑھنے لکھنے کے بازاروں میں پکٹنگ کرتے پھر رہے ہیں جو کام اور آوارہ گردی کرتے ہیں وہ مولوی صورت طالبعلموں کی سپرد کیا جاتا ہے۔ والدین نے گھر سے بھیجا تھا علم دین کی تحصیل کے لئے مسلمانوں نے چندے دئے تھے علم کی خاطر مگر یہاں جھنڈے اٹھوائے جاتے ہیں بُجے پکڑوائی جاتی ہیں۔ یاغوث کوئی کہے تو تنک مگر گاندھی مہاراج کی جے اور "بندے ماترم" کے نعروں سے کانگریسی مولوی صاحب بہت خوش ہوتے ہیں کوئی اتنا پوچھنے والا نہیں کہ ہڑتال سے گورنمنٹ کا کیا بگڑتا ہے تم روز بازار بند کیا کرو اسکا اثر جو کچھ پڑے گا وہ تمہاری ضروریات پر اور تمہاری تجارت پر حکومت کو اس سے کیا ضرر ہے اور جو لوگ جیلخانہ خوشی سے جاتے ہیں جیل جانے کی تمنائیں کرتے ہیں اُنکے لئے ہائے ہائے کرنا بازار بیٹ ڈالدینا کاروبار بند کرنا کہاں کی عقلمندی ہے غرض ہڑتال کا طریق عمل تو کسی نہج کسی اصول اور کسی پہلو سے بھی درست ثابت نہیں ہوتا مسلمانوں کو چاہیئے کہ ابن الوقت وہابیہ کی صدا پر کان نہ رکھیں اور ایسے لغو و لایعنی تحریکات میں اپنا وقت ضائع نہ کریں۔

خاموش مصالحت

گورنمنٹ سے مصالحت کے سلسلہ میں مسٹر گاندھی اور دوسرے ہندو لیڈروں کی گفتگو جنکا سلسلہ ایک عرصہ سے جاری ہے دونوں نہرو بھی مشورت کے لیئے گاندھی کے پاس جیل میں پہنچے۔ طویل گفتگوئیں ہوئیں مگر گاندھی نہرو جیسے والیان کانگریس سے تعجب کہ انہوں نے وہ تمام گفتگو کیوں صیغۂ راز میں رکھی جب پبلک اِن صاحبوں کی تحریکوں پر اپنا سب کچھ قربان کر رہی ہے تو انکے لیئے کب شایاں ہے کہ وہ ایسی مخفی کارروائیاں کریں جنکا پبلک کو کسی طرح علم نہ آئے انکو ہر ایک کاروائی صاف و صریح طور پر عمل میں لانی چاہیئے تاکہ پبلک دیکھتی اور اندازہ کرتی کہ اُن کی رائے کسی طبقہ ملک کے لیئے مضر تو نہیں ہے ایسے ذمہ دار اشخاص کو ایسی خفیہ کارروائی کرنا مناسب نہیں اس سے ملک میں اُسکا اعتبار قائم نہ رہ سکے گا۔ مسلمانوں کے لیئے ہندو لیڈروں کا یہ طریق عمل ضرور باعث تردد ہے۔

سوال کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ فاتحہ سویم وچہلم وغیرہ جو مدتہائے دراز سے بلا نکیر مسلمانوں میں جاری ہیں جبتک کہ وہابیہ کا فتنہ نہ اٹھا کسی نے اسپر انکار نہ کیا اس لیئے ان امور کا انکار وہابیت کی علامت وشعار ٹھہرا۔ اب جو لوگ ان نیک کاموں کو بند کرنا چاہتے ہیں انکی نسبت کیا حکم ہے آیا وہ مسلمانوں میں تشتت وتفریق کے مرتکب ہیں یا نہیں اور وہابیت کے مدد ومعاون ٹھہریں گے یا نہیں وہابیوں کی امداد واعانت اگرچہ بلا قصد ہو اسکا کیا حکم ہے اور اگر ان امور کی بندش اور انپر انکار بالقصد وہابیت کی امداد واعانت کے لیئے ہو تو حکم اور زیادہ سخت ہے یا نہیں تعین یوم برائے فاتحہ جسے وہابی حرام اور شرک کہتے ہیں اسکا کیا حکم ہے اور مسلمانوں پر اسے از حالت شرع ضروری سمجھنے کا الزام لگاتے ہیں یا کم از کم اسی بات کا کہ مسلمان ثواب کے لیئے تیسرا دن اور چالیسواں دن ضروری جانتے ہیں کہ تیسرے دن یا چالیسویں دن ہی ثواب ہوگا۔ اگر جو دن مقرر ہیں اُن سے پہلے یا بعد کو فاتحہ کی جاوے تو ثواب نہ ہوگا یا کم ہوگا۔ یہ تعین عرفی اسی مصلحت سے ہے کہ اہل میت کو فاتحہ کی اطلاع دینے کی زحمت نہ ہو کہ لوگوں کو مطلع کریں کہ فلاں روز ایصال ثواب کے لیئے مقرر ہوا ہے جو صاحب اپنے عزیز یا دوست کی روح کو ثواب پہنچانا چاہیں وہ فلاں جگہ جمع ہوں اور کچھ قرأت وقرآن یا کلمہ کلام سے ایصال ثواب کریں اسی مصلحت سے فاتحہ کے یہ ایام جو ایک عرصہ دراز سے مسلمانوں میں جاری ہیں انہیں بدعت وشرک کہنے کا کیا حکم ہے اور جتنے مسلمانوں نے جب سے کیا وہ ان شرک وبدعت کہنے والوں کے نزدیک مشرک بدعتی ٹھہرے یا نہیں۔ اب اس تعین ایام سے اس لیئے کہ اسکا انکار وہابیوں کا شعار ہے عدول کا کیا حکم ہے۔ حدیث میں آیا ہے اتقوا مواضع التھم اوکما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس فرمان ذی شان کی بنا پر سویم چہلم وغیرہ کو اسی طرح رکھنا جسطرح وہ جاری ہیں نیز اس لیئے بھی کہ مسلمانوں میں تفریق وتشتت نہ ہو اور انھیں بے وجہ معقول انکار سے نہ ہو اس لیئے کہ وہ مصلحت فوت نہ ہو ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم۔ فاتحہ سویم چہلم وغیرہ امور خیر جنمیں اموات کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے انکا استحباب استحسان دلائل شرعیہ سے ثابت ہے اور انکی اصل قرآن وحدیث سے ملتی ہے وہابیہ کو ان امور سے سخت عناد ہے اور وہ انکے انکار میں اسقدر حد سے تجاوز کر گئے ہیں کہ انھوں نے شرک تک نوبت پہنچادی ہے اور مسلمانوں کو مشرک تک

جو ان امور خیر سے انھیں وہ نفرت نہیں
کہنے میں باک نہیں کیا محرمات قطعیہ بلکہ رسوم شرکیہ تک سے انھیں وہ نفرت نہیں جو ان امور خیر سے
ہے ہلاکت کمیٹی کے عہد میں لوگوں نے قشقے تک لگائے بتوں کے جلوسوں میں شریک ہوئے بتوں کی نقاب
کشائی کی رسموں میں باادب حاضر رہے وہابیہ نے اسپر کوئی آواز نہ اٹھائی اور یہ حرکات انکو اتنی ناگوار نہ
گزریں جتنی فاتحہ سوم چہلم وغیرہ ناگوار ہیں اور رات دن انھیں کے شرک بدعت ہونے کا وظیفہ ہے۔
ان شرکی افعال کرنے والوں سے تو وہابیہ نے میل جول خلط ملط کچھ ترک نہ کیا انکے ان افعال پر
اظہار افسوس تک کرنے کی جرأت نہ ہوئی مگر فاتحہ کا نام سنکر انکو طیش آجاتا ہے بدن میں آگ لگجاتی
ہے ان امور خیر کا انکار اور اسپر تشدد اس قوم کا وظیفہ ہوگیا ہے۔ اس لئے ان کاموں کے بند کرنے کی
تحریک خواہ وہ کسی حیلہ یا بہانہ سے ہو یقیناً وہابیت کی علامت ہے اور یقیناً ایسی تحریک فتنہ پردازی ہے
اب وہابیہ نے یہ بھی طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ کفایت شعاری کی تعلیم کے پردے میں ان امور کے بند
کرنے کی کوشش کرتے ہیں مسلمانوں کو ایسی چالوں سے آگاہ رہنا چاہئے اور ایسے بدمذہبوں مکرو
کید سے اپنے آپ اور اپنی قوم کے نادان لوگوں کو بچانا چاہئے ان امور کا انکار اور انکی بندش
کی کوشش وہابیت کی ترویج اور اسکی کھلی اعانت ہے اس میں بلاقصد کا احتمال محض لغو ہے
تعین یعنی بربناء مصالح کسی کام کے لئے کوئی وقت یا دن مقرر کرنا یقیناً جائز ہے اسکی ممانعت
پر اصلاً کوئی نص وارد نہیں ہوئی اور یہ تعین ناگزیر ہے وہابیہ کے مدارس میں تعطیل کے لئے جمعہ اور
رمضان عیدین امتحان کے لئے شعبان اور ہر کتاب کے لئے ایک وقت معین ہوتا ہے جسکی
التزام کے ساتھ پابندی کیجاتی ہے تعین حرام جانتے یا ناجائز سمجھتے تو ایسا کیوں کرتے اور اگر
وہابی ترک تعین کا عہد کرلیں تو انھیں دنیا میں زندگی دشوار ہوجائے۔ کھانے کا وقت معین سونیکا
وقت معین کام کا وقت معین۔ تاجر ہیں تو بازار میں جانے اور بیٹھنے کا وقت معین تعین کی بندشوں
میں سر سے پانوں جکڑے ہوئے ہیں اور ان بندشوں کو اپنے آپ مضبوط کرتے ہیں اور پھر تعین کو
ناجائز بھی سمجھتے ہیں اس سمجھ پر ہزار افسوس۔ شریعت میں ایسی تعیین کا پتہ چلتا ہے خود افعال کریمہ
میں اور صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم کے افعال میں اہل نظر کو تعین کی مثالیں ملتی ہیں بخاری و مسلم
میں مروی ہے کان عبداللہ (بن مسعود) یذکر الناس فی کل خمیس یعنی حضرت عبداللہ
بن عباس رضی اللہ تعالے عنہ ہر پنج شنبہ کو وعظ فرمایا کرتے تھے اب وعظ کے لئے پنج شنبہ کی

تعیین سے عمل خیر کے لیئے حسب مصلحت وقت کا مقرر کرنا بخاری شریف کی اس حدیث سے ثابت ہوا۔
امام بخاری نے اس حدیث کو **باب من جعل لاھل العلم ایاما معلومۃ** میں لائے ہیں امام بخاری کے
اس ترجمہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس حدیث سے امور خیر کے لیئے تعیین ثابت کرتے ہیں اور
بہت احادیث ہیں جو اس مدعا پر پیش کیجا سکتی ہیں مگر وہابیہ کو کوئی دلیل شرعی وجہ تسکین نہیں ہوتی
ایک حدیث سنادیجئے اس کے قبول کرنے میں ہزار عذر ہونگے تقویۃ الایمان پیش کر دیجئے تو
گردن جھک گئی اللہ تعالے ایسے بیدینوں سے بچائے اور مسلمانوں کو انکے شر سے محفوظ رکھے۔
یہ کہنا کہ مسلمان اسی تعیین کو واجب اور ضروری سمجھتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ بس تیسرے اور
چالیسویں دن ہی ثواب ہوگا اور اسکے سیلئے علاوہ اور کسی دن ثواب نہوگا یا کم ہوگا یہ مسلمانوں پر افترا ہے
کوئی شخص یہ خیال نہیں رکھتا اندہوں کو یہ نہیں سوجھتا کہ فاتحہ کرنے والے تیسرے اور چالیسویں ہی
دن فاتحہ پر بس نہیں کرتے وہ موت کے دن سے لگاتار چالیسویں دن تک فاتحہ کرتے رہتے ہیں اور
جو صاحب استطاعت ہیں انکے یہاں سال بھر تک روزانہ فاتحہ ہوا کرتی ہے اور جو ان سے زیادہ صاحب
استطاعت ہیں وہ ہمیشہ روزانہ فاتحہ جاری رکھتے ہیں اور اسکے لیئے جائدادیں جاگیریں خاص کردیجاتی
ہیں لا انکی نسبت یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ تیسرے اور چالیسویں دن کے سوا ایصال ثواب جائز
نہیں سمجھتے یا یہ سمجھتے ہیں کہ دوسرے ایام میں ثواب کم ہوجاتا ہے لہذا اس قسم کے حیلے اور فریب
کرنے والا اور امور خیر کو روکنے کے لیئے ایسے باطل باتیں کرنے والا بدمذہب ہے اور اسکا یہ فعل
وہابیت کی علامت اور ان امور خیر کے کرنے والوں کو مشرک بدعتی بتانا اس شخص کی بیدینی اور ایسے لوگوں
کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیئے اور علامت وہابیت و بدمذہبی سے بچنا مسلمان پر لازم ہے واللہ سبحنہ تعالے اعلم

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز صبح قبل طلوع آفتاب نماز قضاء عمری
پڑھنا درست ہے یا نہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز قضاء عمری انسان ہر وقت پڑھ
سکتا ہے کسی وقت کی ممانعت نہیں **المستفتی** (سیٹھ) ابراہیم حاجی محمد ابا بلڈنگ نل بازار بمبئی۔

الجواب نماز فجر کے بعد آفتاب کے طلوع سے قبل نفل مکروہ ہیں قضاء فرض جائز ہے۔
مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے **ویکرہ التنفل بعد صلٰوۃ اداء**
فرض الصبح ویکرہ التنفل بعد صلٰوۃ فرض العصر وان لم تتغیر الشمس لقولہ

علیہ السلام لا صلوٰۃ بعد صلوٰۃ العصر حتی تغرب الشمس لا صلوٰۃ بعد صلوٰۃ الفجر حتی تطلع الشمس الا الشیخان والنہی بمعنی فی غیر الوقت وھو جعل الوقت کالمشغول فیہ بفرض الوقت حکما وھو افضل من النفل الحقیقی فلا یظہر فی حق فرض یقضیہ وھو المفاد بمفھوم المتن متخلص الحقائق شرح کنز میں ہے وعن التنفل بعد صلوٰۃ الفجر والعصر عطف علی قولہ منعا ای عن التنفل بعد صلوٰۃ الفجر والعصر لما روی ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہی عن ذلک کذا فی الھدایۃ لا عن قضاء فائتۃ وسجدۃ تلاوۃ وصلوٰۃ جنازۃ ای لا باس ان یصلی فی ھذین الوقتین الفوائت الخ تنویر الابصار میں ہے وکرہ نفل وکل ما کان واجبا لغیرہ کمنذور ورکعتی طواف والذی شرع فیہ ثم افسدہ بعد صلوٰۃ فجر وعصر لا قضاء فائتۃ وسجدۃ تلاوۃ وصلوٰۃ جنازۃ ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ نماز فجر کے بعد آفتاب کے طلوع سے پہلے نفل مکروہ ہیں فوائت کی قضا مکروہ نہیں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نماز قضاء عمری انسان ہر وقت پڑھ سکتا ہے کسی وقت کی ممانعت نہیں لکا یہ قول صحیح نہیں کیونکہ اوقات ثلثہ یعنی وقت طلوع آفتاب اور وقت استوا اور وقت غروب کوئی نماز فرض و واجب ادا و قضا جو اس وقت سے پہلے واجب ہو چکی ہو درست نہیں مراقی الفلاح میں ہے ثلاثۃ اوقات لا یصح فیھا شیٔ من الفرائض والواجبات التی لزمت فی الذمۃ قبل دخولھا طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے لا یصح فیھا شیٔ اداء وقضاء واللہ سبحٰنہ تعالیٰ وعلمہ عز اسمہ اتقن واحکم

ناظرین کرام

جلد ۶ کا یہ بارھواں رسالہ ہے جو حاضر خدمت ہے۔ سال ختم ہوگیا لیکن افسوس کہ بہت حضرات سے اس سال کا زر سالانہ وصول نہوا۔ رسالہ مقروض ہے۔ یہ کم قیمت عظمت منفعت رسالہ محض حمایت مذہب کے لئے جاری ہے جن حضرات کے ذمہ اس سال کی بقایا واجب ہو وہ دو روپیئے اور جنکا سالانہ پورا ہوچکا ہے وہ ایک روپیہ جلد ارسال فرمائیں تاکہ رسالہ بار قرض سے سبکدوش ہو۔ ویلو روانہ کرنے میں بیکار ۳ر کا خرچ زائد ہوجاتا ہے اور جن صاحبوں کو رسالہ جاری رکھنا منظور نہو وہ بذریعہ کارڈ مطلع فرمائیں تاکہ دفتر زیر بار نہ ہو۔ حامیان ملت ایسقدر کم قیمت حامی ملت رسالہ کا مقروض ہونا بہت تعجب خیز ہے۔ مدیر۔

وہابیہ کی عیاریاں اور التلبیات کا افشاء راز

گذشتہ سے پیوستہ

تمام کتاب ایسی ہی مکاریوں سے لبریز ہے چند بطور نمونہ یہاں لکھی گئیں اب دوسرا انداز فریب ملاحظہ فرمائیے۔ خود سوالات لکھے خود انکے جواب دیئے اپنے ہی گھر کے لوگوں سے تصدیقیں کرائیں جوابوں میں وہ فریبکاریاں کیں جو اوپر بیان ہوئیں اب اس مجموعۂ فریب کو حرمین شریفین لیکر پہنچے تاکہ وہاں کے علماء کو دہوکہ دیں اور ان سے کسی طرح تصدیق کرالیں تو کہنے کو ہو جائے کہ حسام الحرمین میں علماء حرمین شریفین نے جن بدگاموں پر کفر کا حکم دیا تھا انہوں نے ہی انکا اسلام تسلیم کر لیا مگر اللہ تعالے ربانی علماء کا محافظ ہے مکاروں کا کید نہ چلا اور حرمین طیبین کے علماء اعلام کی تصدیقیں حاصل نہ ہوئیں۔ اگرچہ بعید نہ تھا کہ وہ حضرات ان پرفریب جوابوں سے دہوکہ کھاتے جن میں فریب کاروں نے اپنے آپ کو پکا سُنی ظاہر کیا تھا مگر الحمد للہ کہ حرمین طیبین کے علماء کرام اس دام فریب میں نہ آئے

علماء حرمین کی تصدیق کا حال

علمائے حرمین طیبین کی تصدیقات تو حسام الحرمین میں دیکھئے۔ التلبیات کی جعلی کارروائی محض فریب کاری ہے عنوان میں تو لکھا ہذہ خلاصۃ تصدیقات السادۃ العلماء بمکۃ المکرمہ اور اس کے ذیل میں صرف مولانا محمد سعید بابصیل کی ایک تحریر ہے۔ اس تحریر میں کہیں ذکر نہیں ہے کہ براہین قاطعہ و حفظ الایمان و تحذیر الناس و فتوائے گنگوہی پر جو حکم حسام الحرمین میں دیا گیا وہ غلط ہے نہ یہ تحریر ہے کہ ان کتابوں کی کوئی عبارت کفری نہیں تصدیق کس بات کی ہے اور اس تحریر سے دیوبندیوں کو فائدہ کیا پہنچا ہے۔ التلبیات میں جو انہوں نے اپنے آپ کو سُنی ظاہر کیا اور عبدالوہاب نجدی کو وہابی و خارجی بتایا مولود شریف کو جائز کہا اس کی مولانا نے تصدیق فرمادی تو یہ سنیت کی تائید ہوئی وہابیہ کی حیاداری ہے کہ وہ اس تحریر کو اپنی تائید میں پیش کریں علاوہ بریں جو تحریر انہوں نے لکھی تھی بعینہ درج کرنا تھی اسکا خلاصہ کیوں کیا گیا۔ وہ کیا مضمون مخالف تھا جس کو چھپانے کے لیئے ان کی تحریر میں کاٹ چھانٹ کی اور اس التلبیات میں خود اقرار ہے چنانچہ صفحہ ۹۰ کے اوّل میں لکھا ہے۔ یہ علماء مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً کے علماء کی تصدیقات کا خلاصہ ہے۔ جن علماء کی تحریر اپنی برئیت کے ثبوت کے لیئے پیش کی جاتی ہے اس میں قطع و برید کیوں کی گئی۔ اس سے اہل فہم سمجھ سکتے ہیں کہ وہ تحریر انکے موافق نہ تھی جو باتیں خلاف اور صریح خلاف تھیں وہ

لگا دیں۔ یہ حال دیانت کا ہے۔

اس کے بعد ایک تصدیق شیخ احمد رشید کے نام سے لکھی ہے تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ یہ بھی کوئی عرب اور علماء مکہ میں سے ہونگے۔ مگر آخر میں جہاں دستخط ہیں وہاں بندہ احمد رشید خان نواب لکھا ہے (دیکھو التلبیات صفحہ ۵۳) یہ نواب اور خان بتا رہا ہے کہ یہ عرب نہیں ہیں اسی لئے اول میں انکے نام کے ساتھ نواب اور خان نہیں لکھا گیا۔

تیسری تصدیق شیخ محب الدین کی ہے جن کو مہاجر لکھا ہے۔ لفظ مہاجر سے ظاہر کہ وہ عرب اور علماء مکہ میں سے نہیں انکی تحریر کو علماء مکہ کی تحریر قرار دینا دنیا کو فریب دینا ہے۔ یہ جرأت ہے کہ ہندوستانیوں کی تحریریں علماء مکہ کے نام سے پیش کرکے دنیا کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔

چوتھی تحریر شیخ محمد صدیق افغانی کی ہے اس کو بھی علماء مکہ کے سلسلہ میں داخل کیا ہے۔ ہندی و افغانی علماء مکہ بن گئے اس دھوکہ دہی کی کچھ انتہا ہے۔ ایسے تو جتنے حاجی ہندوستان سے گئے تھے سب کے نشان انگوٹھے لیکر علماء مکہ میں شمار کر دیتے تو کوئی کیا کرتا۔

ایک اور بڑا مکر

اس سلسلہ میں پانچویں اور چھٹی تحریریں شیخ محمد عابد صاحب مفتی مالکیہ اور انکے بھائی شیخ علی بن حسین مدرس حرم شریف کی بھی درج ہیں۔ یہ حضرات بے شک علماء مکہ میں سے ہیں مگر ان کے نام سے جو تحریریں التلبیات میں درج ہیں وہ جعلی ہیں چنانچہ خود التلبیات صفحہ ۵۵ میں لکھا ہے کہ جناب مفتی مالکیہ اور انکے بھائی صاحب نے بعد اس کے کہ تصدیق کر دی تھی مخالفین کی سعی کی وجہ سے اپنی تقریظ کو بحیلۂ تقویت کلمات لے لیا اور پھر واپس نہ کیا اتفاق سے ان کی نقل کر لی گئی تھی سو ہدیۂ ناظرین ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ان حضرات کی تحریر وہابیہ کے پاس موجود نہیں پھر انکے نام سے تحریر چھاپنا کسقدر بے باکی و مخادعت ہے۔ فرض کرو یہ سچ سہی اگر ان صاحبوں نے اپنی تحریر واپس لے لی اور پھر نہ دی تو وہ تحریر ان کو مقبول نہوئی اس کو آپکے سر تھوپنا کتنا بڑا مکر ہے۔ اور اگر مخالفین کی رعایت کی وجہ سے انہوں نے امر حق کو چھپایا تو وہ اس قابل ہی کب رہے کہ انکی تحریر لائق اعتبار ہو۔ غرض کسی طرح سے انکی تحریر چھاپنا اور انکی طرف نسبت کرنا درست نہیں۔

التلبیات میں علماء مکہ کے نام سے صرف اتنی ہی تحریریں درج ہیں۔ ان میں قطع و برید بھی ہے۔ ہندیوں اور افغانیوں کو کئی بھی بنا یا گیا ہے جعلی تحریریں بھی ہیں ایک بھی تحریر قابل اعتماد نہیں۔ کل کا کل کارخانہ دھوکے اور فریب کا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ تمام علماء مکہ مکرمہ انکے کفر پر متفق تھے اور کسی طرح انکی فریب کاری نہ چل سکی اس لیئے انہوں نے جعلی تحریریں بنائیں اور ہندستانیوں اور افغانیوں کو علماء مکہ ظاہر کر کے ان سے کچھ لکھا لیا۔ ایسا نہ کرتے تو تائید باطل کے لیئے اور کر ہی کیا سکتے تھے۔

علماء مدینہ کی تصدیقات کا حال

علماء مدینہ کے نام سے التلبیات میں عجب چال کھیلی ہے۔ مولانا سید احمد صاحب برزنجی کے کسی رسالہ کے چند مقاموں کی تھوڑی تھوڑی عبارتیں نقل کر کے اس پر جن ۲۴ چوبیس ۲۵ صاحبوں کے دستخط تھے سب نقل کر دیئے۔ وہ دستخط التلبیات پر نہ تھے برزنجی صاحب کے رسالہ پر تھے مگر التلبیات میں سب نقل کر دیئے تاکہ عوام دھوکا کھائیں کہ مدینہ طیبہ کے اسقدر علماء اس سے متفق ہیں چنانچہ التلبیات کے صفحہ ۹ میں اسکا اقرار بھی کیا ہے۔

برزنجی صاحب کا پورا رسالہ بھی نقل کیا جسکو لوگ دیکھتے کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔ تین مقاموں کی کچھ عبارتیں لکھ ڈالیں یہ کہاں کی دیانت ہے۔ اہل عقل سمجھ سکتے ہیں کہ اس رسالہ کو بالکل نظر انداز کر دینا ضرور کسی مطلب سے ہے اگر وہ موافق ہوتا تو اسکا حرف حرف لکھا جاتا۔

مولانا شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی کی تحریر

علماء مدینہ کی تحریرات کے سلسلہ میں سب سے آخر مولانا شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی کی تحریر ہے۔ اس تحریر میں مولانا نے یہ تو نہیں فرمایا کہ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان وغیرہ کی وہ عبارات جنپر حسام الحرمین میں کفر کا حکم دیا گیا ہے درست ہیں یا کفر نہیں ہیں یا اسکے مصنف مومن رہے کافر ہوئے بلکہ وہابیہ کا رد کیا ہے اور انکی ناک کاٹ دی ہے کہ مولود شریف اور قیام وقت ذکر ولادت کو جائز و مستحب اور رشد فاتحہ و ادائیکا بر علماء کا تر نا بعد قرن اول اور مسلمانوں کا شعار بتایا ہے (دیکھو التلبیات صفحہ ۶۱ و ۶۲) اور اس سے بڑھکر حضور کی مدح میں ایک کی تشریف آوری کو امر حق اور

اسکے معتقد کو غیر خاطی بتایا ہے۔ اور یہ تصریح کی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسّلام اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور وہابی دین پر خاک ڈالنے کے لیئے یہ بھی لکھدیا ہے کہ حضور باذنہ تعالے جہان میں جیسے چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں (دیکھو التلبیات صفحہ ۲۲) یہ وہابیہ کا رد اور انکے دین کا ابطال ہے اس نے تقویت الایمان کو جہنم رسید کردیا۔ اس کے علاوہ التلبیات کی نقل کی ہوئی اور تحریرات میں بھی وہابیہ کے کھلے ہوئے رد ہیں یہ ایک مختصر نقشہ التلبیات کا پیش کیا گیا جس سے ہر عاقل منصف اس دجالی کتاب کی فریب کاری پر نفرت کریگا۔

اب بحمداللہ تعالے روز روشن کی طرح ظاہر ہوگیا کہ حسام الحرمین حق و صحیح اور التلبیات کذب و زور باطل و مردود ہے وَالحمدُ لِلّٰہِ ربِّ العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ و سید انبیاءہ و رسلہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

السّوادُ الاعظم کی قدر

الحمدللہ السواد الاعظم کی ملک بہت قدر کر رہا ہے اشاعت میں مجبوراً تاخیر ہوجاتی ہے تو ناظرین بے چین ہوجاتے ہیں تقاضے آنے لگتے ہیں روزمرّہ نئی نئی خریداری کی درخواستیں بھی کافی تعداد میں پہنچتی رہتی ہیں لیکن مالی اعانت کی طرف سے اس کے حامیوں کا تغافل حوصلہ شکن ہے۔ براہ کرم جن صاحبوں کے ذمہ جسقدر قیمت واجب ہے جلد ارسال فرمائیں۔ توسیع اشاعت میں اپنے مقدور تک سعی کریں اور نئے خریداروں کو بتادیں کہ ایک روپیہ سالانہ قیمت پہلے بھیجدیں تاکہ رسالہ کامیابی کے ساتھ جاری رہے اور مالی پیچیدگیوں سے جو دشواریاں پیش آتی ہیں اُن سے امن ہو۔ آپکی ادنیٰ توجہ رسالہ کو کافی مدد پہنچا سکتی ہے۔ اگر آپ کے دل میں قدر ہے تو آپ رسالہ کو ہر وقت یاد رکھیئے اور اپنے احباب کو ترغیب دلاکر خریدار بنائیے۔

(مدیر)

اَوْ كَصَيِّبٍ الآیہ۔ یہ منافقین کے حال کی دوسری تمثیل ہے اس میں دین اسلام کو بارش سے تشبیہ دیگئی کیونکہ وہ قلوب کی حیات کا ذریعہ ہے جیسے کہ بارش زمین کی حیات کا اور کفار کے شبہات کو ظلمات سے اور وعدو وعید کو گرج اور چمک سے اور مسلمانوں کیطرف سے جو اندیشے ہیں اُنکو کڑک سے تشبیہ دی گئی یعنی کفار کے نزدیک ایمان لانا اور اپنے دین کو ترک کرنا موت کی مثل ہے اس لئے وہ احکام اسلام وقرآن کو جو بارش کیطرح قلوب کی زندگی کا باعث ہیں اور اُس میں کفر کا ذکر اور شبہات کفار کا بیان ہے جو ظلمات سے تشبیہ دیا گیا اور اُسپر وعید جو بجلی کی گرج سے مشابہت رکھتی ہے اور حجج بینہ جو برق کے ساتھ تشبیہ دیے گئے ہیں ان سے اپنے کان بند کر لیتے ہیں کہ کہیں ایسا نہو کہ یہ باتیں کان میں پڑیں تو دل ایمان کیطرف مائل ہو جائے اور آبائی دین چھوٹ جائے۔

يَكَادُ الْبَرْقُ الآیہ یہ تمثیل ہے کہ قرآنی حجج اور اسلامی دلائل دلوں پر اثر کرتے ہیں اور کفار جب وہ احکام سنتے ہیں جنمیں اُنکو فائدہ معلوم ہوتا ہے تو تصدیق کرتے ہیں اور جو اُن پر گراں گزرتے ہیں اُنکو سُنکر ٹھہر جاتے ہیں۔

لَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ مسئلہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسباب کی تاثیر میں مسببات مشیت الٰہی کے ساتھ مشروط ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ مسئلہ شئ موجود کے ساتھ خاص ہے چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا معدوم کو شئے نہیں کہتے وَمَا الْمَعْدُوْمُ مَرْئِيًّا وَشَيْئًا مسئلہ ذات الٰہی پر بھی شئے کا اطلاق ہوتا ہے چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوا قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ لیکن عالم کی کوئی شے اُس کی مثل نہیں لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ مسئلہ قدرت کا تعلق صرف ممکنات کے ساتھ ہوتا ہے واجبات ومحالات تحت قدرت نہیں آتے اس لئے ذات الٰہی اس عام میں سے خاص کی گئی تو مُراد شئے سے ہر موجود ممکن ہے اور اسی پر قدرت ثابت ہے محالات یا واجبات پر قدرت کا ثابت کرنا گمراہی اور مآلاً قدرت کا انکار ہے مسئلہ کذب جہل وغیرہ قبائح وعیوب حضرت حق تقدست ذاتہ کے لئے محال ہیں اس لئے تحت قدرت نہیں آتے اس آیت سے ایسی چیزوں کا اثبات رب العزت پر عیب لگانا اور شدید گمراہی ہے مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عام کی تخصیص عقل سے جائز ہے نیز یہ بھی کہ تخصیص عقلی سے قطعیت زائل نہیں ہوتی۔

توحید و نبوت و معاد کا بیان

احکام شرعیہ کے بیان میں چند ہی کے قریب آیتیں ہیں باقی آیات میں توحید نبوت اور بت پرستی اور اس کے اقسام کا رد ہے قصص سے حکمت و قدرت الہی کی معرفت مقصود ہے۔ اس آیت میں بھی وجود صانع اور اسکی توحید کا بیان ہے اور اس پر یہاں پانچ دلیلیں ذکر فرمائی ہیں (۱) مکلفین کو پیدا فرمانا (۲) ان سے پہلوں کو پیدا فرمانا (۳) آسمان کو پیدا فرمانا (۴) زمین کو پیدا فرمانا (۵) آسمانی پانی جو زمین پر برستا ہے اس سے پھل اور ثمر پیدا فرمانا۔ ان دلائل کے بعد شرک کی ممانعت فرمائی ہے۔

یاایہا الناس اعبدوا ربکم مکلفین کے گروہ اور انکے خواص بیان فرمانیکے بعد انکی طرف خطاب فرمایا اور عبادت کا حکم دیا باوجودیکہ ابتک کلام غائب کے صیغوں سے تھا اس سے عبادت کی اہمیت اور اس کی شان معلوم ہوتی ہے اور یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عبادت ذریعہ قرب حق ہے کہ اسکا حکم اسلوب بدلکر فرمایا اور جنکا ذکر ابتک غائب کیساتھ ہو رہا تھا انھیں قرب خطاب کیساتھ نوازا عابد کو ایک لذت روحانی تو محبوب کے خطاب ہی سے حاصل ہو جاتی ہے اور ذوق و شوق پیدا ہوتا اور بڑھتا ہے کہ حکم عبادت میں جب قرب توجہ سے نوازا تو ادائے عبادت پر کیا کیا کرم ہونگے قرآن کریم میں یاایہا الناس کے ساتھ خطاب اکثر اہل مکہ کو اور یاایہا الذین امنوا کے ساتھ اہل مدینہ کو کیا جاتا ہے لیکن یہاں یہ خطاب تمام مکلفین کے لیئے عام ہے خواہ وہ لوگ ہوں جو وقت نزول قرآن پاک موجود تھے یا وہ جو انکے بعد قیامت تک پیدا ہوں کیونکہ دین پاک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں احکام اور مقتضیات خطاب جسطرح اس زمانہ کے لوگوں کے لیئے ثابت ہیں اسی طرح انکو بھی شامل ہیں جو انکے بعد قیامت تک آئیں۔ اس سے صرف وہی لوگ مخصوص ہو سکتے ہیں جنکو دلیل شرعی نے خاص کیا ہو جیسے کہ صبی و مجنون مکلفین میں کفار بھی ہیں امر عبادت انکو بھی شامل ہے جسطرح جنبی یا بے وضو شخص کیطرف نماز کا حکم متوجہ ہوتا ہے اور نماز کا وجوب لازم کرتا ہے کہ وہ حدث جنابت کو رفع کر کے طاہر ہو اور نماز ادا کرے۔ اسی طرح کافر کو عبادت کا حکم دینے کے یہ معنے ہیں کہ وہ نجاست کفر سے پاک ہو کر ادا عبادت میں مشغول ہو۔

ہر کام جو شرائط کے ساتھ مشروط ہوتا ہے اس کو حکم دینے کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ انکو اس کے شرائط کے ساتھ ادا کیا جائے۔

اعتراض - پنڈت نے آیۂ کریمہ اینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ کا ترجمہ ان الفاظ میں لکھا تم جدھر منہ کرو اُدھر ہی منہ اللہ کا ہے۔

اور اسپر یہ اعتراض کیا:۔

اگر یہ بات سچی ہے تو مسلمان قبلہ کی طرف منہ کیوں کرتے ہیں؟ اگر کہیں کہ ہمکو قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے تو یہ بھی حکم ہے کہ جا ہے جسطرف کو منہ کرو کیا ایک بات سچی اور دوسری جھوٹی ہوگی؟ اور اگر اللہ کا منہ ہے تو وہ سب طرف ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ایک منہ ایک طرف رہیگا سب طرف کیونکر رہ سکیگا۔ اس واسطے یہ بات ٹھیک نہیں۔

جواب - آیۂ کریمہ کا ترجمہ یہ ہے تم جہاں منہ کرو وہیں وہ اللہ تمہاری طرف متوجہ ہے۔

جو شخص قرآن پاک کو نہ سمجھے موارد کلام سے بیخبر ہو۔ تفاسیر کا علم نہ رکھتا ہو اُس نافہم کا اعتراض کیا حقیقت رکھتا ہے۔ بات کیا تھی آپ سمجھے ہی نہیں اور اعتراض جڑ دیا یہ ایک رسوا کرنے والی جہالت ہے آیت کے معانی کی تفصیل تو کہاں پنڈت کے دماغ میں سما سکتی تھی لیکن اگر قرآن پاک پر کچھ بھی نظر ہوتی تو اُسکو معلوم ہوتا کہ قبلہ پہلے کعبہ تھا پھر بیت المقدس ہوا اُس کی طرف حضور نماز پڑھتے تھے پھر بیت المقدس کا قبلہ ہونا منسوخ ہوا اور حضور کے حسب خواہش کعبہ شریف قبلہ بنایا گیا اسپر عرب کے کفار نے طعن کیا اُس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لِلّٰہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ کہ مشرق و مغرب سب خدا کا ہے جہاں تم رخ کرو وہیں وجہ اللہ یعنی جہت مامورہ یا رضائے الٰہی ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک الملک ہے مشرق مغرب اور تمام جہات اسی کے ہیں وہ بیت المقدس کی طرف رخ کرنے کا حکم دے یا کعبہ مقدسہ کی طرف جدھر اُس کی رضا ہو وہی قبلہ ہے اور اُسی طرف متوجہ ہونا مقبول بندہ کو اس میں کیا جائے عذر اور کیا مجال اعتراض جس طرح کعبہ اُس کے حکم سے قبلہ ہوتا ہے اسی طرح بیت المقدس اسی کے حکم سے قبلہ ہو جاتا ہے اسپر اعتراض کرنا نہایت نادانی و سفاہت ہے۔

کفار کے اعتراض کا یہ جواب دیا گیا اور قرآن کریم میں اُن کے اعتراض سے پہلے خبر دیدی گئی تھی کہ وہ اس طرح کی یاوہ گوئی کریں گے چنانچہ ارشاد فرمایا سیقول السفہاء من الناس ما ولٰہم عن قبلتہم التی کانوا علیہا قل للّٰہ المشرق والمغرب عنقریب کہینگے بیوقوف لوگ کس نے پھیرا اُن

(مسلمانوں) کو اُن کے اُس قبلہ سے جسپر وہ تھے اپ فرما دیجئے کہ اللہ ہی کا مشرق و مغرب

اس آیت میں خبر ہے کہ کفار تحویل قبلہ پر اعتراض کریں گے اور اُن کا یہ جواب ہے کہ مشرق و مغرب خدا ہی کا ہے وہ جدھر چاہے اپنے بندوں کو متوجہ ہونے کا حکم دے اسپر اعتراض کیا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور قرآن پاک کی خبر کے مطابق کفار نے یہ اعتراض کیا اور اُن کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا گیا لِلّٰہِ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ مراد یہ ہے کہ جب مشرق و مغرب سب کا مالک اللہ ہے تو جدھر تم اس کے حکم سے مُنہ کرو اُس کی رضا حاصل ہوگی اسپر کافروں کا معترض ہونا اور طعن کرنا محض جہالت ہے۔ اس مضمون سے پنڈت کے اعتراض کو کیا مناسبت اور اس آیت سے قبلہ کی طرف مُنہ نہ کرنا اُس نے کیسے سمجھ لیا اگر قرآن پاک پر معترض کی نظر ہوتی اور آیت سیقول السفہاء جو ہم نے اوپر نقل کی ہے اُس نے دیکھی ہوتی تو ایسا لایعنی اعتراض کرکے اہل علم کی نگاہوں میں اپنے آپ کو رسوا نہ کرتا پھر وجہ اللہ کے معنی خدا کا منہ کس نے بتائے ہیں۔ وجہ جہت اور قبلہ کے معنی میں آتا ہے یا رضا کے معنی میں چنانچہ تفسیر احمدی میں ہے الوجہ اما بمعنی الجھۃ او القبلۃ او الرضاء دونوں تقدیروں پر اعتراض وارد نہیں ہوتا خواہ وجہ قبلہ کے معنی میں لیا جائے یا رضا کے اور یہ کہہ دینا کہ جبکا مُنہ ہوگا ایک ہی طرف ہوگا یہ بھی کوتاہ نظری ہے عالم حیوانات میں نظر کو مقصور کرنے سے کوئی کوتاہ عقل اس شبہ میں پڑ سکتا ہے ورنہ ہر صاحب عقل جانتا ہے کہ وجہ اُس چیز کو کہتے ہیں جسکے ساتھ مواجہت حاصل ہو تو جس شے کو کوئی جہت مواجہت سے مانع نہو اُس کے منہ کو ایک جہت خاص کے ساتھ میں مقید کر دینا کم فہمی و نادانی ہے مجلس میں روشن ہونے والی ایک شمع کا مُنہ تمام اہل مجلس کی طرف ہے اور ہر ایک کو اُس سے یکساں مواجہت حاصل ہے۔ یہ تو مجازی کا حال ہے اور نور حقیقی جو کیف سے بھی وراء ہے اُس کو جہت کیا مقید کر سکیگی اسی فہم پر ذات و صفات الٰہی میں کلام کرنے کا دعوٰی ہے ہمارے لئے مُنہ ہونا اور ایک طرف ہونا اور ہماری مواجہت کا ایک جہت کے ساتھ مقید ہونا اور ہمارے بصر و کلام وغیرہ کا ایک جہت کے ساتھ خاص ہونا ہماری کمزوری عبدیت کا ضعف نقصان ہے کمال یہی تھا کہ قوت بینائی ایک جہت کے ساتھ مقید نہوتی اسی طرح شامہ ذائقہ اور کلام کرنیوالے آلات ایک سمت کے پابند نہوتے جسمیں ہم ہر طرف دیکھتے شش جہت ہمارے لیئے یکساں ہوتیں ہمارے تمام آلات ہر طرف کام کرتے مگر صرف آنکھیں دیکھتی ہیں چہرہ کے مقابل کی جانب دیکھتی ہیں بدن کے باقی حصے بینائی نہیں رکھتے یہ نقصان ہوا یا کمال اگر ہمارے مقابلہ ادراکات ہر جانب یکساں ہوتے

نعت شریف از نتائج افکار سیدہ محترمہ اہلیہ جناب مولوی نعمت رسول صاحب واعظ اسلام

خالق نے فرض کی ہے محبت رسول کی — مومن کے دل میں کیوں نہ ہو عزت رسول کی
صانع کا حال کھلتا ہے مصنوع سے ہمیں — حق کا پتہ بتاتی ہے صورت رسول کی
جو چیز تحت حکم خدائے قدیر ہے — ہے سب پہ عام و تام رسالت رسول کی
ہے ردِ شمس آپکا مشہور معجزہ — اندھے نہ ہو تو دیکھ لو قدرت رسول کی
حضرت سے جس کو عشق ہو عاصی ہی کیوں نہ ہو — واللہ اس کو ہوگی شفاعت رسول کی
دنیا میں ہو تباہ تو عقبےٰ میں روسیاہ — کرتی ہے کیا ذلیل عداوت رسول کی
رسوا نہ ہوگا حشر میں اللہ کی قسم — جسکو عطا ہوئی ہے حمایت رسول کی
دنیا میں کافروں سے بھی ہو مرتفع عذاب — کیونکر نہ ذات پاک ہو رحمت رسول کی
دنیا میں کیا کہ عالم بالا میں شور ہے — پہنچی کہاں کہاں نہ ہدایت رسول کی
حضرت کا اسم پاک رؤف و رحیم ہے — نام خدا سے ہو گئی شہرت رسول کی
اپنے گنہگاروں کا ٹھیکہ ہی لے لیا — بے مثل و بے مثال ہے شفقت رسول کی
مومن کو کیا کسی کی حفاظت سے کام ہے — کافی ہے دو جہاں میں حفاظت رسول کی
میر النبی و نوری میاں دونوں ایک ہیں — دونوں کو حق نے دی ہے کرامت رسول کی

ثابت ہوا یہ سورۂ کوثر سے سیدہ
اللہ کی عطا ہے ضمانت رسول کی

سیدہ صاحبہ کی غزل قابل داد لائق تعریف ہے جذبات مستحق اکرام ہیں۔ ان اشعار کو دیکھ کر ایک صاحب ذوق کی زبان پر فی البدیہہ چند شعر آ گئے وہ بھی درج کیے جاتے ہیں ؎

بوبکر میں ہے شان صداقت رسول کی — حضرت عمر میں دیکھو شجاعت رسول کی
عثمان ذی حیا میں مروت رسول کی — اور مرتضیٰ میں زہد و ریاضت رسول کی
چاروں میں [illegible] صفات کے [illegible] — چاروں کے حق میں ثابت ہے خلافت رسول کی

کتب ذیل اور رد وہابیہ کی دیگر کتابیں دفتر السواد الاعظم سے طلب فرمایئے

انوار ساطعہ:- یہ وہ کتاب ہے جس نے وہابیوں کی مدت ہا دراز کی محنتوں کو خاک میں ملا دیا اور فاتحہ سوم چہلم عرس گیارہویں شریف میلاد شریف قیام نعت خوانی ملک پڑھنا شیرینی تقسیم کرنا وغیرہا تمام مسائل کے ایسے ثبوت دیئے جس نے وہابیہ کو عاجز کر دیا اور کوئی جواب اُن سے نہ بن پڑا۔ براہین قاطعہ میں انہوں نے جو قرض اور محنت اٹھائی تھی اس کتاب کے طبع مابعد میں اُس سب کے بھی پرخچے اڑا دیئے زبان نہایت سہل طرز بیان دلنشین دلائل قوی ہزار ہا وہابی اس کتاب کو پڑھکر سنی ہو گئے جس شخص کے پاس یہ کتاب ہے وہابی اس سے گفتگو نہیں کر سکتا مسائل مذکورہ کے سوا علم غیب وغیرہ کے مسائل بھی خوب بیان کئے ہیں حضرت مولانا مولوی عبد السمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ عرب و عجم کے کثیر التعداد علماء و فضلاء نے اس کتاب کو پسند کیا ہے اور اسکی بہت تعریفیں کی ہیں مجید نعمت ہے رف کاغذ پر چھپی ہے حجم ۲۷۵ صفحہ ہے قیمت ایک روپیہ۔ جلد طلب فرمایئے کم تعداد میں باقی رہگئی ہے۔

العقائد:- عقائد کے بیان میں حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم کا یہ ایک تازہ رسالہ ہے جو تبلیغی مدارس کے لئے نہایت سہل زبان میں تصنیف کیا ہے تاکہ بچے اور بچیاں باسانی سمجھ سکیں ہر مسلمان مرد و عورت کو اسکا پڑھنا اور سننا ضروری ہے۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ اس کو کثیر تعداد میں خرید کر غریبوں میں مفت تقسیم کیا جائے اور مرکز تبلیغ مدرسہ اہل سنت و جماعت کی طرف سے بہت تقسیم کی گئی ہے۔ قیمت صرف ۲

ابتدائی کتاب:- مدرسہ اہل سنت و جماعت مراد آباد کے ملحقہ مدارس کی ابتدائی جماعتوں کے لئے حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم نے بجائے قاعدہ کے یہ کتاب تصنیف کی ہے اگر بچوں کو بسم اللہ کرتے ہی یہ کتاب پڑھا دی جائے تو اس ایک ہی کتاب سے اُن کو اتنی قوت ہو جائے گی کہ وہ قرآن شریف بھی پڑھ سکیں۔ اردو کی کتابیں بھی پڑھ سکیں حساب بھی شروع کر سکیں اوزان اور رقموں کو پہچان جائیں پیسہ آنہ پائی بھی لکھنے لگیں کسی اور دوسرے قاعدہ سے اتنا فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ تمام مدارس میں ابتدائی جماعتوں کو یہ کتاب پڑھائی جائے تو بہت مناسب ہو۔ قیمت ایک آنہ ۱

الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ:- وہ بےنظیر و بےمثل کتاب ہے جسے زمانہ زمانے زمانہ میں تلاش کرتا تھا اور موجودہ وقت کی ہر کتاب مخالفین کے چھکے چھڑا دیتے ہوش اڑا دیتے قلم توڑ دیتے ہیں اس کتاب میں حضور اقدس نبی اکرم شاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم [illegible] کے اثبات پر دلائل و براہین قائم فرما کر مخالف کو جائے دم زدن باقی نہیں رکھی مخالفین کے تمام رسائل جمع کر کے اعتراضات کے شافی و کافی مکمل جوابات دیئے گئے ہیں اس کتاب کے بعد اور کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی تصنیف لطیف حضرت صدر الافاضل